قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

ہادی برحق شافی مطلق کا احسان کہ نسخۂ دافع زلل صوری رافع علل معنوی نافع مومنین

جلد سوم و چہارم

مذاق العارفین

ترجمہ

احیاء علوم الدین

مترجمہ

اکمل زمان افضل دوران عالم المعی فاضل لوذعی مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی اکرمہ اللہ العلی القوی

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا
فدا حسین

لغات کشوری

اپنے آپ طلبا تعلیم مین ترقی کر سکتے ہین بذریعہ لغات کشوری

فارسی زبان کی یہ سب سے پہلی ڈکشنری ہی جو اپنی ندرت جامعیت اور طرز بیان مین بھی ایک خصوصیت رکھتی ہی اسکو عالم بیعدیل و فاضل اپنے آپ نظیر مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی محافظ صحت مطبع اودھ اخبار نے مرتب و مدون فرمایا ہے جو منشی نولکشور صاحب مالک مطبع کی جانب سے خاص اس کام کے لیے مامور ہوے تھے جنھون نے تین سالی کی مشقت اور عرقریزی سے تحقیق و تدقیق لغات کے قالب مین ایک نئی روح پھونکی ہی اور مطبع نے اسکو بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ طبع کیا ہی فارسی زبان کی دو ایک ڈکشنریان تو پہلے بھی لکھی جا چکی تھین مگر وہ ایسی کم پایہ تھین جو اُن علم دوست طلبہ کے لیے چندان مفید نہ تھین جو بڑی بڑی درسی کتابین پڑھتے پڑھاتے ہین ان کتابون سے صرف وہی طلبہ فائدہ اُٹھا سکتے تھے جنکی تحصیل ابتدائی ہوتی تھی اسکے علاوہ جسطرح یہ ڈکشنریان تمام درسی لغات پر حاوی نہ تھین اسیطرح کنایات اور اصطلاحات سے بھی معرا تھین لیکن لغات کشوری مین چہارم سے زیادہ ایسے الفاظ ملینگے جنسے مبتدی کیا منتہی طلبہ تک بھی پہلے واقف نہ تھے - مؤلف علام نے جمع لغات کا جو التزام کیا ہی وہ مثل انگریزی ڈکشنریون کے ہی - ہر لغت کا حرف اول باب اور حرف ثانی فصل قرار دیا ہی اور تسلسل بیان مین لغت کے تین تین حرف التزاماً رکھے ہین اور جہان کہین پہلے تین حرف برابر آگئے ہین جیسے پنج ارکان پنج پایہ پنج گاہ وغیرہ وہان چوتھے حرف کا اور اسیطرح پانچوین اور چھٹے حرف کا بھی التزام رہا ہی اسکے علاوہ جو کتابین اس لغت کی ماخذ ہین وہ بھی نہایت مستند اور معتبر ہین جیسے صراح - قاموس منتخب اللغات مؤید الفضلا - برہان قاطع - غیاث اللغات - بہار عجم - چراغ ہدایت وغیرہم اگرچہ مشہور ہی کہ جب کسی زبان مین لغت کی متعدد کتابین ہوتی ہین تو اُنسے اور مؤلفین لغات کو ایک قسم کی آسانی ہوتی ہی لیکن اُس سے کسی مولف کی قابلیت اور لیاقت مین فرق نہین آتا - جوہری نے صحاح بتیس برس مین مرتب کی تھی اور اسکے بعد مجد الدین فیروزآبادی نے قاموس تین برس مین تالیف کرلی - ایک عالم علم اللغات کے سامنے صاحب قاموس کی بڑی تعریف کی گئی اُسنے کہا تین برس نہ کہو بلکہ تینتیس برس جوہری کے بتیس برس بھی اسمین اضافہ کرنا چاہیے

لیکن یہان تو قضیہ بالعکس ہی لائق مولف نے ابتدا سے انتہا تک درسی کتابون کو پڑھکر لغات اور مصطلحات جمع کیے ہین مثل گلستان - بوستان - یوسف زلیخا سکندر نامہ - انوار سہیلی - مینا بازار - پنج رقعہ - طاہر وحید - توقیعات کسریٰ رسائل طغرا - سہ نثر ظہوری - گل کشتی - اخلاق جلالی - اخلاق ناصری وغیرہ کے اور اسکے بعد کتب لغات سے معانی کی تفسیر اور توضیح کی ہی - لغت کا قلم جلی ہی - اور ہر صفحہ مین ۲۵ - سطرین اور تین کالم ہین - بہت بڑی خوبی یہ ہی کہ ہر لغت پر اعراب لگا دیے گئے ہین اسلیے کہ اختلاف اعراب سے اکثر الفاظ کے معنی بدل جاتے ہین - تبدیل اعراب کے ساتھ جتنی مرتبہ وہ لغت آیا ہی اتنی ہی بار اسکو شروع سطر سے لکھکر معنی بیان کیے ہین - پھر امتیاز السنہ کے لیے لغت کے محاذی ع (عربی) ف (فارسی) ت (ترکی) ی (یونانی) سب (سریانی) کا نشان لکھہ دیا ہی - گو غیاث اللغات اس فن مین ایک بڑی مبسوط کتاب ہی لیکن اسمین اُس سے بھی تقریباً دو ہزار لغت زیادہ ہین - شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی نے جب تفسیر سواطع الالہام کے لکھنے کا ارادہ کیا تو لغات عربی پر عبور حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ عربی لغت کی کتابین خرید اکرتے تھے ایک مرتبہ انھون نے اسی غرض سے کئی ہزار روپیہ کی کتابین خریدکین اور جب اول سے آخر تک دیکھ چکے تو ایکروز مجمع احباب مین کسی نے شیخ سے اُن کتابون کا حال دریافت کیا فیضی نے کہا مین نے جو حقیر رقم اُن کتابون کی قیمت مین دی تھی الحمدللہ وہ وصول ہوگئی - اِن کتابون مین صرف دو لغت ایسے تھے جو پہلے میری نظر سے نہ گذرے تھے - جب فیضی فیاضی جیسے عالم متبحر اور اجل نے دو لفظون کی اتنی قدر کی تو لغات کشوری مین تو سیکڑون لغت ایسے ہونگے جو طلبہ اور حضرات علم دوست کو بالکل نئے اور اجنبی معلوم ہونگے امید کیجاتی ہی کہ شائقین اور طلبہ فیضی سے بھی بڑھکر اس جدید ڈکشنری اور مجموعہ لغات کی قدر کرینگے حجم ۹۴۰ صفحہ قیمت عام دو روپیہ سوائے محصول مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور اور تمام دوکان کتب فروشان سے یہ کتاب پُرمنفعت طلبا کو دستیاب ہوسکتی ہے -

فہرست مطالب مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد سوم

تمت

قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ

ہادی برحق شافی مطلق کا احسان کہ نسخہ دافع زلل صوری رافع علل معنوی نافع مومنین

جلد سوم

مذاق العارفین

ترجمہ

احیاء علوم الدین

مصنفہ

اکمل زمان افضل دوران عالم المعی فاضل لوذعی مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی ادامہ اللہ العلی القوی

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

فدا حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

ای چارہ نما و بندہ پرور
گو حمد سے بہتر نہین کوئی مذکور

ہر دم ہی تجھی سے استعانت
لا احصی کا مضمون بھی ہی لیکن مشہور

جلد ثالث کو کر دون پوری
کیا نسبت خاک کو ہی با عالم پاک

یہ زور قلم مین کر عنایت رباعی
انسان جو کرے دعوی سر سر ہی قصور

دیباچہ

حمد اُس خدا کو سزاوار ہی جسکے جلال کے ادراک مین دل اور خواطر سرگردان ہین اور اُسکے نور کی ادنی تجلی سے آنکھین اور نظرین حیران سب راز ہاے مخفی اور مکنونات ضمیر کو جانتا ہی اور اپنی سلطنت کی تدبیر مین مشیر و وزیر سے بے پروا عیبون کو چھپانا دلون کو پھیر دینا اُسکا کام ہی اور غفار الذنوب اور ستار العیوب اُسکا نام اور صلواۃ و سلام حضرت شفیع المذنبین سید المرسلین پر کہ اُنھون نے دین کی ابتری کو درست فرمایا اور بیدینون کو جڑ سے اُکھاڑا اور اُنکی آل پاک و صحابہ طیبین پر بہت سا سلام بعد حمد و صلوۃ کے معلوم کرنا چاہیے کہ شرف انسانی جس سے کہ اُسکو اور مخلوقات پر فضیلت ہی وہ استعداد معرفت خداے پاک ہی اور یہی معرفت دنیا مین جمال و کمال انسان ہی اور آخرت مین اُسکا ذخیرہ و سامان اور استعداد معرفت قلب کو مرحمت ہوئی اور کسی عضو کو نہین ہوئی کیونکہ خدا تعالی سے نزدیک ہونا اور اُسکو پہچاننا اور اُسکے لیے کام کرنا اور اُسکی طرف دوڑنا یہ سب کام قلب ہی کا ہی اور اشیاء حضوری کا مکاشفہ بھی اسی سے متعلق ہی دوسرے اعضا اُسکے آلات اور تابع اور خدمتگار ہین وہ اُنسے اسطرح کام لیتا ہی جیسے مالک غلام سے یا حاکم رعیت سے یا کاریگر آلات سے غرضکہ اللہ تعالی کے نزدیک دل ہی مقبول ہی اگر غیر اللہ سے محفوظ رہے اور یہی محجوب بھی ہو جاتا ہی اگر غیر اللہ کی طرف بہت متوجہ ہو اور اسی سے باز پرس متعلق ہی اور اسیکو اوامر اور نواہی کا خطاب ہی اور اسی پر عتاب اور یہی سعادت قرب الہی سے بھی مشرف ہوتا ہی پس اگر صفائی اور تزکیہ نصیب ہو گیا تو فلاح کو پہونچتا ہی اور اگر آلودگی مین پڑا رہا تو بدبختی اور ناامیدی کا مورد ہوتا ہی حاصل یہ کہ درحقیقت خداے تعالی کی اطاعت دل ہی کرتا ہی اور اعضاء ظاہری مین صرف عبادت کے

سبب نور پھیل جاتا ہی اور عصیان اور تمرد بھی دل ہی کا کام ہی اور اسوقت اعضا مین فحش اور برائیون کے آثار نمودار ہوجاتے ہین اسی کی روشنی اور تاریکی سے ظاہر کے محاسن اور قبائح کا ظہور ہوتا ہی کیونکہ برتن مین سے وہی نکلتا ہی جو اُسکے اندر ہوتا ہی - اور دل ایسی چیز ہی کہ آدمی جب اِسکو جان لے تو اپنے نفس کا عالم ہوجاتا ہی جسکے جاننے پر مدار خداے تعالےٰ کی معرفت کا ہی اور اگر دل سے جاہل رہے تو نفس سے بھی جاہل رہتا ہی اور نفس کی جہالت سے خداتعالےٰ کو بھی نہین پہچان سکتا اسلیے کہ جو اپنے قلب سے ہی جاہل ہی تو غیر سے بطریق اولیٰ جاہل ہوگا - اور اکثر لوگ اپنے قلوب اور نفوس سے ناواقف ہین اور اُنکے بیچ مین اور اُنکے نفسون کے درمیان مین حجاب ہی چنانچہ خداے تعالےٰ فرماتا ہی ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ اور خدا کا حائل ہونا اسطرح ہی کہ دل کو مشاہدہ اور مراقبہ اور ادراک صفات قلبی سے روک دے اور یہ کیفیت نہ معلوم ہونے دے کہ دل خداتعالیٰ کی دو انگلیون مین کسطرح پھرتا رہتا ہی اور یہ کہ کسطرح بعض اوقات اُسکا میلان اسفل السافلین کی طرف ہوکر شیاطین کی حد تک پہونچتا ہی اور بعض اوقات اُسکی رغبت اعلیٰ علیین کی طرف ہوکر عالم ملائکہ مقربین تک عروج کرجاتا ہی اور جو شخص اپنے قلب کا حال نہ جانے کہ اُسکی نگہبانی اور محافظت کرے اور خزائن ملکوتیہ جو اُسپر وارد ہوتے ہین اُنکا امیدوار رہے وہ اُن لوگون مین سے ہی جنکے حق مین خداے تعالےٰ فرماتا ہی نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون اِس سے معلوم ہوا کہ قلب کا پہچاننا اور اُسکے اوصاف کی حقیقت کو دریافت کرنا اصل دین اور بنیاد طریق سالکین ہی اور چونکہ ہم نصف اول کتاب مین عبادات ومعاملات متعلقہ اعضاء ظاہری کا حال لکھ چکے ہین جسکو علم ظاہر کہتے ہین اور وعدہ کرچکے ہین کہ نصف ثانی مین صفات مہلکہ اور منجیات جو قلب پر جاری ہوتے ہین اور جنکا نام علم باطن ہی بیان کرینگے اسلیے ضرور ہوا کہ قبل تفصیل مہلکات اور منجیات کے دو باب لکھین اول مین عجائب صفات اور اخلاق قلبی کا مذکور ہو اور دوم مین کیفیت ریاضت قلب اور اُسکے اخلاق کی تہذیب کا مسطور اب ہم عجائب قلبی کو بطریق ضرب امثال ذکر کرتے ہین کہ جلد سمجھ مین آوے ورنہ اُسکے عجائب واسرار جو عالم ملکوت سے متعلق ہین اکثر سمجھ مین نہین آتے

باب اول ذکر عجائبات قلبی کا مشتمل پندرہ بیانون پر

بیان اول نفس اور روح اور قلب اور عقل کے معنے کا اور یہ کہ اِن چارون اسماء سے کیا مراد ہی جاننا چاہیے کہ اِن چارون لفظون کا استعمال فصول مہلکات اور منجیات مین ہوتا ہی اور علما مین سے ایسے لوگ کم ہین جو اِن الفاظ کے معانی کا اختلاف اور اُنکا مصداق جانتے ہون اور اکثر غلطی اسیوجہ سے ہوتی ہی کہ لوگ اُنکے معنی نہین جانتے اور نہ اُنکے معانی مختلفہ مین مشترک آنے کا حال پہچانتے لہٰذا ہم اُنکے معانی وہ بیان کرینگے جنسے ہماری غرض متعلق ہی لفظ اول قلب ہی اُسکے دو معنی ہین اول تو وہ گوشت کا ٹکڑا گاؤدم جو سینے کے بائین جانب ہی اور اُسکے بیچ مین خلو ہی جسمین سیاہ خون رہتا ہی جو منبع اور معدن روح کا ہی لیکن ہمکو اُسکی شکل وکیفیت کا بیان کرنا مقصود نہین اُس سے غرض اطبا کی متعلق ہوتی ہی دینی غرض اُس سے کوئی متعلق نہین اسطرح کا دل تو بہائم بلکہ مُردہ مین بھی موجود ہوتا ہی پس جب ذکر قلب کا اِس کتاب مین آویگا تو اُس سے یہ معنی مراد نہونگے اسلیے کہ اِن معنی کے اعتبار سے تو دل ایک گوشت کا ٹکڑا بیقدر ہی اور عالم محسوسات ظاہری سے ہی یہانتک کہ جانورون کو بھی آنکھ سے سوجھ سکتا ہی آدمیون کا تو کیا ذکر ہی اور دوسرے معنی دل کے یہ ہین کہ وہ ایک لطیفہ روحانی ربانی ہی جسکو قلب جسمانی سے تعلق ہی اور یہی لطیفہ حقیقت انسانی کہلاتا ہی اور مدرک اور عالم اور مخاطب اور معاتب یہی ہی اور اسی سے بازپرس ہی اور جو وجہ علاقہ کی اِس لطیفہ کو قلب جسمانی سے ہی اُسکے ادراک مین اکثر لوگون کی عقل حیران ہی کیونکہ اُسکا تعلق قلب جسمانی سے ایسا ہی جیسا تعلق اعراض کا اجسام سے یا صفات کا اپنے موصوف سے یا تعلق کاریگر کا اپنے آلے سے یا مکین کا مکان سے اور ہم جو اسوجہ کو نہین بیان کرتے اُسکے دو سبب ہین اول تو یہ کہ یہ امر علوم مکاشفہ یعنی اسرار غیبی سے متعلق ہی اور ہمکو اِس کتاب مین صرف علوم معاملہ بیان کرنے مقصود ہین دوم یہ کہ اُسکی تحقیق روح کے راز فاش ہونے پر موقوف ہی اور یہ وہ راز ہی

جسمین آنحضرت صلعم نے کچھ ارشاد نہین فرمایا پس دوسرے کو بھی لب کشائی اس باب مین نہ چاہیے - غرضکہ اس کتاب مین جسجگہ ہم قلب لکھینگے اس سے یہی لطیفہ مراد ہوگا اور ہماری غرض بھی یہی ہی کہ اُسکے اوصاف اور احوال بیان کرین اُسکی حقیقت فی ذاتہ کا بیان کرنا منظور نہین اسلیے کہ علم علم معاملہ کا اُسکے صفات اور حالات کے جاننے پر ہی اسمین کچھ ضرورت ذکر حقیقت کی نہین پڑتی دوسرا لفظ روح ہی اُسکے بھی دو معنی ہین ایک یہ کہ روح ایک جسم لطیف ہی جسکا منبع قلب جسمانی کا خلو ہی اور وہان سے بذریعہ شریانون کے تمام اعضاء بدن مین پھیلتی ہی اور اُسکا بدن مین پھیلنا اور حیات اور حواس خمسہ کا اعضا کو دینا ایسا ہی جیسا ایک چراغ کسی گھر مین رکھدو اور اُس سے چار طرف روشنی پھیل جاوے اور گھر کے اندر جس جگہ یہ روشنی جاوے وہان اجالا ہو جاوے پس روح بمنزلہ چراغ کے ہی اور حیات بمنزلہ نور کے اور روح کا باطن مین حرکت کرنا اور بدن مین ساری ہونا ایسا ہی جیسا چراغ مثلاً اطراف گھر مین پھرایا جاوے - یہ معنی روح کے اصطلاح طبا کی ہی یعنی روح ایک بخار لطیف ہی جو حرارت قلب سے نضج پاتا ہی پس ان معنون کا بیان کرنا ہماری غرض نہین اس سے غرض اطبا کی متعلق ہی جو علاج بدن کرتے ہین اور اطبا دین جو قلب کے معالج اس لیے ہوتے ہین کہ اسکو جوار رب العالمین تک پہونچاوین وہ اس روح سے ذرا بھی بحث نہین کرتے بلکہ اُنکی غرض دوسرے معنی سے ہی اور روح کے دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ ایک لطیفہ مدرکہ ہی انسان مین اور یہ وہی معنی ہین جسکی شرح دوسرے معنی قلب مین ہم کر چکے ہین اور یہی معنی مراد ہین اس آیت تفسیر مین قل الروح من امر ربی[1] اور یہ ایک ایسی عجیب ربانی شی ہی کہ جسکے کنہ حقیقت کے ادراک مین اکثر عقول و فہم عاجز ہین تیسرا لفظ نفس ہی یہ کئی معنون مین مشترک بولا جاتا ہی جنمین سے دو معنی ہمارے مقصود کے موافق ہین اول یہ کہ نفس انسان مین وہ شی ہی جو قوت غضب اور شہوت کی جامع ہی اور اُسکا بیان عنقریب آویگا اہل تصوف مین یہ معنی اکثر شائع ہین اُنکے نزدیک نفس وہی ہی جسمین صفات مذمومہ انسانی جمع ہین اور اسی بناپر وہ لوگ فرماتے ہین کہ نفس سے مجاہدہ کرنا چاہیے اور نفس کو خوب توڑنا چاہیے اور اس حدیث شریف مین بھی کہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک[2] یہی مراد معنی ہین دوسرے معنی نفس کے یہ ہین کہ نفس ایک لطیفہ ربانی ہی جسکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین اور اس اعتبار سے واقع مین انسان وہی ہی اور نفس انسان اور ذات انسان بھی اُسکو سمجھنا چاہیے البتہ اتنا ہی کہ بسبب اختلاف احوال صفات مختلفہ کے ساتھ موصوف ہوتا ہی پس جب شہوات سے مزاحمت کرتے کرتے اُسکا اضطراب دور ہو جاتا ہی اور فرمانبرداری مین ٹھہر جاتا ہی تو اُسکو نفس مطمئنہ کہتے ہین جسکے باب مین خداتعالی فرماتا ہی یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ[3] کیونکہ نفس کے اول معنی جو بیان ہوے اُنکے اعتبار سے اُسکا اللہ کیطرف رجوع کرنا متصور نہین ہوتا بلکہ وہ تو اللہ سے دور کرتا ہی اور جماعت شیطان سے ہی - اور جب اُسکا سکون کامل نہین ہوتا مگر نفس شہوانی کو روکتا رہتا ہی اور اُسپر اعتراض کرتا رہتا ہی تو اُسکو نفس لوامہ کہتے ہین اسلیے کہ وہ اپنے مالک کو عبادت مولی مین قاصر پاکر ملامت کرتا ہی اسکا ذکر بھی خداتعالی نے فرمایا ہی لا اقسم بالنفس اللوامۃ[4] اور جب شہوانی کی روک چھوڑ دے بلکہ مقتضائے شہوات اور حرکات شیطانی کا مطیع اور منقاد ہو جاوے تو اُسکو امارہ بالسوء کہتے ہین جیساکہ خداتعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام یا عزیز مصر کی بی بی کے حال مین ارشاد فرمایا ہی وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء[5] اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ امارہ بالسوء سے مراد نفس باعتبار معنی اول ہو تو اس صورت مین نفس بمعنے اول نہایت ہی برا ہی اور دوسرے معنے کی رو سے عمدہ ہی اسلیے کہ وہ انھین معنی کے اعتبار سے ذات و حقیقت انسانی ہی جو معرفت الٰہی و دیگر معلومات کی عالم ہی چوتھا لفظ عقل ہی اور وہ بھی معانی مختلفہ مین مشترک ہی جنکا بیان ہم باب العلم مین کر چکے اور اُنمین سے دو معنون کے ساتھ ہماری غرض متعلق ہی اول تو یہ کہ کبھی عقل بولتے ہین اور اس سے مقصود علم حقائق امور کا ہوتا ہی اس صورت مین عقل صفت علمیہ ہوگی جسکا محل قلب ہی - دوسرے یہ کہ کبھی عقل کہتے ہین اور اس سے مراد مدرک علوم ہوتی ہی تو اس صورت مین عقل بھی وہی لطیفہ مذکورہ بالا ہوگی اور اُسکی تفصیل یہ ہی کہ ہم جانتے ہین جو عالم ہی وہ بنفسہ موجود اور قائم بذاتہ خود ہی اور صفت علم اسمین حلول کی ہوئی ہی اور صفت غیر ہوتی ہی اپنے موصوف کی پس عقل سے کبھی تو یہ صفت علم مراد ہوتی ہی اور کبھی محل ادراک یعنی موصوف اس صفت کا مراد ہوتا ہی اور یہی معنی ہین عقل کے اس حدیث شریف مین کہ اول ما خلق اللہ العقل[6] کیونکہ صفت علم تو قائم بالذات نہین ایک عرض ہی اُسکا اول مخلوق ہونا کیسے سمجھا جاوے تو ضرور ہی کہ اُسکا محل اُس سے پہلے یا اُسکے ساتھ مخلوق ہو ورنہ خطاب کسطرح ممکن ہوگا جو اسی حدیث مین

ف ۱ ت تو کہ روح ہی میرے رب کے حکم سے ۱۲ ح ۲ سب مین زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہی جو تیرے پہلو مین ہی ۱۲ بیہقی در کتاب الزہد بروایت ابن عباس رضہ و اسمین محمد بن عبد الرحمن بن غزوان وضاع ہین ۱۲ ف ۳ ت اے جیو جس نے چین پکڑ لیے جی پھر چل اپنے رب کی طرف تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۱۲ ف ۴ ت قسم کھاتا ہون جی کی جو الاہنا دیتا ہی ف ۵ ت اور مین پاک نہین کہتا اپنے جی کو تو سکھاتا ہی برائی ۱۲ ح ۶ سب سے پہلے خداتعالی نے عقل کو پیدا کیا ۱۲ اسکی اسناد باب العلم مین گذری ۱۲

مذکور ہی کہ خداے تعالیٰ نے اُسکو فرمایا کہ سامنے آتو سامنے آئی پھر فرمایا پشت پھیر تو پُشت پھیری اُس سے معلوم ہوا کہ اِس حدیث مین عقل سے محل صفت علمی مراد ہی اب معلوم کرنا چاہیے کہ اِن چارون الفاظ قلب نفس و روح و عقل کے مدلول جُدا جُدا موجود ہین یعنی قلب جسمانی اور روح جسمانی اور نفس شہوانی اور علوم اور پانچوین معنی یعنی لطیفہ مُدرکہ انسانی وہ اِن چارون لفظون مین مشترک ہی اِس صورت مین لفظ چار ہوئے اور معنی پانچ اور ہر لفظ کے دو دو معنی ہوے۔ اور چونکہ اکثر علما پر اِن الفاظ کا اختلاف اور اشتراک مشتبہ ہو گیا ہی اسی جہت سے وہ خواطر مین لکھتے ہین کہ یہ خاطر قلب ہی اور یہ خاطر نفس ہی اور یہ خاطر روح ہی مگر ناظر کو اِن چیزون مین کچھ معانی کا اختلاف معلوم نہین ہوتا اِسی قباحت کے دور کرنے کے لیے ہم نے اِن الفاظ کی شرح اول کر دی۔ اور جہان کہین قرآن مجید یا حدیث شریف مین لفظ قلب واقع ہی پس اُس سے مراد وہ چیز ہی جو انسان مین سمجھتی ہی اور حقیقت اشیا کو معلوم کرتی ہی اور اُسکو کنایۃً اُس قلب پر بولتے ہین جو آدمی کے سینہ مین ہی کیونکہ اُس لطیفہ اور جسم قلب مین ایک علاقہ خاص ہی اور اگرچہ وہ تمام بدن سے متعلق ہی اور سب اعضا سے کام لیتا ہی لیکن تعلق اُسکا اور اعضا سے بواسطہ قلب کے ہی یعنی لطیفہ مذکورہ کا تعلق اول قلب جسمانی ہی سے ہی گویا کہ قلب جسمانی اُسکا محل اور دار السلطنت اور مرکب ہی اور اسی جہت سے سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے قلب جسمانی کو عرش سے اور سینہ کو کرسی سے تشبیہ دی ہی اور فرمایا ہی کہ قلب عرش ہی اور صدر کرسی ہی اور اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اُنکی غرض یہ ہی کہ قلب عرش خدا کا ہی اور صدر اُسکی کرسی ہی کیونکہ یہ امر تو محال ہی بلکہ مراد اُنکی یہ ہی کہ قلب جسمانی اور صدر لطیفہ قلبی کے لیے دار السلطنت اور تختگاہ ہین کہ اول اُسکا تصرف یہان ہی سے شروع ہوتا ہی غرضکہ قلب جسمانی اور صدر کو لطیفہ قلبی سے وہ نسبت ہی جو عرش و کرسی کو ہی خداے پاک سے اور یہ تشبیہ بھی صرف بعض وجوہ سے درست بیٹھتی ہی اور چونکہ اُس سے ہماری غرض متعلق نہین اسلیے فروگذاشت کرتے ہین

دوسرا بیان قلب کے لشکرون کا

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لشکر قلوب اور ارواح اور دوسرے عالمون مین اتنے ہین کہ اُنکی حقیقت اور گنتی سوا اُسکے اور کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود فرماتا ہی وَمَا یَعلَمُ جُنُودَ رَبِّکَ اِلَّا ہُوَ اور ہم اب بعض لشکر قلب کے بیان کرتے ہین کیونکہ ہماری غرض قلب ہی سے متعلق ہی پس جاننا چاہیے کہ قلب کے دو لشکر ہین ایک وہ جو ظاہری آنکھ سے محسوس ہوتا ہی اور ایک وہ جو عقل کی آنکھ سے سوجھتا ہی اور وہ دونون قلب کے لیے بمنزلۂ خادم اور مددگار کے ہین اور یہان لشکر کے یہی معنی ہین پس وہ لشکر جو ظاہری آنکھ سے سوجھتا ہی وہ ہاتھ پانٔون آنکھ کان ناک اور تمام اعضا ظاہری اور باطنی ہین کہ سب کے سب اُسکے خادم اور مسخر ہین وہ جسطرح چاہتا ہی اُنمین تصرف کرتا ہی یہ سب اُسی کی اطاعت کے لیے پیدا ہوئے ہین حتیٰ کہ اُسکے خلاف کی قدرت نہین رکھتے اور نہ اُس سے منحرف ہو سکتے ہین مثلاً جب آنکھ کو حکم کھلنے کا کرتا ہی کھلجاتی ہی اور پانٔون کو چلنے کا کرتا ہی تو چلنے لگتا ہی زبان کو بولنے کے لیے حکم ناطق دیتا ہی تو بولنے لگتی ہی اور اسیطرح تمام اعضا کا حال ہی اور اعضا اور حواس کا مطیع ہونا قلب کے لیے من وجہ ایسا ہی جیسا فرشتے اللہ تعالیٰ کے مطیع ہین کہ وے بھی طاعت آلٰہی کے لیے مخلوق ہین خلاف کی قدرت نہین رکھتے بلکہ اُنکا حال یہ ہی لَا یَعصُونَ اللہَ مَا اَمَرَہُم وَیَفعَلُونَ مَا یُؤمَرُونَ البتہ ایک بات کا فرق ہی کہ فرشتے اپنی طاعت اور امر آلٰہی کی بجا آوری کے عالم بھی ہوتے ہین اور اعضا مین یہ بات نہین مثلاً آنکھ کی پلکین کھلنے اور بند ہونے مین اطاعت قلب کی تو کرتی ہین مگر اُنکو مطلق نہ اپنے وجود کی خبر ہی اور نہ اِس اطاعت کی خبر اور چونکہ قلب کو حاجت سواری اور زادراہ کی اُس سفر کے لیے ہوتی ہی جسکے لیے پیدا ہوا ہی یعنی سفر معرفت آلٰہی اور قطع منازل دیدار رحمانی کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونِ اسی لیے اسکو ان اعوان اور مددگارون کی حاجت پڑی اُن مین سے اُسکی سواری تو بدن ہی اور زادراہ علم ہی اور جن اسباب سے کہ یہ زادراہ تک پہونچکر توشہ حاصل کرتا ہی وہ اعمال نیک ہین اور بندہ کے لیے ممکن نہین کہ راہ سلوک الی اللہ بدون سکونت بدن اور بسر کرنے دنیا کے حاصل ہو سکے کیونکہ بڑی منزل تک پہونچنے کے لیے چھوٹی منزل کا قطع کرنا ضرور ہی اور اسی بنا پر اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الآخِرَۃِ واقع ہوا ہی گویا دنیا بھی ایک منزل ہدایت ہی

اور اُسکا دینا اس وجہ سے نام ہوا کہ قدر و منزلت مین اُس دوسری منزل سے کم ہی - غرض کہ قلب کو ضرور ہی کہ اس عالم مین زادراہ حاصل کرے اور بدن وہ سواری ہی جسکے باعث اس دنیا مین پہونچ جاتا ہی (پس اُسکی حفاظت اور کفالت بھی ضرور ہوئی) اور اُسکی حفاظت اسطرح ہی کہ جو غذا وغیرہ اُسکے موافق ہو وہ اُسکو دیجاوے اور جو اسباب اُسکے ہلاک کے ہون وہ اُس سے دور کیے جاوین اس اعتبار سے حصول غذا کے لیے دو خادمون کی حاجت ہوئی ایک باطنی جسکا نام بھوکھ اور خواہش ہی اور ایک ظاہری یعنی ہاتھ وغیرہ اعضا جنسے غذا حاصل ہو اسی لیے قلب مین بقدر حاجت خواہش بھی پیدا کی گئی اور اعضا جو ذریعۂ خواہش ہین وہ بھی عنایت ہوے اسیطرح مہلکات سے بچنے کے لیے دو لشکرون کی ضرورت ہوئی ایک باطنی جسکو غضب کہتے ہین اور جسکے باعث دشمنون سے انتقام لیتا ہی اور مہلکات کو دور کرتا ہی اور ایک ظاہری یعنی ہاتھ اور پاؤن وغیرہ جنسے غضب کے وقت حسب مقتضاے غضب کام لیتا ہی گویا ان اعضا کا وجود بدن مین مثل ہتھیارون کے ہی اب جو شخص محتاج غذا کا ہی جب تک اُسکو غذا کا حال معلوم نہو تو صرف محبت غذا اور بھوکھ سے کام نہ چلیگا اس لیے قلب کو غذا کے پہچاننے کے لیے دو خادمون کی ضرورت ہوئی ایک باطنی یعنی ادراک حواس خمسۂ ظاہری کا اور ایک ظاہری یعنی مواضع حواس خمسۂ ظاہری کے کہ آنکھ و کان و ناک وغیرہ ہین - اور قلب کو جو ان اشیا کی طرف حاجت ہی اُسکی وجہ مفصل اور یہ کہ اسمین کیا حکمت ہی اتنا طول کلام چاہتی ہی کہ بہت سی جلدون مین بھی بیان نہو سکے اور ہم نے کچھ تھوڑا سا باب الشکر مین لکھا ہی اُسی پر اکتفا کیجاتی ہی - حاصل یہ کہ قلب کے خادم تین قسم کے ہین ایک تو وہ کہ اُسکو کسی شی کی طرف رغبت دلاوین خواہ حصول نفع کی طرف مثل بھوکھ کے خواہ ضرر دور کرنے کی طرف مثل غضب کے اس قسم کے خادم کو ارادہ بھی کہتے ہین دوسری قسم وہ ہی جو حصول مقصود کے لیے اعضا کو حرکت دیتی ہی اُسکو قدرت و طاقت کہتے ہین جو تمام اعضا خصوصاً رگ و پٹھے مین پھیلی ہوئی ہی تیسری قسم جاسوسون کی طرح مُدرِک اور پہچاننے والی ان اشیا کی ہی وہ قوت دیکھنے اور سونگھنے اور سُننے اور چکھنے اور چھونے کی ہی جو اعضاء معینہ مین موجود ہی اس قسم کا نام علم و ادراک ہی اور ان باطنی لشکرون مین سے ہر ایک کے ساتھ ظاہری لشکر بھی ہین یعنی اعضاے مرکب گوشت و پوست و چربی و خون و ہڈی وغیرہ سے یہ اعضا آلات و اسباب پہلے لشکرون کے ہین مثلاً قوت گرفت انگلیون سے متعلق ہی - اور قوت بینائی آنکھ مین ہی اور علی ہذا القیاس اور قوی کو سمجھنا چاہیے - اور ہم کو اعضاء ظاہری سے بحث نہین کیونکہ یہ عالم ظاہری سے ہین بلکہ ہم اُن اعوان قلبی کا ذکر کرتے ہین جو آنکھ سے نہین سوجھتے اور وہ اُن سب مین سے قسم سوم ہی یعنی قواے مدرک اور اُنکی دو قسمین ہین ایک تو وہ جنکا ٹھکانا اعضاء ظاہری مین ہی یعنی حواس خمسۂ ظاہری جو متعلق اعضاء ظاہری آنکھ کان ناک وغیرہ سے ہین اور ایک وہ جنکا مسکن منازل باطنی مین ہی یعنی دماغ کی تجویفون مین اور یہ بھی پانچ ہین اسلیے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھکر جو اپنی آنکھین بند کر لیتا ہی تو اُس شی کی تصویر اپنے نفس مین پاتا ہی اُسکو خیال کہتے ہین پھر یہ صورت بعض باتین یاد رکھنے سے اُسکے ساتھ رہتی ہی وہ حافظہ کہلاتا ہی پھر یاد کی چیز کو سوچتا ہی اور بعض کو بعض سے ملاتا ہی اور جو بھولا ہوا ہوتا ہی وہ یاد آجاتا ہی اور صورت جون کی تون نفس مین ہو جاتی ہی پھر محسوسات کی سب باتون کو حس مشترک سے اپنے خیال مین جمع کر لیتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ باطن مین یہ قوتین ہین حس مشترک اور خیال اور فکر اور ذکر اور حفظ - اور اگر خدا تعالی قوت حفظ اور فکر اور ذکر اور خیال پیدا نہ فرماتا تو دماغ ان چیزون سے خالی ہوتا جیسے اب ہاتھ پاؤن وغیرہ اُنسے خالی ہین غرضکہ جیسے یہ قوی باطنی ہین اسیطرح اُنکی جگہین بھی باطنی ہین **ف** مترجم کہتا ہی کہ اطبا کے نزدیک جو حواس خمسۂ باطنی ہین وہ سب کو معلوم ہین اور نام بھی اُنکے مشہور مصنف رحمہ نے جو تبدیل کی ہی نہ معلوم کس رعایت سے کی ہی اُنکی تقریر کا ترجمہ کر دیا گیا ہی پس یہ اقسام ہین قلب کے لشکرون کے اور اُنکا بیان اسطرح کہ کم علمون کی بھی سمجھ مین آجاوے طول چاہتا ہی اور گو اس جیسی کتاب مین غرض یہی ہی کہ منتہی لوگون کو نفع ہو پھر بھی ہم مثالین لکھ لکھ کر ایسا بیان کرتے ہین جسکو مبتدی بھی سمجھ لین

تیسرا بیان مثالین قلب کے باطنی خادمون کی

جاننا چاہیے کہ قلب کے دو خادم غضب اور شہوت کبھی اُسکی فرمانبرداری بدرجۂ اتم کرتے ہین تو اُسوقت قلب کو سلوک مین اُنسے مدد ملتی ہی بلکہ اُن

دونون کو اپنے سفر الی اللہ مین اچھا رفیق سمجھتا ہو اور کبھی یہ دونون اُسکی نافرمانی کرکے اُس سے باغی ہو جاتے ہین تو یہ نوبت پہونچتی ہو کہ اُسی کو غلام کر لیتے ہین اور موجب اُسکی بربادی کا ہوتے ہین اور جس سفر سے کہ اُسکو سعادتِ ابدی حاصل ہوتی ہو اُس سے باز رہتا ہو مگر اُسکے مددگار اور بھی ہین جنکو علم اور حکمت اور تفکر کہتے ہین اور اُنکا بیان عنقریب آتا ہو پس ایسے وقت نازک مین قلب کو مناسب ہو کہ اُن مددگارون سے جو اللہ کے گروہ کہلاتے ہین اُن دونون خادمون کے مقابلہ کے لیے استعانت چاہے اسلیے کہ وہ دونون کبھی شیطان کی جماعت مین مل جاتے ہین اور قلب کو دباتے ہین پس اگر قلب نے استعانت نہ کی اور غضب اور شہوت کا مطیع ہو گیا تو بھی صورت ہلاکی اور نقصان بین کی ہو اور اکثر لوگون کا یہی حال دیکھا جاتا ہو کہ اُنکی عقلین شہوات کی ایسی مطیع ہو گئی ہین کہ اپنی شہوات کے پورا کرنے کے لیے بیسیون حیلے ڈھونڈھتے ہین اور مناسب ان تھا کہ عقل کی ضروریات مین شہوت اُسکی مطیع رہتی اَب ہم ناظرین کے سمجھانے کے لیے اسکی توضیح تین مثالون سے کرتے ہین

مثال اول فرض کرو کہ نفس انسانی یعنی لطیفۂ مذکورۂ بالا بادشاہ ہو اور بدن اُسکا شہر اور دار السلطنت اور جوارح اور قوی اُسکے کارکُن اور عملہ اور قوتِ عقلیہ اُسکا وزیر خیرخواہ و باتدبیر ہو اور غضب اُس شہر کا کوتوال ہو اور شہوت اُسکا غلام بدسرشت جو اُس شہر مین کھانا وغیرہ لایا کرتا ہو اور بڑا مکار جھوٹا فریبی پلید ہو کہ خیرخواہون کی صورت مین آکر بظاہر خیرخواہی کرتا ہو مگر اُسکی خیرخواہی مین سراسر فساد اور زہر قاتل ہو اور اُسکی عادت یہ ٹھہر گئی ہو کہ وزیر باتدبیر کے ساتھ اُسکی تجویزون مین نزاع کرتا رہتا ہو یہانتک کہ کوئی گھڑی اُسکے نزع سے خالی نہین رہتا ہو پس ایسی صورت مین اگر بادشاہ اپنے امور سلطنت مین وزیر کے مشورون پر چلیگا اور اُس غلام پلید کے کہنے سے روگردان رہیگا اور یہ بات ٹھان لیگا کہ اسکے خلاف ہی مین بہتری ہو اور اپنے وزیر کی خاطرداری سے کوتوال کی بھی تادیب کریگا اور وزیر کی طرف ہو کر اُسکو اُس غلام خبیث اور اُسکے تابعین پر معین فرماویگا تاکہ غلام مذکور اپنے درجہ سے بڑھنے نہ پاوے مغلوب اور محکوم بنا رہے زیادہ مُنھ نہ لگے تو ظاہر ہو کہ بادشاہی انتظام بہت درستی اور عدل کے ساتھ ہوگا اسی طرح اگر نفس عقل سے استعانت لیگا اور غضب کی تادیب کرکے اُسکو شہوت پر مسلط رکھیگا اور کبھی غضب کو کم کرنے کے لیے شہوت سے مدد چاہیگا اور کبھی شہوت کے دبانے کے لیے غضب کو اُسپر مسلط کرکے مقتضیات شہوت کو بُرا سمجھیگا تو اُسکے قویٰ سب درجۂ اعتدال پر رہینگے اور اُسکے اخلاق سب بہتر ہونگے اور اگر اس طریق سے عدول کریگا اُن لوگون مین سے ہوگا جنکی شان مین خدا تعالی فرماتا ہو اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ یا یہ ارشاد ہو وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ یَلْھَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْھَثْ اور جو شخص کہ نفس کو شہوات سے روکتا ہو اُسکے حق مین یون ارشاد ہو وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی اور کیفیت ان چیزون کے ساتھ مجاہدہ کی اور ایک کو دوسرے پر مسلط کرنے کی انشاء اللہ عنقریب باب ریاضت نفس مین آویگی

دوسری مثال فرض کرو کہ بدن ایک شہر ہو اور اُسکا حاکم مدبر عقل ہو یعنی وہ چیز جو انسان کی مدرک ہو اور حواس ظاہری اور باطنی اُسکے لشکر اور اعوان ہین اور اعضا اُسکے رعیت اور نفس امارہ یعنی شہوت و غضب اُسکا دشمن کہ اُسکی سلطنت کا خواہان ہو اور رعیت کو تباہ کیا چاہتا ہو تو اَب بدن کو ایک مورچہ جاننا چاہیے جسمین بادشاہ خود حفاظت کے لیے موجود ہو پس اگر اپنے دشمن سے لڑ کر اُسکو بھگا دیگا یا مغلوب کر لیگا تو اُسکا کام دربار اعلی مین پسند ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہو فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً اور اگر اس مورچہ کو کھو بیٹھیگا اور اپنی رعیت کو بیکار کر دیگا تو خدا کے نزدیک مذموم ہوگا اور اُسکی سزا اُسکو دیجاویگی جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہو کہ ایسے شخص سے قیامت کو یون کہا جائیگا اے خبیث نگاہبان تو نے گوشت کھا لیا اور دودھ پیا پر گم ہوئی چیز کا ٹھکانا نہ لگایا اور شکستہ کو درست نہ کیا آج مین تجھ سے عوض لونگا اور اسی مجاہدہ کی طرف اشارہ ہو اس حدیث شریف مین کہ رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ

تیسری مثال عقل کو ایک سوار سمجھنا چاہیے جسکا ارادہ شکار کا ہو اور شہوت کو اُسکا گھوڑا اور غضب کو اُسکا کتا خیال کرنا چاہیے پس اگر سوار حاذق اور ماہر ہوگا اور گھوڑا بھی سدھا ہوا اور کتا بھی تعلیم یافتہ تو بیشک اپنے مقصود کو پہونچیگا اور جب سوار بذات خود فن سواری سے جاہل ہوگا اور گھوڑا سرکش اور کتا دیوانہ تو نہ گھوڑا ہی اُسکا کہنا کریگا اور نہ کتا اشارہ پر چلیگا

پس ایسے شخص کو شکار کا ملنا تو درکنار اپنی جان ہی بچانی دشوار ہو گی اس مثال میں سوار کو سواری نہ آنی مثال انسان کی جہالت اور قلت حکمت اور کمی بصیرت کی ہی اور گھوڑے کی سرکشی مثل غلبہ شہوت کے خصوصاً شہوت شکم اور شرمگاہ کی اور کتے کی دیوانگی مثل غلبہ غضب کے ہو اللہ تعالی اپنے فضل و عنایت سے اُنسے بچاوے

چوتھا بیان قلب انسان کی خاصیت کا ذکر

واضح ہو کہ جسقدر چیزین ہم نے اعضا و حواس سے بیان کی ہین وہ اللہ تعالی نے تمام حیوانات کو بھی دی ہین مثلاً شہوت اور غضب اور حواس ظاہری و باطنی سب حیوانون کو بھی حاصل ہین دیکھو جب بکری بھیڑیے کو آنکھ سے دیکھتی ہی تو اُسکی عداوت اپنے دل سے معلوم کر کے فوراً بھاگتی ہی اس سے معلوم ہوا کہ حیوان کو بھی ادراک باطنی موجود ہی پس اب ہم وہ چیز ذکر کرتے ہین جو خاص قلب انسانی مین پائی جاوے اور جسکے باعث اُسکو شرف اور تقرب الی اللہ کی لیاقت ہی اور وہ دو باتین ہین ایک علم اور دوسرا ارادہ - علم تو امور دنیوی اور اخروی اور حقائق عقلی کا ہی کہ یہ امور نہ محسوسات کی حد مین داخل ہین اور نہ حیوانات کو اُنمین انسان کے ساتھ شرکت بلکہ علوم کلیہ بدیہی بھی خواص عقل انسانی سے ہین مثلاً انسان یہ حکم کرتا ہی کہ ایک شخص کا دو مکانون مین ہونا ایک ہی حالت مین غیر ممکن ہی پس یہ حکم ہر شخص کے واسطے ہی گویا اُسنے دنیا کے بعض ہی اشخاص دیکھے ہین اُس صورت مین اُسکا حکم کر دینا جمیع اشخاص پر اُسکی حس کے ادراک سے زائد ہی اور جب علم خاص بدیہی مین یہ امر سمجھ چکے تو اور تمام نظریات مین اور بھی ظاہر تر ہی اور ارادہ سے یہ غرض ہی کہ جب انسان عقل سے انجام کار کو سوچتا ہی اور اُسمین بہتری معلوم ہوتی ہی تو اُسکی طبیعت مین ایک شوق اُس بہتری کا اور اُسکے لوازم کے حاصل کرنے کا پیدا ہوتا ہی اسکو ارادہ کہتے ہین اور یہ ارادہ وہ نہین جو ارادۂ شہوت یا ارادہ حیوانات کا ہوتا ہی بلکہ یہ ارادہ شہوت کے ارادہ کی ضد ہی مثلاً شہوت فصد اور پچھنے سے نفرت کرتی ہی مگر عقل اُسکا ارادہ کرتی ہی اور اُسکے لیے مال تک خرچ کرتی ہی یا بیماری کی حالت مین شہوت کا میل لذیذ کھانون کی طرف ہوتا ہی اور عاقل آدمی اپنے نفس مین اُنسے ایک مانع پاتا ہی اور یہ مانع شہوت کی طرف سے نہین اور اگر خدا تعالی عقل کو تو پیدا فرماتا جس سے انجام کار سوجھتا ہی اور اس ارادہ کو پیدا نہ فرماتا جسکے باعث حرکت اعضا کی عقل کے حکم کے بموجب ہوتی ہی تو عقل کا حکم بفائدہ محض ہوتا غرضکہ قلب انسانی مین وہ علم و ارادہ ہی جو تمام حیوانات مین نہین بلکہ اول اول لڑکون مین بھی نہین ہوتا کیونکہ یہ ارادہ اُنمین بعد بلوغ کے پیدا ہوتا ہی اور شہوت اور غضب اور حواس ظاہری و باطنی اُن مین سب موجود ہوتے ہین ہان ان علوم کے حاصل ہونے کے لڑکے مین دو درجے ہین ایک تو یہ کہ اُسکے دل مین علم بدیہی باتون کا آجاوے مثلاً جن چیزون کا وجود ظاہر مین نہین ہو سکتا اُنکا محال جاننا یا ممکنات ظاہری کا جائز سمجھنا تو اُس صورت مین اُسکو علوم نظریہ تو حاصل نہونگے مگر اُنکے حصول کے قریب ہو جاویگا اور اُسکا حال علوم نظریہ مین ایسا ہو گا جیسا کوئی کاتب کہ کتابت مرکبات سے تو عاری ہی مگر مفردات حروف اور دوات و قلم کو جانتا ہی اسطرح کا کاتب اگرچہ درجہ کتابت پر نہین پہونچا مگر اُسکے قریب ہو جاتا ہی - دوسرے یہ کہ علوم اُسکو اکتساب اور تجربہ اور فکر سے حاصل ہووین اور اُنکا مخزن اُسکے پاس رہے جب چاہے اُنکی طرف رجوع کرے تو ایسے شخص کا حال کاتب حاذق کا سا ہی کہ گو وہ بالفعل لکھتا نہو مگر اُسکو کاتب کہینگے کیونکہ وہ کتابت پر ہر وقت قدرت رکھتا ہی اور یہ مرتبہ علوم کا انسانیت کے مدارج مین سے اعلی درجہ ہی لیکن اس درجہ مین مراتب غیر متناہی ہین کہ اُن مین لوگ کثرت اور قلت معلومات کے باعث یا شرافت اور خسّت معلومات کی جہت سے متفاوت ہین اور نیز طریق حصول مین بھی تفاوت ہوتا ہی کہ بعض قلوب کو اول ہی دہلہ مین بسبیل مکاشفہ الہام آلہی سے حاصل ہو جاتے ہین اور بعض کو نوبت اکتساب اور تعلیم کی پہونچتی ہی پھر بعضے سریع الفہم ہوتے ہین اور بعضے بطی الحصول اور اس مقام مین درجات انبیا و علما اور اولیا اور حکما کے مختلف ہین اور درجات ترقی کی کچھ انتہا نہین اسلیے کہ معلومات آلہی کی کچھ حد نہین اور سب مین اعلی رتبہ اُس نبی کا ہوتا ہی جسپر سب حقیقتین بلا اکتساب و تکلّف صرف مکاشفۂ آلہی سے بہت جلد منکشف ہو جائین اور اسی سعادت سے

بندہ کو خداوند پاک سے قرب معنوی اور حقیقی اور وصفی ہوتا ہی مگر قرب مکانی اور نزدیکی مسافت نہین ہوتی اور ان درجات مین ترقی کرنی سالکین الی اللہ کی منزلین کہلاتی ہین اور ان منازل کی کچھ حد نہین بلکہ ہر سالک کو جس منزل تک وہ پہونچتا ہی اُسکا اور اُسکے نیچے کی منزلون کا حال معلوم رہتا ہی لیکن جو منزلین اُسکے آگے ہین اُنکو علماً تو نہین جانتا الا کبھی ایماناً بالغیب اُنکی تصدیق کرتا ہی جیسے ہم نبوت اور نبی پر ایمان رکھتے ہین اور اُنکے وجود کی تصدیق کرتے ہین اگرچہ حقیقت نبوت کو سواے نبی کے دوسرا نہین جانتا اور جسطرح کہ پیٹ کے بچہ کو شیرخوار کا حال معلوم نہین ہوتا اور شیرخوار کو تمیزدار لڑکے کا حال معلوم نہین ہوتا کہ اُسکو کیا کیا بدیہی باتین حاصل ہوگئی ہین اور تمیزدار کو عاقل کا حال معلوم نہین ہوتا کہ علوم نظریہ سے اُسنے کیا سیکھا ہی اسیطرح عاقل کو بھی یہ معلوم نہین ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیا اور انبیا پر کیا کیا الطاف و رحمت زیادہ فرمائی ہین ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا اور یہ رحمت بموجب جود اور کرم خداوندی کے عام ہی کسی کے ساتھ اُسکی طرف سے بخل نہین مگر ظہور اس رحمت کا ان دلون مین ہوتا ہی جو نفحات رحمت کی تاک لگائے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ان لربکم فی ایام دہرکم لنفحات الا فتعرضوا لہا اور اُنپر تاک لگانا اس طرح ہی کہ دل کو پاک رکھین اور خبث و کدورت جو اخلاق مذمومہ سے ہوتی ہی اُس سے اجتناب کرین جیسا کہ عنقریب اُسکا بیان آنے والا ہی اور خداے پاک کی اُسی وجود کی طرف اشارہ ہی اس حدیث شریف مین ینزل اللہ کل لیلۃ الی سماء الدنیا فیقول ہل من داعٍ فاستجیب لہ اور اس حدیث قدسی مین لقد طال شوق الابرار الی لقائی وانا الی لقائہم اشد شوقا اور اس حدیث قدسی مین من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا ان سب احادیث متبرکہ سے یہ معلوم ہوا کہ انوار علوم جو دلون سے پوشیدہ رہتے ہین تو منعم حقیقی کی طرف سے کچھ بخل اور روک نہین بلکہ خبث اور کدورت جو دلون مین رہتی ہی وہی باعث حجاب انوار معرفت الٰہی ہوتی ہی کیونکہ دلون کا حال برتن کا سا ہی جب تک برتن مین پانی بھرا رہیگا اُسمین ہوا نہین جاسکیگی اسی طرح جب تک دل غیر اللہ سے مشغول رہیگا اُسمین معرفت نہ جاسکیگی اور اسی بات کی طرف اشارہ ہی اس حدیث شریف مین لولا ان الشیاطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السماء خلاصہ اس سب بیان کا یہ ہوا کہ خاصیت انسان علم اور حکمت ہی اور اشرف علوم علم اللہ جل شانہ اور اُسکی صفات اور افعال کا ہی کہ جسمین کمال انسانی ہی اور اس کمال کے باعث سعادت اور لیاقت حضوری حضرت رب العزت اُسکو حاصل ہوتی ہی غرضکہ بدن نفس کی سواری ہی اور نفس محل علم ہی اور علم انسان کا مقصود اور اُسکی خاصیت ہی کہ جسکے واسطے پیدا ہوا ہی اور جس طرح پر کہ گھوڑا بوجھ اُٹھانے مین گدھے کا شریک ہی اور خوبصورتی اور دوڑ دھوپ مین اس سے خاص ہی تو گویا گھوڑے کی خاصیت یہی ہی اور اُسی کے لیے پیدا ہوا ہی پس اگر اس بات سے عاری ہوگا تو گدھے کے درجہ کو پہونچ جائیگا اسی طرح انسان بہت سی باتون مین گھوڑے اور گدھے کا شریک ہی مگر جو خاصیت انسانی ہی اُسکے باعث اُن دونون سے ممتاز ہی اور یہ خاصیت ملائکہ مقربین کے اوصاف مین سے ہی اور انسان کا رتبہ بہائم اور ملائکہ کے درمیان مین ہی اس واسطے کہ انسان باعتبار غذا اور نشو و نما کے تو سبزہ ہی اور حس و حرکت اختیاری کی جہت سے حیوان ہی اور صورت و قد و قامت کے اعتبار سے مثل نقش دیوار ہی لیکن خاصیت اُسکی حقائق اشیا کی معرفت ہی پس جس شخص نے اپنے تمام اعضا اور قوی سے اس طرح کام کیا کہ علم اور عمل مین اُسکو استعانت ہو تو ایسا شخص مشابہ فرشتون کے ہی اور اُن مین لاحق ہونے کا سزاوار ہی اور اگر اُسکو ملک ربانی کہا جاوے تو بجا ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دیکھنے والیون کا قول نقل فرمایا ہی ما ہذا بشرا ان ہذا الا ملک کریم اور جس شخص نے کہ اپنی ہمت لذات بدنی کی طرف مصروف کی اور چوپایون کی طرح کھانے لگا تو وہ درجہ بہائم مین داخل ہو کر یا تو نرا ابلہ ناتجربہ کار ہوگا یا حریص مثل سور کے یا غرانے والا مثل کتے بلی کے یا کینہ ور مثل اونٹ کے یا متکبر مثل چیتے کے یا مکار مثل لومڑی کے بنجاویگا اور اگر ان سب باتون کا جامع ہوگا تو پورا شیطان رجیم ہی اور آدمی مین کوئی عضو یا حاسہ ایسا نہین کہ جس سے وصول الی اللہ کی طرف مدد نہ مل سکے جیسا کہ باب الشکر مین کچھ تھوڑا سا بیان اُسکا آویگا پس جو کوئی اپنے اعضا کو اُسی کام مین لگاویگا وہ فلاح کو پہونچیگا اور جو اس سے عدول کریگا وہ نقصان مین رہیگا اور انسان کی سعادت کامل اسی مین ہی کہ دیدار الٰہی کو اپنا مقصد بناوے اور آخرت کو اپنا مستقر جانے اور دنیا کو منزل اور بدن کو سواری اور اعضا کو خادم تصور کرے اور اپنی قوت مدرکہ کو بادشاہ قرار دے جسکا دار السلطنت قلب ہی اور قوت خیالی جو مقدم دماغ مین ہی اُس بادشاہ کا قاصد کیونکہ محسوسات کی خبرین اُسکے پاس جمع ہوتی ہین اور قوت حافظہ

جسکا مسکن موخر دماغ ہی اسکا خزانچی ہی اور زبان اُسکی ترجمان اور اعضا متحرک کہ اُسکے محرر اور حواس خمسہ اُسکے جاسوس ہین اور ہر واحد انمین سے ایک طرف کی اخبار رسانی پر تعین ہی آنکھ عالم رنگ پر تعین ہی اور کان عالم آواز پر اور ناک عالم خوشبو پر اور علی ہذا القیاس پھر یہ سب اپنے اپنے علاقہ کے اخبار جمع کرتے ہین اور قوت خیالی تک پہونچا دیتے ہین جسکا کام قاصدی ہی وہ ان اخبار کو خزانچی یعنی حافظہ کے سپرد کرتی ہی اور خزانچی بحضور بادشاہ پیش کرتا ہی تاکہ بادشاہ کو ان اخبار مین سے جسقدر سلطنت کی تدابیر مین یا جس سفر کے درپے ہی اُسکی تکمیل مین یا جس دشمن کے ساتھ منازعت ہی اُسکے قلع قمع مین یا رہزنون کے دور کرنے مین ضرورت ہو اُسقدر لیلیوے پس اگر ایسا ہی کیا تو سعید اور کامیاب اور خدا کی نعمتون کا شاکر ہوا اور جب ان سب کو بیکار رکھا یا کام تو لیا مگر اُسمین اپنے دشمنون یعنی شہوت اور غضب اور لذائذ فانی اور آبادی رہگذر یعنی بہ دنیا کا ہی لحاظ رکھا تو شقی اور رسوا اور خدا کی نعمتون کا کافر ہوگا اور لشکر آلہی کو جو اُسکا تابع تھا تلف کریگا اور دشمنان خدا کی عزت اور حزب اللہ کی ذلت ہوگی انجام اُسکا یہ ہوگا کہ مستحق عقاب اور عذاب اور خرابی معاد کا ہوگا نعوذ باللہ منہا اور جو مثال کہ ہمنے بیان کی ہی حضرت کعب احبار رضنے اُسی کی طرف اشارہ فرمایا ہی جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ مین حضرت عائشہ رض کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ انسان مین آنکھین تو راہبر ہین اور کان محافظ اور زبان ترجمان اور ہاتھ دو طرف لشکر کے اور پانون قاصد اور قلب بادشاہ ہی پس جب بادشاہ اچھا ہوگا تو اُسکے توابع بھی اچھے ہونگے حضرت عائشہ رضنے جواب دیا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی سُنا ہی وہ بھی یہی فرماتے تھے اور حضرت علی رضنے تمثیل قلوب مین یون ارشاد فرمایا ہی کہ زمین مین خدا کے برتن قلوب ہین انمین سے اُسکو زیادہ محبوب وہ ہی جو نرم اور صاف اور سخت ہی پھر ان لفظون کی تفسیر یون فرمائی ہی کہ اپنے بھائیون کے ساتھ نرم اور یقین مین صاف اور دین مین سخت ہو اُسمین اشارہ ہی اس آیت کریمہ کی طرف کہ اشدا علی الکفار رحماء بینہم اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح کی تفسیر مین فرمایا ہی کہ یہ مثال نور مومن اور اُسکے دل کی ہی اور اس آیت مین او کظلمات فی بحر لجی فرمایا کہ یہ مثال قلب منافق کی ہی اور زید بن اسلم نے لوح محفوظ کو جو قرآن شریف مین وارد ہی فرمایا ہی کہ وہ مومن کا قلب ہی اور سہیل تستری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ مثال قلب اور صدر کی عرش و کرسی ہی یہ ہین مثالین قلب کی

پانچوان بیان اوصاف جامع قلب کا اور اُسکی مثالین

جاننا چاہیے کہ انسان کی خلقت اور ترکیب مین چار آمیزشین ہین جنکے سبب اُسمین چار اوصاف سبعی اور بہیمی اور شیطانی اور ربانی جمع ہین پس اِس جہت سے کہ اُسپر غضب مسلط ہی افعال سباع کا مرتکب ہوتا ہی اور عداوت اور کینہ اور لوگون سے دھول دھپا گالی گلوچ کرتا ہی اور شہوت کے مسلط ہونے کے باعث بہائم کے افعال یعنے حرص وحسد وطمع وغیرہ اُس سے سرزد ہوتے ہین اور اِس جہت سے کہ وہ خود فی ذاتہ امر ربانی ہی جیسا خدائے تعالی فرماتا ہی قل الروح من امر ربی دعوی ربوبیت کا کرتا ہی اور تعلی اور تشخص اور سب امور پر اصرار کرنا اور ریاست کا مدعی ہونا اور عبودیت اور تواضع کے حلقہ سے نکلنا اِن سب باتون کو پسند کرتا ہی اور آرزو مند تمام علوم کی اطلاع کا ہوتا ہی بلکہ علم اور معرفت اور حقائق امور پر واقف ہونے کا مدعی ہوتا ہی اور جب علم کی طرف منسوب ہوتا ہی تو خوش ہوتا ہی اور جہل کی طرف نسبت کیے جانے سے ناراض اور ظاہر ہی کہ جمیع امور کے حقائق پر محیط ہونا اور سب خلق پر کبریا دستی کا مدعی ہونا اوصاف ربوبیت سے ہی اور انسان مین اُسکی حرص موجود ہی اور چونکہ باوجود اشتراک غضب وشہوت کی تمیز کے باعث بہائم سے جُدا ہی تو اُسمین شیطانیت بھی ہی جس سے شریر کہلاتا ہی اور اپنی تمیز کو شر کی صورتون مین استعمال کرتا ہی اور اپنی غرضین مکر وحیلہ وفریب سے حاصل کرتا ہی اور خیر کے بدلے شر ظاہر کرتا ہی اور یہ سب عادتین شیطانون کی ہین غرضکہ ہر ایک آدمی مین اِن چارون اصول یعنی ربانیت اور شیطانیت اور سبعی اور بہیمی کا خلط پایا جاتا ہی اور یہ چارون قلب مین جمع ہین تو گویا انسان کی جلد مین چار چیزین ہین سور اور کتا اور شیطان اور حکیم سور تو اُسکی شہوت ہی اسلیے کہ سور جو مذموم کہلاتا ہی تو رنگ اور شکل کے باعث برا نہین بلکہ شدت حرص اور بسیارخواری سے مذموم ہی اور کتا آدمی کا غضب ہی کیونکہ درندہ جو ضرر پہونچاتا ہی اور کتا جو کاٹ لیتا ہی باعتبار صورت وشکل کے

یہ امر انسے سرزد نہین ہوتا ہی بلکہ معنی سبعیت کے یعنی آزار دینا اور عداوت اُن مین پائی جاتی ہی اسی طرح انسان کے باطن مین بھی تکلیف دہی اور غضب درندہ کا سا موجود ہی اور حرص و طمع سُور کی سی پس سُور اپنی حرص کے باعث فحش اور مناہی کی طرف بلاتا ہی اور درندہ غضب کی جہت سے ظلم اور ایذا کی طرف اور شیطان ان دونون کی حرص و غضب کو اشتعال دیتا رہتا ہی اور ایک کو دوسرے پر بھڑکاتا رہتا ہی اور انکی جبلی صفت کو انکی نظرون مین اچھا کرتا رہتا ہی اور عقل انسانی جو بمنزلہ حکیم کے ہی اسپر مامور ہی کہ شیطان کے مکر و حیلہ کو دفع کرے یعنی اپنی بصیرت کاملہ اور نور واضح سے اسکا مکر واشگاف کردے اور سور اور کتے کو مسلط کرکے اسکی شہوت توڑ دے کیونکہ غضب سے شہوت ٹوٹتی ہی اسی طرح سور کو کتے پر مسلط کرکے اسکی ایذا کو دفع کرے اور کتے کو اپنی سیاست کا مغلوب رکھے پس اگر ایسا کیا تو خاصی بات بنیگی اور مملکت بدن مین عدل ظاہر ہوگا اور سب کے سب راہ راست پر آجاوینگے اور اگر وہ حکیم انکو مغلوب نہ کرسکا تو یہ چیزین اسکو دبا لیتی ہین اور اس سے خدمت لیتی ہین تو اب اسکو سور کے پیٹ بھرنے اور کتے کے راضی رکھنے کے حیلے ڈھونڈھنے پڑتے ہین اور ہمیشہ ان دونون کا غلام رہتا ہی اور یہ حال اکثر لوگون کا ہی کہ انکی اکثر ہمت شکم اور شہوت اور اعدا کی خوشامد پر مصروف ہوتی ہی اور عجیب بات یہ ہی کہ ایسا آدمی بُت پرستون پر پتھر کی پرستش کا اعتراض کرتا ہی اور اگر اسکا حجاب دور کیا جاوے اور حقیقت حال بتلائی جاوے اور مکاشفہ والون کی طرح اسکی صورت حال کو مجسم بناکر بیداری یا خواب مین کھلایا جاوے تو یہ معلوم ہوگا کہ شخص مذکور کبھی سور کے سامنے سجدہ کرتا ہی اور کبھی رکوع اور اسکے اشارہ اور امر کا منتظر ہی اور جب اپنی خواہش کی کوئی چیز مانگتا ہی فوراً اسکی تعمیل اور بجا آوری مین اُٹھ کھڑا ہوتا ہی یا یون معلوم ہوگا کہ خود ایک دیوانے کتے کی طرف مائل ہی اور اسکی عبادت اور اطاعت کررہا ہی اور اسکے التماس کو بسمع رضا سُن رہا ہی اور اسکی طاعت کی بجا آوری مین فکر دقیق کررہا ہی اور ان باتون سے اپنے شیطان کی خوشی مین ساعی ہوتا ہی کیونکہ شیطان ہی سور اور کتے کو بھڑکاتا ہی اور انسان سے خدمت لینے کے واسطے انکو برانگیختہ کرتا ہی تو اس وجہ سے سور کتے کی کیا عبادت کی بلکہ شیطان کی پرستش کرتا ہی پس ہر ایک شخص اپنے حرکات اور سکنات اور سکوت اور نطق اور قیام و قعود کو تاکتا رہے اور غور سے ملاحظہ کرے پھر اگر انصاف کریگا تو معلوم ہوگا کہ تمام دن انھین چیزون کی پرستش مین سعی کرتا رہتا ہی اور یہ نہایت درجہ کا ظلم ہی کہ مالک کو مملوک کردیا اور آقا کو غلام بنا دیا اور غالب کو مغلوب ٹھہرا دیا اسلیے کہ غلبہ اور سرداری کے قابل تو عقل تھی جسکو اسنے تینون چیزون کا مغلوب اور خادم کردیا پس نتیجہ انکی طاعت کا یہ ہوگا کہ اسکے دل پر پیاپے ایسے صفات آوینگے جنسے دل پر زنگ ہوجاویگا اور انجام کار باعث اسکے ہلاک کے ہونگے خنزیر شہوت کی طاعت سے یہ صفات اس سے صادر ہونگے بیحیائی خبث اسراف بخل ریا ہتک رکھائی بیہودگی حرص حسد خوشامد غضب حقد شماتت وغیرہ اور کلب غضب کی طاعت سے دل پر یہ صفات منتشر ہونگے تہور عدم ضیانت تعلی خود ستائی مغلوب الغضب ہونا تکبر عجب استہزا تحقیر خلق ارادہ شر خواہش ظلم وغیرہ اور شیطان کی طاعت جو طاعت غضب اور شہوت پرستی سے لازم آتی ہی اس سے مکر و فریب و حیلہ و دغا بازی اور خیانت اور دنائت اور فحش کلامی وغیرہ صفات حاصل ہوتے ہین - اور اگر امر بالعکس ہو اور سب کو صفت ربانیت کی سیاست سے دبا لیا تو دل مین صفات ربانیت قائم ہونگے یعنی علم اور حکمت اور یقین اور معرفت حقائق و ماہیت اشیا اور غالب ہونا سب پر قوت علم و عقل سے اور استحقاق تقدم خلق پر بباعث کمال علم اور جلال کے اور نیز اس صورت مین شہوت و غضب کی عبادت سے مستغنی ہوجاویگا اور خنزیر شہوت کے روکنے سے اور اسکے حد اعتدال پر رکھنے سے بہت سے صفات شریفہ پیدا ہونگے مثلاً عفت اور قناعت اور سکون اور زہد اور ورع اور تقوی اور انبساط اور حیا اور حسن صورت اور ظرافت اور مساعدت وغیرہ اسی طرح قوت غضب کے روکنے اور مغلوب رکھنے اور حد واجبی پر لانے سے یہ صفات حاصل ہونگے شجاعت اور کرم اور رفعت اور ضبط نفس اور صبر اور حلم اور عفو اور استقلال اور جوانمردی اور توقیر و اصالت وغیرہ پس اس معاملہ مین دل کو آئینہ سمجھنا چاہیے کہ جسکو ان تینون امور مؤثرہ نے لے رکھا ہی اور یہ آثار پے در پے دل پر پہونچتے رہتے ہین مگر آثار محمودہ مذکورہ بالا سے آئینہ قلب کو زیادہ تر جلا اور نور و چمک بڑھتی ہی یہان تک کہ اسمین تجلی حق جلوہ گر

ہوتی ہی اور جو امر دینی مطلوب ہو اُسکی حقیقت منکشف ہوجاتی ہی اور ایسے ہی دل کی طرف اس حدیث شریف مین اشارہ ہی اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ اور اُسمین یعنی جس شخص کے لیے اُسکے دل سے واعظ موجود ہی اُسکے لیے خدا کی طرف سے نگاہبان رہتا ہی اور ایسے ہی دل مین ذکر الٰہی ٹھہرتا ہی جسکے لیے خداتعالیٰ ارشاد فرماتا ہی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور آثار مذمومہ جو آئینہ قلب پر عکس افگن ہوتے ہین اُنکا حال سیاہ دھوئین کا سا ہی کہ جتنا آئینہ پر پہونچتا جاتا ہی وہ کالا ہوتا جاتا ہی اسی طرح دل بھی ان آثار سے تاریک ہوتے ہوتے بالکلیہ خداتعالیٰ سے محجوب ہوجاتا ہی اور اسی پردہ کا نام طبع اور رین ہی یعنی مہر اور زنگ جسکا ذکر قرآن مجید مین ہی کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون ہ اور فرمایا ان لو نشاء اصبناہم بذنوبہم ونطبع علی قلوبہم فہم لا یسمعون اس آیت شریف مین نہ سننے کو کثرت گناہون کے باعث مُہر لگ جانے کے ساتھ مربوط کیا ہی جیسا کہ دوسری جگہ سننے کو تقوی کے ساتھ ربط دیا ہی اور فرمایا واتقوا اللہ واسمعوا واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ غرضکہ جب گناہون کی کثرت سے دل پر مہر ہوجاتی ہی تو وہ ادراک حق اور درستی دین سے اندھا ہوجاتا ہی اور امر آخرت کو ہلکا جاننے لگتا ہی اور دنیا کا کام بڑا سمجھتا ہی اور بالکل اسی مین ہمت صرف کرتا ہی اور جبکہ آخرت اور اُسکے احوال کا ذکر سنتا ہی تو ایک کان سے سنکر دوسرے سے نکال ڈالتا ہی اور یہ ذکر اُسکے دل مین قیام نہین کرتا اور تدارک اور توبہ کی طرف رغبت نہین دلاتا تو ایسون کا یہ حال ہی کہ قد یئسوا من الآخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور اور یہی معنی ہین سیاہی قلب کے جسکا ذکر قرآن مجید اور سنت سعید مین ہی میمون بن مہران فرماتے ہین کہ جب بندہ گناہ کرتا ہی تو اُسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ منقوش ہوجاتا ہی اور جب توبہ کرتا ہی تو مٹ جاتا ہی پھر اگر دوبارہ گناہ کرتا ہی تو اُس نقطہ مین زیادتی ہوتی ہی یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے سارے دل پر سیاہی دوڑتی ہی اور اسی کا نام رین یعنی زنگ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین قلب المومن اجرد فیہ سراج یزہر وقلب الکافر اسود منکوس اس سے معلوم ہوا کہ اللہ جلشانہٗ کی طاعت اور شہوات کی مخالفت سے دل کو جلا ہوتی ہی اور اُسکی نافرمانی سے دل سیاہ ہوتا ہی پس جو کوئی گناہ کرتا ہی تو اُسکا دل سیاہ ہوجاتا ہی اور اگر گناہ کے بعد نیک کام کرتا ہی اور پہلا اثر مٹانا چاہتا ہی تو اگرچہ سیاہی دور ہوجاتی ہی مگر نور مین نقصان جب بھی رہتا ہی جیسے آئینہ پر دم کرو اور اُسکو صاف کر ڈالو پھر دم کرو پھر صاف کرو تو اُسمین کچھ نہ کچھ کدورت رہجاتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ القلوب اربعۃ قلب اجرد فیہ سراج یزہر فذالک قلب المومن وقلب اسود منکوس فذالک قلب الکافر وقلب اغلف مربوط علی غلافہ فذالک قلب المنافق وقلب مصفح فیہ ایمان ونفاق مثل الایمان فیہ کمثل البقلۃ یمدہا الماء الطیب ومثل النفاق فیہ کمثل القرحۃ یمدہا القیح والصدید فای المادتین غلبت علیہ حکم لہ بہا وفی روایۃ ذہبت بہ اور اللہ جلشانہٗ فرماتا ہی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون اس آیت مین بتلا دیا کہ جلاء قلب ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہی اور ذکر تقوی والے ہی کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ تقوی ذکر کا پھاٹک ہی اور ذکر کشف کا دروازہ ہی اور کشف فوز اکبر یعنی دیدار الٰہی کا دروازہ ہی

چھٹا بیان دل کی مثال کا صرف باعتبار علوم کے

واضح ہو کہ محل علم کا قلب ہی یعنے وہ لطیفہ جو تمام اعضا کی تدبیر کرتا ہی اور سب اسی کی اطاعت وخدمت کرتے ہین اُسکا حال حقائق معلومات کی نسبت کر ایسا ہی جیسا آئینہ کا حال بہ نسبت صور محسوسات کے یعنی جس طرح کہ چیزون کی تصویر آئینہ مین منقش ہو کر اُسی مین موجود رہتی ہی اسیطرح ہر ایک معلوم کی تصویر آئینہ قلب مین عکس افگن ہو کر اُسپر واضح ہوجاتی ہی اور جس طرح کہ آئینہ اور چیز ہی اور صورت چیزون کی اور چیز اور اُنکا آئینہ مین آجانا اور چیز اُسیطرح دل کے باب مین بھی تین چیزین جدا جدا ہین ایک قلب دوسرا حقائق اشیا تیسرے حصول نفس اُن حقائق کا قلب مین پس عالم تو قلب ہی جسمین کہ حقائق اشیا کی صورتین حلول کرتی ہین اور معلوم حقائق اشیا ہین اور علم اُن حقائق کی صورتون کا آئینہ قلب مین حاضر ہوتا ہی ایک اور مثال

عالم اور معلوم اور علم کی یہ ہی کہ قبضہ اور گرفت کے لیے تین چیزین چاہئین ایک گرفت کرنے والا مثلاً ہاتھ دوسرے جسکو گرفت کرتا ہو مثلاً تلوار تیسرا ملنا ہاتھ اور تلوار کا جسکو گرفت کہتے ہین اسیطرح معلوم کی تصویر کا دل مین پہونچنا علم کہلاتا ہی اور کبھی حقیقت چیز کی بھی موجود ہوتی ہی اور دل بھی موجود مگر علم نہین ہوتا کیونکہ علم نام اسی بات کا ہی کہ حقیقت چیز کی دل تک پہونچ جاوے جس طرح تلوار بھی ہو اور ہاتھ بھی مگر جب تک ہاتھ مین نہ آویگی تو گرفت نہین کہلاویگی ہان اتنا فرق ہی کہ گرفت مین بعینہ تلوار ہاتھ مین آجاتی ہی اور معلوم بعینہ دل مین نہین آتا مثلاً کوئی اگر آگ کو جان لیوے تو خود آگ اُسمین نہین چلی جاویگی بلکہ آگ کی حقیقت جو اُسکی ظاہری شکل کے مطابق ہی وہ دل مین آتی ہی اسی جہت سے اُسکو آئینہ کے ساتھ مشابہت دینی مناسب ہی کیونکہ آئینہ مین بھی خود انسان نہین چلا جاتا بلکہ ایک نقش وصورت اُسی کے مطابق حاصل ہوتی ہی اسیطرح دل مین بھی معلوم کی صورت آہی آجاتی ہی اور بڑی وجہ مشابہت کی آئینہ کے ساتھ یہ ہی کہ آئینہ مین پانچ وجہ سے صورت معلوم نہین ہوتی اول تو یہ کہ آئینہ ہی اچھا نہو یعنی اُسکے جوہر مین نقصان ہو یا اُسکی شکل ٹھیک نہو دوسرے یہ کہ اُسمین کسی اور وجہ سے کدورت آگئی ہو تیسرے یہ کہ جس چیز کا آئینہ مین عکس پڑے وہ اُسکے سامنے نہو مثلاً اُسکے پیچھے ہو چوتھے یہ کہ چیز اور آئینہ کے بیچ مین آڑ ہو پانچوین یہ کہ جس چیز کی صورت آئینہ مین دیکھی ہی اُسکی جہت معلوم نہو کہ اُس بموجب آئینہ ٹھیک سمت پر رکھا جاوے اسیطرح آئینہ قلب بھی ایسی چیز ہی کہ اُسمین تمام امور مین امر حق منکشف ہوسکتا ہی مگر قلوب مین جو بعض علوم نہین آتے تو اُنکا سبب وہی پانچ چیزین ہین اول خود قلب کا ناقص ہونا جیسے لڑکون کا قلب ہوتا ہی کہ اُسمین انکشاف معلومات کا نقصان کی جہت سے نہین ہوتا دوسرے کدورت گناہون کی اور میل معاصی کا کہ باعث کثرت شہوات کے قلب پہ پیاپی آتا ہی اور اُسکی صفائی اور جلا کو کھو دیتا ہی تو اُس تاریکی کی وجہ سے حق بات اُسمین ظاہر نہین ہوسکتی اور اسی کی طرف اشارہ ہی اس حدیث شریف مین کہ جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہی تو عقل اُس سے جدا ہو جاتی ہی اور پھر کبھی اُسکے پاس نہین آتی یعنی اُسکے دل مین ایسی کدورت آجاویگی کہ اُسکا اثر کبھی نہین جاویگا کیونکہ غایت مافی الباب یہ ہی کہ گناہ کے بعد کوئی نیکی کریگا جسکے سبب وہ اثر دور ہو لیکن اگر گناہ نہ کرتا اور نیکی ہی کرتا تو بیشک دل مین نور زیادہ ہوتا مگر چونکہ پہلے گناہ کر چکا ہی تو فائدہ نیکی کا کچھ نہوا جیسا قلب پہلے گناہ کے تھا ویسا ہی ہوگیا نور کی زیادتی نہوئی تو یہ واقع مین بڑا نقصان ہی جسکا کچھ علاج نہین دیکھو جس آئینہ پر زنگ لگ جاتا ہی اور صیقل سے دور کیا جاتا ہی وہ اُس آئینہ کے برابر نہین ہوتا جسپر بے زنگ جلا کیجاوے خلاصہ یہ کہ اللہ کی طاعت کی طرف متوجہ ہونا اور مقتضا شہوات سے روگردان ہونا جلاء قلب اور صفاء باطن کرتا ہی اور اسی جہت سے اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تیسرے یہ کہ حقیقت مطلوبہ کی جہت سے پھرا ہوا ہو مثلاً ایک شخص مطیع اور صالح ہی مگر اُسکا قلب طالب امر حق نہین بلکہ اکثر طاعات بدنیہ یا اسباب معیشت کے تہیّہ مین اپنی ہمت کو مصروف رکھتا ہی اور اپنی فکر کو حقائق مخفیۂ الٰہیہ اور حضرت ربوبیت کے تامل مین نہین لگاتا تو اُسکا دل اگرچہ صاف ہوتا ہی لیکن اُسمین جلوۂ حق نہین ہوتا بلکہ اُسمین وہی امر منکشف ہوتا ہی جسکا اُسکو خیال رہتا ہی مثلاً اگر فکر آفات اعمال کی دقائق مین تھی یا نفس کے خفیہ عیوب جاننے مین یا مصالح معیشت کے باب مین تو یہی باتین منکشف ہوجاوینگی اور جب یہ بات ٹھہری کہ صرف ہمت اجمال اور تفصیل طاعات مین مانع انکشاف جلوۂ حق ہی تو جو لوگ اپنی ہمت کو شہوات دنیوی اور اُسکی لذات و علائق مین مصروف رکھتے ہین اُنپر کسطرح کشف حقیقی ہوسکتا ہی چوتھا حجاب مانع انکشاف ہوتا ہی مثلاً کوئی مطیع آدمی جس نے اپنی شہوات کو دبا رکھا ہی اگر کسی حقیقت کے دریافت مین فکر کرے تو بعض اوقات اُسکو امر حق نہین منکشف ہوتا اس لیے کہ باعث تقلید آبائی یا حسن ظن کے کسی ایسی بات کا اعتقاد کر لیتا ہی کہ یہی اعتقاد امر حق مین اور اُسکے دل مین حجاب ہو جاتا ہی اور جس بات کا وہ لڑکپن سے معتقد ہی اور تقلید کی باعث اُسکے دل پر جم رہی ہی وہ مانع ہی اس سے کہ اُسکا خلاف اُسکے دل پر منکشف ہوجاوے اور یہ بھی بڑا حجاب ہی کہ جسکے باعث اکثر متکلمین اور مذاہب کے متعصبین امر حق سے محجوب ہین بلکہ اکثر صالحین جنکی فکر ملکوت زمین و آسمان مین رہتی ہی وہ بھی اسی بلا مین مبتلا ہوگئے ہین کہ بعض اعتقادات تقلیدیہ اُنکے نفوس مین ایسے جم جاتے ہین کہ ادراک حقائق سے مانع ہوتے ہین پانچوین عدم وقفیت اُس جہت کی جس سے

ف جسکو اُسکا پتا نہیں ۱۲ وقت کسی جنون سے رخصت ہے ہمارے زمانہ میں ۔۔۔ ۱۲

ف جو شخص کہ علم کے بموجب عمل کرتا ہی اللہ تعالی اُسکو ایسی چیزون کا علم دیتا ہی جو اُسکو معلوم نہ ہو ابو نعیم در حلیہ بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲

مطلوب ملے مثلاً کوئی طالب العلم اگر کسی مجہول کو دریافت کرنا چاہے تو جب تک معلومات مناسب مطلوب کو خیال نہ کریگا اور ان معلومات کو بہ ترتیب خاص کہ علما کے نزدیک معتبر ہو نہ رکھیگا تب تک مجہول مطلوب حاصل نہو گا کیونکہ جو معلومات جبلی نہین ہین اُنکا علم بدون دوسرے معلومات کے نہین آسکتا بلکہ ہر ایک علم کے لیے یہ ضرور ہو کہ دو علم اُس سے پہلے حاصل ہون اور اُنہین ترکیب وازدواج مخصوص عمل مین آوے جب تیسرا علم حاصل ہو جسطرح کہ بچہ نر اور مادہ سے پیدا ہوتا ہو پھر جیسا کہ بچھیرا مثلاً اگر کسی کو مطلوب ہو تو وہ اونٹ اور گدھے اور انسان سے نہین مل سکتا بلکہ اُسکے لیے گھوڑا اور گھوڑی چاہیے کہ ان دونون مین مجامعت ہو کر مطلوب حاصل ہو اسی طرح ہر ایک علم کے واسطے دو اصل مخصوص اور ایک طریق اُنکی ترکیب کا چاہیے جنسے علم مطلوب حاصل ہو پس عدم واقفیت اُن اصول کی اور اُنکی کیفیت ترکیب کی مانع ادراک ہوتی ہو جیسا آئینہ مین جہت مطلوب کے معلوم نہونے سے صورت عکس ممکن نہین ہوتی اور یہ ایک مثال واضح تر یہ ہو کہ مثلاً کوئی آدمی یہ چاہے کہ آئینہ مین اپنی پشت دیکھ لے تو اگر آئینہ کو اپنے منھ کے سامنے رکھیگا تو پشت نظر نہ آویگی کیونکہ آئینہ اُسکے محاذی نہین اور اگر آئینہ کو پشت کے محاذی کریگا تب بھی پشت نہ سوجھیگی بلکہ خود آئینہ بھی نظر نہ آویگا کہ آنکھ سے اوجھل ہو گیا تو ضرور اسصورت مین ایک اور آئینہ کی ضرورت ہوگی کہ ایک کو تو وہ محاذی پشت کے رکھے اور دوسرے کو ایسی طرح آنکھ کے سامنے رکھے کہ دونون آئینون مین بھی محاذات رہے اس صورت مین یہ شخص اپنی پشت کو دیکھ سکتا ہو اسلیے کہ اُسکی پشت کا عکس پیچھے کے آئینہ مین پڑیگا اور اُسکا عکس دوسرے آئینہ مین جو سامنے رکھا ہوا ہو پڑیگا تو پہلے آئینہ مین جو پشت کا عکس تھا وہ دوسرے مین معلوم ہونے لگیگا اسی طرح علوم کے حاصل کرنے مین تصرفات اور تحریفات اس مثال سے بڑھکر عجیب ہوتے ہین اور روے زمین پر ایسا کوئی نہین کہ جسکو کیفیت ان تحریفات کی معلوم ہی ہو جایا کرے تو یہی سبب قلوب کے لیے مانع معرفت حقائق امور کا ہو جاتا ہو اور نہ ہر ایک قلب کو باعتبار جبلت صلاحیت ادراک حقائق کی ہو اسلیے کہ وہ ایک امر ربانی شریف ہو اور سب جواہر مین اسی خاصیت کے باعث ممتاز و اشرف ہو اور اسی کی طرف اللہ جل شانہ نے اس آیت شریف مین اشارہ فرمایا ہو اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی انسان مین ایک خاصیت ہو کہ جسکے باعث آسمانون اور زمین اور پہاڑون سے ممتاز ہوا اور تحمل امانت آلہی کے قابل ٹھہرا اور وہ امانت معرفت اور توحید کی ہو کہ ہر ایک شخص کا دل اُسکے اُٹھانے کی لیاقت رکھتا ہو مگر جو اسباب ہمنے ذکر کیے ہم اُنکے باعث امر واجبی تک پہونچ نہین سکتا اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنَّمَا اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ اور اس حدیث شریف مین کہ لَوْلَا اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى قُلُوْبِ بَنِيْ آدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمَاءِ اشارہ ہو بعض اسباب کی طرف جو قلب اور ملکوت مین حجاب ہوتے ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہو اُس قول مین جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت خدا تعالی کہان ہو زمین مین یا آسمان مین آپنے ارشاد فرمایا کہ اپنے ایمان والے بندون کے دل مین ہو سچ ہو ؎ ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے میرا ہی دل ہو وہ کہ جہان تو سما سکے اور حدیث قدسی مین ارشاد ہو نہ میری گنجایش زمین مین ہو نہ آسمان مین اور میری گنجایش میرے بندۂ مومن کے دل مین ہو جو نرم اور ساکن ہو اور ایک حدیث مین ہو کہ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فَقَالَ كُلُّ مُؤْمِنٍ مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ فَقِيْلَ مَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ فَقَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الَّذِيْ لَا غِشَّ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غَدْرَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ اور اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے دل نے خدا کو جب دیکھا تقوی کے باعث حجاب دور ہو گیا اور جس شخص کے اور خداے تعالی کے درمیان سے حجاب اُٹھ جاتا ہو تو صورت ملک اور ملکوت کی اُسکے دل مین ظاہر ہوتی ہو تو اُسکو ایسی جنت نظر پڑتی ہو کہ اُسمین سے تھوڑی سی کا عرض آسمانون او زمین کے برابر ہو اور سب کی سب جنت تو ایسی ہوتی ہو کہ ان آسمانون اور زمینون مین نہین سما سکتی کیونکہ یہ چیزین اس عالم محسوس کی ہین اور یہ عالم اگرچہ بہت لمبا چوڑا ہو پھر بھی حد و نہایت رکھتا ہو لیکن عالم ملکوت یعنی وہ اسرار غائب جو آنکھ سے نہین سوجھتے اور اُنکے لیے نور بصیرت درکار ہو وہ بیحد و پایان ہین ہان جسقدر کہ قلب مین اُنکا ظہور ہوتا ہو وہ مقدار متناہی ہو مگر اُنکو اگر بذات خود دیکھو یا باعتبار علم آلہی کے خیال کرو تو کچھ ٹھکانا نہین بے انتہا ہین اور سب عالم ملک و ملکوت کا اگر

ایک ساتھ لیا جاوے تو اُسکا نام حضرت ربوبیت ہی کیونکہ حضرت ربوبیت تمام موجودات کو مُحیط ہی اسلیے کہ سواے خدا کے جو کچھ موجود ہی وہ یا اُسکے افعال ہین یا مملکت یا بندے تو جسقدر اُنہین سے قلب پر واضح ہوتا ہی بعضون کے نزدیک بعینہ وہی جنت ہی مگر اہل حق اُسکو بسبب استحقاق جنت جانتے ہین اور جنت مین وسعت ملک موافق وسعت معرفت کے ہوگی یعنی اللہ کی صفات اور افعال مین سے جسقدر اُسکو زیادہ معلوم ہوا ہوگا اُسی قدر وسعت بھی زیادہ ہوگی اور سب طاعات اور اعمال جوارح کا مقصود یہی ہی کہ دل صاف و شستہ ہو اور جلا پاوے اور اُسکی جلا سے یہ غرض ہی کہ نور ایمان یعنی لمعہ معرفت اسمین آجاوے اور یہی مُراد ہی اس آیت شریف مین فَمَن یُّرِدِ اللّٰہُ اَن یَّھدِیَہٗ یَشرَح صَدرَہٗ لِلاِسلَامِ اور اس دوسری آیت مین بھی اَفَمَن شَرَحَ اللّٰہُ صَدرَہٗ لِلاِسلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُورٍ مِّن رَّبِّہٖ اب اس تجلی اور ایمان کے تین مرتبہ ہین پہلا مرتبہ ایمان عوام کا ہی کہ محض تقلید پر اُسکی بنا ہوتی ہی دوسرا مرتبہ ایمان متکلمین کا کہ اسمین کچھ حجت و دلیل بھی ہوتی ہی مگر اسکا درجہ بھی ایمان عوام کے قریب ہی ہی تیسرا مرتبہ ایمان عارفین کا جو نور یقین سے دریافت ہوتا ہی اور ہم ان مراتب کو ایک مثال سے بیان کرتے ہین وہ یہ ہی کہ مثلاً زید کے گھر مین ہونے کی تصدیق آدمی کو تین طرح سے ہوسکتی ہی ایک تو یہ ہی کہ کوئی ایسا شخص بیان کرے کہ بارہا اُسکی راست گوئی کا امتحان ہوا ہو اور کسی طرح کی جھوٹی بات اُسکی طرف سے مشہور نہ ہوئی ہو نہ اُسکے قول مین گنجایش اتہام ہو تو ایسے آدمی کے کہتے ہی یقین ہوگا کہ بیشک زید گھر مین ہی یہ مثال اُس ایمان کی ہی جو محض تقلید سے ہو یعنی ایمان عوام کی کیونکہ اُنکا بھی یہی حال ہی کہ جب سن تمیز کو پہونچکر اپنے ماباپ سے اللہ تعالی کے وجود اور علم و قدرت و ارادہ و جمیع صفات آلہی کو اور انبیا کے مبعوث بر حق ہونے کو اور جو احکام وے لائے ہین اُنکے سچ ہونے کو سنتے ہین فوراً ایمان لاتے ہین اور اُسپر ثابت رہتے ہین اور اُسکا خلاف اُنکے دل مین نہین گذرتا کیونکہ اُنہے ماباپ اور اساتذہ کی طرف حسن ظن ہوتا ہی پس اس طرح کا ایمان باعث نجات اخروی ہوتا ہی اور ایسے ایمان دار اصحاب یمین مین سے ادنی درجے کے ہوتے ہین مقربین مین سے نہین ہوتے کیونکہ تقرب مین کشف اور بصیرت اور نور یقین سے سینہ کا منور ہونا بھی ہوتا ہی جو اس طرح کے ایمان مین نہین پایا جاتا علاوہ اسکے اعتقاد کے باب مین جو خبر بعض لوگ یا بہت سے لوگ بیان کرین اسمین غلطی بھی ممکن ہی دیکھو یہود اور نصاری کے دلون کو بھی اپنے ماباپ کے قول پر اطمینان ہوتا ہی مگر جس بات کے وہ معتقد ہین وہ غلط ہی کیونکہ اُنکے دلون پر غلطی ہی کا القا ہوا اور مسلمانون کا اعتقاد حق ہی اور یہ حقیقت اس جہت سے نہین کہ اُنکو اُسکی اطلاع ہوگئی بلکہ اس جہت سے ہی کہ دلون مین حق بات ہی پڑی دوسری طرح یہ ہی کہ آدمی زید کی آواز گھر مین سے سُنے اور خود دیوار کی آڑ مین ہو تو اُس سے بھی معلوم ہوگا کہ زید گھر مین ہی اور جسقدر تصدیق کہ دوسرے شخص کے کہنے سے ہوتی آواز سننے سے بیشک اُس سے کسی قدر زیادہ ہوگی مثلاً پہلے سے سُن رکھو کہ زید گھر مین ہی پھر اُسکی آواز بھی اندر سے سُنو تو زیادہ یقین ہوجاویگا کیونکہ آواز سننے سے تمام شکل و صورت بولنے والی دھیان مین گذر جاتی ہی اور دل مین یہ بات آجاتی ہی کہ یہ آواز فلان شخص کی ہی پس یہ مثال دوسرے قسم کے ایمان کی ہی جسمین کچھ دلیل کا بھی ملاو ہوتا ہی مگر غلطی اسمین بھی ممکن ہی کیونکہ ایک آواز دوسرے سے ملتی ہوئی بھی ہوسکتی ہی اور بعض اوقات دوسرے شخص کے نقل کرنے کو بہ تکلف ویسا ہی بولنے لگتے ہین اور یہ امر سامع کو معلوم نہین ہوتا کیونکہ وہ بالکل خالی الذہن ہوتا ہی اور آواز کی مشابہت اور نقل و حکایت سے کچھ غرض نہین رکھتا تیسری طرح یہ ہی کہ آدمی خود اندر جاکر زید کو دیکھ لے کہ گھر مین موجود ہی پس یہ مثال ایمان عارفین اور مقربین اور صدیقین کی ہی اسی کو معرفت حقیقی اور مشاہدۂ یقینی کہتے ہین کہ اُنکا ایمان مشاہدہ کے بعد ہوتا ہی اُنکا ایمان ایمان عوام اور متکلمین کو متضمن ہی مگر اسمین ایک ایسی زیادتی مشاہدہ کی ہوجاتی ہی کہ اُسکے ساتھ احتمال غلطی کا نہین رہتا ہان اُن مین بھی مقدار علوم اور کشف مین تفاوت ہوتا ہی علم کے درجہ کا تفاوت تو یون سمجھنا چاہیے کہ مثلاً مثال مذکورۂ بالا مین ایک شخص زید کو گھر کے صحن مین قریب جاکر خوب روشنی مین دیکھے اور دوسرا شخص اُسکو کسی کوٹھری مین یا دور سے یا شام کے وقت دیکھے تو پہلے شخص کا دیکھنا زیادہ کامل ہوگا اور دوسرے کا ادراک بھی گو اسوجہ سے عمدہ ہی کہ دیکھنے کے بعد یقین اُسکے وجود کا ہو مگر اُسکے خیال مین زید کی شکل و صورت مین جو علامات ہونگے وہ اچھی طرح نہ آوینگے اسی طرح مشاہدہ کا امور مین بھی فرق ہوا کرتا ہی کہ بعضون کو خوب دقائق خفیہ تک معلوم ہوجاتے ہین اور بعضے اُنسے محروم

جسکو اللہ چاہے کہ راہ دکھاوے کھولدے اسکا سینہ حکم برداری کو ۱۲

بھلا جسکا سینہ کھول دیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اجالے مین ہی اپنے رب کی طرف ۱۲

رہتے ہین جیسا کہ تفاوت علم مین ہوتا ہی ویسا ہی معلوم مین بھی ہوتا ہی مثلاً ایک شخص نے زید کو مع بکر و عمرو وغیرہ کے دیکھا اور دوسرے نے صرف زید ہی کو دیکھا تو اول کے معلومات زیادہ ہونگے یہ ہی حال قلب کا باعتبار علوم کے واللہ اعلم بالصواب

ساتوان بیان قلب کے حال کا باعتبار اقسام علوم کے یعنی علوم عقلی اور دینی اور دنیوی اور اُخروی کے

پہلے مذکور ہوچکا ہی کہ قلب اپنی طبیعت سے حقائق معلومات کے قبول کرنے کا مستعد ہی اب یہ بیان ہوتا ہی کہ جو علوم اُسمین آتے ہین اُنکی دو قسمین ہین ایک عقلی اور ایک شرعی پھر عقلی کی بھی دو قسم ہین ایک وہ کہ بدیہی ہون اور ایک وہ کہ سیکھنے سے آوین اور جو سیکھنے سے حاصل ہوتی ہین وہ بھی دو طرح کی ہین یا دنیوی ہین یا اخروی اور علوم عقلی سے ہماری یہ غرض ہی کہ نفس عقل اُنکے مقتضی ہو تقلید اور سننے کو اُسمین دخل نہو ان مین سے بدیہی وہ ہین کہ جنہین یہ معلوم نہو کہ یہ کہان سے اور کسطور حاصل ہوئے مثلاً اس بات کو جاننا کہ ایک شخص دو مکانون مین ایک ہی وقت نہین رہ سکتا اور ایک ہی چیز قدیم اور حادث یا موجود اور معدوم معاً نہین ہوسکتی تو یہ علوم آدمی لڑکپن سے جانتا ہی مگر یہ معلوم نہین کہ یہ کب اور کسطرح حاصل ہوے یعنی انکا کوئی سبب قریب ظاہری نہین جانتا ہی ورنہ یہ تو جانتا ہی کہ یہ علم خدا کی طرف سے دل مین آگئے ہین اور جو علوم کہ سیکھنے سے آتے ہین وہ وہ ہین کہ جنہین تعلم اور استدلال کی ضرورت ہی اور ان دونون قسمون کو عقل کہتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی رباعی

دو قسمین ہین عقل کی یہ تجھسے سن لو　　اول طبعی ہی دوم سمعی جانو
طبعی کے بدون ہووے سمعی بے فیض　　خورشید سے جیسے نفع اندھے کو نہو

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا ہی کہ ما خلق اللہ خلقاً اکرم علیہ من العقل اس سے عقل اول قسم کی مراد ہی اور اس ارشاد مین اذا تقرب الناس الی اللہ تعالیٰ بانواع البر فتقرب انت بعقلک دوسری قسم کی عقل مراد ہی کیونکہ تقرب الی اللہ عقل غریزی فطری سے ممکن نہین اور نہ علوم بدیہی سے حاصل ہوسکتا ہی بلکہ اُسکے لیے علوم مکتسبہ درکار ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسا شخص ہی تقرب کے لیے اُن علوم کے حاصل کرنے مین کہ جنسے قرب رب العالمین حاصل ہو عقل کو استعمال کرسکتا ہی ہر ایک کا کام نہین غرضکہ قلب کو بمنزلہ آنکھ کے تصور کرنا چاہیے اور عقل فطری کو اُسمین بمنزلہ قوت بینائی معلوم کرنا چاہیے اور قوت بینائی ایک ایسا لطیفہ ہی جو اندھے مین نہین ہوتا اور بینا مین موجود رہتا ہی گو وہ اپنی آنکھین بند کرکے یا اندھیری رات مین ہو اور قلب کو جو علم اس عقل سے حاصل ہوتا ہی اُسکو بجاے قوت ادراک آنکھ کے یعنی رویت عین اشیا کی گنا چاہیے اور عقل کی آنکھ سے جو اور علوم وقت طفلی سے سن تمیز اور بلوغ تک مخفی رہتے ہین اُنکو یون جاننا چاہیے کہ آنکھ بھی جب تک آفتاب نہین چمکتا اور مبصرات پر اُسکا نور نہین پھیلتا تب تک کچھ کام نہین کرتی اور وہ قلم کہ جس سے خدا تعالیٰ معلوم کو قلب پر نقش فرماتا ہی بمنزلہ قرص آفتاب کے خیال کرنا چاہیے اور لڑکپن مین جو علم نہین حاصل ہوتا اُسکی وجہ یہی ہی کہ اُسوقت تک اُسکے قلب کے تختے مین لیاقت نقش علوم کی نہین ہوتی اور قلب سے ہماری یہ غرض ہی کہ خدا نے ایک ایسی چیز پیدا کی ہی جس سے علوم کا نقش دل پر ہوجاتا ہی جیسا خود فرمایا کہ علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم اور خدا تعالیٰ کا قلم ہمارے تمھارے قلم کی صورت کا نہین جیسے اُسکے اوصاف خلق کے اوصاف سے بالکل جدا ہین اُسکا قلم لکڑی اور نے وغیرہ کا نہین جیسے وہ خود جوہر و عرض ہونے سے منزہ ہی غرضکہ بصیرت باطنی اور بینائی ظاہری مین ان وجوہ مذکورہ بالا سے مشابہت ہوسکتی ہی مگر شرف اور رتبہ مین کچھ مناسبت نہین کیونکہ بصیرت باطنی عین نفس ہی جو لطیفۂ مدرکہ کہلاتا ہی اور وہ بمنزلہ سوار کے ہی اور بدن مثل گھوڑے کے اور سوار اگر اندھا ہو تو اُسکا زیادہ ضرر ہی بہ نسبت گھوڑے کی نابینائی کے بلکہ ایک ضرر کو دوسرے سے کچھ بھی مناسبت نہین اور چونکہ بصیرت باطنی اور ظاہری مین مشابہت پائی جاتی ہی تو خداوند کریم نے بھی دل کے ادراک کو بینائی سے تعبیر فرمایا ہی اور یہ ارشاد کیا کہ ما کذب الفواد ما راے اور اسیطرح اس آیت شریفہ مین وکذالک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ادراک قلبی کو رویت سے بیان فرمایا اس سے رویت ظاہری ہرگز مقصود نہین کیونکہ اُسمین کچھ خصوصیت حضرت ابراہیم کی نہین رہتی بلکہ گنجایش اعتراض کی باقی رہتی ہی اور نیز بوجہ مشابہت مذکورہ ضد ادراک کو

نابینائی سے تعبیر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ فانہا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور فرمایا من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا یہ ہی بیان علم عقلی کا اب علوم دینی کو سننا چاہیے کہ وہ وہ ہین کہ بطور تقلید انبیا صلوات اللہ علیہم سے پہونچے ہون اور وہ کتاب اللہ اور حدیث شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکھنے اور اُنکے معانی کے سمجھنے سے حاصل ہوتے ہین اور صفت قلبی کا کمال انھین سے ہوتا ہی اور قلب امراض اور دردون سے اُنھین کے باعث بچتا رہتا ہی غرضکہ علوم عقلیہ قلب کی سلامتی کے لیے کافی نہین گو اُنکی حاجت ہوتی ہو جسطرح کہ دوام صحت کے لیے صرف عقل کافی نہین بلکہ خواص ادویہ اور اُنکے اصول کو اطبا سے دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہی کیونکہ یہ باتین خود بخود عقل سے نہین معلوم ہوتین مگر سُننے کے بعد اُنکے سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ عقل کو سماع سے چارہ نہین اور سُننے کو عقل سے گزیر نہین بس جو شخص کہ محض تقلید ہی کا ہو رہے اور عقل کو بالاے طاق رکھے وہ جاہل ہی اسیطرح جو صرف عقل ہی پر اکتفا کرے اور انوار قرآنی اور حدیث شریف کی طرف ملتفت نہو وہ مغرور ہی طالب کو چاہیے کہ اِن دونون طریقون کو چھوڑے اور دونون اصلون کا جامع ہو کیونکہ علوم عقلیہ مثل غذا کے ہین اور علوم شرعیہ مثل دوا کے بیمار شخص کو اگر دوا نہ ملیگی تو صرف غذا سے البتہ تکلیف ہوگی اسی طرح قلوب کی بیماری کا علاج اُنھین معجونون سے ہوسکتا ہی جو شریعت کے شفاخانہ سے ملتی ہین یعنی وظائف عبادات اور اعمال جنکو اصلاح قلوب کے لیے حکماء روحانی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ترتیب دیا ہی بس جو شخص اپنے دل بیمار کا علاج عبادات شرعیہ سے نہ کرے اور علوم عقلی ہی پر کفایت کرے تو اُسکو ضرر ہوگا جیسا اُس بیمار کو ہوتا ہی جو دوا نہ کھاوے اور غذا کھاتا رہے اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ علوم عقلیہ علوم شرعیہ کے خلاف ہین اور دونون کا جامع ہونا ممکن نہین تو یہ بات اُنکی لاعلمی سے ہی وے لوگ نور بصیرت سے عاری ہین بلکہ ایسے لوگون کے نزدیک بعض اوقات بعض علوم شرعیہ بھی ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہونے لگتے ہین اور اُنکے جمع کرنے سے عاجز ہوکر یہ گمان کرتے ہین کہ اُس دین ہی مین تناقض ہی اور حیران ہوکر دین مین سے ایسے نکلجاتے ہین جیسا بال آٹے مین سے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ اُنکو اپنے عجز کے باعث دین مین اختلاف معلوم ہوا حالانکہ یہ بات تھی اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی اندھا آدمی کسی کے گھر مین جاوے اور اتفاقاً اُسکا پانون برتنون پر پڑجاوے اور لوگون سے کہنے لگے کہ عجب طرح کے آدمی ہین کہ برتن راہ مین رکھ چھوڑے ہین اُنکو اپنے موقع پر کیون نہین رکھا تو وہ لوگ اُس سے کہین کہ میان صاحب برتن تو سب اپنے اپنے موقع سے ہین مگر آپ کو نابینائی کے سبب راہ کی تمیز نہین اور بڑے تعجب کی بات ہی کہ اپنے آپ تو نہ سوجھے اور دوسرون کا قصور بتلاوے یہی نسبت علوم دینیہ کی طرف علوم عقلیہ کی ہی پھر علوم عقلی کی دو قسمین ہین دنیوی جیسے علم طب اور حساب اور ہندسہ اور نجوم وغیرہ صناعات اور حرفہ اور اُخروی مثل علم احوال قلب اور آفات اعمال اور علم اللہ تعالیٰ اور اُسکے صفات اور افعال کا جیسا کہ باب العلم مین ہم مفصل کہہ چکے ہین اور یہ دونون ایک دوسرے کے منافی ہین اِس نظر سے کہ اگر کوئی شخص اُنمین سے ایک کی طرف تمام ہمت متوجہ ہوگا تو غالباً اُسکی بصیرت دوسرے سے قاصر رہیگی اور اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا اور آخرت کی تین مثالین فرمائی ہین ایک مین فرمایا کہ دونون مثل دو پلہ ترازو کے ہین اور دوسری مین ارشاد کیا کہ دونون مثل مشرق اور مغرب کے ہین اور تیسری مین فرمایا کہ وہ دونون مثل دو سوتون کے ہی اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناخوش اور یہی سبب ہی کہ جو لوگ امور دنیا مین خوب ہوشیار ہوتے ہین اور علم طب اور حساب اور ہندسہ اور حکمت خوب جانتے ہین وہ امور آخرت سے جاہل رہتے ہین اور جن لوگون کو دقائق علوم آخرت پر عبور ہوتا ہی وہ اکثر علوم دنیا کو نہین جانتے کیونکہ قوت عقلی اکثر لوگون کی دونون باتون کے جمع کرنے کو وفا نہین کرتی جب ایک کو سیکھتے ہین تو دوسری بات مین کمال نہین ہوسکتا اور اسی بنا پر حدیث شریف مین وارد ہی کہ ان اکثر اہل الجنۃ البلہ یعنے جنکو کہ امور دنیا مین شعور نہین اور حضرت حسن بصری رض نے اپنے کسی وعظ مین فرمایا کہ ہمنے ایسے لوگون سے ملاقات کی ہی کہ اگر تم اُنکو دیکھو تو مجنون کہو اور اگر وے تمکو دیکھین تو شیطان کہین بس آدمی کو چاہیے کہ جب کسی امر دینی عجیب کو سُنے کہ علماء علوم ظاہری اُسکے منکر ہون تو شبہہ نہ کرے کہ اُنکو ایسے امور کے اقرار سے انکار ہی بلکہ یون سمجھے کہ یہ ہو نہین سکتا کہ کوئی چلے تو مشرق کو اور مغرب کی چیز اُسے ملجاوے

ف — سو کچھ آنکھین اندھی نہین ہوتین پر اندھے ہوتے ہین دل جو سینون مین ہین ۱۲

ف — اور جو کوئی رہا اس جہان مین اندھا سو پچھلے جہان مین اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے ۱۲

ع — جنت کے اکثر آدمی بھولے ہین ۱۲ بزار بروایت انس رض بسند ضعیف ۱۲

امر دنیا اور آخرت بھی ایسے ہی ہین دیکھو اللہ تعالی فرماتا ہی ان الذین لایرجون لقارنا ورضوا بالحیواۃ الدنیا واطمانوابہا والذین ہم عن آیاتنا غافلون اور یہ بھی فرمایا کہ یعلمون ظاہرا من الحیواۃ الدنیا وہم عن الآخرۃ ہم غافلون اور فرمایا فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیواۃ الدنیا ذلک مبلغہم من العلم حاصل یہ کہ امور دنیا و دین مین کمال بصیرت انھین لوگون کو حاصل ہی جنکو اللہ تعالی نے اپنے بندون مین سے تدبیر معاش اور معاد دونون عنایت فرمائے ہین اور وہ زمرہ انبیا علیہم الصلواۃ کا ہی کہ جنکو روح قدس اور قوت آلہی سے تائید ہوتی رہتی ہی اُنکے دلون مین سب امور کی گنجایش ہی اور کچھ دقت نہین مگر اور لوگون کے قلوب اگر امر دنیا مین لگے ہونگے تو آخرت کے کمال سے قاصر رہینگے

آٹھوان بیان فرق کا الہام اور تعلم مین اور امر حق کے واضح ہونے مین صوفیہ اور علماء ظاہر پر

جاننا چاہیے کہ جو علم بدیہی نہین اور دل مین کبھی کبھی آتے ہین اُنکا دل مین آنا کئی طرح ہوتا ہی کبھی تو دل پر ایسی طرح آجاتے ہین گویا کسی نے بے خبر دل مین ڈال دیے اور کبھی بطریق تعلم اور استدلال کے حاصل ہوتے ہین پس جو علم کہ بدون اکتساب اور دلیل کے حاصل ہوتے ہین اُنکو الہام کہتے ہین اور جو استدلال سے حاصل ہوتے ہین اُنکو اعتبار اور استبصار بولتے ہین پھر علم اول کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ بندہ کو یہ خبر نہو کہ علم مذکور کہان سے اور کسطرح حاصل ہوا اُسکو تو الہام اور نفخ فی القلب کہتے ہین اور یہ اولیا اور اصفیا کے لیے ہوتا ہی اور دوسرے یہ کہ جس ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو وہ بندہ کو معلوم ہو جاوے یعنی وہ فرشتہ جو دل مین ڈالتا ہی وہ نظر آجاوے اُسکو وحی کہتے ہین اور یہ خاصہ انبیا کا ہی اور علم جو کہ اکتساب اور استدلال سے ہوتا ہی وہ علما کو ہوتا ہی اور حقیقت امر یہ ہی کہ قلب مین استعداد اس امر کی ہی کہ سب چیزون مین امر حق اُسکو معلوم ہوجاوے مگر وہی پانچ وجہین جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہی اُسکو مانع ہوتی ہین تو گویا یہ چیزین آئینہ قلب اور لوح محفوظ کے درمیان مین حجاب ہو جاتی ہین اور لوح محفوظ وہ ہی جسپر تمام امور شدنی قیامت تک کے منقوش ہین اور لوح محفوظ سے حقائق علوم کا قلب پر جلوہ گر ہونا ایسا ہی جیسا ایک آئینہ کا عکس دوسرے آئینہ محاذی مین معلوم ہوا کرتا ہی اور جسطرح کہ دونون آئینون کے درمیان کا حجاب کبھی ہاتھ سے سرکا دیتے ہین اور کبھی خود بخود ہوا سے مل جاتا ہی اسیطرح کبھی نسیم الطاف یزدانی چلتی ہی اور قلب کی آنکھ کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہی تو بعض چیزین جو لوح محفوظ مین مسطور ہین وہ نظر آنے لگتی ہین اور یہ امر کبھی تو خواب مین ہوتا ہی کہ اُس سے مستقبل کا حال معلوم ہوجاتا ہی اور بالکل حجاب کا مرتفع ہونا موت پر ہی موت کے باعث انکشاف تام ہوجاتا ہی اور کبھی بیداری مین ہوتا ہی کہ حجاب کے اُٹھتے ہی پردہ غیب سے بڑی عجیب باتین علوم کی دل پر کھلتی ہین مگر یہ انکشاف بعض اوقات برق کی ایک حد تک گذرتا رہتا ہی اور اُسکا دائمی ہونا نہایت قلیل ہی خلاصہ یہ کہ الہام اور اکتساب مین نہ تو نفس علم مین فرق ہی نہ محل اور سبب مین بلکہ صرف فرق حجاب کے زائل ہونے کا ہی جو بندہ کے اختیار مین نہین اسیطرح وحی اور الہام مین بھی کچھ فرق نہین صرف اتنا فرق ہی کہ وحی مین وہ فرشتہ جو ذریعہ تعلم کا ہوتا ہی نظر آتا ہی اور علم جو دلون مین حاصل ہوتا ہی وہ فرشتون ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء اور جب یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہیے کہ اہل تصوف علوم الہامی کی طرف راغب ہوتے ہین علوم تعلیمی کی طرف مائل نہین ہوتے اور یہی وجہ ہی کہ کتابین مصنفین کی نہین پڑھتے اور اقوال اور ادلہ سے بحث نہین کرتے بلکہ یہ فرماتے ہین کہ اول خوب مجاہدہ کرنا چاہیے اور صفات ذمیمہ اور تمام علائق کو قطع کرکے بہمہ تن و تمام ہمت خدا تعالی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور جب یہ بات حاصل ہو جاویگی تو خدا تعالی خود متکفل اور متولی اپنے بندہ کے قلب کا ہو جاویگا اور جب وہ متولی ہوگا تو اُسپر سایہ رحمت ہوگا اور قلب مین نور چمکنے لگیگا اور سینہ کھلجاویگا اور سر ملکوت اُسپر ظاہر ہوگا اور قلب کے سامنے سے حجاب دور ہوجاویگا اور امور آلہیہ کے حقائق اُسمین روشن ہونگے پس اس تقریر کے بموجب بندہ کا کام صرف اتنا ہی کہ محض تصفیہ کرے اور اپنی ہمت کو ارادہ صادق کے ساتھ متوجہ کرے اور رحمت آلہی سے انکشاف کا ہمیشہ منتظر اور پیاسا رہے پس انبیا اور اولیا کے اوپر جواہر منکشف ہوجاتا ہی اور دلون پر نور پھیل جاتا ہی کچھ تعلم اور نوشت خواند کتب سے نہین ہوتا بلکہ دنیا مین زہد کرنے اور علائق سے منقطع ہونے اور اشتغال دنیا سے فارغ البال ہونے اور تمام ہمت متوجہ الی اللہ ہونے سے ہوتا ہی کیونکہ جو اللہ کا ہو رہتا ہی اللہ اُسکا ہوجاتا ہی اور اہل تصوف کا یہ بھی مقولہ ہی کہ اس بات مین

اوّل علائق دنیا کو تمامہا منقطع کر ڈالے اور دل کو اُنسے خوب فارغ کرلے اور ہمت کو اہل اور مال اور اولاد اور وطن اور علم اور ولایت اور جاہ سے اُٹھالے
اور دل کو ایسی حالت مین کرلے کہ اُسکے سامنے چیزون کا ہونا اور نہونا برابر ہوجاوے پھر اپنے آپ ایک گوشہ مین ہو بیٹھے اور ضروریات فرائض و لطائف
پر اکتفا کر کے بجمیع ہمت ماسوی اللہ سے فارغ البال ہوجاوے یہان تک کہ قرارت قرآن اور معانی تفسیر و حدیث وغیرہ کی فکر سے بھی اپنا دھیان پریشان
نہ کرے بلکہ اس باب مین کوشش کرے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے دل مین اور کچھ نہ رہنے پاوے اور خلوت مین بیٹھکر ہمیشہ بحضور قلب اللہ اللہ کہتا رہے اور اس
اسم پاک کا یہانتک ورد کرے کہ ایسی حالت پر پہونچ جاوے کہ اگر زبان کی حرکت موقوف کردے تب بھی یہی معلوم ہو کہ زبان سے اللہ اللہ نکلتا ہی پھر
اُسی حالت پر ٹھہر کر اس لفظ کا اثر زبان سے مٹادے اور قلب سے اُس ذکر کی مواظبت کرے حتی کہ قلب مین سے صورت اور ہیئت لفظون کی محو ہوجاوے
اور صرف معنی اس لفظ کے مُدام موجود رہین گویا کہ قلب کے ساتھ لازم ہین اور اس حد تک پہونچنے مین اور اس حالت کے مدام رکھنے مین بندہ کو
اختیار ہو اس طرح کہ وسواس غیر اللہ کا دفع کرتا رہے لیکن رحمت آلہی کی کشش کا اختیار نہین بلکہ اس فعل سے جذب رحمت کی لیاقت ہوجاتی ہی
پس اب یہی باقی رہا کہ اس درجہ کو ہونچکر فتوحات غیبی کا منتظر ہوے کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے انبیا اور اولیا پر امور حق مفتوح فرمائے اسپر بھی منکشف
فرماوے اور اس صورت مین اگر اُسکا ارادہ سچا ہوگا اور ہمت بھی درست ہوگی اور مواظبت بھی خوب کریگا اور جذب شہوات سے بچا رہیگا اور علائق
دنیا کی کوئی بات دل مین نہ آویگی تو البتہ لوامع حق کے اُسکے دل مین چمکنے لگینگے اور ابتدا مین بجلی کی طرح گذر جائینگے اور ذرا نہین ٹھہرینگے پھر دوبارہ
ایسا ہی ہوویگا اور بعض اوقات دیر بھی ہوجاویگی اور اگر دوبارہ آوینگے تو کبھی ٹھہرینگے اور کبھی نہین ٹھہرینگے اور ٹھہرنے کی صورت مین کبھی کبھی زیادہ
مدت ہوگی اور کبھی تھوڑی اور بعض اوقات اس طرح کے لوامع بزدر پے ہونگے اور بعض دفعہ صرف ایک ہی فن پر اقتصار رہیگا اور بلحاظ ان وجوہ مذکورہ
کے اولیا کے منازل کا تفاوت کچھ انتہا نہین رکھتا جیسے کہ اُنکے اخلاق کے تفاوت کی انتہا نہین غرضکہ مآل اہل تصوف کی تقریر کا یہ ہی کہ تصفیہ اور
جلا قلب بندہ کی جانب سے ہونا چاہیے اور پھر لیاقت حاصل ہونے کے بعد امیدوار رحمت ہونا چاہیے اور علماء ظاہر کو اس طریق کے امکان مین
اور برسبیل شاذ منزل مقصود تک پہونچ جانے مین توکسی طرح کا انکار نہین کیونکہ اکثر انبیا اور اولیا کا یہی حال ہوتا ہی مگر یہ کہتے ہین کہ یہ طریق بہت
مشکل ہی اور اُسکا نتیجہ دیر کر حاصل ہوتا ہی اور ان شروط کا جمع ہونا بھی بہت بعید ہی کیونکہ علائق کا اس درجہ تک کھو دینا گویا کہ غیر ممکن ہی اور اگر
ہو بھی جاوے تو اُسکا باقی رہنا اُس سے بھی زیادہ مشکل ہی کیونکہ ذرا سے وسواس اور اندیشہ سے قلب کو تشویش ہوجاتی ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلب المومن اشد تقلب من القدر فی غلیانہا اور یہ بھی فرمایا کہ قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن علاوہ اسکے اس
مجاہدہ مین کبھی مزاج بدمزہ ہوجاتا ہی اور عقل خبط ہوجاتی ہی اور بدن بیمار پڑتا ہی اور اگر پہلے سے حقائق علوم سیکھکر نفس کی تہذیب نہین کیجاتی ہی تو دل
مین عجیب طرح کے خیالات فاسدہ جمع ہوجاتے ہین کہ بدون اُنکے رفع کیے ہوے نفس اُنھین مین مبتلا رہتا ہی اور عمر بھر وہ حل نہین ہوتے بہت سے
صوفی جو اس راہ پر چلے ایک ہی خیال مین بیس بیس برس اُلجھ رہے اگر پہلے سے علم پڑھ لیتے تو اسطرح کے خیال کا التباس اُنپر فوراً کھلجاتا
اس سے معلوم ہوا کہ اشتغال تعلم ہی کے طریق پر معتبر اور اقرب الی المقصود ہی اور علما یہ حجت پیش کرتے ہین کہ اہل تصوف کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی
شخص فقہ نہ سیکھے اور یون لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو نہین سیکھا تھا اور وحی اور الہام سے بلا قید ہوگئے تھے پس مین بھی ریاضت
اور مواظبت کرتے کرتے ویسا ہی ہوجاونگا تو جس کسی نے ایسا خیال کیا اُسنے اپنی جان پر ظلم کیا اور عمر بھر ناحق تلف کی بلکہ وہ تو ایسا ہی کہ
کھیتی اور کمائی کچھ نہ کرے اور اس بات کا متوقع ہو کہ کہین سے خزانہ ملجاوے تو گویہ بات ممکن ہی مگر یہ بات نہایت بعید ہی اور علما کا اس باب
مین یہ قول ہی کہ اول تحصیل علم کرنی چاہیے اور علما کے اقوال کے معانی سمجھنے چاہیئن پھر اُسکے بعد اس بات کا منتظر ہوے کہ جو اور علما کو
نہین معلوم ہوا وہ مجکو معلوم ہوجاوے تو شاید بعد مجاہدہ کے یہ بات حاصل ہوجاوے

نوان بیان دونون مقامون کے فرق کا ذکر مثال محسوس سے

جاننا چاہیے کہ قلب کے عجائب حواس سے مدرک نہین ہوسکتے جیسا کہ خود قلب حیطہ حواس سے خارج ہی اور جو چیز مدرک بالحواس نہین ہوتی تو جتبک اسکی مثال محسوس چیز سے نہ بتلائی جاوے تب تک سمجھ مین اچھی طرح نہین آتی لہذا کم سمجھون کے واسطے ہم اُسکی دو مثالین بیان کرتے ہین ایک تو یہ کہ فرض کرو کہ ایک حوض زمین مین کھدا ہوا ہی اب اسمین پانی ہونے کے دو طریق ہین یا تو اوپر سے نالیان بناکر کسی جگہ سے اُسمین پانی بھر دیا جاوے یا زمین کو اتنا کھودا جاوے کہ خود بخود اندر سے پانی نکل آوے یہ دوسرے طریق کا پانی صاف بھی زیادہ ہوگا اور ہمیشہ بھی رہیگا اور بعض اوقات زیادہ بھی ہوگا پس قلب کو حوض سمجھنا چاہیے اور علم کو پانی اور حواس خمسہ کو مثل نالیون کے تصور کرنا چاہیے تو قلب کی طرف علم کا پہونچنا یون بھی ہوسکتا ہی کہ حواس خمسہ کے ذریعہ سے جسقدر مشاہدات پہونچاوین علم آتا جاوے یہان تک کہ قلب خوب علم سے بھر جاوے اور ایک صورت یہ ہی کہ حواس کی نالیان عزلت کے باعث بند کردی جاوین اور خود قلب کی کاوش مین سعی کیجاوے اسطرح کہ خلوت مین بیٹھکر اُسکی صفائی کیجاوے اور پردون کے طبقات اُس پر سے دور کیے جاوین یہانتک کہ خود اُسمین سے علم کا چشمہ پیدا ہو جاوے مگر اسمین یہ اعتراض ہوتا ہی کہ جب دل مین علم موجود نہین تو اُسکے اندر سے کسطرح چشمہ نکلیگا اسکا جواب یہ ہی کہ اسرار قلبی مین سے یہ ایک عجیب بات ہی اور علم معاملہ مین اُسکا اسی قدر ذکر ہوسکتا ہی کہ حقائق اشیا لوح محفوظ مین مکتوب ہین بلکہ فرشتون کے دلون مین مسطور ہین جسطرح کہ معمار پہلے ایک سادہ کاغذ پر نقشہ عمارت کا کھینچ لیتا ہی پھر اُسی کے موافق عمارت بناتا چلا جاتا ہی اسی طرح خالق آسمان و زمین نے عالم کا حال اول سے آخر تک لوح محفوظ مین لکھ لیا ہی اور اُسی کے مطابق بناتا رہتا ہی پس اس عالم ظاہری کی شکل آدمی کے حس اور خیال مین بھی موجود ہوتی ہی مثلاً آسمان اور زمین کی طرف دیکھکر اگر کوئی آنکھین بند کرے تو صورت اُن دونون کی خیال مین معلوم ہوگی گویا اُنھین کی طرف دیکھ رہا ہی یہان تک کہ اگر بالفرض آسمان و زمین نابود ہوجاوین اور دیکھنے والا صرف باقی رہجاوے تب بھی آسمان و زمین کی صورت اپنے خیال مین ایسی ہی پاویگا گویا اُنکی طرف دیکھ رہا ہی پھر خیال سے ایک اثر قلب پر پڑتا ہی تو اُسمین حقائق اُن اشیا کے آتے ہین جو حس اور خیال مین موجود رہتے ہین پس جو کچھ دل مین حاصل ہوا ہی وہ تو مطابق صورت خیالی کے ہی اور صورت خیالی موافق وجود ظاہری کے ہی جو انسان اور اُسکے قلب سے دونون سے علٰحدہ موجود ہی اور یہ عالم ظاہری مطابق اس نقشہ کے ہی جو لوح محفوظ مین مندرج ہی اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ عالم ظاہری کو چار وجود ہین ایک تو لوح محفوظ مین اور یہ وجود اُسکے وجود جسمانی سے مقدم ہی دُوم وجود حقیقی جو دنیا مین ہوتا ہی تیسرا وجود خیالی جو وجود حقیقی کے بعد اُسکی صورت خیال مین موجود ہوتی ہی چوتھا وجود عقلی جو صورت خیالی سے قلب مین صورت حاصل ہوتی ہی اور ان چارون وجودون مین بعض تو وجود جسمانی ہین اور بعض روحانی اور وجود ہاے روحانی مین سے بعض مین روحانیت زیادہ ہی اور بعض مین کم اور ایسی باتون مین حکمت الٰہی نظر پڑتی ہی دیکھو آنکھ کے حدقہ کو ایسا بنایا کہ باوجود چھوٹے ہونے کے جہان کی صورت اور آسمان و زمین کی شکل اُسمین پیدا ہوجاتی ہی اور ان چیزون کا پھیلاؤ اسقدر ہی کہ بیان سے باہر پھر آنکھ کے ذریعہ سے ان چیزون کا وجود خیال مین پہونچتا ہی اور وہان سے دل مین جاتا ہی جب دل کو معلوم ہوتا ہی کیونکہ آدمی جب تک کوئی چیز اُس تک نہین پہونچتی خبر نہین ہوتی پس اگر خدا تعالی آدمی کے دل مین عالم کی صورت نہ بناتا تو جو چیزین آدمی سے علٰحدہ ہوتین اُنکا کبھی علم نہ آتا سبحان اللہ قلوب اور ابصار مین کیسی عجیب باتین رکھی ہین اور بعض قلوب اور ابصار کو اندھا بھی کردیا ہی یہانتک کہ اکثر لوگون کو اپنے نفس کی اور اُسکے عجائب کی مطلق خبر نہین اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین کہ قلب مین جو حقیقت عالم کی آتی ہی تو کبھی تو حواس ہی سے آتی ہی اور کبھی لوح محفوظ سے آتی ہی جسطرح پر کہ آنکھ مین سورج کی صورت کبھی تو اُسکی طرف دیکھنے سے آتی ہی اور کبھی بذریعہ پانی کے دیکھنے کے جسمین کہ آفتاب کا عکس ہوتا ہی اور یہ عکس آفتاب کی صورت اصلی ہی کے مشابہ ہوتا ہی اسی طرح جب دل کے سامنے سے حجاب دور ہوجاتا ہی تو لوح محفوظ کی چیزین سوجھنے لگتی ہین اور اُنکا علم اسمین آجاتا ہی اس صورت مین جو اُسکے استفادہ سے مستغنی ہوجاتا ہی اُسکی ایسی ہی مثال ہوجاتی ہی کہ گویا زمین کو اسقدر کھودا کہ خود بخود اُسمین سے پانی نکل آیا اور کبھی قلب کی توجہ اُن خیالات کی طرف ہوتی ہی جو محسوسات سے حاصل ہوتے ہین تو یہ امر اُسکو مطالعہ لوح محفوظ سے مانع ہوتا ہی جیسے کہ پانی جب نہر مین جمع ہوجاتا ہی تو نیچے سے نہین نکل سکتا

ماجسطرح کہ کوئی شخص آفتاب کے عکس کو پانی مین دیکھے تو اُسکو خود آفتاب نظر نہ آویگا حاصل یہ کہ قلب مین دو دروازہ ہین ایک تو عالم ملکوت اور لوح محفوظ کی طرف کو ہی اور ایک دروازہ حواس خمسہ کی جانب کو ہی جو عالم ظاہری سے اخذ اشیا کرتے ہین اور ان دونون عالمون مین ایک طرح کی مشابہت ہی پس دروازہ عالم ظاہری سے جسطرح پر کہ قلب کو بذریعۂ حواس علم ہوتا ہی وہ تو معلوم ہی ہی مگر جو دروازہ کہ عالم ملکوت کی طرف ہی اور اُس سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہی اُسکا بھی یقین ہوسکتا ہی اگر اس بات کو سوچو کہ خواب مین عجیب عجیب حالات پیش آتے ہین اور دل کو احوال آیندہ اور گذشتہ معلوم ہوجاتا ہی حالانکہ حواس کو اُسمین کچھ دخل نہین ہوتا اور یہ دروازہ اُس شخص کے لیے کھلتا ہی جو خدا تعالی کے ذکر ہی مین مستغرق رہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبق المفردون قیل ومنہم یا رسول اللہ قال المتہترون بذکر اللہ تعالی وضع الذکر عنہم اوزارہم فوردوا القیامۃ خفافا پھر ان لوگون کی توصیف مین خداوند کریم کا یہ قول ارشاد فرمایا کہ پھر مین اپنے چہرہ کو اُنکی طرف کرکے متوجہ ہوتا ہون تجھے معلوم ہی کہ کسکے سامنے مین اپنا چہرہ کرتا ہون اور کوئی جانتا ہی کہ مین اُنکو کیا دیا چاہتا ہون پھر ارشاد فرمایا کہ اول یہی عطا ہوتی ہی کہ اُنکے دلون مین روشنی ڈال دیتا ہون تو وہ میرے حال سے خبر دینے لگتے ہین جیسے مین اُنکا حال کہتا ہون اور مدخل ان خبرون کا دروازۂ باطنی ہی اس بیان سے فرق علوم اولیا اور انبیا اور علوم علما اور حکما کا ظاہر ہوا وہ یہ ہی کہ علم اولیا وانبیا کا تو اُس دروازہ سے ہوتا ہی جو عالم ملکوت کی طرف کھلا ہوا ہی اور علم حکمت وغیرہ ابواب حواس سے حاصل ہوتا ہی جو عالم ظاہری کی طرف مفتوح ہین غرضکہ عجائبات قلبی اور اُسکی آمد وشد دونون عالمون غیب اور شہادت مین علم معاملات مین حصر نہین ہوسکتے صرف اسی مثال سے مدخل دونون علمون کا معلوم ہوگیا اب دوسری مثال اسلیے بیان ہوتی ہی کہ اُس سے علما اور اولیا کے عمل کا فرق معلوم ہوجاوے یعنی علما کا عمل تو یہ ہی کہ نفس علوم کو حاصل کرتے ہین اور اُسکو دل کی طرف کھینچتے ہین اور اولیا وصوفیہ صرف قلوب کی جلا اور صفائی مین کوشش کرتے ہین تو ان دونون کی مثال یہ ہی کہ کہتے ہین کہ کسی بادشاہ کے سامنے مذکور ہوا کہ اہل روم اور چین والے نقاشی کے کام مین بڑے ماہر ہین اور تصویر بہت عمدہ کھینچتے ہین اُسکے دل مین یہ آیا کہ ایک مکان کی ایک طرف تو روم والون کے سپرد کرنی چاہیے اور ایک جانب چین والون کو دینی چاہیے تاکہ دونون فریق اپنی کارستانی ظاہر کرین اور بیچ مین ایک ایسا پردہ ڈالنا چاہیے کہ ایک کے کام کی دوسرے کو اطلاع نہو چنانچہ ایسا ہی کیا پس روم والون نے عجیب عجیب رنگ بیشمار اکٹھے کیے اور چین والے بے رنگ ہی کام مین مصروف ہوئے یعنی اپنی طرف کی جانب کو خوب جلا کرنی شروع کردی جب روم والے رنگ کے نقوش سے فارغ ہوے تو چین والون نے بھی کہا کہ ہم بھی نقش کر چکے بادشاہ بہت متحیر ہوا کہ انھون نے کیسا نقش بنایا ہی جسمین رنگ کی ضرورت نہوئی اُنسے پوچھا تو اُنھون نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے کچھ غرض نہین پردہ اُٹھا کر ملاحظہ فرما لیجیے جو نہین پردہ اُٹھایا گیا تمام نقوش رومیون کے چین والون کی جانب مین جلا کے سبب معلوم ہونے لگے بلکہ اُن مین چمکاہٹ زیادہ تھی کیونکہ اُنکی جانب جلا کے سبب آئینہ کے مثال ہوگئی تھی اس سے اور بھی زیادہ خوبی معلوم ہوتی تھی پس اولیاء اللہ کی توجہ بھی چین والون کی طرح قلب کی جلا اور تطہیر وصفا مین مصروف رہتی ہی یہانتک کہ اُسمین امور حق چمکنے لگتے ہین اور علماء ظاہر کی توجہ روم والون کی طرح اکتساب اور نقوش علمی کی طرف رہتی ہی بہرصورت علم قلب مین کسیطرح حاصل ہو قلب مومن کا فنا نہین ہوتا اور نہ اُسکا علم موت پر جاتا رہتا ہی نہ صفاء قلب مین کچھ کدورت آتی ہی جیسا کہ حسن بصری رضنے فرمایا ہی کہ خاک محل ایمان کو نہین کھاتی بلکہ وسیلہ تقرب الی اللہ ہوتی ہی اور نفس علم جو دل مین آتا ہی اور صفاء اور استعداد اس علم کے حاصل ہونے کی یہ چیزین لابدی ہین سعادت ابدی بدون علم اور معرفت کے کسی کو نہین ملسکتی اور اس سعادت مین بھی بعض لوگ اشرف ہین بعض سے جسطرح کہ تونگری کے واسطے مال کی ضرورت ہوتی ہی تو تھوڑے روپیہ والا بھی غنی کہلاتا ہی اور جسکے پاس بہت سے خزانے ہون وہ بھی غنی ہی مگر دونون مین بہت فرق ہوتا ہی اسیطرح معرفت وایمان مین بھی تفاوت درجات ہی کہ اُسکی کچھ انتہا نہین معرفت وہ نور ہی جس سے کہ ایمان والے خدا تعالی کے دیدار کی طرف چلینگے جیسا خود اللہ تعالی نے فرمایا نورہم یسعی بین ایدیہم وبایمانہم اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ بعضون کو نور مثل پہاڑ کے عنایت ہوگا اور بعضون کو اُس سے کم یہان تک کہ سب سے پچھلا وہ شخص ہوگا کہ اُسکو صرف دونون پاؤن کے انگوٹھون پر نور عنایت ہوگا اور وہ کبھی تو چمکنے لگیگا اور کبھی گل ہوجاویگا چمکنے کی حالت مین تو وہ قدم

آگے کو بڑھا ویگا اور گل ہونے کی صورت مین کھڑا رہیگا اور پل صراط پر گذرنا بھی موافق نور ہی کے ہوگا کوئی تو آنکھ کے جھپکتے ہی اُتر جاویگا اور بعض بجلی کی طرح اور کوئی بادل کی طرح اور کوئی شہاب کیطرح اور کوئی سرپٹ گھوڑے کی طرح گذریگا اور جسکے صرف انگوٹھون پر نور ہوگا وہ رگڑتا چلیگا کہ ایک ہاتھ کو بچاویگا تو دوسرا لٹک جاویگا اور اسی طرح ہاتھ پانون کو آگ لگ کر خلاص ہوگا اس بیان سے لوگون کے ایمان کا تفاوت معلوم ہوتا ہی اور یہ جو ایک روایت مین آیا ہی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان تمام جہانون کے ایمان کے ساتھ سوائے پیغمبرون کے وزن کیا جاوے تو اُنھین کا ایمان بھاری ٹھہرے اسکی یہ مثال ہی کہ کوئی یون کہے کہ اگر آفتاب کا نور اور تمام دنیا کے چراغون کا مقابل کیا جاوے تو آفتاب ہی کا نور غالب رہے پس عوام مین سے بعضون کے ایمان کا نور چراغ جیسا ہی اور بعضون کا نور شمع جیسا اور صدیقین کے ایمان کا نور مثل چاند اور ستارون کے نور کے ہی اور انبیا کے ایمان کا نور آفتاب کے مانند تو جسطرح کہ آفتاب کے نور سے تمام آفاق کی صورت باوجود وسعت کے منکشف ہو جاتی ہی اور چراغ کے نور سے صرف مکان کا ایک کونا ظاہر ہوتا ہی اسی طرح سینہ کے انشراح کا فرق سمجھنا چاہیے کہ قلوب عارفین پر بباعث معرفت تمام عالم ملکوت منکشف ہو جاتا ہی اور اسی بنا پر حدیث شریف مین وارد ہی کہ یقال یوم القیامۃ اخرجوا من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من ایمان ونصف مثقال وربع مثقال وشعیرۃ و ذرۃ اس حدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک یہ کہ درجات ایمانی مین تفاوت ہی اور یہ ایک کہ اسقدر ایمان دخول نار کا مانع نہین اور ایک یہ کہ جس شخص کا ایمان مثقال سے بڑھکر ہوگا تو وہ داخل نار نہوگا کیونکہ اگر وہ بھی داخل ہوتا تو حکم اسکے اخراج کا بھی ہوتا اور ایک یہ کہ جسکے دل مین بوزن ذرہ ایمان ہوگا اگرچہ دوزخ مین جاوے مگر اُسمین ہمیشہ نہ رہیگا اور اسی طرح اس حدیث شریف مین لیس شیٔ خیرا من الف مثلہ الا الانسان المومن اشارہ ہی فضیلت پر قلب عارف باللہ کے جو یقین کامل رکھتا ہو کیونکہ وہ ہزار عام لوگون کے قلب سے بہتر ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اُسمین مومنین کو فضیلت دی مسلمانون پر اور مومن سے غرض یہ ہی کہ عارف ہو مقلد نہو اور یہ بھی فرمایا یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اس آیت مین الذین آمنوا سے وہ لوگ مراد ہین کہ جنھون نے بدون علم کے تصدیق کی اُن لوگون کو علم والون سے علیحدہ بیان فرمایا اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہی کہ مومن کا لفظ مقلد پر بھی بولا جاتا ہی اگرچہ تصدیق اُسکی کشف اور بصیرت سے نہو اور حضرت ابن عباس رض نے والذین اوتوا العلم درجات کی تفسیر مین فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ عالم کا درجہ مومن پر سات سو درجہ اونچا کریگا کہ ہر درجے کا فاصلہ اسقدر ہوگا جیسا آسمان اور زمین کا ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ اکثر اہل الجنۃ البلہ وعلیون لذوی الالباب اور نیز یہ ارشاد فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من اصحابی اور ایک روایت مین یون وارد ہی کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب پس ان دلیلون سے واضح ہوتا ہی کہ تفاوت درجات اہل جنت کا مطابق اُنکے معارف اور قلوب کے ہوگا اسی لیے روز قیامت کو تغابن یعنے گھاٹے کا دن کہتے ہین کیونکہ جو کوئی اللہ کی رحمت سے محروم رہیگا اُسکو بڑا گھاٹا اور نقصان ہوگا اور اسطرح کا شخص اپنے اوپر بڑے درجے دیکھے گا تو اُسکا دیکھنا ایسا ہوگا جیسے دس دینار والا ایسے شخص کو دیکھے جو روے زمین کا مالک ہی اگرچہ دونون غنی ہین لیکن دونون مین فرق زمین و آسمان کا ہی پس جسکو آخرت کے بڑے بڑے درجات اور فضائل سے کچھ کم ملیگا اُسکو کتنا بڑا نقصان ہوگا

دسوان بیان دلائل شرعی کا اس بات پر کہ اہل تصوف جو تحصیل معرفت تعلیم سے اور معتاد طور سے نہین کرتے اُنکا یہ طریق درست ہی

جاننا چاہیے کہ جس شخص کے دل مین کچھ تھوڑی سی چیز بھی بطریق الہام یا بے خبر دل مین پڑنے کی منکشف ہو جاوے تو وہ بجہت صحت طریق کے عارف کہلادیگا اور جسکو یہ بات کبھی نہ معلوم ہو تو اُسکو بھی اسپر ایمان چاہیے کیونکہ درجہ معرفت آدمی کے اندر امر جبلی ہی اور اُسکے لیے دلائل شرعی اور تجربہ اور حکایات موجود ہین دلائل یہ ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا یعنے حکمت کا ظہور قلب سے بسبب دوام عبادت کے بے تعلیم بطریق کشف اور الہام کے ہوتا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم و وفقہ فیما

دیتا ہی یہانتک کہ مستحق جنت کا ہو اور جو علم کے بموجب عمل نہین کرتا جو کچھ جانتا ہی اسمین حیران ہوتا ہی اور عمل کی توفیق نہین دیا جاتا حتی کہ مستحق دوزخ کا ہو جاتا ہی ما بالعلم مین گذری دوفقہ فیما یعمل کچھ نہین

یعمل حتی یستوجب الجنۃ ومن لم یعمل بالعلم تاہ فیما یعلم ولم یوفق فیما یعمل حتی یستوجب النار اور اللہ تعالی نے فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی
اشکالات اور شبہات سے مخرج نصیب ہوتا ہی اور علم اور فطانت بدون تعلم اور تجربہ کے عنایت ہوتا ہی اور فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا اس مین فرقان سے
مراد نور ہی کہ جس سے حق و باطل مین فرق کرے اور شبہات سے نکلجاوے اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤن مین اکثر نور اسطرح مانگا کرتے تھے اللہم اعطنی نورا وزدنی
نورا واجعل لی فی قلبی نورا وفی قبری نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا یہانتک کہ یون فرماتے میرے بال اور گوشت و پوست اور خون اور ہڈیون مین
نور عنایت فرما اور جب آپ سے اس آیت کی تفسیر مین افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ شرح صدر کے معنی پوچھے گیے تو ارشاد فرمایا کہ
اس سے غرض فراخی ہی یعنی نور جب دل مین ڈالا جاتا ہی تو اسکے لیے سینہ کھل جاتا ہی اور حضرت ابن عباس رض کے لیے دعا مانگی اللہم فقہہ فی الدین
وعلمہ التاویل اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات خفیہ نہین تبلادی ہی مگر اللہ تعالی اپنے کسی بندہ کو
کتاب اللہ کی سمجھ مرحمت کردیتا ہی اور یہ بات تعلم سے نہین آتی اور اس آیت مین کہ یوتی الحکمۃ من یشاء بعضون نے حکمت کی تفسیر فہم کتاب اللہ کی ہی اور
اس آیت مین ففہمناہا سلیمان جو بات حضرت سلیمان عم پر بواسطہ کشف ظاہر ہوئی تھی اسکو فہم سے تعبیر فرمایا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے تھے کہ مومن
وہ ہی جسکو اللہ کے نور سے پردہ کے پیچھے کی چیز نظر آوے اور قسم کھا کر ارشاد فرماتے کہ یہ بات ٹھیک ہی کہ اللہ تعالی امر حق کو مومنون کے دلون مین ڈال
دیتا ہی اور انکی زبانون پر جاری کردیتا ہی اور بعض سلف کا قول ہی کہ مومن کا غالب گمان کہانت ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی اتقوا فراسۃ المومن
فانہ ینظر بنور اللہ تعالی اور اسی کی طرف اشارہ ہی اس آیت مین ان فی ذلک لآیات للمتوسمین اور اسمین کہ قد بینا الآیات لقوم یوقنون اور حضرت
امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا العلم علمان فعلم باطن فی القلب فذلک ہو العلم النافع اور
بعض علماء سے علم باطن کے معنی پوچھے گیے تو انھون نے فرمایا کہ وہ ایک بھید ہی اللہ کے اسرار مین سے کہ اپنے دوستون کے دلون مین ڈالدیتا ہی اور
کسی فرشتہ خواہ آدمی کو اسپر آگاہ نہین فرماتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من امتی محدثین ومعلمین ومکلمین وان عمر منہم اور حضرت
ابن عباس رض نے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی کے بعد ولا محدث بھی پڑھا ہی اور محدث کے معنی صدیقین فرماتے ہین غرضکہ محدث اسکو کہتے ہین
جسپر الہام ہو اور الہام والا وہ شخص ہی کہ جسپر باطن قلب سے انکشاف اشیاء ہو محسوسات خارجی کی حاجت نہو اور قرآن شریف مین یہ امر مصرح ہی کہ تقوی
مفتاح ہدایت اور کشف ہی اور اسی کا نام علم بدون تعلم ہی جیسا کہ ارشاد فرمایا وما خلق اللہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون اور ہذا بیان للناس
وہدی وموعظۃ للمتقین ہدایت مین اہل تقوی کی ہی تخصیص فرمائی اور ابو یزید وغیرہ رض فرماتے تھے کہ عالم اس شخص کا نام نہین ہی کہ کتاب مین سے
کچھ یاد کرے اور جب اسکو بھول جاوے تو جاہل رہ جاوے بلکہ عالم اسکو کہتے ہین کہ علم اشیاء پروردگار کے پاس سے جسوقت چاہے بدون درس و حفظ
حاصل کرلے اور علم ربانی اسی کو کہتے ہین اور اسی طرف اشارہ ہی اس آیت مین وآتیناہ من لدنا علما ورنہ ہر ایک علم اسی کی طرف سے ہی فرق یہ ہی
کہ بعض علوم بواسطہ تعلیم خلق ہوتے ہین انکا نام علم لدنی نہین بلکہ علم لدنی وہ ہی کہ جو قلب مین بدون کسی سبب خارجی معتاد کے حاصل ہو یہ دلائل نقلی ہین
اور اگر سب آیات و احادیث جو اس باب مین وارد ہین لکھے جاوین تو بیشمار ہوجاوین تجربہ سے جو مشاہدہ ان امور کا ہوا ہی وہ بیان ہوتا ہی وہ بھی بے نہایت
ہی اور صحابہ اور تابعین اور بعد کے لوگون کو سب کو ہوا ہی جیسا کہ روایت ہی حضرت ابو بکر صدیق رض نے حضرت عائشہ رض سے اپنی موت کے وقت فرمایا کہ
تیرے دو بھائی اور دو بہنین ہین حالانکہ حضرت کی زوجہ اسوقت حاملہ تھین اور بعد کو بیٹی پیدا ہوئی تو پیدا ہونے سے پہلے ہی معلوم کرلیا کہ لڑکی
ہوگی اور حضرت عمر رض نے عین خطبہ کے درمیان مین ارشاد فرمایا کہ یا ساریۃ الجبل الجبل یعنے جب آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ دشمن لشکر اسلام پر چڑھ آیا
تو آپ نے لشکر اسلام کو للکارا کہ پہاڑ کی طرف ہوجاؤ پھر اس آواز کا لشکر مین پہونچ جانا نہایت بڑی کرامت ہی اور انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ مین

ایک روز حضرت عثمان کی خدمت مین جاتا تھا راستہ مین مجھکو ایک عورت ملی مین نے اُسکو دیکھا اور اُسکے حُسن کو اچھی طرح معاینہ کیا پس جب مین خدمت مین حاضر ہوا تو حضرت عثمان رضہ نے مجکو ارشاد فرمایا کہ تم مین سے بعض آدمی میرے پاس ایسے آتے ہین جنکی آنکھون مین زنا کا اثر ہوتا ہی کیا تجھکو یہ معلوم نہین کہ آنکھون کا زنا بُری طرح سے دیکھنا ہی یا تو توبہ کر ورنہ تجھکو سزا دونگا مین نے پوچھا کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی وحی ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ نہین لیکن بصیرت اور فراست صادقہ ہی اور ابو سعید خراز سے نقل ہی کہ ایک بار مین حرم شریف مین گیا اور ایک فقیر کو دیکھا کہ دو خرقہ پہنے ہوئے ہی دل مین کہا کہ اس قسم کے لوگ آدمیون پر بھاری ہوتے ہین اُسنے مجکو پکارا اور کہا اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْهُ تو مین نے اپنے دل مین استغفار کیا پھر اُسنے مجکو پکار کر کہا ہُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ اور یہ کہکر میری نظرون سے غائب ہوگیا اور زکریا ابن داوٗد سے روایت ہی کہ ابو العباس ابن مسروق ابو الفضل ہاشمی کی عیادت کو گئے اور یہ مریض عیال والے تھے اور بسر اوقات کا سامان ظاہری کچھ نہ تھا تو جب ابو العباس اٹھنے لگے دل مین کہا کہ الٰہی یہ شخص کہان سے کھاتا ہوگا اُسی وقت ابو الفضل نے آواز دی کہ خبردار اس نکمی بات کا کبھی دھیان نہ کر خدا تعالیٰ کے الطاف پوشیدہ بہت ہین اور احمد نقیب سے روایت ہی کہ ایک روز مین حضرت شبلی رح کی خدمت مین گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے احمد خدا تعالیٰ نے ہم سب کو پہچان کے لیے داغ دیا ہی مین نے پوچھا کہ حضرت کیا حال ہی آپ نے فرمایا کہ مین اسوقت بیٹھا ہوا تھا میرے دل مین یہ بات گذری کہ تو بخیل ہی احمد کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ حضرت مین تو بخیل نہین ہون پھر آپ نے تامل کرکے فرمایا کہ بیشک تو بخیل ہی پھر مین نے دل مین قصد کیا کہ جو کچھ آج مجھکو ملیگا اُسکو جو فقیر مجھکو اول ملیگا اُسے دے ڈالونگا مین اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص میرے پاس پچاس اشرفیان لیکر آیا اور کہا کہ اسکو اپنے مصارف مین خرچ کر اُنکو لیکر ایفاے وعدہ کے لیے اٹھا دیکھا تو ایک اندھا فقیر نائی سے سر منڈاتا ہی مین اُسکے سامنے جاکر اشرفیان اُسکو دینے لگا اُسنے جواب دیا کہ اس نائی کو دے دے مین نے کہا کہ پچاس ہین اُسنے جواب دیا کہ تجھسے کہہ نہین دیا کہ تو بخیل ہی نائی کو دے دے جب نائی کو دینے لگا تو اُسنے کہا کہ جب سے یہ فقیر مجھ سے سر منڈانے بیٹھا ہی مین نے عہد کیا ہی کہ اُجرت نہین لونگا پس مین نے اُن اشرفیون کو دریا مین پھینک دیا اور یہ کہا کہ جو کوئی تمھاری عزت کرتا ہی اُسکو خدا ذلیل کرتا ہی اور حمزہ بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ مین ایک دفعہ حضرت ابو الخیر رح کے گھر گیا اور دل مین عہد کیا کہ اُنکے گھر کچھ کھانا نہ کھاؤنگا جب مین گھر سے نکلا تو دیکھا وہ میرے پاس ایک کھانے کا طباق لیے آتے ہین اور فرمایا کہ لو اب کھاؤ یہان تو میرا گھر نہین ہی اور اِن صاحب کی کرامتین بھی مشہور ہین چنانچہ ابراہیم رقی سے روایت ہی کہ مین ایک دفعہ اُنکی زیارت کو گیا مغرب کی نماز اُنھون نے پڑھائی تو الحمد بھی اچھی طرح نہ پڑھ سکے مین نے اپنے دل مین سوچا کہ ناحق مین انکے پاس آیا جب نماز ہو چکی تو مین استنجے کو باہر گیا ایک شیر نے مجھکو لتاڑا مین نے حضرت ابو الخیر کی خدمت مین آکر حال بیان کیا آپ نے وہین سے شیر کو للکارا کہ کیون ہم نے کہہ نہین دیا کہ ہمارے مہمانون سے مزاحمت نہ کیا کر یہ سنتے ہی شیر علیحدہ ہوگیا مین طہارت کے بعد جب پھرا تو مجھسے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنے ظاہر کو سیدھا کیا ہی اس جہت سے شیر سے ڈر گئے اور ہم نے اپنے باطن کو سیدھا کیا ہی اسلیے شیر ہم سے ڈرتا ہی اسیطرح کی بے انتہا حکایتین ہین جنسے مشائخ کی فراست اور لوگون کے دلون کا حال معلوم کرنا اُنکے اعتقاد کو بتلا دینا پایا جاتا ہی بلکہ مشائخ نے جو حضرت خضر سے ملاقات کی ہی اور اُنسے سوال کیے ہین اور ہاتف کی آوازین سُنی ہین اور دیگر اقسام کی کرامات اسقدر ہین کہ اُنکا حصر بھی نہین ہوسکتا ہان منکر کے لیے صرف حکایات کافی نہین جب تک اُسکو اُسکے نفس سے اُسکا مشاہدہ نہو جاوے، اور جو شخص خود اس کیفیت کا منکر ہوگا وہ سب تفصیل کا منکر ہوگا لیکن وہ دلیل قاطع کہ جسکا کوئی انکار نہ کرے دو باتین ہین اول تو عجیب و غریب سچی خواب ہین کہ اُنسے غیب کا حال کُھلتا ہی کیونکہ جب یہ ممکن ہوا کہ خواب مین احوال غیب منکشف ہو جاوے تو بیداری مین ہو جانا محال نہین اسواسطے کہ فرق دونون حالتون مین صرف یہی ہی کہ خواب مین حواس ساکن ہوتے ہین اور محسوسات ظاہری کی طرف مشغول نہین ہوتے اور یہ بات اکثر بیداری مین بھی واقع ہو جاتی ہی کہ آدمی اگر کسی بات کو خوب غور کر رہا ہو تو اُسوقت نہ آواز سنتا ہی اور نہ کوئی چیز دیکھتا ہی اپنے دھیان مین لگا رہتا ہی دوسرے خبر دینا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کے احوال سے اور امور آیندہ سے جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہی اور جب یہ بات نبی سے ثابت ہوئی تو غیر نبی سے بھی ہوسکتی ہی کیونکہ نبی اُسی شخص کو کہتے ہین جسکو حقائق امور کشف ہے

معلوم ہون اور اصلاح خلق مین مشغول ہو تو ممکن ہی کہ کوئی اور شخص اسطرح کا ہو جسکو حقائق امور مکاشفہ سے معلوم ہوجاوین مگر اصلاح خلق اسکا کام نہو تو ایسے شخص کو نبی تو نہ کہینگے بلکہ ولی کہینگے اب جو آدمی انبیا کو مانیگا اور سچی خوابون کی تصدیق کریگا اسکو بالضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ قلب کے دو دروازہ ہین ایک خارج یعنی حواس کی طرف اور دوسرا عالم ملکوت کی طرف جسکو دروازۂ الہام اور وحی کہتے ہین جب ان دونون دروازون کا اقرار کریگا تو پھر یہ نہین کہہ سکتا کہ علوم انحصار صرف تعلم اور اسباب معتادہی پر منحصر ہی بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ذریعہ علم کا صرف مجاہدہ ہو اس بیان سے حقیقت آمد و شد قلب کی درمیان عالم ظاہری اور عالم ملکوت کے صاف ظاہر ہی لیکن یہ بات کہ خواب مین انکشاف امر کیون ہوتا ہی اور انبیا اور اولیا کے لیے فرشتے صور مختلفہ مین کیون معلوم ہوتے ہین یہ بھی اسرار عجائب قلب مین سے ہی اور اسکا بیان علم مکاشفہ کے لائق ہی اسی لیے ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ ترغیب مجاہدہ اور اس سے احوال کے معلوم کرنے کے لیے اتنا ہی بہت ہی بعض مکاشفین سے منقول ہی کہ انھون نے فرمایا کہ مجکو کراما کاتبین نے ظاہر ہوکر یہ کہا کہ تم اپنا ذکر خفی اور مشاہدۂ توحید کچھ لکھدو کیونکہ ہم تمھارا کوئی عمل نہین لکھتے اور اس بات کے آرزومند ہین کہ جس عمل سے تم تقرب الی اللہ کرتے ہو اسکو لیکر آسمان کو جاوین مین نے پوچھا کیا تم میرے فرائض نہین لکھتے انھون نے کہا کہ فرائض تو لکھتے ہین مین نے جواب دیا کہ لکھنے کو بس اسیقدر کفایت ہی اس سے معلوم ہوا کہ کرام کاتبین کو بھی اسرار قلب پر اطلاع نہین ہوتی وہ بھی اعمال ظاہری پر مطلع ہوتے ہین اور بعض عارفین سے منقول ہی کہ مین نے ایک ابدال سے مسئلہ مشاہدۂ یقین پوچھا تو وہ اپنی بائین طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون بھائی کیا کہتا ہی پھر دہنی طرف متوجہ ہوکر یہی کہا پھر سینہ کی طرف گردن جھکا کر یہی کہا اسکے بعد بڑا عجیب وغریب جواب دیا کہ مین نے ویسا کبھی نہین سنا تھا پھر مین نے انسے متوجہ ہونے کا حال پوچھا تو انھون نے فرمایا کہ مجھکو جواب تمھارے سوال کا معلوم نہ تھا تو مین نے بائین طرف کے فرشتہ سے پوچھا اسنے کہا کہ مجکو معلوم نہین تب مین نے دہنے فرشتے سے پوچھا کہ وہ زیادہ جانتا ہی اسنے بھی لاعلمی بیان کی تب مین نے اپنے دل کی طرف دیکھا اور اس سے دریافت کیا تو اسنے وہ جواب دیا جو مین نے تم سے ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دونون سے زیادہ جانتا ہی پس یہ صاحب گویا مصداق اس حدیث کے ہین اِنَّ فِی اُمَّتِی مُحَدَّثِیْنَ وَاِنَّ عُمَرَ مِنْھُمْ اور ایک حدیث قدسی مین ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اِذَا اطَّلَعْتُ عَلٰی قَلْبِ عَبْدٍ فَرَاَیْتُ الْغَالِبَ عَلَیْہِ التَّمَسُّکَ بِذِکْرِیْ تَوَلَّیْتُ سِیَاسَتَہٗ وَکُنْتُ جَلِیْسَہٗ وَمُحَادِثَہٗ وَاَنِیْسَہٗ اور ابوسلیمان درانی فرماتے ہین کہ قلب بمنزلہ ایک برج کے ہی جسکے چارون طرف دروازے بند ہین ان مین سے جو دروازہ اسکے لیے کھلتا ہی وہ اسمین کام کرتا ہی غرضکہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ قلب کے دروازون مین سے ملکوت کی جانب بھی ایک دروازہ ہی اور وہ مجاہدہ اور ورع اور انقطاع شہوات دنیاوی سے کھلتا ہی اور اسی جہت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے رئیسون کو ارقام فرمایا تھا کہ جو مطیع لوگ تم سے کچھ کہین اسکو یاد رکھا کرو کیونکہ انپر امور صادقہ منکشف ہوتے ہین اور بعض علما نے یہ فرمایا ہی کہ حکما کے منہ پر اللہ کا ہاتھ ہی وہی بات انکے منہ سے نکلتی ہی جو اللہ تعالے انکے لیے امر حق تیار کر دیتا ہی اور ایک بزرگ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی خاشعین کو اپنے بعض اسرار پر مطلع فرما دیتا ہی

محدث میری امت مین بعض لوگ الہام کیے گئے والے ہین جنمین سے عمر رضی اللہ عنہ بھی ہین ۱۲ بخاری سے ہین ۱۲ بروایت ابوہریرہ بالفاظ قریبہ ۱۲ جب بندہ کے دل پر مین جھانکتا ہون اور جانتا ہون کہ میرے ذکر کا تمسک اسپر غالب ہی تو اسکی سیاست کا منتظم ہوجاتا ہون اور اسکا جلیس اور ہم کلام و انیس ہوجاتا ہون ۱۲

گیارھوان بیان شیطان کے مسلط ہونے کا دل پر وسواس کی جہت سے اور معنی وسوسہ کے اور اسکے غلبہ کا سبب

یہ مثال پہلے بیان ہوچکی ہی کہ قلب مثل ایک برج کے ہی جسکے گرد بہت سے دروازہ ہون انھین دروازون سے اسپر احوال کی آمد و شد ہوتی ہی یا قلب کو مثل تودہ کے سمجھنا چاہیے جسپر چارطرف سے نشانے لگتے ہون یا مثال آئینہ کے جاننا چاہیے جسپر مختلف صورتین گذرتی رہتی ہین اور ایک کا عکس بعد دوسری کے پڑتا رہتا ہی یا ایک حوض ہی جسمین مختلف نالیون سے پانی آتا ہی بہرصورت قلب مین ہر اوقات ان نئے نئے آثار کا ظہور یا تو حواس خمسہ ظاہری کی جہت سے ہوتا ہی یا باطن کی جہت سے اس صورت مین خیال اور شہوت اور غضب اور اخلاق مرکبہ انسان کے مزاج مین داخل ہین مثلاً اگر کسی چیز کو حواس سے معلوم کریگا تو اس سے دل مین ایک اثر پیدا ہوگا اسی طرح کثرت غذا اور زور طبیعت کے باعث

اگر ہیجان شہوت ہوگا تو اس سے بھی دل پر ایک اثر ہوگا اور اگر حواس کو روک دیوے تو نفس مین جو خیالات باقی رہتے ہین اُنکی طرف خیال جمیگا
اور جسطرح خیال ایک شے سے دوسری کی طرف بدلتا جاویگا اسی طرح دل بھی ایک حال سے دوسرے کی طرف بدلتا جاویگا غرضکہ دل کے تغیر اور تاثیر
ہمیشہ انھین اسباب سے ہوتی ہی اور جو آثار خاصکر دل مین آتے ہین اُنکو خواطر کہتے ہین یعنی فکر اور ذکر اور فکر اور ذکر سے یہ مراد ہی کہ جو علوم قلب ادراک
کرتا ہی خواہ وہ نئے ہون یا پہلی باتون کا تذکر ہو اسی کا نام خواطر ہی کیونکہ یہ چیزین دل مین آتی ہین حالانکہ پہلے سے دل کو اُنسے غفلت تھی
اور ارادون کے محرک یہی خواطر ہوتے ہین اس لیے کہ جس چیز پر آدمی نیت اور عزم اور ارادہ کرتا ہی پہلے وہ چیز دل مین گذرتی ہی خلاصہ یہ کہ آدمی
کے افعال کا مبدا خواطر ہین پھر خواطر سے رغبت متحرک ہوتی ہی اور رغبت سے عزم اور نیت کو حرکت ہوتی ہی اور نیت اعضا کو حرکت دیتی ہی لیکن
جن خواطر سے رغبت متحرک ہوتی ہی اُسکی دو قسمین ہین ایک خاطر شر جو انجام کو مضر ہو اور ایک خاطر خیر جس سے آخرت مین نفع ہو اور چونکہ یہ
دونون بالکل مختلف ہین اس لیے اُنکے نام بھی جُدا جُدا رکھے گئے ہین خاطر خیر کو تو الہام کہتے ہین اور خاطر شر کو وسواس بولتے ہین اب یہ
معلوم کرنا چاہیے کہ خاطر جو دل مین حادث ہوتی ہی کوئی اُسکا بانی بھی چاہیے جسکے سبب یہ دل مین حادث ہوتے ہین اور از انجا کہ مسبب مختلف
ہین تو اُنکے اسباب بھی مختلف ہی ہونگے اور خدا تعالی کی عادت بھی اسی طرح ہی کہ جیسا سبب ہوتا ہی ویسا ہی اُسکا سبب ہوتا ہی مثلاً اگر گھر مین آگ
جلادین اور دیوارین اُسکی روشنی سے روشن ہو جاوین اور دھوین سے چھت کالی پڑجاوے تو صاف معلوم ہوگا کہ سیاہی کا سبب آگ کی روشنی
نہین ہی اسی طرح دل کی روشنی اور سیاہی کے بھی سبب جُدا جُدا ہین یعنی خاطر خیر کا سبب فرشتہ ہی اور خاطر شر کا سبب شیطان اور دل کی نرمی جس سے
کہ الہام یعنی خاطر خیر کے قبول کے لیے تیار رہتا ہی توفیق کہلاتی ہی اور اگر اُس سے وسواس شیطانی کو پذیرا کرے تو اُسکو خذلان بولتے ہین کیونکہ معانی کے
اختلاف سے الفاظ مین بھی اختلاف ہونا چاہیے اور فرشتہ سے وہ مخلوق مراد ہی کہ جسکو خدا تعالی نے افاضہ خیر اور افادہ علم اور کشف حق اور وعدۂ
خیر اور امر بالمعروف کے لیے پیدا کیا ہی اور وہ اُسی کام کے لیے مسخر ہی اور شیطان وہ مخلوق ہی کہ جسکا کام اُسکے خلاف ہو یعنی وعدۂ شر اور امر بالفحشاء
اور خیرات کرنے کے وقت مفلسی کا خوف دلانا وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ وسوسہ کے مقابل الہام ہی اور شیطان کے مقابل فرشتہ اور خذلان کے مقابل
توفیق اور اسی کی طرف اشارہ ہی اس آیت مین وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ یعنے موجودات باہما متقابل اور جفت ہین سوائے ذات خدا پاک کے
کہ اُسکا نہ کوئی جفت ہی نہ مقابل بلکہ وحدہ لاشریک خالق تمام جفت چیزون کا ہی غرضکہ قلب انسانی شیطان اور فرشتہ کی اینچا تانی مین رہتا ہی چنانچہ
حدیث شریف مین وارد ہی کہ فِي الْقَلْبِ لَمَّتَانِ لَمَّةٌ مِنَ الْمَلَكِ إِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذَٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَلَمَّةٌ مِنَ
الْعَدُوِّ إِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ وَنَهْيٌ عَنِ الْخَيْرِ فَمَنْ وَجَدَ ذَٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ
الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ آخر تک اور حسن بصری رح کا قول ہی کہ دو قصد دل کے گرد پھرتے ہین ایک اللہ کی طرف سے اور ایک دشمن کی طرف سے
پس اللہ رحم کرے اُس بندہ پر جو قصد کرنے کے وقت توقف کیا کرے اگر اللہ کی طرف سے معلوم ہوا کرے تو اُسکو جاری کرے اور اگر دشمن
کی طرف سے جانے تو اُس سے لڑے اور قلب کی اسی اینچا تانی کی طرف اشارہ ہی اس حدیث مین قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ
الرَّحْمٰنِ کیونکہ خدا تعالی اس بات سے بری ہی کہ اُسکی کوئی اُنگلی مرکب گوشت و پوست و خون و ہڈی وغیرہ سے ہو بلکہ مراد یہ ہی کہ جیسا آدمی
جلد جلد اُنگلیون سے کام کرتا ہی اور دوسرے کی سرعت کو تحریک اُنگلیون سے بتلایا کرتا ہی اسی طرح اللہ تعالی فرشتہ اور شیطان سے کام لیتا ہی
اور یہ دونون دل کے بدلنے مین مثل آدمی کی اُنگلیون کے ہین اجسام کے بدلنے مین اور باعتبار اصل پیدایش کے دل مین لیاقت قبول کرنے
آثار ملکی اور شیطانی کی دونون کی مساوی ہی کسی کو ترجیح ایک دوسرے پر نہین ہان اتباع شہوات اور اُنکی مخالفت سے ایک جانب کو دوسرے پر
ترجیح ہو جاتی ہی یعنی اگر انسان غضب اور شہوت کے مقتضا کے موافق کام کریگا تو شیطان بواسطہ خواہش نفسانی غالب ہو جاویگا اور اس صورت مین
قلب شیطان کا ملجا اور ماوا ہوگا کیونکہ خواہش نفسانی اُسکی چراگاہ اور سیرگاہ ہی اور اگر شہوات کو مغلوب کرکے فرشتون کے اخلاق اختیار کریگا تو

اس صورت مین دل فرشتون کی منزل اور مستقر ہوجاویگا اور چونکہ قلب مین صفات بشریہ یعنی شہوت و غضب و حرص و طمع و طول امل وغیرہ جو خواہش نفسانی کی فرع ہین سب موجود ہین تو بالضرور ہر ایک قلب مین شیطان کو بھی وسوسہ کرنے کی مجال ہے اسی جہت سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَلَہٗ شَیْطَانٌ قَالُوْا وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنَا اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ وَلَا یَاْمُرُ اِلَّا بِخَیْرٍ اور شیطان کا خیر کے لیے امر کرنا صرف شہوت ہی کے ذریعہ سے تصرف کرتا ہے پس جس کسی پر خدا تعالیٰ نے عنایت کی اور اسکی شہوت کو اسکا ایسا مطیع کردیا کہ حد مناسب کے سوا اسکا ظہور نہ ہونے پاوے تو اسصورت مین اسکی شہوت اس شخص کو شر کی طرف داعی نہین ہوتی پس شیطان بھی کہ شہوت ہی کا چولا پہنے ہوئے ہے اسکو امر خیر کے سوا کچھ نہین کہتا اور جب دل پر ذکر دنیا خواہش نفسانی کے سبب غالب ہوجاتا ہے تو شیطان کو مجال وسوسہ کی ملتی ہے اور اپنے کام مین مصروف ہوتا ہے اور جب قلب ذکر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو شیطان کو موقع نہین ملتا ہے اور چل دیتا ہے اسوقت فرشتہ اپنی مداخلت کرتا ہے اور ان شیاطین اور فرشتون کے دونون لشکرون مین ہمیشہ یہی کشمکش دل پر رہتی ہے یہانتک کہ قلب ایک کا انہین سے منقاد ہوجاتا ہے اور پھر اسی کا مستقر اور مکان بن جاتا ہے دوسرے کا گذر اُس مین اگر ہوتا بھی ہے تو چھپنا چھپٹی کے طور پر ہوتا ہے لیکن اکثر قلوب کا یہ حال ہے کہ لشکر شیاطین نے انکو مفتوح اور مسخر کرلیا ہے اور انکا مالک بن بیٹھا ہے تو ایسے دل وسوسون سے پُر ہین اور انھون نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رکھا ہے اور اُس لشکر کے غالب ہونے کا مبدا شہوات اور ہوائے نفسانی کا اتباع ہے اب جب تک کہ شیطان کا زور کم نہوگا انکا مسخر ہونا ممکن نہین اور اسکا زور اسطرح کم ہوتا ہے کہ شہوات اور ہوا نفسانی سے دل کو خالی کرے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اسکو پُر کرے جسکے سبب فرشتون کا اثر دل پر نزول کرتا ہے جابر بن عبیدہ عدوی فرماتے ہین کہ علا ابن زیاد سے مین نے شکایت کی کہ میرے دل مین وسوسہ ہوتا ہے انھون نے فرمایا کہ اسکی مثال یون سمجھنی چاہیے کہ ایک گھر مین چور گھسے اگر اسمین کچھ ہوگا تو مار کر لیجاوینگے اور اگر کچھ نہوگا تو چھوڑ جاوینگے غرض اس سے یہ ہے کہ جو دل ہوائے نفسانی سے خالی ہے اسمین شیطان نہین جاتا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ پس جو آدمی اتباع ہوائے نفسانی کرتا ہے وہ گویا اللہ کا بندہ نہین ہے اُسکو بندہ ہوا کہنا چاہیے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ہَوَاہُ اسمین صاف ارشاد فرمایا کہ تبع ہوائے نفسانی بندہ ہوا ہے اُسی کو اپنا معبود سمجھتا ہے پس ایسے شخص پر شیطان کو غالب فرمادیا ہے اور شیطان سے بچاو کے لیے بھی احادیث مین ذکر اللہ ہی مذکور ہے مثلاً حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھ مین اور میری نماز مین حائل ہوتا ہے یعنی نماز و قرأت مین وسوسہ ڈالتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ذٰلِکَ شَیْطَانٌ یُقَالُ لَہٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَاتْفُلْ عَنْ یَسَارِکَ ثَلَاثًا عمرو بن عاص فرماتے ہین کہ مین نے آپ کے ارشاد کے بموجب عمل کیا تو وہ بات جاتی رہی اسی طرح دوسری حدیث مین وارد ہے اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یُقَالُ لَہٗ الْوَلْہَانُ فَاسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْہُ اور خدا کے ذکر ہی سے شیطان کا دفع ہونا ایک عمدہ وجہ سے ہم ثابت کرتے ہین وہ یہ ہے کہ وسوسہ شیطانی دل مین سے جب ہی جاویگا جب اُس وسوسہ کے سوا کوئی اور بات دل مین گذرے کیونکہ جب ایک بات کا دل مین گذر ہوتا ہے تو دوسری سے جو اُس سے اول تھی وہ اسمین نہین رہتی پس دل کو کسی اور بات کی طرف متوجہ کرنے سے وسوسہ شیطانی رفع ہوسکتا ہے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس دوسری بات مین بھی وہ وسوسہ کرنے لگے لیکن ذکر الٰہی اور اُسکے متعلقات ایک ایسی شے ہین کہ انکے ہوتے شیطان کی مجال نہین ہوتی کہ دل کے پاس پھٹکے اس سے معلوم ہوا کہ وساوس کے دفع کے لیے سوائے ذکر الٰہی اور اسکے متعلقات کے کوئی شے مفید نہین اور اسی سے دفع شیطان کے لیے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ واقع ہوا ہے اور اسکے دفع کی قدرت انھین کو ہے جو متقی ہین اور اکثر ذکر الٰہی مین مصروف رہتے ہین ایسے لوگون پر شیطان زلات کے وقت مین خفیہ گذر کرجاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّہُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ہُمْ مُّبْصِرُوْنَ اور مجاہد مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کی تفسیر مین

فرماتے ہین کہ شیطان دل پر پھیلا ہوا ہی جب قلب ذکر الٰہی کرتا ہی تو وہ دبکتا ہی اور سکڑ جاتا ہی اور جب غافل ہوتا ہی تو پھیلتا ہی اور ذکر اللہ اور وسوسہ مین ایسا خلاف ہی جیسا روشنی اور اندھیرے مین یا دن اور رات مین ہی اور ان دونون مین ضدیت ہی کی جہت سے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی استحوذ علیہم الشیطان فانساہم ذکر اللہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الشیطان واضع خرطومہ علی قلب ابن آدم فان ہو ذکر اللہ تعالیٰ خنس وان نسی اللہ تعالیٰ التقم قلبہ اور ابن اوضاع سے روایت ہی کہ جب آدمی چالیس برس کا ہو جاتا ہی اور توبہ نہین کرتا تو شیطان اُسکے مُنھ پر ہاتھ پھیرتا ہی اور کہتا ہی کہ اس صورت کے قربان جایئے کہ فلاح نہین پانے کی غرض کہ شہوات آدمی کے گوشت اور خون مین گھُسے ہوئے ہین تو سلطنت شیطان کی بھی اُسکے خون اور گوشت مین موجود ہی اور قلب کو چار طرف سے محیط ہی اسی لیے حدیث شریف مین وارد ہی کہ ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع اور یہ اسلیے فرمایا ہی کہ بھوک کے باعث شہوات کم زور ہوتے ہین اور شیطان کی دخل کی راہ شہوات ہی ہین اور قلب کا چار طرف سے شہوات مین گھرا رہنا اس آیت سے ثابت ہی لاقعدن لہم صراطک المستقیم ثم لاٰتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم اور بھی ذکر اس حدیث مین ہی کہ ان الشیطان قعد لابن آدم بطرق فقعد لہ بطریق الاسلام فقال اتسلم وتترک دین آبائک فعصاہ واسلم ثم قعد لہ بطریق الہجرۃ فقال اتہاجر اتدع ارضک وسمائک فعصاہ وہاجر ثم قعد بطریق الجہاد فقال الجاہد وہو تلف النفس والمال فتقاتل فتقتل فتنکح نسائک ویقسم مالک فعصاہ وجاہد پھر آپ نے یہ فرمایا کہ جو شخص ایسا کریگا خدا بالضرور اُسکو داخل جنت کریگا پھر آپ نے ذکر وسوسہ کا فرمایا کہ وہ اسی طرح کے خواطر ہین جیسے مجاہد کے دل مین گذرین کہ اگر مارا جاؤنگا تو میری منکوحہ غیر سے منسوب ہو جاویگی اور اسیطرح کے اور وساوس جو اُسکو جہاد سے مانع ہون اور یہ خواطر سب کو معلوم ہین تو وسواس بھی معلوم ہی اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ سبب ان خواطر کا شیطان ہوتا ہی اور آدمی کا اُس سے جُدا ہونا متصور نہین البتہ اُسکی متابعت اور نافرمانی کی جہت سے آدمیون مین اختلاف ہوتا ہی اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مامن احد الا ولہ شیطان اس سارے بیان سے معنی وسوسہ اور الہام اور فرشتہ اور شیطان اور توفیق اور خذلان کے معلوم ہو گئے اب اگر کوئی یہ دریافت کیا چاہے کہ شیطان کیا چیز ہی وہ جسم لطیف ہی یا نہین اور اگر جسم ہی تو انسان کے بدن مین کیسے گھُستا ہی تو ان باتون کا ذکر علم معاملہ مین ضروری نہین بلکہ جو کوئی ایسی باتین پوچھے اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کسی کے کپڑون مین سانپ گھُس جاوے تو وہ اس بات کی تو فکر نہ کرے کہ کسی طرح نکلجاوے اور اُسکے آسیب سے حفاظت ہو جاوے بلکہ یون پوچھنے لگے کہ سانپ کا رنگ اور شکل کیسی ہی اور اُسکا طول وعرض کیا ہی تو ایسا سوال جہالت محض ہی پس جب یہ معلوم ہو گیا کہ آدمی کے دل مین ایسے خواطر گذرتے ہین جو باعث شر کے ہوا کرتے ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان خواطر کا کوئی سبب ہوا کرتا ہی اور یہ امر بھی یقینی ہی کہ جو چیز آیندہ کے شر کی طرف داعی ہو وہ دشمن جانی ہی تو ان باتون سے دشمن کا وجود تو یقیناً معلوم ہوا اب اس باب مین کوشش کرنی چاہیے کہ یہ دشمن ضرر نہ پہونچا سکے اللہ تعالیٰ نے اُسکی عداوت کا اپنی کتاب پاک مین اکثر جا اسی لیے ارشاد فرمایا کہ لوگ اُسپر ایمان لاوین اور اُسکے ضرر سے بچین ایک جگہ فرمایا ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر اور دوسری جگہ ارشاد ہوا الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لاتعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین پس آدمی کو واجب ہی کہ اس دشمن سے اپنے کو آپ بچاوے نہ یہ پوچھے کہ اسکی اصل ونسب ومسکن کیا ہی بلکہ پوچھنے کے قابل یہ امر ہی کہ اُسکے ہتھیار کیا کیا ہین تا کہ اُنسے اپنے آپ کو دور رکھے اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ شیطان کے ہتھیار شہوات نفسانی ہین پس اسقدر علما کے لیے جاننا کافی ہی لیکن پہچاننا اُسکی ذات کا اور فرشتون کی حقیقت کا پس یہ امر متعلق عارفین سے ہی جو علوم مکاشفات مین مستغرق رہتے ہین اُسکے دریافت کی حاجت علم معاملہ مین نہین پڑتی یہان یہ بات جاننے کے قابل ہی کہ خواطر تین قسم پر ہین اول تو وہ کہ قطعاً داعی الی الخیر ہون تو اُنکے الہام ہونے مین کچھ شک نہین دوسرے وہ کہ یقیناً داعی الی الشر ہون اُنکے وسوسہ ہونے مین کچھ کلام نہین تیسرے وہ کہ بین بین ہو اور معلوم نہو کہ یہ خاطر فرشتہ کی طرف

[illegible]

سے ہی یا شیطان کی طرف سے تو اُسمین بڑا دھوکا پڑتا ہی اور تمیز اسکی بہت دقیق ہی کیونکہ بعض لوگ جو نیک ہوتے ہین شیطان اُنکو صریح شر کی طرف تو بلا نہین سکتا بلکہ شر کو خیر کی صورت مین لاکر اُنکے سامنے کرتا ہی اور یہ بڑا فریب ہی اس سے اکثر لوگ ہلاک ہوجاتے ہین مثلاً عالم سے بطریق وعظ کہتا ہی کہ خلق کا حال دیکھو کہ جہل مین گرفتار اور غفلت مین سرشار دوزخ کے کنارے پر ہین ان اللہ کے بندون پر رحم کرکے ہلاکی سے بچانا چاہیے اور وعظ و نصیحت انکو سُنانا چاہیے خدا تعالی نے تجکو نعمت علم اور دل روشن اور تقریر دلکش اور لحن خوش سے بہرہ مند فرمایا ہی تو اللہ کی نعمت کی ناشکری کسطرح کریگا اور علم کی اشاعت سے رُک کر مورد عنایت خداوند کیونکر ہوگا لوگون کو راہ راست کی طرف بُلانا چاہیے اسی طرح کی تقریرین اُسکے نفس سے ہمیشہ کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اُسکو وعظ گوئی پر بلطائف الحیل آمادہ کردیتا ہی پھر اسکے بعد یون دل مین ڈالتا ہی کہ اگر عمدہ لباس پہنکر اچھے لہجہ سے تقریر اور اظہار خبر نہ کروگے تو تمھاری بات دل پر اثر نہ کریگی اور نہ کسی کو راہ راست ملیگی اور اسی طرح کی تقریرین مُدام کرتا رہتا ہی اور اُسکی غرض ان باتون سے یہ ہوتی ہی کہ عالم مذکور کو ریا مین ڈالے کہ اُسکو شوق اپنی تعظیم اور کثرت خدام کا اور تکبر اپنے علم اور جاہ کا اور حقارت کی آنکھ سے اور ون کو دیکھنے کا ہوجاوے تو دیکھو کہ ظاہر مین تو کیسی خیر خواہی کی باتین پیش کرتا ہی مگر واقع مین ایک غریب بیچارہ کی ہلاک کی فکر ہی اسکی چکنی باتون سے سُننے والا بھی جانتا ہی کہ یہ خیر خواہی کرتا ہی اور اللہ کے نزدیک ہمارا بڑا مرتبہ ہوگا حالانکہ اُسکی غرض یہی ہوتی ہی کہ ریا اور عجب مین پڑکر تباہ ہوجاوے ایسے ہی لوگون کی طرف اشارہ ہی ان حدیثون مین اِن اللہ لیؤید ہذا الدین بقوم لا خلاق لہم وان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر اور اسی لیے حضرت عیسی علیہ السلام نے شیطان مردود کے جواب مین کیا اچھا ارشاد فرمایا تھا یعنی ابلیس مردود جو حضرت کے سامنے آیا اور آپ سے عرض کیا کہ فرمایئے لا الہ الا اللہ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ تو ٹھیک ہی مگر تیرے کہنے سے مین نہین کہونگا اس سے غرض آپ کی یہی تھی کہ یہ مردود خیر کے اندر بھی کچھ دغا کرتا ہی اور شیطان کے اس قسم کے فریب بیشمار ہین اُنکے باعث عُلما اور عابد و زاہد اور فقرا اور اغنیا اور اور قسم کے لوگ جو صرف ظاہر شر کو بُرا جانتے ہین اور محض گناہ علانیہ کے مرتکب نہین ہوتے تباہ و برباد ہوجاتے ہین باب غرور و مغالطہ مین ہم کچھ شیطان کے فریب اس جلد کے آخر مین لکھینگے اور اگر فرصت ملی تو شاید ایک کتاب ہی اسی باب خاص مین لکھکر اُسکا نام تلبیس ابلیس رکھینگے کیونکہ آجکل اُسکے فریب زمانہ مین اور مخلوق مین خاصکر مذاہب اور اعتقادات مین بہت پھیلے ہوئے ہین حتی کہ خیر کا نام ہی نام رہگیا ہی اور یہ اسی لیے ہی کہ لوگ شیطان کے دھوکھون کو یقین کر لیتے ہین پس بندہ پر واجب ہی کہ جو قصد اُسکے دل مین آوے اُسمین توقف اور تامل سے یہ بات معلوم کرے کہ یہ فرشتہ کی جانب سے ہی یا شیطان کی جانب سے اور اُسکو خوب غور سے سوچے کیونکہ یہ بات بدون نور تقوی اور کثرت علم اور بصیرت کے معلوم نہین ہوسکتی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا اِن الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون اس سے غرض یہی ہی کہ تقوی والے ایسے وقت مین نور علم کی طرف رجوع کرتے ہین اور اُنکا اشکال دور ہوجاتا ہی اور جو شخص کہ تقوی نہین کرتا اُسکو خواہش نفس کی متابعت کی جہت سے شیطان کے فریب کا یقین ہوجاتا ہی اور بہت سے دھوکھے کھاتا ہی اور بے سمجھے بوجھے ہلاک ہوجاتا ہی انھین بھیشیون کے حق مین خدا تعالی فرماتا ہی وبدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون یعنی جن عملون کو وہ حسنات تصور کرتے تھے وہ سیئات مین داخل ہوئے اور علم معاملہ مین سب سے باریک بات نفس و شیطان کے فریبون کا معلوم کرنا ہی اور یہ ہر ایک بندہ پر فرض عین ہی مگر لوگ اس سے غافل ہوکر ایسے علوم مین مشغول ہوئے ہین جنسے وسواس زیادہ ہوا اور شیطان غالب ہوا اور اُسکی عداوت اور اُس سے بچنے کا طور بھول جاوین اور کثرت وسواس سے بچنے کا یہ طور ہی کہ ابواب خواطر کے بند کیے جاوین اور وہ حواس خمسہ ظاہری ہین اور باطن مین شہوات اور دنیا کے علائق پس حواس ظاہری تو اسطرح بند ہوتے ہین کہ اندھیرے مکان مین بیٹھ رہے اور باطن کے وسواس کم کرنے کا یہ طور ہی کہ اہل اور مال سے جُدا ہوجاوے اسصورت مین صرف تخیلات کے راستے کُھلے رہینگے جو ہر وقت دل مین جاری رہتے ہین اُنکے دفع کے لیے سوائے ذکر اللہ کے اور کوئی چارہ نہین لیکن شیطان دل کو یہان بھی نہین چھوڑتا ہی اور خدا تعالی کا ذکر اُس سے بُھلاتا رہتا ہی پس اس صورت مین اُس سے مجاہدہ کرنا چاہیے اس مجاہدہ کی انتہا موت پر ہوتی ہی کیونکہ جب تک آدمی زندہ رہتا ہی شیطان سے چھٹکارا نہین ہوتا ہان بعض اوقات

ایسا زبردست ہوجاتا ہی کہ شیطان کا فرمانبردار نہین رہتا اور مجاہدہ سے اُسکے شر کو ٹال دیتا ہی لیکن جبتک خون بدن مین رہتا ہی جب تک اُسکا مجاہدہ ضروری ہی کیونکہ ابواب شیطانی زندگی بھر تک آدمی کے دل پر مفتوح رہتے ہین اور بند نہین ہوتے اور وہ غضب اور شہوت اور طمع اور حسد وغیرہ ہین جیسا کہ عنقریب اُنکا بیان ہوگا اور جب دروازے کھلے ہون اور دشمن بھی غافل نہو تو بغیر حفاظت اور مجاہدہ کے کام نہ چلیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ ای ابوسعید شیطان سویا بھی کرتا ہی آپ نے فرمایا کہ اگر وہ سوتا تو ہمکو چین ہوتی خلاصہ یہ کہ بندہ مومن کو اُس سے چھٹی نہین البتہ اُسکا زور کم کرسکتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی ان المومن ینضی شیطانہ کما ینضی احدکم بعیرہ فی سفرہ اور حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ہی کہ مومن کا شیطان دُبلا ہوتا ہی اور قیس بن حجاج فرماتے ہین کہ میرا شیطان مجھے کہنے لگا کہ مین تمھارے پاس اونٹ کے موافق تو آنا آیا تھا اب چڑیا جیسا ہون مین نے پوچھا کہ یہ کسطرح ہی جواب دیا کہ تم ذکر اللہ سے مجھے گُھلاتے ہو تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ تقوی والون پر ابواب ظاہری شیطانی کا بند ہونا مشکل نہین کہ جو طریق واضح مفضی الی المعاصی ہین اُنسے اجتناب کرتے ہین اور حفاظت وحراست کماینبغی بجالاتے ہین مگر جو شیطان کے طریق غامض ہین اُن مین اُنکو بھی لغزش ہوجاتی ہی کیونکہ وہ جلد ہی معلوم نہین ہوتے کہ اُنکی حفاظت کرین جیسا کہ ہمنے علما کے فریب دینے مین ایک مثال لکھدی ہی اور زیادہ تر مشکل یہ ہی کہ جو ابواب شیطانی دل پر مفتوح ہین وہ تو بہت سے ہین اور فرشتون کی طرف کا دروازہ صرف ایک ہی اور یہ اکیلا دروازہ اُن سب مین مشتبہ ہوگیا ہی بندہ کا حال باعتبار اُن دروازون کے ایسا ہی جیسا کوئی مسافر اندھیری رات مین کسی جنگل مین کھڑا ہو جسمین بہت سی راہین دشوارگذار موجود ہین تو اُس شخص کو ٹھیک راستہ دو طرح معلوم ہوسکتا ہی یا تو بصیرت اور عقل سے یا آفتاب کی چاندنی سے پس اُن دروازون کی معرفت مین قلب متقی بجاے بصیرت اور عقل کے ہی اور علم کثیر کتاب اللہ اور سنت کا مثل آفتاب کہ اُنکے سبب سے البتہ راستہ درست معلوم ہوگا ورنہ شیطان کے طریق بہت ہین اور نامعلوم اور اسی کے مطابق وہ روایت ہی جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے منقول ہی کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ راستہ اللہ کا ہی پھر اُس خط کے دہنے اور بائین بہت سے خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ راستے شیطان کے ہین ہر ایک راہ پر ایک شیطان ہی کہ اسی طرف کو بُلاتا ہی پھر یہ آیت پڑھی وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل اور سبل سے ان خطوط کو ارشاد فرمایا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے راستون کی کثرت واضح کردی اور ہم نے اُسکی باریک راہ کی ایک مثال بھی لکھدی جس سے کہ وہ علما اور عابدون کو فریب دے دیتا ہی حالانکہ یہ لوگ اپنے شہوات کے مالک ہوتے ہین اور گناہ ظاہری بھی نہین کرتے اب ہم اُسکے ایک واضح طریق کا ذکر کرتے ہین کہ آدمی خواہ مخواہ اُس راہ چلنے لگتا ہی اور یہ قصہ حدیث شریف مین بھی وارد ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک راہب تھا شیطان نے ایک لڑکی کا گلا دبایا اور اُسکے گھر والون کے دل مین یہ بات ڈالی کہ اُسکا علاج فلان راہب کے پاس ہی پس وے لوگ اُسکو راہب کے پاس لیگئے اُسنے اول معالجہ سے انکار کیا مگر اُنھون نے اصرار کرنا شروع کیا یہانتک کہ راہب مان گیا اور لڑکی کو اپنے پاس علاج کے لیے رکھ چھوڑا اب شیطان نے راہب کے پاس آکر اُس سے صحبت کرنے کا وسوسہ دل مین ڈالا یہانتک کہ وہ نہ رہ سکا اور مباشرت کر بیٹھا اُسکو حمل رہ گیا تب اُسکے دل مین یہ بات پیدا کی کہ اب تیری فضیحت ہوگی اُسکے گھر والے آوینگے بہتر یہ ہی کہ اُسکو مار کر دفن کردے اگر کوئی پوچھنے آویگا تو کہدیجو کہ مرگئی راہب نے ایسا ہی کیا پھر شیطان اُس لڑکی کے اقربا کے پاس گیا اور اُنکے دل مین وسوسہ کیا کہ راہب نے اُسکے ساتھ ایسا ایسا کیا اور مار کر دفنا دیا وہ لوگ راہب سے پوچھنے آئے اور کچھ دال مین کالا معلوم کرکے اُسکو قصاص مین مار ڈالنے کے لیے گرفتار کیا تب شیطان اُسکے سامنے آیا کہ یہ سب کام میرے کیے ہوے ہین اب اگر میرا ہی کہنا مانے تو اس خون سے بچیگا اُسنے پوچھا کہ کیا کرون کس طرح خون سے نجات پاؤن اُسنے جواب دیا کہ مجکو دو سجدے کرلے تو بچ جاویگا جب اُسنے سجدے کرلیے تو کہا کہ مین کچھ نہین کرسکتا مین تجھے کیا جانون پس یہی شخص ہی جسکا حال اللہ تعالے نے یون ارشاد فرمایا کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک تو دیکھنا چاہیے

۱ ایمان دار اپنے شیطان کو لاغر کرتا ہی جیسے تم مین سے کوئی اپنا اونٹ سفر مین لاغر کردیتا ہی ۱۲ احمد بروایت ابی ہریرہ رض اور اُسکی سند مین ابن لہیعہ ضعیف ہی ۱۲

۲ نسائی در کبری وحاکم بروایت ابن مسعود ۱۲

۳ اور کہا یہ راہ ہی میری سیدھی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین ۱۲

۴ ابن ابی الدنیا در مکاید و ابن جریر در تفسیر بروایت عبید بن رفاعہ مرسلا وحاکم ازو یا عن علی المرتضی

۵ جیسے کہاوت شیطان کی جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہا مین الگ ہون تجھ سے ۱۲

کہ کیسا بڑا حیلہ باز ہو کہ راہب کو کسطرح کبیرہ گناہون مین مبتلا کر دیا اور منشا اسکا صرف اسقدر ہوا کہ راہب نے علاج کے باب مین اسکا وسوسہ مان لیا اور یہ ایک امر بہت آسان تھا ابتدا رہی معلوم ہوتا تھا کہ علاج کرنا عمدہ بات ہو پس اس سے معلوم ہوا کہ اول اول دل مین ایسی بات ڈالتا ہو کہ آدمی بسبب رغبت خیر کے اسکو اچھا جانے اور انجام کو کام ہاتھ سے نکلجاتا ہو اور ایک بات سے دوسری ایسی پیدا ہو جاتی ہو کہ اس سے چھوٹنا میسر نہین ہوتا ابتدا امور کے ضائع ہونے سے خدا بچاوے اور یہ جو حدیث شریف مین وارد ہو من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ آمین بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہو

بارھوان بیان تفصیل شیطان کے راستون کی دل کی طرف

جاننا چاہیے کہ قلب انسانی بمنزلہ ایک قلعہ کے ہو اور شیطان دشمن ہو کہ اسکے اندر گھسکر اسکا قبضہ کرنا چاہتا ہو تو اگر قلعہ کے دروازون کی حفاظت کیجاوے اور شیطان کی آمد کے راستون کی حراست رہے تو قلب محفوظ رہ سکتا ہو لیکن جو شخص اسکے دروازے ہی نہ جانتا ہو وہ حفاظت بھی نہین کر سکتا اور قلب کو بچانا وسواس شیطان سے واجب ہو بلکہ ہر بندۂ عاقل بالغ پر فرض عین ہو اور جو چیز کہ ذریعہ فرض عین تک پہونچنے کا ہو وہ بھی واجب ہو اور دفع کرنا شیطان کا اسکی آمد کے راستون کے پہچاننے سے ہو سکتا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ ایسے راستون کا پہچاننا واجب ہو اور یہ راستے بندون کی صفات ہین اسی لیے انکی کچھ انتہا نہین لیکن ہم ان مین سے بڑے بڑے راستون کو تبلائے دیتے ہین کہ جنپر شیطان کے لشکرون کی کثرت رہتی ہو اول اسکا بڑا مدخل غضب اور شہوت ہو کیونکہ غصہ سے عقل جاتی رہتی ہو اور جب عقل کم زور ہوتی ہو فوراً لشکر شیطان حملہ کرتا ہو اور جب آدمی غصہ کرتا ہو تو شیطان اس سے ایسا کھیلتا ہو جیسا لڑکا گیند سے کھیلا کرتا ہو چنانچہ روایت ہو کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور عرض کیا کہ تم تو وہ ہو جنکو خدا نے رسول کیا اور کلام کیے اور مین بھی اللہ کی مخلوق ہون مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہی اور اس سے توبہ کیا چاہتا ہون تو آپ خدا سے میری سفارش کر دیجیے کہ توبہ قبول فرماوے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکی عرض قبول کی اور جب پہاڑ پر تشریف لیگیے اور رب سے ہم کلام ہو کر اترنا چاہا رب العزت سے ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ امانت ادا کر آپنے عرض کیا کہ آلہی تیرا بندہ ابلیس یہ چاہتا ہو کہ اسکی توبہ قبول ہو حکم ہوا کہ اگر وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے اسکی توبہ قبول ہوگی حضرت موسیٰ نے ابلیس سے فرمایا کہ تیری حاجت مین نے پوری کی یون حکم ہوا ہو کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو توبہ قبول ہو جاویگی وہ ملعون غصہ ہوا اور تکبر سے کہنے لگا کہ مین نے اسکو زندگی مین تو سجدہ کیا ہی نہین مرے پر تو کیون کرنے لگا ہون پھر عرض کیا کہ آپ کا مجھ پر حق ہو کہ آپ نے خدا سے میری سفارش کی مین آپ کو ایک بات بتلاتا ہون کہ مجکو تین چیزون مین یاد رکھیے انسے آپ کو ضرر نہ پہونچا سکونگا ایک تو غصہ کی حالت مین کیونکہ میری روح تو آپ کے دل مین ہو اور آنکھ آپ کی آنکھ مین اور جہان جہان بدن کا خون پھرتا ہو وہان وہان میرا گذر ہو تو غصہ کی حالت مین میرا خیال ضرور کر لیا کرو اس لیے کہ جب غصہ آدمی کرتا ہو تو مین اسکی ناک مین پھونک مار دیتا ہون پھر اسکو خبر نہین رہتی کہ مین کیا کرتا ہون اور ایک صف قتال مین مجکو یاد رکھو کیونکہ جب آدمی لڑائی مین جاتا ہو تو مین اسکو اسکا گھر بار جورو بچے یاد دلاتا ہون یہانتک کہ بھاگ جاوے اور ایک اس بات کو یاد رکھو کہ جس عورت کا محرم پاس نہو اسکے پاس ہرگز مت بیٹھنا کیونکہ مین اسکی طرف تمہارا پیام پہونچاتا ہون اور اسکا پیام تمکو پہونچاتا ہون یہانتک کہ دونون گناہ مین مبتلا ہو جاؤ غرض ان باتون سے اسنے شہوت اور غضب اور حرص کی طرف اشارہ کیا کیونکہ آدم کو مرنے پر سجدہ نہ کرنا تو حسد کے باعث تھا اور بھاگنا صف قتال سے دنیا کی حرص کی جہت سے ہوتا ہو اور یہ شیطان کے بڑے مداخل مین سے ہو اسیطرح بعض اولیا سے منقول ہو کہ انھون نے ابلیس سے پوچھا کہ آدمی کے دل پر تو کسوقت غالب ہوتا ہو اسنے جواب دیا کہ غضب اور خواہش نفسانی کے وقت اسکو دبا لیتا ہون اور یہ بھی مروی ہو کہ ابلیس ایک راہب کے سامنے آیا اسنے پوچھا کہ آدمی کی کون سی صفت سے تجکو زیادہ مدد ملتی ہو اسنے کہا کہ تیزی مزاج سے کیونکہ جب آدمی تیز مزاج ہوتا ہو تو مین اسکے دل کو ایسا لوٹتا ہون جیسا کوئی لڑکا گیند کو لوٹتا ہو اور کہتے ہین کہ شیطان کا یہ قول ہو کہ

بخاری و مسلم بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

آدمی مجھپر کسطرح غالب ہوسکتا ہی کیونکہ جب وہ ہنسی خوشی رہتا ہی تو مین اُسکے دل مین رہتا ہون اور جب غصہ ہوتا ہی تو اُڑکر اُسکے سر مین پہونچتا ہون
دوسرا بڑا مدخل شیطان کا حسد اور حرص ہی جب آدمی کسی شئ پر حریص ہوتا ہی تو حرص اُسکو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی
کہ حبک الشئ یعمی ویصم[1] پس جب نور بصیرت حسد اور حرص کے باعث جاتا رہتا ہی تو کچھ نہین سوجھتا اور شیطان کو اُسوقت موقع ملجاتا ہی کہ جو چیز حریص
کی خواہش تک پہونچانے کی ہو اُسیکو اُسکی نظرون مین اچھا کرکے دکھلاتا ہی گو وہ کیسی ہی بُری ہو حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی مین سوار ہوئے
اور موافق ارشاد الٰہی کے ہر ایک چیز کا اُسمین ایک جوڑا رکھ لیا تو کشتی مین آپنے ایک بوڑھا اجنبی شخص دیکھا آپ نے پوچھا کہ تو کیون سوار ہوا ہی
اُسنے عرض کیا کہ آپ کے یارون کے دل لینے آیا ہون اُنکے بدن آپ کے ساتھ رہینگے اور دل میرے ساتھ ہونگے آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوا
تو مردود دشمن خدا ہی یہان سے نکلجا اُسنے عرض کیا کہ پانچ باتین ہین جنسے مین لوگون کو ہلاک کرونگا مین تین تو آپ کو بتلا دونگا دو نہین بتاؤنگا
اُسوقت آپ کو وحی ہوئی کہ جو باتین یہ بتایا چاہتا ہی اُنکی آپ کو کچھ حاجت نہین وہ دو باتین پوچھو جو چھپاتا ہی تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ وہ دو باتین
کونسی ہین اُسنے کہا وہ وہ ہین کہ کبھی مجھے دھوکا نہ دینگی اور لوگون کے ہلاک کرنے مین کبھی خطا نہ کرینگی وہ دونون حسد اور حرص ہین حسد تو وہ چیز ہی
جس سے مین ملعون اور شیطان رجیم ہوا ہون اور حرص وہ ہی کہ آدم کے لیے تمام جنت سوا ایک درخت کے مباح ہوئی تھی تو مین نے حرص ہی کی جہت سے
اپنا کام نکالا اور اُنکو خرابی مین ڈالا اور ایک اُسکے بڑے راستون مین سے پیٹ بھرکر کھاتا ہی خواہ مال حلال طیب ہی کیون نہو اسلیے کہ پیٹ بھرنے سے
شہوات کا زور ہوتا ہی اور شہوات شیطان کے ہتھیار ہین چنانچہ روایت ہی کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کے سامنے ابلیس آیا اور اُسکے ہاتھ مین پھندے تھے آپنے
پوچھا کہ یہ پھندے کیسے ہین اُسنے عرض کیا کہ یہ شہوات ہین کہ اُنسے آدمیون کو پھنساتا ہون آپ نے پوچھا کہ اُنمین کوئی میرے لیے بھی ہی اُسنے جواب دیا
کہ ہان کبھی جو آپ پیٹ بھر کھانا کھاتے ہین تو مین آپ پر نماز پڑھنا اور ذکر کرنا بھاری کر دیتا ہون پھر آپ نے فرمایا کہ اُسکے سوا کوئی اور چیز بھی ہی اُسنے
عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ مجکو بھی قسم ہی کہ کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھاؤنگا شیطان نے کہا کہ مین بھی قسم کھاتا ہون کہ مسلمان سے کبھی خیر خواہی کی بات نہ
کہونگا اور کہتے ہین کہ بہت کھانے مین چھ چیزین مذموم جمع ہین اوّل یہ کہ خوف الٰہی دل سے جاتا رہتا ہی دوسرے یہ کہ خلق پر رحم نہین رہتا کیونکہ جانتا ہی
کہ سب پیٹ بھرے ہین تیسرے یہ کہ طاعت خدا بھاری پڑجاتی ہی چوتھے یہ کہ حکمت کی بات سننے سے دل مین نرمی نہین ہوتی پانچوین یہ کہ اگر اورون کو
نصیحت کرتا ہی تو کسی کے دل مین تاثیر نہین ہوتی چھٹے یہ کہ بیماریون کا گھر ہوجاتا ہی اور ایک اُسکے بڑے رستون مین سے اچھا معلوم ہونا زینت ظاہری کا
اسباب اور لباس اور مکان وغیرہ سے ہی کیونکہ شیطان جب یہ بات قلب انسان پر غالب پاتا ہی تو اُسمین انڈے بچے دیتا ہی اور ہمیشہ یہی کہتا رہتا ہی کہ
گھر خوب اونچا اور وسیع بنا کر اُسکی چھت اور دیوارون کو خوب آراستہ کرنا چاہیے اسی طرح لباس اور سواری بھی خوب ترک بھڑک کی ہونی چاہیے غرضکہ
مدت العمر اسی بات مین لگاکے رہتا ہی اور جب آدمی کو ایک بار اِس امر مین لگا پایا تو پھر دوبارہ اپنے آنے کی ضرورت بھی نہین جانتا کیونکہ آدمی کو خود ایک
چیز سے دوسری کا شوق پیدا ہوتا ہی اور ننانوے کے پھیر مین پڑجاتا ہی یہان تک کہ موت آجاتی ہی اور اسی راہ شیطانی اور ہوا نفسانی مین چل دیتا ہی
اور اس سے خوف خرابی عاقبت اور کفر کا بھی ہی نعوذ باللہ منہ اور ایک اُسکے بڑے راستون مین سے طمع ہی دوسرے شخصون کی کیونکہ جب دل پر طمع
غالب ہوتی ہی تو شیطان یہ سکھلاتا ہی کہ جس سے طمع رکھتا ہی اُسکے سامنے خوب تکلف اور زینت ظاہر کرنی چاہیے اور اتنی تلبیس اور ریا کراتا ہی کہ گویا
جس سے طمع ہی وہی اُسکا معبود ہی اور ہمیشہ اسی فکر مین رہتا ہی کہ کوئی حیلہ ایسا نکلے جس سے اُسکی نظرون مین محبوب ہوجاؤن اور اس بات کے
واسطے بہتیری خاک چھانتا ہی ادنیٰ بات یہ ہی کہ اُسکی تعریف مین غلو کرتا ہی اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موقع آوے تو دیدہ و دانستہ اُسکے
سامنے درگذر کرتا ہی حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہی کہ ایک بار ابلیس عبد اللہ بن خنظلہ کے سامنے آیا اور کہا کہ مین تمکو ایک بات سکھائے
دیتا ہون یاد رکھنا اُنھون نے فرمایا کہ مجکو تیری بات کی ضرورت نہین اُسنے عرض کیا کہ اگر اچھی ہو تو یاد رکھنا بُری ہو تو میرے پلّے باندھنا
بات یہ ہی کہ سواے خدا کے کسی سے ایسا سوال مت کرنا جسمین طمع پائی جاوے اور غصہ کے وقت اپنے آپ کو سنبھالنا کیونکہ اُسوقت تم میرے قابو مین

[1] چاہنا تیرا کسی چیز کو تجکو اندھا بہرہ کر دیتا ہی ۱۲ ابو داؤد بروایت ابی الدرداء ضعیف ۱۲

ہوتے ہو اور ایک اُسکے بڑے طریقون مین سے کامون مین جلدی کرنا اور استقلال کو ہاتھ سے دینا ہو جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہو کہ العجلۃ من الشیطان والتانی من اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو خلق الانسان من عجل اور فرمایا وکان الانسان عجولا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ اور اُسکی وجہ یہ ہو کہ اعمال کا ارتکاب بعد تبصر اور جانچ کے ہونا چاہیے اور جانچ کے واسطے تامل او مہلت چاہیے جلدی سے یہ بات نہین ہو سکتی اور جلدی مین شیطان اپنی بدی انسان پر ایسی طرح ڈال دیتا ہو کہ اُسکو خبر بھی نہین ہوتی چنانچہ روایت ہو کہ جسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو سب شیطان ابلیس کے پاس آئے اور کہا کہ آج سب بُت اَوندھے ہو گئے اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی نئی بات ہوئی تم یہان ہی ٹھہرو مین خبر لاتا ہون اور اُسی وقت روے زمین پر اُڑ گیا مگر کوئی چیز معلوم نہین ہوئی پھر دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہین اور اُنکو فرشتون نے گھیر رکھا ہو بس اپنے گروہ سے آکر بیان کیا کہ شب گذشتہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہو اور جو عورت حاملہ ہوتی ہو یا بچہ جنتی ہو مین اُسوقت موجود رہتا ہون مگر اِس لڑکے کا مجکو علم نہوا تو آج سے بتون کی پرستش سے نا امید ہونا چاہیے لیکن آدمیون کو جلدی کے وقت مین بہکایا کرو اور ایک اُسکی بُری راہون سے روپیہ پیسا اور اسباب اور جائداد وغیرہ ہو کیونکہ ان چیزون مین سے جب مقدار قوت سے زائد ہوتی ہو اُسپر شیطان کا پہرہ ہوتا ہو اور اُسکی وجہ یہ ہو کہ جسکے پاس مقدار قوت موجود ہو وہ آدمی فارغ البال ہو لیکن اگر کسی طرح اُسکو سو روپے ملجاوین تو اُسکے دل کے اندر سے دس ایسے شہوات اُٹھینگے کہ ہر ایک کے پورا ہونے کے لیے سو سو روپیہ چاہیین تو جسقدر اُسکے پاس ہو اُس سے کام نہ نکلیگا بلکہ نوسو کی اور ضرورت رہیگی حالانکہ جب کچھ نہ تھا تب فارغ البال اور بے پروا تھا اُسکو یہی علم ہو کہ سو روپیہ سے مجھے تونگری ہو گئی یہ خبر نہین کہ سو کے ملنے سے نوسو کا محتاج ہو گیا مثلاً سو جب ملے تو یہ خیال ہوا کہ اگر نو سے اور ہوتے تو ایک گھر مول لیتے اور اسباب خانہ داری اور لباس وغیرہ بھی درست ہو جاتا اور ہر ایک اُن مین سے ایسی شی ہو کہ جسکو دوسری کوئی اور چیز لازم ہو اسی طرح بے انتہا چیزین ضروری نکلتی چلی آتی ہین اُنکا فکر کرتے کرتے انجام یہ ہوتا ہو کہ جہنم مین پڑ جاتا ہو اور اسی پر خاتمہ ہوتا ہو حضرت ثابت بنانی رح روایت کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جامۂ رسالت در بر فرمایا ابلیس نے اپنے گروہ سے کہا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہو اُسکو تلاش کرو سب شیاطین اِدھر اُدھر پھر کر عاجز ہو کر چلے آئے کہ ہمکو کچھ معلوم نہین ابلیس نے کہا کہ رہو مین خبر لاتا ہون اور خود جاکر یہ خبر لایا کہ خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر فرمایا اب تم اُنکے یارون کی خبر لو شیاطین نا اُمید ہو کر اُسکے پاس گئے اور کہا کہ ایسے لوگ ہمنے کبھی دیکھے ہی نہین اگر کوئی بات ہم کرنے پاتے ہین وہ نماز کو کھڑے ہو جاتے ہین اس سے اُنکی خطائین محو ہو جاتی ہین ابلیس نے کہا کہ چندے توقف کرو غالب ہو کہ جب یہ لوگ ملکون کو فتح کرینگے اور اُنکو دنیا ملیگی تو اُسوقت ہمارا مطلب نکل آویگا اور روایت ہو کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک پتھر اپنے سر تلے رکھ لیا ابلیس کا جو گذر اُنپر ہوا کہنے لگا کہ یا حضرت آپ کو بھی دنیا کی رغبت ہوئی آپنے پتھر کو سر کے نیچے سے نکالکر پھینک مارا اور فرمایا کہ یہ مع دنیا تیرے ہی لیے ہو اور درحقیقت اگر غور کرو تو جس شخص کے پاس تکیہ کے بجا پتھر ہو تو اُسکے پاس اتنی دنیا تو ہو گئی کہ شیطان اپنا داو کھیلے مثلاً اگر کوئی تہجد کو اُٹھے اور اُسکے قریب ایک پتھر بھی ہو جسپر تکیہ ہو سکتا ہو تو شیطان ضرور دل مین ڈالیگا کہ ذرا اسپر تکیہ لگالے اور اس صورت مین رغبت نیند کی ہو جاتی ہو کہ گاڑی دیکھکر پاؤن پھول لیتے ہین اگر سرے سے پتھر نہوتا تو ایسی بات دل مین نہ گذر سکتی اور نہ سونے کی رغبت ہوتی یہ حال تو پتھر کا ہو لیکن جسکے پاس گاؤ تکیہ اور گُدگُدے فرش اور اور آرام طلبی کے لوازم موجود ہون اُسکو عبادت آلٰہی سے کب مزہ حاصل ہو سکتا ہو اور ایک اُسکی بڑی راہون مین سے بخل اور فقیر ہو جانے کا خوف ہو اور یہ وہ بات ہو کہ صدقہ اور خیرات کچھ نہین کرنے دیتی بلکہ جمع کرنے اور گاڑ رکھنے کی رغبت دلاتی ہو ایسے لوگون کے واسطے عذاب الیم کا وعید کلام مجید مین موجود ہو خیثمہ بن عبد الرحمن فرماتے ہین کہ شیطان کا قول ہو کہ آدمی کتنا ہی مجھپر غالب ہو جاوے مگر تین باتون مین مجھپر نہین بڑھ سکتا جو کہتا ہون وہ مانتا ہو اوّل ناحق کسی کا مال لینا دوسرے اُسکو بے موقع خرچ کرنا تیسرے جہان ضرورت خرچ کی ہو وہان نہ خرچ کرنا اور سفیان رح فرماتے ہین کہ شیطان کے پاس

کوئی ہتھیار مُفلسی کے خوف دلانے سے بڑھکر نہین جب آدمی اُسکو مان لیتا ہی تو باطل کی طرف راغب ہوتا ہی اور امر حق سے باز رہتا ہی اور مطلب ہی کی بات کہتا ہی اور خدا تعالیٰ سے بدگمان ہوجاتا ہی اور بخل اور حرص کی آفتون مین سے یہ بھی ہی کہ مال جمع کرنے کے لیے ہر وقت بازار مین موجود رہے جو شیطان کے رہنے کی جگہ ہی اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب ابلیس زمین پر اُترا تو رب العزت سے درخواست کی کہ آلٰہی تو نے مجکو زمین پر اُتار کر مردود کردیا میرے لیے رہنے کی جگہ کیا ہی فرمایا کہ حمام تیرے رہنے کا مقام ہی عرض کیا کہ بیٹھک بھی ارشاد ہو حکم ہوا تیری بیٹھک بازار اور چوراہہ ہی عرض کیا کہ میری خوراک بھی مقرر ہو حکم ہوا کہ جس کھانے پر خدا کا نام نہ لیا جاوے وہ تیری غذا ہی عرض کیا کہ میرے لیے پانی بھی عنایت ہو ارشاد ہوا کہ نشہ کی چیزین تیرا پانی ہین عرض کیا کہ مجھے ایک خبر رسان بھی ملے حکم ہوا کہ مزامیر تیرے موذن ہین عرض کیا کہ میرے لیے کچھ پڑھنے کی چیز مرحمت ہو حکم ہوا کہ وہ شعر ہین عرض کیا کہ لکھنے کے لیے بھی ارشاد ہو حکم ہوا کہ بدن کو گودنا تیری کتابت ہی عرض کیا کہ مجھے حدیث عنایت ہو حکم ہوا کہ جھوٹھ تیری حدیث ہی عرض کیا کہ میری شکارگاہ بھی مقرر ہو حکم ہوا کہ وہ عورتین ہین[1] اور ایک اُسکے بڑے راستون مین سے تعصب مذاہب اور خواہش نفسانی ہی اور جو اپنے خلاف پر ہون اُنسے بغض رکھنا اور اُنکو حقارت سے دیکھنا اور یہ ایک ایسی بات ہی جس سے عابد اور فاسق دونون ہلاک ہوتے ہین کیونکہ لوگون پر طعن کرنا اور اُنکی بُرائیون کا ذکر کرنا یہ ایک صفت سبعی ہی جو آدمی کی طینت مین داخل ہی پس جب شیطان اس صفت کو آدمی کی نظر مین حق قرار دیتا ہی اور اُسکی طبیعت مین تو پہلے ہی سے تھی تو قلب پر اُسکا چسکا بڑجاتا ہی اور تمام ہمت اُسمین لگ جاتا ہی اور اس بات سے بہت خوش ہوتا ہی اور جانتا ہی کہ مین دین مین سعی کرتا ہون یہ خبر نہین کہ اتباع شیاطین کرتا ہون مثلاً ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت مین متعصب ہی مگر حرام خوار اور منہ پھٹ اور جھوٹا اور بکھیڑیا اور فسادی ہی تو ایسے شخص کو اگر حضرت صدیق دیکھتے تو اپنا بڑا دشمن تصور فرماتے اسلیے کہ اُنکا دوست تو وہ ہی جو اُنکی راہ چلے اور اُنکی سیرت کو دستور العمل بنادے اور زبان کو واہیات سے روکے حضرت کا یہ دستور تھا کہ منہ مین کنکر رکھے رہتے تھے تاکہ کوئی کلمہ بیجا منہ سے نہ نکلے پس یہ مدعی کیسے اُنکی محبت کا دعویٰ کرتا ہی اور اُنکی سیرت اختیار نہین کرتا اسیطرح بعضون کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت مین تعصب ہوتا ہی حالانکہ ریشمی کپڑے بدن پر ہوتے ہین اور مال حرام سے خوب زرق برق بنے رہتے ہین پھر دعویٰ محبت علی رض کا کرتے ہین حضرت ممدوح نے عین خلافت مین وہ کپڑے پہنے ہین کہ اُنکا دام ایک روپیہ سے بھی کم تھا پھر ایسے شخص سے وہ کیسے خوش ہونگے بلکہ قیامت کو یہ شخص اُنکا دشمن ہوگا مقام غور ہی کہ اگر کوئی شخص کسی کے فرزند لخت جگر کو اپنے یہان لیجاوے اور اُسکے بال نوچے اور بدن کو قینچیون سے کاٹے اور سب طرح کی ایذا دے اور پھر اس بات کا مدعی ہو کہ مین اس بچہ کے باپ سے محبت رکھتا ہون یہ دعویٰ کسطرح صحیح ہوگا یہی حال ان لوگون کا ہی کہ دین اور شریعت جو خلفاء اربعہ اور جمیع صحابہ کے نزدیک فرزند و زن و مال و عیال بلکہ خود اپنی جانون سے بھی عزیز تھا اُسکے تو یہ لوگ یون ٹکڑے کرین کہ کوئی بات اُسکی اختیار نہ کرین بلکہ پابندی شہوات سے ابلیس لعین دشمن دین کی خوشی مناتے رہین پھر محبت صحابہ رض کا دم بھرین قیامت کے روز معلوم ہوگا کہ صحابہ اور اولیا کے سامنے ان لوگون پر کیا گذریگا قیامت تو دور ہی اگر دنیا ہی مین پردہ اُٹھا لیا جاوے اور صحابہ رض کا عندیہ اُمت کے باب مین معلوم ہوجاوے کہ اُنکو کسطرح کے لوگ اچھے معلوم ہوتے ہین تو یہ لوگ اپنے حالات کو دیکھکر شرم کے مارے کبھی اپنی زبان ناقص سے اُنکا نام بھی نہ لین خلاصہ یہ کہ تخیلات شیطانی سے اُنکے دلون مین یہ بات جم گئی ہی کہ جو کوئی محبت مین حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض کی مریگا اُسکے گرد شعلۂ دوزخ نہ پھریگا یا جو کوئی محبت مین حضرت علی رض کی وفات پاویگا اُسکے گرد خوف نہ آویگا اس حدیث شریف کو نہین دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر قرۃ العین حضرت فاطمہ رض سے فرماتے ہین کہ اعملی فانی لا اغنی عنکِ من اللہ شیئاً[2] اور یہ ہواے نفسانی مین سے ایک مثال ہی اسی طرح اُن لوگون کا حال ہی جو امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد رح کے باب مین تعصب کرتے ہین پس جو لوگ ایک امام کے مذہب کا دعویٰ کرتے ہین اور

[1] طبرانی بروایت ابوامامہ وابن عباس بسند ضعیف ۱۲

[2] علی کرکے بڑی طرف سے خدا تعالیٰ ... کسی چیز ... بخاری ... ومسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲

انکی سیرت اختیار نہین کرتے قیامت کے روز وہی امام اُنکے مقابل ہوکر پوچھینگے کہ میرا مذہب تو عمل تھا قول نہ تھا اور قول بھی عمل کے واسطے تھا جھک کرنے کے لیے نہین تھا تونے میرے عمل کی مخالفت کیون کی جسپر مین ہمیشہ رہا اور اُسپر خاتمہ ہوا اور پھر جھوٹ موٹ کا دعوی میرے مذہب کا کیا غرضکہ یہ ایسا بڑا راہ شیطان کی آمد کا ہی کہ بہت لوگ اسمین تباہ ہوتے ہین وعظ و نصیحت ایسے لوگون کے متعلق ہی جو خدا کا خوف نہین کرتے دین کے مسائل سے کم واقف ہین دنیا کی رغبت کا زور ہی لوگون کے معتقد کرنے کی حرص بہت ہی اور لوگون کا اعتقاد اور اُنکا وقر صرف تعصب ہی سے بڑھا ہی اسلیے اسی بات کو اچھا بتلاتے ہین شیطان کے فریبون کو نہین بتلاتے بلکہ اُسکے فریب جاری ہونے کے لیے وہ اُسکے نائب بنگئے ہین اور لوگ بھی اُنھین کی باتون پر جم گئے ہین اور اصول کو دین کے بالکل بھول گئے تو وہ خود بھی تباہ ہوئے اور اورون کو بھی تباہ کر دیا خدا تعالی اُنکی اور ہماری توبہ قبول فرماوے اور حضرت حسن بصری رضہ فرماتے ہین کہ شیطان کا یہ قول ہی کہ مین نے امت محمد صلعم کے لیے جو معصیتون کو آراستہ کیا تو انھون نے استغفار کر کر کے میری پیٹھ توڑ دی پھر مین نے اُنکے لیے ایسے گناہ گڑھے کہ اُنسے استغفار نہ کرین اور وہ خواہشات نفسانی ہین اور یہ بات اُس ملعون نے سچ کہی کیونکہ ایسے امور مین لوگون کو خبر ہی نہین ہوتی کہ اُنکا انجام نافرمانی ہی ورنہ استغفار ضرور کرتے اور ایک بڑا حیلہ شیطان کا یہ ہی کہ انسان اپنے آپ لوگون کے اختلافات اور خصومات مین لگ جاوے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ ایک جماعت ذکر الٰہی مین مشغول تھی شیطان نے چاہا کہ یہ یہان سے اُٹھ کھڑے ہون اور جُدا ہوجاوین مگر کچھ بن نہ پڑی پس ایک دوسری جماعت مین گیا جو دنیا کی باتین کر رہے تھے اُن مین فساد کرادیا یہان تک کہ اُنکے آپسمین کشت و خون ہونے لگا تو پہلی جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُن مین بیچ بچاؤ کر دیا مطلب اسکا یہ نہ تھا کہ پچھلی جماعت مین کشت و خون ہو بلکہ جماعت اول کا اُٹھانا مقصود تھا سو اسطرح اُٹھا دیا اور ایک اُسکے طریق مین سے یہ ہی کہ عوام لوگون کو جو علم مین کم تجربہ رکھتے ہین خدا تعالی کی ذات اور صفات اور ایسے امور کی فکر مین اُلجھا دیتا ہی جو اُنکی عقل مین نہ آسکین یہانتک کہ اصل دین مین شک کرنے لگتے ہین اور خداوند کریم کی نسبت اُنکو ایسے خیال پیدا ہوتے ہین کہ اُنسے یا کافر یا دہریہ ہوجاتے ہین اور ان باتون سے بہت خوش ہوتے ہین اور جانتے ہین کہ بصیرت اور معرفت یہی ہی اور یہ امر ہمکو کشف سے معلوم ہوا ہی اپنی تیزی عقل پر نازان ہوتے ہین حالانکہ سب مین زیادہ بیوقوف وہ ہی جو صرف اپنی عقل پر زیادہ اعتماد کرے اور عقیل وہ شخص کہ اپنی عقل کو متہم سمجھکر اکثر علما سے پوچھتا رہے حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الشیطان یاتی احدکم فیقول من خلقک فیقول اللہ تبارک و تعالی فیقول فمن خلق اللہ فاذا وجد احدکم ذالک فلیقل آمنت باللہ ورسولہ فان ذالک یذھب عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہین فرمائی کہ اِس وسواس کے علاج مین بحث کیجاوے کیونکہ یہ وسواس عوام کو ہوتا ہی علما کو نہین ہوتا عوم کو بھی چاہیے کہ ایمان و اسلام لاکر اپنی عبادت و معیشت مین مصروف ہون علم کی باتین علما پر چھوڑین عامی آدمی اگر زنا اور چوری کرے تو اِس سے بہتر ہی کہ ایسی باتون مین پڑے کیونکہ جو کوئی بے جانے بوجھے اللہ تعالی اور اُسکے دین کی نسبت کچھ کہیگا کافر ہوجاویگا اور اُسکو خبر بھی نہوگی اور اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی تیرنا نہ جانے اور دریاے مواج مین کود پڑے غرضکہ مذاہب اور عقائد کے باب مین شیطان کے فریب بیحد و انتہا ہین ہمنے بطور نمونہ کچھ لکھدیا ہی اور ایک اُسکے دروازون مین سے مسلمانون سے بدگمان ہونا ہی جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہی یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم پس جو کوئی دوسرے پر بدی کا گمان کریگا شیطان اُسکو اس بات کی بھی ترغیب دیگا کہ اُسکی غیبت کرے یا اُسکے حقوق کم ادا کرے یا تعظیم مین سستی کرے اور اُسکو بچشم حقارت دیکھے اور اپنے آپ کو اُس سے بہتر سمجھے یہ سب صورتین تباہی کی ہین اور اِسی جہت سے شریعت مین تہمتون سے بچنے کے لیے حکم ہی جیساکہ حدیث شریف مین ہی اتقوا مواضع التھم اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت سے احتراز فرمایا علی بن حسین رضی اللہ عنہ صفیہ بنت حیی سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین معتکف تھے مین جب آپ کی خدمت مین گئی تو حائض ہوگئی شام کو وہان سے مراجعت کی اور آپ بھی میرے ساتھ چلے رستہ مین

دو انصاری ملے اور آپ کو سلام کر کے پھرے آپ نے اُنکو پکارا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی ہی یعنی میری زوجہ اُم المومنین ہی اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمکو آپ کے ساتھ گمان خیر ہی آپ نے فرمایا کہ یہ درست ہی مگر شیطان آدمی کے ساتھ ایسا ہی جیسا خون بدن مین ہی اسلیے مجھے یہ خوف ہوا کہ کہین تمکو نہ بہکاوے پس اس شفقت نبوی کو دیکھنا چاہیے کہ اُنکے دین کا خوف کر کے اُنکو بھی بچا دیا اور امت کے لیے طریق احتراز تہمت سے سکھلا دیا کہ ایسا نہو کوئی عالم متقی جو دینداری مین انگشت نما ہو تہمت کے حالات مین سہل انکاری کرے اور اپنے نفس پر عجب کر کے یہ جانے کہ مجھپر کوئی بدگمانی نہ کریگا لوگ میرے ساتھ ظن خیر ہی سے پیش آوینگے اسلیے کہ کیسا ہی بڑا متقی اور عالم ہو سب لوگ اُسکے یکسان نہین معتقد ہوتے بلکہ بعض اُس سے خوش رہتے ہین اور بعضے ناراض جو خوش ہین وہ اُسکے عیب نہ دیکھینگے اور فریق ثانی اظہار عیب ہی مین مبتلا رہینگے جیسا کہ قول سعدی کا ہی ع چشم بداندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + ور ہنری داری و ہفتاد عیب + دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر پس ضرور ہوا کہ بدگمانی اور بدون کی تہمت سے احتراز کیا جاوے کیونکہ یہ فرقہ تمام لوگون سے بدگمان رہتا ہی پس جب کوئی آدمی ایسا نظر آوے کہ لوگون کی طرف بدگمانی کرتا ہو اور اُنکے عیوب کا متلاشی تو جان لینا چاہیے کہ وہ خود باطن مین خباثت رکھتا ہی اور یہ عیب جوئی اُسی خباثت کا ظہور ہی کہ سب کو اپنے ہی جیسا جانتا ہی کیونکہ عیب جوئی منافق کا کام ہی مومن کا سینہ سب خلق کی طرف سے صاف رہتا ہی یہ ہی تھوڑا سا بیان شیطان کے راستون کا قلب کی جانب اور اگر سب راستون کو لکھا جاوے تو ہماری قدرت سے باہر ہی اسی قدر سے اورون کا قیاس ہو سکتا ہی مثلاً یون جاننا چاہیے کہ جو صفت بد آدمی کی ہی وہ شیطان کا ہتھیار ہی اور وہی اُسکا مداخل بھی اب اگر کوئی یون پوچھے کہ شیطان کے دفع کرنے کی تدبیر کیا ہی اور اُسکے دفعیہ مین زبان سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا کوئی اور ذکر اللہ کافی ہی یا نہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ دل کا علاج شیطان سے بچانے کے لیے یہی ہی کہ اُسکی سب راہین بند کر دیجاوین یعنی دل کو اُن صفات مذمومہ سے صاف کیا جاوے اور اسکا بیان بہت طویل ہی اور اس جلد مین ہمکو یہی غرض ہی کہ صفات مہلکہ انسانی بیان کرین ہر ایک صفت کے لیے ایک باب علیحدہ کی حاجت ہی جیسا کہ مشرح آیندہ بیان ہوگا یہان اسقدر ضروری ہی کہ جب قلب اِن صفات کے اصول سے منقطع اور علیحدہ ہو جاتا ہی تو پھر شیطان صرف ہیرا پھیری اور خطرات ہی کرتا رہتا ہی جگہ نہین بیٹھتا اور اُسکی آمد و رفت کو ذکر اللہ مانع ہی کیونکہ دل مین ذکر اللہ جب ہی جاگزین ہوتا ہی جب تقوی اور صفائی کے باعث صفات مذمومہ سے دل آزاد ہو جاتا ہی اور اگر ایسا نہو تو ذکر بھی از قبیل خطرات ہوتا ہی اُسکو دل پر کچھ قابو نہین ہوتا اور شیطان کو بھی دفع نہین کر سکتا اسی جہت سے خداوند کریم نے اس آیت مین اِنَّ الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون ذکر دافع شیطان کو متقی کے ساتھ خاص فرمایا ہی خلاصہ یہ کہ شیطان کو مثل بھوکے کتے کے اپنے پاس سمجھنا چاہیے پس اگر آدمی کے پاس روٹی و گوشت وغیرہ نہو تو صرف دُوت کہنے ہی سے ٹل جاویگا لیکن اگر سامان کھانے کا ہوگا اور کتا بھوکا ہوگا تو ضرور کھانے پر گریگا اور صرف للکارنے سے نہین ٹلیگا اسی طرح جس دل مین غذا شیطانی نہین تو اُسکے پاس سے شیطان صرف ذکر اللہ سے ہٹ جاویگا لیکن اگر دل پر شہوت غالب ہی تو دل کا سویدا شیطان کے قابو مین ہوگا اور ذکر اللہ کو قلب کے اطراف مین پھیلا دیگا اور متقیون کے دل جو ہوائے نفسانی اور صفات مذمومہ سے خالی ہوتے ہین اُنپر شیطان کا آنا شہوات کے باعث نہین ہوتا بلکہ جسوقت ذکر سے غفلت ہوتی ہی اُسوقت اپنی راہ نکالتا ہی اور جب پھر وہ ذکر کرنے لگتے ہین تو ٹل جاتا ہی اور اسکی دلیل یہ ہی کہ خدا تعالی نے اُسکے دفع کے لیے فرمایا فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اسی طرح اور آیات اور اخبار سے جو ذکر کے باب مین مفہوم ہوتا ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ ایک بار مومن کا شیطان اور کافر کا شیطان آپس مین ملے کافر کا شیطان تو خوب چکنا اور موٹا اور اچھا لباس پہنے تھا اور مومن کا شیطان ننگا و دُبلا غبار آلود تھا اُسنے اُس سے پوچھا کہ تو دُبلا کیون ہی اُسنے کہا کہ مین ایسے شخص کے ساتھ رہتا ہون کہ اپنے کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور سر مین تیل ڈالنے کے وقت بسم اللہ کہتا ہی تو نہ مجھے کھانا نصیب ہوتا ہی نہ پانی

نہ کپڑا نہ تیل اسی واسطے بھوکا پیاسا ننگا بال بکھرے رہتا ہون کافر کے شیطان نے کہا کہ یار مین تو ایسے کے ساتھ ہون کہ اِن باتون مین سے کسی پر بھی خدا کا نام نہین لیتا اسی لیے مین اُسکے سب امور مین شریک رہتا ہون اور محمد بن واسع ہر روز بعد نماز صبح یہ دعا مانگا کرتے تھے اللھم انک سلطت علینا بصیر العیو بنا یرانا ہو وقبیلہ من حیث لا نراہم اللھم فآیسہ منا کما آیستہ من رحمتک وقنطہ منا کما قنطتہ من عفوک فیبا عد بیننا وبینہ کما باعدت بینہ وبین رحمتک انک علی کل شئ قدیر وہ فرماتے ہین کہ ایک روز شیطان مجھکو مسجد کے راستہ مین ملا اور پوچھا کہ مجھے پہچانتے ہو مین نے کہا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ابلیس ہون مین نے پوچھا کہ کس غرض سے آیا ہی کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ اس دعا کو کسی کو مت سکھلانا مین تم سے کچھ مزاحم نہ ہونگا مین نے کہا کہ مین ہرگز کسی کو منع نہین کرونگا جو چاہے پڑھے تیرا جو دل چاہے وہ کر اور حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلے فرماتے ہین کہ ایک شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز کی حالت مین ہاتھ مین آگ کی مشعل لیکر کھڑا ہوا کرتا تھا اور قرارت اور استغفار سے نہین جاتا تھا آپ کی خدمت مبارک مین حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ یون پڑھیے اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزہن بر ولا فاجر من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا ومن فتن اللیل والنہار ومن طوارق اللیل والنہار الا طارقا یطرق بخیر یا رحمن بس حضرت نے اسیطرح پڑھا تو اُس مردود کی شمع گل ہو گئی اور اوندھے مُنھ گر پڑا اور حضرت حسن بصری رح سے منقول ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت مبارک مین آئے اور عرض کیا کہ ایک جن آپ سے دغا کیا چاہتا ہی جب آپ بستر پر لیٹین آیت الکرسی پڑھ لیا کیجیے اور حدیث شریف مین آیا ہی لقد اتانی الشیطان وفنازعنی فاخذت بحلقہ فوالذی بعثنی بالحق ما ارسلتہ حتی وجدت برد ما اراسانہ علی یدی ولولا دعوۃ اخی سلیمان علیہما السلام لاصبح طریحا فی المسجد اور یہ بھی وارد ہی ما سلک عمر فجا الا سلک الشیطان فجا غیر الذی سلکہ عمر اور یہ اس جہت سے فرمایا کہ اُن لوگون کے قلوب شیطانون کے مداخل اور غذا سے پاک تھے یعنی شہوات کا دخل نہ تھا بس اگر کوئی اور شخص چاہے کہ صرف ذکر آلہی سے شیطان دور ہو جاوے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دور ہو گیا تھا تو یہ امر محال ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی جیسا کہ کوئی شخص دوا پیوے اور پرہیز نہ کرے حالانکہ معدہ مین بھی بلا تبر بھری ہو اور اُسپر توقع دوا کے نفع کی بھی کرے کہ جیسا پرہیز اور تنقیہ والون کو فائدہ ہوتا ہی ویسا ہی مجھے بھی ہو یہان ذکر آلہی کو دوا سمجھنا چاہیے اور تقوی کو پرہیز اور قلب کے خالی ہونے کو شہوات سے تنقیہ تصور کرنا چاہیے تو جب ذکر آلہی ایسے قلب مین جاویگا جو ماسوی اللہ سے خالی ہی تو شیطان دفع ہو جاویگا جیسے تنقیہ کے بعد دوا کھانے سے بیماری جاتی رہتی ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب اور دوسری جگہ فرمایا کتب علیہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ ویہدیہ الی عذاب السعیر بس جو کوئی عمل کی رو سے شیطان کی متابعت کریگا وہ اُسکا ساتھی اور یار کہلاویگا اگرچہ زبان سے ذکر اللہ کرے اب اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث مین تو مطلق یون وارد ہی کہ ذکر اللہ سے شیطان دفع ہوتا ہی اور یہ خصوصیات جنکا علماے دین بیان کرتے ہین اُسمین لفظ عام مین مفہوم نہین ہوتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو اُسکا امتحان اپنے ہی نفس مین کر لینا چاہیے تاکہ حقیقت اُنکے بیان کی معلوم ہو غور کرنا چاہیے کہ آدمی کا منتہا ذکر اور عبادت نماز ہی تو جب نماز مین کھڑا ہو اُسوقت اپنے دل کا حال دیکھتا رہے کہ شیطان کہان کہان اُسکو کھینچتا ہی کبھی فکر بازار اور لوگون کے حساب کتاب مین اور کبھی دنیا کی دوا دار و اور معاندین کے جواب مین غرضکہ یہانتک نوبت پہونچتی ہی کہ جو دنیا کی بات دل سے جاتی بھی رہی ہو وہ بھی نماز ہی مین یاد آتی ہی اور شیطان کا حملہ بھی نماز ہی مین زیادہ ہوتا ہی بس نماز دلون کے لیے کسوٹی ہی کہ اُس سے خوبی اور بُرائی اُنکی معلوم ہو جاتی ہی اور جو دل کہ شہوات دنیا سے بھرے ہین اُنکی نماز مقبول نہین ہوتی ؎ لب بذکر و دل در فکر خانہ + چہ حاصل زین نماز پنجگانہ + تو ایسی نماز کے سبب سے دفعیہ شیطان کا بھی نہین ہوگا بلکہ غالبًا وسواس اور زیادہ ہوگا جیسے کہ دوا بدون پرہیز کے اکثر نقصان ہی کیا کرتی ہی اگر کسی کو شیطان سے

خلاص منظور ہو تو اول پرہیز تقوی اختیار کرے بعد اسکے ذکر کی دوا پیے تب شیطان اُسکے پاس سے بھاگیگا جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتا تھا
وہب بن منبہ فرماتے ہین کہ اللہ سے ڈرو اور شیطان کو ظاہر مین برا مت کہو کہ تم باطن مین اُسکے دوست یعنی فرمانبردار ہو اور بعضون نے فرمایا
کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ آدمی جس شخص کا اپنے اوپر احسان دیکھے پھر محسن کی نافرمانی کرے اور شیطان لعین کی سرکشی اور زور معلوم کرلے
اور پھر اُسکی اطاعت کرے اور جسطرح بموجب اس آیت شریف کے کہ ادعونی استجب لکم دعا مانگتے ہو اور قبول نہین ہوتی اسی طرح ذکر آلہی کرتے ہو
اور شیطان نہین دفع ہوتا کیونکہ شرطین ذکر اور دعا کی سب مفقود ہین حضرت ابراہیم بن ادہم سے کسی نے پوچھا کہ یہ تو فرمایئے کہ ہم لوگون کی دعا
کیون نہین قبول ہوتی اور خدا تعالی فرماتا ہی ادعونی استجب لکم آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہی کہ تمھارے دل مُردہ ہین پوچھا کہ اُنکے مردہ ہونے
کی کیا جہت ہی آپ نے فرمایا کہ آٹھ عادتین ہین اول یہ کہ اللہ کا حق معلوم کرلیا اُسکو بجا نہ لائے دوم قرآن کو پڑھا اور اُسکی بموجب عمل نہ کیا
سوم دعوی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اور اُنکے طریق کے موافق عمل نہ کیا چہارم موت کا خوف کیا اور اُسکے لیے سامان نہ کیا
پنجم حکم آلہی یون تھا کہ شیطان کو دشمن جانو جیسا کہ فرمایا ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا اگر تم نے معصیت مین اُس سے یاری کی ششم
دعوی خوف دوزخ کا کیا مگر پھر اپنے بدنون کو اُسمین جھونک دیا ہفتم جنت کو دل سے چاہتے رہے مگر اُسکے لیے کوئی کام نہ کیا ہشتم صبح
اُٹھتے ہی اپنے عیبون کو تو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور لوگون کی عیب چینی اختیار کی پس ان باتون سے خدا تعالی ناراض ہوگیا تو دعا کسطرح
قبول فرماوے باقی رہی یہ بات کہ معاصی مختلفہ کا داعی ایک ہی شیطان ہی یا سب گناہون کے لیے جُدا جُدا شیطان ہین تو اس امر کا جاننا
علم معاملہ مین چندان ضروری نہین یہان یہی ضرور ہی کہ اپنے نفس کو دشمن سے بچا دے اور اپنے مطلب سے غرض رکھے بقول شخصے کہ آم
کھانے یا پیڑ گننے تاہم جو کچھ اخبار اور نور بصیرت سے واضح ہوا ہی اُسکو ہم بیان کیے دیتے ہین کہ ہر نوع معصیت کے لیے ایک شیطان مخصوص
ہی اُسکا کام یہی ہی کہ اُسی خاص گناہ کی طرف بُلاتا ہی اس حساب سے شیطانون کے دل کے دل ہین اور جس طریق سے کہ یہ امر دریافت ہوا ہی
اُسکا لکھنا طویل ہی وہی ایک بات کافی ہی کہ مسبب کے اختلاف سے سبب کا اختلاف معلوم ہوتا ہی جیسا کہ آگ کی روشنی اور دھوین کی سیاہی
مین مذکور ہوا لیکن دلائل اخبار یہ ہین کہ حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ شیطان کے پانچ فرزند ہین اُن مین سے ہر ایک کو ایک کام سپرد کردیا
ایک کا نام ثبر ہی اور اُسکو مصیبت کا کام سپرد ہی تو واویلا کرنا اور گریبان پھاڑنا اور طمانچہ مارنا اور نوحہ وغیرہ کرنا سب اُسی کے اغوا سے
ہوتا ہی دوسرے کا نام اعور ہی اُسکا کام زنا کے لیے بہکانا اور اُسی کو نظرون مین اچھا معلوم کرانا ہی تیسرا مسبوط ہی جسکو جھوٹ کا عہدہ ہی
چوتھا واسم ہی کہ آدمی کے ساتھ گھرون مین جا کر اقربا کی بُرائیان اُسکے سامنے پیش کرتا ہی اور اُسکو اُن سے خفا کردیتا ہی پانچوان زلنبور وہ بازار
مین رہتا ہی وہان کے فسادات سب اُسکی جہت سے ہوتے ہین اور یہ بھی ایک روایت مین ہی کہ نماز کے شیطان کا نام خنزب ہی اور وضو کے
شیطان کا نام ولہان اور جیسے کہ شیطان کثرت سے ہین ویسے ہی فرشتون مین کثرت ہی باب الشکر مین ہم لکھ چکے ہین کہ وجہ اُنکی کثرت کی اور ہر عمل کے
لیے جُدا جُدا مخصوص ہونے کی کیا وجہ ہی اور حضرت ابو امامہ باہلی نے یہ حدیث روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وکل بالمومن مائۃ
وستون ملکا یذبون عنہ مالم یقدر علیہ من ذلک للبصر سبعۃ املاک یذبون عنہ کما یذب الذباب عن قصعۃ العسل فی الیوم الصائف وما لو بدا لکم لرأیتموہ
علی کل سہل وجبل کل باسط یدہ فاغر فاہ ما لو وکل العبد الی نفسہ طرفۃ عین لاختطفتہ الشیاطین اور ایوب بن یونس سے روایت ہی کہ مجکو یون پہونچا ہی
کہ اولاد آدم کے ساتھ اولاد جن بھی پیدا ہوتی ہی اور اُنھین کے ساتھ نشو و نما ہوتی ہی اور جابر بن عبد اللہ سے منقول ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
زمین پر اُترے تو اُنھون نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ خدایا تو نے مجھ مین اور شیطان مین عداوت کردی اگر تیری اعانت نہ ہوگی تو مین اُسپر
غالب نہ ہونگا ارشاد ہوا کہ تیرا جو فرزند پیدا ہوگا اُسپر ایک فرشتہ موکل معین ہو جاویگا عرض کیا کہ اور زیادہ عنایت ہو حکم ہوا کہ اگر کوئی ایک
بدی کریگا تو ایک ہی بدی کی سزا پاویگا مگر نیکی کا بدلہ دس گنے سے جہانتک مجکو منظور ہوگا دونگا پھر زیادتی اعانت کی درخواست کی تو ارشاد ہوا

کہ جبتک روح بدن مین رہیگی دروازہ توبہ کا مفتوح رہیگا شیطان نے عرض کیا کہ الٰہی اِس بندہ کو تونے مجھسے اشرف بنایا اگر مجکو اعانت نہ ہوگی تو مین کیسے قادر ہونگا حکم ہوا کہ جو بچہ آدم کے ہوگا اُسکے ساتھ تیرے بھی بچہ پیدا ہوگا اُسنے عرض کیا کہ اور زیادہ عنایت ہوا کہ جیسے خون بدن مین چلتا ہو ویسا ہی تو بھی اُنکے رگ و پے مین جاری ہوگا اور اُنکے سینون مین اپنا گھر بناویگا اُسنے عرض کیا کہ اور زیادہ مدد ملے حکم ہوا کہ اجلب علیہم بخیلک ورجلک وشارکہم فی الاموال والاولاد وعدہم ومایعدہم الشیطان الا غرورا اور حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلق اللہ الجن ثلٰثۃ اصناف صنف حیات وعقارب وخشاش الارض وصنف کالریح فی الھواء وصنف علیہم الثواب والعقاب وخلق اللہ تعالیٰ الانس ثلٰثۃ اصناف صنف کالبہائم کما قال اللہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل وصنف اجسامہم اجسام بنی آدم وارواحہم ارواح الشیاطین وصنف فی ظل اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ یوم لا ظل الا ظلہ اور وہیب بن الورد کہتے ہین کہ شیطان ایکبار حضرت یحییٰ کی خدمت مین آیا اور کہا کہ مین آپ کو کچھ نصیحت کیا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ مجکو تیری نصیحت کی حاجت نہین مگر مجھسے بنی آدم کا حال کچھ کہ اُسنے کہا کہ ہمارے نزدیک اُنکی تین قسمین ہین ایک قسم جو ہمپر بڑے سخت ہین وہ لوگ ہین کہ ہم اُنکے پاس جاتے ہین اور اُنکو بہکا کر اپنے قابو مین لاتے ہین مگر وہ استغفار اور توبہ کرنے لگتے ہین ہمارا کیا کرایا سب مٹی ہو جاتا ہی پھر اگر ہم دوبارہ کچھ فکر کرتے ہین وہ اُسکے بعد بھی ایسا ہی کرتے ہین اسی حیص و بیص مین نہ ہم اُنسے ناامید ہی ہوتے ہین نہ مطلب ہی نکلتا ہی مشقت ہی مشقت ہی اور دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ وہ ہمارے پنجہ مین ایسے ہین جیسے لوگون کے ہاتھ مین گیند ہوتا ہی اُنکو ہم جدھر چاہتے ہین اُدھر پھیر لیتے ہین اُنکی ہمین کچھ فکر نہین اور تیسری قسم آپ جیسے لوگ معصوم ہین اُنپر ہمارا کچھ بس نہین چلتا اب اگر یہ کہو کہ اسکی کیا وجہ ہی کہ بعض لوگون کو تو شیطان صورت پکڑ کر سوجھتا ہی اور بعضون کو نہین معلوم ہوتا اور نیز جب نظر آتا ہی تو وہ شکل اُسکی اصلی صورت ہی یا اُسکا عکس و مثال ہی اور اگر اصلی صورت ہی تو اُسکی مختلف صورتین کیون معلوم ہوتی ہین اور ایک ہی وقت مین دو جگہ جُدا جُدا صورت دو شخصون کو کیسے معلوم ہوتی ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ شیطان اور فرشتون کی اصلی صورتین بھی ہین مگر اُن اصلی صورتون کو مشاہدہ سے نہین دیکھ سکتے بلکہ اُنکا دیکھنا انوار نبوت سے ہوتا ہی اسی لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی اصلی صورت پر صرف دو مرتبہ ملاحظہ فرمایا تھا یعنی ایک دفعہ تو خود حضرت نے اُنسے درخواست کی کہ اپنی اصلی صورت مجکو دکھاؤ اُنھون نے وعدہ کیا کہ بہت اچھا اور کوہ حرا پر اصلی صورت مین نمودہوے تو شرق سے غرب تک تمام آفاق کو روک لیا اور دوسری دفعہ معراج کی رات مین سدرۃ المنتہیٰ پر اُنکو اصلی صورت مین دیکھا ورنہ اکثر حضرت دحیہ کلبی کی صورت مین ملاحظہ فرماتے تھے اور یہ شخص نہایت خوبصورت تھے اور اکثر مکاشفہ اہل دل کا یون ہوتا ہی کہ صورت اصلی کی مثال اُنکے سامنے ہو جاتی ہی مثلاً شیطان بیداری مین صورت پکڑ کر اُنکی آنکھ کے سامنے آتا ہی تو وہ اُسکو دیکھتے بھی ہین اور کلام بھی سنتے ہین اور یہی صورت قائم مقام صورت اصلی کے ہو جاتی ہی جیسا کہ اکثر صلحا کو خواب مین اتفاق ہوتا ہی اور صاحب کشف اُسکو کہتے ہین کہ ایسے درجہ پر پہنچ جاوے کہ باوجود مشغولی حواس کے دنیا مین اُسکے مکاشفہ مین خلل نہ آوے یعنی اُسکو بیداری مین وہ بات معلوم ہو جاوے جو اور ون کو خواب مین سوجھتی ہی جیسا کہ عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ ایک شخص نے رب العزت سے یہ دعا مانگی کہ مجکو وہ جگہ دکھلا دے جہان قلب بنی آدم پر شیطان رہتا ہی تو خواب مین یہ دیکھا کہ ایک آدمی کا جسم بلور کی صورت کا ہی یعنے اُسکے اندر کی چیز باہر سے معلوم ہوتی ہی اور شیطان مینڈک کی صورت مین اُسکے بائین شانہ پر مونڈھے اور کان کے درمیان بیٹھا ہی اور اُسکی پتلی اور لمبی سونڈ ہی جسکو آدمی کے دل مین ڈالکر وہان ہی سے وسوسہ کر رہا ہی اور جب وہ ذکر الٰہی کرتا ہی تو ہٹ جاتا ہی اسی طرح کا امر کبھی بیداری مین ہو بہو معلوم ہوتا ہی چنانچہ بعض اہل کشف نے دیکھا کہ شیطان ایسی صورت مین نظر آیا کہ گویا کوئی کتا مُردار پر گرتا ہی اور لوگون کو اُسطرف بُلاتا ہی یعنی دنیا بصورت مُردار معلوم ہوئی پس اسطرح پر معلوم ہونا قائم مقام

صورت اصلی کے نظر آنے کے ہی کیونکہ یہ پہلے بیان ہو چکا ہی کہ قلب کے لیے دو طرف ہین ایک وہ ہی جو عالم ملکوت کے مقابل ہوتی ہی اور وہی مدخل وحی والہام ہی کہ عالم ظاہری کی طرف کو ہی توجب قلب کی پہلی جانب پر عالم ملکوت سے کسی شی کی اصل حقیقت ظاہر ہوتی ہی تو اسکے اثر سے وہ جانب جو عالم ظاہری کی طرف ہی اُسمین بھی چمک آجاتی ہی اس لیے کہ دونون جانبین ایک دوسرے سے ملی جلی ہین تو ظاہری کا اس جانب مین جو عالم ظاہری کی طرف کو ہی جو شی نظر آویگی وہ ایک صورت متخیلہ ہوگی اسوجہ سے کہ تمام عالم ظاہری تخیلات ہی مین داخل ہی اتنا فرق ہی کہ آدمی کا خیال جو حسّ ظاہری سے ہوتا ہی اُسمین یہ بات ممکن ہی کہ صورت مطابق سیرت نہو کیونکہ عالم ظاہری مین تلبیس بہت واقع ہوتی ہی مثلاً ممکن ہی کہ جو آدمی ظاہر مین خوبصورت نظر آتا ہی وہ باطن کا خبیث ہو مگر جو صورت کہ عالم ملکوت کی چمک سے دل کو حاصل ہوتی ہی وہ بعینہ مطابق صفت اور سیرت کے ہوتی ہی کیونکہ عالم ملکوت مین صورت مطابق سیرت ہی کے ہوا کرتی ہی اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس چیز کا باطن بُرا ہوگا وہ اسیطرح پر بُری ہی نظر آویگی اسی لیے شیطان جب اسطرح نظر آتا ہی تو کتے اور مینڈک اور سور وغیرہ کی صورت مین معلوم ہوتا ہی اور فرشتہ اُسکے برعکس خوبصورت سوجھتا ہی پس یہ صورت گویا باطن کا عنوان ہو جاتی ہی اور اُسی کے مطابق ہوتی ہی پس اگر کوئی شخص خواب مین بندر یا سور دیکھے تو اُسکی تعبیر انسان خبیث کے دیکھنے سے ہوگی اور اگر بکری دیکھے تو انسان سلیم الطبع سے مراد ہوگی اور تمام تعبیرات خواب کا یہی حال ہی غرضکہ یہ امر بھی اسرار قلبی مین سے ایک عجیب بات ہی اُسکا ذکر کرنا علم معاملہ کے مناسب نہین یہان یہی مقصود ہی کہ اس بات کا یقین کر لیا جاوے کہ شیطان خواہ فرشتہ اہل دل کو منکشف ہوتا ہی کبھی تو بطریق حکایت اور تمثل کے جیسا کہ خواب مین ہوتا ہی جو مشابہ باطن کے ہو مگر نظر آنا اُس مثال کا آنکھ سے حقیقت مین ہوتا ہی اور اُسکو ارباب مکاشفہ صرف دیکھ سکتے ہین اُسکے گرد کے لوگ نہین دیکھ سکتے جیسے سونے والے نہین دیکھ سکتے

تیرھوان بیان اس امر کا کہ قلب کے وساوس اور ہم اور قصد اور خواطر سے کونسی چیز پر مواخذہ ہوتا ہی اور کونسی چیز معاف ہی

واضح ہو کہ اس باب مین آیات اور اخبار مختلف واقع ہوئے ہین کہ سوائے علمار کاملین شریعت کے اُنمین کسی سے تطبیق نہین ہو سکتی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آپنے فرمایا عفی عن امتی ما حدثت بہ نفسہا مالم تتکلم او یعمل بہ اور ایک روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تعالی یقول للحفظۃ اذا ہم عبدی بسیئۃ فلا تکتبوا علیہ فان عملہا فاکتبوہا سیئۃ واذا ہم بحسنۃ فلم یعملہا فاکتبوہا حسنۃ فان عملہا فاکتبوہا عشراً اور یہ حدیث بخاری اور مسلم دونون مین موجود ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمل قلبی اور اُسکا میلان طرف بدی کے معاف ہی اور دوسری روایت یون ہی کہ من ہم بحسنۃ فلم یعملہا کتب لہ حسنۃ ومن ہم بحسنۃ فعملہا کتبت لہ عشراً الی سبعمائۃ ضعف ومن ہم بسیئۃ فلم یعملہا لم تکتب علیہ وان عملہا کتبت اور ایک روایت یون ہی واذا تحدث بان یعمل سیئۃ فانا اغفرہا لہ مالم یعملہا اور ان سب سے عفو ہی سمجھا جاتا ہی اور مواخذہ کے باب مین یہ آیت ہی ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء اور یہ آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا یعنی عمل قلب مثل عمل آنکھ اور کان کے ہی معاف نہین ہونے کا اور یہ آیت ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ اور یہ آیت لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم ان سے مواخذہ پایا جاتا ہی اور اس مسئلہ مین حق یہ ہی کہ جب تک تفصیل اعمال قلوب کی شروع سے لیکر اعضا کے ارتکاب تک نہ بتلائی جاوے تب تک کچھ حکم عفو یا مواخذہ کا مطلق نہین کہنا چاہیے اب ہم کہتے ہین کہ قلب پر اول جو چیز وارد ہوتی ہی اُسکو خاطر اور حدیث نفس کہتے ہین مثلاً ایک عورت کی

صورت دل مین آوے جو اُسکی پس پشت ہو کہ اگر چاہے تو پھر کر اُسکو دیکھ لے ڈوسری بات دیکھنے کی رغبت کا ہیجان ہو یعنی وہ شہوت جو طبیعت مین موجود ہو متحرک ہو اور یہ امر پہلے خاطر سے پیدا ہوتا ہو اُسکو میل طبع کہتے ہین تیسری بات دل کی اجازت اس رغبت کی تعمیل کے لیے مثلاً مثال مذکور مین دیکھنے کے لیے اجازت دینی کیونکہ بعضی دفعہ طبیعت کی رغبت تو ہوتی ہو مگر موانع کے باعث دل اجازت نہین دیتا مثلاً حیا کے سبب نہین دیکھ سکتا یا پھر کر دیکھنے سے کچھ خوف معلوم ہوتا ہو اور ان موانع کا برطرف ہونا تامل سے ہوتا ہو جو بہر حال عقل کی ہی اجازت سے ہو اسکا نام اعتقاد ہو اور یہ اُن دو پہلی باتون کے بعد ہوتا ہو چوتھی بات پکا کرنا ارادہ کا متوجہ ہونے پر اسکو نیت اور قصد اور ارادہ کہتے ہین اس ارادہ کا مبدا کبھی ضعیف ہوتا ہو مگر باعتبار خاطر اول کے کشش نفس کو اسقدر ہوتی ہو کہ یہ ارادہ مصمم اور موکد ہو جاتا ہو بعد اس ارادہ کے مصمم ہونے کے کبھی آدمی ندامت کے باعث فعل کا مرتکب نہین ہوتا اور کبھی اس نظر سے نہین کرتا کہ کسی وجہ سے غافل ہو جاتا ہو اور اُس کام کی طرف توجہ نہین رہتی اور کبھی کوئی ایسا مانع پیش آتا ہو کہ اُس کام کا کرنا متعذر ہو جاتا ہو غرضکہ دل کے لیے پہلے اعضاے عمل سے چار حالتین ہوتی ہین اول حدیث نفس پھر میل طبع پھر اعتقاد پھر عزم اب ان چارون کا حکم سننا چاہیے کہ حدیث نفس اور میل طبع پر تو مواخذہ نہین اسواسطے کہ انسان کا اپر کچھ بس نہین یہ باتین آدمی کے اختیار سے باہر ہین اور اس حدیث مین کہ عفی عن امتی ما حدثت بہ نفوسہا یہی دونون مراد ہین اسلیے کہ حدیث نفس اُسی کو کہتے ہین کہ صرف دل مین گذرے اور اُسکے کرنے کا عزم نہو اور عزم اور ارادہ کو حدیث نفس نہین کہتے بلکہ حدیث نفس یہ ہو جیسا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا حضرت میرے جی مین یون آتا ہو کہ اپنی بی بی خولہ کو طلاق دے دون آپ نے فرمایا کہ مہلاً ان من سنتی النکاح انھون نے عرض کیا کہ میرا جی یون چاہتا ہو کہ خصی ہو جاؤن آپ نے فرمایا کہ مہلاً خصاء امتی دوب الصیام عرض کیا کہ میرا جی یہ چاہتا ہو کہ راہب بن جاؤن آپ نے فرمایا کہ مہلاً رہبانیہ امتی الجہاد والحج عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہو کہ گوشت کھانا چھوڑ دون آپ نے فرمایا کہ مہلاً فانی احبہ ولو اصبتہ لاکلتہ ولو سالت اللہ تعالی لاطعمنیہ پس جن خواطر کے ساتھ عزم نہین ہوتا وہ حدیث نفس مین داخل ہین جیسے ان صحابی کے خواطر تھے اسی جہت سے اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکے باب مین مشورہ لیا کہ عزم اُنکے ارتکاب کا نہ تھا تیسری بات یعنی اعتقاد اُسکی دو قسمین ہین ایک اختیاری اور ایک اضطراری اور دونون کا حکم بھی مختلف ہو کہ اختیاری پر مواخذہ ہوتا ہو اور اضطراری پر نہین ہوتا اور چوتھی بات یعنی قصد فعل اسپر مواخذہ ہوتا ہو مگر جب کام اس قصد کے بعد نہین کیا تو یہ دیکھنا چاہیے کہ خوف آلہی اور ندامت کے باعث سے نہین کیا یا کسی اور سبب سے اول صورت مین ایک نیکی اسکے لیے لکھی جاویگی اسلیے کہ ارادہ شر گناہ ہو اور اُس سے باز رہنا اور نفس پر مجاہدہ کرنا نیکی ہو اور نیز ارادہ کرنا برحسب اقتضاے طبع اُسپر دلالت نہین کرتا کہ خدا سے بالکل غافل ہو گیا لیکن نفس کو مجاہدہ سے طبیعت کے خلاف پر باز رکھنا اسکو بڑی قوت چاہیے تو اُسنے جسقدر کوشش ارادہ فعل کی جہت سے شیطان کی متابعت مین کی تھی اُس سے زیادہ مخالفت طبع اور رشد کام کرنے مین کی اسلیے سزاوار ایک نیکی کا ہوا اور اگر کسی مانع یا عذر کے باعث اُس فعل سے باز رہا ہو تو اُسپر ایک بُرائی لکھی جاویگی اسلیے کہ ارادہ کرنا بھی قلب کا فعل اختیاری ہو اور یہ احکام جو ہمنے مفصل لکھے ہین اُنکی دلیل یہ ہو کہ اسی طرح الفاظ حدیث مین مفصل مذکور ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قالت الملائکۃ علیہم السلام رب ذاک عبدک یریدان یعمل سیئہ وہو ابصر بہ فقال ارقبوہ فان ہو عملہا فاکتبوہا لہ بمثلہا وان ترکہا فاکتبوہا لہ حسنۃ فانما ترکہا من جرائی اور جس روایت مین لم یعملہا آیا ہو اُس سے بھی یہی مراد ہو کہ خدا کے خوف سے چھوڑ دیا ہو اور اگر گناہ پر ارادہ کر کے کسی عذر یا غفلت کے سبب چھوڑا ہو تو اُس صورت مین نیکی کا مستحق نہین ہوگا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہو انما یحشر الناس علی نیاتہم اور یہ بھی معلوم ہو کہ جو کوئی رات کو اس بات کا ارادہ کرے کہ صبح کو کسی مسلمان کو قتل کرونگا یا کسی عورت سے زنا کرونگا اور اُسی رات مین مر جاوے تو اپنے ارادہ پر

مصر مریگا اور اسی نیت پر اسکا حشر ہوگا حالانکہ فعل کا مرتکب نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ حدیث مذکور مین لم یعمل سے مراد یہی ہی کہ خدا کے خوف سے چھوڑ دیا ہو

اور دلیل قاطع نیت پر مواخذہ کے باب مین یہ حدیث شریف ہی اذا التقی المسلمان بسیفیہما فالقاتل والمقتول فی النار فقیل یارسول اللہ ہذا القاتل فما بال المقتول قال لانہ اراد قتل صاحبہ اس سے صریح معلوم ہوگیا کہ صرف ارادہ کی جہت سے ناری ہوا باوجودیکہ خود ظلماً مقتول ہوا پس مواخذہ جب نص صریح سے معلوم ہوا تو اب گمان یہ نہین ہوسکتا کہ خدا تعالی نیت پر مواخذہ نہ فرماویگا بلکہ جو قصد کہ آدمی کے اختیار سے ہوگا اسپر اسکا مواخذہ ہوگا لیکن اگر اسکا کفارہ نیکی سے کردیگا تو مواخذہ سے بری ہوجاویگا اور اپنے عزم کو ندامت کے سبب فسخ کرنا نیکی ہی اسلیے مستحق نیکی کا ہوتا ہی مگر مانع کے سبب کام کو ترک کرنا نیکی نہین اسلیے مواخذہ دار رہتا ہی اور خواطر اور میل طبع بندہ کے اختیار مین نہین اگر انپر مواخذہ ہو تو گویا جو بات طاقت سے باہر ہی اسکا حکم ہوا اور یہی وجہ ہی کہ جب یہ آیت اتری وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کچھ صحابی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ ہمپر حکم ایسی بات کا ہوا جو ہماری طاقت سے باہر ہی ہم مین سے بعضون کے دل مین ایسی باتین گذرتی ہین کہ یہ منظور نہین کہ وہ دل مین رہین پھر انپر مواخذہ ہوگا آپ نے فرمایا کہ شاید تم بھی ایسا کہتے ہو جیسا یہودیون نے کہا تھا سمعنا وعصینا یون کہو کہ سمعنا واطعنا انھون نے کہا سمعنا واطعنا ایک برس کے بعد خداوند کریم نے وہ تنگی رفع کی اور یہ آیت اتری لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس ظاہر ہوا کہ جو بات اعمال قلبی سے بندہ کے اختیار مین نہین اسپر مواخذہ بھی نہین یہ ہی بیان شافی اس امر کا اور جو لوگ یہ گمان رکھتے ہین کہ جو بات دل پر گذرے وہ حدیث نفس ہی اور ان اقسام کی کچھ تفریق نہین کرتے وہ بیشک غلطی پر ہین اور کیا وجہ ہی کہ اعمال قلبی پر مواخذہ نہو حالانکہ کبر اور عجب اور ریا اور نفاق اور حسد وغیرہ سب اعمال قلب ہی مین سے ہین بلکہ اصل یہی ہی کہ جو اعمال بندہ کے اختیار مین ہین خواہ آنکھ کے ہون یا کان یا دل کے سب پر مواخذہ ہوگا یہانتک کہ اگر آنکھ بے اختیار کسی غیر محرم پر پڑجاوے تو اسپر بھی مواخذہ نہین ہان اگر دوبارہ پھر دانستہ دیکھیگا تو اسپر مواخذہ ہوگا اسی طرح خواطر قلبی کا حال ہی بلکہ مواخذہ قلب ہی سے اول ہونا چاہیے کیونکہ اصل وہی ہی حدیث شریف مین ہی کہ التقوی ہہنا یعنی دل طرف اشارہ کرکے آپنے یہ لفظ فرمایا اور اللہ تعالی فرماتا ہی لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم اور ایک حدیث مین اسطرح ارشاد ہی الاثم حواز القلوب اور یہ بھی فرمایا البر ما اطمان الیہ القلب وان افتوک وافتوک یہانتک کہ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر مفتی کے دل نے کسی چیز کے واجب ہونے کو کہا اور وہ مثلاً غلطی پر ہی تب بھی اسکو ثواب ہوگا یا کسی نے یہ جانا کہ مین وضو سے ہون اور نماز پڑھی بعد نماز کے خیال ہوا کہ مجکو وضو نہ تھا تو اسکی پہلی نماز کا ثواب ملیگا لیکن باوجود جانتے اپنی طہارت کے نماز چھوڑ دیگا تو مستحق عقاب ہوگا گو پیچھے یاد آوے کہ مجکو وضو نہ تھا یا کسی نے اپنے بستر پر ایک عورت کو پایا اور یہ جانا کہ میری منکوحہ ہی اور اس سے جماع کیا تو گناہگار نہوگا گو وہ عورت اجنبی ہی ہو اور اگر بالفرض اسکی منکوحہ ہی ہوتی مگر یہ شخص اسکو غیر عورت جانکر صحبت کرتا تو گناہگار ہوتا ہر ان مسائل کی بنا دل ہی پر ہی اعضا کو انمین کچھ دخل نہین

چودھوان بیان اس بات کا کہ ذکر کرنے کے وقت وسواس بالکل منقطع ہوجاتا ہی یا نہین

واضح ہو کہ جو علما قلوب کے احوال کے نگران ہین اور اسکے صفات وعجائب کو دیکھتے رہتے ہین اس مسئلہ مین انکے پانچ فریق ہین ایک فرقہ کا یہ قول ہی کہ ذکر الٰہی سے وسوسہ منقطع ہوجاتا ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی فاذا ذکر اللہ خنس اور خنس کے معنی خاموشی کے ہین گویا کہ شیطان چپ ہوجاتا ہی اور ایک فرقہ کا یہ قول ہی کہ اصل وسوسہ تو نہین جاتا مگر اسکا اثر جاتا رہتا ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب دل مین ذکر بھر جاویگا تو تاثیر نہ کرنے پاویگا جیسے کوئی آدمی کسی سوچ مین بیٹھا ہو تو بعض اوقات کلام نہین سمجھتا اگرچہ آواز اسکے کان پر پہونچتی ہی اور ایک فرقہ کا یہ قول ہی کہ نہ وسوسہ منقطع ہوتا ہی نہ تاثیر جاتی ہی مگر غلبہ اسکا فرو ہوجاتا ہی یعنی وسواس تو ہوتا ہی مگر بہت ضعف اور ایک فرقہ کا یہ قول ہی کہ ذرا اسی دیر ذکر سے وسوسہ معدوم ہوجاتا ہی اور اتنی ہی دیر کے وسوسہ سے ذکر معدوم ہوجاتا ہی

اور اُنکے پے در پے اور جلد جلد آنے سے ایک تار سا بندھ جاتا ہی اور اُنکی مثال ایسی ہی کہ ایک کرہ پر چند نقطے متفرق دیکر اگر اسکو زور سے گھماؤ تو وہ نقطے دائرہ کی شکل معلوم ہونگے کیونکہ تیزی حرکت کی باعث ایک دوسرے سے ملے معلوم ہونگے اور یہ لوگ اپنے قول کی دلیل یہ فرماتے ہین کہ حدیث شریف مین خنس مذکور ہی مگر ہمکو ذکر کے ساتھ وسوسہ سوجھتا ہی تو اُسکی تطبیق بجز بیان مذکور کے اور کسی طرح نہین ہو سکتی اور ایک فرقہ کا یہ قول ہی کہ وسوسہ اور ذکر دل پر ہمیشہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہین اور منقطع نہین ہوتے جیسے کوئی آدمی ایک ہی حالت مین اپنی آنکھ سے دو چیزین دیکھے اسی طرح دل بھی دو چیزون کا مقام ہوتا ہی حدیث شریف مین وارد ہی کہ [۱] مامن عبد الا ولہ اربعۃ اعین عینان فی راسہ یبصر بہما امر دنیاہ وعینان فی قلبہ یبصر بہما امر دینہ اور یہی مذہب محاسبی رح کا ہی اور ہمارے نزدیک یہ سب مذہب درست ہین مگر اقسام وسواس کا حصر کسی مین نہین ہر ایک نے جس وسواس کو دیکھا ویسا ہی تبلا دیا اسلیے ہم اُسکے اقسام لکھتے ہین اور کہتے ہین کہ وسواس تین قسم کے ہین اول یہ کہ امر حق کو مشتبہ کرنے سے شیطان وسوسہ کرے مثلاً یون سمجھاوے کہ دنیا کی لذت نہ چھوڑنی چاہیے زندگی بہت ہی خواہشات کو اتنے دنون روکنا بڑا عذاب ہی پس اسوقت اگر بندہ اللہ تعالیٰ کا حق اور اُسکا ثواب عظیم اور عقاب یاد کریگا اور اپنے نفس کو سمجھاویگا کہ خواہش سے رُکا رہنا تو سخت ہی مگر دوزخ کی آنچ کا سہنا سخت تر ہی دونون مین سے ایک ہی ہو سکتا ہی تو جب اسطرح وعدہ اور وعید کو یاد کرکے تجدید اپنے یقین کی کریگا تو شیطان بھاگ جاویگا کیونکہ یہ نہین کہہ سکتا کہ دوزخ کی آگ پر صبر کرنا گناہون کے صبر سے ہلکا ہی نہ یہ کہہ سکتا ہی کہ گناہ کا انجام دوزخ نہین اسلیے کہ اگر کہیگا بھی تو بندہ کتاب اللہ پر ایمان رکھنے سے اُسکی کب سنیگا بہر کیف اُسکا وسواس منقطع ہو جاویگا اسی طرح اگر عجب کے لیے وسوسہ ڈالے مثلاً دل مین یہ بات ڈالے کہ آج تیری برابر معرفت اور عبادت الٰہی مین کوئی نہین تیرا رتبہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہی اور اسوقت بندہ یہ یاد کرے کہ میری معرفت اور اختیار اور قلب اور اعضا جنسے کہ مین نے جانا یا عمل کیا سب کے سب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہین پس عجب کس پر کرنا چاہیے تو اُسوقت بھی شیطان ٹلیگا کیونکہ یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ اللہ کی جانب سے نہین اور اگر کہے بھی تو ایمان کی جہت سے شنوائی کب ہو سکتی ہی غرضکہ اس قسم کا وسواس تو بالکل منقطع ہو جاتا ہی جو لوگ عارف ہین اور نور ایمانی اور معرفت سے روشن ضمیر ہین اُنکے پاس نہین رہتا دوسری قسم وسواس کی یہ ہی کہ شہوت کو حرکت دے اور اُسمین یہ تفریق ہی کہ تحریک یا تو ایسی چیز کی طرف ہو کہ بندہ کو یقینی معلوم ہو جاوے کہ وہ چیز معصیت ہی یا صرف غلبہ ظن ہی ہو پس یقینی جاننے کی صورت مین شیطان ہیجان شہوت سے تو باز نہین رہیگا مگر ایسا ہیجان نہین کریگا جس سے تحریک ہو اور اگر امر مظنون ہوگا تو اکثر موثر رہیگا یہانتک کہ اُسکے دفع کے لیے مجاہدہ کی ضرورت ہوگی پس وسوسہ تو موجود رہتا ہی مگر دبا ہوا ہوتا ہی تیسری قسم وسوسہ کی خواطر ہین اور غائب چیزون کا حال یاد کرنا جب دل متوجہ ذکر الٰہی کی طرف ہوتا ہی تو ذرا ٹلجاتا ہی پھر آجاتا ہی پھر ذرا دیر کو ٹلجاتا ہی تو ذکر اور وسوسہ پے در پے اسی طرح آتے ہین کہ یہ خیال ہوتا ہی کہ دونون کا ایک سلسلہ ہو گیا ہی یہان تک کہ ذہن مین معنی قرارت کے بھی آتے ہین اور یہ خواطر بھی رہتے ہین گویا اُن دونون چیزون کے ٹھکانے دل مین دو جگہ ہین اور اس قسم کا وسوسہ بالکلیہ منقطع ہو جانا بہت مشکل ہی مگر محال نہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی [۲] من صلی رکعتین لم یحدث نفسہ فیہما بشی من الدنیا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ پس اگر یہ بات محال ہوتی تو حضرت ذکر نہ فرماتے ہان یہ امر اُسی دل مین ہو سکتا ہی جسپر محبت الٰہی حاوی ہو گئی ہو کیونکہ قلب کو جسطرف مشغولی تام ہوتی ہی اُسکے سوا اور کچھ دل پر نہین گذرتا جیسے عاشق اگر فکر محبت مین مستغرق ہوتا ہی تو سوا ذکر محبوب اور کوئی بات اُسکے دل مین نہین گذرتی یا جسکو کسی دشمن کا خیال ہوتا ہی تو بعض اوقات دو رکعت یا زیادہ کی مقدار ایسا فکر مین ڈوبا رہتا ہی کہ سوا اُس دشمن کی بات کے اور کچھ دل پر نہین گذرتا یہانتک کہ اگر اس عرصہ مین کوئی پاس آکر بلجاوے یا کچھ کہہ جاوے تو اُسکو خبر نہین ہوتی گویا کہ اُسپر آنکھ ہی نہین پڑی پس جب یہ بات دنیا کے تفکرات مین ممکن ہی تو اگر کسی کو خوف دوزخ یا حرص جنت سے یہ استغراق نصیب ہو تو کیا بعید ہی ہان بنظر ضعف ایمان کے البتہ شاذ و نادر ہی پس جب اُن سب اقسام وسواس کو

۱ ترجمہ کسی ایک بندہ کی چار آنکھیں ہین دو آنکھیں سر مین ہوتی ہین جنسے اپنا دنیا کا کام دیکھتا ہی اور دو دل مین ہوتی ہین جنسے دین کا امر دیکھتا ہی ۱۲ ابو منصور دیلمی در مسند الفردوس بروایت معاذ رضی اللہ عنہ مگر اسمین بجای لفظ دینہ کے آلاخرۃ کا لفظ آیا ہی ۱۲

۲ جو شخص دو رکعت نماز ایسی پڑھے کہ اُن مین اُسکا نفس کوئی بات دنیا کی ذکر نہ کرے اُسکے سب گناہ اگلے بخش دیے جاتے ہین ۱۲ باب الصلوۃ مین گذری ۱۲

سوچو تو معلوم ہو جاوے کہ مذہب مذکورۂ بالا مین سے ہر ایک کے لیے ایک وجہ ہی لیکن اُسکا محل مخصوص ہی خلاصہ یہ کہ شیطان سے خلاص ہونا ایک لحظہ یا ساعت کو کچھ بعید نہین مگر عمر بھر اس سے نجات ملنی بہت بعید ہی بلکہ محال ہی کیونکہ اگر یہ بات ممکن الوجود ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی قسم کا وسوسہ نہوتا حالانکہ وسوسہ آپ کو بھی ہوا جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ آپ نے نماز مین اپنے کپڑے کے نقوش پر نگاہ کی اور سلام پھیر کر وہ کپڑا پھینک دیا اور فرمایا شغلنی عن الصلوٰۃ [1] اور ایک بار سونے کے حرام ہونے سے پیشتر آپ کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی سونے کی تھی خطبہ پڑھتے مین اسپر نگاہ جا پڑی تو آپ نے اُسکو نکالکر پھینک دی اور فرمایا نظرۃ الیہ ونظرۃ الیکم [2] تو لذت نگاہ کو سونے کی انگوٹھی یا کپڑے کے نقش کی طرف حرکت دینے وسوسہ کے باعث تھی اسی لیے آپ نے اُنکو پھینک دیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ وسوسہ متاع دنیاوی اور نقد کا جب ہی منقطع ہوگا جب اُسکو علیحدہ کر دیا جاوے اور جب تک ایک روپیہ بھی ملک مین رہیگا نماز مین شیطان اُسی کا وسوسہ کریگا کہ اُسکو کہان چھپایا جاوے کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور حفاظت کسطرح ہو اور کس خرچ مین اُٹھانا چاہیے اور کیونکر اُسکو ظاہر کرکے نام پیدا کیا جاوے اسی طرح کے بیسیون وسوسے کرتا ہی پس جو کوئی دنیا مین پھنسکر یہ طمع کرے کہ مجھے شیطان سے نجات ملے اُسکی ایسی مثال ہی کہ شہد بدن مین لیکر یہ جانے کہ اُسپر مکھی نہ بیٹھیگی اور یہ بات محال ہی غرضکہ دنیا وسوسہ کا بڑا پھاٹک ہی اور اُسکا ایک راستہ نہین بہت سے راستے ہین ایک حکیم کا قول ہی کہ شیطان اول بنی آدم کے پاس معاصی کی طرف سے آتا ہی اگر اُسنے کہنا نہ مانا تو نصیحت کے طور پر پیش آتا ہی کہ کسی بدعت مین پھنساوے اور اگر اسکو بھی نہ مانا تو اُسکو تنگی اور شدت کا حکم کرتا ہی کہ جو چیز حرام نہو اُسکو بھی حرام کر لے اگر اُسکو بھی پذیرا نہ کیا تو وضو اور نماز مین شبہہ ڈالدیتا ہی کہ کسی کا یقین نہ رہے اگر یہ بھی بن نہ پڑا تو اعمال نیک کو اُسپر آسان کر دیتا ہی اور جب لوگ اُسکو صابر اور عفیف دیکھتے ہین اور اُسکی طرف راغب ہوتے ہین تو عجب مین ڈالکر تباہ کر دیتا ہی مگر اس صورت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا اسلیے کہ یہ جانتا ہی کہ اگر اب کی بار پھندے مین نہ آیا تو کھڑا جنت کو چلا جاویگا

پندرھوان بیان قلب کے جلد بدلنے کا اور تغیر اور ثبات کے اعتبار سے اُسکی تقسیم کا

پیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ قلب پر آثار اور احوال مختلف طرق سے آتے رہتے ہین اور اس باب مین گویا وہ ایک تودہ ہی جسپر چہار طرف سے تیر پڑتے رہتے ہین پس جب ایک طرف سے کسی چیز کا اُسپر اثر ہوا دوسری طرف سے اُسکے خلاف کوئی چیز آجاتی ہی تو پہلی صفت بدلجاتی ہی مثلاً اگر شیطان نے اُسکو ہواے نفسانی کی طرف سے کھینچا فرشتہ اُسکو آکر اُس سے باز رکھتا ہی اور اگر ایک شیطان نے ایک بُرائی کو کہا دوسرے نے دوسری طرف کھینچ لیا اور اگر ایک فرشتے نے کسی چیز کی رغبت دلائی دوسرے نے دوسری چیز سوجھائی پس کبھی تو دو فرشتون کی کشاکش مین رہتا ہی اور کبھی دو شیطانون کی اور کبھی ایک فرشتہ اور ایک شیطان کی مگر کسی وقت فارغ نہین رہتا اور اسی بات کی طرف اشارہ ہی اس آیت مین ونقلب افئدتھم وابصارھم [3] اور از انجا کہ قلب کو خداوند کریم نے ایک عجیب چیز بنایا ہی اور اُسمین بہت عجائب بھرے ہین اور ان عجائب سے اور اُسکے بدلنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی واقف کیا تھا تو اکثر آپ اسطرح قسم کھاتے تھے لا ومقلب القلوب [4] اور اکثر یون دعا مانگتے تھے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک [5] لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو اپنے قلب کا خوف ہی آپ نے فرمایا کہ وما یؤمنی والقلب بین اصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبہ کیف یشاء [6] اور ایک روایت مین یہ ہی ان شاء ان یقیمہ اقامہ وان شاء ان یزیغہ ازاغہ [7] اور آپ نے قلب کی تین مثالین فرمائین اور ایک یہ کہ فرمایا مثل القلب [8] العصفور یتقلب فی کل ساعۃ اور دوسری جگہ فرمایا مثل القلب فی تقلبہ کالقدر اذا استجمعت غلیانھا [9] اور تیسری مثال مین فرمایا مثل [10] القلب کمثل ریشۃ بارض فلاۃ تقلبھا الریاح ظھرا لبطن اور یہ دلون کی تبدیل اور اللہ تعالی کی عجیب صفت اس باب مین ایسی ہی کہ بجز اُن لوگون کے جو اپنے احوال کے نگران رہتے ہین

[1] مجکو نماز سے روک دیا ۱۲ باب الصلوٰۃ مین گذری ۱۲
[2] ایکبار اُسکو دیکھتا ہون اور ایکبار تمکو ۱۲ نسائی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ۱۲
[3] اور ہم اُلٹ دیتے ہین اُنکے دل اور آنکھین ۱۲
[4] نہین قسم ہی دلون کے پھیرنے والے کی ۱۲ بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ
[5] اے دلون کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ ۱۲ ترمذی بروایت انس رضی
[6] کونسی چیز مجکو بےخوف کرتی ہی حالانکہ دل رحمٰن کی دو انگلیون کے درمیان ہی جسطرح چاہتا ہی اُسکو پھیرتا ہی
[7] اگر اُسکو سیدھا رکھنا چاہتا ہی تو سیدھا رکھتا ہی اور اگر ٹیڑھا کرنا چاہتا ہی ٹیڑھا کر دیتا ہی ۱۲ اور دونون روایتون کو حاکم نے بروایت نواس بن سمعان بالفاظ مختلف نقل کیا ہی ۱۲
[8] دل کی مثال چڑیا جیسی ہی کہ ہر گھڑی بدلتا رہتا ہی ۱۲ حاکم و بیہقی بروایت ابو عبیدہ
[9] دل کی مثال بدلنے مین ایسی ہی جیسے ہنڈیا جسوقت اُسکو خوب جوش ہوتا ہی ۱۲ احمد و حاکم بروایت مقداد بن اسود ۱۲
[10] دل کی مثال ایسی ہی جیسے جنگل مین پر ہو کہ ہوائین اُسکو لوٹ پوٹ کرتی رہتی ہین طبرانی در کبیر و بیہقی در شعب بروایت ابی موسیٰ اشعری ۱۲

اور مراقبہ مین لگے رہتے ہین اور کسی کو معلوم نہین ہوتے۔ اور قلب باعتبار ثابت رہنے کے خیر اور شر پر یا مذبذب رہنے کے ان دونون مین تین قسم پر ہو ایک قلب تو وہ ہو کہ تقوی سے پر ہو اور ریاضت سے اُسکا تزکیہ ہوا ہو اور خبیث عادات سے پاک و صاف ہوگیا ہو ایسے دل مین خواطر خیر خزانۂ غیب اور طریق ملکوت سے آتے ہین اور عقل اِن خواطر کے تفکر مین مصروف ہوتی ہو کہ اُنکے دقائق خیر اور اسرار فوائد سے مطلع ہو پس جب نور بصیرت سے اسپر انکی وجہ ظاہر ہوجاتی ہو تو کہہ دیتی ہو کہ اِس کام کا کرنا ضروری ہو اور قلب کو اُسکے ارتکاب کی ترغیب دیتی ہو اور فرشتہ کی نظر جو اِس قلب پر پڑتی ہو تو دیکھتا ہو کہ اُسکا جوہر صاف ہو اور نور خرد سے تمام اُجالا ہو رہا ہو تقوی سے معمور ہو شمع معرفت سے نور علیٰ نور ہو ہمارے رہنے کے قابل ہو اور ہمارے اُترنے کی صلاحیت حاصل تو اُسوقت ایسے لشکرون سے اُسکی مدد کرتا ہو کہ جو سوجھتے نہین اور سبب سے اور خیرات کی طرف ہادی بنتا ہو یہانتک کہ ایک چیز سے دوسری اور پھر تیسری اور پھر چوتھی اسی طرح بیشمار خیرات کی ترغیب علی الدوام کرتا رہتا ہو اور اِن باتون کو اُسپر آسان کرتا رہتا ہو جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہو فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری اسیطرح کے دل مین مطلع ربوبیت سے خورشید معرفت طلوع ہوتا ہو کہ جسکے لمعان نور سے اسپر شرک خفی چھپا نہین رہتا حالانکہ وہ اندھیری رات مین سیاہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتا ہو اسیطرح اور پوشیدہ باتین اُسپر چھپی نہین رہتین اور نہ مکر شیطانی کارگر ہوتا ہو بلکہ شیطان کھڑا ہو کر بہت سی چکنی باتین دھوکے کی کہتا ہو مگر وہ متوجہ بھی نہین ہوتا اور اسطرح کا دل جب مہلکات سے صاف ہوجاتا ہو منجیات سے معمور ہوتا ہو یعنی شکر اور صبر اور خوف اور رجا اور فقر و زہد اور محبت اور رضا و شوق اور توکل اور تفکر اور محاسبہ وغیرہ جنکو آگے بیان کرینگے اُنکا محل ہوجاتا ہو یہی دل ہو کہ جسکی طرف خود مبداء فیاض یعنی خدائے عزوجل کی توجہ ہوتی ہو اور قلب مطمئن اسی کا نام ہو جو اس آیت سے مراد ہو الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور اس آیت مین بھی وہی غرض ہو یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک دوسرا قلب اول کے عکس ہو یعنی ہوائے نفسانی سے معمور اور عادات مذموم مین آلودہ ہو دروازے شیطانون کے اسکی طرف مفتوح ہون اور فرشتون کے ابواب مسدود ایسے دل مین آغاز شر کا اسطرح ہوتا ہو کہ اول اُسمین ایک خطرہ ہوائے نفسانی کا آتا ہو اور دل مین کھٹکتا ہو تو وہ حاکم عقل کی تجویز پوچھتا ہو کہ مصلحت کیا ہو تو چونکہ عقل پہلے سے ہوائے نفسانی کی خدمتگزاری کی معتاد ہوتی ہو اور ہمیشہ اُسکے لیے حیلے ڈھونڈھا کرتی ہو اور اُسی کی مرضی کے موافق کام کرتی ہو اب بھی نفس کی مساعدت کرتی ہو اور اُسی کے مطابق جواب دیتی ہو تو ہوائے نفسانی کے لیے سینہ کھلجاتا ہو اور اسکا اندھیرا پھیلتا ہو اور لشکر عقل مغلوب ہوجاتا ہو شیطان کی بن پڑتی ہو خوب پانون پھیلاتا ہو اور زینت ظاہری اور فریب اور طول امل اور اور اسی طرح کی باتون کی ترغیب یہانتک کرتا ہو کہ سلطان ایمان کمزور ہوجاتا ہو اور نور یقین گل ہوجاتا ہو یعنی وعدہ اور وعید اور خوف آخرت کا یقین نہین رہتا کیونکہ ہوائے نفسانی سے ایک ایسا سیاہ دھوان نکلتا ہو کہ قلب کے چہار طرف پھیلکر اُسکے نور کو بجھا دیتا ہو عقل کا حال اُسوقت ایسا ہوتا ہو جیسے کسی کی آنکھ مین کڑوا دھوان بھرا ہوا ہو اور دیکھ نہ سکے یہی حال غلبۂ شہوت سے قلب پر طاری ہوتا ہو کہ تامل اور استبصار ذرا نہین رہتا اور اگر امر حق کو کوئی واعظ سوجھاوے تو بھی نہین سمجھتا اور نہ کان دھرتا ہو ایسی صورت مین شیطان جُدا حملہ کرتا ہو شہوت جدا ہیجان مین آتی ہو اعضا جُدا موافق ہوائے نفسانی کے حرکت کرتے ہین معصیت تقدیر الٰہی کی جہت سے ظاہر ہوتی ہو ایسے ہی دل کی طرف اِس آیت مین اشارہ ہو ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرہم یسمعون او یعقلون ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا اور اِس آیت مین بھی لقد حق القول علی اکثرہم فہم لا یومنون اور اِس آیت مین وسواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون اور بعضے قلوب کا تو حال بہ نسبت سب شہوات کے ایسا ہی ہوتا ہو اور بعضون کا ایسا حال باعتبار بعض شہوات کے ہوتا ہو مثلاً بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ بعض معصیتون سے پرہیز کرتے ہین لیکن جب کوئی خوبصورت صورت نظر پڑتی ہو تو اُس سے صبر نہین کر سکتے عقل رخصت ہوتی ہو اور دل کو ضبط نہین کر سکتے اور بعضون کا یہ حال ہو کہ اگر جاہ اور ریاست اور کبر کا سامان نظر پڑتا ہو تو اسپر دیوانہ ہوجاتے ہین اور بعضے لوگ ایسے ہین

کہ اگر کوئی کلمہ اپنی حقارت یا عیب کا سنین غصہ کے مارے آگ ببولا ہو جاتے ہین اور بعضے روپیہ پیسا لینے کے وقت ایسے تیز ہوتے ہین کہ مروت اور تقویٰ کا کچھ خیال نہین رکھتے پس یہ سب باتین ایسے سے ہوتی ہین کہ سیاہ دھوان ہوا ر نفسانی کا قلب پر چھا جاتا ہو اور اُسمین نور بصیرت دُھندلا پڑ جاتا ہو اسی جہت سے حیا اور ایمان اور مروت کو بالاے طاق رکھکر مراد شیطانی کی تحصیل مین کوشش کرتے ہین تیسرا قلب وہ ہو کہ اُسمین ہوا ر نفسانی کی خاطر ظاہر ہوتی ہو اور اُسکو شر کی طرف کھینچتی ہو اُسی وقت خاطر ایمان آتی ہو اور خیر کی طرف بلاتی ہو اور نفس شہوت پرست خاطر شر کی طرفداری پر مستعد ہوتا ہو اُسوقت شہوت کو کچھ غلبہ ہوتا ہو اور تمتع اور لذت اچھی معلوم ہونے لگتی ہو پس عقل خاطر خیر کی تیج کرتی ہو اور شہوت کی برائی بیان کرتی ہو اور کہتی ہو کہ یہ کام نادانی کا ہو یا مشابہ افعال بہائم اور سباع کے ہو جنکو انجام کی پروا نہین ہوتی اور بدی پر گر پڑتے ہین تو نفس عقل کی نصیحت پر راغب ہوتا ہو اُسیوقت شیطان عقل پر حملہ کرتا ہو اور ہوا ر نفسانی کو کمک پہونچاتا ہو اور کہتا ہو کہ یہ زہد خشک کیسا ہو تو اپنی خواہش سے کیون رُکتا ہو دنیا مین اور بھی کوئی ہو جو اپنا مطلب چھوڑ دیتا ہو کیا دنیا کی لذتین اورون کے حصہ مین ہین تیرے نصیب مین بدبختی اور رنج اور مصیبت اور حرمان کے سوا کچھ نہین لوگ تجھپر ہنسینگے دیکھ فلان فلان شخص نے یہی بات چاہی تھی اور اُسکے مرتکب ہوئے کیسے چین کرتے ہین تو اُنسے بڑھکر رتبہ کیون نہین حاصل کرتا فلان شخص عالم بھی تو ایسا ہی کرتا ہو اور اُس سے پرہیز نہین کرتا اگر یہ بات منع ہوتی تو وہ کیون کرتا اِن باتون سے نفس شیطان کی طرف کو جھکتا ہو اُسوقت فرشتہ شیطان پر چڑھ آتا ہو اور یون سمجھاتا ہو کہ جو شخص اتباع لذت حال کرتا ہو اور انجام اور مآل پر دھیان نہین دھرتا وہ تباہ ہو جاتا ہو کیا اس چند روزہ عیش پر قانع ہو کر ابد الآباد کی لذت بہشتی کو چھوڑے دیتا ہو شہوت پر صبر کرنے کا رنج نہین اٹھا سکتا دوزخ کا عذاب ہلکا سمجھا ہوگا لوگون کی اتباع شہوات مین پڑنے سے اور اطاعت شیطانی کرنے سے تو بھی اپنے نفس سے غافل ہو جاتا ہو یہ بڑا دھوکا ہو دوسرون کا گناہ تیرے عذاب کو ہلکا نہین کریگا اگر بالفرض جیٹھ اساڑھ کے دنون مین اور لوگ دھوپ مین جلتے ہون اور تجکو کوئی ٹھنڈا مکان میسر ہو جاوے تو تو لوگون کا ساتھ دیگا یا اپنا بچنا غنیمت جانیگا جب دھوپ مین تجکو اورون کے ساتھ کھڑا ہوتے ڈر لگتا ہو تو دوزخ مین اورون کے ساتھ جاتے کیون نہین ڈرتا اِس نصیحت سے نفس فرشتہ کی طرف میل کرتا ہو اور اسی کشاکشی مین دونون فریق کے رہتا ہو یہان تک کہ دل پر اگر صفات شیطانی غالب ہونگے تو اُسی طرف کا ہو رہیگا اور اگروہ شیاطین کا مدد و معاون ہو کر گروہ رحمانی سے اعراض کریگا اور اعضا پر سابقۂ تقدیر ازلی سے وہ کام جاری ہونگے جو اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کے سبب ہون اور اگر اُسپر صفات ملکیہ کا غلبہ ہوگا تو اغوار شیطانی اور اُسکی ترغیب کو ہیچ جانیگا اور دنیاء فانی کی ترجیح اور آخرت کی سُستی کی طرف ذرا بھی مائل نہوگا بلکہ گروہ رحمانی کی طاعت قبول کریگا اور اعضا سے وہی کام صادر ہونگے جو موجب رضاء الٰہی ہون اور یہ بھی معاملہ تقدیر ہی کا ہو کیونکہ قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمٰن واقع ہو یعنی کشاکشی درمیان اِن دونون فریق کے اکثر رہتی ہو اور تقلب اِدھر اُدھر کرتا رہتا ہو مگر ایک ہی گروہ کی طرف ہمیشہ کو جم جانا بہت کم ہو اور جمیع طاعت خواہ معاصی خزانۂ غیب سے جو عالم ظہور مین آتے ہین بواسطۂ خزانۂ قلب کے آتے ہین کیونکہ قلب خزائن ملکوت سے ہو اور اُنکے ظہور ہی سے ارباب قلوب قضاء الٰہی پہچانتے ہین یعنے جو جنت کے لیے پیدا ہوا ہو اُسکے واسطے اسباب طاعت آسان کر دیے جاتے ہین اور جو دوزخ کے لیے پیدا ہوا ہو اُسکے لیے لوازم معصیت کے مہیا ہو جاتے ہین صحبت بھی ویسی ہی ملتی ہو حکم شیطان دل مین چر جاتا ہو کیونکہ وہ بیسیون حکمتون سے احمقون کو فریب دیتا ہو اور کہتا ہو ع غفور ست داور تو ساغر بنوش کچھ پروا نہ کر سب لوگ خدا سے ڈرتے ہین اُنکے خلاف نہونا چاہیے ابھی زندگی بہت ہو کل توبہ کر لیجیو یعدہم ویمنیہم وما یعدہم الشیطان الا غرورًا یعنے توبہ کا وعدہ دیتا ہو اور مغفرت کی تمنا دلاتا ہو تاکہ اِن جیسے حیلون سے آدمی کو تباہ کرے پس آدمی دھوکے مین آکر اُسکی بات مان لیتا ہو اور امر حق کے قبول سے اُسکا دل تنگ ہوتا ہو اور پہلے سے حکم الٰہی اسیطرح ہوتا ہو فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام

ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء۔ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت وضلالت اُسی کے ہاتھ ہی یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید نہ اُسکے حکم کو کوئی ٹال سکے اور نہ اُسکی قضا کو کوئی تاخیر کر سکے اُسی نے جنت کو پیدا کیا اور اُسکے لیے کچھ لوگ بنائے اُنکو ویسے ہی کامون مین لگایا اور دوزخ کو بھی پیدا کیا اُسکے لیے بھی لوگ بنائے اُنکو ویسے ہی کامون مین لگایا لوگون کو نشان دونون طرح کے لوگون کے بتلا دیے اور فرمایا ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم پھر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یون بھی ارشاد فرمایا ہٰؤلاء فی الجنۃ ولا اُبالی وہٰؤلاء فی النار ولا اُبالی غرضکہ اُسکا معاملہ بہت بڑا ہی لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون اب ذکر عجائب قلبی کو ہم اسی تھوڑی سی مقدار پر کفایت کرتے ہین اُسکا پورا بیان علم معاملہ کے مناسب نہین بلکہ اُسی قدر بیان کر دیا ہی جس سے کہ علوم کی باریک باتین اور اسرار کے دریافت کرنے مین حاجت پڑتی ہی کیونکہ بعض لوگون کو صرف بیان ظاہری سے سیری نہین ہوتی وہ کچھ اسمین باریکیان بھی معلوم کرنے کے مشتاق ہوتے ہین پس اسقدر بیان سے انشاء اللہ اُنکو اطمینان اور فائدہ ہو جاویگا واللہ ولی التوفیق عجائب قلبی پوری ہو گئے اُنکے بعد ریاضت نفس اور تہذیب اخلاق کا ذکر ہی والسلام علی من اتبع الہدیٰ

والحمد للہ اولاً وآخراً

باب دوم ریاضت نفس اور تہذیب اخلاق اور قلب کی بیماریون کے علاج مین اسمین گیارہ بیان ہین

رباعی ہی خلق حسن وصف نبی مرسل + ثمرہ ہی عبادت کا ریاضت کا پھل + بدخلق کو زمرہ ہو شیاطین کا نصیب + دارین مین ہتا ہی ذلیل وارذل +

معلوم کرنا چاہیے کہ حسن خلق صفت سید المرسلین کی ہی اور اعمال صدیقین مین سے افضل یہی ہی اور حقیقت مین نصف دین اور ثمرہ مجاہدہ متقین اور نتیجۂ ریاضت عابدین اسی کو کہنا چاہیے اور اخلاق بد زہر قاتل اور مہلک ہین اور ذلت وخواری اور فضیحت ورسوائی انسے ہوتی ہی خدا کے قرب سے دور کرتے ہین اور شیطان کے گروہ مین ملسلک نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ کے کھلے دروازے ہین جیسے کہ اخلاق جمیلہ دار نعیم کے کھلے پھاٹک ہین اور قرب الی اللہ کے وسائل خلاصہ یہ کہ اخلاق بد قلوب کی ایسی بیماریان ہین کہ جنسے حیات ابدی جاتی رہتی ہی اور امراض بدنی صرف حیات جسدی ہی سے دور کرتے ہین پس اُن مین اور اِن مین کچھ نسبت نہین اور از انجا کہ اطبا اُن مرض کا علاج کرتے ہین جنسے کہ صرف حیات فانی جاتی رہتی ہی اور اُسکے لیے قانون اور تشخیص وعلامات کی طرف توجہ مصروف رکھتے ہین تو امراض قلوب جنسے کہ حیات ابا قی فوت ہو جاتی ہی اُنکے علاج کے لیے بھی ضبط قوانین پر ضرور ہی اور اسی طب کا سیکھنا سب اہل عقل پر واجب کیونکہ ہر ایک دل مین کوئی نہ کوئی مرض ہوتا ہی اگر اُسکا علاج نہ کیجیے تو صدہا مرض لاعلاج پیدا ہوتے ہین اسی لیے ہر شخص کو اُن امراض کا پہچاننا اور اُنکے اسباب کا جاننا اور پھر اُنکے علاج واصلاح کے لیے مستعد ہونا ضروری ٹھہرا اور آیت قد افلح من زکٰہا مین دل کے علاج ہی سے غرض ہی اور قد خاب من دسّٰہا مین اُسکے علاج سے غفلت مقصود ہی ہم اس باب مین کچھ امراض قلوب اور اُنکا علاج بطور اجمال بیان کرتے ہین اور تفصیل وار بیان ہر مرض کا مع علاج جداگانہ آگے بیان کرینگے یہان صرف یہ مقصود ہی کہ تہذیب اخلاق اور اُسکے ڈھنگ ڈالنے کو عام طور پر بیان کرین اور اثنا ذکر مین علاج بدن سے مثال دینگے تا کہ سمجھ مین جلد آ جاوے

بیان اول فضیلت حسن خلق اور مذمت خلق بد کا

واضح ہو کہ جناب رب العزت نے اپنے حبیب نبی کریم کی ثنا مین اُنپر اپنی نعمت کا اظہار کرکے فرمایا وانک لعلیٰ خلق عظیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا اور جب یہ آیت اُتری خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین تو آپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ اِس سے کیا مراد ہی اُنھون نے عرض کیا کہ جب تک جناب احدیت سے نہ سوال کر دن مجکو معلوم نہین

پھر حضرت جبرئیل آسمان پر گئے اور تشریف لاکر عرض کیا کہ اس سے یہ غرض ہی کہ آپ سے جو علیحدہ ہو اُس سے آپ ملین اور جو آپ کو نہ دے
اُسکو آپ مرحمت فرماوین اور جو کوئی آپ پر ظلم کرے اُسکو آپ معاف فرماوین اور حدیث شریف مین ہی کہ آپ نے فرمایا انما بعثت لاتمم مکارم
الاخلاق اور یہ بھی فرمایا اثقل ما یوضع فی المیزان یوم القیمۃ تقوی اللہ وحسن الخلق اور ایک شخص نے آپ کے سامنے سے آکر سوال کیا کہ ما الدین
یعنی دین کیا ہی آپ نے فرمایا حسن الخلق یعنی خوش خلق ہونا پھر وہ شخص آپ کی داہنی طرف سے آکر پوچھنے لگا کہ ما الدین آپ نے وہی
جواب فرمایا پھر بائین طرف سے ہوکر وہی سوال کیا آپنے پھر وہی جواب دیا اُسنے پیچھے سے آکر وہی سوال کیا آپنے اُسکی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا اما تفقہ ہو ان لا تغضب اور ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ نحوست کیا چیز ہی آپ نے فرمایا سوء الخلق یعنی بد خلقی اور ایک شخص نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم مجکو کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ جہان کہین رہے خدا سے ڈر اُسنے عرض کیا کہ کچھ اور
فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی گناہ ہو جاوے تو اُسکے پیچھے نیکی کیا کر اُس سے وہ گناہ ہٹ جاویگا اسنے عرض کیا کچھ اور فرمائیے آپنے
فرمایا خالق الناس بخلق حسن اور ایک شخص نے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ حسن خلق اور ایک حدیث مین ہی ما حسن
اللہ خلق عبد وخلقہ فتطعمہ النار اور حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ذکر کیا کہ فلان عورت
دن کو روزہ رکھتی ہی اور رات کو تہجد پڑھتی ہی مگر بد خلق ہی ہمسایون کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہی آپ نے فرمایا کہ لا خیر فیہا ہی من اہل النار
اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے آپ سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے میزان مین جو چیز اول تلیگی حُسن خلق اور سخاوت ہوگی اور
جب اللہ تعالی نے ایمان کو پیدا کیا اُسنے عرض کیا کہ آلہی مجھے قوت عنایت کر خداوند کریم نے اُسکو حُسن خلق اور سخاوت سے زور دیا اور
جب کفر کو پیدا کیا اُسنے بھی تقویت کے لیے عرض کیا اُسکو بخل اور بد خلقی سے زور عنایت ہوا اور ایک حدیث مین ہی ان اللہ استخلص
ہذا الدین لنفسہ ولا یصلح لدینکم الا السخاء وحسن الخلق الا فزینوا دینکم بہما اور ایک جگہ یون فرمایا حسن الخلق خلق اللہ الاعظم اور کسی نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مومنین مین سے باعتبار ایمان کے کون افضل ہی آپ نے فرمایا احسنہم خلقاً یعنی جو خلق مین سب سے اچھا ہی اور ایک حدیث
مین ہی کہ لن تسعوا الناس باموالکم فسعوہم ببسط الوجہ وحسن الخلق اور یہ بھی فرمایا کہ سوء الخلق یفسد العمل کما یفسد الخل العسل اور حضرت جریر بن
عبد اللہ فرماتے ہین کہ مجکو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجکو خدا تعالی نے خوبصورت بنایا ہی اپنے خلق کو بھی خوبصورت کر اور حضرت براء بن عازب
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب مین زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ خلیق تھے ؎ حُسن یوسف دم عیسی ید بیضا
داری ✤ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ✤ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یون دعا
مانگا کرتے تھے اللہم حسنت خلقی فحسن خلقی اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی عنہ فرماتے ہین کہ حضرت اکثر اسطرح دعا مانگتے تھے اللہم انی اسئلک
الصحۃ والعافیۃ وحسن الخلق اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کرم المرء دینہ
وحسبہ حسن خلقہ ومروتہ عقلہ اور اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین ایکبار خدمت اقدس مین حاضر ہوا اُسوقت بدو لوگ
آپ سے یہ پوچھ رہے تھے کہ بندہ کو سب مین بہتر کیا چیز عنایت ہوئی ہی آپنے فرمایا خلق حسن اور ایک روایت مین ہی ان احبکم الی واقربکم منی مجلساً

خرائطی ... عظم کا خلق ... بروایت ... ابوداؤد ... ابی ہریرہ ... ضعیف ... زیادہ ... کے باعث زیادہ ... مکارم الاخلاق ... ابوہریرہ ... عمل کو ایسا بگاڑتی ہی جیسا سرکہ شہد کو ۱۲ ... ابن حبان ... بیہقی ... ابن عباس ... مکارم الاخلاق ... [illegible]

[illegible]

مو خلق کو جانتا ہون ... خرائطی در مکارم الاخلاق باسناد لین ۱۲ ... ابن ماجہ نے نقل کیا اور آداب الصحبت مین گذری ۱۲ ... قیامت کے روز تم سب ... مجکو زیادہ محبوب ... [illegible]

یوم القیمۃ احسنکم اخلاقا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جس شخص مین تین چیزین نہون یا ایک بھی اُن مین کی نہو تو اُسکے عمل کا کچھ اعتبار نہ کرو تقوی یحجرہ عن معاصی اللہ او حلم یکف بہ السفیہ او خلق یعیش بہ بین الناس اور شروع نماز مین آپ یہ دعا مانگتے تھے اللھم اہدنی لاحسن الاخلاق لایہدی لاحسنہا الا انت و اصرف عنی سیئہا لایصرف عنی سیئہا الا انت اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ہم ایک روز آپ کی خدمت فیضد رجت مین حاضر تھے آپ نے فرمایا ان حسن الخلق لیذیب الخطیئۃ لما تذیب الشمس الجلید اور فرمایا من سیادۃ المرء حسن الخلق اور الیمن حسن الخلق اور حضرت ابوذر کو فرمایا یا اباذر لا عقل کالتدبیر ولا حسب کحسن الخلق اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر کسی عورت کے دنیا مین دو شوہر تھے اور وہ دونون مرگئے اور جنتی ہوئی وہ عورت کس کو ملیگی آپ نے فرمایا لاحسنہما خلقا کان عندہا فی الدنیا یا ام حبیبۃ ذہب حسن الخلق بخیر الدنیا والاخرۃ اور نیز فرمایا ان المسلم المسدد لیدرک درجۃ الصائم القائم بحسن خلقہ وکرم مزیتہ اور ایک روایت مین درجۃ الظمآن فی الہواجر آیا ہی اور حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم آپ کی خدمت مین تھے آپ نے فرمایا کہ مین نے رات کو عجیب خواب دیکھا کہ ایک آدمی میری امت مین سے دوزانو بیٹھا ہی اور اسکے اور خدا تعالی کے درمیان حجاب ہی اتنے مین حسن خلق آیا اور اُسکو خدا کے سامنے کر دیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ سے روایت کرتے ہین کہ بعض لوگ عبادت مین ضعیف ہوتے ہین مگر اپنے حسن خلق کی جہت سے شرف منازل اور بڑے بڑے درجات آخرت کے پاوینگے اور روایت ہی کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اُسوقت آپ کی خدمت مین کچھ قریش کی عورتین جمع تھین اور آپ سے زور زور باتین کر رہی تھین جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سُنی جلدی سے پردے مین ہوگئین حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو خدمت مین حاضر ہوے تو آپ کو ہنستے پایا اُنھون نے سبب آپ کے ہنسنے کا پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتون کی بات پر ہنسی آئی جو میرے پاس تھین کہ جب تمھاری آواز سُنی فوراً پردہ کر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ زیادہ تر مستحق ہیبت تھے پھر عورتون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دشمنو مجھسے ڈرتی ہو اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اُنھون نے جواب دیا کہ ہان تمھارا خوف ہی کیونکہ تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت مزاج ہو پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایہا یا ابن الخطاب الذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان قط سالکا فجا الاسلک فجا غیر فجک اور ایک حدیث مین ہی کہ سوء الخلق ذنب لا یغفر و سوء الظن خطیئۃ تفوح اور نیز آپ نے فرمایا ان العبد لیبلغ من سوء خلقہ اسفل درک جہنم آثار لقمان حکیم رح سے اُنکے بیٹے نے پوچھا انسان مین کون سی خصلت اچھی ہی فرمایا کہ دین اُسنے پوچھا کہ اگر دو ہون تو کون سے ہون فرمایا کہ دین اور مال پوچھا کہ اگر تین ہون فرمایا کہ دین اور مال اور حیا پوچھا کہ اگر چار ہون فرمایا کہ دین اور مال اور حیا اور حسن خلق پوچھا کہ اگر پانچ ہون فرمایا کہ دین اور مال اور حیا اور حسن خلق اور سخاوت ہین پوچھا کہ اگر چھ ہون اُنھون نے ارشاد کیا کہ بیٹا پانچ ہی خصلتون کے جمع ہونے سے صاف متقی اور اللہ کا ولی اور شیطان سے بری ہوجاتا ہی زیادہ کی کیا حاجت ہی اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ جو کوئی بد خلقی کرتا ہی اپنی جان کو ستاتا ہی اور حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ آدمی اپنے حسن خلق کی بدولت جنت کے اعلی

درجہ کو پہونچ جاتا ہی گو عبادت نہ کرتا ہو اور بدخلقی کے باعث اسفل طبقہ جہنم کو پہونچ جاتا ہی گو عابد ہی ہو اور یحییٰ بن معاذ رح کا قول ہی کہ حسن خلق روزی کا خزانہ ہی اور وہب بن منبہ رح فرماتے ہین کہ بدخلق آدمی پھوٹے گھڑے کی مثال ہی کہ جڑ نہ سکے نہ مٹی ہو سکے اور فضیل رح فرماتے ہین کہ اگر کوئی بدکار خوش خلق آدمی میرے ساتھ رہے اس سے بہتر ہی کہ عابد اور بدخلق ہو اور صحب ابن المبارک رح سے منقول ہی کہ ایکبار کوئی بدخلق آدمی اُنکے ساتھ سفر مین ہولیا آپ اُسکی بہت سی مدارات اور نازبرداری کرتے جب وہ علحدہ ہوگیا تو رونے لگے لوگون نے رونے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجکو اسپر رحم آیا کہ مین تو اُس سے علحدہ ہوگیا مگر اُسکا خلق بد اُسکے ساتھ ہی رہا وہ نہ جُدا ہوا اور حضرت جنید رح فرماتے ہین کہ چار باتین آدمی مین ایسی ہین کہ گو علم وعمل کم ہو تب بھی اعلیٰ درجات ملجاتے ہین وہ حلم اور تواضع اور سخاوت اور حُسن خلق ہین اور کمال ایمان اسی حسن خلق سے ہوتا ہی اور کنانی رح کا قول ہی کہ تصوف خلق کا نام ہی جو کوئی آدمی مین خلق زیادہ کر دے وہ گویا اُسکے تصوف کو زیادہ کردے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ لوگون سے اخلاق کے ساتھ ملو اور اعمال کی جہت سے اُنسے علحدہ رہو اور یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہین کہ بدخلقی ایسی بلا ہی کہ اُسکے ہوتے حسنات کی کثرت سے کچھ فائدہ نہین ہوتا اور خوش خلقی ایسی خوبی ہی کہ اُسکے ہوتے برائیون کی کثرت سے کچھ ضرر نہین ہوتا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ کرم کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہی اِنّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم پوچھا کہ حَسَب کیا ہی آپ نے فرمایا کہ جو خوش خلق زیادہ ہو وہی خوش حسب زیادہ ہی اور یہ سب بزرگوارون کا قول ہی کہ عمارت بنا پر موقوف ہی اور بناء اسلام حُسن خلق ہی اور ابن عطا رح کا قول ہی کہ جس کسی کو شرف رتبہ حاصل ہوا ہی صرف حُسن خلق کے باعث سے ہوا ہی اور کوئی شخص اُسکے کمال کو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین پہونچا اخلاق مین زیادہ مقرب الی اللہ وہی لوگ ہین جو خوش خلقی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے ہین

دوسرا بیان حقیقت خوش خلقی اور بدخلقی کا

جاننا چاہیے کہ لوگون نے خوش خلقی کے باب مین بہت کچھ لکھا ہی مگر اُسکی حقیقت کے بیان کا تعرض کسی نے نہین کیا فقط اُسکے ثمرات اور نتائج لکھے ہین وہ بھی پورے نہین لکھے بلکہ جسکی جو سمجھ مین آیا وہی ثمرہ لکھدیا اُسکی حد اور ماہیت اور بیان ثمرات کا مفصل کسی نے نہین لکھا ہم کچھ اقوال اُن لوگون کے نقل کرتے ہین حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ خوش خلقی عبارت اس سے ہی کہ کُشادہ پیشانی رہے اور دولت کو خرچ کرے اور ایذا سے باز رہے اور واسطی کا قول ہی کہ وہ یہ ہی کہ نہ خود کسی سے خصومت کرے نہ اُس سے کوئی خصومت کرے اور اُنکا دوسرا قول یہ ہی کہ مفلسی اور تونگری مین خلق کو راضی رکھے اور شاہ کرمانی معرفت الٰہی کے جوش مین یون کہتے ہین کہ ایذا سے باز رہنا اور مشقتون کا سہنا ہی اور بعضون کا قول ہی کہ لوگون سے قریب رہنا اور اِن مین غریب ہونا ہی اور ابو عثمان فرماتے ہین خدا تعالیٰ کی خوشنودی سے مراد ہی اور سہل تستری سے جو خوش خلقی کو پوچھا تو جواب دیا کہ ادنی یہ ہی کہ بُردباری کرے اور انتقام نہ لے بلکہ ظالم پر رحم اور شفقت کرے اور اُسکے لیے مغفرت چاہے اور اُنکا دوسرا قول یہ ہی کہ رزق کے باب مین خدا سے بدگمان نہو اُسپر اعتماد کرے اور جس چیز کا وہ ضامن ہوا ہی اُسکے وعدہ پورا نہ ہونے پر ساکت رہے اور اُسکے جتنے حقوق ہین اُن مین اور حقوق عباد مین اُسکی نافرمانی نہ کرے بلکہ اطاعت کرے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ خوش خلقی تین چیزون مین ہی محرمات سے بچنا اور حلال روزی کا تلاش کرنا اور عیال پر زیادہ خرچ کرنا اور حسین بن منصور فرماتے ہین کہ خوش خلقی یہ ہی کہ بعد معلوم ہونے حق کے ظلم لوگون کا تاثیر نہ کرے اور ابو سعید خراز کہتے ہین کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی طرف ہمت نہ کرنے کا نام خوش خلقی ہی اسیطرح کے بہت سے اقوال ہین مگر اِن سب مین ثمرات خوش خلقی کا ذکر ہی خود اُسکا ذکر نہین علاوہ ازین ثمرات بھی سب مذکور نہین ہین نظر براین حقیقت امر بیان کرنا اِن اقوال کے نقل سے بہتر معلوم ہوتا ہی پس جاننا چاہیے کہ خَلق اور خُلق دو لفظ ہین کہ ایک ہی ساتھ مستعمل ہین یعنی اسطرح بولتے ہین کہ فلان شخص خوش خَلق اور خوش خُلق ہی یعنی حُسن ظاہری اور باطنی دونون رکھتا ہی تو معلوم ہوا کہ خَلق سے

صورت ظاہری مراد ہوتی ہی اور خلق سے صورت باطنی کیونکہ انسان دو چیزون سے مرکب ہی ایک تو بدن جو آنکھ سے سوجھتا ہی اور ایک روح یعنی نفس جو بصیرت اور عقل سے معلوم ہوتا ہی اور ان مین سے ہر ایک کے لیے ایک صورت ہوتی ہی خواہ اچھی خواہ بُری اور نفس جو عقل کی آنکھ سے سوجھتا ہی قدر و منزلت مین جسم سے بڑھکر ہی اور اسی لیے خدا تعالی نے بھی اسکو اپنی طرف منسوب کیا تا کہ اسکی عظمت معلوم ہو فرمایا کہ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اس آیت مین صاف ارشاد ہی کہ جسم منسوب ہی مٹی کی طرف اور روح منسوب ہی خدا تعالی کی طرف اور روح اور نفس اس جگہہ ایک ہی ہین غرضکہ خلق کی تعریف یہ ہی کہ خلق وہ ہیئت راسخہ ہی نفس مین جس سے کہ افعال بآسانی بلا فکر و تامل صادر ہون پس اگر یہ ہیئت ایسی ہی کہ اس سے ایسے افعال صادر ہون جو عقلاً اور شرعاً عمدہ ہین تو اس ہیئت کا نام خلق خوش ہی اور اگر اس سے بُرے افعال صادر ہون تو اس ہیئت کا نام خلق بد ہی اب ہم ان قیدون کا فائدہ بتلاتے ہین کہ راسخ اور ثابت فی النفس کی قید اسلیے ہی کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً کسی ضرورت مین بہت سا اٹھا ڈالے تو اسکا خلق سخاوت نہ کہلا دیگا جب تک کہ یہ بات اسکے دل مین نہ جم جاوے اور بدون تامل کے قید صدور افعال مین اسلیے ہی کہ اگر کوئی بڑے فکر و تامل سے بہ تکلف مال خرچ کرے یا اپنے غصہ کو فرو کرے تو اسکا خلق سخاوت اور حلم نہو گا خلاصہ یہ کہ یہان چار باتین ہین اول فعل اچھا یا بُرا دوسرے اسپر قادر ہونا تیسرے اسکو پہچاننا چوتھے نفس مین ایسی صورت ہونی جس سے کہ اسکو دونون طرف مین سے ایک کی طرف رغبت ہو یعنی حسن و قبح مین سے ایک اسپر آسان ہو جاوے پس خلق صرف فعل کا نام نہین کیونکہ بہت سے آدمی خلق سخا رکھتے ہین مگر مفلسی یا کسی اور مانع کے سبب خرچ کرنے سے معذور ہین یا بعضے ایسے ہین کہ خلق بخل رکھتے ہین مگر ریا وغیرہ کی جہت سے خرچ کرتے ہین اور نیز خلق ملکہ کا نام بھی نہین اسلیے کہ ملکہ کی نسبت سخا اور بخل بلکہ ضدین کی طرف بھی یکسان ہی اور ہر ایک انسان اپنی فطرت سے سخا اور بخل پر قدرت رکھتا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خلق بخل اور خلق سخاوت اسمین ہو اور صرف معرفت یعنی پہچاننا بھی خلق نہین کیونکہ معرفت بھی مثل ملکہ اور قدرت کے اچھے بُرے سب کے ساتھ متعلق ہو سکتی ہی تو اب چوتھی بات رہی یعنی وہ ہیئت کہ جس سے نفس صدور بخل یا سخا کا مستعد ہوتا ہی تو خلق نام اسی نفس کی ہیئت اور صورت باطنی کا ہی اور جسطرح کہ حسن ظاہری صرف ایک عضو مثلاً آنکھون کے اچھا ہونے سے کامل نہین ہوتا بلکہ ناک منھ رخسار سب کے عمدہ ہونے سے حسن ظاہری پورا ہوتا ہی اسی طرح باطن کے حسن کے لیے بھی چار ارکان ہین جب ان مین حسن ہو گا تو خوش خلقی پوری ہو گی یعنی جب وے چارون ارکان درجہ اعتدال پر متناسب رہینگے تو خوش خلق کہلائیگا وہ چارون ارکان یہ ہین قوت[1] علم قوت[2] غضب قوت[3] شہوت قوت[4] عدل یعنی ان تینون قوتون کو اعتدال پر رکھنے کی طاقت قوت علم کی خوبی تو یہ ہی کہ آدمی اسکے سبب اقوال کا صدق اور کذب اور اعتقادات مین حق و باطل اور اعمال مین اچھا اور بُرا جان لیوے پس جب قوت علم اسطرح کی ہو جاویگی تو اسکا ثمرہ حکمت حاصل ہو گی جو کہ سب اخلاق عمدہ مین اصل ہی اور جسکے باب مین اللہ تعالی فرماتا ہی ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور قوت غضب اور شہوت کی خوبی یہ ہی کہ یہ دونون حکمت کے موافق ہو وین اسکے اشارہ پر چلین یعنی جس بات کو عقل اور شرع تجویز کرے ویسا ہی عمل کرین اور قوت عدل سے یہی غرض ہی کہ غضب اور شہوت کو عقل و شرع کے پابند کر دینے کی قدرت ہو پس عقل کو مثل مشیر ناصح کے سمجھنا چاہیے اور قدرت عقل کو ایسا جاننا چاہیے کہ یہ اشارہ عقل کی تعمیل کرنے والی ہی اور غضب وہ چیز ہی جسپر اشارہ تعمیل منظور ہی اسکو بمنزلہ شکاری کتے کے تصور کرنا چاہیے جسکو تعلیم کی حاجت ہوتی ہی یہانتک کہ چھوٹنا اور ٹھہرنا سب اشارہ پر ہو اپنی خواہش نفس کے ہیجان سے نہو اور شہوت کو مثل اس گھوڑے کے جاننا چاہیے جسپر شکار کی تلاش مین سوار ہوتے ہین اور وہ کبھی تو مودب اور عادی ہوتا ہی کبھی سرکش اور شریر ہوتا ہی غرضکہ جس شخص مین یہ چارون رکن درجہ اعتدال پر ہونگے تو وہ خوش خلق مطلق کہلاویگا اور جسمین کہ صرف ایک ہی چیز یا دو چیز حد اعتدال پر ہونگی وہ تو صرف اسی اعتبار سے خوش خلق ہو گا جیسے کسی کے چہرہ مین بعض چیزین اچھی ہون تو اتنی ہی چیزون کو اچھا کہینگے پورا خوبصورت نہین کہلاویگا اب قوت غضبی کے اعتدال اور حسن کا نام

مثنوی
مین بنا ہون ایک
انسان سے مثنی کا عجب
ایک ... نابکین
اور ... سبکون ... ہمیز
ایک اپنی جان تو
گر پڑو دو ... سجدہ
مین ۱۲ دفتر
اور جسکو سمجھ ملی اُسکو
بہت خوبی ملی ۱۲

شجاعت ہی اور قوت اور شہوت کے حسن و اعتدال کا نام عفت پس قوت غضبی اگر حد اعتدال سے زیادہ ہوگی تو اسکا نام تہور ہی اور اگر کم ہوگی تو نامردی اور جور کہلاویگی اور قوت شہوت زیادہ ہونے کی صورت مین شرہ اور حرص بولی جاتی ہی اور کمی کی صورت مین جمود یعنی بستگی طبیعت نام ہی اور ان مین فضیلت اور عمدگی اوسط درجہ کی ہی دونون طرفین کمی زیادتی کی مذموم اور رذیل ہین اور قوت عدل مین کمی بیشی کچھ نہین ہوتی اسکی ضد صرف ظلم ہی کہ جب عدل نہوا تو ظلم ہوگا اور قوت علمیہ کا حسن و اعتدال یعنی حکمت اگر اسکی زیادتی خراب مطلبون مین واقع ہو تو اسکا نام مکر و فریب ہوتا ہی اور کمی کی صورت مین بے وقوفی کہلاتی ہی اور درجہ اوسط کا نام حکمت ہی اس سبب سے معلوم ہوا کہ اخلاق کی اصل چار چیزین ہین حکمت اور شجاعت اور عفت اور عدل حکمت سے ہماری غرض وہ حالت نفس کی ہی جس سے سب احوال اختیاری مین صحت اور غلطی کو معلوم کرلے اور عدل سے مراد وہ حالت نفس کی ہی جس سے کہ غضب اور شہوت کو قابو مین رکھے اور انکا چھوٹنا اور روکنا مقتضاے حکمت کے موافق ہو اور شجاعت سے یہ غرض ہی کہ غضب عقل کا منقاد ہو جہان وہ اقدام کو کہے وہان کرے اور عفت سے یہ غرض ہی کہ قوت شہوت عقل کی تادیب کے بموجب کاربند ہو پس ان چارون اصول کے اعتدال کے باعث سب اخلاق عمدہ پیدا ہوتے ہین اور افراط و تفریط سے اخلاق بد ہوتے ہین مثلاً قوت عقلی کے اعتدال سے یہ چیزین پیدا ہوتی ہین حسن تدبیر اور تیزی ذہن اور راے صائب اور دقائق اعمال اور آفات پوشیدہ نفس کا معلوم کرنا وغیرہ اور اسکی زیادتی سے مکر و فریب اور حقد اور خبث باطن پیدا ہوتے ہین اور کم ہونے سے ناتجربہ کاری اور بے شعوری اور حمق اور جنون پیدا ہوتے ہین ناتجربہ کاری سے یہ غرض ہی کہ باوجود سلامتی تخیل کے تجربہ نہ ہو جیسے بعض آدمی ایک بات مین ہوشیار ہوتے ہین اور دوسری مین جاہل اور حمق اور جنون مین یہ فرق ہی کہ احمق کا مقصود تو صحیح ہوتا ہی مگر اس تک پہونچنے کا راستہ اسکو معلوم نہین ہوتا اور یہ نہین جانتا کہ کس طریق سے غرض تک پہونچونگا تو اسکا طریق فاسد ہوتا ہی اور جنون یہ ہی کہ جو بات قابل اختیار نہین ہی اسکو اختیار کرلے پس اسکے اختیار ہی مین سرے سے فساد ہوتا ہی مقصود ہی صحیح نہین ہوتا اور قوت غضبی کے اعتدال یعنی خلق شجاعت سے یہ چیزین پیدا ہوتی ہین کرم اور دلیری اور شہامت اور کسر نفس اور حلم اور استقلال اور غصہ کا فرو کرنا اور وقار وغیرہ اور یہ سب باتین اچھی ہین اور اسکی زیادتی یعنی تہور سے کبر اور شیخی اور غصہ سے جل اٹھنا اور عجب وغیرہ صادر ہوتے ہین اور اسکی کمی یعنی نامردی سے خواری اور ذلت اور خوف اور خست اور پست حوصلگی اور واجبی بات سے منقبض ہونا صادر ہوتے ہین اور اعتدال قوت شہوت یعنی عفت سے یہ افعال صادر ہوتے ہین سخاوت حیا صبر چشم پوشی قناعت پرہیز لطافت حوصلہ قلت طمع اور اسکی کمی اور بیشی کی صورت مین یہ باتین صادر ہوتی ہین حرص بیحیائی خبث اسراف گھر والون پر کم خرچ کرنا ریا بے حرمتی فحش لغو خوشامد حسد شماتت تونگرون مین ذلیل بننا فقیرون کو حقیر جاننا وغیرہ غرضکہ محاسن اخلاق کے اصول مین چارون چیزین یعنی حکمت و شجاعت اور عفت و عدل ہین اور باقی چیزین انکی فروع ہین اور ان چارون کا کمال اعتدال پر ہونا سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو نصیب نہین ہوا اور آپ کے بعد لوگون مین تفاوت ہی جو شخص کہ ان اخلاق مین آپ سے قریب ہی وہ اسی قدر خدا تعالیٰ سے قریب ہی اور جو بعید ہی وہ بعید ہی اور جو شخص جامع ان سب اخلاق کا ہو وہ مستحق اسکا ہی کہ مرجع کل ہو اور لوگ اسکی اطاعت اور اقتدا کرین اور اسکی پیروی سب افعال مین عمل مین لاوین اور جو کوئی ان مین سے کسی بات کے ساتھ متصف نہو بلکہ انکے ضدون کا جامع ہو وہ اس بات کے لائق ہی کہ شہرون مین سے نکال دیا جاوے کیونکہ وہ شیطان رجیم سے قریب ہوگیا ہی تو چاہیے کہ شیطان کی طرح اس سے بھی علٰحدگی کیجاوے جیسا کہ پہلا شخص فرشتہ کے قریب ہو جاتا ہی تو وہ اسی بات کے لائق ہی کہ اسکی پیروی اور نزدیکی کیجاوے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اسی لیے مبعوث ہوئے ہین کہ مکارم اخلاق کو پورا کرین جیسا کہ حدیث[ف۱] مین وارد ہی اور قرآن مجید مین بھی مومنین کے اوصاف مین ان اخلاق کی طرف اشارہ ہی فرمایا کہ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ[ف۲]

ف۱ اوپر باب الصحبۃ مین گذری ۱۲

ف۲ ایمان والے وہی ہین جو یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جان سے وہ جو ہین وہی ہین سچے ۱۲

ثم لم یرتابو وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون یعنی اللہ اور رسول پر بے تردد ایمان لانا قوت یقین سے ہوتا ہی جو ثمرہ عقل اور منتہا رحکمت ہی اور مجاہدہ مال سے کرنا سخاوت ہی جو قوت شہوت کو روکنے سے ہوتا ہی اور جہاد نفس کا نام شجاعت ہی جو شرائط عقل اور حد اعتدال کے مطابق استعمال قوت غضبی سے ہوتی ہی اور صحابہ کی تعریف مین اسطرح ارشاد ہوا ہی کہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اسمین اس بات کی طرف اشارہ ہی کہ شدت اور رحمت جدے جدے مقامون پر ہوتے ہین اس سے یہ معلوم ہوا کہ نہ ہر حال مین شدت ہی کرنے سے کمال ہی نہ رحمت کرنے مین یہ ہی بیان حقیقت خلق اور اسکے حسن و قبح اور ارکان اور ثمرات و فروع کا

تیسرا بیان اس بات کا کہ ریاضت سے اخلاق مین تغیر ہو سکتا ہی

جاننا چاہیے کہ جن لوگون پر اعتقاد باطل کا غلبہ ہی انپر مجاہدہ اور ریاضت تزکیہ نفس کے لیے شاق ہی انکا نفس اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ تزکیہ نفس باوجود نقصان اور خبث باطن کے ہمسے ہو سکے تو اس قسم کے لوگون کا یہ قول ہی کہ اخلاق مین تغیر ہو ہی نہین سکتی کیونکہ طبیعت مین تبدیل نہین ہو سکتی اور اس دعوی کی دو وجہین بیان کی ہین اول یہ کہ خلق[بضم اول ۱۲] صورت باطن کا نام ہی جیسے کہ خلق[بفتح اول ۱۲] صورت ظاہری کو کہتے ہین لیکن صورت ظاہری کی تبدیل ممکن نہین مثلاً بونا آدمی اپنے قد کو بڑھا نہین سکتا نہ بڑے قد والا چھوٹا ہو سکتا ہی اور نہ بدصورت خوبصورت بن سکتا ہی اور نہ اسکا عکس ممکن پس باطن کی برائی کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے دوسری وجہ یہ ہی کہ حسن خلق سے شہوت اور غضب کا استیصال مراد ہی مگر ہمنے جو طول مجاہدہ سے امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ یہ چیزین مزاج اور طبیعت کے اقتضا سے ہوتی ہین اور کبھی منقطع نہین ہوتین پس اسکے درپی ہونا بے فائدہ عمر کا ضائع کرنا ہی کیونکہ غرض تزکیہ نفس سے یہ ہی کہ قلب کا التفات لذات فانی کی طرف نہ رہے اور اسکا وجود محال ہی اب ہم ان دونون وجہون کا جواب دیتے ہین وجہ اول کے جواب مین کہتے ہین کہ اگر اخلاق مین تغیر نہو سکتا تو وعظ و نصیحت اور تادیب سب بیکار جاتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیون فرماتے کہ حسنوا اخلاقکم آدمی تو درکنار یہ بات تو جانورون مین بھی ممکن ہی دیکھو باز کی وحشت کیسے انس کے ساتھ بدل جاتی ہی شکاری کتا کیسا تعلیم سے مودب ہو جاتا ہی کہ شکار کو صرف پکڑ لیتا ہی کھانے کی حرص مطلق نہین کرتا گھوڑا سرکش کیا غریب اور فرمان بردار بن جاتا ہی پس اگر یہ اخلاق کی تغیر نہین تو اور کیا ہی اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ موجودات مین سے بعض اشیاء تو ایسی ہین کہ جنکا وجود کامل ہی اور جس جس بات کی اسمین ضرورت تھی وہ ہو چکی اب آدمی کے اختیار سے اسمین کچھ نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور اعضاء ظاہری و باطنی انسان یا حیوان کے اور بعض چیزین ایسی ہین کہ انکا وجود ناقص ہی مگر استعداد کامل ہونے کی ان مین موجود ہی اگر شرائط کمال پائے جاوین تو وہ درجہ کمال کو پہونچ جاوین اور وہی شرائط کبھی انسان کے اختیار مین ہوتی ہین مثلاً آم کی گٹھلی نہ تو پھل ہی نہ پیڑ ہی مگر اسکی پیدائش اسطرح کی ہی کہ پیڑ ہو سکتی ہی بشرطیکہ خدمت معمولی کیجاوے اور اگر اس گٹھلی کو پھل بنانا چاہین تو ہرگز نہین ہو سکیگا اسکی استعداد اسمین نہین جب گٹھلی بندہ کے اختیار سے متاثر ہوتی ہی کہ ایک حال سے دوسرے مین بدل جاتی ہی تو غضب اور شہوت اگر متغیر ہو جاوین تو کیا بعید ہی ہان انکا اسطرح پر استیصال ہو جانا کہ بالکل اثر نہ رہے اسپر ہمارا قابو نہین مگر انکا دبا دینا اور ریاضت اور مجاہدہ سے اپنے قابو مین رکھنا یہ ہو سکتا ہی اور اسی کا ہمکو حکم بھی ہی اور یہی ہماری نجات اور وصول الی اللہ کا سبب ہی البتہ طبائع مختلف ہین کہ بعضے جلد ہی متاثر ہوتے ہین اور بعضے دیر کر پس انکے اختلاف کے دو سبب ہین اول دیر پا ہونا وجود اس شی کا جسکا بدلنا مقصود ہی یعنی اصل پیدائش سے اسکے ساتھ ہی مثلاً شہوت اور غضب اور تکبر ہر ایک انسان مین موجود ہین مگر سب سے زیادہ مشکل بدلنا شہوت کا ہی کیونکہ یہ شروع پیدائش سے ساتھ ہی ہوتی ہی چنانچہ لڑکپن سے بچے کو خواہش ہوتی ہی اور غصہ اکثر سات برس کی عمر مین پیدا ہوتا ہی اور اسکے بعد قوت تمیز عنایت ہوتی ہی اور دوسرا سبب یہ ہی کہ خلق یعنی عادت کبھی کثرت عمل سے بھی مضبوط ہو جاتی ہی کہ لوگ اپنی عادت کے مقتضا کے موافق کام کرتے ہین اور اسکی طاعت مین سرگرم رہتے ہین اور اسی کو پسندیدہ اور عمدہ سمجھتے ہین اور اس باب مین لوگون کے چار درجہ ہین

تو یہ کہ آدمی جیسا پیدا ہوا ہو ویسا رہے حق و باطل اور اچھے و بُرے مین تمیز نہ کر سکے سب اعتقادات سے غافل اور خالی ہو اور اتباع لذات سے شہوت بھی کامل نہوئی ہو تو ایسے شخص کا علاج جلد ہو سکتا ہو اسکے لیے صرف ایک اُستاد اور مُرشد ہی کی ضرورت ہوتی ہو اور ایک اسکے نفس مین باعث اسکے مجاہدہ کا ہو تو تھوڑے ہی دنون ایسے شخص کا خلق درست ہو جاتا ہو دوسرا یہ کہ عمل بد کو تو جانتا ہو مگر عمل صالح کا عادی نہین عمل بد ہی اچھا معلوم ہوتا ہو اس امر مین اپنی شہوت کا تابع ہو اور راے صواب سے منحرف تاہم اپنے عمل کے قصور سے واقف ہو تو ایسے شخص کا روبراہ ہونا پہلے کی نسبت سخت ہو کیونکہ اُسمین دو باتون کی ضرورت پڑیگی اول تو عادت عمل بد کی چھڑانی دوسرے عمل صالح کی عادت ڈالنی بہرحال ایسا شخص بھی قابل تاثر ہو اگر ریاضت مین خوب اچھی طرح مستعد ہو تیسرا یہ کہ اخلاق بد پر اُسکو یہ اعتقاد ہو کہ یہ بہت اچھے ہین اور انکا کرنا واجب ہو اور اُنھین پر اُسکی پرورش بھی ہوئی ہو تو ایسے آدمی کا علاج گویا محال ہو اور اُسکی صلاح کی توقع نہین کیونکہ گمراہی کے اسباب کی کثرت ہو چوتھا یہ کہ باوجود راے فاسد پر نشو و نما پانے اور اعمال بد پر پرورش ہونے کے یہ بات بھی ہو کہ بہت سے شر کرنے کو اور لوگون کے تباہ کرنے کو باعث فضیلت اور فخر جانتا ہو اور خیال کرتا ہو کہ ہماری عزت اسی سے ہو بس یہ درجہ سب مین سخت ہو اسی جیسے شخص کی شان مین یہ مصرع شیخ کا ہو ع تربیت نا اہل را چو گردگان بر گنبد ست + ان چارون مین سے اول تو جاہل محض ہو دوسرا جاہل و گمراہ ہو تیسرا جاہل و گمراہ و فاسق ہو چوتھا جاہل و گمراہ و فاسق و شریر ہو اب ہم دوسری وجہ کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہ وہ لوگ یہ بات جو کہتے ہین کہ حُسن خلق سے استیصال شہوت و غضب کا ہوتا ہو اور یہ آدمی مین پایا جانا محال ہو تو اُنکو یہ خیال ہوا ہو کہ حُسن خلق سے یہ صفات بالکل نیست ہو جاتے ہین حالانکہ یہ بات مقصود نہین بلکہ شہوت تو ایک فائدہ کے لیے پیدا ہوئی ہو خلقت انسانی مین اُسکا ہونا بھی ضرور ہو اگر بالفرض شہوت کھانے کی نہ رہے تو آدمی ہلاک ہو جاوے یا شہوت جماع نہ رہے تو نسل منقطع ہو اسی طرح غضب اگر بالکل نابود ہو جاوے تو مہلک چیزون کو آدمی دفع نہ کر سکے اور تباہ ہو جاوے اور اگر اصل شہوت باقی ہو تو حُبّ مال جو شہوت تک پہونچاتی ہو وہ بھی باقی رہیگی اور بخل کی ترغیب دیگی اور اس اصل کا بالکل نیست و نابود کرنا غرض نہین بلکہ یہ منظور ہو کہ افراط و تفریط کو چھوڑ کر معتدل درجہ پر آجاوے علیٰ ہذا القیاس غضب مین یہ مقصود ہو کہ تہور اور نامردی سے علیحدہ ہو کر حُسن حمیت کا پابند ہو اور اُسکو عقل کا منقاد کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینہم صحابہ کے وصف شدت کے ساتھ کی جو غضب سے صادر ہوتی ہو اگر غضب بالکلیہ جاتا رہے تو جہاد بھی منقطع ہو جاوے اور غضب اور شہوت کے بالکل منقطع ہو جانے کا کیسے کوئی دعویٰ کر سکتا ہو انبیا علیہم السلام تو اس سے علیحدہ ہوئے ہی نہین چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہو انما انا بشر اغضب کما یغضب البشر اور جب کبھی کوئی بات آپ کے سامنے خلاف مرضی بیان ہوتی تو ایسے غصہ ہوتے کہ رخسار مبارک سُرخ پڑ جاتے مگر جب بھی حق بات ہی فرماتے یعنی آپ کا غصہ بھی آپ کو احاطہ حق سے باہر نہین جانے دیتا تھا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہو والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اسمین صفت ایسے لوگون کی ہو جو غصہ ہوتے ہین مگر اُسکو دبا لیتے ہین یہ نہین فرمایا کہ جنمین غصہ بالکل نہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ غضب اور شہوت کا حد اعتدال پر آنا اسطرح پر کہ کوئی ان مین سے عقل پر غالب نہو بلکہ عقل ہی کے قابو مین رہین ممکن ہو اور تبدیل خلق سے بھی یہی غرض ہو اسلیے کہ بعض اوقات آدمی پر شہوت ایسا زور کرتی ہو کہ پھر عقل سے کچھ بن نہین پڑتی مگر ریاضت سے اسکا حد اعتدال پر آنا ممکن ہو امتحان اور تجربہ سے یہ بات ایسی ظاہر ہو جاتی ہو کہ اُسمین کسی طرح کا شک نہین رہتا اور اس بات کی دلیل کہ اخلاق مین غرض افراط و تفریط نہین بلکہ درجہ اوسط مطلوب ہو یہ ہو کہ خدا تعالیٰ درجہ اوسط اخلاق ہی کی تعریف فرماتا ہو چنانچہ فرمایا والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما اسمین اشارہ سخاوت کی طرف ہو جو اسراف و کمی کے درمیان ہو اور فرمایا لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط اور اسیطرح شہوت طعام مین اعتدال مطلوب ہو حرص اور تنگی طبع ناپسند ہو جیسا کہ فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین اور غضب کے باب مین فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینہم اور حدیث شریف مین ہو کہ خیر الامور اوسطہا اور وسط

ف زور آور مین کافرون پر اور آپسمین نرم دل ۱۲

ف مین آدمی ہی ہون غصہ کرتا ہون جیسے آدمی غصہ ہوتا ہو ۱۲ مسلم بروایت انس رض اور بروایت ابو ہریرہ یہ الفاظ ہین انما محمد بشر یغضب کما یغضب البشر ۱۲

ف بخاری و مسلم بروایت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۱۲

ف اور دبانے والے غصہ کے اور معاف کرنے والے لوگون کو ۱۲

ف جو ... ۱۲ ف اور ... ۱۲

ف ... ۱۲

درجے کے محمود ہونے مین ایک بھید ہو وہ یہ ہو کہ سعادت انسانی اسمین ہو کہ اُسکا قلب عوارض دنیاوی سے سالم ہو جسکے لیے اللہ تعالی فرماتا ہو الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور بخل اور اسراف دونون عوارض دنیاوی سے ہین تو دل کو ان دونون سے بچا رہنا چاہیے نہ جمع مال کی طرف متوجہ ہو اور نہ اُسکے خرچ کرنے کا حرص ہو اسلیے کہ جسکو خرچ کرنے کی حرص ہوگی اُسکا دل اُسمین لگا رہیگا اور جو بخل دوست ہوگا وہ امساک مین اپنا دل مصروف رکھیگا تو کمال قلب اسمین ہوا کہ یہ دونون وصف اُسمین نہون اور چونکہ ارتفاع نقیضین دنیا مین ہو نہین سکتا تو ایسی بات کی طرف رجوع کرنی پڑی جو دونون وصفون کے نہونے کے مشابہ اور اُنسے علیحدہ ہو وہ درجہ اوسط اُن دونون کا ہو گویا درجہ اوسط مین دونون وصف نہین مثلاً پانی گرم کی اگر حرارت نکلجاوے اور ٹھنڈا بھی ہونے پاوے تو اُسکو نہ ٹھنڈا ہی کہتے ہین نہ گرم یہی حال سخاوت کا ہو درمیان اصراف اور کم خرچی کے اور شجاعت کا درمیان تہور و نامردی کے اور عفت کا درمیان حرص و بستگی اور اور تمام اخلاق کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ دونون طرفین مذموم ہین اور صرف وسط مقصود ہو اور وہ ممکن ہو ہان اُستاد مرشد کو یہ چاہیے کہ مُرید کو بھی فرماوے کہ غصہ بالکل نہ کر اور مال ذرا بھی مت رکھا اور ہمیشہ غضب اور امساک کی بُرائی ہی اُسکے سامنے بیان کرتا رہے تاکہ بموجب اس مثل کے کہ بمرگش گیر تا بہ تپ راضی شود دونون چیزین اسمین اوسط درجہ پر ہوجاوینگی ورنہ اگر اُسکو ذرا بھی ان دونون چیزون کا اشارہ ملجاویگا تو اُسکو بخل اور غضب کا ایک حیلہ ہوجاویگا جسقدر ان دونون کا مرتکب ہوگا یہی سمجھیگا کہ اتنے کی مجھے اجازت ہوگئی ہو اسلیے اس سے بھی فرماوے کہ ان دونون کا استیصال کر مگر یہ بھید اُس سے کہنے کا نہین احمقون کو اس سے دھوکا ہوجاتا ہو وہ یہی تصور کرتے ہین کہ ہمارا غضب اور بخل جائز طور پر ہین

چوتھا بیان اُس سبب کا جس سے حسن خلق حاصل ہو

یہ بات پہلے بیان ہوچکی کہ حسن خلق سے قوت اعتدال عقل اور کمال حکمت اور اعتدال قوت غضب و شہوت اور اُنکا منقاد ہونا شرع اور عقل کو مقصود ہو پس یہ بات دو وجہ سے حاصل ہوتی ہو وجہ اول داد الٰہی ہو کہ آدمی ابتدا پیدایش سے کامل العقل خوش خلق پیدا ہووے اور شہوت و غضب کو اُسپر غلبہ نہو بلکہ یہ دونون عقل و شرع کے منقاد رہین تو ایسا شخص بے تعلیم عالم ہوجاتا ہو اور بے تادیب مؤدب جیسے حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام اور جناب سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہم اجمعین اور اور انبیا علیہم السلام اور یہ بات کچھ بعید نہین کہ آدمی کی پیدایش اور فطرت مین وہ بات ہو جو اکتساب سے حاصل ہوتی ہو اکثر لڑکے شروع ہی سے سخی اور جری اور صادق اللہجہ پیدا ہوتے ہین اور بعضے اُنکے خلاف ہوتے ہین مگر یہ امر اُنکو اور لوگون مین ملے جلے رہنے سے حاصل ہوتا ہو جو ان اوصاف سے متصف ہوتے ہین اور کبھی سیکھنے سے آتا ہو دوسری وجہ ان اخلاق کو مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل کرنا یعنے نفس سے ایسے کام لینے جنسے کہ خلق مطلوب حاصل ہوجاوے مثلاً جو شخص خلق سخاوت حاصل کیا چاہے اُسکا طور یہ ہو کہ بہ تکلف اہل سخاوت کا فعل یعنے بذل مال اختیار کرے اور ہمیشہ اپنے نفس پر زور دیکر یہ کام لیتا رہے یہانتک کہ یہ امر اُسکی عادت ہوجاوے اور طبیعت مین جم جاوے تو اس بات سے سخی ہوجاویگا اسی طرح جو شخص خلق تواضع کو حاصل کیا چاہے اور اُسپر کبر غالب ہو تو اُسکو چاہیے کہ اول مدت مدید تک اہل تواضع کے افعال پر بہ تکلف و مجاہدہ مواظبت کرے یہانتک کہ وہ افعال اُسپر آسان ہوجاوین اور خلق طبیعت بنجاوین اور جتنے اخلاق شرعاً عمدہ ہین سب اسیطرح حاصل ہوسکتے ہین اور اُسکی انتہا یہ ہو کہ اُس کام مین آدمی کو لذت معلوم ہونے لگے مثلاً سخی اُسی کو کہینگے کہ جو مال خرچ کرے اور اُسمین اُسکو لذت ملے اور اگر خرچ کرتا ہو مگر بُرا معلوم ہوتا ہو تو سخی نہوگا اسیطرح متواضع وہ آدمی ہوگا جسکو تواضع مین مزہ ملے اور اخلاق دینی نفس مین جب تک نہین جب تک نفس سب بُری عادتون کو چھوڑ کر اچھی عادتون کا معتاد نہوجاوے اور افعال خستہ پر مشتاقون کی طرح مواظبت نہ کرے اور اُنسے لذت حاصل نہ کرے اور افعال قبیحہ کو بُرا جانکر اُنسے ایذا نہ پاوے چنانچہ حدیث شریف مین ہو کہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور جب تک عبادات کا بجا لانا اور ممنوعات کو چھوڑنا بُرا معلوم ہوگا اور نفس پر شاق گذریگا تب تک نقصان باقی رہیگا اور کمال سعادت کو نہ پہونچیگا ہان ان باتون پر مواظبت بہ نسبت

نہ کرنے کے بہتر ہوگی مگر طوع و رغبت کے ساتھ کرنے کی نسبت بہتر نہین اسی بنا پر اللہ تعالی نے فرمایا وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعبد اللہ فی الرضا فان لم تستطع ففی الصبر علی ماتکرہ خیر کثیر پھر سعادت موعودہ کے حاصل ہونے کے لیے یہ امر کافی نہین کہ کبھی تو طاعت مین مزہ ملے اور نافرمانی بُری معلوم ہو اور بعض اوقات نہو بلکہ تمام عمر یہی بات رہنی چاہیے اب جسقدر عمر زیادہ ہوگی یہ فضیلت زیادہ مستقل ہوگی اور اسی لیے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کیا کہ سعادت کیا ہی آپ نے فرمایا کہ طول العمر فی طاعۃ اللہ تعالے اور اسی جہت سے انبیا اور اولیا موت کو بُرا سمجھتے تھے کیونکہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ واقع ہی پس جسقدر طول عمر سے عبادات زیادہ ہونگے اُسی قدر ثواب زیادہ ہوگا اور نفس طاہر اور اطہر ہیگا اور اخلاق اقوی اور راسخ تر ہونگے علاوہ ازین مقصود عبادات سے یہ ہی کہ اُنکا اثر قلب پر ہو اور تاثیر قلب پر جب ہی ہوتی ہی جب عبادات پر مواظبت اور مداومت کثرت سے ہو اب معلوم کرنا چاہیے کہ ان اخلاق سے غرض یہ ہی کہ نفس مین سے دنیا کی محبت جاتی رہے اور خدا تعالی کی محبت اُسمین جم جاوے یہانتک کہ کوئی چیز اُسکے نزدیک دیدار آلہی سے محبوب تر نہ ہو اپنا مال بھی ایسی ہی باتون مین خرچ کرے جس سے یہ مطلب حاصل ہو اور غضب و شہوت کو بھی ایسی ہی طرح کام مین لاوے کہ جس سے خدا ملے اور ظاہر ہی کہ یہ اس صورت مین ہوگا کہ شرع اور عقل کے مطابق ہو پھر اسطرح کے کامون سے خوش ہو اور مزہ پاوے اور اگر کسی کو نماز مین راحت اور خنکی چشم حاصل ہو یا عبادات اچھی معلوم ہونے لگین تو کچھ بعید نہین عادت کے باعث نفس مین اس سے بھی زیادہ عجیب باتین ہو جاتی ہین دیکھو جواہاری مفلس جوے مین کیسا خوش ہوتا ہی اور مزہ پاتا ہی حالانکہ جس حال مین وہ ہی اگر دوسرون کو وہ نوبت ہو تو بے قماری زندگی ناگوار ہو جاوے اسکے سوا قمار کے باعث مال سب جاتا رہتا ہی گھر خراب ہوتا ہی پھر بھی محبت اور چسکا قمار کا لگا رہتا ہی یہ اسی باعث سے ہی کہ کھیلتے کھیلتے اُس سے اُلفت ہو گئی ہی اسی طرح کبوتر باز دن بھر دھوپ مین کھڑا رہتا ہی دھوپ کی گرمی نہین مانتا اس لیے کہ کبوترون کا اُڑنا اور اُنکی حرکات اور بازیان اچھی معلوم ہوتی ہین چور اُچکون پر کیسے کیسے کوڑے پڑتے ہین اور ہاتھ کاٹا جاتا ہی مگر وہ لوگ اُسکو اپنا فخر سمجھتے ہین اور سختی کی برداشت سے خوش ہوتے ہین یہانتک کہ بالفرض اگر اُنکے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو تب بھی نہ مال کا نشان دینگے نہ اپنے ساتھیون کا نام لینگے پس ایسی سختیون کا سہنا اور سیاستون کو خیال مین نہ لانا اسی جہت سے ہی کہ اپنے کام کو کمال اور شجاعت اور بہادری اعتقاد کر لیا ہی اور باوجودیکہ اُسمین لتنے شدائد ہین تاہم اُنکی راحت اُسی مین ہی سب سے زیادہ بدتر حال مخنث کا ہی کہ اپنے آپ کو عورتون کی صورت بناتا ہی مگر وہ بھی اس حال مین خوش ہی رہتا ہی بلکہ اپنے کمال کا فخر کرتا ہی اور مخنثون مین شیخی بگھارتا ہی اسی طرح کنجر اور حلال خور اپنے پیشہ مین فخر و مباہات کرتے ہین جیسا علما اور سلاطین مین ہوتا ہی تو یہ سب امور عادت سے متعلق ہین کہ جب ایک بات پر مدت مدید مواظبت ہوتی ہی اور ہجولیون مین وہی مشاہدہ ہوتی ہی تو اپنے نفس کو اچھی لگتی ہی پس جب عادت کے سبب امر باطل سے لذت ہوتی ہو اور نفس اُسکی طرف راغب ہوتا ہو تو امر حق پر اگر مواظبت مدت مدید رہیگی اُس سے کیون نہین لذت حاصل ہوگی بلکہ رغبت نفس امور بد کی طرف مقتضائے طبع سے خارج ہی اور ایسی ہی جیسے کسی کو مٹی کھانے کی رغبت ہو جاوے جیسا کہ بعض لوگون کو کھاتے کھاتے عادت ہو جاتی ہی لیکن حکمت کی طرف راغب ہونا اور محبت اور معرفت و عبادت آلہی کا میل کرنا حسب مقتضائے طبیعت قلبی ہی اور ایسا ہی جیسا کھانے پینے کی رغبت کرنی اس لیے کہ قلب ایک امر ربانی ہی مقتضائے شہوت کی طرف اُسکا میل کرنا امر عارضی ہی اور اُسکی ذات سے بعید بلکہ اُسکی غذا حکمت اور معرفت اور محبت آلہی ہی مگر کسی بیماری لاحقہ سے اپنے مقتضائے طبعی سے منحرف ہو گیا ہی جسطرح معدہ مین کچھ خلل ہو تو کھانے کو اور پینے کو دل نہین چاہتا حالانکہ کھانے پینے ہی سے زندگی ہوتی ہی پس جسقدر کوئی دل غیر اللہ کی محبت کی طرف مائل ہوگا اسیقدر اسمین مرض ہوگا مگر اُس صورت مین کہ اُس شی کی محبت صرف اُس غرض سے ہو کہ اُس سے محبت اور دین آلہی مین مددملیگی اس صورت مین البتہ یہ محبت غیر اللہ مرض مین شمار نہ ہوگی اس بیان سے اب قطعًا معلوم ہو گیا کہ ان اخلاق حسنہ کا اکتساب ریاضت سے ہو سکتا ہی یعنے اولًا بتکلف اُنکے مرتکب ہونے سے آخر کو امور طبعی اور خلقی ہو جاتے ہین اور

یہ ایک عجیب طرح کا علاقہ قلب اور اعضا مین ہی کہ جو صفت قلب مین ظہور کرتی ہی اسکا اثر اعضا پر پہونچتا ہی کہ اُسی کے موافق حرکت کرنے لگتے ہین اور جو فعل اعضا سے کیا جاتا ہی اُس سے بھی کبھی اثر دل پر بطریق دور ہو جاتا ہی اسکو مثال سے سمجھنا چاہیے مثلاً کوئی شخص چاہے کہ خوش خطی مین ماہر ہو جاوے تو اُسکا طریق یہی ہی کہ جیسے کاتب اپنے ہاتھ سے مشق کرتے ہین ویسے ہی یہ بھی مدت مدید تک مشق کیے جائے یہانتک کہ صفت کتابت اُسکے نفس مین جم جاوے اور حروف خوشخط آمد کے طور پر ہاتھ سے نکلنے لگین جیسے پہلے آورد سے نکلتے تھے اسیطرح اگر کوئی فقیہ بنا چاہے تو افعال فقہا کی مواظبت کرے یعنی فقہ کے مسائل مکرر سہ کرر زبان سے ادا کرے یہانتک کہ دل پر اثر اس فقہ کا پہونچے اُسوقت فقیہ النفس ہو جاویگا اسی طرح جو سخی پارسا حلیم متواضع ہونا چاہے اُسکو چاہیے کہ ابتداءً اُن لوگون کے افعال بتکلف ادا کرے تاکہ رفتہ رفتہ یہ امور طبیعت مین جگہ پکڑ لین اُسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین اور جسطرح پر کہ طالب فقہ ایک روز تعطیل کرنے سے اپنے مطلب سے محروم نہین رہتا اور صرف ایک روز کی بحث سے فقیہ نہین ہو جاتا اسی طرح جو شخص تزکیہ اور تکمیل اور تحسین قلب کی اعمال حسنہ سے چاہتا ہی وہ نہ ایک دن کی عبادت مین یہ رتبہ پا سکتا ہی اور نہ ایک دن کی نافرمانی سے اس رتبہ سے محروم ہو سکتا ہی اور یہ جو قول ہمارے بزرگون کا ہی کہ ایک کبیرہ موجب ہمیشہ کی بدبختی کا نہین ہوتا اُسکے یہی معنی ہین ہان ایک روز کو بیکار چھوڑنا دوسرے روز کی بیکاری کا باعث ہوتا ہی پھر اسی طرح ہوتے ہوتے آخر کو نفس کسل کا عادی ہو کر سرے سے تحصیل ہی چھوڑ دیتا ہی اور فضیلت فقہ سے محروم رہتا ہی اسی طرح ایک گناہ صغیرہ کا ارتکاب دوسرے کا باعث ہوتا ہی اور بتدریج اصل سعادت سے باز رکھتا ہی اور خاتمہ کے وقت اصل ایمان کو غارت کرتا ہی نعوذ باللہ منہ اور جسطرح ایک رات کی بحث سے فقہ کے آثار نمودار نہین ہوتے بلکہ بتدریج مثل نشو و نما بدن اور قد کے ظاہر ہوتے ہین اسی طرح ایک طاعت کے کرنے سے اثر تزکیہ نفس کا اُسوقت محسوس نہین ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ مدت کے بعد معلوم ہوتا ہی تاہم تھوڑی طاعت کو حقیر نہ جاننا چاہیے اسلیے کہ تھوڑی ہی تھوڑی ہو کر بہت ہو جاتی ہی اور مجموع کا اثر کچھ کچھ حصہ رسد ایک ایک کے بھی مقابل ہوتا ہی گو محسوس نہین ہوتا علاوہ ازین اگر تاثیر مخفی ہی تو ہوا کرے ثواب تو نہین کہین گیا وہ عوض تاثیر کے موجود ہی اسیطرح معصیت کو قیاس کرنا چاہیے اور بہت سے فقیہ ایسے ہوتے ہین کہ ایک روز کی تعطیل کو ہیچ سمجھتے ہین اور پھر رفتہ رفتہ پیاپے تعطیل کرکے نفس کو ایک ایک روز کی توقع دیتے رہتے ہین یہانتک کہ طبیعت قبول فقہ سے خارج ہو جاتی ہی اسی طرح لوگ صغیرہ گناہون کو حقیر جانتے ہین اور نفس کو توبہ کا وعدہ آج کل دیتے رہتے ہین یہانتک کہ دفعۃً پنجہ موت مین گرفتار ہو جاتے ہین اور سیاہی گناہون کی دل پر دھوان دھار ہو جاتی ہی اور توبہ مشکل پڑ جاتی ہی اسلیے کہ تھوڑے تھوڑے گناہ ہوتے ہوتے بہت ہو گئے اور قلب ان پھندون مین ایسا پھنسا کہ رہائی غیر ممکن ہو گئی اور دروازے توبہ کے بند ہونے سے یہی مُراد ہی اور اس آیت سے بھی یہی غرض ہی کہ وجعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا اور اسی جہت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ قلب مین اول ایمان ایک سفید نقطہ کے برابر ہوتا ہی جتنا ایمان زیادہ ہوتا جاتا ہی اُسی قدر یہ سفیدی بڑھتی جاتی ہی جب بندہ کا ایمان کامل ہو جاتا ہی تو تمام دل نورانی ہو جاتا ہی اور نفاق اول ایک نقطہ سیاہ کے برابر دل مین ظاہر ہوتا ہی پھر جتنا بڑھتا جاتا ہی اُتنا سیاہی دوڑتی ہی جب نفاق کامل ہوتا ہی تو دل بھی تمام سیاہ ہو جاتا ہی اس بیان سے واضح ہوا کہ اخلاق حسنہ کبھی تو طبیعت اور اصل پیدائش سے ہوتے ہین اور کبھی عمدہ افعال کے عادی ہونے سے اور کبھی صلحا اور ارباب خیر کے افعال دیکھنے سے کیونکہ ایک طبیعت دوسرے سے شر اور خیر دونون چراتی ہی پس اگر کوئی شخص ایسا ہو جسمین تینون جہات جمع ہو گئے ہون یعنی طبعاً اور عادۃً اور تعلم سے فضیلت کو پہونچا ہو تو ایسا شخص نہایت درجہ فضیلت پر ہی اور جو شخص کہ طبیعت کا اچھا نہو اور اسباب شر کے مہیا ہونے سے اُسی کا عادی ہو گیا ہو اور صحبت والے بھی بد ہون تو وہ نہایت درجہ پہ خدا تعالیٰ سے بعید ہی اور جسمین ان جہات کا کچھ اختلاف ہی وہ اُن دونون مرتبون کے درمیان ہی اور اُسکا قرب و بعد بموجب اُسکی صفت اور حال کے ہی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون

پانچوان بیان تہذیب اخلاق کے طریق مفصل کا

یہ پہلے معلوم ہوچکا ہی کہ مزاج بدن مین اخلاق کا معتدل رہنا صحت نفس کہلاتا ہی اور اُنکا اعتدال پر نہ رہنا سقم اور مرض نفس ہی جیسے کہ اعتدال اخلاط صحت بدن ہی اور اُنکا میل کرنا اعتدال سے مرض بدن آب جاننا چاہیے کہ نفس کا علاج باین طور کہ اُسمین سے رذیل اور ردی اخلاق دور رکھے جاوین اور فضائل اور افعال حسنہ کا مورد بنایا جاوے مشابہ بدن کے علاج کے ہی کہ اُسمین سے امراض کو دور کرکے اُسکی صحت و تندرستی مین کوشش کیجاوے پس جسطرح پر کہ اکثر اصل مزاج اعتدال ہی پر ہوتا ہی اور غذا اور خواہش و دیگر عوارض کی جہت سے معدہ مین خلل ہو جاتا ہی اسی طرح پر فطرت بھی صحیح و معتدل ہی ہوتی ہی جیسا کہ حدیث شریف مین ہی کل مولود یولد علی الفطرۃ[۱۷] وانما ابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ یعنی آدمی عادت خواہ تعلم سے اکتساب رذائل کرتا ہی اور جیسے کہ بدن ابتدا مین کامل نہین پیدا ہوتا بلکہ نشو و تربیت اور غذا سے کامل ہوتا ہی اسی طرح نفس بھی ناقص پیدا ہوتا ہی مگر لیاقت کمال کی اُسمین رہتی ہی تزکیہ اور تہذیب اخلاق اور غذاء علم سے کامل ہوجاتا ہی اور جسطرح کہ بدن اگر صحیح ہو تو طبیب حفظ صحت کی تدبیر کرتا ہی اور اگر بیمار ہو تو حصول صحت کی فکر مین رہتا ہی اسی طرح اگر آدمی کا نفس پاک و صاف و مہذب ہو تو چاہیے کہ اس باب مین کوشش کرے کہ ویسا ہی بنا رہے بلکہ ان امور کو اُسمین قوت اور زور ہو جاوے اور اگر اُسمین کچھ کمال نہو تو اُس کمال کے حاصل کرنے مین سعی کرے اور جیسا کہ اُس علت کا علاج جس سے کہ اعتدال بدن مین خلل ہوا ہی اُسکی ضد سے ہوتا ہی مثلاً اگر حرارت سے ہو تو برودات سے تدبیر کیجاتی ہی اور اُسکا عکس اسی طرح رذائل یعنی امراض قلبی کا علاج بھی اُنکی ضدون سے ہوتا ہی مثلاً جہل کا علاج تعلم سے اور بخل کا علاج سخی بننے سے اور کبر کا تواضع سے اور حرص کا علاج بزور خواہش نفسانی کے روکنے سے ہوتا ہی اور جیسے مرض بدن مین تلخی دوا کی برداشت کرنی پڑتی ہی اور دل چاہتی چیزون سے صبر کرنا ہوتا ہی اسی طرح علاج قلب مین تلخی مجاہدہ کا برداشت کرنا اور علاج پر صبر کرنا ہوتا ہی بلکہ اسمین بطریق اولی چاہیے اسواسطے کہ مرض بدنی سے تو مرنے پر نجات ہو جاتی ہی اور مرض قلبی معاذ اللہ ایسا مرض ہی کہ بعد موت بھی ابد الآباد تک رہتا ہی اور جسطرح کہ ہر ایک حرارت کے لیے ہر دوا سرد کافی نہین بلکہ برعایت شدت اور ضعف اور دوام اور اتفاق اور کثرت اور قلت کے مختلف طور پر دیجاتی ہی اور خوراک کے لیے بھی وزن معین ہوتا ہی کیونکہ مراعات وزن کے نہونے سے فساد زیادہ ہوتا ہی اور وزن کی مقدار دوا کے درجہ کے موافق اور احوال بدن کے مناسب اور مریض کے سن و سال و موسم کے مطابق اور مرض کی شدت و ضعف کے بموجب ہوا کرتی ہی کہ جب طبیب حرارت یا برودت کی قوت و ضعف معلوم کرلیتا ہی تو انھین باتون کے لحاظ سے نسخہ تجویز کرتا ہی اسی طرح مرشد اُستاد جو مُریدون کے نفوس کے معالج ہین اُنکو چاہیے کہ مریدون پر ایک بارگی ریاضت اور تکلیف صرف ایک فن مخصوص یا طریق معین کی نہ ڈالین جب تک کہ اُنکے اخلاق و امراض سے بخوبی واقف نہون اور جیسے کہ طبیب اگر سب مرضون کا علاج ایک ہی دوا سے کرے تو اکثر مر جاوینگے ایسے ہی مُرشد اگر سب مریدون کو ایک ہی لکڑی ہانکیگا وہ بھی ہلاک ہونگے بلکہ یون چاہیے کہ مُرید کا مرض اور اُسکا حال اور سن و سال اور مزاج غور سے دیکھے اور معلوم کرے کہ کس قسم کی ریاضت اس سے ہوسکتی ہی اُسی قسم کی مشقت اُس سے لیوے مثلاً اگر مرید مبتدی جاہل ہو اور احکام شرع نہ جانتا ہو تو اول اُسکو طہارت اور نماز اور عبادات ظاہری سکھلاوے اور اگر مال حرام اور معصیت مین مشغول ہو تو اُسکو اُن چیزون کے ترک کا حکم کرے جب ظاہر اُسکا زیور عبادات ظاہری سے آراستہ ہوجاوے اور اعضا بھی علانیہ معاصی سے پاک ہوجاوین تو قرائن احوال سے اُسکے باطن کی طرف متوجہ ہو کر اُسکے اخلاق و امراض قلبی کو دیکھے پس اگر اُسکے پاس قدر ضرورت سے مال زیادہ جانے اُس سے لیکر خیرات کرڈالے کہ اُسکی طرف سے فارغ البال ہو جاوے اور اُسطرف ملتفت نہو اور اگر رعونت اور کبر اُسپر غالب پاوے تو اُسکو بازار مین گداگری کے لیے بھیجے کیونکہ عزت ریاست کی اور شیخی نفس کی بے ذلت نہین جاتی اور سوال سے زیادہ کوئی ذلت نہین پس اُسکو اسی کی مواظبت کا حکم کرے جب تک اُسکا کبر جاتا رہے کہ کبر اور رعونت امراض قلبی مین سے مہلک ہین اور اگر بدن کی صفائی اور لطافت لباس کو غالب دیکھے اور اُسکا دل بھی ان باتون کی طرف متوجہ پاوے تو اُس سے آبدارخانہ کا کام لے اور خس و خاشاک کی جگہ مین جھاڑو دلواوے اور مدام باورچی خانہ اور دھوین کی جگہون مین

یا

[۱۷] ہر ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی اصل ایمان پر اور اُسکے ماں باپ اُسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہین ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ رضی

بیٹھنے کی اجازت دے یہانتک کہ صفائی کی رعونت مزاج سے ٹلجاوے کیونکہ جو لوگ کپڑون مین بناؤ سنگار کرتے ہین اور رنگا رنگ کے مصلے تلاش کرتے ہین اُن مین اور دُلھن مین کیا فرق ہی وہ بھی دن بھر اپنے آپ کو بنایا سنوارا کرتی ہی اور آدمی خواہ اپنے تن کی پرستش کرے خواہ کسی بُت کی عبادت کرے اسمین بھی کچھ فرق نہین کیونکہ جب غیر خدا کی عبادت ہوتی ہی تو خدا تعالی سے حجاب ہوجاتا ہی اسمین اپنا نفس اور بُت برابر ہین پس جو کوئی اپنے کپڑے کی طرف مائل ہو اور بجز حلال اور طاہر ہونے کے اور طور پر اُسکی طرف دل لگاوے تو وہ اپنے نفس کا پابند ہی اور ایک عجیب طرح کی ریاضت یہ ہی کہ جب مُرید رعونت یا کسی دوسری صفت کے ترک پر اصلا راضی نہو اور اُسکی ضد کو دفعۃً گوارا نہ کرے تو مُرشد کو چاہیے کہ اُسکو ایک عادت بد سے دوسری عادت بد مین جو اُس سے ہلکی ہو لگاوے مثلاً اگر کپڑے پر خون لگجاتا ہی اور پانی سے اُسکا دھبا نہین جاتا تو اول کپڑے کو پیشاب سے دھوتے ہین بعد اُسکے پانی سے دھوتے ہین یا لڑکے کو مکتب مین اول ترغیب گیند بلّا وغیرہ کی دیجاوے پھر کھیل سے عمدہ کپڑون کی ترغیب دیجاوے اُسکے بعد ریاست اور جاہ کی ترغیب دیجاوے پھر ان سب کے بعد جاہ و ریاست آخرت کی طرف برانگیختہ کیا جاوے اسیطرح جس کسی کا نفس دفعۃً جاہ کے چھوڑنے پر راضی نہو تو چاہیے کہ اُسکو کسی ہلکے جاہ مین مصروف کیا جاوے اسی طرح تدریج اُس صفت کو اُس سے دور کرنا چاہیے اور جب اُسپر حرص کھانے کی غالب ہو تو ہمیشہ روزہ رکھواوے اور کھانا کم کھلاوے اور یہ حکم کرے کہ مزہ دار کھانے پکا کر دوسرون کو کھلا دے آپ اُن مین سے نہ کھاوے یہانتک کہ اُسکے نفس کو صبر کی عادت ہو اور کھانے کی حرص دور ہو اور جب اُسکو جوان شائق نکاح جانے مگر نان نفقہ سے عاجز ہو تو اُسکو روزہ رکھنے کا حکم کرے اور اگر اُس سے خواہش کم نہو تو یون کہے کہ رات کو پانی سے افطار کیا کرو روٹی نہ کھاؤ اور دوسرے دن شام کو روٹی کھاؤ پانی نہ پیو اور گوشت و سالن کی ممانعت قطعی کردے تاکہ اُسکا نفس ذلیل ہو اور خواہش کم ہوجاوے کیونکہ شروع مین بھوکھ سے بڑھکر کوئی اچھا علاج نہین اور اگر غصے کو اُسپر غالب دیکھے تو حلم اور سکوت کے لیے حکم کرے اور ایک بدمزاج کے ساتھ اُسکو کرکے کہدے کہ اسکی اطاعت کیا کر یہان تک کہ اُسکا نفس برداشت کرنے پر عادی ہوجاوے چنانچہ بعض بزرگون کے حال مین لکھا ہی کہ وہ اپنے نفس کو حلم کی عادت ڈالنے اور شدت غضب کو دور کرنے کے لیے ایسے آدمیون کی مزدوری کیا کرتے تھے جو برملا گالیان دین پس اپنے نفس سے بزور صبر کراتے تھے اور غصہ پیتے تھے یہان تک کہ حلم اُنکی عادت ہوگئی اور اس باب مین ضرب المثل بنگئے اور بعضے بزرگ اپنے آپ مین نامردی اور ضعف قلب پاتے تھے تو تحصیل شجاعت کے لیے جاڑون کے موسم مین جب سمندر مین خوب موجین اُٹھتی ہوتین سوار ہوتے اور زہند و عابد کسل عبادت کا علاج یون کرتے ہین کہ تمام تمام رات ایک ہی ہیئت پر کھڑے رہتے ہین اور بعض بزرگ ابتدا مریدی مین قیام سے کسل کرتے تھے تو اپنے نفس پر لازم کرلیا کہ تمام رات سر کے بل کھڑا رہونگا تاکہ پانون پر کھڑا ہونے کو بخوشی مان لے اور بعضون نے دوستی مال کا یون علاج کیا کہ سارا مال بیچکر اُسکا دام دریا مین پھینک دیا اس جہت سے کہ لُٹانے مین شبہہ سخاوت یا ریا کا بھی تھا اِن مشابہون سے علاج قلوب کا طور معلوم ہوتا ہی مگر ہماری غرض یہ نہین کہ ہر ہر مرض کے لیے جُدا جُدا دوا لکھین اسکا بیان آگے آویگا یہان یہی غرض ہی کہ طریق عام اس باب مین نفس کی خواہش کے خلاف پر چلنا ہی اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین اس بات کو ایک ہی کلمہ مین ارشاد فرمایا ہی یعنے وامّا من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ہی الماوی اور اصل مہم مجاہدہ نفس مین پورا کرنا عزم کا ہی پس جب آدمی ترک شہوت کا عزم کرے اور اُسکے لوازم پیش آجاوین تو یہ جانے کہ یہ خدا تعالی کی طرف سے امتحان ہی اُسوقت چاہیے کہ صبر کرکے اور اپنے وعدہ پر جا رہے اسلیے کہ اگر عہد شکنی کریگا تو نفس کو ویسی ہی عادت ہوجاویگی اور تباہ ہوجاویگا بلکہ اگر عہد شکنی کرے تو اپنے اوپر ایک سزا مقرر کرے جیسا کہ ہمنے باب محاسبہ اور مراقبہ مین نفس کی تعزیر مین بیان کیا ہی اور اگر اُسکو سزا سے نہین ڈراویگا تو نفس اُسپر غالب آجاویگا اسصورت مین شہوت کے بموجب مرتکب ہو بیٹھیگا جسکے سبب سب ریاضت برباد ہوجاویگی

ف: اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے تو بہشت ہی ہے ٹھکانا ۱۲

چھٹا بیان قلوب کی بیماریون کی علامتون کا اور اُسکے تندرست ہوجانے کی علامتون کا

واضح ہو کہ ہر ایک عضو اعضاء بدن سے ایک فعل خاص کے لیے پیدا ہوا ہی اگر اُس سے وہ فعل صادر نہوگا یا کچھ اضطراب کے طور پر صادر ہوگا تو وہ عضو

صحیح نہ کہلاویگا بیمار ہوگا مثلاً ہاتھ کا مرض یہ ہو کہ اُس سے گرفت نہ ہو سکے اور آنکھ کا مرض یہ ہو کہ دیکھ نہ سکے یا دیکھنا مشکل ہو اسی طرح مرض قلب
وہ ہوگا جس سے قلب اپنا فعل خاص نہ کر سکے اور اُسکا فعل خاص علم اور حکمت اور معرفت اور محبت اور عبادت آلٰہی ہو اور اُسکے ذکر سے لذت
پانا اور سوا اُسکے ہر چیز کی خواہش پر اسی لذت کو ترجیح دینی اور تمام اعضا اور آرزوون سے اُسی کے لیے مدد چاہنی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون[1] اس سے معلوم ہوا کہ قلب انسانی کا فعل خاص عبادت و معرفت آلٰہی ہو اور خاصیت نفس انسانی وہ ہی
ہونی بھی چاہیے کہ جس سے بہائم سے علحدہ ہو جاوے کیونکہ قوت کھانے اور پینے اور جماع اور دیکھنے مین تو انسان اُنسے متمیز نہین بلکہ اس امر سے
متمیز ہو کہ چیزون کو اُنکی اصل حقیقت پر جانتا ہو اور از انجا کہ موجد اور مخترع تمام اشیا کا اللہ جل شانہ ہو پس اگر کوئی تمام اشیا کو جانے اور
اُنکے صانع کو نہ پہچانے تو گویا اُسنے خاک بھی نہ جانا اور علامت خدا کے پہچاننے کی اُسکی محبت ہو جو اُسکو پہچانتا ہو اُسکی دوستی مین محو ہو جاتا ہو
؎ این مدعیان در طلبش بیخبرانند + آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد + اور اُسکی محبت کی یہ نشانی ہو اُسپر دنیا اور ما فیہا اور تمام
اپنی محبوب چیزون کو ترجیح نہ دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموہا و
تجارۃ تخشون کسادہا ومساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ[2] پس جس کسی کے نزدیک خدا کے
سوا اور کوئی چیز محبوب تر ہو تو اُسکا دل مریض ہو جیسا کہ کسی کے معدہ مین روٹی اور پانی کی نسبت محبت مٹی کی زیادہ ہو جاوے اور غذا
کی خواہش جاتی رہے تو وہ مریض ہوتا ہو پس مرض قلوب کے یہ علامات ہین اور اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمام قلوب بیمار ہین الا ماشاء اللہ
اور چونکہ بعضے مرض ایسے ہوتے ہین کہ بیمار کو معلوم نہین ہوتے اور مرض قلب بھی اُنھین مین سے ہو اسیواسطے آدمی غافل رہتا ہو اور اگر جان بھی
جاتا ہو تو اُسکے علاج کی تلخی پر صبر مشکل ہو اسلیے کہ دوا اُسکی شہوات کی مخالفت ہو جسکو جان کندنی سمجھتا ہو اور اگر نفس مین صبر بھی پاتا ہو تو کوئی
معالج حاذق نہین ملتا کہ اُسکا علاج کرے کیونکہ طبیب اس مرض کے علما ہین اور وہ خود اس مرض مین مبتلا ہین پس جب وہ اپنا ہی علاج
نہین کرتے دوسرے کا کسطرح کرینگے ؎ جو معالج تھا وہی اس درد سے لاچار ہو + پھر دوا بیمار کی ہونی بہت دشوار ہو + اسی جہت سے
مرض قلوب مرض لا علاج ہوگیا ہو نہ اسکا علم لوگون مین رہا نہ اس مرض کو کوئی جانتا ہو لوگ جب دنیا پر جھک پڑے اور ایسے اعمال کیطرف متوجہ ہوے
کہ ظاہر مین عبادت ہون اور باطن مین ریا و عادت یہانتک اصول امراض کی علامات ہو چکین اب علامات صحت کو بعد معالجہ کے سُنا چاہیے
وہ اسطرح ہو کہ جس بیماری کا علاج کرنا ہو اگر وہ بخل ہو جو موجب تباہی اور بعد عن اللہ ہوتا ہو تو اُسکا علاج مال کے دے ڈالنے اور خرچ
کرنے سے ہوتا ہو مگر بذل مال اس درجہ پر کرے کہ مسرف نہو جاوے ورنہ ایک اور مرض مین مبتلا ہو جاویگا جیسے کوئی شخص سردی کا علاج گرمی
سے اتنا کرے کہ حرارت بڑھ جاوے تو یہ بھی ایک مرض ہو بلکہ مقصود یہ ہو کہ اعتدال سردی اور گرمی مین ہو جاوے اسیطرح یہان بھی مقصود
ہو کہ فضول خرچی اور کم خرچی مین اعتدال ہو جاوے اور درجہ اوسط جو دونون طرفون سے نہایت فاصلہ پر ہو حاصل ہو جاوے پس اگر یہ
منظور ہو کہ درجہ وسط معلوم کرو تو اُسکا طریق یہ ہو کہ جو فعل کسی خلق کے باعث ہوتا ہو اُسکو دیکھنا چاہیے اگر وہ سہل اور شیرین معلوم ہو تو جان لینا
چاہیے کہ یہی خلق نفس پر غالب ہو مثلاً اگر مال کا روکنا اور جمع کرنا آسان اور لذیذ معلوم ہو بہ نسبت مستحقین کے دینے کے تو جان لو کہ بخل کا غلبہ ہو
اسصورت مین داد و دہش کی مواظبت زیادہ کرنی چاہیے اور اگر غیر مستحقون کو دینا آسان اور لذیذ معلوم ہوتا ہو بہ نسبت امساک واجبی کے تو اپنے
اوپر فضول خرچی کا غلبہ سمجھو اور اس صورت مین امساک کی مواظبت کی طرف رجوع کرو اور اسی طرح نفس کے افعال کو دیکھکر اُنکی سہولیت اور
اشکال سے عادت پر استدلال کرتے رہو یہانتک کہ علاقہ دل مال کی طرف التفات سے منقطع ہو جاوے اور بذل اور امساک دونون کی
طرف رجوع نہ کرے بلکہ مال کا حال پانی کا سا ہو جاوے کہ اگر امساک بھی ہو تو کسی محتاج کی حاجت کے لیے ہو اور بذل بھی ہو تو ایسا ہی کچھ ہو
مگر ان دونون کو ایک دوسرے پر غلبہ نہ رہے پس جو قلب اسیطرح کا ہو جاویگا وہ اس مقام خاص سے سالم رہیگا اور تمام اخلاق سے سالم

[1] اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ۱۲
[2] تو کہہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتین اور برادری اور مال جو کمائے ہین اور سوداگری جسکے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور حویلیان جو پسند رکھتے ہو تمکو عزیز ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور لڑنے سے اُسکی راہ مین تو راہ دیکھو جب تک بھیجے اللہ حکم اپنا ۱۲

ہونا ضروری ہی یہانتک کہ تعلقات دنیا مین سے کسی چیز کا علاقہ نہ رہے اور یہان سے بے لگاؤ اُٹھ جاوے نہ خود دنیا کا التفات ہو نہ اُسکے لوازم کا شوق اُسوقت پروردگار کے سامنے اطمینان کے ساتھ جاویگا کہ وہ اس سے راضی اور یہ اُس سے خوش اور بندگان مقرب یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی جماعت مین داخل ہوگا جو عمدہ رفیق ہین اور ازانجا کہ درجہ اوسط دونون طرفون مین نہایت باریک بلکہ بال سے زیادہ پتلا اور تلوار سے زیادہ تیز ہی تو بالضرور جو اس صراط المستقیم پر دنیا مین قائم رہیگا وہ اسیطرح آخرت کے پل صراط پر گذریگا اور چونکہ آدمی کچھ نہ کچھ صراط مستقیم درجہ اوسط سے ایک نہ ایک طرف کو جھک جاتا ہی اسی لیے اُسکا قلب متعلق اُسی جانب کو ہوتا ہی جسطرف کہ جھکا ہی اور یہین لحاظ کچھ نہ کچھ عذاب اور گزند دوزخ ضرور ہوگا گو بجلی ہی طرح نکلجاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا یعنی وہ لوگ کہ صراط مستقیم سے اکثر قریب رہے بعید کمتر رہے اور اسی استقامت کی دشواری کی جہت سے ہر روز بندہ کو اثناء قرات الحمد مین سترہ بار یہ دعا واجب ہوئی اہدنا الصراط المستقیم روایت ہی کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ آپ نے فرمایا ہی کہ مجکو سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا اسکی وجہ کیا ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُسمین حکم خداوندی یون ہی کہ فاستقم کما امرت اس سے معلوم ہوا کہ استقامت راہ راست پر نہایت دشوار ہی مگر بندہ کو چاہیے کہ اگر استقامت حقیقی میسر نہو تو اُس سے قرب ہی کے لیے کوشش کیے جاوے غرضکہ جو شخص اپنی نجات چاہے تو بدون عمل صالح نہو گی اور اعمال صالح عمدہ اخلاق سے ہوتے ہین اسلیے ضرور ہی کہ آدمی اپنے صفات اور اخلاق کی طرف متوجہ ہو اور ایک ایک کا علاج بہ ترتیب کرے خداوند کریم ہمکو تقوی نصیب فرماوے۔

ساتوان بیان اُس طریق کا جس سے انسان اپنے عیب پہچانے

جاننا چاہیے کہ جب خدا تعالیٰ کو کسی کے ساتھ بھلائی کرنی منظور ہوتی ہی اُسکی نظر کو خود اُسکے عیبون کی طرف پھیر دیتا ہی پس جسکی عقل تیز ہوتی ہی اُسپر اُسکے عیب پوشیدہ نہین رہتے اور عیب کے معلوم ہونے کے بعد علاج بھی ممکن ہی مگر افسوس کہ لوگ اپنے عیبون سے جاہل ہین دوسرون کے عیوب ذرا ذرا معلوم کرتے ہین لیکن اپنے بڑے عیب بھی نہین جانتے قطعہ ای ہنرہا نہادہ برکف دست + عیبہا را گرفتہ زیر بغل + تاچہ خواہی خریدن ای مغرور + روز درماندگی بسیم دغل + پس جو کوئی اپنے عیب جاننا چاہے اُسکے چار طور ہین اول یہ کہ جو مرشد کہ عیوب نفس جان سکتا ہو اور آفات پوشیدہ کو معلوم کر سکتا ہو اُسکے سامنے بیٹھے اور اپنے آپ کو اُسکے حوالہ کرے اور جو کچھ وہ مجاہدہ بتلاوے اُسکے بموجب عمل کرے یہ حال مرید کا مرشد کے ساتھ ہی کہ مرشد عیوب نفس اور علاج دونون بتلاتا ہی مگر اُسوقت مین ایسے شخص کا وجود کمیاب ہی دوسرے یہ کہ کسی اپنے دوست صادق متدین عقیل سے کہے کہ میرے احوال اور افعال کو تاکتے رہو اور جو کچھ میرے اخلاق و افعال ظاہری و باطنی مین بُرا معلوم ہو اُس سے مجکو اطلاع کر دو اکابر ائمہ دین اسیطرح کیا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خدا کی رحمت ہو اُس شخص پر جو مجکو میرے عیب بتلاوے اور حضرت سلمان فارسی سے اپنے عیوب پوچھا کرتے جب حضرت سلمان آپکے پاس تشریف لائے تو آپنے فرمایا کہ کوئی ایسی بات بھی میری تم تک پہونچی ہی جو تمھین بُری معلوم ہوا اُنھون نے عرض کیا کہ اس بات سے مجکو معاف کیجیے آپ نے باصرار پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ آپ نے دسترخوان پر دو سالن جمع کیے اور آپ کے پاس دو لباس ہین ایک رات کا ایک دن کا آپ نے فرمایا کہ انکے سوا کچھ اور سُنا ہی اُنھون نے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ ان دونون سے تسلی رکھو انکی ایک وجہ ہی اور حضرت حذیفہ سے پوچھتے کہ آپ منافقین کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار ہین یہ بتلاؤ کہ مجھ مین تو کوئی نشان نفاق کا نہین پاتے سبحان اللہ باوجود اس جلالت شان اور علو مکان کے آپ اپنے نفس کو اسقدر متہم کرتے تھے پس جو کوئی عقل زیادہ اور منصب عالی رکھتا ہوگا وہ عُجب کمتر کریگا اور سب سے زیادہ اپنے نفس پر تہمتین باندھیگا اور اس زمانے مین ایسا دوست ملنا دشوار ہی کہ مُنھ دیکھے پر کا لحاظ ترک کرکے عیب بتلاوے یا حسد کے باعث جتنا چاہیے اُس سے زیادہ نہ کہے آج کل کے دوست حاسد اور خودغرضی ہین کہ جو عیب نہو اُسکو بھی عیب جانیں

یا خوشامد کے مارے عیب چھپاوین اسی جہت سے داؤد طائی رحنے لوگون سے کنارہ کر لیا تھا جب اُنسے پوچھا کہ لوگون سے آپ کیون نہین ملتے اُنھون نے کہا کہ مین ایسے لوگون سے ملکر کیا کرون جو میرے عیب پوشیدہ رکھین غرضکہ ارباب دین کی آرزو یہی ہوتی تھی کہ دوسرے کے بتلانے سے اپنے عیبون پر متنبہ ہون لیکن اَب زمانہ ایسا ہوگیا ہی کہ جو کوئی نصیحت کی بات کہے اور ہمکو ہمارے عیب بتلاوے وہ سب سے بڑھکر دشمن گنا جاتا ہی اور یہ علامت ضعف ایمان کی ہی کیونکہ اخلاق بد مثل سانپ اور بچھو کے ہین پس اگر کوئی ہمسے یون کہے کہ تمھارے کپڑے مین بچھو ہی تو اُسکا ممنون ہونا چاہیے اور خوش ہوکر اُسکے علیحدہ کرنے اور قتل کرنے مین کوشش کرنی چاہیے حالانکہ بچھو کا زہر اور رنج صرف ایک روز یا اُس سے بھی کم رہتا ہی اور اخلاق بد کا وبال یہ خوف ہی کہ بعد موت بھی ہمیشہ کو ہزارون برس رہے تو جو کوئی اُنکا حال ہمکو بتلاتا ہی اُس سے خوش نہین ہوتے اور اُنکے دور کرنے مین مشغول نہین ہوتے بلکہ اُسکے مقابلہ مین کوئی عیب نصیحت کنندہ کا کہنے لگتے ہین کہ تم مین بھی تو فلان عیب ہی اور اس عیب جوئی کی جہت سے اُسکی نصیحت کا فائدہ مہمل ہوجاتا ہی اور یہ امر کثرت ذنوب سے سختی دل کا نشان ہی اور اصل سب کی وہی ضعف ایمان ہم اللہ سے چاہتے ہین کہ ہمکو راہ راست دکھلاوے اور ہمارے عیبون پر ہمکو مطلع کرکے اُسکے علاج مین مصروف کردے اور اس بات کی توفیق عنایت کرے کہ جو کوئی عیب ہمکو تبلاوے اُسکے ممنون اور مشکور ہون تیسرا طور یہ ہی کہ اپنے عیب دشمنون کی زبانی معلوم کرے کہ وہ لوگ عیب ہی کے درپے رہتے ہین اور غالب یہ ہی کہ آدمی اِس باب مین نسبت دوستون کے دشمنان عیب جو سے زیادہ نفع حاصل کرسکتا ہی اسلیے کہ دوست خوشامد کی جہت سے عیب نہین ظاہر کرتے مگر آدمی کی پیدائش مین یہ بات ہی کہ دشمن کے قول کو جھوٹا اور مبنی برحسد جانتے ہین لیکن اہل بصیرت دشمنون کے قول سے بھی فائدہ مند ہوتے ہین اسلیے کہ بُرائیان ضرور اُنکی زبانون پر مذکور ہوتی ہین چوتھا طور یہ ہی کہ آدمیون سے ملکر جو بات اُنمین بُری دیکھے اپنے نفس کو اُسپر متنبہ کرے اسلیے کہ مومن ایک دوسرے کا آئینہ ہوتا ہی دوسرے کے عیب دیکھکر اپنے عیب کو معلوم کرلے اور جان لے کہ طبیعتین سب کی قریب قریب ہوتی ہین جو بات ایک مین ہوگی اُسکی اصل دوسرے مین بھی ہوگی یا اُس سے بڑھکر ہوگی اسطرح جو بات دوسرے سے بُری معلوم ہو اُس بات کو اپنے نفس سے دور کرے اور یہ تادیب بہت عمدہ ہی اگر آدمی اسپر عمل کرین تو مرشد و موذب کی کچھ حاجت نہو حضرت عیسی علیہ السلام ﷺ لوگون نے پوچھا کہ آپ کو اَدب کس نے سکھلایا آپنے فرمایا کہ مجکو کسی نے ادب نہین سکھلایا جاہل کی جہالت مجکو بُری معلوم ہوئی اُس سے مین نے کنارہ کیا اور یہ طور اُن لوگون کے لیے ہین جنکو ایسا اُستاد کامل میسر نہو جو عارف اور ذکی اور عیوب نفس سے واقف ہو اور شفقت سے دین کی نصیحت کرے اور اپنے نفس کی تہذیب سے فارغ ہوکر اللہ کے بندون کی تہذیب و تعلیم مین مشغول ہو ورنہ جسکو ایسا مرشد میسر آجاوے تو گویا طبیب ملگیا اُسکا پیچھا نہ چھوڑے وہ اُسکا مرض کھودیگا اور ہلاک سے بچاویگا

آٹھوان بیان دلائل نقلی ارباب بصیرت اور شواہد شریعت کا اِس بات پر کہ امراض قلوب کا علاج شہوات کے چھوڑنے سے ہی اور یہ کہ مادہ اِن امراض کا اتباعِ شہوات ہی

جاننا چاہیے کہ بیان مذکورۂ بالا اگر بنظر تامل اور اعتبار کے دیکھا جاوے تو آدمی کی بصیرت کُھلجاوے اور امراض قلوب مع اُنکے علاج کے نور علم و یقین سے معلوم ہوجاوین پس اگر اِس سے عاجز ہو تو یہ ضرور چاہیے کہ اُسکی تصدیق اور ایمان براہ تقلید حاصل ہو کیونکہ ایمان کا درجہ جُدا ہی اور علم کا جدا علم بعد ایمان کے حاصل ہوتا ہی اور اُسکا درجہ بھی ایمان کے اوپر ہی قال اللہ تعالیٰ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات پس جس شخص نے اِس بات کی تصدیق کی کہ شہوت کی مخالفت موصل الے اللہ ہی اور اسکا سبب اور بھید نہین جانا تو وہ ایمان والون مین ہی اور جب سبب اور بھید پر بھی وقوف ہوگیا تو علم والون مین ہوا

وکلا وعد اللہ الحسنیٰ اور اس بات پر ایمان لاتا قرآن وحدیث واقوال علما سے ثابت ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ونہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ہی الماویٰ اور فرمایا اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ اسکی تفسیر یون کی ہی کہ اُنکے دلون سے محبت شہوات نکال لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المومن بین خمس شدائد مومن یحسدہ ومنافق یبغضہ وکافر یقاتلہ وشیطان یضلہ ونفس تنازعہ اسمین بیان فرمایا کہ آدمی کا نفس دشمن نزاع کنندہ ہی اُس سے مجاہدہ واجب ہی اور ایک روایت مین ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے داود اپنے اصحاب کو شہوات کے کھانے سے ڈراؤ اور بچاؤ کیونکہ جن قلوب کی عقلین شہوات دنیاوی سے متعلق ہین وہ مجھسے محجوب ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ خوشا حال اُس شخص کا جس نے حال کی شہوت کو ان دیکھے وعدہ کے لیے چھوڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو فرمایا جو جہاد سے پھر کر آئے تھے من حبابکم قدمتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہی آپ نے فرمایا جہاد النفس اور فرمایا المجاہد من جاہد نفسہ فی طاعۃ اللہ عزوجل اور فرمایا کف اذاک عن نفسک ولا تتابع ہواہا فی معصیۃ اللہ تعالیٰ اذا تخاصمک یوم القیامۃ فیلعن بعضک بعضا الا ان یغفر اللہ تعالیٰ ویستر اور حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ نفس سے سخت تر علاج مین نے کسی چیز کا نہین دیکھا کبھی تو میرے مفید ہوتا ہی اور کبھی مضر اور ابو العباس موصلی اپنے نفس سے کہتے کہ نہ تو شہزادون کے ساتھ دنیا کا مزہ پاتا ہی نہ آخرت کی طلب مین عابدون کے ساتھ محنت اُٹھاتا ہی کیا مجکو دوزخ اور جنت کے بیچ مین قید کریگا شرم نہین کرتا اور حسن بصری رح فرماتے ہین کہ نفس سے زیادہ سرکش گھوڑے کو بھی سخت لگام کی حاجت نہین ہوتی اور یحییٰ بن معاذ فرماتے ہین کہ نفس کے ساتھ ریاضت کی تلوارون سے لڑنا چاہیے اور ریاضت چار طرح پر ہی تھوڑا کھانا تھوڑا سونا بقدر حاجت بولنا اور سب لوگون کی ایذا کو سہنا تھوڑے کھانے سے شہوت مرجاتی ہی اور تھوڑے سونے سے نیت صاف ہوتی ہی اور کم بولنے سے آفتون سے سلامت رہتا ہی اور ایذا کی برداشت سے اقصے مراتب کو پہونچتا ہی اور بندہ پر حلم اور برداشت جفا کے برابر کوئی چیز سخت نہین بس جب نفس مین سے ارادہ شہوت کا اُٹھے یا شیرینی کلام بیہودہ کی اُس سے جوش مارے اُسی وقت چاہیے کہ شمشیر قلت طعام غلاف کمخوابی سے برہنہ کرے اور خاموشی کا تازیانہ اُسپر جڑے یہانتک کہ ظلم اور انتقام سے باز آوے اور ہمیشہ کو اُسکے وبال سے چھوٹے اور کدورت شہوات سے اُسکو پاک وصاف کردے تب کہین اُسکی آفتون سے چھٹی ملے اُسوقت نوری اور روحانی ہلکا پھلکا ہوجاویگا اور میدان خیرات مین دوڑتا پھریگا اور طاعت کے رستون مین سبک گھوڑے کی طرح جولانیان کریگا اور ایسا ہوجائیگا جیسے بادشاہ چمن مین سیر کرتا ہی اور یہ بھی اُنھون نے ہی فرمایا ہی کہ انسان کے دشمن تین ہین دنیا اور شیطان اور نفس تو دنیا سے تو زہد کرنے سے بچنا چاہیے اور شیطان سے اُسکی مخالفت کرنے سے اور نفس سے ترک شہوات سے اور بعض حکما کا قول ہی کہ جس شخص پر نفس غالب ہوجاتا ہی وہ اُسکی چاہ کی چاہ مین قید ہوجاتا ہی اور بیڑیان اور طوق پڑجاتا ہی باگ اُسکے قبضہ مین ہوجاتی ہی جدھر چاہتا ہی لیے پھرتا ہی قلب کو فوائد سے مانع ہوتا ہی اور امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہین کہ اسپر علما وحکما کا اتفاق ہی کہ عیش دائمی بے عیش چھوڑے نہین ملتا اور ابو یحییٰ اوراق فرماتے ہین کہ جس نے اعضا کی خوشی شہوات کے ارتکاب سے کی اُسنے مزرعہ دل میں تخم ندامت بویا اور وہب بن الورد فرماتے ہین کہ روٹی سے زیادہ اگر ہو تو خواہش نفس مین داخل ہی اور یہ بھی اُنکا قول ہی کہ جو کوئی شہوات دنیا سے محبت کرتا ہی چاہیے کہ ذلت کے واسطے تیار رہے اور روایت ہی کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اُسوقت مین کہ آپ مالک مصر ہوگئے تھے عرض کیا اے یوسف حرص اور شہوت نے بادشاہون کو غلام کردیا اور صبر وتقویٰ نے غلامون کو بادشاہ بنادیا آپ نے فرمایا کہ یہ تو خدا ہی نے کہا ہی انہ من یتق ویصبر فان اللہ لایضیع اجر المحسنین اور حضرت جنید رح فرماتے ہین کہ ایک دفعہ رات کو مین جاگا اور نماز پر کھڑا ہوا کچھ وہ لذت نہ ملی جو ہمیشہ ہوتی تھی تو ارادہ کیا کہ سو رہون یہ بھی نہو سکا پھر بیٹھنا چاہا تو وہ بھی ممکن نہوا آخر مکان سے نکلا تو دیکھا کہ ایک آدمی کمل مین لپٹا ہوا راستہ مین لیٹا ہی جب اُسنے میری آہٹ سنی تو کہا کہ اے ابو القاسم اسوقت ذرا میرے پاس آنا مین نے کہا کہ میان صاحب پہلے سے تو آپنے اطلاع نہین فرمائی اُسنے کہا کہ ٹھیک ہی مین نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ تمھارے دل کو میرے لیے حرکت دے مین نے کہا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے

کیا اب آپ فرمایئن کیا مطلب ہو اُسنے کہا کہ نفس کا درد کسوقت اُسکا علاج ہوتا ہو مین نے جواب دیا کہ جب آدمی خواہش نفس کے خلاف کرتا ہو تو اُسکو تکلیف ہوتی ہو مگر یہی اُسکا علاج اور دوا ہو پس وہ شخص اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ سُن مین نے تجکو سات بار یہی جواب دیا تھا تو نے نہ مانا اور کہا کہ جنید سے سنونگا لے اَب سُن لیا پھر وہ شخص چلدیا اور مین نے نہ پہچانا اور یزید رقاشی فرمایا کرتے کہ یارو ٹھنڈا پانی مجکو دنیا مین نہ دو ایسا نہو کہ آخرت مین اُس سے محروم رہون اور ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز سے پوچھا کہ مین کسوقت کلام کیا کرون آپنے فرمایا کہ جب نفس خاموشی چاہے اُسنے پوچھا کہ چُپ کسوقت ہون فرمایا کہ جب وہ بولنا چاہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جسکو شوق جنت کا ہو وہ دنیا مین شہوات سے الگ رہے اور حضرت مالک بن دینار بازارون مین پھرتے جب کوئی چیز اپنے جی چاہتی دیکھتے تو نفس سے کہتے کہ صبر کرنا چاہیے بخدا کہ مین جو تجکو منع کرتا ہون صرف تجکو اپنے نزدیک بڑا سمجھکر روکتا ہون اِن سب روایتون سے معلوم ہوا کہ علما و حکما کا اسپر اتفاق ہو کہ سعادت آخروی کا طریق سوائے روکنے نفس کے ہوائے نفسانی سے اور مخالفت شہوات کے اور کوئی نہین تو اسپر ایمان واجب ہی اور علم تفصیل اِس امر کا کہ شہوات سے کون شی ترک کرنی چاہیے اور کونسی نہین اس بیان سے معلوم ہوتا ہو جو ہم اوپر لکھ چکے ہین اور اصل ریاضت اسکا نام ہو کہ جو چیز قبر مین نہ جائے اُس سے نفس کو بقدر ضرورت بہرہ مند کرے یعنے کھانا اور لباس اور نکاح اور مسکن اور جو چیزین کہ ضروری ہون اُنسے بقدر حاجت و ضرورت مستفید ہو اگر اسقدر سے کچھ بھی زیادتی کریگا تو اُسی قدر کے ساتھ انس و الفت ہوگی جب مریگا تو اسی جہت سے تمنا دنیا مین پھر آنے کی باقی رہیگی اور دنیا مین آنے کی تمنا اُسی کو ہوگی جسکو آخرت سے بہرہ نہو اور اسسے نجات کی صورت بھی ہو کہ قلب خدا کی معرفت اور محبت اور فکر مین مشغول رہے اور اُسی کا ہو رہے اور دنیا سے اُسقدر پر قناعت کرے جو فکر اور ذکر کی مانع نہو اور یہ باتین سب اُسی کی عنایت سے میسر ہوتی ہین پس جو کوئی اس ریاضت حقیقی تک نہ پہونچ سکے اُسکے قریب قریب پہونچنے کا قصد کرے اس باب مین لوگ چار طرح پر ہین ایک وہ ہو کہ اُسکا قلب ذکر آلہی مین مستغرق ہو اور دنیا کی طرف سوائے ضرورت معیشت کے التفات ہی نہین کرتا ایسا شخص صدیقین مین سے ہو مگر یہ رتبہ بہت دنون کی ریاضت اور مدت تک ترک شہوات کے بعد ملتا ہو ؎ عمرے باید کہ یار آید بکنار ✣ این دولت سرمدہمہ کس راندہند ✣ دوسرا وہ شخص ہو کہ دنیا مین اُسکا دل ڈوبا ہوا ہو اور اللہ تعالی کا ذکر صرف بطور حدیث نفس کے آجاتا ہو یعنی صرف زبان سے ذکر کرتا ہو نہ دل سے تو ایسا شخص ہالکین مین سے ہو تیسرا وہ شخص ہو کہ دنیا اور دین مین دونون مین مشغول ہو لیکن قلب پر دین غالب ہو تو ایسا شخص آگ مین تو ضرور جائیگا مگر جسقدر دل پر غلبہ ذکر آلہی ہوگا اُسی قدر جلد نجات پا دیگا چوتھا وہ شخص ہو کہ دونون مین مشغول ہو مگر دنیا کا غلبہ دل پر ہو تو یہ شخص دوزخ مین زیادہ رہیگا لیکن اُسمین سے بیشک نکلیگا کیونکہ اگرچہ دنیا اُسکے دل پر غالب تھی مگر خدا کا ذکر بھی تہ دل سے کرتا تھا اُسی کی قوت سے نجات حاصل ہوگی آلہی ہمکو ذلت و رسوائی سے بچانا ؎ نفس و شیطان زد کریا راہ ما ✣ رحمت باد اشفاعت خواہ ما ✣ بعضے لوگ یہ کہتے ہین کہ اشیاء مباح سے لذت لینی مباح ہو تو اس سے خدا کی دوری کیسے ہوگی مگر یہ اُنکا خیال خام ہو بلکہ اصل حقیقت یہ ہو کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ دوستی دنیا کی ہر ایک گناہ کی جڑ ہو اور ہر ایک حسنہ کو حبط کرتی ہو اور مباح شی جو ضرورت سے زیادہ ہو وہ بیشک دنیا ہی ہو اور دوری کا سبب ہوتی ہو چنانچہ اسکا ذکر ذم دنیا کے باب مین آویگا ابراہیم خواص کہتے ہین کہ مین ایک دفعہ پہاڑ لگام پر تھا مجکو انار نظر پڑے اور دل چاہا ایک توڑ کر جو چیرا تو کھٹا پایا اُسے ڈالکر چلدیا راہ مین ایک شخص پڑا ہوا تھا اور اُسپر بھڑین جمع تھین مین نے اُس سے کہا السلام علیک اُسنے کہا وعلیک السلام یا ابراہیم مین نے پوچھا کہ تمنے مجھے کیسے پہچانا اُسنے کہا کہ جو خدا کو پہچانتا ہو اُسپر کوئی چیز مخفی نہین رہتی مین نے کہا کہ آپ تو رسیدہ ہین خدا سے دعا کیون نہین مانگتے کہ ان بھڑون سے تمکو بچا دے اُسنے جواب دیا کہ آپ بھی تو رسیدہ ہین دعا کیون نہین کرتے کہ انار کی خواہش سے تمھارے دل کو بچا دے بھڑون کا رنج تو دنیا ہی تک ہو شہوت کا دُکھ تو آخرت تک رہیگا مین چُپ ہو کر چلا گیا اور سری رح فرماتے ہین کہ چالیس برس سے میرا نفس یون چاہتا ہو کہ روٹی چھوہارے کے

شیرہ مین تر کرکے کھاؤن مگر مین نے نہ کھلائی اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح قلب طریق آخرت کے سلوک کے لیے نہین ہوتی جب تک کہ نفس کو شہوات سے اور مباح چیزون کی لذت سے روکا نہ جاوے اسلیے کہ مباحات کی لذت سے محظورات مین پڑجاتا ہی مثلاً اگر کوئی چاہے کہ زبان سے غیبت اور فضول بات نہ نکلے تو اسکو چاہیے کہ بجز ذکر آلٰہی یا ضروریات دین کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکلے اور سکوت اختیار کرے یہانتک کہ شہوت کلام فنا ہوجاوے پھر جو کلام نکلیگا وہ حق ہوگا اور سکوت اور کلام دونون عبادت ہونگے اور جب آنکھ مین یہ عادت ہو کہ ہر ایک اچھی چیز کی طرف پڑتی ہو تو حرام چیزون پر بھی پڑیگی اور علیٰ ہذا القیاس اور شہوات کو خیال کرو کیونکہ حلال اور حرام دونون کی شہوت تو ایک ہی ہی اور بندہ کو حکم ہی کہ حرام سے شہوت کو روکے پس اگر مقدار حاجت پر کفایت کا عادی نہوگا تو شہوت کا غلبہ ہوجاویگا اور یہ ادنی آفت مباحات کی ہی اسکے سوا اور بڑی آفتین یہ ہین وہ یہ ہی کہ لذت دنیا پاکر نفس خوش ہوتا ہی اور اسکی طرف میل اور اطمینان کرتا ہی اور اترا کر پھولا نہین سماتا اور ایسا ہوجاتا ہی جیسا کوئی متوالا کہ کبھی ہوش مین نہین آتا اور یہ خوشی اسکے حق مین زہر قاتل ہی کہ رگ و ریشہ مین پھیل جاتی ہی اور دل سے خوف اور ذکر موت اور اہوال قیامت کو ایک لخت اُڑا دیتی ہی اسی کا نام موت قلب ہی قرآن مجید مین اکثر جا مذمت دنیا کی اور اسپر خوش ہونے کی موجود ہی جیسا کہ ارشاد ہوا رضوا بالحیوة الدنیا واطمانوا بہا اور فرمایا وما الحیواة الدنیا فی الآخرة الا متاع اور فرمایا اعلموا انما الحیواة الدنیا لعب ولہو وزینة وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد خدا تعالے ان آفات سے بچاوے علاوہ ازین جو لوگ ارباب قلوب مین محتاط ہین اُنھون نے امتحان کیا ہی تو دنیاوی خوشی کی حالت مین دلکو سخت اور سرکش اور ذکر آلٰہی سے کم متاثر پایا اور غم کی حالت مین نرم اور صاف اور متاثر معلوم کیا اس سے جان لیا کہ نجات آدمی کی اسی مین ہی کہ مدام غمگین رہے اور اسباب خوشی اور طغیان سے کوسون دور اسی لیے اپنے نفسون کو اس بات کی عادت ڈالے کہ شہوات خواہ حلال ہون یا حرام سب پر صبر کرے اور جتنے اسکے مقر اور ٹھکانے تھے اسکو سب سے علحدہ کر دیا اور یہ بھی جان لیا کہ حلال شہوت مین بھی حساب ہوتا ہی جو ایک قسم کا عذاب ہی اسلیے کہ جس سے مناقشہ حساب کا ہوگا عرصات قیامت مین کیسی تکلیف اُٹھاویگا ان باتون کے لحاظ سے اُنھون نے اپنے نفسون کو اس تکلیف سے بچایا اور شہوات کی غلامی اور قید سے چھوٹ کر دونون جہان کی آزادی اور بادشاہت لی اور خدا تعالے کے ذکر و طاعت سے شغل و انس حاصل کیا اور اپنے نفسون سے وہ معاملہ کیا جو باز سے تادیب کے وقت کیا جاتا ہی یعنے اولاً باز کو اندھیرے مکان مین رکھتے ہین اور اسکی آنکھین سی دیتے ہین تاکہ ہوا مین اُڑنا اور چھوٹا رہنا جسکا پہلے سے عادی تھا وہ موقوف ہوجاوے بعد اسکے اسکو گوشت پر لگاتے ہین تاکہ اپنے مالک کو پہچان لے اور جب اسکی آواز سُنے اسکے پاس پھر آوے اسی طرح نفس بھی اپنے رب سے مانوس نہین ہوتا اور نہ اسکے ذکر سے اُلفت کرتا ہی لیکن اول اسکی عادتین خلوت اور عزلت سے چھڑائی جاتی ہین اور کان اور آنکھ کو اُنکے مالوف چیزون سے حفاظت کیجاتی ہی پھر ذکر و ثنا کی عادت ڈالی جاتی ہی یہانتک کہ اسکو اسی سے اُنس ہوجاوے اور اُنس دنیاوی مع تمام شہوات نسیًا منسیًا ہوجاوے اور یہ امر مُرید کو اول مین گران گذرتا ہی مگر انجام مین چاٹ پڑجاتی ہی جیسے شیرخوار لڑکے کا دودھ چھوڑا دین تو کیسا روتا ہی کیونکہ دم بھر بھی اسکو بے دودھ رہنے کی عادت نہ تھی اب دفعۃً روک دیا گیا اسی لیے بہت روتا ہی اور عوض دودھ کے جو کھانا اسکے سامنے لاتے ہین اُس سے بھی نفرت کرتا ہی مگر جب سرے سے دودھ نہین ملتا بتدریج بعد چندے غلبۂ بھوک مین بتکلف کچھ کھانے لگتا ہی یہانتک کہ پھر کھانا ہی اچھا معلوم ہونے لگتا ہی دودھ کا نام بھی نہین لیتا بلکہ اسکو بُرا جانتا ہی اسی طرح بچھیرا اول اول لگام اور زین اور سواری سے بھاگتا ہی لیکن زبردستی اُس سے یہ کام لیا جاتا ہی اور چھوٹے رہنے کی عادت چھڑانے کو اگاڑی پچھاڑی لگائی جاتی ہی مگر رفتہ رفتہ ایسا مودب ہوجاتا ہی کہ جس جگہ سوار چھوڑ دے وہان سے نہین ہلتا گو بندھا نہو انھین چیزون کی تادیب کی طرح نفس کی تادیب بھی ہوتی ہی اور اسکو ادب اس طور دیتے ہین کہ لذائذ دنیاوی کے دیکھنے اور اُنسے اُنس اور خوشی حاصل کرنے سے روک دیتے ہین بلکہ جتنی چیزین کہ موت کے بعد اس سے

ف۔ اور راضی ہوے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر چین سے پکڑا

ف۲۔ اور دنیا کی زندگی آگے کچھ نہین آخرت کے حساب مین مگر تھوڑا برتنا ۱۲

ف۳۔ جان رکھو کہ دنیا کا جینا یہی ہی کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیان کرنی آپس مین اور بہتات ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی ۱۲

چھوٹ جاتی ہین سب کا اُنس چھڑا دیتے ہین اور یون سمجھاتے رہتے ہین کہ جس چیز کے ساتھ چاہے محبت کر انجام کو چھوڑنی پڑیگی جب اُسکو یقین ہو جاتا ہی کہ جو شخص کسی چیز کی طرف دل لگاویگا بیشک درد فراق مین مبتلا ہوگا اور جُدا ہونا ضروری ہی تو اس نصیحت سے ایسی چیز کی محبت کرتا ہی جس سے کبھی جدا نہو یعنے ذکر آلہی کہ قبر مین بھی ساتھ رہیگا جُدا نہوگا اور اس بات کے واسطے چند روز صبر کرنا پڑتا ہی یعنی مدت حیات تک جو بہ نسبت حیات آخرت کے بہت ذرا سی ہی دیکھو عاقل آدمی اس بات پر راضی ہوتے ہین کہ چندے سفر کرکے کوئی کام یا پیشہ ایک آدھ مہینے مین ایسا سیکھ لین جس سے ایک برس خواہ عمر بھر کو چین ہو جاوے پس اگر حساب کرو تو مدت زندگی بہ نسبت ابدالآباد کے اتنی بھی نہین ہی جتنی مدت ایک مہینے کی بہ نسبت ایام زندگی کے تو اتنے دنون کا صبر اور مجاہدہ اُس خوشی دائمی کے لیے بہت ضرور ہی اور طریق مجاہدہ اور ریاضت کا باعتبار احوال ہر ایک انسان کے مختلف ہی مگر کلیہ یہ ہی کہ اسباب دنیا مین سے جس شخص کو جس سے خوشی ہوتی ہو اُسکو ترک کردے مثلاً جو لوگ مال اور جاہ سے خوش ہوتے ہون یا اپنے وعظ کی تاثیر سے خوش ہوتے ہون یا ریاست و حکومت کی عزت سے یا کثرت تلامذہ سے خوش ہوتے ہون تو اُنکو چاہیے کہ اول ان چیزون کو دل سے بھلا دین پھر اُسکے بعد اگر کوئی چیز ان چیزون مین اُنسے روک دیجاوے اور کہا جاوے کہ تمکو اُسکے نہ ملنے سے کچھ آخرت کا ثواب کم نہین ہوگا اور وہ اُس سے ناراض ہون اور رنج اُٹھاوین تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ اُن لوگون مین سے ہین کہ رضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بہا اور یہ اُنکے حق مین زہر ہے جب اسباب فرح کو چھوڑ دے تو لوگون سے الگ ہوکر اپنے دل کا نگران رہے یہان تک کہ بجز ذکر اور فکر آلہی کے اور کسی چیز مین مشغول نہو اور جو کچھ نفس مین وسوسہ یا شہوت ظاہر ہو اُسکو تاکتا رہے جب ہی کچھ پیدا ہو فوراً اُسکی جڑ اُڑا دے یعنی ظہور وسوسہ کے لیے کوئی سبب ضرور ہی پس اُسکا استیصال اس سبب کے قطع کرنے سے ہوگا اور اسیطرح عمر بھر کرتا رہے اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدہ نفس کی انتہا موت ہی ہے

نوان بیان تمیز علامات حُسن خلق کا

جاننا چاہیے کہ آدمی کو اپنے عیوب کی خبر نہین ہوتی پس جب ذرا سا مجاہدہ کرکے بڑے بڑے گناہ چھوڑ دیتا ہی تو جاننے لگتا ہی کہ اب مین مہذب ہو گیا اور مجھ مین حُسن خلق آگیا اب مجاہدہ کی ضرورت نہین اسلیے ضرور ہوا کہ علامات حُسن خلق تبلا دیے جاوین کیونکہ حُسن خلق عین ایمان ہی اور سوء خلق عین نفاق اور کتاب مجید مین خداوند کریم نے صفات مومنین اور منافقین کے بیان کر دیے ہین اور وے سب نتیجہ حسن خُلق اور سوء خلق کے ہین کچھ ہم یہان بیان کرتے ہین تاکہ نشانی حُسن خلق کی معلوم ہو جاوے فرمایا اللہ تعالے نے قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو معرضون آخر اولئک ہم الوارثون تک اور فرمایا التائبون العابدون الحامدون وبشر المومنین تک اور فرمایا وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا و اذا خاطبہم الجاہلون آخر سورہ تک پس جس کسی کو اپنے حال مین کچھ شک پڑے تو ان آیتون کے مطابق اپنے آپ کو دیکھے اگر سب باتین اسمین اُنھین کے مطابق ہون تو حُسن خلق حاصل ہی اور اگر کوئی مطابق نہین تو سوء خلق کی علامت ہی اور اگر تھوڑی باتین مطابق ہین اور تھوڑی نہین تو اُسی قدر نقصان ہی ایسی صورت مین جو بات حاصل ہو گئی ہو اُسکی حفاظت کرے اور دوسری بات کی تلاش اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مومن کو بہت صفات سے

[illegible]

۲ بیچ مین سیدھی گذران اور وہ جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیے اور بدکاری نہین کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ پڑے گناہ مین دونا ہو اُسکا عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اُسمین خوار ہوکر مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُنکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بھلائیان اور ہی اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہی اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ اور وہ جو شامل نہین ہوتے جھوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کھیل کی باتون پر نکل جاوین بزرگی رکھکر اور وہ کہ جب اُنکو سمجھایئے اُنکے رب کی باتین نہ پڑین اُن پر بہرے اندھے اور وہ جو کہتے ہین اے رب دے ہمکو ہماری عورتون کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگارون کا پیشوا وے لوگ ہین اُنکو بدلا ملیگا ۲

۲ اُنکو جھروکے اسپر کہ ٹھہرے رہے اور لینے آوینگے اُنکو وہان دعا اور سلام کہتے ہوئے رہا کرین اُنمین خوب جگہ ہی ٹھہراؤ کی اور خوب جگہ رہنے کی تو کہہ پروا نہین رکھتا میرا رب تمھاری اگر تم

ذکر فرمایا اور اُن سب کا اشارہ محاسن اخلاق کی طرف فرمایا ہی مثلاً یہ ارشاد کیا المؤمن یحب لاخیہ مایحب لنفسہ اور فرمایا من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ اور ایک روایت مین فلیکرم جارہ ہی اور ایک مین فلیقل خیرًا اولیصمت ہی اور یہ بھی بیان فرمادیا کہ صفات مومنین کے حسن خلق ہی ہین چنانچہ ارشاد فرمایا اکمل المومنین ایمانا احسنہم اخلاقا اور فرمایا اذا رایتم المومن صموتا وقورا فادنو منہ فانہ یلقن الحکمۃ اور فرمایا من سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فہو مومن اور فرمایا لایحل لمومن ان ینظر الی اخیہ بنظرۃ توذیہ اور فرمایا لایحل لمسلم ان یروع مسلمًا اور فرمایا انما یتجالس المتجالسان بامانۃ اللہ عزوجل فلا یحل لاحدہما ان یفشی علی اخیہ مایکرہہ اور بعض لوگون نے سب علامات حسن خلق کو جمع کر دیا ہی اور فرمایا کہ خوش خلق وہ آدمی ہی کہ کثیر الحیا کثیر الصلاح کم آزار کم سخن غیر فضول کثیر العمل کم لغزش راست گفتار نیکوکار صاحب وقار صابر شاکر رضی حلیم رفیق یار شفیق ہشاش بشاش ہو بدگفتار دشنام دہندہ چغل خور غیبت کنندہ جلد باز کینہ ور بخیل حاسد نہو بغض وغضب اللہ ہی کے واسطے کرے اور حب ورضا بھی اللہ ہی کے لیے اتنی باتون سے خوش خلق ہوتا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو علامات مومن اور منافق کو پوچھا تو آپ نے فرمایا ان المومن ہمتہ فی الصلوۃ والصیام والعبادۃ والمنافق ہمتہ فی الطعام والشراب کالبہیمۃ اور حاتم اصم فرماتے ہین کہ مومن فکر وعبرت مین مشغول رہتا ہی اور منافق حرص وامل مین مومن سوا خدا کے کسی سے توقع نہین رکھتا ہی اور منافق بجز اللہ تعالے کے سب سے متوقع رہتا ہی مومن سوا خدا کے سب سے مامون ونڈر رہی اور منافق سوا خدا کے سب سے خائف مومن مال دیتا ہی دین نہین دیتا اور منافق دین دیتا ہی مال نہین دیتا مومن حسنات کرکے روتا ہی اور منافق گناہ کرکے ہنستا ہی مومن کو خلوت اور تنہائی اچھی معلوم ہوتی ہی اور منافق کو جماو اور جماعت اچھی لگتی ہی مومن کھیتی کرتا ہی اور اُسکے بگاڑ سے ڈرتا ہی اور منافق بیخ کنی کرتا ہی اور توقع خرمن کی رکھتا ہی مومن امر ونہی سیاست کی کرکے اصلاح کرتا ہی اور منافق امر ونہی فساد کی کرکے فساد کرتا ہی اور حسن خلق کا اول امتحان ایذا پر صبر کرنے سے ہوتا ہی پس جو کوئی دوسرے کی بدخلقی کی شکایت کرے اُسی کی بدخلقی کی دلیل ہی کیونکہ حسن خلق ایذا وجفا کی برداشت کا نام ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چادر بحرانی موٹے کنارے کی اوڑھے تشریف لیے جاتے تھے اور آپ کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تھے ایک اعرابی رستہ مین ملا اُسنے چادر پکڑ کے اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ آپ کی گردن مبارک مین گھس گیا اور کہا کہ اے محمد تمھارے پاس جو خدا کا مال ہی اُسمین سے مجھے بھی دو آپ نے اُسکی طرف دیکھا اور ہنسکر اُسکو کچھ دلوا دیا اور جب قریش نے ایذا اور ضرب آپ پر بہت روا رکھی تو فرمایا اللہم اغفر لقومی فانہم لایعلمون اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ کلام آپ نے احد کی لڑائی مین فرمایا تھا بہرصورت انھین باتون سے اللہ تعالے نے آپ کی شان مین فرمایا وانک لعلی خلق عظیم ٥ اور روایت ہی کہ ایک روز ابراہیم ادہم رح کسی جنگل مین جاتے تھے ایک سپاہی ملا اُسنے کہا کہ تو بندہ ہی آپ نے فرمایا کہ ہان اُسنے پوچھا کہ بستی کدھر ہی آپنے قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا اُسنے کہا کہ مین آبادی پوچھتا ہون آپ نے فرمایا کہ قبرستان ہی آبادی ہی اس سے سپاہی کو غصہ آیا سر مین ایسا کوڑا مارا کہ سر پھٹ گیا اور اُنکو شہر مین پکڑ لایا جب دوست آشنا آئے اور حال پوچھا تو سپاہی نے ماجرا بیان کیا اُنھون نے کہا کہ یہ ابراہیم بن ادہم ہین

[illegible]

بخاری اور مسلم نے روایت انس رضی اللہ عنہ سے کی ہی میری قوم کو بخشدے سو وہ نہین جانتے ابن حبان اور بیہقی در دلائل النبوت بروایت سہل بن سعد اور صحیحین مین بروایت ابن مسعود یون ہی کہ یہ کلام آپ نے کسی نبی کا حکایت کیا

١٣

اور قریب اسکے حسن خلق پر ١٢

سپاہی گھوڑے سے اُتر پڑا اور آپ کے ہاتھ پاؤن چومنے لگا اور عذر کرنے لگا بعد اسکے لوگون نے اُنسے کہا کہ آپنے کیون فرمایا تھا کہ مین بندہ ہون آپنے فرمایا اُسنے مجھ سے یون نہین پوچھا کہ تو کس شخص کا بندہ ہی بلکہ یون پوچھا کہ تو بندہ ہی چونکہ مین بندۂ خدا تھا اسواسطے کہدیا کہ بندہ ہون جب اُسنے مجھے مارا تو مین نے اُسکے لیے دعاء جنت کی مانگی لوگون نے پوچھا اُسنے تو آپ پر ظلم کیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ مجکو یقین تھا کہ اِس مصیبت پر مجکو ثواب ملیگا تو مین نے یہ اچھا نہ جانا کہ اُسکے باعث مجکو ثواب ملے اور میری طرف سے اُسکو عذاب ہو آبو عثمان حیری کو کسی شخص نے بنظر امتحان دعوت کے بہانے بُلایا جب آپ اُسکے گھر گئے تو کہا کہ اسوقت تو مجھ سے کچھ بن نہین سکا آپ ہان سے پھر آئے جب بہت دور نکل آئے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ جو اسوقت موجود ہی اسی پر قناعت کیجیے جب دروازہ پر پہونچے تو جیسا پہلے کہا تھا ویسا کہا پھر آپ لوٹ گئے اسی طرح کئی بار بلایا اور پھر لوٹا دیا مگر آپ ذرا نہ مکدر ہوے پھر تو وہ شخص پاؤن پر گر پڑا اور کہا کہ مین نے آپ کو آزمانا چاہا تھا سبحان اللہ کیا خلق ہی آپ نے فرمایا کہ جو بات تو نے میری دیکھی وہ تو صفت کتے کی ہی کہ جب بلاؤ چلا آوے اور ہکاؤ تو ہٹ جاوے اور یہ بھی اُنھین کا ذکر ہی کہ کسی روز سوار ہوکر ایک کوچہ مین گذرے اوپر سے کسی نے اُنپر راکھ پھینک دی آپ اُتر پڑے اور سجدہ شکر ادا کیا اور کپڑون پر سے راکھ جھاڑ دی اور کچھ نہ کہا لوگون نے کہا کہ آپ نے راکھ ڈالنے والے کو جھڑکا نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص مستحق آگ کا تھا اُسپر راکھ پڑے تو اُسکو غصہ کرنا مناسب نہین آور روایت ہی کہ حضرت علی بن موسیٰ رضی رح کا رنگ سانولا تھا اس جہت سے کہ آپ کی والدہ حبشن تھین نیشا پور مین آپ کے دروازہ پر ایک حمام تھا جب آپ حمام مین جایا چاہتے تھے تو حمامی آپ کے لیے حمام خالی کردیا تھا ایک روز جو آپ حمام مین تشریف لے گئے وہ دروازہ بھیڑ کر کسی کام کو چلا گیا اتنے مین ایک شخص رستاقی آیا اور حمام کا دروازہ کھولکر اندر گھسا اور کپڑے اُتار کر حمام مین گیا آپ کو دیکھکر یہ جانا کہ حمام کا کوئی خادم ہی آپ سے کہا کہ اُٹھکر میرے لیے پانی لا آپنے اُسکا کہنا کیا اور جو جو کہتا گیا کرتے گئے جب حمامی پھر کر آیا اور رستاقی کے کپڑے دیکھے اور اُسکی گفتگو آپ کے ساتھ سُنی ڈر کر بھاگ گیا جب آپ حمام سے نکلے تو حمامی کو پوچھا لوگون نے کہا کہ وہ خوف کے مارے بھاگ گیا آپ نے فرمایا کہ اُسکو بھاگنا کیا ضرور تھا قصور اُسکا ہی جس نے اپنا نطفہ حبشن کے حوالے کیا آور ابو عبد اللہ خیاط کے حال مین لکھا ہی کہ آپ دوکان پر بیٹھتے اور کپڑا سیتے ایک مجوسی جو آپ سے دشمنی رکھتا تھا اپنا کپڑا سلواتا اور کھوٹے درم مزدوری مین دیتا آپ اُنکو لیکر نہ واپس کرتے اور نہ اُسکو خبر کرتے ایک روز جو وہ مزدوری دینے آیا تو آپ کو نہ پایا آپ کا شاگرد بیٹھا تھا اُسکو اُجرت دیکر اپنا کپڑا مانگا شاگرد نے کھوٹا دام دیکھکر پھیر دیا جب ابو عبد اللہ آئے تو اُنسے حال کہا آپ نے فرمایا کہ تو نے بُرا کیا یہ مجوسی ایک برس سے یہی معاملہ کرتا ہی اور مین چپ چاپ اُجرت لیکر کنوئین مین ڈال دیتا ہون تاکہ کسی مسلمان کو دھوکا نہ دیوے آور یوسف بن اسباط فرماتے ہین کہ حسن خلق کی علامت دس باتین ہین قلتؔ خلاف حسنؔ انصاف انتقامؔ نہ لینا گناہون کا بُرا جاننا عذر کرنا ایذا سہنا نفس کو ملامت کرتے رہنا دوسرونکے عیوب سے قطع نظر کرکے اپنے عیوب کو پہچاننا چھوٹے بڑے سے بکشادہ پیشانی پیش آنا اپنے سے ادنیٰ اور اعلےٰ کے ساتھ نرمی سے بولنا کسی شخص نے سہل تستری رح سے پوچھا کہ حسن خلق کیا ہی آپ نے فرمایا کہ ادنیٰ یہ ہی کہ انتقام نہ لے اور ایذا کو سہے اور ظالم پر رحم کرکے اُسکے لیے دعاء مغفرت مانگے آور احنف بن قیس سے پوچھا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا کہا کہ قیس بن عاصم سے لوگون نے کہا کہ اُنکے حلم کا کیا حال ہی آپ نے کہا کہ ایک روز وہ اپنے گھر مین بیٹھے تھے اُنکی لونڈی ایک سیخچہ جسپر کباب چڑھے تھے لیکر آئی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر اُنکے ایک لڑکے صغیر سن پر گرا کہ اُسکے صدمہ سے وہ لڑکا مر گیا وہ لونڈی ڈری آپ نے فرمایا کہ کچھ خوف نکر مین نے تجھے للہ آزاد کیا آور حضرت اویس رح قرنی رح کا حال لکھا ہی کہ جب آپ کو لڑکے دیکھتے تو پتھر مارتے تھے آپ اُنسے کہتے کہ بھائیو اگر مارنا ضرور ہی تو چھوٹے پتھر مارو کہ میرے پاؤن مین سے خون نہ نکلے اور نماز کا حارج ہو آور احنف بن قیس کو ایک آدمی نے گالیان دینی شروع کین آپ

چُپ چاپ چلے گئے جب محلہ کے قریب پہونچے تو ٹھہر کر اُس سے یہ کہا کہ اگر کچھ اور جی مین رہا ہو تو وہ بھی اب کہہ لے ایسا نہو کہ محلہ کا کوئی بیوقوف تیری آواز سُنے تو تجھے ایذا دے اور حضرت علی رضؓ نے ایک بار اپنے ایک غلام کو پکارا وہ نہ بولا پھر آپ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا پھر نہ بولا آپ خود اُسکے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ لیٹا ہوا ہی آپ نے فرمایا کہ تو نے سُنا نہین اُسنے عرض کیا کہ سنا تو تھا آپ نے پوچھا کہ پھر جواب کیون نہین دیا اُسنے عرض کیا کہ مجکو یہ خوف تو تھا ہی نہین کہ آپ مارینگے اسلیئے کسل کر گیا آپ نے فرمایا کہ مین نے للہ تجھے آزاد کیا اور مالک بن دینار رحؒ کو ایک عورت نے پکارا کہ او ریاکار آپ نے فرمایا کہ یہ نام تو نے خوب نکالا جو اہل بصرہ بھول گئے تھے اور یحیٰی بن زیاد حارثی کے پاس ایک غلام بدخلق تھا لوگون نے اُنسے کہا کہ آپ اِسکو کیون رکھتے ہین آپ نے فرمایا تاکہ مین اِس سے حلم سیکھون اِن روایات سے معلوم ہوا کہ اِن لوگون کے نفوس ریاضت سے ڈھیلے ہوکر اِنکے اخلاق اعتدال پر آگئے تھے اور دغا و خیانت اور حقد سے دل صاف تھے اُسکا ثمرہ یہ ہو کہ تقدیرات آلٰہی پر راضی ہوے جو کہ اقصٰی غایت حسن خلق کی ہی کیونکہ جو شخص خدا کے کام کو اچھا نہ جانے اور اُسپر راضی نہو تو اُسکی نہایت بدخلقی ہی اِن لوگون کی ظاہر مین علامتین حسن خُلق کی موجود تھین جیسا کہ مذکور ہوا پس اگر کوئی شخص اپنے نفس مین یہ علامات نپاوے تو اُسکو متصف بحسن خلق نہ خیال کرے اور دھوکا نہ کھاوے بلکہ ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہو یہانتک کہ درجہ حُسن خلق نصیب ہو یہ درجہ نہایت عظیم الشان ہی مقربین و صدیقین ہی اُسکو پہونچے ہین

دسوان بیان لڑکون کی ریاضت اور تادیب اور تحسین اخلاق کا

واضح ہو کہ لڑکون کی تہذیب ایک امر نہایت ضروری ہی اور لڑکا ما باپ کے پاس امانت ہی اور اُسکا قلب ایک جوہر نفیس سادہ ہر نقش و صورت سے خالی ہر ایک نقش کے قابل ہی اور جس طرف کو مائل کرو اُسطرف میلان کے لائق ہوتا ہی مثلاً اگر تعلیم خیر کی پاوے اور اُسکا عادی کیا جاوے تو بڑا ہو کر بھی ایسا ہی رہیگا اور دونون جہان کی سعادت لیگا اور اِس ثواب مین ما باپ اور اُستاد و ادیب شریک رہینگے اور اگر بُرائی کا عادی ہوگا اور جانورون کی طرح بے غور چھوڑا جاویگا تو تباہ ہو جاویگا اور اُسکا وبال اُسکے مربی پر ہوگا اور اللہ تعالے فرماتا ہی یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا تو جب باپ دنیا کی آگ سے اپنی اولاد کو بچاتا ہی تو آخرت کی آگ سے بچانا بالطریق اولی ضرور ہی اور اُسکی حفاظت نار آخرت سے اسطرح ہی کہ ادب اور تہذیب اور محاسن اخلاق سکھاوے اور صحبت بد سے بچاوے زینت اور بناؤ سنگار اور لذات اور آرام طلبی اُسکی نظرون مین حقیر کرے تاکہ بڑا ہو کر اُنکی طلب نہ کرے اور ہلاک ابدی سے بچے بلکہ شروع ہی سے اُسکی حفاظت ضرور ہی بایطور کہ اُسکو کسی عورت نیک بخت متدین حلال خوار کا دودھ پلاوے کیونکہ حرام کے دودھ مین برکت نہین ہوتی اور جب لڑکپن مین حرام کا دودھ پیتا ہی تو اُسکے خمیر مین رچ جاتا ہی بڑا ہو کر خبث کی طرف میل کرتا ہی اور جب اُسمین کچھ تمیز شروع ہو تب زیادہ حفاظت ضرور ہی اور شروع تمیز حیا کے ظاہر ہونے سے ہوتی ہی اسلیئے کہ جب لڑکا بعض افعال حیا کے سبب چھوڑ دیتا ہی تو یہ اسی سبب سے ہوتا ہی کہ عقل کے نور کی جھلک اُسمین آتی ہی اور بعض چیزون کو بہ نسبت بعض کے بُرا جانتا ہی تو افعال بد سے حیا کرنے لگتا ہی اور یہ امر خدا کی عنایت سے ہی اور اعتدال اخلاق اور صفاء قلب پر دلالت کرتا ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ بڑا ہونے پر کمال عاقل ہوگا تو ایسے شرمالو لڑکے کو مہمل نہین چھوڑنا چاہیے بلکہ حیا اور تمیز پر تادیب مین اُسکی مدد کرنی چاہیے اول اول جو صفت کہ لڑکے پر غالب ہوتی ہی وہ خواہش کھانے کی ہی تو اُسی کے ادب اُسکو سکھانے چاہیین کہ دہنے ہی ہاتھ سے کھاوے اور کھانے پر بسم اللہ کہے اور اپنے سامنے سے کھاوے اور دوسرون سے پہلے کھانا شروع نہ کرے اور کھانے کی طرف گھورے نہین اور نہ کسی کھاتے کی طرف تاکے اور جلدی جلدی نہ کھاوے اچھی طرح چبا کر کھاوے اور پے درپے لقمہ منھ مین نہ دے اور ہاتھ اور کپڑا نہ بھرے اور کبھی کبھی روکھی روٹی کی بھی عادت ڈالنی چاہیے کہ یہ نہ جانے کہ سالن کے ساتھ ہی کھانا ضرور ہی اور بسیار خواری کی مذمت اُسکے سامنے کرنی چاہیے اسطرح

اے ایمان والو بچاؤ اپنی
جان کو اور اپنے گھر
والوں کو آگ سے ۱۲

کہ جو زیادہ کھاتا ہی وہ چوپایون کی طرح ہی یا کسی لڑکے بسیار خوار کی مذمت اُسکے سامنے بیان کیجاوے اور کم خوار کی ثنا کیجاوے اور اُسکی نظر مین یہ بات بھی اچھی جتانی چاہیے کہ کھانا دوسرون کو دے دیا کرے اپنے آپ اُسکی پروا کم کرے اور روال دلیہ جو کچھ میسر آوے اُسپر قناعت کرے اور کپڑون مین سے سفید کپڑا اُسکو پسند کرانا چاہیے رنگین اور ریشمی کو کہدینا چاہیے کہ یہ عورتون اور مخنثون کا لباس ہی مرد اُسکو بُرا جانتے ہین اور اسی طرح کئی بار اُس سے کہا جاوے اور جب کوئی لڑکا رنگین اور ریشمی کپڑا پہنے نظر پڑے اُسکی حقارت اُسکے سامنے بیان کرین اور اُسکو ایسے لڑکون کی صحبت سے بچانا چاہیے جنکو شوق و عادت آرام طلبی اور عمدہ پوشاک کی ہو اور ایسون سے بھی نہ ملنے دے جنکے کہنے سے اُسکے دل مین ان باتون کی رغبت ہو جاوے اِسلیے کہ ابتدا مین اگر لڑکے کی خبر گیری نہین ہوتی تو اکثر عادات بد اُسمین پیدا ہوتے ہین جھوٹا حاسد چور جھگڑالو چغل خور بیہودہ گو ہنسوڑ مکار بے پروا ہو جاتا ہی ان اُمور سے بچاؤ بہت حُسن تادیب سے ہوتا ہی بعدہٗ مکتب مین بھیجنا چاہیے اور قرآن اور حدیث اور صلحا کی حکایتین سکھانی چاہیین تاکہ محبت صالحین کی اُسکے دل مین جمے اور ایسے اشعار جنمین عشق و عاشق کا ذکر ہو اُسکو پڑھنے نہ دیوین بلکہ جو لوگ ایسے اشعار کو ظرافت اور ہوشیاری جانتے ہون اُنسے بھی نہ ملنے دین کہ ان اشعار سے فساد کا بیج دلمین پڑتا ہی اور جب لڑکا کوئی عمدہ کام کرے تو چاہیے کہ اُسکو کچھ انعام دین کہ جس سے خوش ہو اور لوگون مین اُسکی تعریف کرین اور اگر کبھی ایک آدھ مرتبہ امر خلاف کرے تو اُس سے چشم پوشی کرنی چاہیے اور اُسکا پردہ نہین کھولنا چاہیے خاصکر ایسی صورت مین کہ خود لڑکا اُس کام کو چھپاوے اور اُسکے پوشیدہ رکھنے مین جد و جہد کرے کیونکہ اگر اُسکو معلوم ہو جاویگا کہ اس امر کے ظاہر ہونے سے کچھ نہوا تو آیندہ کو جرأت ہوگی اور راز کھلنے کی پروا نہ رہیگی اگر دوبارہ اس حرکت کو کرے تو اُسکو پوشیدہ عتاب کرنا چاہیے اور تاکید سے کہنا چاہیے کہ خبردار آیندہ ایسا مت کرنا اگر پھر کروگے تو لوگون مین فضیحت ہوگے اور ہر وقت عتاب نہین کرنا چاہیے اس ملامت کا عادی ہو جاتا ہی اور بُری باتین کرنے کی جرأت بڑھ جاتی ہی کلام کی تاثیر دل سے جاتی رہتی ہی ؎ درشتی و نرمی بہم در بہ است ؛ چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است ؛ اور باپ کو چاہیے کہ اُسکے ساتھ کلام لحاظ کے ساتھ کرے کسی وقت صرف گھڑک دیا کرے اور ماں بھی اُسکو بُری باتون سے روکے اور باپ کا خوف دلاوے اور دن کو سونے کی عادت نہ ڈالنی چاہیے کہ موجب سُستی کا ہوتی ہی مگر رات کو سونے سے روکنا نہ چاہیے الّا گدگدا بچھونا نہ دینا چاہیے تاکہ بدن سخت رہے آرام طلب نہو غرضکہ فرش و لباس و غذا مین آرام طلبی چھوڑانے کا لحاظ رہے اور کوئی کام اُسکو پوشیدہ نہ کرنے دیوین کیونکہ جس امر کو وہ اپنے نزدیک بُرا سمجھیگا اُسکو چھپا کر کریگا پس اُسکو عادت علانیہ کام کرنے کی ہوگی تو بُرے افعال سے باز رہیگا اور دن کو کوئی وقت ایسا مقرر کرنا چاہیے کہ جسمین چلنے پھرنے کی عادت ہو تاکہ سُستی کا غلبہ نہو اور اُسکی بھی عادت رہے کہ اپنے ہاتھ پاؤن نہ کھولے اور دوڑ کے نہ چلے اور اپنے باپ کی چیزون سے ہمجولیون پر فخر نہ کرے خواہ کھانے پہننے کی اشیا پر نہ اتراوے اور نہ تختی اور دوات وغیرہ پر ناز کرے بلکہ جو اُس سے ملے اُسکے ساتھ تواضع اور اکرام سے پیش آوے اور کلام ملائمت کے ساتھ کرے اور لڑکون سے کوئی چیز نہ لے اگر امیرزادہ ہی تو اُسکو یون سمجھایا جاوے کہ تمھارا مرتبہ دینے کا ہی لینا نہین چاہیے کسی سے لینا خسّت اور دنائت کا نشان ہی اور اگر فقیرزادہ ہی تو اُسکو یہ کہا جاوے کہ طمع اور لینا ذلت ہی اور کُتّے کی عادت کیونکہ لقمہ کے لیے وہی دُم ہلایا کرتا ہی حاصل یہ کہ لڑکون کو سونے چاندی کی محبت اور طمع سے روکنا چاہیے اور سانپ بچھو سے زیادہ ان چیزون کا خوف دلانا چاہیے کیونکہ ان چیزون کی آفت کا ضرر بہ نسبت زہر کے لڑکے کے حق مین زیادہ مضر ہی بلکہ بڑون کے حق مین بھی یہی حال ہی اور اس بات کی بھی عادت ڈالنی چاہیے کہ بیٹھنے کی جگہ مین تھوک وغیرہ نہ ڈالے اور دوسرے کے سامنے جمائی نہ لیوے اور نہ کسی کی طرف پشت پھیر کر بیٹھے اور ایک پاؤن پر دوسرا نہ رکھے اور ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ نہ دے اور نہ بازو کو سر کا تکیہ کرے کیونکہ یہ سب اُمور سُستی کے نشان ہین کیفیت جلوس کی اُسکو بتانی چاہیے اور کثرت کلام سے منع کرنا چاہیے اور بیان کرنا

چاہیے کہ زیادہ بولنا بیحیائی کا کام ہی کمینے آدمی زیادہ بکا کرتے ہین اور قسم خواہ سچّی ہو خواہ جھوٹی مطلق دونون سے روکنا چاہیے تاکہ لڑکپن
مین عادت قسم کی نہ پڑے اور اِس بات کی بھی عادت ڈالنی چاہیے کہ سب سے پہلے نہ بولے بلکہ کوئی کچھ پوچھے تو صرف اُسکا جواب دیوے
زیادہ کچھ نہ کہے اور جب کوئی دوسرا شخص خواہ بڑا کچھ بات کہے تو اُسکو خوب سُنے اور اپنے سے بڑے کی اُٹھکر تعظیم کرے اور اُسکے لیے جگہ خالی
کردے آپ اُسکے سامنے بیٹھے اور لغو اور فحش اور لعنت اور دُشنام سے روکنا چاہیے بلکہ جس شخص مین یہ عادتین ہون اُس سے ملنے دینا بھی
نہین چاہیے کیونکہ یہ باتین صحبت بد سے حاصل ہوتی ہین اور تادیب مین لڑکون کی اصل بھی یہی ہی کہ بدلوگون کی صحبت سے روکنا چاہیے
اور جب اُستاد مارے تو زیادہ شورش نہ کرے نہ کسی کو سفارشی ڈھونڈھے بلکہ صبر کرے اور اُس سے کہدینا چاہیے کہ صبر کرنا مردون اور بہادرون
کا کام ہی اور زیادہ رونا پٹنا عورتون اور غلامون کا کام اور مکتب سے آنے کے بعد اُسکو اجازت کسی اچھے کھیل کی دینی چاہیے جس سے کہ مکتب کی
مشقت سے راحت ملے مگر کھیل بھی اتنا کھیلے کہ تھک نہ جاوے اگر اِسقدر کھیل کی اجازت نہو اور تعلیم مین ہمیشہ کمال سخت گیری کیجاوے تو
لڑکے کا دل مرجاتا ہی اور تیزی طبیعت کی جاتی رہتی ہی اور زندگی تلخ ہو جاتی ہی یہانتک کہ کوئی حیلہ ایسا ڈھونڈھنے لگتا ہی کہ جس سے بالکل
کچھ بھی نہ سیکھے اور یہ بھی تعلیم ضرور ہی کہ اپنے والدین اور معلم مودب اور عمر مین زیادہ کی فرمان برداری کرے خواہ اپنا ہو یا بیگانہ اور
اُنکی طرف نظر تعظیم سے دیکھے اور اُنکے سامنے نہ کھیلے اور جب سن تمیز کو پہونچے تو طہارت اور نماز کے سکھلانے مین بھی غفلت نہ کرنی چاہیے
اور رمضان مین کچھ روزے رکھانے چاہیین اور حریر دیبا اور سُنہرے کپڑے پہننے سے قطعی روکا جاوے اور بقدر ضرورت حدود شرع تعلیم کرنی
چاہیین اور چوری اور مال حرام اور خیانت اور جھوٹ اور فحش اور جو باتین کہ لڑکون پر غالب ہو جاتی ہین اُنسے ڈرانا چاہیے جب اسطرح
پر پرورش ہوئی تو قریب بلوغ اِن باتون کے اسرار تبلانے چاہیین اور یہ کہنا چاہیے کہ کھانے بمنزلہ دواؤن کے ہین اِنسے یہ غرض ہی کہ
انسان مین طاقت خدا تعالیٰ کی عبادت کی آوے اور چونکہ دنیا ایک ناپایدار چیز ہی اسلیے اِسکی کچھ اصل نہین موت پر اِسکی لذتین جاتی رہتی
ہین یہ صرف گذرگاہ ہی آخرت رہنے کی جگہہ ہی اور موت ہر گھڑی کھڑی تاک رہی ہی دانا و ہوشیار وہی ہی جو دنیا سے زاد آخرت لے اور
چلدے اور خدا تعالےٰ کے پاس بڑا رتبہ پاوے اور وسعت جنت سے مزا اُٹھاوے پس اگر پہلے سے تربیت اچھی ہو گی تو یہ باتین جو دل
مین ہین بلوغ کے وقت دل پر پتھر کی لکیر ہو جاینگی اور اگر تربیت اچھی طرح نہو گی اور لڑکے کو عادت کھیل کود اور فحش اور بیحیائی اور
کھانے اور لباس وغیرہ اور تفاخر کی ہو گی تو اِن باتون کا اثر دل پر کچھ نہو گا جیسے خشک مٹی دیوار پر نہین ٹھہرتی حاصل کلام یہ ہی کہ لڑکون
کی تربیت ابتدا مین بہت ضروری ہی کہ اُسوقت اُسکا جوہر قلبی سب طرح کی لیاقت رکھتا ہی خیر و شر دونون سیکھ سکتا ہی اور اُسکا اختیار
ماں باپ کو ہی جس طرف چاہین اُسطرف پھر سکتا ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ کل مولود یولد علی الفطرة وانما ابواه یہودانہ او ینصرانہ
او یمجسانہ حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری رح فرماتے ہین کہ جب مین تین برس کا تھا رات کو جاگتا اور اپنے ماموں محمد بن سوار کو نماز پڑھتے
دیکھتا ایک روز اُنھون نے فرمایا کہ تو اللہ کا ذکر نہین کرتا جس نے تجکو پیدا کیا ہی مین نے کہا کسطرح ذکر کرون کہا کہ جب تو لیٹا کرے تین بار یہ
الفاظ دل سے کہہ لیا کر زبان مت ہلا نا اللہ معی اللہ ناظر الی اللہ شاہدی مین نے چند شب ایسا ہی کیا اور اُنکو اطلاع دی اُنھون نے فرمایا
کہ سات بار کہا کر مین نے ویسا ہی کیا اور اُنسے کہدیا اُنھون نے فرمایا کہ گیارہ مرتبہ کہا کر مین نے گیارہ بار کہنا شروع کیا تو میرے دل مین اِسکا مزا معلوم
ہوا جب مین نے برس روز اِسکا ورد کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ جو کچھ مین نے تجکو سکھایا ہی اُسکو یاد رکھنا اور ہمیشہ کہے جانا یہانتک کہ قبر مین جاوے
یہ بات تجکو دونون جہان مین کام آویگی مین نے چند سال اُسکی مزاولت کی اور باطن مین حلاوت زیادہ معلوم ہوئی تو ایک روز ماموں صاحب
نے فرمایا کہ اے سہیل جو شخص کہ اللہ اُسکے ساتھ ہو اور وہ اُسکا ناظر اور شاہد رہے بھلا وہ شخص اُسکی نافرمانی کر سکتا ہی خبردار خدا کی نافرمانی
مت کرنا پس مین الگ ہو کر یہی ذکر رکھتا جب مجکو مکتب مین بٹھایا تو یہ ڈر ہوا کہ کہین اِس امر مین فتور نہو اسی لیے مین نے کہا کہ اُستاد سے یہ

شرط کر لو کہ ایک گھنٹہ پڑھکر چلا آؤ نگا پھر مکتب مین جاکر چھ یا سات برس کی عمر مین کلام اللہ حفظ کر لیا اور ہمیشہ روزہ رکھتا اور جو کی روٹی بارہ برس کی عمر تک کھائی جب تیرہ برس کا ہوا تو ایک سوال میرے دل مین آیا مین نے گھر والون سے کہا کہ مجھے بصرہ مین بھیجدو کہ وہان جاکر پوچھون بصرہ مین آکر وہان کے علماء سے دریافت کیا کسی نے جواب شافی نہ دیا تو عبادان کو چلا گیا وہان ایک بزرگ ابو حبیب رہتے تھے اُنسے جاکر پوچھا تو اُنھون نے جواب شافی دیا مین اُنکی خدمت مین ایک مدت تک رہا اُنکے کلام سے نفع لیتا اور اُنکے طریق سیکھتا پھر مین تستر کو چلا آیا اور اپنی غذا یون مقررہ کی کہ ایک درم کے جو خریدتا اور اُنکو پسوا کر روکھی روٹی بے نمک سحر کے وقت مقدار ایک چھٹانک کے کھاتا تو ایک درم سال بھر کو کافی ہو جاتا پھر مین نے یہ قصد کیا کہ تین دن روزہ اتصال رکھتا اور ایک روز افطار کرتا پھر پانچ دن پھر سات دن کا اتصال کرتا یہانتک کہ پچیس دن کے اتصال پر نوبت پہونچی اور بیس برس اسی طرح گذر گئے پھر مین نے چند سال ملکون کا سفر کیا اور تستر مین لوٹ کر تمام شب کا جاگنا اختیار کیا

گیارھوان بیان مرید ہونے کی شرطون اور مقدمات مجاہدہ کا اور راہ ریاضت کے چلنے مین بتدریج مرید کی ترقی کا

جاننا چاہیے کہ جو کوئی اپنے دل سے آخرت کو مشاہدہ یقینی کر لیتا ہے وہ آخرت کے زاد کا مشتاق ہوتا ہے اُسی کے رستہ پر چلتا ہے دنیا کی نعمتون اور لذتون کو خوار و ناپائدار سمجھتا ہے جیسا کسی کے پاس پوت ہو اور اُسکو کوئی جوہر قیمتی نظر پڑے تو پوت کی رغبت اُسکے دل سے جاتی رہیگی اور یہ چاہیگا کہ اس جوہر سے اُسکو بدل لون اور جسکو کہ رغبت آخرت نہین اور نہ دیدار الٰہی کا طالب ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور قیامت پر اُسکو ایمان نہین اور ہماری غرض اُس ایمان سے نہین کہ زبان سے کلمۂ شہادت کہہ لیا اور بے صدق و اخلاص دل مین وسوسہ گذر گیا اسطرح کے ایمان کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اِس بات کی تصدیق کرے کہ جوہر پوت سے اچھا ہے مگر جوہر کا نام ہی سُنا ہے اُسکی حقیقت نہین جانتا اور اس طرح کا شخص اگر پوت کی اُلفت مین پڑجاے گا تو اُس کو نہین چھوڑے گا یا جوہر کا اشتیاق خوب نہ کریگا اس سے معلوم ہوا وصول الی اللہ بے سلوک کے نہین ہوتا اور سلوک بے ارادہ ممکن نہین اور ارادہ کا مانع ایمان کا نہونا ہے اور سبب ایمان کے نہونے کا یہ ہے کہ کوئی ہادی اور مذکر نہین اور علما جو راہ حق بتادین اور دنیا کی حقارت اور اُسکا فانی ہونا اور آخرت کا امر مہم ہونا اور اُسکی بقا سمجھاوین مفقود ہین خلق خدا غافل ہے اور اپنے شہوات مین مستغرق اور معرفت الٰہی سے خواب خرگوش مین ہین کوئی عالم دین ایسا نہین کہ اُنکو متنبہ کرے اگر کوئی متنبہ ہوتا ہے تو خود ناواقفیت کی جہت سے چل نہین سکتا اور اگر علما سے پوچھتا ہے تو وہ خود ہواے نفسانی مین مبتلا ہو کر راہ راست سے علٰحدہ ہین تو ضعف ارادہ اور راہ کی ناواقفیت اور علما کا ہواے نفسانی سے بولنا اِس بات کا باعث ہوا کہ خدا تعالیٰ کی راہ کے چلنے والے نہ رہے پس جب مقصود محجوب ہوا اور راہبر مفقود اور ہواے نفسانی غالب اور طالب غافل تو راہ البتہ خالی رہیگی اور پہونچنا دشوار ہو گا پھر اگر کوئی ہوشیار خود بخود یا کسی دوسرے کی ترغیب سے تجارت آخرت کا ارادہ کرے تو اُسکو معلوم کرنا چاہیے کہ ارادت یعنے مرید ہونے کے لیے شروع مین چند شرطین ہین کہ اُنکا پہلے بجالانا چاہیے اور ایک گرفت کی چیز ہے جسکو گرفت کرنی چاہیے اور ایک قلعہ ہے جسمین پناہ لینی چاہیے تاکہ دشمنان راہ زن سے بچے اور نیز چند وظائف ہین کہ اثناء سلوک مین اُنکی مداومت کرنی چاہیے پس جو شرطین کہ اُنکا اول مقدم کرنا ضرور ہے وہ یہ ہین کہ اپنے اور حق کے بیچ مین جو حجاب اور روک ہے اُسکو دور کرنا چاہیے کیونکہ خلق کا محروم رہنا حق سے اِسی باعث ہے کہ بہت سے پردے بیچ مین حائل ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا من بین ایدیہم سدًا ومن خلفہم سدًا فاغشینٰہم فہم لا یبصرون اور یہ حجاب مرید اور حق کے درمیان چار ہین مال اور جاہ اور تقلید اور نافرمانی مال کا حجاب اسطرح دور ہوتا ہے کہ اُسکو بانٹ دے اور بقدر ضرورت کے سوا سب اپنے ملک سے نکال دے کیونکہ جب تک ایک درم بھی پاس

رہیگا دل کی توجہ اُسکی طرف رہیگی اور وہی حجاب رہیگا اور جاہ کے حجاب دور کرنے کی یہ تدبیر ہی کہ ایسی جگہ مین نہ رہے جہان جاہ حاصل ہو اور سکوت اور تواضع اختیار کرے اور ایسے اعمال کرے کہ خلق کو اُس سے نفرت ہوجائے اور تقلید کا حجاب مرتفع ہونے کا یہ طور ہی کہ مذہبون کا تعصب چھوڑ دے اور لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی کی تصدیق کرکے اسکی تصدیق حقیقی کے حاصل کرنے کی حرص کرے یعنی سوائے خدا تعالیٰ کے جو چیز اُسکی معبود ہو اُسکو نابود کرے اور سب سے بڑھکر معبود آدمی کا ہوائے نفسانی ہی اُسکو دور کرکے اگر ایسا کیے جائیگا تو جس چیز کا اعتقاد تقلید کے باعث حاصل ہوا ہی اُسکی حقیقت کھل جائیگی اور یہ بات مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہی مجادلہ سے نہین ہوتی پس اگر اُسپر تعصب کا غلبہ ہوگا کہ نفس مین سوائے اُس اعتقاد تقلیدی کے اور بات کی گنجایش نہوگی تو اِسی مین پھنسا رہیگا اور یہی امر باعث حجاب ہوگا کیونکہ مرید مین یہ شرط نہین کہ کسی خاص مذہب کا ہو اور نافرمانی کے حجاب رفع کرنے کی تدبیر بجز اِسکے نہین کہ توبہ کرے اور گناہون سے صاف ہو اور عہد مضبوط کرے کہ دوبارہ ایسا نہ کرونگا اور پہلے گناہون سے شرم کرے جو چیز کسی کی چھین لی ہو وہ واپس کرے اور حق داون کو اُنکے حق ادا کرے پھر جو کوئی توبہ تو نہ کرے اور گناہ ظاہری بھی نہ چھوڑے اور یہ چاہے کہ اسرار دین کے مکاشفہ سے معلوم ہوجاوین اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی بے عربی سیکھے یہ چاہے کہ قرآن شریف کے اسرار اور تفسیر معلوم ہوجاوے حالانکہ دستور یہ ہی کہ اول ترجمہ الفاظ عربی کا سیکھتے ہین پھر اُسکے بعد معانی کے اسرار معلوم کرتے ہین اِسی طرح یہان اول ظاہر شریعت کو ابتدا سے آخر تک درست کرلیتے ہین پھر اُسکے اسرار ودقائق کی طرف ترقی کرتے ہین غرضکہ جب اِن چارون شرطون کو مقدم کرکے مال وجاہ سے کنارہ کریگا تو ایسا ہوجاویگا کہ جیسا کوئی شخص وضو اور طہارت کرکے نماز کے قابل بنجاوے اور صرف ایک امام کی اقتدا کی ضرورت رہے اسی طرح مرید کو ایک مرشد اور اُستاد کی ضرورت ہوگی جو راہ مستقیم بتادے اسلیے کہ دین کا راستہ بہت باریک ہی اور شیطان کی راہ ظاہر اور بہت ہین تو اگر مرشد ہادی نہوگا تو بالضرور شیطان اپنے راستون کی طرف کھینچ لیگا کہ بدون راہبر راہ پرخطر مین چلنا اپنی جان کو تباہی مین ڈالنا ہی اور جو اپنی عقل پر اعتماد رکھتے ہین وہ ایسے ہین جیسا خودرو پیڑ ہوتا ہی کہ تھوڑے ہی عرصہ مین سوکھ کے رہ جاتا ہی اور اگر چند روز ٹھہر گیا اور پتے بھی نکل آئے تو پھل نہین لگتا خلاصہ یہ کہ بعد تقدیم چارون شروط مذکورہ کے مرید کے لیے جو شی قابل گرفت ہی وہ اُستاد ہی اُسپر تمسک ایسا چاہیے جیسا نہر کے کنارہ اندھا آدمی اپنی لاٹھی پکڑنے والے پر کرتا ہی کہ اپنا سب اُمر اُسکے سپرد کردیتا ہی پیچ وخم مین اُسکی متابعت کرتا ہی اور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرتا اِسی طرح مرید کو مرشد کے ساتھ ہونا چاہیے اور یہ جان لیوے کہ اگر مرشد غلطی بھی کریگا تو اُسکی غلطی مین مجکو نفع زیادہ ہی بہ نسبت اِسکے کہ مین اکیلا چلون اور اتفاقاً راہ صواب ہی جاؤن تو جب ایسا مرشد ملجاوے تو مرشد کو چاہیے کہ اپنے مرید کو ایسی پناہ کی جگہ اور قلعہ مین بٹھادیوے کہ راہزنون سے محفوظ رہے اور یہ قلعہ چار چیز ہین خلوت اور سکوت اور بیداری اور بھوکھ کیونکہ مقصود مرید کا یہ ہی کہ قلب کی اصلاح ہوجاوے تاکہ اُس سے پروردگار کا مشاہدہ کرے اُسکے قرب کی لیاقت بہم پہونچاوے اور یہ بات اُن چارون چیزون سے حاصل ہی بھوکھ سے دل کا خون کم ہوتا ہی اور سفید ہوجاتا ہی اور سفیدی مین اُسکا نور ہی اور نیز چربی دل کی بھوکھ سے دور ہوتی اور یہ باعث اُسکی نرمی کا ہی جو کلید مکاشفہ ہی جسطرح سختی دل باعث حجاب ہی اور جب خون دل کم ہوجاتا ہی تو دشمن کی راہ تنگ ہوجاتی ہی اسلیے کہ اُسکی گذرگاہ رگین ہین جنمین شہوات بھرے ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام نے حوارین کو فرمایا کہ اپنے شکمون کو بھوکھا رکھو تاکہ اپنے پروردگار کو دیکھو اور حضرت سہیل تستری فرماتے ہین کہ ابدال چار چیزون سے یہ رتبہ پاتے ہین پیٹ کو بھوکھا رکھنا جاگنا سکوت اور عزلت غرضکہ بھوکھ سے روشنی قلب کا ہونا ظاہر ہی تجربہ بھی اُسکا مقر ہی اور باب کسر شہوت مین اُسکا بیان مفصل آویگا اور بیداری سے یہ فائدہ ہی کہ جلا اور صفا قلب کی حاصل ہوتی ہی اور جسقدر بھوکھ سے نور حاصل ہوا تھا اُسپر یہ نور زیادہ ہوجاتا ہی اور دل مثل ستارہ یا آئینہ جلا کیے ہوئے کے چمکنے لگتا ہی اور اُسمین جمال حق ظاہر ہوتا ہی اور درجات بلند آخرت کے اور دنیا کی حقارت اور اُسکی آفتین نظر آنے لگتی ہین تو اِس صورت مین آدمی کا دل اُسکی طرف سے ہٹ جاتا ہی اور ہمہ تن متوجہ آخرت کی طرف

ہوتا ہی اور بیداری بھی نتیجہ بھوک ہی کا ہی پیٹ بھرنے پر جاگنا نہین ہوسکتا نیند دل کو سخت اور مُردہ کردیتی ہی لیکن اگر بقدر ضرورت ہو تو سبب مکاشفہ اسرار غیبی کا ہوتی ہی ابدال کی صفات مین لکھا ہی کہ غذا اُنکی فاقہ ہی اور نیند غلبہ اور کلام بقدر ضرورت اور ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ سب صدیقین کی رائے اس بات پر متفق ہوئی ہی کہ زیادہ پانی پینے سے نیند بڑھتی ہی اور سکوت کا فائدہ یہ ہی کہ اس سے عزلت آسان ہوجاتی ہی مگر عزلت نشین کو اُس شخص کا دیکھنا ضرور ہوتا ہی جو کھانا پانی وغیرہ پہونچاوے تو چاہیے کہ اُس سے ضرورت کے سوا کلام نہ کرے کلام سے دل اور طرف مصروف ہوجاتا ہی اور دل کو کلام کی طرف بڑی رغبت ہی کیونکہ ذکر فکر سے تھک کر اُسمین آرام ملتا ہی خلاصہ یہ کہ سکوت سے عقل کو قوت ہوتی ہی اور باعث ورع وتقویٰ کا ہوتا ہی اور خلوت کا فائدہ یہ ہی کہ آنکھ اور کان جو قلب کے دروازے ہین رُکے رہین اور شغل دور ہوجاوین کیونکہ دل بمنزلہ ایک حوض کے ہی جسمین حواس کی نہرون سے گندہ پانی اور خس وخاشاک گرتا ہی اور ریاضت سے یہ منظور ہی کہ یہ حوض اس خراب پانی سے خالی ہوجاوے اور کیچڑ تہ مین سے نکلجاوے تاکہ اُسکو کھودتے کھودتے اصل پانی تک پہونچاوین اور پھر صاف اور شستہ پانی نکل آوے پس یہ غیر ممکن ہی کہ نہرون مین سے پانی کو نہ روکین اور حوض خالی ہوجاوے بلکہ جتنا خالی کروگے اُس سے زیادہ اور چلا آویگا اسلیے ضرور ہوا کہ حواس کو ضرورت کے سوا ضبط کیا جاوے اور یہ بات بدون خلوت نشینی اندھیرے مکان کے نہین ہوسکتی اور اگر اندھیرا مکان نہ ملے تو اپنا منھ چادر یا لنگی وغیرہ سے ڈھانپ لیوے اُسوقت مین آواز غیب سُننے لگے گا اور جلال ربوبیت سوجھنے لگیگا دیکھو آنحضرت[۱] صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی حال مین آواز پہونچتی تھی کہ یاایہا المزمل[۲] اور یاایہا المدثر اس سے معلوم ہوا کہ یہ چارون چیزین بمنزلہ قلعہ یا سپر کے ہین جنسے رہزن دور ہوتے ہین اور موانع برطرف جب بات بھی کر چکے تو اب راہ معرفت کی چلنے مین مشغول ہو اور اُسکا چلنا بدون طے کرنے گھاٹیون کے نہوگا اور اس راہ مین گھاٹیان صفات قلبی ہین جو التفات دنیا کے سبب سے ہوتی ہین اور اُن مین سے بعض آسان ہین اور بعض مشکل اُنکا طے کرنا یہ ترتیب شروع کرے یعنے اول سب سے آسان کو قطع کرے پھر اُس سے مشکل کو پھر اُس سے مشکل کو اور یہ صفات اُنھین علائق کے اسرار اور آثار ہین جو شروع ارادت مین قطع کیے ہین یعنے مال وجاہ وحب دنیا والتفات الی الحق اور معاصی کا میل پس ضرور ہی کہ جیسا ظاہر مین اُنکے اسباب دفع کردیے باطن سے بھی اُنکے نشان دفع کرے اور اُسمین مجاہدہ بہت چاہیے اور اختلاف احوال کے اعتبار سے یہ بھی مختلف ہوتا ہی بعض لوگ اکثر صفات سے محفوظ ہوتے ہین اُنکو تھوڑا ہی مجاہدہ کرنا پڑتا ہی اور یہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ مجاہدہ مخالفت ہوا اور شہوت کے خلاف سے کرنا ایسی صفت ہی کہ نفس مرید کی ہر صفت پر غالب ہوتی ہی پس جب شہوات سے محفوظ ہوجاوے یا اُنکو ضعیف کردیوے اور دل مین کوئی علاقہ قابل شغل نہ رہے تو مرشد کو چاہیے کہ ہمیشہ اُسکے دل کے پیچھے پڑا رہے اور وظائف ظاہری زیادہ نہ پڑھنے دے بلکہ فرائض اور سنن پر اکتفا کرا کر صرف ایک وظیفہ جو لب لباب اور ثمرہ تمام اوراد کا ہی اُسکا ورد کرادے اور وہ یہ ہی کہ جب دل غیر اللہ سے فارغ ہوجاوے خدا تعالے کا ذکر کرادے اور جبتک اُسکا دل اور علائق کی طرف ملتفت ہو اس ذکر مبارک کا شغل نہ بتادے چنانچہ حضرت شبلی رح نے اپنے مرید حضری سے فرمایا تھا کہ جس جمعہ کو تم میرے پاس آتے ہو اگر اُس سے لیکر دوسرے جمعہ تک تمہارے دل مین سوا خدا کے کوئی اور چیز گذری تو تمکو میرے پاس آنا حرام ہی اور اس طرح کا تجرد بے صدق ارادت اور غلبہ محبت الٰہی کے حاصل نہین ہوتا جب تک کہ عاشق صادق نہ بنجاوے کہ سوائے ایک فکر کے دوسرا باقی نہ رہے جب اسطرح کا حال مُرید کا ہو تو مُرشد اُسکو اجازت دے کہ کسی گوشہ مین تنہا بیٹھے اور ایک آدمی ایسا مقرر کردے کہ اُسکو تھوڑی سی غذا حلال پہونچا دیا کرے روزی حلال ہونی بہت ضرور ہی کیونکہ طریق دین کی اصل یہی ہی کہ غذا حلال کھاوے اور پھر اُسکو کوئی ذکر تعلیم کرے کہ وہ اپنا دل اور زبان اُسمین مشغول کرے مثلاً اللہ اللہ یا سبحان اللہ یا اور الفاظ جو مرشد کی تجویز مین آوین ہمیشہ بیٹھا کہتا رہے یہان تک اُسکی مواظبت کرے

[۱] بخاری ومسلم بروایت عائشہ صدیقہ رض [۲] اے اوڑھ لپیٹ کرنے والے اے کپڑے مین لپٹنے والے

کہ حرکتِ زبان کی موقوف ہوجاوے اور کلمہ مذکور گویا زبان پر بے حرکت جاری ہوجاوے پھر اِس حال پر مداومت کرتے کرتے زبان سے بھی اثر جاتا رہتا ہی دل مین صورت لفظ کی منقوش ہوجاوے پھر اُسپر مزاولت کرنے سے صورت لفظون کی یعنی حروف دل پر سے مِٹ جاوین صرف معانی لفظ کے دل کے ساتھ اور اُسپر غالب رہین اسطرح کہ کبھی سامنے سے غائب ہون اور کُل ماسوا سے دل خالی ہوجاوے کیونکہ دل جب ایک چیز مین مشغول ہوتا ہی تو دوسری شی کوئی سی ہو اُس سے نکلجاتی ہی اسی لیے اگر ذکر آلہی مقصود بالذات مین مشغول ہوجاویگا تو بیشک ماسوا سے خالی ہوجاویگا اب اسوقت یہ چاہیے کہ وساوس اور خواطر دنیاوی سے دل کو بچاوے اور اپنا اور پرایا حال کچھ یاد نہ کرے اسلیے کہ اگر ذرا بھی دل اِس طرف متوجہ ہوگا یاد آلہی سے خالی رہیگا اور اتنا ہی نقصان ہوجاویگا تو ایسے اُمور کو ضرور ہی دفع کرنا چاہیے ہرچند جب سب وساوس کو دفع کرکے ایک خاص کلمہ کی طرف نفس کو پھیرے گا تو اُسی کلمہ کے باب مین وساوس پیدا ہونگے کہ یہ کلمہ کیا ہی اور اللہ کے معنی کیا ہین اور وہ کس سبب سے خدا اور معبود ہی اور اِن وساوس سے فکر کا دروازہ کھل جاویگا اور شیطان کی طرف سے ایسے وساوس آنے لگینگے کہ کفر و بدعت ہون مگر جب اِن وساوس کو بُرا جانتا ہوگا اور قلب سے اُنکے دور کرنے کے لیے مستعد رہیگا تو اُنسے کچھ ضرر نہ پہونچیگا پھر اِن وساوس کی دو قسمین ہین ایک تو وہ کہ جنمین یقینی معلوم ہوجاوے کہ خداوند کریم اِن شبہات سے پاک ہی مگر شیطان دل مین ڈالکر اُن مین پھنسایا چاہتا ہی تو اسکا علاج یہ ہی کہ اُسکی پروا نہ کرے اور ذکر آلہی مین مشغول ہو اور خدا تعالےٰ سے اُسکے لیے پناہ مانگے وہی اُسکو دور کریگا جیسا خود فرمایا واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم اور فرمایا ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون اور ایک وہ ہین کہ اُن مین تردد اور شک ہو تو اُنکی تدبیر یہ ہی کہ مرشد سے کہے بلکہ جو کچھ دل پر گذرے خواہ سستی ہو یا نشاط یا التفات کسی علاقہ کی طرف یا صدق ارادت سبکو اُس سے کہہ دینا چاہیے ہوا اُسکے اوروں سے اسکا ذکر نہ کرے پھر مرشد کو چاہیے کہ اُسکے حال کو اور اُسکی ذکا اور کیاست کو بنظر تامل دیکھے اگر اُسکو ایسا جانے کہ بحال خود چھوڑنے اور فکر کی اجازت دینے سے خود بخود امر حق پر متنبہ ہوجاویگا تو اُسکو فکر ہی مین لگادے اور اسپر مداومت کی اجازت دے یہان تک کہ اُسکے دل مین نور آلہی جلوہ گر ہو اور حقیقت امر جون کی تون معلوم ہوجاوے اور اگر ایسا جانے کہ اِس جیسا شخص آپ ہی آپ معلوم نہ کرسکیگا تو اُسکے سامنے اعتقاد یقینی شبہہ مذکور کا جسقدر اُسکے دل کو متحمل ہو بیان کرے اور پند و نصیحت کے بعد ایک ایسی دلیل اعتقاد کی سناوے جو اُسکے فہم مین آجاوے اور چاہیے کہ حسب مقتضاے حال بہت نرمی سے سمجھاوے کیونکہ یہ طریق مہلک اور پُرخطر ہی بعض مریدون کو اثناے شغل ریاضت مین ایسے خیالات فاسد جم گئے ہین کہ اُنکے کشف پر اُنکو قدرت نہوے تو اپنی چال چھوڑکر راہ بطالت طے کرنے لگے اور یہ امر نہایت درجہ کی تباہی کا ہی اور جو شخص کہ صرف ذکر ہی کا ہو رہے اور اُن علائق کو جو دل کو مشغول کرتے ہین دفع کرے وہ بھی ایسے افکار سے خالی نہین ہوتا کیونکہ خطر کی کشتی مین سوار ہی لیکن اگر بچ گیا تو دین کا بادشاہ ہی اور اگر چوک گیا تو تباہ ہوا اِسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی علیکم بدین العجائز یعنے اصل ایمان اور ظاہر اعتقاد بطور تقلید مانکر اعمال خیر مین مصروف ہونا چاہیے اُسکے خلاف مین بہت سے خطرے ہین اسی لحاظ سے بعضون کے نزدیک مرشد پر واجب ہی کہ مرید کا حال فراست سے معلوم کرے اگر ذکی اور ہوشیار نہو اور اعتقاد ظاہری کو قسم اور واقعی نہ رکھتا ہو تو اُسکو ذکر و فکر مین مشغول نہ کرے بلکہ اعمال ظاہری کا پابند کرکے وظائف متواتر و مشہور بتلاوے یا فکر والون کو خدمت مین مشغول کردے تاکہ اُنکی برکت مین یہ بھی شریک ہوجاوے جب کوئی شخص جہاد سے عاجز ہو تو اُسکو چاہیے کہ مجاہدین کو پانی پلاوے اور اُنکے جانورون کی خبر لے تاکہ قیامت کو اُنکے ساتھ اُٹھے اور اُنکی برکت مین شریک ہو گو اُنکا درجہ نہ پاوے پھر مرید ذاکر کو اور بہت سے راہزن مثل عُجب اور ریا اور احوال کے منکشف ہونے کی خوشی اور اوائل کرامات کے ظاہر ہولے کی فرحت کے پیش آتے ہین اگر اُن مین سے کسی کی طرف التفات کرے اور نفس کو اُسی قدر پر قانع کردے تو سلوک مین خلل واقع ہو اور اُسی جگہ رہ جاوے تو ایسی صورت مین چاہیے کہ اپنے حال پر مدت عمر چلا جاوے اور کسی امر پر قناعت نہ کرے بلکہ اپنا حال مثل اُس پیاسے کے جانے کہ اگر بالفرض دریا کے دریا اُسکے سامنے آجاوین تب بھی پیاسا

نہ سمجھے اور راس المال اپنا خلق سے علیحدگی اور خلوت کو جانے بعض سیاحون سے منقول ہے کہ مین نے ایک ابدال عزلت گزین کی خدمت مین عرض کیا
کہ تحقیق کی راہ کسطرح ہے اور ایک دفعہ یہ پوچھا کہ کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سے مدام میرا دل خدا کے ساتھ رہے اُنھون نے فرمایا کہ خلق کو مت دیکھو
اُنکی طرف دیکھنا تاریکی ہے مین نے کہا کہ یہ تو ضروری ہے اُنھون نے فرمایا کہ اُنکا کلام مت سُن کہ سختی دل کا باعث ہے مین نے کہا کہ یہ بھی ضروری ہے
اُنھون نے فرمایا کہ اُنسے لین دین مت کر اس سے وحشت ہوتی ہے مین نے کہا کہ اُن مین تو رہتا ہون لین دین کیسے چھوڑ دون اُنھون نے
فرمایا کہ اُن مین مت رہو اُن مین رہنا تو عین تباہی ہے مین نے کہا کہ اُنکے درمیان رہنے کا مرض ہوگیا ہے اُنھون نے فرمایا کہ عجیب بات ہے
غافلون کی طرف دیکھنا بھی چاہتے ہو جاہلون کے کلام بھی سُنو جھوٹون سے معاملہ بھی کرو اور پھر چاہتے ہو کہ مدام دل خدا تعالیٰ کے ساتھ رہے
یہ کبھی نہین ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ منتہاے ریاضت یہ ہے کہ آدمی علی الدوام اپنے دل کو خدا تعالےٰ کے ساتھ پاوے اور یہ بات بدون اسکے
کہ غیر سے خالی ہو غیر ممکن ہے اور غیر سے خالی ہونا بے مجاہدہ نہین ہوسکتا پس جب اپنے دل کو اللہ کے ساتھ پاویگا تو جلال حضرت ربوبیت
منکشف ہوگا اور حق جلوہ گر اور ایسے ایسے لطیفے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہونگے جنکی صفت ہرگز نہین ہوسکتی جب مرید کا حال
اس درجہ کو پہونچے اور اُن مین سے کچھ منکشف ہونے لگے تو اُسوقت بڑا راہ زن یہ امر ہوتا ہے کہ اِن اُمور کو بطور پند و نصیحت بیان کرنے لگتا ہے
اور وعظ گوئی کے درپے ہوتا ہے اس سے نفس کو کمال درجہ کی لذت ملتی ہے اور اُس لذت سبب اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ اُن معانی کو حسن
الفاظ سے مرتب و مزین بیان کیجیے اور حکایات و دلائل قرآن و حدیث سے مُدلل اور ایسی خوبصورتی سے ادا ہون کہ لوگون کو اُنکے سننے
کی طرف رغبت ہو اور شیطان دل مین یہ خیال ڈال دیتا ہے کہ یہ امر اسلیے ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہین اُنکے دل زندہ ہوجاوین ہمکو
اُس سے نہ کچھ فائدہ نہ لذت ہم صرف خدا تعالےٰ اور اُسکے بندون مین ذریعہ ہین کہ اُنکو اُسکی راہ بتاتے ہین اور یہ شیطانی وسوسہ اُسوقت
کھلتا ہے کہ کوئی اپنے ہمسرون مین ایسا ہو کہ اُسکا وعظ اپنی نسبت عمدہ ہو اور لوگون کا میلان بھی اُسکی طرف زیادہ ہو پس اگر وعظ گوئی
لذت کے سبب سے ہوئی ہوگی تو ایسے شخص کو دیکھکر رگ حسد اندر سے جوش کریگی اور اگر واقع مین بھی منظور ہوگا کہ لوگ راہ راست پر
آجاوین تو ایسے شخص سے کمال طبیعت خوش ہوگی اور خدا کا شکر کریگا کہ خوب ہوا ایک سے دو ہوئے جیسے کوئی لاوارث مردہ کو دفنانا
چاہے اور کوئی وہان موجود نہو اور شرعًا اسی کے ذمہ آپڑے تو ایسے وقت مین اگر کوئی مددگار پیدا ہوجاوے تو کمال خوشی ہوتی ہے اور کسی
طرح کی حسد نہین اُٹھتی اسیطرح غافل لوگ مردہ ہین اور واعظ اُنکے دلون کو زندہ کرنا چاہتے ہین تو واعظین کی کثرت سے ایک دوسرے کو
اعانت اور راحت ہوتی ہے یہ مقام خوشی کا ہے نہ حسد کا اور ایسا بہت کم پایا جاتا ہے اسلیے مرید کو چاہیے کہ اُس سے بچے کیونکہ یہ شیطان کے بڑے
جالون مین سے ہے جس سے اُن لوگون کی راہ مارتا ہے جنپر اول اول کچھ راہ معرفت کھلتی ہے اور لوگ اسوجہ سے اس جال مین پھنس جاتے ہین
کہ زندگانی دنیاوی انسان پر طبعًا غالب ہے اسی جہت سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا بَل تُوثِرُونَ الحَیٰوۃَ الدُّنیَا پھر فرمایا کہ طبیعتون مین شر ہمیشہ سے
چلی آئی ہے اور کتب سابقہ مین بھی اُسکا ذکر ہوا ہے اور یہ فرمایا اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الاُولیٰ صُحُفِ اِبرَاہِیمَ وَمُوسیٰ یہی حال مرید کو ریاضت سکھلانے کا
اور بتدریج اُسکی تربیت کا خدا تعالےٰ کے دیدار کے لیے اور تفصیل ریاضت کی ہر ہر صفت مین آگے مذکور ہوگی اور ازآنجا کہ صفات انسانی مین
غالب تر شہوت پیٹ اور شرمگاہ اور زبان کی ہے اور اُسکے بعد غضب ہے جو شہوات کی حمایت کرتا ہے اور جب شہوت پیٹ اور شرمگاہ کے ساتھ
مانوس ہوتا ہے تو دنیا کی محبت ہوتی ہے اور مال و جاہ مین مبتلا ہوتا ہے مال و جاہ مین بڑھکر کبر و عجب و ریاست مین ایسا پھنستا ہے کہ سرے
سے دنیا چھوڑنے کو دل نہین چاہتا اور دین مین بھی ایسی بات کو لیتا ہے جسمین ریاست اور غرور پایا جاوے اسلیے ضرور ہوا کہ بعد ان دونون
بابون کے آٹھ باب اس تفصیل سے لکھین باب اول شہوت شکم و فرج کی کمی مین باب دوم حرص کلام کے دور کرنے مین باب سوم غضب اور
حقد و حسد کے دور کرنے مین باب چہارم دنیا کی مذمت اور اُسکے مکرون کی تفصیل مین باب پنجم محبت مال توڑنے اور بخل کی بُرائی مین باب ششم

ریا اور محبت جاہ کی بُرائی مین باب ہفتم کبر وعجب کی بُرائی مین باب ہشتم دھوکھا کھانے کے مواقع مین اِن مہلکات اور اُنکے معالجات کے تمام ہونے کے بعد جو ہماری غرض اِس جلد مین بیان کرنی ہی انشاء اللہ پوری ہوجاویگی کیونکہ باب اول مین تو ہمنے صفات قلبی کی شرح کی ہی جو معدن مہلکات اور منجیات دونون کا ہی اور دوسرے باب مین تہذیب اخلاق اور امراض قلبی کے معالجات کا طور بطور کلی اجمالاً ذکر کیا ہی اب ان بابون مین اُنکی تفصیل بیان ہوگی ذکر ریاضت نفس وتہذیب اخلاق خداتعالے کی مدد وحسن توفیق سے تمام ہوا اُسکے بعد دو شہوتون کے دور کرنے کا مذکور ہوتا ہی

والحمد للہ اولاً وآخراً والسلام علی من اتبع الھدیٰ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

باب سوم شہوت شکم اور شرمگاہ کے توڑنے کے بیان مین اور اسمین آٹھ بیان ہین

رباعی دل کہتا تھا حمد کبریا کو لکھیے	زان بعد ثنائے مصطفےٰ کو لکھیے
پر حوصلہ اپنا دیکر عاجز ہو کہا	احسن ہی یہی کہ مدعا کو لکھیے

جاننا چاہیے کہ بڑا مہلک اولاد آدم کا شہوت شکم ہی جسکے سبب حضرت آدم وحوا علیہما السلام دار القرار سے اِس ناپائدار مین نکالے گیے کیونکہ اُنکو درخت خاص سے منع کیا گیا تھا مگر اُنکی شہوت غالب ہوئی کھا بیٹھے اور سب اُنکی بُرائیان اُنپر کھُل گیئن اور درحقیقت شکم چشمۂ شہوات ومعدن آفات ہی اسلیے کہ شہوت شکم کو شہوت جماع لازم ہی پیٹ بھرنے پر یہ سوجھتا ہی کہ بہت سی منکوحہ ہون اور خوب صحبت کیجیے اسکے بعد مال وجاہ کو دل چاہتا ہی کہ اُنکے ذریعہ سے یہ مطلب بخوبی نکلتا ہی اور مال کی کثرت سے طرح طرح کی رعونتین اور حسدین پیدا ہوتی ہین اور انھین مال وجاہ کی بدولت ریا اور تفاخر اور غرور پیدا ہوتا ہی جنسے حقد وحسد وکینہ ودشمنی اُٹھتی ہی اور پھر یہ نوبت پہونچتی ہی کہ آدمی سرکشی اور نافرمانی اور مکروہات وممنوعات کرنے لگتا ہی اور یہ سب اِس بات کا ثمرہ ہی کہ معدہ کو خالی نہ رکھا اور ناکون ناک بھر لیا اگر آدمی اپنے نفس کو بھوک سے ذلیل رکھے اور اُسکے سبب شیطان کے رستے تنگ کردے تو البتہ قدم جادۂ اطاعت آلہی سے نہ اُٹھا دیگا اور سرکشی اور اترانا پاس نہ پھٹکیگا اور بالکل آخرت کو چھوڑ کر دنیا کا نہو رہیگا اور دنیا کے واسطے اِتنے جھگڑے اور خصومات نہ مول لیگا پس ازانجا کہ آفت شہوت شکم اس درجہ ہی تو ضرور ہوا کہ اُسکی آفات ومہلکات کو بیان کردیا جاوے کہ اُس سے لوگ بچین اور طریق مجاہدہ کا اور اُسکی فضیلت بھی شرح کردیجاوے تاکہ اُسکی طرف رغبت کرین اور چونکہ شہوت فرج بھی کچھ ایسی ہی اور اُسکے بعد ہوتی ہی اسلیے اُسکا بیان بھی ضرور ہی لہٰذا ہم ان سب امور کو آٹھ بیانون مین ذکر کرینگے۔

بیان اول بھوکھ کی فضیلت اور سیری کی مذمت مین

فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جاہدوا انفسکم بالجوع والعطش فان الاجر فی ذلک کالاجر المجاہد فی سبیل اللہ وانہ لیس من عمل احب الی اللہ من جوع وعطش اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ آسمان کے فرشتے اُس شخص کے پاس نہین آتے جو اپنا پیٹ بھرے اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ آدمیون مین سے کون افضل ہی آپ نے فرمایا من قل طعمہ وضحکہ ورضی بما یستر بہ عورتہ اور فرمایا سید الاعمال الجوع وذل النفس لباس الصوف ابو سعید خدری فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ اُدنکا کپڑا پہنو اور آدھے پیٹ کھاؤ پیو یہ ایک نبوت کا جز ہی اور حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہی کہ فکر نصف عبادت ہی اور قلت غذا پوری عبادت اور یہ بھی اُنھین سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا افضلکم عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ اطولکم جوعا وتفکرا فی اللہ سبحانہ وابغضکم عند اللہ عزوجل یوم القیمۃ کل نؤوم اکول اشروب اور روایت ہی کہ آپ بے ضرورت بھی بھوکے رہتے تھے یعنی یہ امر آپ کو پسند تھا اور حدیث قدسی مین ہی کہ اللہ تعالی اُس شخص سے کہ جسکا خورد ونوش

دنیا مین کم ہو فرشتون پر فخر فرماتا ہی اور کہتا ہی کہ میرے بندہ کو دیکھو کہ مین نے اُسکو دنیا مین اکل و شرب کم دیا ہی اُسنے صبر کیا اور اُنکو ترک کر دیا تم گواہ رہو کہ جو لقمہ وہ چھوڑیگا اسکے عوض جنت مین درجات عنایت کرونگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتمیتوا القلب بکثرۃ الطعام والشراب فان القلب کالزرع یموت اذا اکثر علیہ الماء اور فرمایا ما ملأ ابن آدم وعاء شرا من بطنہ حسب ابن آدم لقیمات یقمن صلبہ وان کان لابد فاعلا فثلث لطعامہ والثلث لشرابہ وثلثہ لنفسہ اور ایک حدیث طویل مین اسامہ بن زید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فضیلت بھوک کی وارد ہوئی ہی اُسمین ارشاد فرمایا ہی کہ قیامت کے دن اللہ عز وجل سے زیادہ قریب وہ ہونگے جو دنیا مین زیادہ بھوکے پیاسے اور غمگین رہے وہ لوگ چھپے متقی ہین کہ اگر ظاہر ہون تو کوئی نہ جانے اور اگر غائب ہوجاوین تو کوئی تلاش نہ کرے زمین اُنکو سب جانتی ہی اور فرشتے اُنکو گھیرے رہتے ہین وہی اچھے لوگ ہین اور خداتعالےٰ کی طاعت بھی اچھی طرح وہ ہی کرتے ہین لوگ نرم نرم فرش بچھاتے ہین اور وہ اپنا ماتھا اور گھٹنے بچھاتے ہین نبیون کے اخلاق اور افعال لوگون کو نہ ملے مگر انکو حفظ ہین جس زمین پر سے وہ چلے جاتے ہین تو زمین اُنکے لیے روتی ہی اور جس شہر مین کوئی اُن مین سے نہو اُسپر خدا کا غضب ہوتا ہی دنیا کے لیے مردار پر کتون کی طرح نہین لڑتے بقدر سد رمق کھاتے ہین اور پھٹا پُرانا پہنتے ہین میلے کچیلے حال سے رہتے ہین لوگ یہ جانتے ہین کہ اُنکو کچھ مرض ہی حالانکہ اُنکو کوئی مرض نہین اور بعضے سمجھتے ہین کہ اُنکی عقلین جاتی رہین اور یہ بات بھی نہین ہوئی بلکہ جن چیزون پر لوگون کی عقل دنیا مین دوڑتی ہی وہ اُن مین نہین پائی جاتی اسواسطے لوگ جانتے ہین کہ بے عقل ہین مگر وہ لوگ وہ باتین سمجھتے ہین کہ جہان لوگون کی عقل گم ہوتی ہی شرف آخرت انھین لوگون کے لیے ہی اے اسامہ جس شہر مین ایسے لوگ نظر آوین تو جان لے کہ اس شہر کی امن کا باعث یہی ہین جس قوم مین وہ ہوتے ہین اُسکو خدا عذاب نہین دیتا زمین بھی اُنسے خوش ہی اور خدا بھی راضی آدمیون مین اُنکو اسلیے رکھا ہی کہ شاید اُنکے باعث اُنکی نجات ہو اور اگر تجھ سے بھوک پیاس کی برداشت مرتے دم تک ہو سکے تو کیا کر اسکے باعث تجھکو شرف منزلت ملیگا اور نبیون کی صف مین داخل ہوگا اور جب تیری روح فرشتون کے پاس جائیگی تو وے خوش ہونگے اور خدا تجھ پر رحمت کریگا اور حضرت حسن رض ابوہریرہ رض سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البسوا الصوف وشمروا وکلوا فی انصاف البطون تدخلوا فی ملکوت السماء اور حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زمرۂ حوارین اپنے معدون کو بھوکا رکھو اور بدنون کو ننگا تاکہ تمھارے دل خداے عز وجل کو دیکھ پاوین اور یہی روایت طاؤس رحمہ اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی کی ہی اور روایت ہی کہ توریت مین لکھا ہی کہ اللہ تعالےٰ کو موٹا عالم پسند نہین اسلیے کہ موٹاپن غفلت اور کثرت غذا پر دلالت کرتا ہی اور یہ امر عالم کے حق مین اچھا نہین اور اسی لیے حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ اُس قاری سے جو پیٹ بھر بھر موٹا ہوا ہو بغض رکھتا ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ شیطان آدمی مین خون کی طرح پھرتا ہی تو اُسکے رستون کو بھوکھ اور پیاس سے تنگ کرو اور ایک روایت مین ہی کہ پیٹ بھرے پر کھانے سے برص ہو جاتا ہی اور فرمایا کہ المومن یاکل فی معاء واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء یعنے مومن کی نسبت کافر سات گنا کھاتا ہی یا اُسکی خواہش مومن سے سات گنی ہوتی ہی اور آنت کو بجاے شہوت مجازاً ارشاد فرمایا اسلیے کہ طعام کا قبول کرنا اور لینا شہوت کے متعلق ہی جیسا کہ آنت اُسکو اخذ اور قبول کرتی ہی اور اس سے یہ غرض نہین ہی کہ منافق کی آنتین درحقیقت زیادہ ہوتی ہین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ یہ فرماتے تھے ادیموا قرع باب الجنۃ یفتح لکم اُنھون نے پوچھا کہ باب جنت کو ہمیشہ کیسے کھٹکھٹاوین آپ نے فرمایا بالجوع والظماء یعنے بھوکھ اور پیاس سے اور ایک حدیث مین ہی کہ حضرت ابوجحیفہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس مین ڈکار لی آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے روز وہی زیادہ بھوکھا ہوگا جس نے دنیا مین زیادہ پیٹ بھرا ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہین کھایا اور بعض اوقات اُنکی بھوکھ دیکھکر رحم کے مارے روپڑتین اور آپ کے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیر کر کہتین کہ مین آپ کے قربان جاؤن دنیا سے اتنا تو لے لیا کرو جس سے قوت رہے اور بھوکھ سے محفوظ رہو تو آپ

۱۴ دل کو کثرت خورش اور کھانا پینے سے مردہ مت کرو کہ دل مثل کھیتی کے ہی جب اُسپر پانی زیادہ ہوجاتا ہی تو جاتی رہتی ہی ۱۲ ح ۲۳ آدمی نے کوئی برتن زیادہ خراب اپنے پیٹ سے نہین بھرا ۱۲ ترمذی بروایت مقدام ۱۲ ح ۲۴ خطیب اور ابن ماجہ بروایت سعد بن زید اور ابن جوزی نے اسکو موضوعات مین لکھا ہی ۱۲ ح ۲۵ اُون پہنو اور مستعد رہو اور نصف پیٹ کھاؤ آسمان کے فرشتون مین داخل ہوگے ۱۲ ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بسند ضعیف ۱۲ مجھے نہین ملی ۱۲ ح ۵۶ یہ باب الصوم مین گذری ح ۷۶ ابن ابی الدنیا نے بروایت ... اور ابن السابعین ... ح ۷۷ مومن ایک انتڑی مین کھاتا ہی اور کافر سات مین ۱۲ بخاری و مسلم بروایت عمر فاروق والوہریرہ رض ۱۲ ح ۷۸ باب جنت ہمیشہ کھٹکھٹاتے رہو تمھارے لیے کھلجائیگا اسکی سند نہین ملی ح ۹۹ بیہقی در شعب بروایت ابوجحیفہ و ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابو عمر و دون نام ابوجحیفہ کے ۱۲

۱۰۷ اسکی سند نہین ملی ۱۲

فرماتے کہ اے عائشہ میرے بھائیون نے یعنے اولوالعزم رسولون نے مجھسے بھی زیادہ شدائد اُٹھائے اور اُنپر صبر کرکے جب پروردگار کے سامنے گئے تو اُنکی بڑی تکریم ہوئی اور نہایت ثواب عنایت ہوا مجھکو یہ حیا آتی ہے کہ ایسا ہنوز زندگی مین کچھ آرام کرنے سے کل کو اُنسے کمتر رتبہ ملے پس چند روز صبر کرنا آسان ہے اس سے کہ کل کو آخرت مین حصہ کم ملے اور مجھکو اپنے بھائیون اور دوستون سے ملنے کے سوا کوئی چیز اچھی نہین معلوم ہوتی حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ بخدا اس گفتگو کے بعد آپ کو ایک ہفتہ بھی نہین گذرا تھا کہ آپ نے وفات پائی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت[17] ہے کہ کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک روٹی کا ٹکڑا آپ کی خدمت مین لائین آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ مین نے ایک روٹی پکائی تھی میرا دل چاہا تو یہ ٹکڑا آپ کے پاس لے آئی آپ نے تناول فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اول غذا ہے جو تیرے باپ کے مُنھ مین تین دن پیچھے پہونچی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ[27] فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی مدت العمر اپنے گھر والون کو تین دن پیہم گیہون کی روٹی پیٹ بھر نہین دی اور آپ نے فرمایا ہے[37] ان اہل الجوع فی الدنیا ہم اہل الشبع فی الآخرۃ وان ابغض الناس الی اللہ المتخمون الملای وما ترک عبد اکلۃ یشتہیہا الا کانت لہ درجۃ فی الجنۃ اور آثار بھی فضیلت بھوک مین بہت ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پیٹ بھرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کہ زندگی مین موجب گرانی اور موت کے بعد باعث بدبو ہوتا ہے اور شفیق بلخی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے جسکی دوکان خلوت اور اوزار بھوکھ اور حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا جب معدہ پُر ہوتا ہے تو فکر سو رہتا ہے اور اعضا عبادت سے بیٹھ رہتے ہین اور حکمت بیکار ہو جاتی ہے سعدی فرماتے ہین ع تہی از حکمتے بعلت آن ÷ کہ پُری از طعام تا بینی + اور حضرت فضیل بن عیاض اپنے نفس سے کہتے کہ توکس بات سے ڈرتا ہے کیا بھوکھ سے ڈر لگتا ہے اس سے خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُسکے باعث خدا کے سامنے ہلکا پھلکا رہتا ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب سب بھوکھے رہتے تھے اور کہمس رح فرماتے کہ الٰہی تونے مجھکو بھوکھا رکھا ننگا رکھا اندھیری راتون مین بے چراغ رکھا کیسے کیسے وسیلون سے مجکو اس درجہ پر پہونچایا اور فتح موصلی کو جب مرض اور بھوک زیادہ ہوتی ہے تو کہتے کہ الٰہی تونے مجکو مرض اور بھوکھ مین مبتلا کیا اور تو اپنے دوستون سے ایسا کیا کرتا ہے تو کونسی بات سے تیری نعمت کا شکر کرون اور مالک بن دینار فرماتے ہین کہ مین نے محمد بن واسع سے کہا کہ خوشحال وہ شخص ہے جسکے پاس تھوڑا اغلہ اُسکے سدرمق کے لیے ہو اور لوگون کا محتاج نہو اُنھون نے فرمایا کہ اے مالک خوشحال وہ ہے جو صبح اور شام کو بھوکھا رہے اور پھر خدا سے راضی رہے اور حضرت فضیل بن عیاض فرماتے کہ الٰہی تو نے مجکو اور میرے عیال کو بھوکھا رکھا اور اندھیری راتون مین بے چراغ رکھا یہ باتین تو اپنے دوستون سے کیا کرتا ہے مجکو یہ بڑا رتبہ کیسے ملیگا اور یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ راغبین کی بھوکھ تنبیہ کے لیے ہوتی ہے اور تائبین کی امتحان کے لیے اور مجتہدین کی بزرگی کے لیے اور صابرین کی سیاست کے لیے اور زاہدین کی حکمت کے لیے اور توریت مین مذکور ہے کہ اللہ سے ڈرو اور جب پیٹ بھرے تو بھوکھے کو یاد کرو اور ابو سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ رات کے کھانے مین سے ایک لقمہ کم کھانا مجکو بہ نسبت تمام شب کی بیداری کے اچھا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی اُنھین کا قول ہے کہ بھوکھ اللہ کے خزانے سے اُسی کو عنایت ہوتی ہے جسکو وہ دوست رکھتا ہے اور حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری پچیس روز نہ کھاتے اور ایک درم کے غلہ مین ایک سال گذار دیتے اور بھوکھ کا بڑا رتبہ جانتے اور اُسکے باب مین مبالغہ کرتے اور کہتے کہ قیامت کے روز کسی نیک عمل کا اتنا ثواب نہ ملیگا جتنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی جہت سے فضول طعام کو چھوڑنے سے ملیگا اور یہ بھی فرمایا کہ دانا لوگون کو کوئی چیز دونون جہان کی نافع بھوکھ سے بڑھکر نہین ملی اور فرمایا کہ طالبین آخرت کے حق مین کوئی چیز کھانے سے زیادہ مُضر نہین اور فرمایا کہ حکمت اور علم بھوکھ مین ہین اور معصیت اور جہل سیری مین اور فرمایا کہ کوئی عبادت اس سے بڑھکر نہین کہ ہوائے نفسانی کے خلاف حلال چیز کو ترک کرے اور جس حدیث[47] مین مذکور ہے کہ پیٹ کی تہائی غذا کے لیے ہے اس مین آپ نے فرمایا کہ جو اس مقدار سے زیادہ کھائیگا وہ اپنی نیکیان کھائیگا اور اس درجہ سے بڑھکر مرتبہ کا حال جو اُنسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکو فضیلت نہو گی جب تک کہ غذا کا نہ کھانا

۱۷ حارث ابن اسامہ نے بسند ضعیف ۲۷ مسلم نے نقل کیا ہے اور پہلے گذری ۳۷ ہے دنیا مین جو بھوکے رہنے والے ہین آخرت مین وہی شکم سیر ہونگے اور سب سے زیادہ برا آدمی خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو بد ہضمی والا ہے اور بھوک کر شکم ہین اور بندہ جو لقمہ باوجود خواہش کے چھوڑ دیتا ہے اُسکو جنت مین ایک درجہ ملتا ہے ۱۲ طبرانی در کبیر و ابو نعیم در حلیہ بروایت ابن عباس بسند ضعیف ۱۲ ۴۷ پہلے گذر چکی ۱۲

اُسکے نزدیک کھانے کی نسبت محبوب ہو اور اگر ایک رات بھوکا رہے تو خدائے تعالے سے دعا مانگے کہ دو رات بھوکا رکھے اور جب یہ حال اُسکا ہو جاویگا
کہ غذا نہ کھانے کو محبوب جانیگا اور ایک رات کے فاقہ سے دو رات کے فاقہ کی دعا مانگیگا تو البتہ فضیلت اُسکو حاصل ہو گی اور فرمایا کہ لوگ جو ابدال
ہوئے ہین تو شکم کو بھوکا رکھنے اور بیداری اور سکوت اور خلوت سے ہوئے ہین اور فرمایا کہ آسمان و زمین مین ہر نیکی کی جڑ بھوکھ ہی اور ہر بدی
کی اصل پیٹ بھر کھانا اور فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو بھوکا رکھا اُس سے وساوس دور ہوتے ہین اور فرمایا کہ اللہ عز وجل کا متوجہ ہونا بندہ پر بھوکھ
اور مرض و مصیبت سے ہوتا ہی مگر جسکو خدا چاہے اور فرمایا کہ جان لو یہ وہ زمانہ ہی کہ اسمین نجات اُسی کو ملیگی جو بھوکھا اور صبر اور مجاہدہ سے اپنی
نفس کُشی کرے اور فرمایا کہ جو آدمی اسی پانی کو خوب پیٹ بھر کے پیے تو مجکو نہین معلوم ہوتا کہ معصیت سے بچ رہے اگرچہ شکر اللہ تعالے اُسکا
کرے بس کھانے سے سیر ہونے مین کیا حال ہوگا اور ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ مین اپنے نفس کو کس چیز سے روکون اُسنے جواب دیا
کہ بھوکھ اور پیاس کی بیڑی ڈال اور گمنامی اور ترک عزت سے اُسکو ذلیل کر اور آخرت والون کا خاک پا بنا کر اُسکو چھوٹا کر اور بڑھے ہوئے
لوگون کے لباس چھوڑنے سے اُسکو توڑ اور اُسکی طرف مدام بدظن ہو کر اُسکی آفتون سے بچ اور اُسکی خواہشون کے خلاف کرتا رہ اور عبد الواحد
ابن زید فرماتے کہ بجز محبت الٰہی نہین ملتی مگر بھوکھ سے اور اولیا پانی پر نہین چلتے اور زمین اُنکے لیے طی نہین ہوتی مگر بھوکھ سے اور خدا تعالیٰ اُنکی
کفالت نہین فرماتا مگر بھوکھے سے اور ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ پیٹ مثل ستار کے ہی کہ خالی لکڑی مین تار لگے رہتے ہین
مگر اُسکی حسن صورت بکی اور رقت سے ہوتی ہی کہ جوف دار ہوتا ہی اسمین کچھ بھرا نہین ہوتا اسی طرح پیٹ کا حال ہی کہ جب خالی رہتا ہی تو
تلاوت بھی شیرین معلوم ہوتی ہی اور شب بیداری اور قلت خواب پر بھی مداومت کرتا ہی اور بکر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ تین آدمیون کو
خدا تعالے دوست رکھتا ہی کم خواب کم خوار کم راحت اور روایت ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو مہینے تک خدا تعالے سے مناجات اور
باتین کرتے رہے اور کچھ نہ کھایا یکایک جو روٹی کا خیال دل مین آیا تو مناجات جاتی رہی اور دیکھا کہ روٹی سامنے رکھی ہی آپ مناجات کے جاتے
رہنے سے بیٹھے رو دیے اتنے مین ایک مرد پیر اُنکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ اے ولی اللہ خدا تجھکو برکت دے مین ایک حالت مین تھا کہ روٹی
کا دھیان آیا اور وہ حالت جاتی رہی تو خدا سے میرے لیے دعا کر اُسنے کہا کہ الٰہی جب سے مین نے تجھے پہچانا ہی اگر روٹی کا دھیان مجھے آیا ہو
تو میری مغفرت مت کیجیو بلکہ جو کچھ کبھی دھیان مین گذرا اُسیکو بفکر کھا لیا اور روایت ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب شرف ہم کلامی خدا سے
نصیب ہوا تھا تو چلہ بھر کھانا نہین کھایا تھا

دوسرا بیان بھوکھ کے فائدے اور پیٹ بھرنے کی آفتین

اب اگر کوئی یون کہے کہ بھوکھ مین اتنی فضیلت کہان سے آئی اور اُسکی وجہ کیا ہی کیونکہ بھوکھ سے تو صرف معدہ کا رنج دینا اور تکلیف اٹھانا
ہی ہی اور اگر تکلیف ہی مین فضیلت ہی تو چاہیے کہ جو لوگ خودکشی کرین یا اپنی بوٹیان کاٹین یا بری چیزین کھائین یا ایسی ہی اور حرکات
کرین اُنکو زیادہ ثواب ملا کرے تو اُسکا جواب یہ ہی کہ یہ قول ایسا ہی کہ کوئی دوا پینے سے اچھا ہو جاوے تو یون سمجھے کہ اسمین جو بُرائی اور تلخی تھی
اُس سے مجکو آرام ہوا ہی اور اسی خیال سے اور بُری کڑوی چیزین کھانے لگے حالانکہ یہ امر غلط ہی دوا کا نفع تلخی کی جہت سے نہین بلکہ اُسمین
ایک خاصیت ہی جسکو اطبا جانتے ہین اسی طرح بھوکھ مین جو فوائد ہین اُنکو علما جانتے ہین جو کوئی اُسکے نافع ہونے کا یقین کر کے اپنے اوپر
بھوکھ اختیار کرے اور جانے کہ شرعًا یہ اچھی چیز ہی تو اُسکو بیشک نفع ہوگا گو نفع کا سبب نہ معلوم ہو جیسے دوا پینے والے کو نفع ہوتا ہی گو اُسکی
وجہ نہین جانتا مگر بمقتضائے اِس آیت کے یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اگر کوئی علاوہ فوائد کی تصدیق کے اُنکا علم
بھی ترقی مدارج کے لیے چاہے تو اُسکے لیے ہم بھوکھ کے دس فائدے لکھے دیتے ہین **فائدہ اول** قلب کی صفائی اور طبیعت کی تیزی
اور بصیرت کا نافذ و کامل ہونا کیونکہ سیری سے عبادت ہوتی ہی اور ذہن اندھا ہو جاتا ہی اور دماغ مین بخار نشہ کی طرح زیادہ چڑھتا ہی اور فکر کی جگہ کو

گھیر لیتا ہو تو دل بھاری ہوکر فکر کیطرف نہین دوڑتا اور جلد ادراک نہین کرسکتا بلکہ لڑکا جب زیادہ کھاتا ہو تو اُسکے حفظ مین فرق آجاتا ہو اور ذہن بگڑ جاتا ہو اور غبی ہو جاتا ہو اور حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہو کہ بھوکھ کو اختیار کرنا چاہیے کہ اُس سے نفس ذلیل اور قلب رقیق ہوتا ہو اور باعث علم آسمانی کا ہوتی ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو احیوا قلوبکم بقلة الضحک وقلة الشبع وطہروہا بالجوع تصفو وترق اور بعض اکابر کا قول ہو کہ بھوکھ مثل رعد کے ہو اور قناعت مثل ابر کے اور حکمت مثل مینھ کے یعنے اُن دونون سے حاصل ہوتی اور حدیث شریف مین ہو کہ من اجاع بطنه عظمت فکرته وفطن قلبه اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من شبع ونام قسا قلبه اور پھر آپ نے فرمایا کہ لکل شیء زکوة وزکوة البدن الجوع اور حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جب کبھی مین خدا کے واسطے بھوکھا رہا ہون تو ایک دروازہ حکمت اور عبرت کا اپنے دل مین ایسا کھلا پایا ہو کہ پہلے نہ تھا اور یہ تو بدیہی بات ہو کہ مقصود عبادات سے وہ فکر ہو جو معرفت پر پہونچاوے اور حقائق اشیا جونکی تون نظر آوین اور بھوکھ سے یہ مقصود حاصل ہو اور سیری اسکی مانع اور چونکہ معرفت الٰہی جنت کا ایک دروازہ ہو تو ضرور ہو کہ بھوکھ کی ملازمت سے جنت کے دروازہ کا کھٹکھٹانا نصیب ہو اور حضرت لقمان رحمہ اللہ علیہ نے اسی وجہ سے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ جب معدہ پر ہوتا ہو تو فکر سو رہتا ہو اور حکمت ساکت ہوتی ہو اور اعضا عبادت سے بیٹھ رہتے ہین اور حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول ہو کہ بھوکھ ایک ابر ہو جس سے بندہ کے دل سے بھوکھ کے وقت حکمت برستی ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نور الحکمة الجوع والتباعد من اللہ عزوجل الشبع والقربة الی اللہ عزوجل حب المساکین والدنو منهم لاتشبعوا فتطفؤا نور الحکمة عن قلوبکم ومن بات یصلی فی خفة من الطعام بات الحور حوله حتی یصبح **دوسرا فائدہ** قلب کی نرمی ہو جس سے استعداد ادراک لذت ذکر کی حاصل ہوتی ہو بہت بار ایسا ہوتا ہو کہ ذکر زبان پر حضور دل کے ساتھ جاری رہتا ہو مگر قلب کو اُس سے لذت اور اثر نہین ہوتا گویا قلب مین اور اثر مین حجاب سختی دل کا پڑا ہوا ہو اور بعض دفعہ ذکر سے خوب اثر ہوتا ہو اور مناجات مین ایک لذت معلوم ہوتی ہو اور ظاہراً اسکی علت معدہ کا خالی ہونا ہی ہو چنانچہ ابوسلیمان دارانی فرماتے ہین کہ مجکو عبادت مین زیادہ حلاوت جبھی ہوتی ہو جب میری پیٹھ پیٹ سے لگی رہے اور یہ بھی اُنکا ہی قول ہو کہ جب دل بھوکھا پیاسا رہتا ہو تو صاف ورقیق ہوتا ہو اور جب پیٹ بھرا ہوتا ہو تو اندھا اور کثیف اور حضرت جنید فرماتے ہین کہ بعض آدمی اپنے سینے مین کھانے کی آخور رکھ لیتے ہین اور پھر مناجات کی حلاوت چاہتے ہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ آسان ہونا فکر کا اور حصول معرفت اور شی ہو اور اُس سے لذت و تاثیر ہونی اور چیز اور یہ دوسرا فائدہ ہو **تیسرا فائدہ** انکسار اور فروتنی ہو اور دور ہونا اترانے اور خوشی کا جو مبدا طغیان اور غفلت کا ہو کیونکہ نفس کسی شی سے اتنا منکسر اور ذلیل نہین ہوتا جتنا بھوکھ سے ہوتا ہو اور جو بھوکھ کی حالت مین جب اُسکی قوت ضعیف ہو جاتی ہو اور حیلہ جاتا رہتا ہو اور ٹکڑا روٹی کا اور گھونٹ پانی کا نہین ملتا تو مالک کی اطاعت کرتا ہو اور ذلیل اور عاجز بنا رہتا ہو اور جب تک انسان اپنے نفس کو عاجز اور ذلیل مشاہدہ نہین کرتا تب تک عزت وغلبہ مولیٰ نہین نہین سوجھتا اور چونکہ سعادت انسانی اسمین ہو کہ ہمیشہ اپنے آپ کو عاجز اور ذلیل جانے اور خدا تعالےٰ کو عزیز وغالب تو ضرور ہوا کہ ہمیشہ بھوکھا اور خدا کی طرف مضطر رہے اور اس اضطرار مین ذوق وحلاوت پاوے اور یہی باعث تھا کہ جب دنیا اور اُسکے خزانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گیے تو آپ نے اُنسے اعراض کیا اور فرمایا کہ لابل اجوع یوما واشبع یوما فاذا جعت صبرت وتضرعت واذا شبعت شکرت یا کچھ اور طرح فرمایا غرضکہ شکم اور شرمگاہ ایک دوزخ کے دروازون مین سے ہو اور اصل پیٹ بھرنا ہو اور عاجزی اور انکسار جنت کا دروازہ ہو اور اُسکی اصل بھوکھا رہنا ہو پس جو کوئی دروازہ دوزخ کو بند کریگا باب جنت کھلجائیگا اسلیے کہ یہ دونون ایک دوسرے کی ضدین ہین جیسا مشرق ومغرب کہ جتنا ایک کی طرف چلو دوسرے سے دور ہو جاوگے **چوتھا فائدہ** نہ بھولنا عذاب الٰہی اور اہل مصیبت کا اسلیے کہ پیٹ بھرے کو بھوکھا اور بھوکھ کو دو دن یاد نہین رہتے اور ہوشیار آدمی جب کوئی مصیبت دیکھتا ہو اُس سے آخرت کی مصیبت یاد کرتا ہو پیاس سے پیاس آخرت کو عرصات قیامت مین یاد کرتا ہو اور بھوکھ سے دوزخیون کی بھوکھ یاد کرتا ہو کہ جب اُنکو بھوکھ لگیگی تو سینٹر اور خاردار درخت غذا کے لیے ملینگے

اور پیاس کے وقت پیپ اور ریم دیجا دیگی اور بندہ کو ایسا ہی چاہیے کہ عذاب آخرت کو مد نظر رکھے اسلیے کہ اُس سے خوف الٰہی کا جوش ہوتا ہی اور جو آدمی کبھی ذلت وعلت ومصیبت مین گرفتار ہوا ہو وہ عذاب آخرت کو بھول جاتا ہی بلکہ خود عذاب ہی کو نہین جانتا اور نہ اُسکے دل پر اُسکا خوف غالب ہو تو بالضرور بندہ کے لیے مصیبت مین رہنا یا مصیبت کو دیکھنا چاہیے اور سب سے اولی مصیبت جو آدمی اُٹھا سکتا ہی وہ بھوک ہی کہ اسمین سواے یاد کرنے عذاب آخرت کے اور بہت سے فوائد عمدہ ہین اور یہی وجہ ہی کہ انبیا اور اولیا حسب مدارج کسی مصیبت خاص مین مبتلا ہوتے ہین حضرت یوسف علیہ السلام سے لوگون نے کہا کہ آپ بھوکے کیون رہتے ہین آپ کے قبضہ مین تو زمین کے خزانے ہین آپنے فرمایا کہ مجھے خوف ہی کہ پیٹ بھر کر بھوکھون کو نہ بھول جاؤن اِس سے معلوم ہوا کہ بھوکھون محتاجون کی یاد بھی ایک فائدہ بھوکھ کا ہی اسلیے کہ بھوکھ سے رحم اور کھانا کھلانا اور شفقت خلق خدا پر پیدا ہوتی ہی اور پیٹ بھرے کو بھوکھے کی تکلیف کیا معلوم ہی ؎ آنکہ در راحت و تنعم زیست + او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست + جسکی نہ پھٹتی ہو بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی **پانچوان فائدہ** جو سب فائدون مین زیادہ ہی توڑنا شہوات معاصی کا اور غالب آنا نفس امارہ پر ہی کیونکہ منشا تمام گناہون کا شہوات اور قوی ہین جنکا مادہ غذائین اور کھانے ہین پس اُنکے کم کرنے سے ہر ایک شہوت وقوت کم زور ہو جاتی ہی اور چونکہ سعادت تمامہا اسمین ہی کہ آدمی اپنے نفس کو قابو مین رکھے اور شقاوت یہ ہی کہ نفس کے قابو مین پڑجاوے تو جیسے سرکش گھوڑا بے آب ودانہ رکھنے سے قابو مین آجاتا ہی اسی طرح نفس بھی بھوکھا رکھنے سے دب نکلتا ہی بعض اکابر سے منقول ہی کہ اُنسے لوگون نے کہا کہ آپ اب ضعیف ہوئے نفس کی خدمت کیون نہین کرتے کہ اب وہ کمزور ہو گیا آپنے فرمایا کہ اسلیے کہ یہ جلدی اکڑنے لگتا ہی اور بہت شرارت کرتا ہی ایسا نہو کہ سرکشی کرکے مجھے کسی ورطہ مین ڈال دے اسکے ساتھ سختی برتنی اِس سے بہتر ہی کہ مجھے ارتکاب گناہ کا درپے ہو اور حضرت ذو النون رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے جب کبھی پیٹ بھر کر کھایا تو یا گناہ کیا یا قصد گناہ مین مبتلا ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اول بدعت جو بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی یہ تھی کہ لوگ سیر ہو کر کھانا کھانے لگے پیٹ بھر کھاوینگے تو ضرور اُنکے نفس دنیا کی طرف کو زور کرینگے اور اسکو ایک فائدہ نہ تصور کرنا چاہیے بلکہ فوائد کی کھان جاننی چاہیے اور اسیواسطے بزرگ فرماتے ہین کہ بھوکھ خدا تعالی کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہی ایک ادنی بات یہ ہی کہ بھوک کے سبب شہوت شرمگاہ اور شہوت کلام جاتی رہے کیونکہ بھوکھے کا دل زیادہ بولنے کو نہین چاہتا اور اِس جہت سے زبان کی آفتون سے مثل غیبت اور فحش اور جھوٹ اور چغلی وغیرہ کے سب سے محفوظ رہتا ہی اور پیٹ بھرے پر دل لگی سوجھتی ہی اُسوقت لوگون کی غیبت کا ضرور ہی ذکر ہوتا ہی غرضکہ زبان ہی کی بدولت آدمی دوزخ مین جاوینگے اور شہوت زنا کی بُرائی خود مخفی نہین مگر بھوکھ سے اُسکے شر سے بھی محفوظ رہتا ہی اور شکم سیر ہونے پر اور شہوت زور کرتی ہی اپنے آپے مین نہین رہتا اور اگر تقوی کی جہت سے اُسکو روکا تو آنکھ قابو مین نہ رہیگی اور وہ بھی زنا مین داخل ہی اور اگر بالفرض آنکھ بھی بند کرلیگا تو فکر تو اختیاری نہین دل مین خطرات خبیث اور وساوس اسباب شہوت کے ایسے پیدا ہونگے جنسے مناجات کھٹی پڑجاوے بلکہ اکثر اسطرح کے افکار نماز کی حالت مین پیش آوینگے اسی طرح اور اعضا کے معاصی کو خیال کرنا چاہیے زبان اور شرمگاہ کو ہمنے بطور مثال لکھ دیا ہی سب اعضا کسی افعال کا سبب قوت ہوتی ہی جو پیٹ بھرنے سے حاصل ہوتی ہی ایک حکیم کا قول ہی کہ جو مرید سیاست پر صبر کرے اور برس روز نصف پیٹ روکھی روٹی کھاوے اور اُسمین کوئی چیز اپنے دل چاہتی نہ ملاوے تو اللہ تعالی اُس سے عورتون کی فکر دور فرماتا ہی **چھٹا فائدہ** نیند کا دفع ہونا اور مدام بیدار رہنا کیونکہ جو پیٹ بھر کھاویگا وہ پانی بہت پیئےگا اور زیادہ پانی پینے سے نیند بہت آتی ہی بعض اکابر اسی بنا پر اپنے مریدون سے کھانا کھانے کے وقت فرماتے کہ بہت مت کھائیو ورنہ پانی بہت پیوگے اور زیادہ سوؤگے اور کثرت سے حسرت کروگے اور ستر صدیق اس بات پر متفق ہین کہ نیند کی کثرت بہت پانی پینے سے ہوتی ہی اور کثرت نیند سے اور بھی خرابیان ہین تہجد جاتا رہتا ہی طبیعت غبی ہوتی ہی دل سخت ہوتا ہی اور ازانجا کہ عمر جوہر النفس ہی اور تجارت کے لیے راس المال

آدمی کا یہی ہی اور نیند بمنزلہ موت کے ہی تو کثرت نیند سے عمر کم ہوتی ہی اور غلبہ خواب سے حلاوت تہجد بھی نہین ہوتی پھر مجرد آدمی اگر شکم سیری پر سوریگا تو احتلام ہو جاویگا یہ بھی تہجد سے مانع ہی اسلیے کہ حاجت غسل مین ٹھنڈے پانی سے تکلیف ہوتی ہی اور گرم پانی رات کو اسوقت بعض اوقات نہین ملتا تو اگر وتر بھی اول شب نہ پڑھے ہونگے وہ بھی قضا ہو جاوینگے اسلیے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہی کہ احتلام عقوبت ہی کہ بہت سی عبادت سے مانع ہو جاتا ہی ہر وقت آدمی سے غسل نہین ہو سکتا ہی غرضکہ نیند چشمہ آفات ہی اور سیری اسکا سبب ہی اور بھوکھ اسکی دافع **ساتوان فائدہ** آسان ہونا عبادت کی مواظبت کا کیونکہ خود کھانا کثرت عبادت سے باین وجہ مانع ہی کہ اُسکے لیے ایک وقت چاہیے اور کبھی آٹا وغیرہ مول لینے مین اور پکانے مین بھی وقت گذر جاتا ہی اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور خلال کرنے مین اور کئی دفعہ پانی پینے مین بھی زمانہ صرف ہوتا ہی اگر ان اوقات کو ذکر و مناجات مین صرف کرتا تو زیادہ نفع ہوتا سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مین نے جرجانی رح کے پاس ستو دیکھے کہ روکھے پھانک رہے تھے مین نے کہا کہ یہ کس باعث سے آپ کرتے ہین کہا کہ مین چابنے اور پھانکنے کا جو حساب لگایا تو ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چابنے مین زیادہ دیر لگتی ہی اسی لیے چالیس برس سے مین نے روٹی کھانی چھوڑ دی غور کی جگہ ہی کہ انھون نے کیسے اپنے وقت کا تلف ہونا چابنے مین سوچا اور اُسکو ضائع نہونے دیا اسی طرح ہر ایک سانس عمر کا جوہر نفیس بے مول ہی اُس سے آخرت کا خزانہ باقی حاصل کرنا چاہیے اور یہ بات اسکو اللہ کے ذکر و طاعت مین مصروف کرنے سے ہوتی ہی علاوہ ازین کثرت غذا سے مدام طاہر نہین رہ سکتا نہ مسجد مین ٹھہر سکتا ہی کیونکہ بار بار پانی پینے اور پیشاب کرنے کے لیے نکلنا پڑیگا اور روزہ رکھنا بھی ایسے شخص کو دشوار ہی اسلیے کہ جسکو بھوکھ کی عادت ہوتی ہی وہی روزہ رکھ سکتا ہی پس روزہ رکھنا اور دوام اعتکاف اور طہارت اور اوقات حصول غذا اور اُسکے لوازم کو عبادت مین صرف کرنا بڑی نعمتین اور نفع کی چیزین ہین اُنکی قدر اُن غافلون کو معلوم نہین جنکی شان مین یہ وارد ہی رضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بہا اور یعلمون ظاہر الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرۃ ہم غافلون اور حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہین کہ سیری مین چھ آفتین ہین مناجات کی حلاوت نہ پانی حکمت کے حفظ سے معذور رہنا خلق پر شفقت سے بے بہرہ رہنا کیونکہ اپنی سیری سے اورون کو بھی ایسا ہی سمجھتا ہی عبادت کا گران معلوم ہونا شہوات کی زیادتی سب ایماندار مسجدون کے گرد پھرین اور پیٹ بھرے گندی جگہون کے گرد **آٹھوان فائدہ** بدن کا تندرست رہنا اور بیماریون کا دفع ہونا اسلیے کہ امراض کا سبب یہی ہوتا ہی کہ غذا کی زیادتی سے نکمے اخلاط معدہ اور رگون مین جمع ہو جاتے ہین پھر مریض سے عبادت نہین ہو سکتی دل کو تشویش ہوتی ہی ذکر فکر نہین کر سکتا زندگی تلخ ہو جاتی ہی فصد و حجامت و دوا و طبیب کی ضرورت ہوتی ہی اور ان سب کے لیے پیسا چاہیے جس سے کہ انسان رنج بھی اُٹھاوے اور معصیت سے خالی نہ رہے اور بھوکھ مین یہ سب باتین مفقود ہین روایت ہی کہ ہارون رشید نے چار طبیب ہندی اور رومی اور عراقی اور حبشی بلا کر اُنسے کہا کہ ہر کوئی ایسی دوا بتلاؤ جس سے مرض نہو ہندی نے کہا کہ میرے نزدیک ایسی دوا ایا رہ ہڑ ہی اور عراقی نے کہا کہ میرے نزدیک ترہ تیزک ہی اور رومی نے گرم پانی بتلایا حبشی کہ سب مین زیادہ جانتا تھا بولا کہ ہڑ سے معدہ تنگ ہوتا ہی اور یہ بھی ایک مرض ہی اور ترہ تیزک سے معدہ نرم ہوتا ہی وہ جدا مرض ہی اور گرم پانی سے معدہ سست ہوتا ہی وہ بھی روگ ہی انھون نے پوچھا کہ پھر آپ کے نزدیک کونسی دوا ہی اُسنے کہا کہ میرے نزدیک جس دوا سے مرض نہو یہ ہی کہ کھانا ایسے وقت کھاوے کہ خواہش ہو اور موقوف ایسے وقت کرے کہ خواہش باقی ہو اسکو سب مان گئے بعض حکما اہل کتاب کے سامنے اس حدیث کا ذکر ہوا کہ ثلث طعام و ثلث شراب و ثلث النفس تو اُسنے متعجب ہو کر کہا کہ کمی غذا کے باب مین اس سے زیادہ محکم کوئی قول مین نے نہین سُنا یہ کلام بیشک کسی حکیم کا معلوم ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البطنۃ اصل الداء والحمیۃ اصل الدواء وعودوا کل جسم ما اعتاد ہمارے نزدیک اگر اس حدیث سے طبیب زیادہ تعجب کرین تو لائق ہی اور ابن سالم فرماتے ہین کہ اگر کوئی گیہون کی روکھی روٹی ادب کے ساتھ کھاوے تو مرض موت کے سوا کبھی بیمار نہ پڑے لوگون نے کہا کہ ادب کیا ہی انھون نے کہا کہ بھوکھ پر کھانا اور سیری سے پہلے ہاتھ کھینچنا اور بعض اطبا فاضلین کا قول بسیار خواری کی مذمت مین یہ ہی کہ معدہ مین

سب سے زیادہ فائدہ انار کرتا ہے اور سب سے زیادہ ضرر نمک لیکن تھوڑا نمک کھانا بہ نسبت بہت انار کھانے کے مفید ہے اور حدیث میں ہے صوموا[26] تصحوا یعنی روزہ رکھو تندرست رہوگے غرض یہ تندرستی بھی صوم میں داخل ہے غرضکہ غذا کی کمی میں اجسام مرضوں سے محفوظ رہتے ہین اور قلوب کو سرکشی اور تکبر وغیرہ کا روگ نہین ہوتا۔

نوان فائدہ خرچ کا کم ہونا کیونکہ جو کم کھاویگا اُسکو تھوڑا سامان کافی ہوگا اور اگر پیٹ بھرنے کی عادت ہوگی تو ہمیشہ پیٹ کا تقاضا ہوگا اور گردن پکڑکے کہیگا کہ کھانے کی فکر بھی ہے تو آدمی دربدر اُسکے لیے پھرتا پھریگا پھر اگر وجہ حرام سے کچھ پیدا کریگا تو گناہگار ہوگا اور وجہ حلال سے لاویگا تو بھی رنج و ذلت سے خالی نہین اسلیے کہ اکثر لوگون کی طرف طمع سے دیکھنا پڑیگا جو کمال درجہ کی ذلت ہے مومن وہ ہے جو اپنا خرچ کم رکھے بعض حکما کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسطرح پوری کرتا ہون کہ اُنکو ترک کر دیتا ہون اِس سے دل کو بڑی آسایش پاتا ہون اور ایک حکیم اور کہتے ہین کہ جب مین کسی دوسرے شخص سے اپنی خواہش پورا کرنے کے لیے قرض لیا چاہتا ہون تو اپنے نفس ہی سے اُس خواہش کو قرض لیکر ترک کر دیتا ہون تو میر النفس میرے لیے خوب مودی ہے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اپنے یارون سے ماکولات کا نرخ پوچھتے اگر وہ گران تبلاتے تو فرماتے کہ ترک کرکے ارزان کرلو اور سہل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ بسیار خوار تین حال مین برا ہے اگر اہل عبادت ہے تو سستی کریگا اور اگر پیشہ والا ہے تو آفات سے خالی نہ رہیگا اور اگر کچھ آمد والا ہے تو اپنے دل سے خدا کا انصاف نہ کریگا حاصل یہ کہ حرص دنیا موجب تباہی ہے اور دنیا کی حرص پیٹ اور شرمگاہ کے سبب سے ہے اور شہوت جماع شہوت غذا سے ہوتی ہے جسکے تھوڑا کرنے سے یہ سب باتین جاتی رہتی ہین اور یہ سب ابواب دوزخ ہین اُنکے بند ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[27] ادیموا قرع باب الجنۃ بالجوع پس جو شخص ایک چپاتی پر ہر روز قناعت کریگا وہ سب شہوت سے قناعت کریگا اور آزاد اور مستغنی ہوکر رنج سے راحت پاویگا اور عبادت آلہی اور تجارت اُخروی ہی کا ہو رہیگا اور اُن لوگون مین سے ہوگا جنکی شان مین ہے[28] لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ کہ دنیا کے معاملات ایسون کو لہو مین نہین ڈالتے کیونکہ یہ لوگ اُس سے بے پروا ہین اور جنکو اُسکی طرف حاجت ہے اُنکو لہو مین ضرور ڈالتے ہین **دسوان فائدہ** یہ کہ جو غذا کھانے سے بچیگی اُس سے صدقہ اور خیرات ہو سکتی ہے اور یتیمون مسکینون کی خبرگیری سے قیامت کی دھوپ مین حدیث[27] کے بموجب اپنے صدقہ کے سایہ مین رہیگا جسقدر آدمی کھا لیتا ہے وہ مٹی اور پاخانہ ہو جاتا ہے اور جو صدقہ دیتا ہے وہ فضل آلہی کے لیے ذخیرہ ہوتا ہے تو بندہ کو مال مین بھی پہونچتا ہے کہ خواہ صدقہ سے اُسکو جمع کر رکھے یا کھا کر فنا کردے یا پھینکر پرانا کردے مگر اپنی غذا کو کم کرکے اگر بقیہ سے صدقہ کرے تو اِس سے بہتر ہے کہ شکم سیر ہوکر ہیضہ مین مبتلا ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے جب یہ آیت پڑھی[29] انا عرضنا الامانۃ علے السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا فرمایا کہ خداوند کریم نے انھین ساتون آسمانون کو جو مزین بہ نجوم ہین وحملہ عرش ارشاد فرمایا کہ تم بار امانت کو مع مافیہا اُٹھاؤگے اُنھون نے عرض کیا کہ اُسکے اندر کیا ہے ارشاد ہوا کہ اگر نیک کرے ثواب پاوے اور برا کرے تو عذاب ہو عرض کیا کہ ہمسے نہین اُٹھیگا پھر اسی طرح زمین سے پوچھا اُسنے بھی انکار کیا پھر بڑے بڑے مضبوط سخت پہاڑون پر یہ مضمون پیش ہوا اُنھون نے بھی انکار کیا پھر انسان سے جو فرمایا تو اُسنے مان لیا کیونکہ اپنے نفس پر ظالم اور امر ربانی کی حکمت سے ناواقف تھا اور بخدا کہ اب اِس ظلم و جہل کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایمان کو مال کے بدلے مین دے ڈالتے ہین اور ہزارون کے مالک ہوکر گھرون کو وسیع اور قبرون کو تنگ اور مویشی کو موٹا اور دین کو دُبلا کرتے ہین اور صبح شام حاکم کے دروازے پر جا جا کر اپنی جانون کو مصیبت لگا کے حاکم حقیقی سے بیخوف ہوئے ہین کوئی یہ کہتا ہے کہ مین یہ چاہتا ہون اور یہ آرزو رکھتا ہون اور میرے لیے فلانی فلانی چیز لے آؤ اور بائین ہاتھ پر تکیہ لگا کر پرایا مال چکھتا ہے اور جب نوبت بدہضمی اور ہیضہ کی پہونچتی ہے تو نوکرون سے کہتے ہین کہ کوئی ایسی چیز لاؤ جس سے کھانا ہضم ہو ارے بیوقوف کھانا ہضم کیا چاہتا ہے یا دین کو ہضم کر بیٹھا ہے فقیر اور یتیم اور بیوہ و مسکین کہان گیے جنکی خبرگیری کا حکم تجھکو خدا نے دیا تھا اس بیان سے اسی فائدہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے یعنے جو کچھ کھانے سے بچے اُسکو محتاج کو دینا چاہیے تاکہ اجر اخروی کا ذریعہ ہو اور کھانے کی نسبت یہ امر بہتر ہے اسلیے کہ اُس سے دونا گناہ ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ

[26] روزہ رکھو تندرست رہوگے ۱۲ طبرانی اوسط بروایت ابوہریرہ رض بسند ضعیف
[27] بھوک سے جنت کے دروازہ کو ہمیشہ کھٹکھٹاتے رہو ۱۲ پہلے گذری ۱۲
[28] ترجمہ نہین غافل ہوتے سوداگری مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے ۱۲
[27] حاکم بروایت عقبہ بن عامر ۱۲
[29] ترجمہ ہم نے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑون کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اسکو اٹھا دین اور ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اسکو انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ۱۲ م
[28] احمد و حاکم بروایت جعدہ جشمی ۱۲

علیہ وسلم نے ایک آدمی کی توند دیکھکر انگشت مبارک سے توند کی طرف اشارہ کرکے اُسکو فرمایا کہ اگر اسقدر غیر کے پیٹ مین جاتا تو تیرے واسطے اچھا ہوتا یعنی اگر تو اپنی خوراک کم کرکے اورون کو کھلاتا تو آخرت کے لیے ذخیرہ ہوتا اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ ہمنے ایسے لوگ دیکھے ہین کہ جنکے پاس اتنی غذا تھی کہ اگر وہ چاہتے تو سب کھا لیتے مگر یہ کہا کہ بخدا اب اپنے پیٹ مین نہ ڈالونگا کچھ للہ بھی دونگا پس یہ دس فائدہ بھوکھ کے ہین جنمین سے ہر ایک حاوی فوائد بیشمار ہی اسی لیے بھوکھ کو فوائد اُخروی کا خزانہ کہنا چاہیے بعض اکابر سے منقول ہی کہ بھوکھ کلید آخرت اور زہد کا پھاٹک ہی اور شکم سیری کلید دنیا اور باب رغبت اور یہی مضمون اخبار مین بھی ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ان فوائد کی تفصیل جاننے سے معانی اُن اخبار کے بخوبی معلوم و مفہوم ہو جاتے ہین اور اگر تفصیل فوائد معلوم نہو اور صرف بھوکھ کو مفید جانو تب بھی رتبہ ایمان تقلیدی کا حاصل ہوگا

بیان سوم ایسی ریاضت کا جس سے شہوت شکم ٹوٹے

جاننا چاہیے کہ مرید کو شکم اور غذا کے باب مین چار چیزین مقرر کرنی چاہیین اول مقدار غذا دوم وقت غذا سوم جنس غذا چہارم درجات ورع جنکا بیان باب حلال وحرام مین ہمنے لکھا ہی یہان تین اول کی چیزون کا ذکر لکھا جاتا ہی مگر جان لینا چاہیے کہ مقدم غذا حلال ہی اسلیے کہ عبادت غذا حرام کے ساتھ ایسی ہی جیسی عمارت پانی پر بنایا چاہین اول بات جو مقرر کرنے کی ہی مقدار غذا کو کم کرنا ہی اور اسمین ریاضت بتدریج کرنی چاہیے تاکہ ایک انداز پر پہونچ جاوے کیونکہ اگر کوئی شخص بہت کھانے کا عادی ہوگا اور دفعۃً کم کردیگا تو مشقت بھی زیادہ ہوگی اور مارے ضعف کے اُسکا مزاج متحمل ریاضت نہوگا پس تھوڑا تھوڑا کم کرنا چاہیے مثلاً اگر دو روٹی کھاتا ہی اور یہ چاہے کہ ایک روٹی کھایا کرون تو چاہیے کہ ایسی طرح کم کرے کہ مہینے بھر مین ایک روٹی پر آجاوے اور یہ بات کئی طرح ہوسکتی ہی خواہ اول مقدار دو روٹی کو وزن کرلے اور پھر ہر روز ایک روٹی کے وزن کا تیسوان حصہ کم کردیا کرے یا لقمون کے شمار سے اُسکو گھٹائے تو نہ اُسکو ضرر ہوگا اور نہ کچھ اثر کسی طرح کا معلوم ہوگا اور غذا کے باب مین چار درجہ ہین درجہ اعلے یہ ہی کہ غذا اتنی کم کرے کہ مقدار سد رمق رہ جاوے جسکے بدون زندگی نہ ہوسکے یہ مرتبہ صدیقین کا ہی اور سہیل تستری رحمہ اللہ بھی اسی کو پسند فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے اتین چیزون سے عبادت لیتا ہی زندگی اور عقل اور قوت پس اگر بندہ کو اول کی دو چیزین جاتی رہنے کا خوف ہو تو کھاوے روزہ ہو تو افطار کرے پاس نہو تو تلاش کرے اور اگر اُن دونون کے جانے کا خوف نہو صرف طاقت جانے کا ڈر ہو تو کچھ پروا نہ کرے گو ضعیف ہوجاوے یہانتک کہ بیٹھ کے نماز پڑھے اور یہ جانے کہ بھوکھ کے ضعف سے بیٹھ کر نماز پڑھنی قوت غذا سے کھڑے ہوکر پڑھنے کی نسبت افضل ہی اور اُنسے جو کسی نے شروع کا حال اور غذا کی کیفیت پوچھی تو فرمایا کہ میری غذا سال بھر مین تین درم ہوتی تھی ایک درم کا مین شیرۂ انگور لیتا تھا اور ایک کا چانول کا آٹا اور ایک کا گھی اور سب ملاکر تین سو ساٹھ گولیان بنا لیتا تھا ہر ایک شب ایک گولی سے افطار کیا کرتا تھا لوگون نے کہا کہ اب کیا حال ہی اُنھون نے فرمایا کہ اب کچھ مقدار و وقت مقرر نہین اور بعض راہبین کی حکایت ہی کہ وہ اپنی خوراک ساڑھے تین ماشہ غذا تک پہونچاتے ہین دوسرا درجہ یہ ہی کہ رات دن مین مقدار نصف مد یعنے سوا پاؤ کھاوے اور غالب ہی کہ اکثر لوگون کی نسبت یہ مقدار سوم حصہ شکم کی مساوی ہوگی جسکا ذکر حدیث شریف مین وارد ہی اور لقیمات سے بڑھکر ہی کیونکہ یہ وزن جمع سالم کا قلت کے لیے مستعمل ہی جو دس سے کم پر بولتے ہین حضرت عمر رض کی عادت یہی تھی آپ سات لقمہ یا نو کھایا کرتے تھے تیسرا درجہ یہ کہ مقدار ایک مد کے یعنے اڑھائی پاؤ کھاوے یہ ثلث شکم سے بڑھکر ہی اور غالب ہی کہ دو ثلث شکم کے مساوی ہو اس صورت مین ثلث شکم پانی کا حق رہیگا مگر ذکر کے لیے کچھ نہ رہا جیسا کہ بعض روایتون مین بجائے نفس کے ثلث للذکر واقع ہوا ہی چوتھا درجہ یہ ہی کہ مد سے بڑھکر ایک سیر تک کھاوے اور سیر سے زیادہ کھانا اسراف مین داخل ہی اور حکم ربانی ولا تسرفوا کے مخالف مگر یہ حکم اکثریہ ہی ورنہ مقدار غذا باعتبار شخص اور عمر اور کار متعلقہ ہر شخص کے جداگانہ ہی اور ایک پانچوان طور اور بھی ہی مگر اُسمین دھوکے کا مقام ہی وہ یہ ہی کہ جب اشتہاء صادق ہو جب کھانا کھاوے اور ابھی اشتہاء صادق باقی ہو کہ ہاتھ کھینچے لیکن جو شخص ایک یا دو روٹی کی مقدار مقرر نہ کریگا اُسکو نہار اشتہاء صادق کی ظاہر نہوگی بلکہ اشتہاء

کاذب سے اُسکو تمیز نہ کرسکیگا اگرچہ اشتہار صادق کی علامتین بھی لکھی ہین اول تو یہ کہ کوئی سی روٹی روکھی ملے اُسکو کھالے جب کسی معین روٹی کو جی چاہے یا سالن کی تمنا ہو تو اشتہا صادق نہوگی اور ایک یہ ہو اگر تھوکے تو مکھی تھوک پر نہ بیٹھے یعنے چکنائی تھوک مین نہ ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ معدہ خالی ہو اور اُسکی پہچان مشکل ہو تو مرید کے حق مین اولی یہی ہو کہ ایسی مقدار کھانے کی مقرر کرلے کہ جون سی عبادت کے درپے ہو اُسکو بخوبی کرسکے اُسکے کرنے مین کمزور نہ ہوجاوے جب اُس حد پر پہونچے تب ٹھہر جاوے گو اشتہا باقی رہے خلاصہ یہ کہ اندازہ خاص غذا کا نہین ہوسکتا کیونکہ احوال اور اشخاص کے اعتبار سے ہر ایک کے لیے حد جدا جدا گانہ ہو ہان صحابہ رضہ مین سے ایک جماعت کا معمول تھا کہ ہفتہ مین ایک صاع گیہون تناول فرماتے اور اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع ہفتہ مین کھاتے اور صاع چار مد کا ہوتا ہو تو اب اس سے ایک روز کی غذا کو حساب کرو تو ایک روز مین کچھ اوپر نصف مد گیہون ہوتے ہین اور خرما کے بڑھنے کی یہ وجہ ہو کہ اُسمین سے گٹھلی نکلجاتی ہو پس یہ مقدار اُسی کے قریب ہو جسکو ہمنے سوم حصہ شکم کے لیے لکھا ہو اور حضرت ابوذر غفاری رحمہ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین ہر ہفتہ مین تین سیر جو کھاتے اور بعد آپ کے بھی اسی قدر تناول فرماتے اور کہتے کہ بخدا مین اس مقدار پر زندگی بھر نہ بڑھاؤنگا کیونکہ مین نے سنا ہو کہ آپ فرماتے تھے کہ تم مین سے قیامت کو مجھ سے زیادہ قریب اور محبوب تر وہ ہوگا کہ مرتے دم تک اُسی حال پر رہے جسپر اب موجود ہو اور بعض صحابہ رض کا حال دیکھکر بُرا معلوم ہوتا اور کہتے کہ تمنے سب ڈھنگ بدل ڈالا جو کو چھاننے لگے پتلی چپاتیان پکوانے لگے دودھ و سالن اور رنگ برنگ کے کھانے کھانے لگے کپڑے صبح کو اور شام کو اور پہنے لگے یہ باتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کہان تھین اور ارباب صفہ کی غذا یہ تھی کہ دو آدمیون پیچھے تین پاو خرما ہر روز کھاتے اور اُسمین گٹھلی بھی ہو جسکے دور کرنے سے بہت ہی کم مقدار رہتی ہو اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مومن مثل بھیڑ کے ہو اسکو ایک مٹھی سڑے خُرما کی یا ستو کی اور ایک گھونٹ پانی کافی ہو اور منافق درندہ ایذا دہندہ کے موافق ہو کہ نگلے چلا جاتا ہو نہ ہمسایہ کے لیے اپنے پیٹ مین کمی کرے نہ اور کسی بھائی بند کو اپنے اوپر ترجیح دے اور سہیل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اگر بالفرض دنیا خون خالص ہی ہوتی تب بھی مومن کی غذا حلال ہی ہوتی اسلیے کہ مومن وہی ہو جو ضرورت کے وقت بقدر سد رمق کھاوے دوسری بات مقرر کرلے کے وقت غذا ہو کہ کتنی دیر کے بعد کھاوے اسمین تین درجہ ہین اعلی درجہ یہ ہو کہ تین دن یا اُس سے زیادہ کچھ نہ کھاوے اور بعض عارفین نے اس باب مین اتنی ریاضت کی ہو کہ تیس روز اور چالیس روز کے طی تک نوبت پہونچادی ہو اور علما مین سے بھی بہت سے لوگ ایسے ہی ہین مثلاً محمد بن عمر عرنی اور عبد الرحمن بن ابراہیم اور ابراہیم تیمی اور سلیمان خواص اور سہیل تستری اور ابراہیم بن احمد خواص وغیرہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ چھ روز کا طی فرماتے اور عبد اللہ بن الزبیر اور ابو الجوزا سات روز کا اور سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم تین روز کا غرضکہ یہ سب بزرگ بھوکہ سے طریق آخرت پر مدد چاہتے تھے بعض علما کا قول ہو کہ جو کوئی خدا کے واسطے چالیس روز کچھ نہ کھاوے اُسپر بعض اسرار الٰہی کھُلجاتے ہین اور ایک شخص اِس جماعت مین کا ایک راہب کے پاس گیا اور اُسکو نصیحت کرنی شروع کی کہ اسلام اختیار کرنا چاہیے تمھارے طریق مین صرف دعو کہا ہی دعو کہا ہو اسکو چھوڑ دینا چاہیے یہانتک اُس سے گفتگو کی کہ راہب کہنے لگا کہ حضرت عیسی علیہ السلام چالیس روز تک طی کا روزہ رکھتے اور یہ ایک ایسا معجزہ ہو کہ سوائے نبی صادق کے اور کوئی نہین کرسکتا صوفی نے کہا کہ اگر مین پچاس دن طی کا روزہ رکھون تو تو اپنے دین کو چھوڑ دیگا اور دین اسلام کو قبول کرکے جان لیگا کہ تمھارا دین باطل ہو اور اسلام حق ہو اُسنے کہا کہ ہان ایسا ہی کرونگا پھر صوفی نے اُسکے سامنے ہی بیٹھکر پچاس روز پورے کیے اور کہا کہ ساٹھ پورے کیے دیتا ہون پس ساٹھ روز کے بعد راہب کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ مجھکو یہی خیال تھا کہ عیسی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی نہ کرسکیگا آخر کو مسلمان ہوگیا اور یہ ایک بڑا درجہ ہو اسکو ایسا ہی شخص پہونچتا ہو کہ قطع علائق و عادات کرکے مکاشفہ اور مشاہدہ مین مستغرق ہوکر بھوکہ و حاجت سے مستغنی ہوا ہو دوسرا درجہ یہ ہو کہ دو روز سے تین روز تک کا طی کرے اور یہ امر عادت سے خارج نہین بلکہ ممکن ہو اور تھوڑے سے

مجاہدہ اور کوشش سے پہونچ سکتا ہی تیسرا درجہ جو ادنیٰ ہی وہ یہ ہی کہ رات دن مین ایک بار کھاوے اور اگر اس سے زیادہ ہوگا تو اسراف مین داخل ہی اور ہمیشہ شکم سیر رہنا کہ بھوک کی حالت محسوس نہو عیاشون کا کام ہی اور خلاف سنت حضرت ابو سعید خدری رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر صبح کو کھاتے تو شام کو نہ کھاتے اور شام کو تناول فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے اور اکابر کا بھی یہی دستور تھا کہ ایک بار غذا کھاتے تھے اور حدیث شریف مین حضرت عائشہ رض کو آپ نے فرمایا ایاکِ والسرف فان اکلتین فی کل یوم من سرف واکلۃ واحدۃ فی کل یومین اقتار و اکلۃ فی کل یوم قوام بین ذلک وہو المحمود فی کتاب اللہ عز وجل پس جو کوئی ایک دفعہ رات دن مین کھانا چاہے تو مستحب یون ہی کہ سحر کے وقت صبح صادق سے پہلے تہجد کے بعد کھاوے کہ دن کو بھوکا رہنے سے روزہ ہو جاویگا اور رات کو بھوکا رہنے سے تہجد کے لئے اٹھنا سہل ہوگا اور معدہ کے خالی رہنے سے فارغ البال اور رقیق القلب اور مجتمع الہم رہیگا نفس بھی ساکن رہیگا پہلے وقت سے تقاضا نہ کریگا اور عاصم بن کلیب اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا تہجد نہین پڑھتے تھے جیسا تم پڑھتے ہو بلکہ آپ کا دستور تہجد کا یہ تھا کہ کھڑے کھڑے پانون ورم کر جاتے تھے اور روزہ وصال بھی تمہاری طرح نہ رکھتے تھے بلکہ افطار روزہ سحر کے وقت کیا کرتے تھے اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم روزہ کو سحر مین ملا دیتے تھے پس اگر روزہ دار کا دل بعد مغرب کھانے کا مائل ہو اسطرح کہ تہجد مین حضور قلب نہو سکے تو ایسی صورت مین چاہیے کہ جسقدر کھانے کی اُسنے عادت کی ہی اُسکے دو حصہ کرے ایک کو بعد مغرب کھالیوے اور ایک کو سحر کے وقت افطار کے وقت کھانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ نفس کھانے کی طرف نہ بھٹکیگا اور تہجد اچھی طرح ادا ہوگا اور سحر کے کھانے سے دن کو بھوک کی زیادتی نہوگی اور جو ایک روز افطار کرے اور ایک روز روزہ رکھے تو اُسکو اتنی کچھ مضائقہ نہین کہ روزہ کے دن سحر کے وقت کھاوے اور افطار والے دن ظہر کے وقت یہ طریق ہی غذا کے وقت مقرر کرنے کا تیسری بات مقرر کرنے کی جنس غذا ہی اور سالن کا چھوڑنا پس معلوم کرنا چاہیے کہ غذا سب سے عمدہ گیہون کا آٹا ہی اگر چھان کر لے تو آسایش مین داخل ہی اور اوسط غذا چھنا ہوا آٹا جو کا اور ادنیٰ اُسکا بن چھنا آٹا اور عمدہ سالن گوشت اور مٹھائی ہی اور اوسط شوربا اور چکنائی بے گوشت اور ادنیٰ نمک و سرکہ ہی اور سالکین کی عادت یہ ہی کہ سالن کبھی نہین کھاتے بلکہ لذیذ چیز جسکو انسان کی طبیعت چاہے اس سے بھی باز رہتے ہین کیونکہ اس سے نفس مین شیخی اور سختی ہوتی ہی اور لذات دنیا دل مین گھر کر جاتی ہین اُنسے مالوف ہو کر موت اور دیدار الٰہی کو برا جاننے لگتا ہی اور دنیا کو جنت اور موت کو قید خانہ تصور کرتا ہی اور اگر نفس کو شہوات سے روکا جاوے تو سب معاملے برعکس ہو جاتے ہین نفس تنگ ہو کر یہ چاہتا ہی کہ کل کا مرتا آج مر جاؤن یہان کی لذتون سے محروم ہون وہانکی لذات سے جلد بہرہ یاب ہون اور زندگی کی قید سے چھوٹون یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہین اے گروہ صادقان جنت کا ولیمہ کھانا ہی اپنے نفسون کو خوب بھوکا رکھو جتنی بھوک زیادہ ہوگی اُتنی ہی اشتہا اُس کھانے کی بڑھیگی علاوہ ازین جتنے آفات شکم سیری کے ہمنے لکھے ہین وہ دل چاہی چیزون کے کھانے اور لذات مین پڑنے سے ہوتی ہین اسی لیے شہوات کے ترک مین اگر مباحات کو بھی چھوڑ دیا جاوے تو ثواب بہت ہوتا ہی اور اُنکے کھانے مین خطرہ رہتا ہی اور اسی بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرار امتی الذین یاکلون مخ الحنطۃ اور اس سے یہ غرض نہین کہ میدا کھانا حرام ہی بلکہ وہ تو مباح ہی اسطرح پر کہ اگر گاہ گاہ کھالیا تو کچھ برا نہین مگر اسی پر مداومت کرے تب بھی اسکے کھانے سے گنہگار نہوگا الا نفس کو لذت کی چاٹ پڑ جاویگی اور دنیا کے اُنس مین مبتلا ہو کر اسی کے طلب مین ساعی ہوگا اسمین گناہون کا ارتکاب بھی ہو جاوے گا اسی جہت سے شرار امت فرمایا کہ میدا ایسے امور مین مبتلا کرتا ہی کہ وہ باعث معاصی ہون اور نیز فرمایا شرار امتی الذین غذوا بالنعیم ونبتت علیہ اجسامہم وانما ہمتہم الوان الطعام وانواع اللباس ویتشدقون فی الکلام اور خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ یہ یاد کر لیا کرو کہ قبر مین رہنا ہی اس سے بہت سی شہوتون سے باز رہوگے اور اکابر سلف لذیذ کھانون سے بہت ڈرتے اور اُنکو علامت بدبختی سمجھتے اور اللہ کے منع فرمانے کو نہایت سعادت جانتے چنانچہ وہب بن منبہ فرماتے ہین کہ دو فرشتے چوتھے آسمان پر آپس مین ملے ایکنے دوسرے سے پوچھا کہ

کہان سے آتے ہو اُسنے کہا کہ مجھکو حکم ہوا کہ ایک مچھلی سمندر سے فلانی جگہ لیجاؤن جسکو فلانے یہودی نے تمنا کی تھی دوسرے نے کہا کہ مین بھی اس بات پر مامور تھا کہ فلانے عابد کے لیے تیل ڈال آؤن جو اُسکا آرزومند تھا پس اس بات کا اشارہ ہی کہ آسان ہونا لوازم خیر کا علامت اچھی نہین اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈے پانی کا شربت نہ پیا اور فرمایا کہ اسکا حساب مجھسے الگ رکھو غرضکہ کوئی عبادت شہوات اور ترک لذات سے بڑھکر نہین جیسا کہ ریاضت نفس مین ہمنے بیان کیا ہی اور حضرت نافع رض فرماتے ہین کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک بار مریض تھے تازی مچھلی کو اُنکا جی چاہا مدینہ منورہ مین باوجود تلاش نہ ملی بعد چندے جو ملی تو ڈیڑھ درم کو مول لیکر اُسکو پکایا اور ایک روٹی پر رکھکر آپ کے سامنے لے گیے اتنے مین ایک سائل دروازہ پر آیا آپ نے خادم سے کہا کہ اُسکو روٹی مین لپیٹ کر سائل کو دے دے خادم نے عرض کیا کہ جناب عالی آپ کا دل اتنے دنون سے چاہتا تھا جب تو ملی نہ تھی اب جو ملی تو ڈیڑھ درم کو ہمنے مول لیکر آپ کے واسطے پکائی تو اگر آپ فرمادین اُسکو اُسکا نقد دام دیدیا جاوے آپنے فرمایا کہ اُسی کو روٹی مین لپیٹ کر دے دو پھر خدام نے سائل سے کہا کہ تم اُسکو ایک درم کی عوض دیتے ہو اُسنے کہا اچھا خادم نے ایک درم اُسکو دے دیا اور مچھلی کو آپ کے سامنے لاکر رکھا اور کہا کہ اُسکو ایک درم دیکر یہ مول لے لی آپ نے فرمایا کہ اُس سے درم بھی واپس نہ کرو اور یہ بھی مع روٹی دے دو مین نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے ایما امرا اشتہی شہوۃ فرد شہوتہ واثر بہا علی نفسہ غفر اللہ لہ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا سددت کلب الجوع برغیف وکوز من الماء القراح فعلے الدنیا واہلہا الدمار اسمین اس امر کی طرف اشارہ ہی کہ مقصود بھوکھ پیاس سے مشقت وضرر کا دور کرنا ہی لذات دنیاوی سے عیش کرنا منظور نہین حضرت عمر رض کو خبر پہونچی کہ یزید بن ابی سفیان طرح طرح کے کھانے کھاتے ہین آپ نے اُنکے خادم سے فرمایا کہ جب اُنکا طعام شبینہ تیار ہو مجھکو اطلاع کرنا اُسنے ویسا ہی کیا آپ اُنکے یہان تشریف لے گئے جب کھانا آیا تو اول ثرید اور گوشت لائے آپنے بھی اُنکے ساتھ کھایا بعد اسکے بُھنا ہوا گوشت آیا اُنھون نے ہاتھ بڑھایا مگر حضرت عمر رض نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ اے یزید بن ابی سفیان کیا ایک غذا کے بعد دوسری بھی ہوتی ہی بخدا کہ اگر تم سلف کی سُنت کو چھوڑ دوگے تو بیشک اُنکا طریق بھی تمسے جاتا رہیگا اور یسار بن عمیر رح فرماتے ہین کہ مین نے کبھی حضرت عمر رض کے لیے آٹا نہین چھانا اور اگر چھانا بھی ہی تو اُنکی مرضی کے خلاف کیا ہی اور عتبہ رح اپنا آٹا گوندھ کر دھوپ مین رکھ دیتے جب سوکھ جاتا تو کھا لیتے اور کہتے کہ ایک ٹکڑے اور نمک پر رہنا چاہیے یہانتک کہ آخرت مین بُھنا گوشت اور عمدہ کھانا تیار ہو جاوے اور کوزہ اُٹھا کر ایک ٹھلیا مین سے پانی پیتے جو تمام دن دھوپ مین رہتی تھی آپ کی لونڈی کہتی کہ اگر اپنا آٹا آپ مجھکو دے دیا کرین تو مین پکا دیا کرونگی اور پانی ٹھنڈا کر دیا کرونگی آپ جواب دیتے کہ غرض بھوکھ کے کتے کا روکنا ہی سو یون بھی رُک جاتا ہی اور شقیق بن ابراہیم کہتے ہین کہ مین نے ابراہیم بن ادہم کو مکہ معظمہ کے سوق اللیل مین جو آنحضرت صلے اللہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کے قریب ہی دیکھا کہ رستہ سے ایک کنارہ پر بیٹھے ہوے روتے تھے مین بھی راہ چھوڑ کر اُنکے پاس جا بیٹھا اور سبب گریہ کا پوچھا اُنھون نے فرمایا خیریت ہی پھر مین نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا اُنھون نے فرمایا کہ کسی سے کہو نہین تو کہون مین نے کہا کہ بہتر آپ فرمایئن اُنھون نے کہا کہ تیس برس سے میرا دل حریرہ کو چاہ رہا تھا مگر مین کمال کوشش سے اُسکو روکتا تھا کل رات مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنگھنے لگا اتنے مین ایک شخص آیا جسکے ہاتھ مین سبز پیالہ تھا اُسمین بھاپ اور خوشبو حریرہ کی آئی مین نے اپنی ہمت سے نفس کو روکا پھر اُسنے پیالہ میرے قریب کر کے کہا کہ اے ابراہیم کھا مین نے کہا کہ مین نے اُسکو للہ چھوڑ دیا ہی نہ کھاؤنگا اُسنے کہا کہ اگر خدا ہی کھلاوے تو کھانا چاہیے مجھے کچھ جواب اور تو نہ بن آیا رونے لگا پھر اُسنے کہا کہ لو کھاؤ مین نے کہا کہ ہمکو حکم ہی کہ جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ کھانا کہان سے آیا ہی تب تک ہاتھ نہ ڈالین اُسنے جواب دیا کہ کھاؤ یہ تمھارے ہی واسطے عنایت ہوا ہی مجھکو حکم ہوا ہی کہ اے اصفر اس پیالے کو لیجا اور نفس ابراہیم بن ادہم کو کھلا دے کیونکہ اُسنے اب بہت دنون سے نفس پر صبر کر کے اُسکو روک رکھا ہی اب اللہ نے اُسپر رحم کیا اور اے ابراہیم یہ بھی یاد رکھو کہ مین نے فرشتون سے سُنا ہی کہ وہ کہتے ہین جو شخص عطا کو نہین لیتا تو پھر اگر طلب کرتا ہی تو نہین ملتی مین نے کہا کہ اگر یہی حال ہی تو مین تمھارے

جس شخص کو کچھ خواہش ہوئی اور اُسنے اپنی خواہش کو رد کیا اور اُسکو اپنے نفس کی جگہ پر جانے دیا اللہ تعالے اُسکی مغفرت کریگا ۱۲ ابن حبان در ثواب بسند ضعیف اور ابن جوزی نے اُسکو موضوعات مین نقل کیا ہی ۱۲

۲۷ جب تو روک سکے بھوکھ کے کتے کو ایک روٹی اور خالص پانی کے پیالے سے تو دنیا اور اُسکے اہل پر خرابی ہی ۱۲ ابو منصور در مسند فردوس بروایت ابو ہریرہ بسند ضعیف ۱۲

سامنے ہون اسکا عقدہ اللہ ہی کھولیگا پھر مین نے جو دیکھا تو ایک اور شخص نظر آیا کہ اُسنے پہلے کچھ دیا اور کہا کہ تو ہی اپنے ہاتھ سے کھلا دے پس اُسنے
میرے مُنہ مین لقمہ دینا شروع کیا یہانتک کہ مین سو گیا جب جاگا تو اسکا مزا منہ مین پایا شقیق کہتے ہین کہ جب ابراہیمؒ نے یہ بات تمام کی مین نے
کہا کہ اپنا ہاتھ تو لاؤ اُنکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑ کے بوسہ دیا اور یون کہنے لگا کہ خداوندا جو لوگ اپنی شہوتون کو اچھی طرح روکتے ہین تو اُن کی
آرزو پوری کرتا ہی دل مین یقین تو ہی ڈالتا ہی دلون کو اُن سے مطمئن تو ہی رکھتا ہی اپنے بندہ شقیق پر بھی نظر توجہ ہو پھر حضرت ابراہیم بن
ادہم کا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہنے لگا کہ الٰہی اس ہاتھ کی اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس انعام کی برکت سے جو تو نے اُنپر فرمایا
اپنے بندہ مسکین پر عطا کر وہ تیرے ہی فضل و احسان و رحمت کا محتاج ہی اگرچہ اُسکا سزاوار نہین اُسکے بعد وہ اُٹھ کھڑے ہوے اور چلکر حرم شریف
مین داخل ہوے اور مالک بن دینار رح کو کہتے ہین کہ چالیس برس دودھ کو چاہتے رہے مگر نہ پیا اور ایک روز اُنکے پاس تر چھوارے ہدیہ آئے
اور لوگون نے اُنسے کھانے کو اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ تمھین کھا لو مین نے چالیس برس سے اُنکو نہین چکھا اور احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ
ابوسلیمان دارانی کا دل ایک بار گرم روٹی نمکین کو ہوا مین سامنے لے گیا آپ نے ایک بار دانت سے کتر کر چھوڑ دیا اور رو کر کہنے لگے کہ
بہت سی محنت و مشقت کے بعد تو نے میری آرزو جلد عنایت کی اب مین پکّی توبہ کرتا ہون مجکو معاف فرما احمد کہتے ہین کہ پھر کبھی نمک زندگی
بھر نہ کھایا اور مالک بن ضیغم فرماتے ہین کہ مین بصرہ کی بازار مین جاتا تھا ایک ترکاری دیکھی میرے نفس نے کہا کہ رات کو مجکو یہ کھلا دے
مین نے قسم کھائی کہ چالیس روز نہ کھلاؤنگا اور حضرت مالک بن دینار بصرہ مین پچاس برس رہے مگر اُن لوگون کے تر و خشک و خرما کبھی
نہ کھائے بعد اسکے اُنسے کہا کہ بصرہ والو مین تم مین پچاس برس رہا اور تمھارے تر و خشک سے سروکار نہ رکھا مگر پھر بھی جو چیز مجھ سے
کم ہوئی تم مین نہ بڑھی اور نہ جو چیز تم مین زیادہ تھی مجھ سے کم ہوئی اور یہ بھی اُنھین کا قول ہی کہ مین نے دنیا کو پچاس برس سے چھوڑ دیا ہی
میرا دل دودھ کو چالیس برس سے چاہتا ہی مگر بخدا عمر بھر نہ پیونگا اور حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہین کہ مین داؤد طائی کے پاس آیا وہ دروازہ
بند کیے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تو نے روٹی چاہی مین نے کھلا دی پھر خرما کھانا چاہتا ہی مین نے قسم کھائی کہ کبھی نہ کھلاؤنگا پھر جب مین نے
سامنے ہو کر سلام کیا تو معلوم ہوا کہ صرف اکیلے اپنے نفس سے کہہ رہے تھے اور ابو حازم ایک روز بازار مین جاتے تھے ایک میوہ نظر پڑا
بیٹے سے کہا کہ یہ میوہ جو ٹوٹا ہوا اُدھر کا ہوا دھرا ہی اسمین سے میرے واسطے خرید لا شاید میوہ جنت بن ٹوٹا بے روک بھی مل جاوے جب وہ
خرید کر لایا اپنے نفس سے کہنے لگے کہ تو نے فریب دیا کہ دیکھتے ہی آرزو پیدا کی اور پھر اسکو مول لوایا بخدا کہ کھلاؤنگا نہین پس اُسکو یتیم محتاجون
کو بانٹ دیا اور موسیٰ اشج سے نقل ہی کہ بیس برس سے میرا دل ذرہ ذرہ نمک کو چاہتا ہی اور احمد بن خلیفہ کہتے ہین کہ بیس برس تک میرا
نفس یہی کہتا رہا کہ پانی پیٹ بھر کر پلا دے مگر مین نے کبھی سیراب نہ کیا اور عتبہ غلام کہتے ہین کہ سات برس تک میرا دل گوشت کو چاہتا رہا
بعد اسکے مجھے شرم آئی کہ کب تک ٹال بتاؤن سات برس سے تو ٹال رہا ہون آخر ایک گوشت کا ٹکڑا لیکر بھونا اور اُسکو لیکر ایک روٹی مین
لپیٹا اور ایک لڑکے کو دیکھکر اُس سے پوچھا کہ تو فلانے کا بیٹا ہی جو مر گیا اُسنے کہا کہ ہان پس وہ روٹی اُسکے حوالہ کی کہتے ہین کہ روٹی دیکر
آپ رونے لگے اور یہ آیت پڑھی ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا اور پھر کبھی گوشت نہ کھایا اور چند روز اُنکا دل خرما کو چاہا کیا ایک
روز کسی قدر خرید کر رات کے لیے رکھ چھوڑے کہ اُسی سے افطار کرونگا اتنے مین ہوا کا طوفان آیا اور اندھیرا ہو گیا لوگون کو خوف معلوم ہوا
عتبہ اپنے نفس سے کہنے لگے کہ یہ بلا اسی سبب سے آئی کہ مین نے تیری خاطر سے اتنے خرمے مول لیے اب خبردار اُنکو مت چکھنا اور داؤد طائی
رہنے دھیلے کے نقل اور پیسے کا سرکہ مول لیا اور تمام رات نفس سے کہتے رہے کہ اے داؤد قیامت کو کیسا بڑا حساب دینا پڑے گا پھر ہمیشہ
روکھی روٹی کھائی اور عتبہ غلام نے ایک روز عبدالواحد بن زید سے کہا کہ فلانا شخص اپنے نفس مین ایسا درجہ بتلاتا ہی کہ مین اُس رتبہ کو
اپنے نفس مین نہین پاتا اُنھون نے کہا کہ یہ اسلیے ہی کہ تم روٹی کے ساتھ خرما کھاتے ہو اور وہ صرف روٹی ہی کھاتا ہی عتبہ نے کہا کہ اگر مین بھی

ف: اور کھلاتے ہین کھانا اسکی محبت پر محتاج کو اور ماں باپ کے یتیم کو اور قیدی کو ۱۲

خرما چھوڑدون تو وہ رتبہ حاصل ہوگا اُنھون نے کہا کہ بیشک پس عتبہ رونے لگے لوگون نے کہا کہ کیا خرما پر روتے ہو عبدالواحد نے فرمایا کہ کچھ نہ کہو اُنکے نفس نے جان لیا کہ ارادہ پکا کرتے ہین اور جس چیز کو چھوڑینگے پھر اُسکی طرف رجوع نہ کرینگے اور جعفر بن نصر کہتے ہین کہ مجکو حضرت جنید رح نے فرمایا کہ تھوڑے انجیر میرے لیے خرید لا جب مین مول لے آیا تو افطار کے وقت ایک مُنھ مین ڈالا اور تھوک دیا اور کہا کہ اُٹھا لیجا مین نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ گوش دل مین غیب سے یہ ندا آئی کہ تو نے میری خاطر چھوڑا تھا کیا پھر کھائیگا اور صالح کہتے ہین کہ مین نے عطار سلمی کی خدمت مین عرض کیا کہ مین آپ کے لیے ایک چیز بھیجا چاہتا ہون بشرطیکہ آپ واپس نہ کرین اُنھون نے فرمایا بہتر مین نے اپنے لڑکے کے ہاتھ ستو گھی اور شہد مین ملا کر بھیجدیے اور کہدیا کہ جب تک وہ کھا نہ لین تب تک مت آنا آپ نے کھالیے دوسرے روز مین نے پھر بھیجے آپ نے نہ پیے اور واپس کردیے پس مین آپ سے خفا ہوکر کہنے لگا کہ سبحان اللہ آپ نے میرا ہدیہ واپس کیا جب اُنھون نے مجھکو غصہ مین دیکھا فرمایا کہ بُرا ماننے کی بات نہین ایکبار تو مین نے تعمیل کی جب دوسری بار تمنے بھیجا تو ہر چند مین نے کھانا چاہا مگر نہو سکا جب مین ارادہ کھانے کا کرتا تھا یہ آیت یاد پڑتی تھی یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ آخر تک صالح کہتے ہین کہ مین رو پڑا اور دل مین کہنے لگا کہ مین اور کہین ہون اور تم اور کہین آور سری سقطی فرماتے ہین کہ میرا نفس تیس برس سے چاہتا ہے کہ روٹی شیرۂ انگور مین تر کرکے کھاؤن مگر مین نے نہین کھلائی اور ابوبکر جلانے فرمایا ہے کہ ایک شخص مین نے ایسا دیکھا ہے کہ اُسکا نفس اُس سے کہتا تھا کہ مین دس روز تک کچھ نہ کھاؤنگا بشرطیکہ تو دس روز کے بعد جو کہون وہ کھلادے اُسنے جواب دیا کہ مین دس روز کا فاقہ نہین چاہتا تو بھی تمنا چھوڑ دے ایک عابد کا ذکر ہے کہ اُنھون نے کسی اپنے یگانہ کی دعوت کی اور روٹیان سامنے رکھدین وہ شخص روٹیون کو لوٹنے لگا کہ اچھی دیکھکر کھاوے عابد نے فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو تمکو معلوم نہین کہ جس روٹی کو تم نے چھوڑ دیا اُسمین کتنی حکمتین ہین اور کتنے کاریگرون کے ہاتھ سے نکلکر تمھارے پاس آئی اول ابر سے چلو کہ اُسمین پانی آیا اور پانی سے زمین اور ہوا اور چوپایہ تازے ہوئے اور بہت سے لوگون نے کام کیا جب کہین تم تک آئی اب تم اُنکو لوٹتے ہو رغبت سے نہین کھاتے حدیث شریف مین ہے لایستدیر الرغیف ویوضع

بین یدیک حتی یعمل فیہ ثلاثمائۃ وستون صانعا اولہم میکائیل علیہ السلام الذی یکیل الماء من خزائن الرحمۃ ثم الملائکۃ التی تزجی السحاب والشمس والقمر والافلاک وملائکۃ الھواء ودواب الارض آخرہم الخباز وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا ۔ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ۔ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

اور بعض اکابر سے منقول ہے کہ مین قاسم جوعی کے پاس آیا اور اُنسے پوچھا کہ زہد کیا چیز ہے اُنھون نے کہا کہ تمنے اُسکے باب مین کیا سُنا ہے مین نے چند اقوال نقل کیے وہ چپ ہو رہے مین نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہین اُنھون نے کہا کہ پیٹ آدمی کا دنیا ہے جسقدر اُسکو ضبط کریگا اُتنا ہی زہد حاصل کریگا اور جتنا اُسکو نہ رو کیگا اُتنے ہی دنیا اُسپر قابض ہوگی اور بشر بن الحارث ایک بار بیمار پڑے عبدالرحمن بن مطیب کے پاس جاکر ماکولات مین سے اپنے مزاج کے موافق پوچھنے لگے اُنھون نے کہا کہ پوچھتے تو ہو لیکن اگر مین بتاؤنگا تو مانوگے یا نہین اُنھون نے کہا کہ تم بتاؤ تو سہی مین مانونگا کہا کہ سکنجبین پیو اور سیب چوسو بعد اسکے شوربا کھاؤ اُنھون نے فرمایا کہ سکنجبین سے کمتر کوئی چیز ہے کہ اُسکی قائم مقام ہو کہا کہ مجھے معلوم نہین اُنھون نے کہا مجھے معلوم ہے وہ کاسنی ہے سرکہ کے ساتھ پھر پوچھا کہ سیب سے کمتر چیز قائم مقام اسکے ہے اُنھون نے کہا کہ مین نہین جانتا کہا کہ مین جانتا ہون وہ شامی لوبیے کی پھلی ہے پھر پوچھا کہ شوربا سے کم کوئی چیز اُسکا عوض معلوم ہے کہا کہ نہین اُنھون نے کہا کہ مجھکو معلوم ہے نخود آب گاوے گھی مین اُسکا بدل ہے عبدالرحمن نے کہا کہ تم مجھ سے طب زیادہ جانتے ہو پھر بے فائدہ پوچھتے ہو اِن حکایات سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ جو شہوات سے باز رہے اور غذا ر شکم سیر سے رُکے اُسکا باعث وہی فوائد ہین جنکا تمنے ذکر کیا اور بعض اوقات یہ بھی وجہ ہوتی تھی کہ روزی حلال و صاف نہ جانتے تھے اسوجہ سے بے ضرورت اپنے نفس کو اجازت غذا نہ دیتے تھے اور دل چاہتی چیزین داخل ضرورات نہین چنانچہ ابوسلیمان فرماتے ہین کہ نمک بھی شہوت و آرزو کی چیز ہے اسلیے کہ روٹی سے زیادہ ہے اور جو چیز روٹی کے سوا ہے سب زائد اور شہوت مین داخل ہے یہ انتہا درجہ کی بات ہے اگر کوئی اُسپر قادر نہو تو بھلا اتنا تو ہو کہ اپنے نفس سے غافل نہو اور شہوات مین مستغرق نہو آدمی کو اسی قدر اسراف کافی ہے کہ جو دل چاہے وہ کھا وے اور جو جی مین آوے

وہ کرے اسلیے ضرور ہوا کہ مداومت گوشت کی چھوڑ دے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین جو شخص چالیس روز گوشت ترک کردے بد خُلق ہوجاتا ہی اور جو برابر چالیس روز کھاوے سخت دل ہوجاتا ہی اور بعضون کا یہ قول ہی کہ گوشت کی مداومت مین شراب کا نشہ ہوتا ہی اور جب بھوکھا ہو اور جماع کو بھی دل چاہے تو یہ نہ کرے کہ کھاکر صحبت کرے اور نفس کی دو آرزوئین پوری کرے کیونکہ وہ اُسوقت قوی ہوجاویگا اور بعض دفعہ غذا اسی لیے کھاتا ہی کہ صحبت کا نشاط زیادہ ہو اور مستحب ہی کہ شکم سیری پر نہ سوئے نہین تو دو غفلتون کا جامع ہوگا اور سستی کا عادی اور سختی دل بھی اس سے پیدا ہوتی ہی ایسی صورت مین نماز پڑھے یا بیٹھکر ذکر کرے کہ یہ بات شکر کے قریب ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی اذیبوا طعامکم بالذکر والصلوٰۃ ولا تناموا علیہ فتقسوا قلوبکم اور ادنی مقدار یہ ہی کہ چار رکعتین پڑھے یا سو دفعہ سبحان اللہ کہے یا ہر غذا کے بعد کچھ قرآن شریف کی تلاوت کرے حضرت سفیان ثوری رح جس رات شکم سیر ہوتے تو تمام رات عبادت کرتے اور اگر دن کو سیر ہوتے تو بیانی نماز وذکر مین مصروف رہتے اور فرماتے کہ کالی بلا کا پیٹ بھر دو اور محنت لو خواہ یون کہتے کہ گدھے کو شکم سیر کرکے اُس سے محنت لو اور جب کبھی کسی غذا کے بعد کچھ تفکّہات کو جی چاہے تو روٹی نہ کھانی چاہیئے اسکے عوض اُسی میوہ کو کھالے تاکہ غذا مین داخل ہو اور نفس جامع عادت اور شہوت کا نہو اور سہیل تستری رحمہ اللہ نے ابن سالم کے ہاتھ مین روٹی اور چھوارے دیکر فرمایا کہ چھوارے اول کھاؤ اگر کافی ہوتو فبہا ورنہ پھر روٹی بقدر ضرورت کھالینا اور جب ایک کھانا لطیف اور ایک غلیظ میسر آوے تو اول لطیف کھاوے کیونکہ اسکے بعد غلیظ کو دل نہ چاہیگا اور اگر پہلے اچھا نہ کھاویگا تو دوسرے کھانے کے بعد اُسپر طبیعت بھٹکتی رہیگی اور بعض اکابر اپنے ساتھیون سے کہتے کہ جی چاہتی چیزین مت کھاؤ اور اگر کھاؤ تو اُنکی تلاش مت کرو اگر تلاش کرو تو اُنسے محبت نہ رکھو اور خاص طرح کی روٹی ڈھونڈھنی داخل شہوت ہی حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے کہ عراق سے ہمارے پاس کوئی فاکہ روٹی سے بڑھکر نہین آتا تو دیکھنا چاہیئے کہ روٹی کو آپنے فاکہ ارشاد فرمایا حاصل کلام یہ ہی کہ مباحات کی شہوت واتباع مین بھی نفس کو ڈالنا نہ چاہیئے ایسا نہو کہ اگر یہان شہوتین پوری کرین اور قیامت کو کہا جاوے کہ اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا اور جسقدر کہ یہان نفس پر مجاہدہ کرکے شہوات کو چھوڑیگا اُسی قدر آخرت مین چاہتی چیزین پاویگا بصرہ کے ایک بزرگ چانول کی روٹی اور مچھلی کو بیس برس تک چاہتے رہے مگر نفس پر مجاہدہ کرکے اُسکو روکا اور ہرچند اُنکا نفس مانگا کیا مگر کبھی نہ دی جب وفات پائی تو کسی نے اُنکو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ تمھارے ساتھ خدا تعالےٰ نے کیا معاملہ کیا اُنھون نے کہا کہ جو نعمتین اور کرامتین عنایت فرمائین مین اچھی طرح بیان نہین کرسکتا سب سے اول چیز جو مجھکو عنایت ہوئی چانول کی روٹی اور مچھلی تھی ارشاد ہوا کہ آج جتنا چاہے بے حساب جی بھر کر کھالے چنانچہ خود بھی ارشاد فرماتا ہی کلوا واشربوا ہنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ پہلے عمل بھی کیا تھا کہ شہوات کو چھوڑ دیا تھا اسی جہت سے ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ ایک شہوت کا چھوڑ دینا برس روز کے روزے اور شب بیداری سے زیادہ نافع ہوتا ہی خدا ہمکو بھی اپنی رضا کی توفیق عنایت کرے بطفیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

بیان چوتھا اختلاف مین حکم بھوکھ کے اور اُسکی فضیلت کے اور یہ کہ احوال لوگون کا اسمین مختلف ہوتا ہی

جاننا چاہیئے کہ غایت مقصود سب احوال واخلاق مین بمضمون خیر الامور اوساطہا کے میانہ روی ہی اور دونون طرفین افراط وتفریط کے مذموم ہین اور بھوکھ کی فضیلت مین جو کچھ ہم لکھ آئے ہین اُس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اُسکی افراط منظور ہی بلکہ وجہ اُسکی یہ ہی کہ جن چیزون کی طرف اقتضے کو طبیعت طالب ہوتی ہی اور اُسمین کچھ فساد ہوتا ہی تو اسرار حکمت شرعی مین سے ہی کہ ایسی صورت مین منع مبالغہ کے ساتھ کیا جاتا ہی یہانتک کہ جاہل کو یہ گمان ہو کہ مقصود یہی ہی کہ ہر حال مین طبیعت کا ضد خیال کیا جاے اور جہانتک ممکن ہو اُسکے خلاف عمل کیا جاوے اور عاقل یہ سمجھتے ہین کہ منظور درجۂ اعتدال ہی مثلاً نہایت شکم سیری اقتضاء طبع ہی تو شریعت کمال درجہ کی بھوکھ کی صفت اور

اتنا کرتی ہی تاکہ طبیعت کسی قدر اپنے مقتضا سے باز رہکر درجہ اعتدال حاصل کرے کیونکہ اقتضار طبع کو بالکل استیصال کرنا امر محال ہی تو ضرور کوئی انتہا
اُسکی ہوگی کہ اُسپر عمل کرنے سے شرعًا ممدوح ہو اسی طرح اگر کوئی مسرف خلاف طبع اسراف کرے تو شریعت مین اُسکی مذمت پائی جاویگی
مثلاً شب بیداری اور روزہ کے باب مین شریعت مین نہایت مبالغہ کے ساتھ وصف ہی مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جانا کہ بعض
لوگ ہمیشہ روزہ رکھتے ہین اور تمام رات جاگتے ہین تو اُنکو اس سے منع فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود صرف درجہ اعتدال ہی پس
کھانے کے باب مین افضل اور معتدل یہ ہی کہ اتنا کھاوے کہ نہ معدہ ثقیل ہو نہ بھوکھ کی تکلیف معلوم ہو ؎ نچندان بخور کز دہانت برآید
نچندانکہ از ضعف جانت بر آید + بلکہ کھانا ایسی طرح کھاوے کہ اُسکا اثر معلوم نہو اسلیے کہ غرض غذا سے بقار حیات اور قوت عبادت ہی
معدہ کی گرانی سے بھی عبادت نہین ہوسکتی اور بھوکھ کی تکلیف بھی دل کے شغل کو مانع ہی تو یہی نتیجہ نکلا کہ ایسی طرح کھاوے کہ غذا کا اثر
معلوم نہو تاکہ فرشتون کے مشابہ ہوجاوے کہ اُنکو بھی غذا کی گرانی اور بھوکھ کی تکلیف نہین معلوم ہوتی اور انسان کا درجۂ کمال بھی یہی ہی کہ
اُنکا اقتدا کرے اور چونکہ سیری اور بھوکھ سے تو چھوٹ ہی نہین سکتا تو دونون حالتون سے دور تر درجہ وسط ہی جسکو اعتدال کہتے ہین اور رجوع
کرنا افراط و تفریط سے درجۂ وسط و اعتدال کی طرف ایسا ہی کہ ایک لوہے کی گرم کنڈل کو زمین مین ڈالکر ایک چینٹی کو اُسکے بیچ مین چھوڑ دو
اب چینٹی اُس حلقہ کی گرمی سے بچنا چاہیگی اور چارون طرف سے نکلنا چاہیگی مگر ہر طرف وہی گرمی موجود ہی کسی طرف سے نکل نہین سکتی
بھاگتی پھریگی یہانتک کہ اُس حلقہ کے مرکز مین پہونچکر ٹھہر جاوے تو البتہ سب طرف کی حرارت سے دور تر رہیگی اسی طرح شہوات بھی انسان
کو محیط ہین اور یہ چینٹی کی طرح اُنکے کنڈل مین پڑا ہوا ہی اور فرشتے اُس سے خارج ہین اور انسان کو اُن سے نکلجانا تو غیر ممکن ہی اور تشبہ
فرشتون کا کیا چاہتا ہی تو اسی صورت سے ہوسکتا ہی کہ شہوات سے جتنا دور ممکن ہو اتنا ہو جاوے اور چونکہ درجۂ اعتدال سب اطراف سے برابر
دوری پر ہی اسی واسطے سب اخلاق متقابلہ مین وہی مطلوب ہونا چاہیے اور اسی اعتدال سے اِس حدیث مین مقصود ہی کہ خیر الامور
اوساطہا اور اسی کی طرف اِس آیت مین اشارہ ہی کلوا واشربوا ولاتسرفوا پس جب انسان کو بھوکھ اور سیری دونون محسوس نہونگی تب نفس
ہلکا رہیگا اور عبادت و فکر آسان معلوم ہونگی اور عمل کرنے پر قادر ہوگا مگر چونکہ ابتدار امر مین نفس سرکش ہوتا ہی اور شہوات کا شائق اور افراط کا
مائل تو اعتدال کا حاصل ہونا سہل نہین ہوتا اور نہ اُس سے چندان فائدہ بلکہ اُسوقت بھوکھ سے اُسکی ایذا دینے مین خوب مبالغہ کرنا چاہیے
جیسا اول اول گھوڑے وغیرہ کی شائستگی کے لیے بھوکھا پیاسا رکھتے ہین اور خوب کوڑے پڑتے ہین تب کہین سیدھا ہوتا ہی اور کام دیتا ہی پھر حسب
مرضی کام کرنے کے بعد سب مشقت اُس سے دور کردی جاتی ہی اور اعتدال پر چھوڑ دیا جاتا ہی اور اسی بھید کی جہت سے مرشد اپنے مریدون کو
ایسے کام بتاتا ہی جو خود نہین کرتا مثلاً بھوکھا رہنے کو کہتا ہی یا شہوات کے چھوڑنے کو فرماتا ہی حالانکہ خود بھوکھا نہین رہتا نہ شہوات سے بالکلیہ
منقطع ہوتا ہی بلکہ بعض اوقات فواکہ اور شہوات کا مرتکب ہوتا ہی کیونکہ وہ اپنے نفس کی تادیب سے فارغ ہوگیا اب تکلیف دینے کی اُسکو
حاجت نہین اور چونکہ نفس غالب احوال مین شہوت پرست اور شریر و سرکش اور عبادت کا چور رہتا ہی تو مناسب یہی ہی کہ بھوکھا رکھا جاوے
کہ اکثر احوال مین تکلیف اُٹھاوے اور انکسار پاکر درجہ اعتدال حاصل کرے بعد اُسکے غذا بھی معتدل کردیجاوے اور ہمیشہ بھوکھا رہنے سے
دو ہی شخص باز رہتے ہین ایک صدیق اور ایک احمق دھوکھے مین پڑا ہوا صدیق کو تو اسوجہ سے بھوکھ کی ضرورت نہین کہ اُسکا نفس راہ
راست پر مستقیم ہی اُسکو تکلیف دہی نفس کی حاجت نہین اور جو شخص احمق ہی وہ اسلیے بھوکھا نہین رہتا کہ اپنے آپ کو صدیق جانتا ہی اور نفس کو
تادیب کے قابل نہین سمجھتا اور یہ ایک بڑا دھوکا ہی اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہی اسلیے کہ نفس کی تادیب بوجہ کمال کمتر ہوتی ہی اور بسا اوقات
یہ بھی ہوتا ہی کہ کسی صدیق کو دیکھا کہ وہ اس باب مین پروا نہین کرتا تو آپ بھی ویسا ہی کرنے لگا اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی بیمار کسی تندرست
آدمی کو جو مرض سے شفا پاچکا ہی کوئی چیز کھاتے دیکھے تو اپنے آپ کو صحیح جانکر وہی چیز کھانے لگے اور ہلاک ہوجاوے اور اِس بات کی وجہ کہ

مقدار اور جنس اور وقت غذا مین کچھ تخصیص نہین بلکہ مقصود اصلی مجاہدہ نفس نا فرمان کا ہی جو حق سے متجاوز ہو کر رتبہ کمال کو نہین پہونچا یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بہی مقدار و وقت غذا مقرر نہ تہا چنانچہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہی[1,2] کہ آپ اسقدر روزے رکھتے کہ ہمکو گمان ہوتا کہ افطار نہ کرینگے اور کبھی افطار کے دن اتنے ہوتے کہ معلوم ہوتا کہ اب روزہ نہ رکھینگے اور جب گھر مین تشریف لاکر پوچھتے[3] کہ کچھ ہی اور گھر کے لوگ عرض کرتے کہ ہی تو تناول فرماتے ورنہ فرماتے کہ تو آج میرا روزہ ہی اسی طرح[3] جب آپ کے سامنے کوئی چیز پیش ہوتی تو فرماتے کہ میرا ارادہ تو روزہ رکھنے کا تھا اور ایک روز آپ باہر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ مین[4] روزہ سے ہون حضرت عائشہ رض نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ہمارے یہان حیس یعنے چھوارے گھی اور پنیر مین ملے ہوئے آئے ہین آپ نے فرمایا کہ مین نے تو روزہ رکھنا چاہا تھا مگر خیر لے آؤ اور اسی جہت سے سہیل تستری سے نقل ہی کہ اُنسے کسی نے پوچھا کہ شروع مین آپ کا کیا حال تھا اُنھون نے عجیب عجیب مشقتین بیان فرمائین یہانتک کہ فرمایا کہ مدت تک مین نے بیری کے پتون پر گذر کی اور تین برس تک انجیر کوٹ کوٹ کر کھائے پھر یہ کہا کہ تین برس مین تین درم کی غذا کھاتا تھا پھر جب پوچھا گیا کہ اب آپ کی غذا کیا ہی آپ نے فرمایا کہ اب کچھ حد اور وقت مقرر نہین اس سے یہ غرض نہین کہ اب بہت کھاتا ہون بلکہ مطلب یہ ہی کہ کوئی مقدار مقرر نہین ہی اور نہ کچھ وقت مقرر ہی جسقدر کہ ضروری سمجھتا ہون اور جسوقت مناسب جانتا ہون کھالیتا ہون اور حضرت معروف کرخی رح کے پاس اچھے اچھے کھانے لوگ بھیجتے آپ کھالیتے لوگون نے کہا کہ آپکے بھائی بشر ایسے کھانے نہین کھاتے آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی بشر کو ورع نے روک رکھا ہی اور مجھکو معرفت نے کشادہ کر رکھا ہی پھر فرمایا کہ مین خدا کا مہمان ہون جب مجھے کھلاتا ہی کھاتا ہون جب بھوکا رکھتا ہی صبر کرتا ہون مجھکو اعتراض و تمیز سے کیا کام پڑا ہی اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے اپنے بھائیون مین سے کسی کو چند درم دیے اور کہا کہ انکا مکھن اور شہد اور روٹی لے آؤ انھون نے عرض کیا کہ حضرت ان سب کا آپ نے فرمایا بھلے مانس اگر ہمکو ملتا تو مردون کی طرح کھاتے ہین اور اگر نہین ہوتا تو مردون ہی کیطرح صبر کرتے ہین اور ایک روز بہت سا کھانا پکوایا اور چند لوگون کی دعوت کی کہ اُن مین اوزاعی اور ثوری رح تھے پس سفیان ثوری رح نے فرمایا کہ اے ابا اسحاق تمکو خوف نہین معلوم ہوتا کہ یہ کہین اسراف نہو جاوے آپنے فرمایا کہ کھانے مین اسراف نہین ہوتا اسراف کپڑے اور اثاث البیت مین ہوتا ہی بس جس شخص کو علم سمعی باتون سے اور نقل اور تقلید سے ہوتا ہی حضرت ابراہیم بن ادہم کا تو یہ حال سنتا ہی اور مالک بن دینار رح کا حال یہ سنتا ہی کہ انھون نے فرمایا کہ میرے گھر مین بیس برس سے نمک نہین آیا اور سری سقطی رح کا حال دیکھتا ہی کہ چالیس برس تک اُنکا دل شیرہ انگور سے روٹی کے ٹکڑے کو چاہتا رہا مگر نہ کھایا تو ان باتون کو ایک دوسرے کے خلاف پاتا ہی اور حیران ہو کر جانتا ہی کہ ان مین سے بیشک ایک شخص خطا پر تھا اور جس بصیر آدمی پر اسرار علم کھُل گئے ہین وہ یہ جانتا ہی کہ یہ سب لوگ حق پر تھے مگر باعتبار احوال و اوقات اُنکے اعمال مختلف تھے پھر ان احوال مختلف کو سننے سے محتاط آدمی تو یہ سمجھتا ہی کہ مین درجہ معرفت کو نہین پہونچا مجھکو کسی طرح کی مسامحت اور بے پروائی مثل اکابر نہین چاہیے میرا نفس کچھ مالک بن دینار یا سری سقطی کے نفس سے زیادہ مطیع نہین ہی جنھون نے لذات کو ترک کر دیا تھا پس انھین کا اقتدا کرتا ہی اور مغرور آدمی یون سوچتا ہی کہ میرا نفس ابراہیم بن ادہم اور معروف کرخی کے نفس سے زیادہ نا فرمان نہین مین بھی اُنھین کا اقتدا کرون اور غذا کے انداز کو بالاے طاق رکھون مین بھی اپنے خدا کے گھر مہمان ہون مجھکو اعتراض سے کیا کام پڑا ہی پھر اگر کوئی شخص ایسے آدمی کے حق مین تعظیم مین یا مال و جاہ مین ایک طور پر کفایت کرے تو اُسپر قیامت برپا ہو اور اعتراض کرنے لگے احمقون کے ساتھ شیطان کو اس باب مین بڑا دخل ہوتا ہی بلکہ غذا اور روزہ رکھنے اور اشتہا کی چیزون کو کھانے کی قید اٹھانی صرف اُسی کو زیبا ہی جو نور ولایت اور نبوت سے دیکھتا ہی اور اُسکے اور خدا کے درمیان کوئی علامت انقباض خواہ استرسال کی ہوگئی ہی اور یہ بات جب ہی نصیب ہوتی ہی جب نفس ہوا نفسانی کی طاعت سے نکلجاوے اور عادات سے بالکلیہ منقطع ہوجاوے یہانتک کہ اگر کچھ کھاوے تو اسمین بھی کچھ نیت ہو اور نہ کھاوے تو وہ بھی خالی از نیت نہو تو البتہ اس صورت مین غذا اور عدم غذا دونون خدا کے واسطے ہونگے اس باب مین حضرت عمر رض کی احتیاط مد نظر رکھنی چاہیے کہ باوجودیکہ

ح ۱ بخاری و مسلم ۱۲
ح ۲ ابوداود و ترمذی و نسائی بروایت عائشہ رض
ح ۳ بیہقی بروایت عائشہ بالفاظ دیگر ۱۲
ح ۴ مسلم بلفظ دیگر ۱۲
ح ۵ بخاری و مسلم مین بروایت عائشہ رض ہی کہ آپ کو شیرینی پسند تھی اور اسی مین آپ کے شہد پینے کا حال ہی ۱۲

آپ کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شہد پسند تھا اور اُسکو تناول فرمایا کرتے تھے مگر اپنے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک پر قیاس نہ فرمایا بلکہ جب شہد کا ٹھنڈا شربت لوگ اُنکے سامنے لائے تو اپنے ہاتھ میں برتن کو پھراتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اسکو پیوں تو مزہ تھوڑی دیر میں جاتا رہیگا مگر اسکا مواخذہ باقی رہیگا یہ کہکر کہا کہ مجھ سے اسکا حساب الگ کرو میں نہ پیونگا مرشد کو چاہیے کہ ان اسرار کو مرید سے بیان نکرے بلکہ صرف بھوکھ کی صفت پر کفایت کرے اور یہ نہ کہے کہ اسمین اعتدال کرنا چاہیے کیونکہ وہ اعتدال سے کسی قدر ضروری قصور کریگا بلکہ غایت درجہ کی بھوکھ کو ارشاد کرے تاکہ اعتدال پر نوبت آجاوے چنانچہ بمرگش بگیر تا بہ تپ راضی شود مثل مشہور ہی اور یہ بھی اُس سے نہ کہے کہ عارف کامل ریاضت سے مستغنی ہوجاتا ہی نہیں تو شیطان اُسپر ہمیشہ وسوسہ ڈالیگا کہ اب تو عارف کامل ہوگیا اور کوئی دقیقہ باقی نہیں رہا سب تمکو حاصل ہی حضرت ابراہیم خواص جو ریاضت مُرید کو بتلاتے وہی آپ بھی اُسکے ساتھ کرتے تاکہ اُسکے دل میں یہ نہ آوے کہ پیر جیو خود تو کرتے ہی نہیں مجھ سے کہتے ہیں اور باین لحاظ ریاضت سے نفرت کرنے لگے اور زبردست آدمی جب دوسرے کو ریاضت سکھاتا ہی اور اُسکی اصلاح کے درپے ہوتا ہی تو ضرور ہی کہ کمزورون کی طرح ہوجاوے جیسا کہ کشتی وغیرہ سکھانے والے کیا کرتے ہین اس امر سے زیادہ تر تلطف پایا جاتا ہے اور جلد آدمی سعادت کو پہونچتا ہی اور اسمین انبیا اور اولیا کا بڑا امتحان ہوتا ہی اور از انجا کہ حد اعتدال ہر ایک شخص کے حق مین ایک امر پوشیدہ ہی پس حزم و احتیاط کو کسی حال مین ہاتھ سے نہ دینا چاہیے حضرت عمر رضہ نے ایکبار اپنے لڑکے عبداللہ کو دیکھا کہ وہ گوشت اور گھی روٹی کے ساتھ کھا رہے ہین آپ نے درہ سے اُنکو مارا اور فرمایا کہ کسی روز روٹی دودھ سے کھا اور کسی روز گھی سے اور کسی روز تیل سے اور کسی روز نمک سے اور کسی روز روکھی پھیکی کھا اس سے معلوم ہوا کہ اعتدال اسی کا نام ہی گوشت اور شہوت کی چیزون پر مواظبت کرنی افراط اور اسراف مین داخل ہی اور بالکل گوشت کو ترک کردینا تفریط اور تنگی مین شمار ہی اور کبھی کبھی کھالینا درجہ اوسط و اعتدال ہی

پانچوان بیان ریا کی آفت کا جو شہوات کے تارک اور کم خوراک آدمی پر آتی ہی

جاننا چاہیے کہ تارک شہوات پر دو آفتین جو جی چاہتی چیزون کے کھانے سے بھی زیادہ ہین آتی ہین اول تو یہ ہی کہ نفس بعض شہوات کو نہین چھوڑ سکتا اُنکی خواہش رہتی ہی لیکن یہ نہین چاہتا کہ کوئی جانے اسواسطے لوگون سے علیحدہ ہوکر اُس چیز کو کھالیتا ہی مجمع مین نہین کھاتا اسکا نام شرک خفی ہی بعض علما سے کسی زاہد کا حال پوچھا تو وہ چپ ہو رہے لوگون نے کہا کہ کوئی بُرائی اُنکی آپ کو معلوم ہی اُنھون نے کہا کہ وہ تنہائی مین ایسی چیزین کھاتا ہی جو مجمع مین نہین کھاتا غرضکہ یہ بہت بڑی آفت ہی بندہ کو یہ مناسب ہی کہ اگر شہوات کی محبت مین مبتلا ہوجاوے تو اُسکو ظاہر کردیوے صدق حال اسی کو کہتے ہین اس سے صرف اتنا معلوم ہوگا کہ اعمال کی شامت سے مجاہدہ جاتا رہا اور اگر کسی نقصان کو چھپا کر اُسکے مقابل کا کمال ظاہر کریگا تو اُسمین دو نقصان ہونگے جیسے جھوٹ بولے اور اُسکو چھپا دے تو دو جھوٹ ہوتے ہین اور دونا غصہ ہوتا ہی اور جب تک دو توبہ صادق نہین کرتا تب تک اُس سے کوئی خوش نہین ہوتا اور اسی بنا پر خداوند کریم نے منافقون کا عذاب زیادہ ارشاد فرمایا کہ اِنَّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار کیونکہ کافر نے کفر علانیہ کیا اور منافق نے کفر کرکے چھپایا تو چھپانا دوسرا کفر ہوا اسلیے کہ اُسنے اس بات کو ہلکا جانا کہ خداتعالے دل کو دیکھتا ہی اور بندون کی نظر کو زیادہ سمجھکر اپنے ظاہر مین سے کفر کو دور کردیا اسلیئے مستحق دونے عذاب کا ہوا اور عارفین شہوات کیا بلکہ معاصی مین بھی مبتلا ہوجاتے ہین مگر ریا مین گرفتار نہین ہوتے اور اپنے عیوب کو پوشیدہ نہین کرتے بلکہ کمال عرفان یہ ہی کہ خدا کے واسطے شہوات اپنے نفس سے دور کرے اور ظاہر مین لوگون کے اعتقاد دور کرنے کو اظہار شہوات کرے بعضے اکابر کوئی جی چاہتی چیز معمولی لیکر اپنے گھر مین لٹکا دیتے حالانکہ اُسکو کھاتے نہین تھے مگر یہ باعث تھا کہ غافل لوگ اُنکے پاس آکر خلل انداز ہون اور جانین کہ یہ شخص مبتلا ر شہوات ہی زاہد کا بڑا کمال اسی مین ہی کہ زہد مین زہد کرے یعنی اُسکے خلاف ظاہر کرے اور یہ کام صدیقین کا ہی کیونکہ اُسنے دو صدق کو اکٹھا کیا یعنی دو بار نفس پر بوجھ ڈالا اور جام صبر نوش کیا ایکبار تو اُس چیز سے روکنے کے

باعث اور دوسری بار لوگون کے طعن کے باعث تو ایسے لوگون کا یہ حال ہی اولٰئک یوتون اجرہم مرتین بما صبروا اور اسکی ایسی مثال ہی کہ کوئی شخص ظاہر مین کسی کو کچھ دے اور وہ اُسوقت تو لے لیوے اور پھر چھپا کر مالک کو پھیر دے تو اُس شخص کا دل دو بار منکسر ہوگا اول تو ظاہر مین لینے کی ذلت سے دوم چھپا کر واپس کرکے اپنی احتیاج باقی رکھنے سے پس جب تک یہ مرتبہ نہ حاصل ہو تب تک آدمی اپنے آپ کو ناقص جانے اور اظہار شہوت سے اجتناب نہ کرے اور شیطان کے اس دھوکے مین نہ آوے کہ اگر تم یہ بات ظاہر کروگے تو دوسرے لوگ بھی تمھاری پیروی کرینگے دوسرون کی اصلاح اسی مین ہی کہ اسے دبائے رکھو اسلیے کہ اگر فی الحقیقت دوسرون کی اصلاح منظور ہوتی تو خود اپنے نفس کی اصلاح مقدم اور اہم ہوتی بقول شخصیکہ اول خویش بعدہ درویش ورنہ خود را نصیحت و دیگرے را نصیحت کے کیا معنی معلوم ہوا کہ صرف مقصود رہا ہی کہ دوسرون کی اصلاح کے بہانے سے شیطان نے اُسکو اُسمین مبتلا کر رکھا ہی اسلیے اسکا کھل جانا گران معلوم ہوتا ہی گو یہ بھی جانتا ہو کہ لوگون کو اطلاع ہونے سے کوئی میری پیروی نہ کریگا اور نہ میرے تارک الشہوات ہونے سے بداعتقاد ہوگا دوسری آفت یہ ہی کہ ترک شہوت پر قادر تو ہی مگر عفیف مشہور ہونے کا شائق ہی اور اس سے خوش بھی ہوتا ہی تو اس صورت مین شہوت غذا جو ضعیف تھی اسکا تو تارک ہوا مگر جو بدی مین اُس سے زیادہ تھی یعنی خواہش جاہ اُسکی اطاعت کی اور اُسکو شہوت خفیہ کہتے ہین پس جب آدمی اس طرح کی خواہش اپنے جی مین پاوے تو اُسکا توڑنا شہوت غذا سے موکد تر سمجھکر اگر کھا لیوے تو اُسکے حق مین اچھا ہی حضرت ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ جب تیرے سامنے جی چاہتی چیز آوے جسکا تو تارک ہی تو اُسمین سے ذرا سی کھالے نفس کی مرضی کے موافق مت کھا اسمین دو فائدہ ہونگے ایک تو یہ کہ شہرت نہین رہنے کی دوسرے نفس تر ستارہ جاویگا اور حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ ارشاد فرماتے کہ جب میرے سامنے کوئی خواہش کی چیز آتی ہی تو مین اپنے نفس کی طرف دیکھتا ہون اگر اُسکی تمنا ظاہر مین اُسپر پاتا ہون تو اُسکو کھلا دیتا ہون روکنے سے یہ امر افضل ہی اور اگر خواہش خفی کرتا ہی اور ظاہر مین تارک ہونے کو چاہتا ہی تو اُسکی شرط یہ ہی کہ اُس چیز کو مین ترک کر دیتا ہون اور کبھی نہین دیتا اس سے معلوم ہوا کہ طریق سزا نفس کا شہوت خفیہ پر اسطرح ہوا کرتا ہی غرض یہ ہی کہ شہوت غذا کو چھوڑکر جو شخص ریا مین مبتلا ہو وہ ایسا ہی کہ بچھو سے ڈر کر سانپ کے پاس جاوے اسلیے کہ ریا کا ضرر خواہش غذا کے ضرر سے بہت زیادہ ہی

چھٹا بیان شہوت شرمگاہ کا حال

جاننا چاہیے کہ آدمی پر شہوت جماع دو فائدون کے لیے مسلط ہوئی ہی اول تو یہ کہ اس سے لذت حاصل کرکے قیامت کی لذتون کو یاد کرے کیونکہ اگر یہ لذت دیرپا ہوتی تو اجسام کی لذتون مین سے سب سے زیادہ قوی ہوتی جس طرح پر کہ آگ کی تکلیف سب تکلیفون سے زیادہ ہی اور آدمیون کو سعادت اور جنت کی رغبت دلانی اور شقاوت اور دوزخ سے ڈرانا بدون لذت محسوس اور تکلیف محسوس کے نہین ہوسکتا تو جب دنیا مین مثلاً کوئی لذت جماع کو عمدہ پاویگا جان لیگا کہ جنت کے لذائذ بھی اسی طرح کے خواہ اس سے اعلی ہونگے دوسرا فائدہ نسل کا باقی رہنا ہی یہ تو دو فائدے ہین مگر اسمین آفتین ایسی بڑی ہین کہ اگر آدمی اس شہوت کو ضبط کرکے اعتدال پر نہ رکھے تو دین و دنیا دونون کھو بیٹھے اس آیت شریف مین ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ بعضون نے طاقت سے زیادہ چیز کے یہی معنی لکھے ہین کہ شدت شہوت جماع مراد ہی اور من شر غاسق اذا وقب مین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مراد آلہ تناسل کے کھڑے ہونے سے ہی اور بعضون نے اسکی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچائی ہی مگر تفسیر اس طرح کی ہی کہ آلہ تناسل وقت دخول مراد ہی اور اسمین تو شک نہین کہ جب آدمی کو جوش اس شہوت کا ہوتا ہی تو دو ثلث عقل جاتی رہتی ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی دعا مین فرماتے اعوذ بک من شر سمعی وبصری وقلبی ومنیی اور یہ بھی فرمایا النساء حبائل الشیطان ولولا ہذہ الشہوۃ لما کان للنساء سلطنۃ علی الرجال ایک روایت مین ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی مجلس مین بیٹھے ہوتے تھے کہ ابلیس آیا اُسکے سر پر ٹوپی تھی جس مین بیسیون رنگ جھلکتے تھے جب حضرت سے قریب ہوا تو ٹوپی اُتار کر رکھدی اور

ت وہ لوگ پاوینگے اپنا اجر دوہرا اسپر کہ ٹھہرے رہے ۱۲
ق اے رب ہمارے اور نہ اُٹھوا ہم سے جسکی طاقت نہین ہمکو ۱۲
ق اور بدی سے اندھیری کی جب سمٹ آوے ۱۲ اسکی سمجھ حل نہین ہی ۱۲ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی ۱۲ ۵۶
مین تجھسے پناہ مانگتا ہون بری سے اپنے کان اور آنکھ اور دل اور نطفے کے ۱۲ باب الدعوات مین گذری ہی ۱۲ ۶۷ عورتین شیطان کے جال مین اگر شہوت نہوتی تو عورتون کو مردون پر قابو نہوتا ۱۲ اصفہانی روایت زید بن خالد جہنی اور اسکی سند مین جہالت ہی ۱۲

خدمت مین آکر سلام کیا حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہی عرض کیا کہ ابلیس ہون آپ نے فرمایا کہ خدا تجھے موت دے یہان کیون آیا ہی عرض کیا چونکہ اللہ کے نزدیک آپ کو رتبہ اور منزلت ہی اِس جہت سے آپ کے سلام کو آیا ہون آپ نے فرمایا کہ تیرے سر پر کیا چیز تھی بولا کہ ٹوپی ہی جس سے آدمیون کے دل اُچکتا ہون آپ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہی کہ جب انسان اُسکو کرتا ہی تو تو غالب ہو جاتا ہی عرض کیا جب عجب من دیگرے نیست اُسکے دل مین سما تا ہی اور گناہون کو بھول کر اپنے اعمال کو زیادہ جانتا ہی اُسوقت میرے قابو مین آجاتا ہی اور تین باتون سے مین آپ کو ڈراتا ہون اول تو یہ کہ اجنبی عورت کے ساتھ علیحدہ مت ہونا کیونکہ جو مرد اجنبی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہی تو وہان مین خود جاتا ہون اپنے اور کارندون کو نہین بھیجتا اور اُس مرد کو فتنہ مین ڈال دیتا ہون دوسری بات یہ ہی کہ اللہ سے جو عہد کرو اُسکو پورا کرنا اور جو زکوۃ اور صدقہ کے لیے مال نکالو اُسکو بانٹ دینا اسلیے کہ جب آدمی کچھ خیرات کرنے کو پرے علیحدہ کرتا ہی تو وہان بھی مین خود جاکر ایسا پیچ ڈالتا ہون کہ اپنی نیت پوری نہ کرے پھر اسکے بعد شیطان چلا گیا اور یہ کہتا تھا کہ افسوس حضرت موسیٰ کو آدمیون کے مبتلا ہونے کے داؤ معلوم ہو گئے اور سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ جو نبی زمانہ سابق مین مبعوث ہوے شیطان کو یہی توقع رہی کہ مین اُنکو عورتون کی جہت سے ہلاک کرونگا اور میرے نزدیک بھی کوئی چیز اُنسے بڑھکر خوفناک نہین اسلیے مین مدینہ منورہ مین سواے اپنے گھر کے اور کسی کے گھر مین نہین جاتا یا اپنی بیٹی کے یہان جمعہ کو صرف نہانے جاتا ہون اور بعض اکابر کا قول ہی کہ شیطان عورت سے کہتا ہی کہ تو میرا آدھا لشکر ہی اور تو میرا تیر ہی کہ جب چلاتا ہون چوکتا ہی نہین اور تو میرے بھید کی جگہ ہی اور تو میری حاجت مین میری قاصد ہی یعنی نصف لشکر اُسکا شہوت ہی اور نصف غضب مگر سب شہوات سے بڑھکر عورتون کی شہوت ہی پھر اِس شہوت کے تین درجہ ہین افراط اور تفریط اور اعتدال افراط یہ ہی کہ عقل کو دبا لے اور مرد کو ہمہ تن عورتون کی صحبت مین مصروف کر دے اور سلوک طریق آخرت سے محروم رکھے یا دین پر غالب ہو کر امور قبیحہ مین مبتلا کر دے اور بعض اوقات اسکی افراط سے کئی امر شنیع پیدا ہوتے ہین اول ادویہ مقوی باہ کی فکر پڑتی ہی جیسے بعضے لوگ کھانے کے ہضم کے لیے چورن کی تلاش مین رہتے ہین اور اُنکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص درندون اور سانپون مین جا پڑا ہو اور وہ اگر کبھی اِس سے غفلت کرین اور سو جاوین تو یہ کسی حیلہ سے اُنکو جگا دے پھر جب وہ ضرر پہونچا دین تو اُنکی اصلاح و علاج مین مشغول ہو اسی طرح شہوت غذا اور جماع دونون موذی ہین اِنسے اول ہی محفوظ رہنا چاہیے اور جب چورن یا مقویات سے اُنکو چوکنا کر دیا تو پھر آفت سے بچنا معلوم یہان یہ اعتراض ہوتا ہی کہ ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے حضرت جبریل علیہ السلام سے باہ کی شکایت کی تو آپنے ہریسہ کھانے کو بتایا تو قوت باہ کی تلاش حدیث سے ثابت ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیان تھین اور آپ پر سب کے اطمینان واجب تھے اسلیے کہ غیر پر اُنکا نکاح حرام تھا گو آپ طلاق بھی دے دین تو اسلیے آپ نے قوت چاہی تھی نہ لذت حاصل کرنے کے لیے دوسرے یہ کہ افراط کے باعث امراض خبیثہ پیدا ہوتے ہین بلکہ کچھ اسی پر منحصر نہین اُسکی اولاد تک بھی اُنکا اثر رہتا ہی تیسرے یہ کہ افراط شہوت سے بعض گمراہون کو عشق سوجھتا ہی اور اُس سے کمال درجہ کی جہالت غرض اصلی جماع سے پائی جاتی ہی اور قوت بہیمی مین چوپائون سے بھی بڑھ جاتا ہی اسلیے کہ چوپایہ اپنی شہوت کو کسی طرح دفع کر دیتا ہی اور عاشق ایک خاص شخص کے سوا اور طرح اپنی شہوت رفع نہین کر سکتا گو سب خواہشون مین بُری ہی اور شرم و حیا کا مقام ہی مگر اُسکا اعتقاد یہی ہی کہ اُسی معین شخص سے ہو یہانتک کہ اُسکے لیے ذلت پر ذلت اور غلامی اُٹھاتا ہی اور شہوت کی خدمت مین اپنی عقل کو فرمان پذیر کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ پیدایش عقل کی اسلیے ہی کہ یہ اورون سے کام لے نہ یہ کہ خود شہوت کے مطیع ہو کر اُسکے اجرا کے حیلے تلاش کرے اور اگر عشق پر غور سے دیکھو تو ایسے آدمی کا کام ہی جسکے دل پر کوئی فکر نہو اور اُسکا منشا وہی افراط شہوت ہی اور اوائل مین اِس سے بچنے کا ڈھنگ یہی ہی کہ دوبارہ نہ دیکھے اور اپنی فکر مین مشغول رہے ورنہ مستحکم ہونے پر اُسکا دفع کرنا مشکل ہوتا ہی ؎ سر چشمہ شاید گرفتن بمیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ٭ اسی طرح عشق مال اور جاہ اور اولاد اور ستار نوازی اور شطرنج و چوسر بازی وغیرہ کا ہی کہ بعض اوقات لوگون پر ایسے حاوی ہوتے ہین کہ اُنکے دین و دنیا کے کام نہین ہونے دیتے اور کسی وقت اُنکو چین نہین لینے دیتے اگر اول مین عشق کا روگ چاہے تو ایسا ہی

کہ

۱۷ عقیلی در ضعفا و طبرانی در اوسط بروایت حذیفہ و اوریہ موضوع ۱۳۵

جیسا سوار دروازہ سے باہر ہو اور منظور یہ ہو کہ گھوڑا دروازے مین نہ جاوے تو ادنی اشارہ باگ کا کافی ہوتا ہی اور بعد استحکام کے علاج کرنا ایسا ہی کہ پہلے سے گھوڑے کو چھوڑ دیا جب وہ دروازہ مین گھس گیا تو اسکی دم پکڑ کر پیچھے کو گھسیٹنا چاہا تو دونوں باتون مین فرق زمین و آسمان کا ہی اسلیے احتیاط ابتدائے امر مین ضروری ہی انجام کو علاج بہت دشواری اور نہایت کوشش سے ہوتا ہی کہ نوبت جان کندنی کی پہونچتی ہی خلاصہ یہ کہ اس درجہ کی افراط شہوت مذموم اور کمی کا درجہ نامرد ہوجانے کا ہی وہ بھی مذموم اور برا ہی اور اعتدال کا درجہ جو محمود ہی وہ یہ ہی کہ شہوت مطیع عقل و شرع کی رہے اور انھین کے بموجب کام کرے اور جب اسمین زیادتی ہو تو اسکا توڑنا بھوکھ اور نکاح سے ہوتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا معشر

الشباب علیکم بالباءۃ فمن لم یستطع فعلیہ الصیام فانہ لہ وجاء

ساتوان بیان مرید کے نکاح اور ترک نکاح کے حال مین

ابتدائے امر مین مرید کو شغل نکاح مین پڑنا نہین چاہیے کہ اس سے سلوک آخرت سے باز رہیگا اور بیوی کی محبت مین پھنس جاویگا اور جو غیر اللہ کے ساتھ انس اختیار کرتا ہی وہ اللہ سے مانوس نہین ہوتا اور اس بات سے دھوکا نہ پکڑے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سے نکاح کیے تھے اسلیے کہ قلب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی چیزین اللہ تعالی کی طرف سے پھیر نہین سکتی تھین تو اپر قیاس کرنا بیجا ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک آپ کا استغراق محبت الٰہی مین اس درجہ پر تھا کہ بعض مرتبہ گرمی محبت کا دل مین یہ جوش پاتے کہ یون خوف ہوتا کہ دل پھٹ جائیگا اور اسی جوش و خروش مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے اور فرماتے کہ کچھ باتین کرو تاکہ ان کی باتون کے باعث قلب مین جو زیادتی حرارت ہی اسکا اثر کم ہو جاوے کہ بدن مبارک کو طاقت اسکے تحمل کی نہ تھی واقع مین یہ بوجھ ایسا ہی ہی ع آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعۂ فال بنام من بیچارہ زدند + غرضکہ حضرت کی طبیعت دل کو اللہ تعالے کے ساتھ انس طبعی تھا اور خلقت کے ساتھ عارضی تاکہ بدن کو کچھ راحت ملجاوے پھر جب لوگون مین بیٹھتے تو صبر نہ آتا اور تنگ ہو کر فرماتے ارحنا یا بلال تاکہ جس چیز مین آپ کی آنکھ کو ٹھنڈک ملتی تھی اسمین مصروف ہو جاوین پس دوسرا شخص اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قیاس نہین کر سکتا اور اگر کریگا تو دھوکا کھاویگا اسلیے کہ آپ کے افعال کے اسرار کوئی نہین سمجھ سکتا غرضکہ ابتدا مین مرید کو تجرد ہی شایان ہی ابو سلیمان دارانی فرماتے ہین کہ جو شخص نکاح کرتا ہی وہ دنیا کی طرف مائل ہوتا ہی مین نے کسی مرید کو نہین دیکھا کہ بعد نکاح کے پہلا سا حال رہا ہو اور وہی فرماتے ہین کہ جو چیز اللہ تعالے سے باز رکھے خواہ بیوی ہو یا مال یا اولاد اسکو نحوس جاننا چاہیے اور ایکبار انسے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کیا حاجت ہوئی کہ ایک عورت سے مانوس ہوے فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ مین اس سے انس کردن یعنے اس سے انس کرنا اللہ کے ساتھ انس کرنے سے روکتا ہی بہرحال مرید کو تجرد جبھی تک زیبا ہی جب تک شہوت کا زور نہو اور اگر اسکا غلبہ دیکھے تو اول بھوکھ اور ہمیشہ کے روزہ سے اسکو توڑے اگر اس سے بھی دفع نہو باین طور کہ گو اپنی شرمگاہ کو روک سکتا ہی مگر آنکھ کے روکنے پر قادر نہین تو ایسی صورت مین تسکین شہوت کے لیے نکاح کرنا مناسب ہی ورنہ اگر آنکھ کو روک نہ سکیگا تو فکر اچھی طرح نہ کر سکیگا اور مطلب مین پریشانی واقع ہوگی اور بعض اوقات ایسی مصیبت مین پڑیگا کہ طاقت سے زیادہ ہو علاوہ ازین آنکھ کا زنا صغیرہ گناہون مین بہت بڑا ہی اور اسی سے کبیرہ بھی ہوجایا کرتا ہی جو شخص اپنی آنکھ پر قادر نہین وہ اپنے دین کی بھی حفاظت نہین کر سکتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ تاکنے سے بچتے رہو کیونکہ اس سے دل مین شہوت کا بیج پڑتا ہی اور اسی قدر فتنہ کافی ہی حضرت سعید رضہ بن جبیر فرماتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام جو فتنہ مین مبتلا ہوے صرف نظر کے باعث سے ہوے اور اسی جہت سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ شیر اور سانپ کے پیچھے جائیو مگر عورت کے پیچھے نہ جائیو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ زنا کی ابتدا کہان ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ دیکھنا اور للچانا اور حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ ابلیس کہتا ہی کہ نظر میری قدیم کی تیر و کمان ہی کہ کبھی خطا نہین کرتی اور حدیث شریف مین ہی النظرۃ سہم مسموم من سہام ابلیس فمن ترکہا خوفا من اللہ تعالے اعطاہ

اللہ تعالی ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ اور فرمایا ماترکت بعدی فتنہ اضر علی الرجال من النسا اور فرمایا اتقوا فتنہ الدنیا وفتنہ النسا فان اول فتنہ بنی اسرائیل کان من قبل النسا اور اللہ تعالی فرماتا ہی قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الایہ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو لکل بن آدم حظ من الزنا فالعینان تزنیان وزناہما النظر والیدان تزنیان وزناہما البطش والرجلان تزنیان وزناہما المشی والفم یزنی وزناہ القبلۃ والقلب یہم او یتمنی ویصدق ذلک الفرج او یکذبہ اور حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ ایکبار ابن مکتوم اندھے رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا چاہا اُسوقت مین اور میمونہ بیٹھی ہوئی تھین آپ نے فرمایا کہ پردہ کرلو ہمنے عرض کیا کہ وہ تو اندھا ہی آپ نے فرمایا کہ تم اُسکو دیکھتی ہو اس سے معلوم ہوا کہ عورتون کو اندھون کے پاس بیٹھنا اور بے ضرورت اُنکو دیکھنا جائز نہین جیسا آجکل مروج ہو رہا ہی ہان حاجت کے وقت عورت کو مرد سے بات کرنی خواہ دیکھنا جائز ہی اور اگر مرید کا یہ حال ہو کہ عورتون سے تو آنکھ بچا سکتا ہی مگر لڑکون کو دیکھنے سے نہین رہ سکتا تب بھی نکاح اولی ہی اسلیے کہ لڑکون کی حُسن پرستی مین زیادہ خرابی ہی کیونکہ اگر مثلاً کسی عورت کی طرف دل راغب ہوگا تو اُس سے نکاح کرکے تمنا کو پہونچنا ممکن ہی اور لڑکے مین یہ بات مفقود ہی اسی لیے لڑکے کو نگاہ بد سے دیکھنا حرام ہو بلکہ مرد کی صورت بھی اگر اچھی ہو اور داڑھی والے کی نسبت دل مین زیادہ کھبتی ہو تو اُسکی طرف بھی دیکھنا ناجائز لیکن اگر یون کہو کہ خوبصورت اور بدصورت مین تو ہر کوئی فرق کیا ہی کرتا ہی اور لڑکون کے چہرے ہمیشہ کھلے رہتے ہین تو اُنسے بچاؤ کسطرح ہوسکتا ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ہماری غرض صرف تمیز ہی سے نہین تمیز اچھے اور بُرے کی سب اشیار مین ہوتی ہو مثلاً ایک درخت ہرا ہوا اور دوسرا سوکھا یا ایک پانی صاف ہو اور دوسرا میلا یا ایک درخت مین پھول اور کلیان ہون اور دوسرے مین پتے بھی نہون تو بالضرور اُن مین سے ایک کی طرف طبیعت کو میل ہوگا مگر اس رغبت مین شہوت نہوگی کہ اُس سے بوس و کنار کیجیے پس اگر اسی طرح کا حال خوبصورت شکل کا ہی کہ جیسے اور چیزین خوبصورت اچھی معلوم ہوتی ہین اور اُن مین لگاو شہوت کا نہین ہوتا تو دیکھنے مین کچھ مضائقہ نہین اور اگر نفس مین یہ بات بھی ہو کہ کسی طرح سے اُسکا قرب اور چھیڑ چھاڑ میسر ہو تو ایسی نظر نظر بد کہلاتی ہی اور حرام ہی اور اس باب مین آدمی بہت سستی برتتے ہین اور آیندہ کو ہلاکیون مین پڑتے ہین بعض تابعین کا قول ہی کہ مجکو جوان سالک پر امرد کی ہمنشینی کا اتنا خوف ہی کہ اتنا درندہ کا خوف نہین اور حضرت سفیان ثوری فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص براہ شہوت کسی لڑکے کے پانؤن کی انگلیون مین بھی گدگدی کریگا تو لوطی ہوگا اور بعضے اکابر سلف کا قول ہی کہ اس امت مین تین طرح کے لوطی ہونگے بعضے تو صرف دیکھینگے اور بعضے مصافحہ کرینگے اور بعضے فعل شنیع کے مرتکب ہونگے اس سے معلوم ہوا کہ نظر کے باعث بڑی بڑی آفتین پیدا ہوتی ہین تو جب مُرید اپنی نظر کے روکنے اور فکر کے ضبط کرنے پر قادر نہو تو اُسکے حق مین بہتر یہی ہی کہ نکاح کرلے اسلیے کہ اکثر آدمی ایسے ہوتے ہین جنکا جوش شہوت بھوکھ سے کم نہین ہوتا چنانچہ ایک بزرگ روایت کرتے ہین کہ ابتدار سلوک مین مجھپر شہوت غالب ہوئی تو مین خدا کی درگاہ مین خوب رویا خواب مین ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پوچھتے ہین کہ تیرا کیا حال ہی مین نے ماجرا بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ آگے آؤ مین بڑھ گیا اُنھون نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اُسکی ٹھنڈک مین نے اپنے دل اور بدن مین پائی صبح کو جو جاگا تو وہ جوش اپنے آپ مین نہ پایا برس روز تک ویسا ہی رہا پھر غلبہ ہوا پھر مین نے فریاد مچائی ایک شخص خواب مین نظر آیا اُسنے کہا کہ اگر تجھے اپنی گردن کٹوانی منظور ہو تو تیرا علاج کردون مین نے کہا کہ بہتر اُسنے کہا تو گردن جھکا مین نے گردن جھکا دی اُسنے ایک نور کی تلوار میری گردن پر ماری مین جاگ پڑا اور برس روز تک پھر اچھا رہا بعدہٗ پھر وہی نزدہ ہوا بلکہ اُس سے بھی سخت تو اُس حال مین مین نے ایک شخص کو خواب مین دیکھا کہ میرے سینہ اور پہلو کے درمیان ہی اور مجھسے کہتا ہی کہ جس چیز کا خدا کو دور کرنا منظور نہین اُسکے دفع ہونے کے واسطے کب تک التجا کیا کریگا پھر مین نے جاگ کر نکاح کرلیا اور اولاد ہوئی اور نزدہ جاتا رہا پس اگر مُرید کو حاجت نکاح ہو تو شرط ارادت کسی حال مین نہ چھوڑے یعنے ابتدا مین تو نیت اچھی ہو اور انجام مین حسن خلق و سیرت سے پیش آوے اور حقوق واجبہ کو ادا کرے جیسا کہ احکام نکاح مین ہم بیان کرچکے ہین دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین اور صدق نیت کی علامت یہ ہی کہ کسی مفلس

١٧ مین نے اپنے بعد عورتون سے بڑھکر کوئی فتنہ جو مردون کو زیادہ مضر ہو نہین چھوڑا ١٢ بخاری و مسلم بروایت اسامہ بن زید ١٢ ٢٧ بچو تم دنیا کے فتنہ اور عورتون کے فتنہ سے کہ اول فتنہ بنی اسرائیل کا عورتون ہی کی طرف سے تھا ١٢ مسلم بروایت ابو سعید خدری ٣ کہدے ایمان والون کو نیچی رکھین تک اپنی آنکھین اور حفاظت کرین اپنی شرمگاہون کی یہ بہتر ہی اُنکے لیے ١٢ ٤ مسلم وبیہقی بروایت ابو ہریرہ وبخاری و مسلم بروایت ابن عباس ١٢ ترجمہ ہر آدمی کے لیے زنا سے کچھ بہرہ ہی اسلیے کہ آنکھین زنا کرتی ہین اور اُنکا زنا دیکھنا ہی اور ہاتھ زنا کرتے ہین جن کا زنا پکڑنا ہی اور پانؤن زنا کرتے ہین اور اُنکا زنا چلنا اور منہ زنا کرتا ہی اور اُسکا زنا بوسہ لینا ہی اور دل قصد اور تمنا کرتا ہی اور شرمگاہ یا

اُسکو سچا کرتی ہی یا جھٹلاتی ہی ١٢ ٦٧ ابوداؤد و ترمذی و نسائی ١٢

دیندار عورت سے نکاح کرے مالدار کی تلاش نہ کرے بعض اکابر کا قول ہو کہ مالدار عورت سے نکاح کرنے مین پانچ خرابیان ہین اول مہر کا زیادہ ہونا دوم رخصت مین لیت ولعل ہونا سوم خدمت کا نہ کرنا چہارم زیادہ خرچ کا تحمل پنجم اگر دل چھوڑنے کو ہو تو مال کی حرص سے چھوڑا نہ جانا اور مفلس مین اُن مین سے کوئی سی بات نہین اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ عورت چار چیزون مین مرد سے کم ہونی چاہیے ورنہ وہ مرد کو حقیر سمجھیگی عمر مین قد مین مال مین اور حسب مین اور چار چیزون مین بڑھکر ہونی چاہیے خوبصورتی مین ادب مین پرہیز مین اور خلق مین اور علامت صدق ارادت کی دوام نکاح مین خلق ہی ہو بعض مُریدین نے نکاح کیا اور ہمیشہ اُسکی خدمت کرتے رہے یہانتک کہ وہ شرمائے اور اپنے باپ سے کہنے لگے کہ مین اُس شخص کے حال مین حیران ہون اتنے برس سے اُسکے گھر مین جب پاخانہ کو جاتی ہون لوٹا مجھسے پہلے وہان رکھ دیتا ہو اور ایک بزرگ نے ایک خوبصورت عورت سے نکاح کیا جب رخصت کے دن قریب آئے اُسکے چیچک نکل آئی اُسکے گھر والون کو نہایت رنج ہوا کہ اَب شوہر اُسکو پسند نہ کریگا اس مرد بزرگ نے خبر پاکر بہانہ کیا کہ میری آنکھین دُکھتی ہین اور بعد اُسکے اندھا بن گیا جب وہ عورت گھر مین آئی بیس برس تک رہکر مرگئی پھر آپ نے آنکھین کھولدین لوگون نے سبب پوچھا کہا کہ مین جان بوجھکے اندھا ہوا تھا تاکہ سُسرال والے رنج نہ کرین لوگون کو کمال حیرت ہوئی اور کہا کہ ایسے لوگ چل بسے اَب دنیا مین نہین اور ایک صوفی نے ایک بدخلق عورت سے نکاح کیا ہمیشہ اُسکی باتین سہتے لوگون نے کہا کہ آپ طلاق کیون نہین دیدیتے آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہو کہ شاید کوئی اور شخص اُسکے باعث ایذا نہ پاوے پس اگر مُرید نکاح کرے تو ایسا ہی ہونا چاہیے اور اگر بے نکاح رہ سکے اور جانے کہ نکاح کرنے سے سلوک آخرت مین خلل واقع ہوگا تو نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہو محمد بن سلیمان ہاشمی کا ذکر ہو کہ اُنکے یہان اسّی ہزار درم کا اناج ہر روز آتا تھا بصرہ کے لوگون اور علما کو لکھا کہ مین کسی عورت سے نکاح کیا چاہتا ہون سبنے باتفاق لکھا کہ بی بی رابعہ عدویہ سے آپ نکاح کرین تو مناسب ہو کہ آپ نے اُنکو اِسطرح خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم کرو کہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو آج اتنا غلہ دیا ہو کہ اسّی ہزار درم کا ہر روز آتا ہو اور کچھ دن ہی جاتے ہین کہ پورے لاکھ کا ہر روز عنایت فرماویگا اگر تم مجھکو منظور کرو تو یہ سب تمھارا ہی ہو فقط اُنھون نے جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد ونعت کے واضح ہو کہ دنیا مین زہد کرنے سے دل کو چین اور بدن کو راحت ہو اور اُسکی طرف رغبت کرنا موجب رنج واندوہ آپ کو چاہیے کہ بفور پہونچنے اِس رقعہ کے اپنی زاد آخرت کی تیاری کرین اور معاد کی فکر مین لگین اور خود اپنے نفس کے وصی ہون تاکہ اور لوگون کو میراث بانٹنے مین وصی کرنے کی حاجت نہ رہے تمام عمر روزہ رکھو اور موت کے وقت افطار کرو اور میرا حال یہ ہو کہ اگر خداوند کریم مجھکو اتنا عنایت کرے جتنا تمکو دیا ہو یا اُس سے بھی دوچند سہ چند ہو تب بھی ایک لحہ بے یاد آلہی مجھے اچھا نہ معلوم ہوگا فقط اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو چیز مانع شغل آلہی سے ہو اُسمین نقصان ہو تو مرید بھی اپنے حال اور قلب پر غور کرے اگر مجرد رہنا اچھا معلوم ہو تو فبہا اور اگر نہ رہ سکے تو نکاح بہتر ہو اور اِس مرض کی تین دوا ہین اوّل بھوک دوم نظر کا بند رکھنا سوم دل کو ایسے شغل مین مصروف کردینا جو اُسپر حاوی ہوجاوے اگر اِن تینون تدبیرون سے کچھ فائدہ نہو تو آخر کو نکاح ہو اِس سے اُس بیماری کی جڑ جاتی رہتی ہو اور اِسی جہت سے سلف کے لوگ نکاح کی طرف سبقت کرتے تھے اور اپنی لڑکیون کا نکاح کردیتے تھے سعید بن المسیب فرماتے ہین کہ شیطان کسی سے بے توقع نہین ہوا عورتون کے سبب ضرور ہی جال مارتا ہو اور جب اُنکی عمر چوراسی برس کی ہوئی اور ایک آنکھ بھی جاتی رہی اور دوسری سے بھی رتوندا آتا تھا اُسوقت فرماتے تھے کہ مجھے عورتون سے زیادہ کسی چیز کا خوف نہین اور عبداللہ بن ابی وداعہ رض کہتے ہین کہ مین اُنکے پاس جاکر بیٹھا کرتا تھا چند روز نہ گیا پھر ایک روز جب گیا تو پوچھا کہ کہان تھے مین نے کہا کہ میری بیوی مرگئی تھی اِس لیے حاضری سے مقصر رہا آپ نے فرمایا کہ تمنے ہمکو اطلاع نہ کی ہم بھی آتے بعد اُسکے مین نے اُٹھنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اَب کوئی اور بیوی ہو کہ تم اُٹھے جاتے ہو مین نے عرض کیا کہ حضرت میری دوچار پیسہ کی اوقات ہو مجھے کون بیٹی دیتا ہو آپ نے فرمایا کہ مین دیتا ہون مین نے عرض کیا کہ آپ دینگے

فرمایا کہ ہان اور خطبہ پڑھکر تھوڑے سے مہر پر اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا مین وہان سے اُٹھا اور خوشی کے مارے پھول رہا تھا اور یہ سوچتا تھا کہ کس سے اُدھار یون کیا کرون اُسمین مغرب کا وقت ہوا مین نماز پڑھکر گھر آیا اور چراغ جلایا روزہ افطار کرکے روٹی اور تیل کھانے بیٹھا اتنے مین دروازہ سے دستک کی آواز آئی مین نے پوچھا کون ہی کہا سعید مین نے بہت فکر کیا کہ کون سے سعید ہین خیال مین نہ آیا اور سعید بن المسیب کا دھیان بھی نہ تھا کیونکہ اُنھون نے چالیس برس سے مسجد کے سوا جانا بالکل ترک کر دیا تھا جب مین دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ سعید بن المسیب ہین مجکو خیال ہوا کہ شاید کوئی ضرورت آپ کو ہوئی ہوگی مین نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے کیون نہ بلوا لیا فرمایا کہ تمھارے پاس آنا ہی مناسب تھا مین نے پوچھا کہ کیا حکم ہی فرمایا کہ تمنے نکاح کیا تھا مجھے تمھارا اکیلا سونا بُرا معلوم ہوا اسلیے تمھاری بیوی کو پہونچانے آیا ہون مین نے جو دیکھا تو واقع مین وہ نیکبخت اُنکے پیچھے کھڑی ہوئی ہی اُنھون نے اُسکا ہاتھ پکڑکے دروازہ مین کر دیا اور دروازہ کو بند کر دیا وہ عورت مارے شرم کے گر پڑی مین نے دروازہ کو خوب بند کر دیا پھر جس پیالے مین روٹی اور تیل رکھا تھا اُسکو چراغ کے سامنے سے ہٹایا کہ عورت کی نظر اُسپر نہ پڑے پھر چھت پر چڑھ کر اپنے ہمسایون کو پکارا سب جمع ہو گئے پوچھا کہ کیا حال ہی مین نے کہا کہ سعید بن المسیب نے آج دن کو اپنی بیٹی مجھے بیاہی تھی اب رات کو مجھے خبر بھی نہ تھی وہ اُسے یہان پہونچا گئے لوگون نے تعجب سے پوچھا کہ کیا سعید نے تمھارا نکاح کیا ہی مین نے کہا ہان اُنھون نے پوچھا کہ لڑکی گھر مین ہی مین نے کہا ہان تو سب لوگ اُسکے پاس گئے اور میری والدہ کو جو خبر پہونچی اُنھون نے آکر کہا کہ اگر تین دن تک تو نے اُسکو چھیڑا تو کبھی منھ نہ دیکھونگی تین دن مین ہم اُسکو ٹھیک کر لینگے تب مضائقہ نہین تین دن مین علٰحدہ رہا پھر جو مین نے اُسکو دیکھا تو نہایت خوبصورت کلام اللہ کی حافظ اور طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عالم اور حقوق شوہر سے واقف پایا ایک مہینے تک نہ سعید بن المسیب میرے پاس آئے اور نہ مین اُنکے پاس گیا بعد مہینے کے مین گیا تو آپ حلقہ مین تھے مین نے سلام کیا آپ نے جواب سلام دیکر کچھ نہ کہا جب لوگ اُٹھ گئے اُسوقت پوچھا کہ اُس آدمی کا کیا حال ہی مین نے کہا کہ بہت اچھا حال ہی دوست خوش ہون اور دشمن جلین کہا کہ اگر کوئی بات خلاف مرضی پاؤ تو لاٹھی سے خبر لینا مین گھر کو چلا آیا اُنھون نے بیس ہزار درم میرے پاس بھیجدیے اور یہ لڑکی وہی تھی جسکو عبد الملک بن مروان اپنے بیٹے ولید کے ساتھ اپنے عہد خلافت مین نسبت چاہتے تھے مگر سعید بن المسیب نے انکار کر دیا تھا اور عبد الملک نے ایک حیلہ قائم کرکے اُنکے سو کوڑے مارے تھے اور جاڑے کے موسم مین ایک گھڑا ٹھنڈا اُنپر ڈالا تھا اور کمل کا کرتہ پہنایا تھا پس اُنکا اُسی رات رخصت کر دینا کمال دینداری اور احتیاط کی دلیل ہی جزاہ اللہ خیر الجزاء

آٹھوان بیان فضیلت اُس شخص کا جو زنا اور نظر سے بچے

جاننا چاہیے کہ شہوت شرمگاہ سب شہوات انسانی سے غالب ہی اور ہیجان کے وقت سب سے زیادہ عقل کی نافرمان علاوہ اسکے اُسکا نتیجہ ایسا بُرا ہی کہ جس سے شرم آتی ہی اور اُسکی مبادرت سے خوف معلوم ہوتا ہی اور لوگ جو اُسکی مبادرت نہین کرتے تو یا عاجزی کے سبب یا لوگون کے خوف کے باعث یا حیا کے مارے یا حشمت بچانے کی جہت سے نہین کرتے اور اُن مین سے کسی مین ثواب نہین ہاں اسلیے کہ اسمین ایک حظ نفس کو دوسرے پر ترجیح دینی ہی ہان ان موانع مین بھی ایک فائدہ ہی کہ آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہی کسی سبب سے بچے مگر درجہ اور ثواب اسمین ہی کہ باوجود قدرت اور عدم موانع کے صرف خدا کے خوف سے زنا نہ کرے خاصکر جب کہ شہوت صادق موجود ہو اور یہ درجہ صدیقین کا ہی اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من عشق فعف فکتم فمات فهو شهید[1] اور فرمایا کہ سات آدمیون کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ مین جگہ دیگا اور اُس دن سوا اُسکے کہین سایہ نہو گا اُن مین سے ایک وہ شخص بھی ہوگا[2] جسکو کوئی عورت خوبصورت حسب و نسب والی اپنی طرف بلاوے اور وہ جواب مین کہے کہ انی اخاف اللہ رب العالمین[3] اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ زلیخا کے ساتھ باوجود قدرت اور اُسکی رغبت کے مشہور و معروف ہی جسپر خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید مین اُنکی ثنا کی ہی اور آپ امام ہین بدین

[1] ۱۲ جو شخص عاشق ہوا اور پارسا رہا اور عشق کو چھپایا پھر مر گیا تو وہ شہید ہی ۱۲ حاکم در تاریخ بروایت ابن عباس اور اسکی سند مین سوید بن سعید متکلم ہی ۱۲ م
[2] بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ
[3] ۱۲ مین ڈرتا ہون اللہ سے جو رب ہی سارے جہان کا ۱۲

سب کے امام ہین حضرت سلیمان بن یسار جو بہت خوبصورت جوان تھے اُنکا ذکر ہی کہ ایک عورت اُنکے گھر آئی اور اُنسے مباشرت کی طالب ہوئی اُنھون نے انکار کیا اور اُسکو گھر مین چھوڑ بھاگ گئے رات کو خواب مین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور اُنکی خدمت مین عرض کیا کہ تم یوسف ہو اُنھون نے فرمایا کہ ہان مین وہ یوسف ہون کہ ارادہ کیا تھا اور تو وہ سلیمان ہی کہ ارادہ بھی نہ کیا یعنے آپ نے ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان رای برہان ربہ کی طرف اشارہ فرما کے اُنکی مدح کی اور ایک اور عجیب قصہ انھین کا مذکور ہی کہ ایک رفیق کے ساتھ ایک بار مدینہ منورہ سے حج کے لیے نکلے جب ابوا مین پہونچے تو اُنکا رفیق دسترخوان لیکر کچھ خریدنے کو بازار چلا گیا اور خیمہ مین بیٹھے رہے ایک بدوی عورت کی نگاہ جو اُنکے حسن وجمال پر پڑی ہزار جان عاشق ہو گئی اور پہاڑ سے اُتر کر سامنے آکر کھڑی ہوئی اور چونکہ خود بھی مہپارہ تھی برقع اُٹھا کر چاند سورج کی جوت ملائی اور اُنسے کہا کہ مجھے کچھ دیجیے اُنھون نے جانا کہ کھانا مانگتی ہی یہ روٹی لیکر دینے لگے اُسنے کہا کہ مین یہ نہین مانگتی میری تمنا وہ امر ہی جو میان بیوی مین ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ تجھکو شیطان میرے پاس لایا ہی پھر اپنا سر گھٹنون کے اندر کر کے خوب زور سے رونے لگے جب اُسنے یہ حال دیکھا تو اپنا سا مُنھ لیکر اپنے گھر چلی گئی جب اُنکا رفیق آیا تو دیکھا کہ روتے روتے آنکھین سوج گئی ہین اور گلا پڑ گیا ہی پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین آپنے فرمایا کہ کچھ نہین مجھے لڑکی یاد آگئی تھی اُسنے کہا کہ کوئی اور بات ہی تین منزل مین آپ کو لڑکی کبھی یاد نہ آئی آج کیا تھا غرض بہت اِصرار سے جو پوچھا تو آپ نے بدوی عورت کا قصہ کہ دیا وہ شخص دسترخوان رکھ کر پھوٹ پھوٹ رونے لگا اُنھون نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین اس لیے روتا ہون کہ اگر آپ کی جگہ مین ہوتا تو مجھ سے نہ رہا جاتا معصیت مین مبتلا ہو جاتا تھوڑی دیر تک دونون روتے رہے جب مکہ مین پہونچے اور طواف اور سعی کے بعد حجر اسود کے پاس آئے تو سلیمان بن یسار رح گوٹ مار کر بیٹھ رہے اور اُنکو نیند آگئی تو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص دراز قد خوبصورت لباس فاخرہ پہنے اور عمدہ خوشبو لگائے ہوئے ہی اُنھون نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین یوسف ہون پوچھا کہ یوسف صدیق فرمایا کہ ہان عرض کیا کہ آپ کا حال زلیخا کے ساتھ بڑا عجیب ہی آپ نے فرمایا کہ تمھارا حال ابوا والی عورت کے ساتھ اُس سے بھی زیادہ عجیب ہی اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یون سُنا ہی کہ زمانہ گذشتہ مین تین آدمی چلے جاتے تھے رات کو ایک غار مین رہے ایک پتھر اتفاقاً پہاڑ سے ایسا گرا کہ اُس غار کا مُنھ بند ہو گیا آپس مین کہنے لگے اپنے اپنے عمل صالح یاد کر کے خدا سے دُعا مانگو شاید اُنکی برکت سے یہ پتھر سرک جاوے ایک نے اُن مین سے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہی کہ میرے ماباپ بوڑھے تھے اور مین شام کا کھانا پہلے اُنکو کھلا دیتا تھا جب اپنے گھر والون اور جانورون کو دیتا تھا ایک روز مجھکو چارہ لانے مین دیر ہو گئی تو وہ سو گئے اور مین اُنکے لیے دودھ دوہ کر اُنکے پاس لے گیا تو سوتا پایا مجھکو جگانا اچھا نہ معلوم ہوا پیالہ ہاتھ مین لیے اُنکے پاس صبح تک کھڑا رہا میرے بچے میرے پاؤن پر لوٹا کیے مگر مین نے ماباپ سے پہلے اُنکو دینا اچھا نہ جانا جب صبح کو دے پی چکے تب اورون کو دیا الٰہی اگر تو یہ جانتا ہی کہ یہ کام مین نے صرف تیری رضامندی کے لیے کیا ہی تو اس بلا سے نجات فرما اُسکی دعا سے وہ پتھر اِتنا سرکا کہ آسمان سوجھنے لگا دوسرے نے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہی کہ مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اور اُس سے وصال کی استدعا کی مگر اُسنے انکار کیا جب اُسکو قحط سالی مین تکلیف ہوئی تو میرے پاس آئی مین نے ایک سو بیس اشرفیان دین بشرطیکہ مجھ سے انکار نہ کرے اُسنے میرا کہنا مان لیا لیکن جب مین نے اُس سے صحبت کرنا چاہا تو اُسنے کہا کہ خدا کا خوف کر ناحق میری ہتک مت کر مین ڈر گیا اور اُسکو چھوڑ دیا اور جو کچھ دے چکا تھا وہ بھی نہ لیا اور محبت بھی بدستور رکھی الٰہی اگر یہ امر مین نے تیرے خوف سے چھوڑا تھا تو ہماری مصیبت کو ٹال دے اسکی دعا سے وہ پتھر تھوڑا اور سرک گیا مگر ایسا راستہ نہوا کہ اُسمین سے نکل سکین تیسرے نے کہا کہ الٰہی مین نے ایک بار چند مزدورون کو کام پر لگایا تھا اور سب کی مزدوری چکا دی تھی مگر ایک مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا مین نے اُسکو اُسکے پیچھے بڑھایا یہانتک کہ بہت سا مال ہو گیا جب وہ مدت کے بعد مجھ سے مزدوری مانگنے آیا تو مین نے جسقدر اُسکا مال تھا اونٹ اور گاے اور بکری سب دکھا دیا اور کہا کہ یہ سب تیرا ہی اُسنے کہا کہ بندۂ خدا کیا ہنسی کرتے ہو مین نے کہا کہ ہنسی نہین ہی

حدیث بخاری نے روایت کی ہے ۱۲

یہ تیری ہی مزدوری کی تجارت سے ہوے ہین اُنکو لیجاوہ اُن سب کو ہانک لے گیا اور کچھ نہ چھوڑا آلہی اگر یہ امر مین نے تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمکو بلا سے نجات عنایت فرما پس اُسکی دعا کے بعد وہ پتھر بالکل علیحدہ ہوگیا اور سبھون نے اپنی اپنی راہ لی یہ حال و فضیلت تو اُسکی ہی جس نے کہ اپنے آپ کو شہوت رانی سے بچایا اور پارسا رہا اسی کے قریب وہ شخص بھی ہی جو آنکھ کی شہوت رانی سے محفوظ رہے کیونکہ زنا کی ابتدا نظر ہی سے ہوتی ہی اسلیے کہ نظر کا روکنا بھی امر مہم اور مشکل ہی اسلیے کہ اُسکو سہل تصور کر لیا ہی اور اُسکا خوف بہت نہین ہی حالانکہ جتنی آفتین ہین سب کا منشا نظر ہی ایکبار دیکھنے سے تو مواخذہ نہین ہوتا مگر دوبارہ تاکنے پر مواخذہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لک الاولی وعلیک الثانیۃ مراد اس سے نظر ہی ہی اور علار بن زیاد فرماتے ہین کہ اپنی نگاہ تو عورت کی چادر پر مت ڈال اسلیے کہ نظر تخم شہوت دل مین بوتی ہی اور انسان جب کبھی عورت یا لڑکے پر نظر ڈالتا ہی تو کم ایسا ہوتا ہی کہ دوبارہ نہ تکے پس جمال کا خیال مدنظر ہوگا تو دوبارہ دیکھنے پر طبیعت راغب ہوگی اُسوقت اپنے نفس مین یہ ٹھہرالے کہ دوبارہ دیکھنا عین حماقت ہی کیونکہ دو حال سے خالی نہین اگر دوسری دفعہ مین صورت اچھی معلوم ہوئی تو نفس مقتضی شہوت کا ہوگا اور اُسکو ملنے کی نہین تو بجز داماں حسرت اور کیا ہاتھ آویگا اور اگر بُری معلوم ہوئی تو جس واسطے دیکھتا تھا یعنے حصول لذت کے لیے وہ حاصل نہو گی تو گناہ بے لذت مین مبتلا ہوگا بہرصورت یا حسرت سے ہم آغوش ہوگا یا لذت کے نہ حاصل ہونے سے ہمکنار اور دونون امر محض بیکار ہین اور اگر آنکھین بند کر لیجاوین تو بہت سی آفتین دل پر سے جاتی رہتی ہین اور اگر آنکھ سے خطا بھی ہووے اور باوجود قدرت اپنے آپ کو زنا سے بچایا تو یہ بڑے زور اور نہایت توفیق کا کام ہی ابو بکر بن عبد اللہ مزنی روایت کرتے ہین کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ کی لونڈی پر عاشق ہوا جب اُسکے مالک نے اُسکو کسی کام کے لیے دوسرے گانون بھیجا تو قصاب اُسکے پیچھے ہوا اور مطلب کا خواہان اُس لونڈی نے کہا کہ جتنا تم مجھے چاہتے ہو اُس سے زیادہ مین تمھین چاہتی ہون مگر اس بات سے درگذرو کہ مجھکو خدا کا خوف معلوم ہوتا ہی اُسنے کہا کہ جب تجھے خوف ہی تو مجھے نہو گا غرضکہ تائب ہوکر پھرا بعد اُسکے اُسکو اس شدت کی پیاس لگی کہ قریب مرنے کے ہوگیا اتنے مین انبیار بنی اسرائیل مین سے کسی کا قاصد ملا اُسنے اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین پیاسا ہون نبی کے قاصد نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دعا کرین کہ خدا تعالے اس گانون مین جانے تک ابر کا سایہ ہمپر کردے اُسنے کہا کہ مین نے کوئی کام نیک نہین کیا کہ دعا مانگون تم دعا مانگو قاصد نے کہا کہ اچھا مین دعا مانگتا ہون تم آمین کہنا پھر قاصد نے دعا شروع کی اور قصاب آمین کہتا گیا یہانتک کہ ایک بادل کا ٹکڑا اُن دونون کے سر پر ہوگیا اور گانون مین پہونچ گئے جب قصائی اپنے مکان کی طرف کو جدا ہوا تو ابر بھی اُسکے ساتھ ہی ہولیا قاصد نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ میرے پاس کوئی عمل نیک نہین دعا مین نے مانگی تھی اور آمین تمنے کی تھی اور بادل دونون پر آیا تھا اب کسطرح تمھارے ساتھ ہولیا اپنا حال مجھسے کہو اُسنے قصہ توبہ کا بیان کیا قاصد نے کہا کہ خدا کے نزدیک تائب کا وہ درجہ ہی کہ کسی کا نہین اور احمد بن سعید اپنے باپ سے ناقل ہین کہ کوفہ مین ہمارے پاس ایک جوان نہایت شکیل وخوبصورت وخوش سیرت عابد رہتا تھا کبھی مسجد جامع سے گویا جدا نہوتا ایک عورت جمیلہ عقیلہ اُسکو دیکھکر فریفتہ ہوئی اور مدت تک ویسی ہی رہی ایک روز وہ شخص مسجد کو جاتا تھا اُسکی راہ مین کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ میان صاحب جو کچھ مین کہون اُسکو سُن لیجیے پھر جو دل مین آوے سو کیجیے مگر شخص مذکور نے کچھ نہ کہا اور چلا گیا پھر جب وہ گھر کو جانے لگا پھر راستہ روک کر کہا کہ میری بات سنتے جاؤ اُنھون نے گردن جھکالی اور بڑی دیر کے بعد فرمایا کہ یہ تہمت کی جگہ ہی مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ کوئی مجھپر تہمت کرے اُسنے کہا کہ مین جو یہان آکر کھڑی ہون تو یہ بات نہین ہی کہ تمھارا حال نہین جانتی بلکہ خدا نہ کرے کہ لوگون کو میری طرف سے ایسا ویسا حال معلوم ہو مگر مجھکو خود اس جیسے کام مین تمھارے پاس آنا پڑا تجھے خود معلوم ہی کہ لوگ تھوڑی سی بات کو زیادہ جانا کرتے ہین اور تم لوگ عابد مثل آئینہ کے ذرا سی بات سے تمکو عیب لگ جاتا ہی مجھے سو کی ایک بات یہ کہنی ہی کہ ؎ سمایا ہی جس دن سے نظرون مین میری + جدھر دیکھتی ہون اُدھر

تو ہی تو ہی + تو میرے اور تیرے معاملہ کو خدا ہی چکاوے راوی کہتا ہی کہ وہ جوان یہ سنکر گھر چلے گیے اور نماز پڑھنی چاہی مگر سمجھ مین نہ آیا کہ کیا پڑھتے ہین ایک پرچہ کاغذ لیکر اسپر ایک رقعہ لکھا اور گھر سے نکلے دیکھا کہ عورت راہ مین اُسی جگہ کھڑی ہوئی ہی وہ رقعہ اُسکی طرف پھینک کرا پنے گھر چلے آئے مضمون رقعہ کا یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ای عورت آگاہ ہو کہ جب بندہ نافرمانی خدا کی کرتا ہی تو وہ بُردباری فرماتا ہی اور جب دوبارہ کرتا ہی تب بھی پردہ پوشی فرماتا ہی ع گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم + اور جب گناہ کو اپنا شعار کر لیتا ہی تو پھر اسپر ایسا غضب نازل ہوتا ہی کہ نہ اُسکو زمین و آسمان سہار سکین نہ پہاڑ و اشجار نہ دد و دام ؎ بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم + بمانند کروبیان صم و بکم + پس ایسے غضب کی کسکو طاقت ہی اور جو تو نے بات کہی تھی وہ اگر باطل ہی تو یاد کر اُسدن کو کہ آسمان گلے ہوے تانبے کی شکل کا ہوگا اور پہاڑ دُھنی روئی کی طرح اور صولت جباری اور دبدبہ قہاری اس زور و شور پر ہوگا کہ تمام لوگ گھٹنے کے بل گرے ہوے ہونگے اور میرا حال یہ ہی کہ مین اپنے ہی نفس کی اصلاح نہین کر سکتا تا بدیگرے چہ رسد اور اگر تیرا مقولہ حق ہی تو ایسا طبیب بتلائے دیتا ہون کہ تمام دردون کی دوا کرے اور مہلک بیماریون کا علاج فرما دے وہ ذات پاک اللہ جلشانہ کی ہی اُسی کی طرف صدق دل سے رجوع کرنا چاہیے اور مجکو تیری طرف سے یہی آیت کافی ہی وانذرہم یوم الآزفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور اُس آیت سے کوئی مفر نہین ہی تا فقط پھر وہ عورت بعد چندے آئی اور راہ مین کھڑی ہوئی جب اُس شخص نے اُسکو دور سے دیکھا گھر کو لوٹنے کا ارادہ کیا کہ اُسکی صورت نظر نہ پڑے اُسنے کہا کہ کیون جلتے ہو آج کے سوا کبھی ملاقات نہو گی اب خدا ہی کے یہان ملینگے یہ کہکر خوب روئی اور کہا کہ مین خدا سے دعا کرتی ہون جسکے ہاتھ مین تیرا دل ہی کہ مجھپر تیری مشکل آسان کرے لیکن مجھکو کوئی نصیحت اور وصیت کر کہ اُسپر عمل کرون اُسنے کہا کہ مین بھی یہی وصیت کرتا ہون کہ اپنے آپ کو اپنے نفس سے بچائے رکھنا اور یہ آیت یاد رکھنا وہو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار اُس عورت نے گریبان مین مُنھ ڈالکر پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ رونا شروع کیا اور پھر افاقہ کے بعد اپنے گھر چلی آئی اور خدا تعالیٰ کی عبادت مین چندے مصروف رہکر اسی رنج مین مر گئی وہ جوان اُسکو یاد کر کے رویا کرتے لوگ پوچھتے کہ مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + آپ ہی نے تو اُسکو مایوس کیا تھا اب کیون روتے ہو فرمایا کہ مین نے بفحوائے گریہ کشتن روز اول اُسکی طمع کو اول ہی دفعہ ذبح کر ڈالا اور اُس سے کنارہ کشی کو خدا کے یہان اپنے لیے ذخیرہ کیا اب یہ شرم آتی ہی کہ یہ ذخیرہ کہین واپس نہو جاوے باب کسر شہوتین تمام ہوا اسکے بعد آفات زبان مذکور ہوتے ہین والحمد للہ اولاً وآخراً وصلی اللہ علی کل عبد مصطفے من اہل الارض والسماء

باب چہارم آفات زبان مین

رباعی کر احسن تقویم مین پیدا انسان
پھر اپنے نبی سے من صمت سنوایا
اسرار دلی کیے ودیعت بزبان
اللہ اللہ تیرے ہین کیا کیا احسان

جاننا چاہیے کہ زبان اگرچہ ایک مضغہ گوشت ہی مگر خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتون اور صنائع لطیفہ مین سے ہی اسکا گناہ بھی سب سے زیادہ ہی اور طاعت بھی بڑھکر کیونکہ کفر و ایمان جو پرلے درجہ کی طغیانی و طاقت کہلاتے ہین وہ زبان کی شہادت سے ظاہر ہوتے ہین پھر کوئی سی چیز معدوم ہو یا موجود خالق ہو یا مخلوق معلوم ہو یا موہوم خیالی ہو یا ظنی سب کی سب زبان پر آتی ہین اور اُنکی نفی و اثبات مین تعرض کرتی ہی مثلاً جس چیز پر علم حاوی ہوتا ہی اُسکو زبان ہی سے بیان کرتے ہین خواہ حق ہو یا باطل اور علم سے کوئی چیز باہر نہین اسلیے زبان پر سب طرح کے مذکورات آسکتے ہین اور یہ ایک ایسی خاصیت ہی کہ اور اعضا مین نہین پائی جاتی مثلاً آنکھ رنگ کی چیزون کی صورتون کے سوا اور چیز نہین دیکھ سکتی کان آواز کے سوا نہین سن سکتا ہاتھ اجسام کے سوا نہین پہونچ سکتا اسی طرح سب اعضا کو جاننا چاہیے مگر زبان کا میدان وسیع ہی اسکے لیے کچھ حد و انتہا

اور ڈراؤ انکو اس نزدیک والے دن کی جبکہ دل پہونچینگے گلون کو دبا رہے ہونگے کوئی نہین گنہگارون کا دوست اور نہ کوئی سفارشی جسکی بات مانی جاوے وہ جانتا ہی چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہی سینون مین ۱۲ ف

اور وہی ہی کہ تمکو بھر لیتا ہی رات کو اور جانتا ہی جو کما چکے ہو دن کو ۱۲

نہین جیسے خیر کے بولنے پر قادر ہی ویسے ہی شر کے بولنے پر قابو رکھتی ہی پس جو کوئی اپنی زبان کو اختیار مین نہ رکھے نہ معلوم شیطان اُس سے کیا کیا کہلائے اور کس گڈھے مین ڈھکیلے ولا یکب الناس فی النار علی مناخرہم الا حصائد السنتہم حدیث صحیح ہی ہان زبان کی شرارت سے وہی بچیگا جو اسکو لگام شرع دیے رہیگا اور مُنھ سے بات وہی نکالیگا جسمین نفع دنیا یا آخرت کا ہو اور جس بات کی ابتدا و انتہا مین کچھ شک پاویگا اسکو زبان تک نہ لاویگا اور اِس بات کا معلوم کرنا کہ کس بات کا کہنا اچھا ہی اور کسکا بُرا بہت دقیق ہی اور اُسکے اوپر عمل کرنا اور بھی زیادہ مشکل انسان کے حق مین سب اعضا سے زیادہ نافرمان زبان ہی کیونکہ اسکے ہلانے مین ذرا بھی مشقت نہین ہوتی اور از انجا کہ خلق اسکی آفات سے بچنے اور مضرات سے خوف کرنے مین سہل انکاری کرتی ہی حالانکہ یہ انسان کے بہکانے کو شیطان کے بڑے اوزارون مین سے ہی اسلیے ہم اللہ کی مدد و توفیق سے سب آفتین زبان کی ایک ایک مع تعریف اور سبب اور اُنسے احتراز کی تدبیر مفصل لکھتے ہین اور اخبار و آثار جو اُنکی مذمت مین وارد ہین وہ بھی نقل کرینگے قبل ذکر آفات کے فضائل خاموشی کے لکھتے ہین بعد اسکے بیس آفتین جو زبان سے متعلق ہین ذکر کرینگے اسطرح کہ اول جو سب سے ادنی ہوگی اسکو لکھینگے بعدہ اُس سے زیادہ پھر اُس سے زیادہ اسیطرح آخر تک مرتب لکھینگے

بیان زبان کے خطرہ کے بڑے ہونے کا اور فضیلت چپ رہنے کی

معلوم کرنا چاہیے کہ زبان کے باعث اندیشہ بہت بڑا ہی اور اُس سے بچنے کی صورت بجز سکوت کے اور کوئی نہین اسی واسطے شرع مین سکوت کی مدح و ترغیب پائی جاتی ہی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صمت نجا اور فرمایا الصمت حکم وقلیل فاعلہ یعنی خاموشی حکمت اور احتیاط کی شے ہی اور عبد اللہ بن سفیان اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ اسلام مین کوئی ایسی بات ارشاد فرما دیجیے کہ پھر آپ کے پیچھے کسی سے پوچھنے کی نوبت نہ آوے آپنے فرمایا کہ قل آمنت باللہ ثم استقم پھر اُنھون نے عرض کیا کہ مین کس چیز سے بچون آپنے اپنے دست مبارک سے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اِس سے بچو اور عقبہ بن عامر کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہی آپ نے فرمایا امسک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک اور سہیل بن سعد ساعدی فرماتے ہین کہ آپنے فرمایا من تکفل لی بما بین لحییہ ورجلیہ اتکفل لہ بالجنۃ اور فرمایا من وقی شر قبقبہ وذبذبہ ولقلقہ فقد وقی الشر کلہ یعنی جو شخص اپنے شکم اور شرمگاہ اور زبان کے شر سے بچا وہ سب شرون سے محفوظ رہا کیونکہ اکثر لوگ انھین تین شہوات سے تباہ ہوتے ہین اور اسی لیے ہمنے بھی بعد بیان شہوتین کے آفات زبان کی تشریح کو مقدم سمجھا اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی چیز ہی جسکے باعث جنت مین کثرت سے جائینگے آپنے فرمایا تقوی اللہ وحسن الخلق اور جب یہ پوچھا کہ دوزخ مین کس چیز کے سبب زیادہ جاوینگے فرمایا کہ الاجوفان الفم والفرج اِس حدیث مین فم سے مراد آفات زبان بھی ہو سکتی ہین کیونکہ مُنھ زبان کا محل ہی اور شکم بھی مراد ہو سکتا ہی کہ اُسکے بھرنے کا راستہ منھ ہی ہی اور حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ہم جو بولتے چالتے ہین اُسپر ہمسے مواخذہ ہوگا آپ نے فرمایا ثکلتک امک یا ابن جبل وہل یکب الناس فی النار علی مناخرہم الا حصائد السنتہم اور حضرت عبد اللہ ثقفی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کوئی بات قابل تمسک مجکو ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا قل ربی اللہ ثم استقم اُنھون نے عرض کیا کہ جس چیز کا آپ کو مجھپر زیادہ خوف ہو وہ کیا ہی آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ یہ ہی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کونسا ہی آپ نے اپنی زبان نکالکر اُسپر انگلی رکھی یعنی سکوت افضل اعمال ہی اور حضرت انس بن مالک سے یہ حدیث مروی ہی کہ لا یستقیم ایمان العبد حتی یستقیم

قلبہ ولا یستقیم قلبہ حتی یستقیم لسانہ ولا یدخل الجنۃ رجل لا یامن جارہ بوائقہ اور فرمایا من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت اور سعید بن جبیر رضہ روایت کرتے
ہین کہ آپ نے فرمایا جب صبح ہوتی ہی اعضا سب کے سب زبان سے کہتے ہین کہ ہمارے باب مین ذرا خدا کا خوف رکھنا اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی
رہینگے ورنہ تو ٹیڑھی ہوئی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ رہے تھے آپ نے پوچھا کہ اے نائب رسول اللہ صلعم آپ کیا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اُسنے مجھے بہت ناک چنے چبانے
ہین اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ جسم مین کوئی ایسا عضو نہین کہ زبان کی تیزی کی شکایت خدا سے نہ کرتا ہو اور حضرت ابن مسعود صفا پر چڑھے ہوے یون فرماتے تھے یا
لسان قل خیرا تغنم واسکت عن شر تسلم من قبل ان تندم لوگون نے پوچھا کہ یہ اپنی طرف سے آپ فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ مین نے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ اُنھون نے ارشاد فرمایا ہی ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث فرماتے ہین من
کف لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن ملک غضبہ وقاہ اللہ عذابہ ومن اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ اور روایت ہی کہ معاذ بن جبل رضہ نے آپ کی خدمت
مین عرض کیا کہ آپ مجکو کوئی وصیت فرمائیے آپنے فرمایا اعبد اللہ کانک تراہ وعد نفسک فی الموتی پھر فرمایا کہ اگر تو کہے ایسی بات بتادون کہ
اس سب سے زیادہ تجکو نافع ہو اور ہاتھ سے اشارہ زبان کی طرف فرمایا اور صفوان بن سلیم سے یہ حدیث شریف مروی ہی الا اخبرکم بایسر العبادۃ
واہونہا علی البدن الصمت وحسن الخلق اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیسکت اور حضرت
حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی ہی رحم اللہ عبدا تکلم فغنم او سکت فسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین لوگون نے
عرض کیا کہ کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ جس سے جنت ملے آپ نے فرمایا کہ کبھی نہ بولو تب اُنھون نے عرض کیا کہ یہ تو نہین ہوسکتا فرمایا کہ خیر کے سوا
کچھ زبان سے مت نکالو اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام فرماتے ہین کہ اگر کلام بالفرض چاندی ہو تو چپ رہنا سونا ہی اور براء بن عازب رضہ
فرماتے ہین کہ ایک اعرابی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ کوئی عمل ایسا بتلائیے جس سے مجکو جنت ملے آپ نے
فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا اور اچھی بات کا امر کر اور بُری بات سے منع کر اور اگر یہ نہو سکے تو اپنی زبان سے سوا خیر کے اور
کچھ مت بول اور ایک حدیث شریف مین فرمایا اخزن لسانک الا من خیر فانک بذلک تغلب الشیطان اور فرمایا ان اللہ عند لسان کل قائل
فلیتق علیہ امرء علی ما یقول اور فرمایا اذا رایتم المومن صموتا وقورا فادنوا منہ فانہ یلقن الحکمۃ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپنے
فرمایا آدمی تین قسم کے ہین ایک غنیمت لوٹنے والا جو اللہ کا ذکر کرتا ہی اور ایک آفتون سے محفوظ جو خاموش ہی اور ایک ہلاک ہونے والا جو باطل مین
خوض کرتا رہتا ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ مومن کی زبان دل کے پیچھے رہتی ہی جب بولنا چاہتا ہی تو اول دل مین سوچ لیتا ہی جب زبان سے
نکالتا ہی اور منافق کی زبان دل کے آگے ہوتی ہی بے سوچے سمجھے جو چاہتا ہی بک دیتا ہی اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ عبادت کے
دس حصہ ہین نو حصہ تو سکوت مین ہین اور ایک حصہ لوگون سے جدا رہنے مین اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من کثر کلامہ
کثر سقطہ ومن کثر سقطہ کثرت ذنوبہ ومن کثرت ذنوبہ کانت النار اولی بہ آثار حضرت ابو بکر صدیق منھ مین کنکر رکھتے تاکہ بولنے سے رُکے رہین اور اپنی
زبان کی طرف اشارہ کرکے فرماتے اسنے مجکو بہت سے گھاٹ اُتارا ہی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے کہ قسم ہی اُس ذات پاک کی

جسکے سوا کوئی معبود نہین زبان سے زیادہ کوئی چیز زیادہ قید رکھنے کی محتاج نہین اور حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ میری زبان درندہ ہی اگر چھوڑ دون تو مجھے چٹ کرے اور وہب بن منبہ حکمت آل داؤد مین فرماتے ہین کہ عاقل پر واجب ہی کہ عارف زبان اور حافظ زبان اور اپنی وضع کا پورا ہو اور حضرت حسن رضہ فرماتے ہین کہ جسنے اپنی زبان نہ روکی اُسنے دین کو بھی نہین سمجھا اوزاعی فرماتے ہین کہ ہمکو عمر بن عبد العزیز رح نے یون لکھا تھا کہ جو کوئی موت کو بہت یاد کرتا ہی دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہی اور جو اپنے کلام کو بھی عمل تصور کرے وہ بیفائدہ کم بولیگا اور بعض اکابر کا قول ہی کہ سکوت سے آدمی مین دو خصلتین جمع ہوتی ہین اول تو دین سلامت رہتا ہی دوم دوسرے کی بات خوب سمجھتا ہی اور محمد بن واسع رح نے مالک بن دینار کو فرمایا کہ آدمی کو زبان کا روکنا روپیہ پیسے کی حفاظت سے زیادہ مشکل ہی اور یونس بن سعد رح فرماتے ہین کہ جسکی زبان ایک ٹھکانہ پر رہتی ہی اُسکے سب کام ٹھیک رہتے ہین اور حسن بصری رح فرماتے ہین کہ امیر معاویہ رض کی مجلس مین لوگ بول رہے تھے اور احنف بن قیس چُپ بیٹھے تھے حضرت مالک رح نے اُنسے کہا کہ آپ کچھ نہین فرماتے آپ نے جواب دیا کہ اگر جھوٹ کہون تو خدا کا خوف آتا ہی اور اگر سچ کہون تو تمسے ڈر لگتا ہی اور ابوبکر بن عیاش فرماتے ہین کہ ایکبار چار بادشاہ جمع ہوئے بادشاہ ہند اور بادشاہ چین اور بادشاہ فارس اور قیصر روم ایک نے کہا کہ جو مین کہتا ہون اُس سے پچھتاتا ہون اور جو نہین کہتا اُسپر کچھ ندامت نہین ہوتی دوسرے نے کہا کہ جب مین کوئی کلمہ بولتا ہون مین اُسکے اختیار مین ہو جاتا ہون وہ میرے قابو مین نہین رہتا اور جب تک نہین بولتا تو وہ میرے اختیار مین رہتا ہی مین اُسکے قابو سے باہر رہتا ہون تیسرے نے کہا کہ مجھے ایسے بولنے والے ہی سے تعجب ہی کہ اگر وہی بات اُسپر واپس آوے تو ضرر دے اور اگر واپس نہ آوے تو کچھ فائدہ نہ دے چوتھے نے کہا کہ مین بن کہی بات کے ہٹا لینے پر زیادہ قادر ہون کہی ہوئی کو نہین ہٹا سکتا اور منصور بن المعتمر کے حال مین لکھا ہی کہ عشاء کے بعد چالیس برس تک کوئی کلمہ نہین بولتے تھے اسی طرح ربیع بن خثیم نے بیس برس تک کوئی دنیا کے کلام نہین کیے اور جب صبح ہوتی دوات قلم اور پرچہ کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے جو کچھ بولتے وہ کاغذ پر لکھ لیتے شام کو اپنے نفس سے اُسکا حساب کیا کرتے یہ فضائل سکوت کے ہین اور وجہ سکوت کے افضل ہونے کی یہ ہے کہ بولنے مین صدہا آفات ہین خطا اور جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور ریا اور نفاق اور فحش اور تکرار اور اپنے آپ کو پاک بتلانا امر باطل مین خوض کرنا خصومت زیادہ گوئی بات بدلنی بڑھانا گھٹانا خلق کو ایذا دینا پردہ دری کرنی یہ سب زبان ہی کے سبب سے ہوتے ہین زبان ہلاتے کچھ دقت نہین معلوم ہوتی دل مین مزہ معلوم ہوتا ہی طبیعت اور شیطان اُکساتا رہتا ہی اور یہ بات بہت کم ہی کہ جو بولنے کا عادی ہو تو زبان کو ایسی طرح قابو مین رکھے کہ جہان بولنا چاہیے وہان ہی بولے اور جس بات کو کہنا نہ چاہیے اُس سے باز رہے کیونکہ اُسکا معلوم ہونا بہت مشکل ہی کہ کون سی بات کہنے کے قابل ہی اور کون سی نہین اس جہت سے بولنے مین خطرہ رہتا ہی اور خاموشی مین سلامتی ہی اسی بنا پر اُسکی فضیلت بھی زیادہ ہوئی علاوہ ازین سکوت سے یہ بھی فائدے ہین کہ ہمت اکٹھی رہتی ہی اور ہیبت بنی رہتی ہی اور فکر و ذکر و عبادت کی فراغت میسر ہی بولنے کی آفات سے دنیا مین نجات حاصل اور آخرت مین حساب سے برأت ہی اللہ تعالے فرماتا ہی مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ اور فضیلت سکوت کی ایک اور دلیل عقلی عمدہ ہی وہ یہ ہی کہ کلام چار قسم ہی ایک تو وہ کہ اُسمین ضرر ہی ضرر ہو دوسرے وہ کہ اُسمین محض نفع ہی ہو تیسرے وہ کہ ضرر و نفع دونون ہون چوتھے وہ کہ نہ نفع ہو نہ ضرر تو قسم اول سے تو سکوت ضروری ہی ہی اور ایسے ہی قسم سوم سے بھی اگر ضرر نفع سے زیادہ ہو اور چوتھی قسم کے کلام مین وقت کا ضائع کرنا ہی اور یہ بھی بڑا نقصان ہی پس قابل بولنے کے دوسری قسم ہی رہی یعنے ایک چوتھائی کلام کی قابل بولنے کے ہی تین چوتھائی مین سکوت ہی اولی ہی اب یہ چوتھائی بھی خطر سے خالی نہین کیونکہ اس مین بعض آفات خفی مثل ریا اور تکلف اور خود پرستی اور زیادہ گوئی و غیبت و چغلی وغیرہ ملجاتی ہین کہ متکلم کو معلوم نہین ہوتی اس لیے بولنے سے ہر وقت خطرہ ہی ہی اور جو شخص زبان کی آفات سے ہماری تفصیل کے موافق آگاہ ہو جاویگا وہ قطعًا جان لیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا مَنْ صَمَتَ نَجَا بہت درست ہی اور خطاب فصیل ہی خداوند کریم نے اُس ذات ستودہ صفات کو حکمت کے ذریعے بہا اور کلمات

جو نہین بولتا ایک بات نہین اُس پاس ایک راہ دیکھتا یار ۲۶/۱۲
جو شخص سکوت کرتا ہی نجات پاتا ہی

جامع عنایت فرمائے ہین ہر ہر لفظ مین سوتی کوٹ کوٹ بھر دیتے ہین سمندر کو کوزہ مین پُر فرما دیتے ہین صلے اللہ علیہ وسلم افضل صلواۃ[ح۱]
خواص علما کے سوا آپکے کلام کے دقائق اور نکات اور کوئی سمجھ بھی نہین سکتا انشاء اللہ تعالیٰ بیان آیندہ سے اُسکی حقیقت واضح ہوگی اب ہم
بیس آفتین مرتب شروع کرتے ہین

پہلی آفت کلام بے فائدہ ہی

یعنے ایسا کلام مُنھ سے نکالنا کہ اگر اُسکو نہ کہے تو کچھ گناہ نہو اور نہ جان و مال مین کچھ ضرر ہو واضح ہو کہ سب مین عمدہ حال یہ ہی کہ آدمی اپنے سب الفاظ مین یہ خیال رکھے کہ جتنی آفتین مثل غیبت اور چغلی اور جھوٹ اور خصومت وغیرہ کے ہین سب سے الفاظ محفوظ رہین اور صرف وہی بات مُنھ سے نکلے جسکا بولنا مباح ہی اور اُس سے نہ اپنے کو ضرر ہو نہ اور کسی بھائی کا ضرر ہو لیکن بعض اوقات ایسی باتین بھی مُنھ سے نکلجاتی ہین کہ جنکی کچھ احتیاج نہو ایسی صورت مین وقت کا ضائع کرنا اور اپنی گردن پر حساب زبان کا لینا اور کمتر چیز کے بدلے بہتر شئے کو دے ڈالنا ہی اسلیے کہ اگر بولنے کے وقت فکر مین مصروف کرتا تو شاید فتوحات غیبی مین سے ایسی چیز مرحمت ہوتی کہ اُسکا نفع زیادہ ہوتا یا تہلیل اور تسبیح اور تکبیر یا کسی اور ذکر مین لگتا تو یقیناً بہتر ہوتا بہت الفاظ ایسے ہین جنکے باعث جنت مین مکان بنتا ہی پس جس شخص کو قدرت اِس بات کی ہو کہ خزانہ لے سکے وہ اُسکے عوض مین ڈھیلے جمع کرلے تو نقصان کے سوا اور کیا کہا چاہیے تو ذکر اللہ جو عمدہ خزائن مین سے ہی اُسکو چھوڑکر کلمات بے حاجت کو زبان سے نکالنا ایسا ہی ہی گو اُنکا بولنا مباح تھا اور کچھ گناہ نہوا مگر چونکہ بڑا مطلب اُنکے سبب سے فوت ہوگیا اِس جہت سے خسارہ ہی ہوا ایماندار کا سکوت فکر ہوتا ہی اور نطق ذکر اور دیکھنا عبرت اور اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی[ح۲] بلکہ آدمی کا راس المال اوقات ہین جب اُنکو کلام بے ضرورت مین صرف کریگا اور اُنسے ثواب آخرت کا ذخیرہ نہ حاصل کریگا تو راس المال مین بٹہ پڑیگا اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ[ح۳] من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیہ بلکہ اس سے بھی سخت ایک حدیث ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ احد کی لڑائی مین ایک گروہ ہم مین سے شہید ہوا[ح۴] ہمنے جو دیکھا تو بھوک کے سبب اُسکے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اُسکی ماں اُسکے مُنھ سے مٹی جھاڑ کر کہنے لگی کہ بیٹا جنت مبارک ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا شاید وہ کلام بے فائدہ کیا کرتا ہو اور جس چیز سے اُسکا ضرر نہو وہ اوروں کو نہ دیتا ہو اور دوسری حدیث[ح۵] مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب کو چندے نہ دیکھا تو پوچھا کہ کہان ہین لوگون نے عرض کیا کہ بیمار ہین آپ عیادت کو تشریف لاتے جب اُنکے پاس آئے تو فرمایا کہ خوشخبری ہو تجھکو اے کعب اُنکی ماں نے کہا کہ اے کعب تجھ کو جنت بے روک ٹوک مبارک ہو آپنے فرمایا کہ یہ کون ہی کہ خدا پر حکم کرتی ہی حضرت کعب نے عرض کیا کہ میری ماں آپنے فرمایا کہ تمکو کیسے معلوم ہوا شاید تمھارے بیٹے نے کوئی کلام بے حاجت کیا ہو یا کسی چیز کو بیفائدہ منع کیا ہو اس سے یہ غرض ہی کہ کھرا جنت مین بے حساب وہی جاتا ہی جسکے ذمہ کچھ حساب نہو اور جب کلام بے حاجت کرتا ہی تو اُسکا حساب باقی رہتا ہی اگرچہ مباح ہی کیون نہو تو باوجود مناقشہ حساب کے یہ کہنا کہ بے روک ٹوک جنت مبارک ہو نہین چاہیے اور محمد بن کعب سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[ح۶] کہ اِس دروازہ سے آج جو اول آویگا وہ جنتی ہوگا حضرت عبداللہ بن سلام داخل ہوے تو اُنکو دیکھکر کچھ اصحاب رضی اللہ عنہ اُنکے پاس گیے اور جو کچھ آپ نے اُنکے حق مین فرمایا تھا اُنسے کہا اور پوچھا کہ جونسا عمل محکم تم کرتے ہو اور اُس سے توقع پڑتی ہو اُسکو ہمکو بھی بتلاؤ اُنھون نے فرمایا کہ مین ضعیف آدمی ہون میرا عمل کیا ہی اِلا اسقدر مجھکو توقع ہی وہ یہ ہی کہ سینہ کو بچائے رکھتا ہون اور بے فائدہ کلام نہین کرتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے[ح۷] فرمایا کہ تجھے ایسا عمل بتلادون کہ بدن پر ہلکا ہو اور میزان مین بھاری اُنھون نے عرض کیا کہ بہت بہتر فرمائیے آپنے فرمایا ہو الصمت وحسن الخلق وترک مالا یعنیک[ح۸] اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عباس رضہ سے سُنا ہی یہ کہا کرتے تھے کہ

ح۱ مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲
ح۲ عجب اسکی سند نہین ملی اگرچہ ابن ابی الدنیا نے بروایت ابن عائشہ ذکر کیا ہے اور عن ابن عیینہ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اسی مضمون کا ۱۲
ح۳ یہ ضعیف ترمذی ۱۲ انسان کی اسلام کی خوبی مین سے ہے کہ چھوڑنا ایسی چیز کا جو اُسکو مفید نہو ۱۲ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ ۱۲
ح۴ ترمذی مختصر اور ابن ابی الدنیا بسند ضعیف ۱۲
ح۵ ابن ابی الدنیا بروایت کعب بن عجرہ ۱۲
ح۶ ابن ابی الدنیا ہکذا مرسلاً اور اُسکی سند مین ایک راوی مختلف فیہ ہے ۱۲
ح۷ ابن ابی الدنیا بسند منقطع ۱۲
ح۸ وہ سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چھوڑنا ہے ۱۲

پانچ چیزین مجھے رو بیون کے وقت سے بھی اچھی معلوم ہوتی ہین ایک کلام بے فائدہ کا ترک کرنا کیونکہ وہ زیادہ ہوتا ہی اور اُس سے گناہ کا
خوف لگا رہتا ہی دوسرے کلام مفید بیموقع نہ کہنا کہ اکثر کلام مفید بھی اگر بیموقع بولا جاتا ہو خرابی لاتا ہی تیسرے حلیم اور بے وقوف سے
بحث نکرنی کیونکہ حلیم سے بحث کرنے سے اُسکو غصہ دلاتا ہی اور بے وقوف سے ایذا اُٹھانی چوتھے ذکر کسی غائب بھائی کا ایسی طرح کرنا جیسی
طرح خود اپنا ذکر اُس سے کہلانا منظور ہو اور اُسکے اُن قصورون سے درگذر کرنا جنکو اُس سے معاف کرنا اچھا معلوم ہوا اور اُس سے وہ معاملہ
کرنا کہ وہ بھی ویسا ہی کرے تو اچھا لگے اِن سب کا خلاصہ یہ ہی کہ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند پانچوین عمل کرنا اِس یقین کے ساتھ کہ احسان
کرنے سے جزا پاؤنگا اور جرم کرنے سے سزا اور لقمان حکیم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کیا حکمت کرتے ہین فرمایا کہ جو چیز خود معلوم ہو جاوے اُسکے
پوچھنے کے درپے نہین ہوتا اور بے تکلف کلام بے فائدہ نہین کہتا اور مورق عجلی کہتے ہین کہ مین بیس برس سے ایک امر کی تلاش مین ہون
نہ اب تک ملا نہ اُسکی طلب مین نے چھوڑی لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہی اُنھون نے فرمایا کہ کلام بیفائدہ سے سکوت چاہتا ہون اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ کلام بیفائدہ کا معترض نہونا چاہیے اور دشمن سے کنارہ کش اور دوست سے پُرحذر رہنا چاہیے
مگر جو دوست امین ہو اور امین وہی ہی جو خدا تعالےٰ سے ڈرے اور بدکار کی صحبت سے بچنا چاہیے ورنہ اُسکا اثر اپنے آپ مین ہو جاویگا
اور اپنے بھید کی اُسکو خبر نہ کرنی چاہیے اور مشورہ کامون مین ایسے لوگون سے کرے جنکو خوف خدا ہو اب جاننا چاہیے کہ تعریف کلام
بیفائدہ کی تو اوپر مذکور ہوئی یہان اُسکی مثال بتلائی جاتی ہی مثلاً کوئی شخص لوگون مین بیٹھکر اپنے سفرون کا ذکر کرے اور کوہ و بیابان
و سبزہ و آب رواں و حالات ماضیہ اور عمدہ کھانے اور کپڑے اور عجیب و غریب طرز مشائخ کے خواہ اور کوئی چیز جو سفر مین دیکھی ہو یا سُنی ہو
اُسکو بیان کرے تو یہ ایسی باتین ہین کہ اگر انکو بیان نہ کرے تو کچھ گناہ بھی نہ ہو اور نہ کچھ اپنا نقصان ہو بشرطیکہ اُن حکایات مین اپنی طرف
سے کچھ کم و بیش نہ کرے نہ اپنا فخر ظاہر ہو کہ ہمنے ایسے بڑے بڑے امور دیکھے نہ کسی کی غیبت شامل ہو اور نہ مذمت کسی مخلوق کی پائی
جاتی ہو جب اسطرح پر بیان کریگا تو یہ کلام بے فائدہ ہوگا اور ایسا کلام کرنا اپنے وقت کا ضائع کرنا ہی اور پر ظاہر ہی کہ آدمی بات کہنے مین
آفات سے کسی طرح نہین بچ سکتا کسی نہ کسی مین مبتلا ہو جاتا ہی ورنہ تضییع اوقات تو نقد وقت ہوتا ہی اُسمین کسی طرح کا شک نہین اور ایک
کلام بے فائدہ یہ ہی کہ دوسرے سے سوال بے فائدہ کرے تو اُس سے ایک تو اپنا وقت سوال مین ضائع کرتا ہی اور چونکہ دوسرے کو
جواب دینا پڑیگا تو گویا اُسکا وقت بھی کھویا اور یہ اُسی صورت مین ہی کہ سوال مین کوئی آفت نہو ورنہ اکثر سوالون مین بڑی بڑی آفتین
رہتی ہین اگر کسی سے اُسکی عبادت کا حال پوچھو مثلاً اِسطرح کہ تم روزہ دار ہو تو اِس سوال کے جواب مین چار صورتون مین سے ایک صورت
پیش آویگی یا تو وہ ہان کہیگا تو اپنی عبادت کو ظاہر کرنا پڑیگا اور ریا مین داخل ہو جاویگی اور اگر بالفرض ریا مین شامل نہوئی تب پوشیدہ
عبادت کا جو ثواب بدارج زیادہ ہوا کرتا ہی وہ تو ضرور ہی جاتا رہیگا یا نہین کہیگا تو اِس صورت مین جھوٹ بولیگا یا خاموش رہیگا کچھ جواب نہ دیگا
تو تمکو بُرا معلوم ہوگا کہ ہمنے پوچھا اُنھون نے نہ بتایا شاید ہمکو حقیر سمجھا یا جواب ندینے کا کوئی حیلہ سوچیگا تو ایک مشقت مفت مین اُسکے ذمہ
پڑ جاویگی پس اسطرح کے سوال سے ریا خواہ جھوٹ خواہ حقیر سمجھنا خواہ حیلہ کی فکر مین مبتلا ہونا کوئی سی نہ کوئی سی خرابی مجیب پر آویگی
علےٰ ہذا القیاس اور عبادتون کا حال پوچھنا بھی ایسا ہی ہی اسی طرح اگر گناہون کا حال یا پوشیدہ امور کا حال پوچھو اور وہ کہنے سے شرماوے
یا یون پوچھو کہ فلان شخص نے تمسے کیا کہا اور تمھاری کیا راے ہی یا کسی مسافر سے پوچھو کہ کہان سے آئے اکثر بتلانا منظور نہین ہوتا کوئی وجہ
مانع ہوتی ہی اگر سچ کہتا ہی تو راز کھلتا ہی یا حیا آتی ہی ورنہ جھوٹ بولنا پڑتا ہی اور اِن دونون باتون کا سبب صرف سوال ہی ہی یا کسی مسئلہ
کی حاجت تو نہو ویسے ہی کسی عالم سے پوچھو اور اُسکو یاد نہو مگر یہ کہنے کو جی نہین چاہتا کہ مجھکو نہین آتا بلکہ ان گھڑ جواب کہدیگا پس کلام
بے فائدہ سے ہمارا مقصود اسطرح کے سوالات کا نہین کیونکہ اُن مین یا گناہ موجود ہی یا ضرر ہی بلکہ کلام غیر مفید کی یہ مثال ہی جو لقمان حکیم

منقول ہو کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت مین ایسے وقت گئے کہ آپ زرہ بنا رہے تھے اور اُنھون نے پہلے کبھی زرہ نہ دیکھی تھی تعجب سے دیکھتے رہے اور چاہا کہ پوچھین مگر حکمت مانع ہوئی اور نہ پوچھا جب آپ تیار کر چکے تو کھڑے ہو کر اُسکو پہنا اور فرمایا کہ لڑائی کے لیے زرہ کیا عمدہ چیز ہی حضرت لقمان رح نے دل مین کہا کہ سکوت بڑی حکمت ہو مگر اُسکو کم لوگ اختیار کرتے ہین یعنے بے سوال ہی حال معلوم ہو گیا حاجت پوچھنے کی نہ رہی اور ایک روایت مین ہو کہ سال بھر تک پھرا کیے کہ بدون پوچھے حال معلوم ہو جاوے پس اسطرح کے سوالات مین اگر نقصان اور ہتک اور ریا و کذب مین مبتلا کرنا بنایا جاوے تو داخل کلام بے فائدہ ہین اور ایسے کلام کے لیے حدیث شریف مین وارد ہو کہ اسکے چھوڑنے سے اسلام کی خوبی ہو اب معلوم کرنا چاہیے کہ باعث اس کلام بیفائدہ کا یا تو غیر ضروری چیز کے معلوم کرنے کی حرص ہوتی ہی یا بطور محبت کلام کو پھیلانا منظور ہوتا ہو یا دل بہلانے کے طور پر ایسی حکایات کہتے ہین کہ جنسے کچھ فائدہ نہین ہوتا اور ان سب کا علاج یہ ہو کہ اس بات کا یقین کرے کہ موت سامنے کھڑی ہو بعد مرنے کے ایک ایک لفظ سے پرسش ہوگی اور یہ کہ راس المال آدمی کا اُسکی سانس ہین اور زبان ایک جال ہو کہ اُس سے طائر نعماء بہشتی پھنسا سکتا ہی پس اُسکو بیکار چھوڑنا بڑے نقصان کی بات ہو یہ علاج علمی ہو مگر عملی تدبیر گوشہ کے سوا بہتر نہین یا کنکر منھ مین رکھے اور اول اول مفید کلام کا بولنا بھی چھوڑ دے تاکہ عادت کلام بیفائدہ کے ترک کی پڑ جاوے اور اس زمانہ مین بے عزلت نشینی کے زبان کا روکنا بہت مشکل ہو

دوسری آفت زیادہ گوئی ہو اسمین کلام بے فائدہ بھی شامل ہو اور کلام ضروری پر اگر بمقدار ضرورت سے بڑھ جاوے وہ بھی اسمین داخل ہو اور اسی لیے دوسری قسم آفت کی قرار دی گئی مثلاً کلام حاجت کا بولنا مختصر طور پر بھی ہو سکتا ہو تو ایک کلمہ کی جگہ اگر دو کہیگا دوسرا کلمہ زائد ہوگا یعنے حاجت سے زائد ہوگا گو اُس سے تقریر یا تاکید منظور ہو اور یہ بھی بُرا ہو اگرچہ اسمین کچھ گناہ اور ضرر نہو عطاء بن ابی رباح فرماتے ہین کہ اکابر سلف کلام زائد کو بُرا جانتے تھے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور معروف اور نہی منکر اور حاجت ضروری دنیاوی کے سوا اور کلام زائد تصور فرماتے تھے پھر اب کیا اس بات کا انکار ہو کہ کرام کاتبین دہنے بائین سے لکھتے ہین [۳۴] مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ اس بات کی شرم نہین آتی کہ نامۂ اعمال جب کھُلیگا تو اکثر ایسی باتین نکلین کہ نہ دین کی ہون نہ دنیا کی اور بعض صحابہ رض فرماتے ہین کہ بعض آدمی مجھ سے ایسی بات کہتے ہین کہ اُسکا جواب جیسے پیاسے کو ٹھنڈا پانی اچھا معلوم ہوتا ہو اس سے زیادہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہو مگر مین زائد ہونے کے ڈر سے جواب نہین دیتا اور مطرف رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالے کے جلال کو لحاظ رکھا کرو بے جگہ اُسکا ذکر مت کیا کرو مثلاً کتے یا گدھے کو دیکھکر کہو کہ الٰہی اسے ہٹا دے یا اور اسی طرح کے کلام مین اُسکا ذکر کرو اب معلوم کرنا چاہیے کہ کلام زائد کا کچھ حصر نہین بلکہ جو کلام ضروری ہو اُسکا حصر کلام مجید مین موجود ہو چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہو [۳۵] لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِن نَجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ اور حدیث شریف مین ہو [۳۶] کہ خوشخبری ہو اُس شخص کو جو زبان کو زائد بات سے روکے اور زائد مال کو خرچ کرے پس دیکھنا چاہیے کہ لوگون نے کیسا معاملہ الٹا کر رکھا ہو کہ مال زائد کو تو جوڑ رکھا ہو اور زبان کو مطلق العنان چھوڑ رکھا ہو اور مطرف بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنکے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بنی عامر کے گروہ کے ساتھ حاضر ہوئے اُنکو لوگون نے عرض کرنا شروع کیا کہ آپ ہمارے والد اور سید اور افضل اور محسن اور منعم ہین اور آپ چنین ہین اور آپ چنان ہین آپنے ارشاد فرمایا کہ [۳۷] قُولُوا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کسی کی تعریف مین زبان کھولتا ہو گو سچی ہی ہو مگر خوف اسکا ہو کہ شیطان زائد نہ کہلاوے اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ مین تمکو کلام زائد سے ڈراتا ہون آدمی کو اُسی قدر کلام کافی ہو کہ اُسکی حاجت روائی ہو جاوے اور حضرت مجاہد رض فرماتے ہین کہ آدمی کی سب باتین لکھی جاتی ہین یہانتک کہ لڑکے کے چپ کرنے کو اگر کہیگا کہ مین تجھے فلان چیز دے دونگا تو جھوٹا لکھا جاویگا اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ اے ابن آدم کا غذ اعمال پھیلا ہوا ہو اور دو فرشتے اُسپر تیرے

۳۵ مالایعنیہ بات جو نہین ہوتا ایک بات جو نہین اس پاس ب
ایک راہ دیکھتا پیا ۱۲
بات سمجھ سے جلی نہین
اکثر انکی مشورت کہ
جو کوئی اسکے خیرات
سے وا ایک بات سے
یا صلح سے سعو
لوگون مین ۱۲
۳۶ بغوی و بزار
بروایت انس
بسند ضعیف ۱۲
۳۷ کہو اپنا
قول اور نہ گمراہ
کرے تمکو شیطان
۱۲ ابن ابی الدنیا
نے اسی طرح سے
اور ابوداؤد و نسائی
در یوم ولیلہ بالفاظ
دیگر ۱۲

عمل لکھنے کو معین ہین چاہے تھوڑا بول چاہے زیادہ اور روایت ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اپنے جن کو کہین بھیجا اور بعضون کو اُسکے پیچھے روانہ کیا کہ جو کچھ تم اُسکا حال دیکھو اور جو کچھ یہ کہے وہ مجھ سے آکر کہنا اُنھون نے آکر کہا کہ یہ بازار مین گیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا پھر لوگون کی طرف دیکھکر سر ہلانے لگا آپ نے اُس جن سے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی اُسنے عرض کیا کہ مجکو آسمان کے فرشتون سے تعجب آیا کہ انسانون کے سرون پر بیٹھکر کتنا جلد اُنکے اعمال لکھتے ہین اور حضرت انسان پر تعجب آیا کہ کتنا جلد بکتے ہین اور حضرت ابراہیم تیمی رضہ فرماتے ہین کہ ایماندار کا بولنا تامل کے ساتھ ہوتا ہی اگر کچھ فائدہ معلوم ہوا تو بولتا ہی ورنہ سکوت اختیار کرتا ہی اور بدکار آدمی کی زبان لپر لپر چلتی ہی بے تامل بکتا چلا جاتا ہی اور حضرت حسن رح فرماتے ہین جو زیادہ بولتا ہی وہ زیادہ جھوٹا ہوتا ہی اور جس پاس مال زیادہ ہوتا ہی وہ گناہ زیادہ کرتا ہی اور جو بدخلق ہوتا ہی وہ اپنی جان پر عذاب لیتا ہی اور عمرو بن[17] دینار رح فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک مین کسی نے کچھ کلام طویل کیا آپ نے فرمایا کہ تیری زبان سے اِس طرف کتنے دروازے ہین اُسنے عرض کیا کہ میرے لب اور دانت ہین آپ نے فرمایا کہ اُن مین کوئی ایسا نہ تھا جو تیرے کلام کو روکتا اور ایک روایت مین ہی کہ کسی شخص نے آپ کی تعریف مین طول کلامی کی تھی آپ نے فرمایا کہ آدمی کو زبان کی زیادہ گوئی سے بڑھکر کوئی چیز بُری نہین عنایت ہوئی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رح فرماتے ہین کہ مباہات و فخر کے ڈر سے مین اکثر کلام نہین کرتا ہون اور بعض حکما کا قول ہی کہ جب آدمی کسی مجلس مین ہو اور اپنا بولنا اچھا معلوم ہوتا ہو تو چپ رہنا چاہیے اور اگر اپنا سکوت اچھا معلوم ہوتا ہو تو بولنا چاہیے اور یزید بن حبیب فرماتے ہین کہ عالم کے لیے یہ بھی ایک امتحان کی چیز ہی کہ اپنے بولنے کی بہ نسبت سننے کو زیادہ پسند کرے اسلیے چاہیے کہ جب تک دوسرا شخص بولے اپنے آپ چپکا رہے کیونکہ سننے مین سلامتی ہی اور کہنے مین بات کا چکنانا اور کم و بیش کرنا وغیرہ آفات ہین اور حضرت ابن عمر رضہ فرماتے ہین کہ پاک کرنے کے لیے سب سے زیادہ مستحق آدمی کی زبان ہی اور حضرت ابو درداء رضہ نے ایک عورت زبان دراز دیکھی فرمایا کہ اگر یہ گونگی ہوتی تو اُسکے حق مین اچھا تھا اور ابراہیم رح کا قول ہی کہ دو باتون سے آدمی کی تباہی تھی مال زائد سے اور کلام زائد سے یہ ہی مذمت کلام فضول اور زائد کی اور اُسکا سبب اور علاج وہی ہی جو پہلی آفت مین گذرا

تیسری آفت امور باطلہ کا ذکر کرنا- یہ بھی ہر چند کلام فضول مین داخل ہی الا اسمین اور پہلی دونون آفتون مین یہ فرق ہی کہ وہ دونون مباح تھے حرمت اُن مین نہ تھی اور امر باطل وہ ہی جسمین علاوہ زائد از مطلب ہونے کی حرمت بھی پائی جاوے مثلاً گناہون کی باتین کرنی یا عورتون کا ذکر کرنا یا شراب کی مجلس اور بدکارون کے جلسون کا بیان کرنا یا بادشاہون اور دولتمندون کی عیاشی خواہ اُنکے دوسرے افعال مکروہہ کو ذکر کرنا یہ سب اس تیسری قسم مین داخل ہین اور قطعاً ناجائز اور حرام ہین اور یہ آفت اسی طرح پیدا ہوتی ہی کہ اول اول کلام بے فائدہ اور زائد از مطلب کے کہنے کی عادت ہوتی ہی بعدہ رفتہ رفتہ ایسے ذکرون کا عادی ہو جاتا ہی اکثر لوگ بطور تفرج باتین کرنے بیٹھتے ہین گر باتین جب ہونگی جب ایسی ہی ہونگی کہ کسی کی آبرو کا ذکر ہو یا امور مذکورۂ بالا مین سے کوئی ہو اور چونکہ امور باطل کی تعیین اور حصر نہین انواع و اقسام بیشمار ہین اِسی جہت سے اُنسے بچنا بھی سوا اسکے نہین ہو سکتا کہ جو امر دین یا دنیا کے اہم ہین اُنکے سوا اور کچھ نہ کہے کیونکہ اس آفت مین مبتلا ہونے سے بعض اوقات آدمی تباہ و ہلاک ہو جاتا ہی اور وہ خود اپنے ذہن مین اُس بات کو خفیف سمجھتا ہی چنانچہ بلال بن حارث رح فرماتے ہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمی ایک کلمہ اللہ تعالی کی خوشی کا کہتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ اِس سے کچھ بڑی رضامندی حاصل ہوگی مگر خداوند کریم اُسی کی باعث قیامت تک کی رضامندی لکھ لیتا ہی اور کبھی ایک کلمہ ناخوشی کا سرزد ہوتا ہی اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ اِس سے ناخوشی زیادہ ہوگی مگر خدا تعالی اُس سے اپنی ناخوشی قیامت تک لکھتا ہی اور حضرت اقلمہ رضہ فرماتے ہین کہ اکثر باتون سے مجکو حدیث بلال بن حارث رح نے روک دیا اور ایک حدیث شریف مین ہی[17] اِن الرجل لیتکلم بالکلمۃ یضحک بہا جلساءہ یہوی بہا ابعد من الثریا اور حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہی کہ اُسکے سبب دوزخ مین پڑتا ہی اور کبھی ایسی بات کہتا ہی کہ اُسکے سبب جنت

کے مدارج اُسکو عنایت ہوتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[17] اعظم الناس خطایا یوم القیامۃ اکثرہم خوضا فی الباطل اور اسی طرف اشارہ ہو اِس آیت کریمہ مین وکنا نخوض مع الخائضین اور اِس آیت مین فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم حضرت سلمان رض فرماتے ہین کہ قیامت کے روز زیادہ تر خطاوار وہی ہوگا جس نے خدا کی نافرمانی کی باتین زیادہ کی ہونگی اور ابن سیرین رح فرماتے ہین کہ ایک شخص انصار مین کا جب اُنکی مجلس پر گذرتا تو کہا کرتا کہ وضو کرلو اسلیے کہ جو کچھ تم باتین کررہے ہو اُن مین سے بعض حدث سے بھی زیادہ بُری ہین ذکر باطل اسکا نام ہو اور یہ غیبت و چغلی اور گالی وغیرہ کے علاوہ ہو بلکہ یہ ایسا حال مکروہ بیان کرنا ہو کہ جسکا وجود پہلے ہوچکا ہو حالانکہ کوئی ضرورت دینی اُسکے ذکر کی باعث نہوئی ہو اور اسمین داخل ہو بدعات کا نقل کرنا اور جھوٹے مذہبون کی حکایت کرنی اور صحابہ رض کے جھگڑون کو اسیطرح بیان کرنا جس سے یہ وہم ہو کہ کوئی اُن مین سے خطا پر تھا یہ سب باتین بیکار ہین اللہ بچاوے

چوتھی آفت مِرا یعنی دوسرے کی بات کاٹنی اور جھگڑا کرنا

حدیث شریف مین بات کاٹنے کو منع فرمایا ہو چنانچہ فرمایا[47] لا تمار اخاک ولا تمازحہ ولا تعدہ موعدا فتخلفہ اور فرمایا ذروا المراء فانہ لا تفہم حکمتہ ولا تومن فتنتہ اور فرمایا من ترک المراء وہو محق بنی لہ بیت فی اعلی الجنۃ ومن ترک المراء وہو مبطل بنی لہ بیت فی ربض الجنۃ اور حضرت ام سلمہ رض آپ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ان اول ما عہد الی ربی ونہانی عنہ بعد عبادۃ الاوثان وشرب الخمر ملاحاۃ الرجال اور فرمایا ما ضل قوم بعد ان ہداہم اللہ تعالے الا اوتوا الجدال اور نیز فرمایا[97] لا یستکمل عبد حقیقۃ الایمان حتی یدع المراء وان کان محقا اور فرمایا[17] کہ جسمین کچھ خصلتین ہون وہ ایمان حقیقی کے درجہ کو پہونچتا ہو اول روزہ رکھنا گرمیون مین دوسری دشمنان خدا کو تلوار سے کاٹنا تیسری مینھ بادل کے دن مین نماز جلد ادا کرنا چوتھی مصیبت پر صبر کرنا پانچوین باوجود مکروہات کے وضو کو پورا کرنا چھٹی باوجود حق بطرف ہونے کے اعتراض و جھگڑا نہ کرنا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ قرآن کی بات مین کسی سے جدال مت کرنا تجھکو لوگون کے سامنے تاب نہوگی بلکہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو دستور العمل رکھنا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہین کہ جو کوئی دین مین زیادہ اعتراضات کے درپے ہوتا ہو وہ اکثر بدلتا رہتا ہو اور مسلم بن یسار رح فرماتے ہین کہ اعتراض سے بچو کیونکہ تکرار کے وقت عالم جاہل ہوجاتا ہو اور اُسوقت شیطان اُسکی لغزش کا خواہان رہتا ہو اور حضرت مالک بن انس رض فرماتے ہین کہ جدال کرنا دین سے کچھ علاقہ نہین رکھتا اور یہ بھی اُنھین کا قول ہو کہ جھگڑا کرنے سے دل سخت ہوجاتے ہین اور دلون مین کینہ کا بیج پڑتا ہو اور حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ علما سے مت جھگڑنا ورنہ تجھ سے عداوت کرینگے اور بلال بن سعد فرماتے ہین کہ جب کسی کو جھگڑالو پیچیدا اور خودرائے دیکھو تو جان لو کہ خسارہ اُسپر ختم ہو اور حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جھگڑا ایسی بلا ہو کہ بالفرض مین اپنے بھائی سے انار مین جھگڑون وہ کہے شیرین اور مین کہون کھٹا تو وہ حاکم کے یہان میری چغلی کرے اور نیز فرمایا کہ جس سے چاہو صفائی حاصل ہوسکتی ہو اور ذرا سے جھگڑے مین اُسکو ایسا غصہ آسکتا ہو کہ کبھی ایسی مصیبت مین پھنساوے جس سے زندگی تلخ ہو اور ابن ابی لیلے فرماتے ہین کہ مین اپنے یارون سے تکرار نہین کرتا کیونکہ دو حال سے خالی نہین یا اُسکو غصہ آویگا کہ جھوٹا ٹھہریگا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ آدمی کو یہی گناہ کافی ہو کہ ہمیشہ بحث کرتا پھرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[11] تکفیر کل لحاء رکعتان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہو کہ علم تین باتون کے لیے نہ سیکھنا چاہیے اور تین باتون کی جہت سے اُسکی تحصیل

[illegible]

پہلوتہی نہ کرنی چاہیے بحث وفخر وریا کے لیے توسیکھنا نہ چاہیے اور حیا اور زہد کے باعث اور جہالت پر راضی ہونے کے سبب سے اُس سے دست بردار ہونا چاہیے اور حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا کہ جو زیادہ جھوٹھ بولتا ہی اُسکی خوبی جاتی رہتی ہی اور جو لوگون سے جھگڑتا ہی بے مروت ہو جاتا ہی ہو جاتا ہی اور جسکو رنج بہت ہوتا ہی اُسکا جسم مریض ہو جاتا ہی اور جسکی عادت اچھی نہین ہوتی اُسکی جان عذاب مین رہتی ہی سچ ہی ؎ اگر ز دست قضا بر فلک رود بدخوے + ز دست خوے بد خویش در بلا باشد + اور میمون بن مہران رح سے لوگون نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہی کہ آپ کسی کو عداوت کی راہ سے ترک نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ نہ مین کسی سے دل لگی کرون نہ بحث تکرار کرون پھر وجہ عداوت کی کیا ہی غرضکہ مرار اور جدال کی برائی حد شمار سے افزون ہی اور تعریف مرار کی یہ ہی کہ دوسرے شخص کی بات مین براہ اعتراض خواہ لفظون مین یا معنون مین یا ارادہ مین خلل ظاہر کرنا لفظون مین عیب تبلانا اسطرح کہ علم نحو یا لغت یا محاورہ کے خلاف کہتے ہو یا اُس کلام کی بندش اچھی نہین اسکے الفاظ مین تقدیم و تاخیر ہو گئی ہی اور ایسا اکثر ہوتا ہی کہ جو شخص کم جانتا ہی اچھی عبارت نہین بول سکتا یا آنکہ زبان سے کچھ کا کچھ نکلجاتا ہی تو جسمین عادت اعتراض کی ہوتی ہی وہ فوراً عیب جوئی پر آمادہ ہو جاتا ہی حالانکہ اظہار عیب کی کوئی وجہ نہین ہوتی اور معنون مین طعن کرنا یہ ہی کہ جیسا تم لکھتے ہو ویسا نہین اسمین یہ غلطیان ہین اور ارادہ مین عیب ظاہر کرنا یہ ہی کہ اس طرح کہے کہ تمھارا کلام تو درست ہی مگر تم نے اثبات حق کے لیے نہین کہا بلکہ اسمین تمھارا کچھ مطلب ہی اور اُسکے قائم مقام کہے اور اگر مسائل علمی مین اس قسم کے اعتراض واقع ہوتے ہین تو اُسکو جدل اور جدال کہتے ہین بہرصورت دونون بُرے ہین اُنکا ترک کرنا چاہیے جب آدمی کوئی بات سُنے اگر سچ ہو تو اُسکو مان لے اور اگر جھوٹھ ہو اور امور دینی سے متعلق نہو تو چپ ہو رہے عیب جوئی کی کوئی وجہ نہین ہان اگر بغرض استفادہ کچھ سوال کرے اور عناد و بغض کو دخل نہو دے اور مجیب بھی نرمی سے بتلادے تو مضائقہ نہین اور جدال سے یہ غرض ہوتی ہی کہ دوسرے کے کلام پر اعتراض کرکے اُسکو ساکت کرنا اور اُسکا نقصان و عجز ظاہر کرنا اور اُسکی پہچان یہ ہی کہ متکلم کو اور طرح سمجھا دینا اچھا نہ معلوم ہو بلکہ جدال کرنے والا اسی بات کو ضروری جانے کہ مین ہی متکلم کا قصور علانیہ بتلاؤن تاکہ میرا فضل اور اُسکا نقصان کھلجاوے اور اُس سے نجات کی صورت یہی ہی کہ جس بات کے نہ کہنے مین گناہ نہو تا ہو اُس سے بھی سکوت اختیار کرے اور مرار اور جدال کا سبب یہی ہی کہ آدمی اپنا فضل اور برتری دوسرون پر اُنکے نقصان کے اظہار سے چاہتا ہی اور یہ دونون خواہش نفس کے اندر سخت ہین اظہار فضل قبیل خود ستائی سے ہی جو بڑائی اور بزرگی یعنے صفات ربوبیت کے جوش سے پیدا ہوتی ہی اور دوسرے کو ناقص جاننا صفات سبعی کے مقتضا سے بروے کار آتا ہی کیونکہ درندہ بھی یہی چاہتا ہی کہ دوسرے کو چیر پھاڑ برابر کرے یا صدمہ و ایذا پہونچاوے غرضکہ یہ دونون صفتین آدمی کے حق مین مہلک ہین اور اُنکو مرار اور جدال سے زور ہو جاتا ہی بس جو کوئی مرار اور جدال کرتا رہیگا وہ اِن صفات مہلکہ کو شہ دیتا رہیگا اور یہ امر حد کراہت سے بڑھکر معصیت مین داخل ہی بشرطیکہ دوسرے کو ایذا پہونچے اور بحث و تکرار مین یہ بات تو ہمیشہ ہی رہتی ہی کہ دوسرے کو ایذا پہونچے اور غصہ آوے اور اعتراض کے جواب مین اپنے کلام کی تائید کے لیے جو رطب و یابس حق و باطل بن پڑے پیش کرے اور معترض کے کلام مین جو کچھ خلل سوجھے بیان کرے اسی طرح بڑھتے بڑھتے آپس مین ایسے لڑتے ہین جیسے کتے لڑتے ہین کہ ہر ایک کا ارادہ یہی ہوتا ہی کہ اب کی چوٹ ایسی کرون کہ اُسکو خوب درد و تکلیف پہونچے اور بجز خاموشی اور عاجزی کے کچھ نہ بن پڑے اور اُسکا علاج یہ ہی کہ کبر جس سے کہ اظہار فضل کو چاہتا ہی اور سبعیت جس سے کہ دوسرے کو ناقص کیا چاہتا ہی اِن دونون کو چھوڑ دے اور اُسکا بیان کبر و عجب اور غضب کی بُرائی مین مذکور ہوگا یہان اسی قدر معلوم کرنا چاہیے کہ ہر ایک بیماری کا علاج اسی طور سے ہوتا ہی کہ اُسکا سبب دور کیا جاوے اور از آنجا کہ سبب مرار اور جدال کا یہی دونون چیزین ہین جیسا کہ بیان ہوا بس ان دونون کو دور کرنے سے علاج اُنکا ہو جائیگا پھر مرار اور جدال کے ترک کی یہانتک مواظبت چاہیے کہ عادت اور طبیعت مین داخل ہو جاوے اور نفس مین کنقش الحجر جاگزین ہو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے داود طائی رح سے پوچھا

اگر تمنے عزلت نشینی کیون اختیار کی اُنھون نے کہا کہ اس جہت سے کہ نفس پر جدال کے چھوڑنے کا مجاہدہ کرون آپ نے فرمایا کہ تو اسطرح کرنا چاہیے کہ لوگون مین بیٹھو اُنکی سنو اپنی نہ کہو داؤد طائی کہتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا مگر مجاہدہ نہایت سخت پایا اور واقع مین یہ صورت مجاہدہ کی بڑی مشکل ہو اسلیے کہ جو شخص غیر سے غلطی سنتا ہو اور اُسکی اصل حقیقت کے بتانے پر قادر ہو اُسکو صبر کرنا بہت ہی دشوار معلوم ہوتا ہو اور اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حق پر ہو کر مرار چھوڑ دے اُسکو جنت اعلیٰ مین مکان ملیگا کیونکہ یہ امر نفس پر نہایت شاق ہو خصوصاً مذاہب اور عقائد مین اسکا زیادہ غلبہ ہوتا ہو کیونکہ بحث امر طبعی تو پہلے ہی سے ہو جب یہ معلوم ہوا کہ فلان عقیدہ کے ظاہر کرنے مین ثواب ہو تو ثواب کی حرص بڑھتی ہو اور طبیعت و شریعت ایک دوسرے کی معاون ہوتی ہین اور یہ بھی ایک خطا ہی ہو صواب نہین ہو کہ اپنی زبان سے اہل قبلہ کو کچھ نہ کہے اور جب کسی اہل بدعت کو دیکھے تو علیحدہ خلوت مین اُسکو نصیحت کرے اسطرح کہ جدال کی بُو نہ پائی جاوے ورنہ اُسکو یہ خیال ہوگا کہ مقرر لوگ اگر چاہتے ہین تو تقریر سے دوسرے کو ساکت کر دیتے ہین ایسا ہی اگر یہ بھی کرتے ہین اس خیال سے بدعت اُسکے دل مین پک جاویگی پس نرمی سے بطور خیر خواہی اُسکو سمجھانا چاہیے اگر مان لے فبہا والا وہ جانے اُسکا کام اپنے آپ اُس سے کنارہ کرے حدیث شریف مین ہو کہ آپ نے فرمایا [۲۷] رحم اللہ من کف لسانہ عن اہل القبلۃ الا باحسن ما یقدر علیہ اور ہشام بن عروہ رض فرماتے ہین کہ آپ نے اس کلام کو سات بار فرمایا اور جو شخص جدال کا عادی ہو جاتا ہو اور اُسکے باعث نفس کو عزت اور قبول زیادہ پاتا ہو تو اُس مین یہ مہلکات زور پکڑ جاتے ہین اور حب سلطان غضب اور کبر اور ریا اور محبت عزت و جاہ اکٹھے چڑھ آتے ہین تو تاب مقاومت نہین لاتا کیونکہ اُن مین ایک ایک جداگانہ صفت ایسی ہو کہ اُس سے لڑنا مشکل پڑتا ہو جب سب جمع ہو گئے تو خدا ہی بچاوے تو بچے

پانچوین آفت خصومت ہو اور اسمین اور مراء جدال مین یہ فرق ہو کہ مراء اُسکو کہتے ہین کہ دوسرے کے کلام مین عیب ظاہر کرے اور سواے اُسکی تحقیر اور اپنی تفضیل کے اور کوئی مطلب نہو اور جدال اُمور مذہبی کی بحث سے متعلق ہوتا ہو اور خصومت یہ ہو کہ جھگڑے سے غرض مال یا کسی حق کا لینا مقصود ہو اور یہ کبھی بے اعتراض ہوتی ہو اور کبھی اعتراض سے اور پہلی دونون چیزین بے اعتراض کے نہین ہوتین اَب معلوم کرنا چاہیے کہ خصومت بھی بُری چیز ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [۲۸] ان ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصام اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یون روایت حدیث ہو [۲۹] من جادل فی خصومۃ بغیر علم لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ خصومت سے بچنا چاہیے اسلیے کہ وہ دین کو برباد کرتی ہو اور یہ تو ضرب المثل ہو رہا ہو کہ پرہیزگار آدمی دین مین خصومت نہین کیا کرتے **مصرع** دو صاحب دل نگہدارند موئے + اور ابن قتیبہ فرماتے ہین کہ ایک روز مین بیٹھا تھا بشر بن عبد اللہ میرے پاس کو گذرے پوچھا کہ یہان کیون بیٹھے ہو مین نے کہا کہ مجھ مین اور میرے چچا زاد بھائی مین ایک شی پر تنازع ہو اُنھون نے کہا کہ تمھارے باپ کا میرے اوپر حق ہو مین چاہتا ہون کہ اُسکی مکافات تمسے کرون یہ جان لو کہ خصومت سے زیادہ بڑھکر کوئی بُری چیز نہین دین اُس سے برباد ہوتا ہو مروت اس سے جاتی رہتی ہو لذت زندگی مفقود ہوتی ہو دل اسی مین الجھا رہتا ہو مین یہ سُنکر اُٹھا اور گھر کو جانا چاہا میرے طرف ثانی نے کہا کہ کہان چلے مین نے کہا کہ اَب مین نزاع نہین کرتا اُسنے کہا کہ شاید اَب معلوم ہو گیا کہ حق میرا ہی ہو مین نے کہا کہ یہ بات تو نہین لیکن خصومت مین نہین چاہتا اُسنے کہا اگر یہی بات ہو تو مجکو اب کچھ دعوی نہین وہ شی آپ ہی رکھیے یہان یہ شبہہ ہوتا ہو کہ جب انسان کا حق کوئی ظالم دبالے تو اُسکے طلب اور حفظ مین خصومت ضرور ہو اُسکی مذمت کس طرح ہو سکتی ہو تو اُسکا جواب یہ ہو کہ خصومت ہمیشہ ایک ہی طرح تو نہین ہوتی کبھی جھوٹی بھی ہوتی ہو کبھی بے جانے ہوا کرتی ہو جیسے وکیل جھگڑا کرتے ہین کہ اُنکو اس بات کا علم نہین ہوتا کہ حق بجانب کسکے ہو مگر وکالت جس طرف ہو کر لیتے ہین اور بے جانے خصومت و جوابدہی کرتے ہین

اور کبھی طلب حق مین مقدار واجب سے زیادہ طلبی ہوتی ہو اور جھگڑنے مین بقدر حاجت پر اکتفا کرکے زیادہ تر لیچڑ پن اور خصومت محض ایذا کے
لیے یاد بانے کے لیے کرتے ہین اور کبھی عین خصومت مین ایسے کلمات ایذا دہندہ پیش کرتے ہین جنکی حاجت وجہ ثبوت اور اظہار حق مین کچھ نہین
ہوتی اور کبھی بناء خصومت محض عناد پر ہوتی ہو کیونکہ شی متنازعہ فیہ ایسی حقیر ہوتی ہو کہ طرفین کے نزدیک اُسکی کچھ حقیقت نہین ہوتی بلکہ علانیہ
بعض لوگ کہہ دیتے ہین کہ اس تزاع سے ہماری غرض صرف عناد اور طرف ثانی کا ہتک ہو ورنہ ایسا مال تو مین جوتی پر مارتا ہون پس اسطرح
کی خصومت بہت بُری ہو اور اگر مظلوم آدمی اپنی دادرسی کے لیے حجت بطور شریعت کرے اور لیچڑ پن اور اسراف اور قدر حاجت سے زیادہ
خصومت نہ کرے اور قصد عناد و ایذا بھی درمیان مین نہو تو اُسکا فعل حرام نہین مگر بہتر یہ ہو کہ جب تک بے خصومت راہ نکلے تب تک نالشی نا
نہو اسلیے کہ خصومت و جھگڑے مین زبان کو حد اعتدال پر ضبط کرنا دشوار ہو خصومت کے باعث سینہ مین غصہ کی لپٹ اُٹھتی ہو اُسکے سبب حق
تو بالائے طاق ہو جاتا ہو صرف طرفین مین کینہ باقی رہتا ہو یہانتک کہ ایک کے رنج سے دوسرے کو خوشی ہوتی ہو اور اُسکی راحت سے
اُسکو بے چینی اور ایک دوسرے کی ہتک مین زبان درازیان ہوتی ہین پس جو شخص خصومت اول کرتا ہو ان بُری چیزون مین مبتلا ہوتا ہو
اور ادنی مرتبہ یہ ہو کہ دل پر تشویش غالب ہوتی ہو یہانتک کہ نماز مین بھی یہی دھیان رہتا ہو کہ کسطرح حریف پر غالب ہونا چاہیے
غرضکہ خصومت سے بات بڑھ جاتی ہو قدر واجب پر نہین رہتی ہو اسلیے گویا منشا ہر ایک شر کا خصومت ٹھہرتی ہو اور یہی حال مراء
اور جدال کا ہو تو بہتر یہی ہو کہ بالکل اسکا باب ہی بند کیا جاوے اور اگر ضرورت ہو تو اُسوقت بھی زبان اور قلب کو لوازم خصومت مذکورہ
بالا سے بچاوے اور یہ امر نہایت دشوار ہو ہر چند جو شخص خصومت واجبی پر کفایت کرے وہ گناہگار نہوگا اور نہ اُسکی خصومت بُری
کہلائیگی تاہم اگر شی متنازعہ فیہ سے مستغنی ہو اور اُسکے پاس اسقدر ہو کہ اُسکی کچھ پروا نہ رکھتا ہو تو خصومت کرنے سے گناہگار نہین تارک اولے
ضرور ہوگا اور خصومت اور مراء و جدال سے ادنی درجہ یہ ہو کہ اچھی طرح بولنا آپس مین چھوٹ جاتا ہو اور طیب کلام کے ثواب سے محروم
رہتا ہو اور طیب کلام کا اقل رتبہ یہ ہو کہ موافقت ظاہر ہو اور اعتراض و طعن سے یہ امر بمراحل دور ہو اسواسطے کہ جو شخص دوسرے
سے خصومت اور مراء و جدال کرتا ہو وہ دوسرے کو یا جاہل ٹھہراتا ہو یا جھوٹا پھر طیب کلام کہان ہو جسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یمکنکم من الجنة طیب الکلام و اطعام الطعام اور قرآن مجید مین ارشاد ہو وقولوا للناس حسنًا اور حضرت ابن عباس رض
فرماتے ہین کہ اگر خدا کی مخلوق مین سے کوئی تمکو سلام کرے تو اُسکے جواب مین تم بھی سلام کرو گو وہ مجوسی ہی کیون نہو اسلیے کہ خدا تعالے
فرماتا ہو و اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منہا اور مجکو تو اگر فرعون بھی اچھا کلمہ کہے تو اُسکا جواب ویسا ہی دون اور حضرت انس رض سے یہ حدیث منقول
ہو کہ جنت مین بعضے مکان ایسے لطیف و شفاف ہین کہ باہر سے اندر کی چیز اور اندر سے باہر کی چیز معلوم ہوتی ہو اللہ تعالے نے انہین
اُن لوگون کے لیے بنایا ہو کہ جو کھانا کھلاتے ہین اور نرمی سے گفتگو کرتے ہین اور روایت ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ
سور نکلا آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح چلا جا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اس جانور سے ایسا فرماتے ہین فرمایا کہ مجکو برا معلوم ہوتا ہو کہ میری
زبان بدی کی عادی ہو اور حدیث شریف مین وارد ہو کہ الکلام الطیبة صدقة اور فرمایا اتقوا النار ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبکلمة طیبة
اور حضرت عمر رض کا قول ہو کہ نیکی ایک چیز آسان ہو وہ کشادگی پیشانی اور نرمی زبان ہو اور بعض حکما کا قول ہو کہ نرم گفتگو پوشیدہ
کینون کو دھو ڈالتی ہو اور یہ بھی بعض حکما کا قول ہو کہ خدا تعالے کسی کلام سے ناراض نہین ہوتا اتنی شرط ہو کہ ہم نشین راضی رہے
پس آدمی کو چاہیے کہ اپنے پاس بیٹھنے والے سے اچھے کلام کرنے مین دریغ نہ کرے شاید خداوند کریم اُسکے عوض مین ثواب
محسنین کا عنایت فرماوے غرضکہ نرم گفتگو مین کتنے فضائل ہین اور خصومت و مراء اُسکی ضد ہین جنسے آدمی کو وحشت ہوتی ہو عیش
تلخ ہو جاتا ہے غصہ آتا ہے دل کو رنج ہوتا ہے اللہ بچاوے بمنہ و کرمہ

چھٹی آفت کلام کو خوب بنا بنا کر کہنا اور سجع اور قافیہ اور فصاحت کے لیے تکلف کرنا اور تمہید و مقدمات گڑھنے جیسا کہ اکثر مدعیان تقریر کی عادت ہو اسطرح کا تکلف اور تصنع مذموم ہو حدیث شریف مین ہو کہ آنا واتقیاء امتی برار من التکلف اور فرمایا ان ابغضکم الی وابعدکم منی مجلسا الثرثارون المتفیہقون المتشدقون فی الکلام اور حضرت فاطمہ فرماتی ہین کہ آپ نے فرمایا شرار امتی الذین غذوا بالنعیم یاکلون الوان الطعام ویلبسون الوان الثیاب ویتشدقون فی الکلام اور فرمایا الا ہلک المتنطعون اور اس جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا متنطع کے معنی تعمق اور مبالغہ کے ہین اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ کلام مین بلبلانا شیطان کی طرف سے ہو اور حضرت عمر بن سعد رض ایک روز اپنے باپ کی خدمت مین کچھ حاجت لیکر آئے اور اُسکے لیے ایک تمہید بیان کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جتنی لنبی حاجت آج تمنے بیان کی کبھی نہین کی تھی مین نے سنا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ کلام کو ایسا چابینگے جیسے گائے گھاس چابتی ہو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد رض کو بیٹے کی تمہید حاجت سے پہلے بری معلوم ہوئی اور اُسکو سراسر تصنع اور تکلف جانا اور یہ مذموم ہو اور آفات لسانی سے ہو اور جو قافیہ بندی کہ عادت سے خارج ہو وہ سب اسمین داخل ہو گفتگو اور بول چال مین بھی ایسا تکلف ممنوع ہو چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ مردہ کے عوض غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا تو ایک شخص اُن لوگون مین سے بول اُٹھا جنکے سبب سے وہ بچہ ضائع ہوا تھا کہ ہم ایسے کا کس طرح خون بہا دین جسنے پیا نہ کھایا نہ رویا نہ چلایا ایسا خون بہا معافی مین کیون نہ آیا آپ نے فرمایا کہ کیا جاہلون کی سی فقرہ بندی کرتے ہو غرضکہ آپ کو یہ قافیہ اثنائے گفتگو مین برا معلوم ہوا اور واقع مین ایسے کلام مین اثر تکلف کا صاف معلوم ہوتا ہو پس ضرور ہو کہ کلام اسطرح کرے کہ مقصود حاصل ہو جاوے اور مطلب صرف دوسرے کو سمجھانے سے ہو اُسکے سوا جو کچھ ہو وہ تکلف مین داخل ہو جسکی مذمت شرع مین موجود ہو ہان اسمین وہ قافیہ بندی داخل نہین جو خطبہ یا وعظ مین بے افراط و مبالغہ کرتے ہین کیونکہ مقصود وعظ و تذکیر سے دلون کا شوق دلانا اور تحریک اور قبض و لبسط ہو اور الفاظ کی خوبی کو اُسمین بڑی تاثیر ہو تو اسمین عمدہ الفاظ و موقع کا ہونا بجا ہو مگر جو محاورے کہ روزمرہ کی حاجات مین بولے جاتے ہین اُن مین وزن و قافیہ کی کچھ ضرورت نہین تو اُن مین تکلف اور زبان اُینٹھنے سے کیا فائدہ وہ سراسر مذموم ہو اور باعث اس تمام تصنع کا ریا اور اپنی فصاحت و بلاغت کا اظہار ہوتا ہو جو شرعًا ناجائز اور ممنوع ہو

ساتوین آفت فحش کہنا اور گالی اور بکجکر دینا ہو یہ بھی مذموم اور ممنوع ہو اور اسکا منشا خبث باطنی اور کمینہ پن سے ہوتا ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والفحش فان اللہ تعالے لا یحب الفحش ولا التفحش اور بدر کی لڑائی مین جو مشرک مارے گئے تھے اُنکے حق مین بھی گالی دینے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ انکو گالی نہ دو کیونکہ جو کچھ تم اُنکو کہتے ہو اُنکو تو لگتی نہین زندہ کو ایذا ہوتی ہو اور خبردار رہو کہ برا کہنا کمینہ پن ہو اور ایک حدیث شریف مین فرمایا لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی اور فرمایا الجنۃ حرام علے کل فاحش ان یدخلہا اور فرمایا کہ چار آدمی ایسے ہونگے کہ دوزخ کے لوگون کو باوجود اُنکی ایذا کے اور ایذا دینگے یعنی وہ تو اپنی مصیبت مین ہونگے کہ کھولتے پانی اور آگ مین دوڑ رہے ہونگے اور اپنی خرابی و تباہی پکار رہے ہونگے اُسپر وہ چارون اور زیادہ جلون کو جلاوینگے ان مین سے ایک شخص ایسا ہوگا کہ اُسکے منھ سے پیپ اور خون بہتا ہوگا تو اُس سے پوچھینگے کہ ای پھٹکارے ہوئے کہ تیرا کیا حال ہو تو نے ہماو دکھ پر دکھ دیا وہ کہیگا کہ جو کلمہ برا اور خبث مجھے سوجھتا تھا اُسکو منہ سے کہکر جماع کا سامزا لیا کرتا تھا اور نیز آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے عائشہ اگر فحش گوے آدمی ہوتا تو بڑا بد ہوتا اور فرمایا کہ[١٦] البذار والبیان شعبتان من
النفاق اس حدیث میں بیان کے کئی معنی ہو سکتے ہین ایک تو یہ کہ جو شی ظاہر کہنے کی نہو اسکو بیان کرنا یعنی ظاہر کہنا مراد ہو دوسرے یہ کہ
بیان سے مبالغہ غرض ہو یعنے چیز کو ایسا مبالغہ کے ساتھ کہنا کہ تکلف مین داخل ہو جاے تیسرے یہ کہ امور دینی اور صفات آلہیہ کا بیان
مراد ہو کیونکہ ان چیزون کا مجملاً عوام کے کان مین ڈال دینا اچھا ہی بہ نسبت اسکے کہ اُن مین مبالغہ کیا جاوے اسلیئے کہ غالب درجہ کے
بیان سے شک وشبہہ پیدا ہوتا ہی اور وسوسے اُٹھتے ہین اور مجمل کہدینے سے دل جھٹ پٹ اُسکے ماننے کی طرف مائل ہو کر مطمئن ہو جاتا
ہی مگر چونکہ حدیث شریف مین اس لفظ کو بذار یعنے پھکڑ کے پاس ذکر فرمایا ہی تو غالب یہی معلوم ہوتا ہی کہ بیان سے غرض یہی ہی کہ جس
بات سے شرم آتی ہو اُسکو پکار کر کہے اور یہ شعبۂ نفاق اسوجہ سے ہی کہ ایسے امور مین اغماض اور تغافل ہی برتنا چاہیئے کشف
اور بیان نہ کرے اور ایک حدیث مین ہی کہ[٢٦] ان اللہ لایحب الفاحش المتفحل الصیاح فی الاسواق اور حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہین
کہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا اور میرے باپ میرے آگے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ[٣٦] ان الفحش
والتفاحش لیسا من الاسلام فی شی وان احسن الناس اسلاما احاسنہم اخلاقا اور ابراہیم بن میسرہ فرماتے ہین کہ ایسا سنا ہی کہ فحش
اور پھکڑ والا قیامت کو کتے کی صورت یا اُسکے پیٹ مین ہو کر آویگا اور احنف بن قیس رح فرماتے ہین کہ مین تمکو سب سے زیادہ مرض
بتلائے دیتا ہون وہ زبان پھکڑ باز اور کمینی عادت ہی پس یہ تو مذمت فحش کی ہوئی اب اُسکی تعریف کو سُنا چاہیئے کہ فحش اسکا نام ہی
کہ امور قبیحہ کو صریح الفاظ سے ذکر کرنا مثلاً شرمگاہ کا نام لینا وغیرہ جیسا کہ اکثر مسخرے دن رات بکا کرتے ہین اور نیکبخت لوگ ایسی
چیزون کا کنایۃً نام لینے سے بچتے ہین ضرورت کے وقت رمز کے طور پر ذکر کرتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
اللہ جل شانہ حیا والا ہی گناہ کو معاف کرتا ہی اور اشارہ بیان فرماتا ہی دیکھو صحبت کو لمس کے لفظ سے ارشاد کیا ہی پس جماع کے لیے
صحبت اور وقاع اور لمس اور دخول وغیرہ الفاظ کنایات ہین کہ جنمین فحش نہین مگر اسکے لیے بعض الفاظ ایسے کر یہ مستعمل ہین کہ ناگفتہ بہ
ہین اکثر گالی وغیرہ دینے مین اُسکا استعال ہوتا ہی اور ان مین سے بھی بعض مین فحش زیادہ ہی اور بعضون مین کم اور ہر ملک و دیار مین
عادت کے اختلاف سے اُن مین بھی اختلاف ہی بہر صورت اُن مین سے کمتر درجہ کے مکروہ ہین اور زیادہ درجہ کے ممنوع اور اِن دونون
کے درمیان کے الفاظ مین کہ وہ بھی خالی از خرخشہ نہین اور کچھ فحش جماع ہی پر موقوف نہین ہر ایک امر مکروہ اور کو ایسا ہی خیال کرنا چاہیئے
مثلاً قضاء حاجت کے لیے اگر پاخانہ اور پیشاب کہین تو اور الفاظ کی نسبت بہتر ہی غرضکہ جو الفاظ مکروہ ہین اُنکو صراحۃً ذکر کرنا نہ چاہیئے
ورنہ فحش مین داخل ہو گا اسی طرح عورتون کا ذکر بھی کنایۃً مناسب ہی مثلاً یون نہ کہنا چاہیے کہ تمھاری جورو نے یہ کہا بلکہ اس طرح
بولنا چاہیے کہ گھر مین سے یہ کہا یا پردہ سے یہ آواز آئی یا لڑکون کی ماں نے یہ کہا خلاصہ یہ کہ ایسے الفاظ مین کنایہ ہی اچھا ہی تصریح سے
فحش ہو جاویگا علے ہذا القیاس جس کسی کو کوئی گھن کی بیماری ہو مثل برص و جذام و بواسیر وغیرہ کے تو اُسکا ذکر کرنا اچھا نہین بلکہ اسطرح
ذکر کرے کہ جسکو سخت بیماری ہی یا اور کوئی ایسا ہی لفظ کہے تصریح سے بیان کرنا فحش ہی اور آفت لسان مین داخل ہی علا بن ہارون
کہتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک بار بغل مین پھوڑا نکلا اور اُنکی عادت تھی کہ زبان کی حفاظت بہت کرتے تھے ہم اُنکی عیادت
کو گئے کہ دیکھین اسمین کیا کہینگے ہمنے پوچھا کہ کہان نکلا ہی اُنھون نے فرمایا کہ ہاتھ کے اندر کی طرف اور سبب فحش کا یا ایذا دینی ہی یا بُرون
کی صحبت سے عادت پڑ جاتی ہی کہ اکثر اُنکی عادت گالی کی ہوتی ہی ایک اعرابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھکو
وصیت فرمایئے آپ نے[٤٦] فرمایا کہ خدا سے ڈرتا رہ اور اگر تجھ مین کچھ بات دیکھکر کوئی تجھکو عار دلاوے تو تو اُسکی بات دیکھکر اُسکو عار مت دلا
یعنی اگر کوئی بُرا کہے تو اُسکے جواب مین ویسا ہی مت کہہ اُس مین اُسکے اوپر وبال رہیگا اور تجھکو ثواب ملیگا اور کسی چیز کو گالی مت دینا

١٦ فحش اور بیان دو شعبہ ہین نفاق کے ترمذی و حاکم بروایت ابو امامۃ ١٢ ٢٦ اللہ تعالے نہین دوست رکھتا فاحش بیہودہ گو بازارون مین چیخنے والے کو ابن ابی الدنیا بروایت جابر بسند ضعیف اور طبرانی نے بسند جید بروایت ابو امامہ نقل کیا ہی اور بجای الصیاح فی الاسواق ١٢

٣٦ نہین ہی ١٢ فحش اور بیہودہ گوئی اسلام مین سے کسی چیز مین شمار نہین اور اچھا زیادہ اسلام مین لوگون مین سے وہ ہی جو اُن سب مین خلق مین اچھا ہو ١٢ احمد و ابن ابی الدنیا ١٢ ٤٦ احمد و طبرانی بروایت بن جابر بن سلیم یا سلیم بن جابر ١٢

اعرابی کہتا ہی کہ پھر مین نے کبھی گالی نہ دی اور عیاض بن حمار رضہ نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک آدمی جو مجھسے رتبہ مین کم ہی مجھکو گالیان دیا کرتا ہی تو اسکا کچھ مضائقہ تو نہین کہ مین بھی اُس سے بدلا لے لون آپ نے فرمایا کہ گالی گلوج کرنے والے دونون شیطان ہوتے ہین ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہین اور تہمت لگاتے ہین اور ایک حدیث مین فرمایا سباب المومن فسوق وقتالہ کفر اور فرمایا کہ گالی لڑنے والے جو کچھ کہتے ہین وہ اُسی پر پڑتی ہی جس نے ابتدا کی ہو بشرطیکہ مظلوم حد سے نہ بڑھ جاوے اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے والدین کو گالی دے اُسکو خدا کی پھٹکار ہی اور ایک روایت مین ہی کہ یہ سب کبیرون سے بڑا گناہ ہی کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت آدمی ماباپ کو کیسے گالی دیگا آپ نے فرمایا کہ دوسرے کے ماباپ کو گالی دے اور وہ جواب مین اُسکے ماباپ کو کہے تو گویا اس گالی کا باعث یہی ہوا

آٹھوین آفت لعنت کرنا یہ امر حیوان اور انسان اور جمادات کے لیے سب کے لیے بُرا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المومن لیس بلعان اور فرمایا لاتلاعنوا بلعنۃ اللہ ولا بغضبہ ولا بجہنم اور حضرت حذیفہ رضہ فرماتے ہین کہ جس قوم نے ایک دوسرے کو لعنت کی اُنپر خدا کی مار بیشک ہوئی اور حضرت عمران بن حصین فرماتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین تھے ایک انصار کی عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی اُسنے جو کچھ بدی کی تو عورت نے کہا کہ تجھپر خدا کی لعنت ہی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا بوجھ وغیرہ اوتار کر ننگا کردو کہ اب تو وہ ملعون ہو چکی راوی کہتے ہین کہ وہ اونٹنی گویا میری نظرون مین پھرتی ہی کہ لوگون مین پھرتی تھی اور کوئی اُس سے مزاحمت نہ کرتا تھا اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب کوئی زمین کو لعنت کرتا ہی تو وہ کہتی ہی کہ جو ہم مین سے زیادہ نافرمان اللہ جل شانہ کا ہو اُسپر لعنت ہو اور حضرت عائشہ رضہ روایت کرتی ہین کہ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضہ کو سنا کہ کسی اپنے غلام کو لعنت کرتے تھے آپ اُنکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے ابو بکر کیا صدیق بھی لعنت کیا کرتے ہین کلا ورب الکعبۃ اس جملہ کو کئی بار ارشاد فرمایا حضرت ابو بکر رضہ نے اُسی روز اُس غلام کو آزاد کر دیا اور آپ کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ اب مین کبھی ایسی خطا نہ کرونگا اور ایک حدیث مین فرمایا کہ ان اللعانین لایکونون شفعاء ولا شہداء یوم القیامۃ اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب اونٹ پر جاتا تھا اُسنے اپنے اونٹ کو لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ ملعون اونٹ پر ہمارے ساتھ مت چلو اور یہ اسلیے فرمایا کہ اُسکو معلوم ہو کہ آپ کو یہ لعنت کہنا بُرا معلوم ہوا اور لعنت کے معنی یہ ہین کہ خدا کے یہان سے دور نکالدینا پس یہ لفظ اُسی پر بولنا درست ہوگا کہ جسمین ایسی صفت پائی جاوے جس سے اللہ تعالےٰ سے بعد ہوتا ہو اور وہ صفت کفر و ظلم کی ہی تو یہ کہنا جائز ہی کہ ظالمون پر خدا کی لعنت اور کافرون پر خدا کی لعنت غرض جسطور پر شرع مین وارد ہی انھین الفاظ سے کہنا چاہیے کیونکہ لعنت مین خطر بھی ہی اسلیے کہ یہ غیب دانی کا دعویٰ ہی کہ اُسکے ملعون کو خدا نے دور کردیا یہ بات تو سوا خدا کے اور کوئی نہین جان سکتا یا خداوند کریم اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تبلادے تو اُنکو اُسکا علم ہو سکتا ہی غیر کو کس طرح علم ہو سکتا ہی اب معلوم کرنا چاہیے کہ جو صفات مقتضی لعنت کے ہین وہ تین ہین کفر و بدعت اور فسق اور اُن مین لعنت کرنے کے تین طور ہین پہلا تو یہ کہ وصف عام کے ساتھ لعنت کرے مثلاً یون کہے کہ کافرون اور بدعتیون اور فاسقون پر خدا کی لعنت ہو دوسرا یہ کہ وصف کو اُس سے کچھ خاص کرکے کہے جیسے خدا کی لعنت یہود و نصاریٰ و مجوس و قدریہ و خوارج و روافض و زانی و ظالم و سود خوار پر اور یہ دونون شقین جائز ہین مگر اہل بدعت پر لعنت کہنے مین تردد ہی کیونکہ بدعت کا پہچاننا امر مشکل ہی اور حدیث شریف مین کوئی لفظ اُسکے لیے وارد نہین تو عوام کو اس سے روکنا چاہیے ورنہ لوگون مین نزاع اور فساد پیدا ہوگا تیسرا طور لعنت کا یہ ہی کہ کسی شخص معین پر ہو اور یہ محل خطر ہی مثلاً زید اگر کافر یا فاسق یا بدعتی ہی تو اُسکو نہ کہنا چاہیے کہ زید پر لعنت ہی اور اُسکی تفصیل یہ ہی کہ جس شخص پر شرع مین لعنت ثابت

ہوئی ہو اسلیے کہنے مین مضائقہ نہین مثلاً یون کہنا کہ فرعون خواہ ابوجہل پر خدا کی لعنت کیونکہ شرعاً ثابت ہو کہ یہ دونون کفر پر مرے لیکن اس زمانہ کے کسی شخص معین کو گو کافر ہی کیون نہو لعنت کرنا اچھا نہین شاید وہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے اور ایماندار ہوجاوے تو پھر کسطرح اُسکو خدا کی رحمت سے دور کہہ سکتے ہین پس اگر کوئی یون کہے کہ جیسا مسلمان کو حالت اسلام مین رحمہ اللہ کہہ سکتے ہین ایسا ہی کافر کو بھی جب وہ کفر کی حالت مین ہو لعنت کرنا درست چاہیے اور جیسا کافر مین احتمال ہو کہ مسلم ہوکر مرے ویسا ہی مسلمان مین شبہہ ہو کہ کافر ہوکر مرے تو اُسکا جواب یہ ہو کہ رحمہ اللہ سے مراد یہ ہو کہ خدا اُسکو مرتے دم تک مسلمان رکھے جس سے قابل رحمت ہو اور یہ بات لعنت مین ممکن نہین یعنی نہین کہہ سکتے کہ خدا فلانے کو کافر رکھے جو لعنت کا سبب ہو اسلیے کہ یہ کفر کا سوال ہو اور ایسا سوال خود کفر ہو ہان اگر یون کہے تو ہوسکتا ہو کہ اگر کفر پر مرے تو خدا کی لعنت ہو ورنہ اگر اسلام پر مرے تو لعنت نہو اور یہ طور بھی محظور ہو اسلیے کہ تردد ہی رہا یہ حال معلوم کیسے ہوسکتا ہو کہ خاتمہ کیسا ہوگا اور لعنت نہ کرنے مین کچھ بھی خطرہ نہین پس جب کافر کا یہ حال ہوا تو ظاہر ہو کہ فاسق اور بدعتی کو بطریق اولی لعنت نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ آدمی کا حال ہمیشہ یکسان نہین رہتا کیا معلوم ہو کہ انجام کو کیسا ہوجاوے البتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلوم کرسکتے تھے کہ اُسکا انجام کیسا ہوگا اسلیے جنکا حال معلوم ہوگیا تھا اُنکے لیے بددعا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اللہم علیک بابی جہل بن ہشام وعتبہ بن ربیعۃ اور جو لوگ کہ جنگ بدر مین کافر مارے گئے تھے اُنکو بھی لعنت و بددعا مین شامل فرماتے تھے مگر جسکا انجام معلوم نہ تھا جب اُسکو لعنت کرتے تو خدا تعالے نے منع فرمادیا چنانچہ آپ مہینہ بھر دعاے قنوت مین اُن لوگون کو لعنت کرتے رہے جنھون نے بیر معونہ کے لوگون کو مارا تھا اُسی وقت یہ آیت اُتری لیس لک من الامر شئ اویتوب علیہم اویعذبہم فانہم ظالمون یعنی شاید وہ مسلمان ہی ہو جاوین تمنے کیسے جانا کہ وہ ملعون ہین اسیطرح اگر ہمکو بھی کسی کا حال معلوم ہوجاوے کہ خاتمہ کفر پر ہوا ہی تو اُسکو لعنت اور بُرا کہنا درست ہو بشرطیکہ اسمین کسی مسلمان کو ایذا نہوتی ہو ورنہ اُسپر بھی لعنت درست نہین چنانچہ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طائف کو تشریف لیے جاتے تھے حضرت ابوبکر رض سے ایک قبر کا حال پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہو آپ نے عرض کیا کہ یہ قبر سعید بن عاص کی ہو یہ شخص خدا اور رسول سے سرکش رہتا تھا اُسکا لڑکا عمرو بن سعید جو ہمراہ تھا اِس بات سے غصہ ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ قبر اُس شخص کی ہو کہ ابوبکر رض کے باپ ابوقحافہ سے زیادہ کھانا کھلاتا تھا اور اُسکی نسبت زیادہ شجاع تھا پس حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا کہ آپ ملاحظہ فرماوین کہ یہ مجھسے کیسی بات کہتا ہو آپنے اُسکو منع کردیا اور اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جب کفار کا ذکر کیا کرو تو عام طور پر کہا کرو ورنہ تخصیص مین اُنکی اولاد بُرا مانیگی تو لوگون نے خاص کو بُرا کہنا چھوڑدیا اور نعیمان شراب پیا کرتا کئی بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین اُسکو سزا ہوئی پس بعض صحابہ نے کہا کہ خدا کی لعنت اس شخص پر اکثر یہی پکڑا آتا ہو آپ نے فرمایا کہ لاتکن عوناللشیطان علی اخیک اور بعض روایت مین ہو کہ آپ نے فرمایا لاتقل ہذا فانہ یحب اللہ ورسولہ غرضکہ شخص معین کی لعنت سے اُسکو روک دیا اس سے معلوم ہوا کہ معین آدمی فاسق کی لعنت جائز نہین حاصل کلام یہ ہو کہ معین لوگون کی لعنت مین خرابی ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر کوئی بالفرض شیطان ہی کو لعنت نہ کرے اور سکوت اختیار کرے تو کچھ اندیشہ نہین شیطان سے بڑھکر تو کوئی اور کیا ہوگا رہا یزید کی لعنت کا حال کہ اگر اسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا اجازت قتل دی تو اُسکو لعنت کہنا درست ہو یا نہین تو اُسکا یہ حال ہو کہ قتل و اجازت دونون کا یہ ثبوت کو نہین پہونچتی لعنت کا تو کیا ذکر ہو جب تک اُسکا قتل و اجازت ثابت نہو تب تک اُسکو قاتل اور اجازت دہ بھی نہ کہنا چاہیے اسلیے کہ قتل گناہ کبیرہ ہو اُسکی نسبت مسلمان کی طرف بلاثبوت کامل نہین ہوسکتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگر کوئی کسی کو کافر یا فاسق کہے اگر وہ ایسا نہوگا تو یہ لفظ کہنے والے ہی پر لوٹ آویگا اور فرمایا ما شہد رجل علے رجل بالکفر الا باء بہ احدہما ان کان کافرا فہو کما قال وان لم یکن کافرا فقد کفر بتکفیرہ اور یہ اُسوقت ہو کہ مسلمان جانکر کافر کہے لیکن اگر بدعت

وغیرہ کے سبب اُسکو کافر کہا تو خطا وار ہوگا کافر نہوگا اور حضرت معاذ رض فرماتے ہین کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو منع کرتا ہون مسلمان کو گالی نہ دینا اور امام عادل کی نافرمانی نہ کرنا اور مردون کے حال سے تعرض کرنا بہت سخت ہی مسروق فرماتے ہین کہ مین حضرت عائشہ رض کی خدمت مین گیا تو اُنھون نے کہا کہ فلانے شخص کا کیا حال ہی اُسپر خدا کی لعنت ہو مین نے عرض کیا کہ وہ مرگیا اُنھون نے فرمایا کہ تو خدا اُسپر رحم کرے مین نے پوچھا یہ کیا بات ہی اُنھون نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لاتسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا اور فرمایا لاتسبوا الاموات فتوذوا بہ الاحیاء اور نیز فرمایا ایہا الناس احفظوا فی اصحابی واخوانی واصحابی ولاتسبوہم ایہا الناس اذا مات المیت فاذکروا منہ خیرا اب اگر کوئی یون کہے کہ یہ بھی کہنا جائز ہی یا نہین کہ قاتل امام حسین علیہ السلام یا قتل کی اجازت دہندہ پر خدا کی لعنت ہو اُسکا جواب یہ ہی کہ بہتر یہ ہی کہ یون کہے اگر قاتل یا اجازت دہندہ قبل توبہ مرا ہو تو اُسپر خدا کی لعنت کیونکہ یہ احتمال ہی کہ شاید بعد توبہ مرا ہو دیکھو کہ وحشی نے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حالت کفر مین شہید کیا تھا مگر پھر مسلمان ہو کر کفر اور قتل سے سب سے توبہ کرلی اب نہین ہوسکتا کہ کوئی اُنکو لعنت کرے علاوہ اُسکے قتل گناہ کبیرہ ہی اس سے کافر مطلق تو ہو ہی نہین جاتا اس لیے اگر توبہ کی قید نہ لگائیگا تو لعن مین موجب خطر ہی اور سکوت مین کچھ بھی خطر نہین تو سکوت ہی بہتر ہی اور ہمنے جو یزید کی لعنت کا یہان ذکر کیا تو اُسی لیے کیا کہ لوگ لعن کے باب مین جھٹ پٹ زبان کھول دیتے ہین حالانکہ حدیث شریف مین آچکا ہی کہ مومن لعنت کنندہ نہین ہوتا تو چاہیے کہ جو شخص کفر پر مرگیا ہو اُسکے سوا پر زبان لعن نہ کھولین اور اگر لعنت ہی کو دل چاہے تو معین شخص کا ذکر نہ کرین وصف عام کے طور پر لعنت کرین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس سے تو یہی بہتر ہی کہ آدمی کچھ ذکر خدا کرے اور اگر نہو سکے تو چپ رہنے مین سلامتی ہی ع خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید + مکی بن ابراہیم کہتے ہین کہ ہم ابن عون کے پاس تھے اسمین بلال بن ابی بردہ کا ذکر چلا تو لوگ لعنت و مذمت کرنے لگے ابن عون چپکے سنا کیے لوگون نے اُنسے کہا کہ تمھین یاد ہی اُسنے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا آپ اُسکو بُرا کیون نہین کہتے آپ نے فرمایا کہ قیامت کو نامہ اعمال مین بھی دو باتین ہونگی ایک لا الہ الا اللہ اور دوسرے فلانے نے فلان کو لعنت کی تو مجکو یہی اچھا معلوم ہوتا ہی کہ میرے نامہ اعمال مین اول کلمہ نکلے دوسرا نہ نکلے اور ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ مجکو کچھ وصیت فرمایئے آپنے فرمایا کہ یہی وصیت ہی کہ بہت لعنت مت کیا کرو اور ابن عمران رض فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن وہ ہی جو کثرت سے لعن وطعن کیا کرے اور بعض اکابر کا قول ہی کہ مومن کو لعنت کرنا اُسکے قتل کے برابر ہی اور حماد بن زید جو اس قول کے راوی ہین کہتے ہین کہ اگر اس قول کو مین حدیث کہون تب بھی کچھ مضائقہ نہین اور واقع مین ابی قتادہ رض سے اسی مضمون کی حدیث نقل بھی ہی کہ من لعن مومنا فہو امثل ان یقتلہ اور کسی کو کوسنا بھی لعنت کے قریب ہی ہی یہانتک کہ ظالم کے حق مین یون کہنا کہ خدا اُسکو اچھا اور تندرست نہ کرے اور اُسکو موت آوے وغیرہ بھی بُرا ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ان المظلوم لیدعوا علے الظالم حتی یکافیہ ثم یبقی للظالم عندہ فضلۃ یوم القیمۃ

نوین آفت راگ اور شعر ہی باب سماع مین ہم لکھ چکے ہین کہ راگ مین سے کونسا حرام اور کونسا حلال ہی اُسکے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین اور شعر کا یہ حال ہی کہ اسمین سے اچھا اچھا ہی اور بُرا بُرا اگر اسطرح کہنا کہ اُسی کا ہو رہے یہ البتہ مذموم ہی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لان یمتلی جوف احدکم قیحا حتی یریہ خیر من ان یمتلی شعرا اور مسروق رض سے کسی نے کوئی بیت پوچھی تو اُنکو بُرا معلوم ہوا لوگون نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ میرے نامہ اعمال مین شعر نکلے اور بعض اکابر سے کسی نے کوئی شعر پوچھا تو آپ نے

ضحاک بن منقول ہی لعن المومن کقتلہ ۱۲
مظلوم دعا بد کرتا ہی ظالم پر یہانتک کہ اپنا بدلہ لیتا ہی پھر کچھ زیادتی بچی رہتی ہی ظالم کے لیے قیامت کے روز ۱۲ یہ حدیث مرفوعاً نہین ہے بلکہ اثر ایک صحابی کا ہے ۱۲
اگر بھر جاوے پیٹ تم مین سے کسی کا پیپ سے یہانتک کہ بگاڑ دے اُسکو تو اُسکے لیے اس سے بہتر ہی کہ بھرا شعر سے ۱۲ مسلم بروایت سعد بن ابی وقاص و بخاری از ابن عمر ۱۲

فرمایا کہ اُسکے عوض خدا کا ذکر کرو تو بہتر ہی خلاصہ یہ کہ شعر پڑھنا اور بنانا حرام نہین ہی بشرطیکہ اسمین کوئی کلام بیجا نہو کیونکہ حدیث صحیح ہی کہ ان من الشعر الحکمۃ مگر اتنی بات ہی کہ شعر مین اکثر مدح اور ہجو اور عورتون کا ذکر ہوتا ہی اور اسمین دروغ کو گنجائش ہی ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان[۲۶] بن ثابت انصاری رضؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ کفار کی ہجو بیان کرو اور مدح مین مبالغہ کرنے سے گو کسی قدر جھوٹ بھی ہو جاوے حرمت نہین ہوتی مثلاً سخاوت کی تعریف مین اسطرح کہا جاوے ؎ جو مانگے جان کوئی اُس سے کچھ نہ عذر کرے + ولے ضرور ہی سائل کو بھی خدا کا خوف + تو اگر ممدوح سخی نہو گا تو شاعر جھوٹا ہی ورنہ اگر سخی ہو گا تو مبالغہ شعر مین کچھ اور ہی نمک مرچ لگا دیتا ہی اُسکا اعتقاد تو مقصود ہوتا ہی نہین علاوہ اِسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اشعار ایسے پڑھے گئے ہین کہ اگر اُن مین تلاش کیجاوے تو مضامین مبالغہ کے نکلینگے حالانکہ آپ نے منع نہین فرمایا حضرت عائشہ رضؓ سے روایت[۲۷] ہی کہ مین ایک روز سوت کات رہی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی ٹانک رہے تھے مین نے جو آپ کی طرف دیکھا تو یہ نظر آیا کہ پیشانی مبارک عرق آلودہ ہی اور قطرات عرق روشنی مین کہکشان کی بہار دکھا رہے ہین مین دیکھتی ہی اُس حسن خداداد پر حیران رہگئی آپ نے جو میری حیرانی کی طرف ملاحظہ فرمایا تو پوچھا کہ ایسی مبہوت کیون ہو رہی ہو مین نے عرض کیا کہ آپ کے آب جوے پیشانی سے جو نور کی لہر اُٹھ رہی ہی اُس سے درطۂ حیرت مین ہون اگر آپ کو ابو بکر ہذلی دیکھتا تو جانتا کہ اُسکے شعر کے مصداق آپ ہی ہین آپ نے فرمایا کہ اُسکے شعر کیا ہین مین نے عرض کیا کہ یہ دو بیتین ہین ؎ ومبرّا من کل غبر حیضۃ + وفساد مرضعۃ وداء مغیل + واذا نظرت الی اسرۃ وجہہ + برقت کبرق العارض المتہلل انکا خلاصہ یہ ہی ؎ خمیر مایۂ صبح ست از صفا بدنت + ترا بقالب خورشید و ماہ ریختہ اند + ؎ بچہرۂ عرق آلود او نگر ز سحر + در آفتاب قیامت نمو د پر دین را + حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ نے اپنا کلام چھوڑ کر میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ جزاک اللہ خیرا یا عائشہ تو مجھ سے اتنی خوش نہین ہوئی ہو گی جتنا مین تجھ سے راضی ہوا اور جب جنگ حنین مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرمایا[۲۷] تو عباس بن مرداس کو چار اونٹ مرحمت فرمائے وہ چلے گئے اور ایک قصیدہ شعر اپنی زیادتی استحقاق اور شکایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لکھا آپ نے لوگون سے فرمایا کہ اسکی شکایت رفع کرو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اُسکو اپنے ساتھ لیگیے یہانتک کہ اُنھون نے سو اونٹ پسند کیے پھر تو سب مین زیادہ وہی راضی خوش تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اب بھی کچھ شعر کہا کرتے ہو اُنھون نے عذر و معذرت کرنی شروع کی اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون مین اپنی زبان پر شعر کو ایسا پاتا ہون جیسے چینٹی چلتی ہی جب وہ چینٹی کی طرح میری زبان مین کاٹنے لگتی ہی تو کچھ کہہ لیتا ہون بے کہے چارہ نہین آپ متبسم ہوئے اور فرمایا کہ عرب کے لوگ شعر گوئی نہ چھوڑینگے جبتک کہ اونٹ بلبلاتے رہینگے

دسوین آفت ہنسی ٹھٹھا ہی اصل مین یہ بھی بُری اور ممنوع ہی مگر تھوڑی سی کا مضائقہ نہین حدیث شریف مین ہی[۲۸] لا تمار اخاک و لا تمازحہ پس اگر یہ کہو کہ بات کاٹنی اور اعتراض کرنے مین تو ایذا ہوتی ہی کہ دوسرے کو جھوٹا یا جاہل قرار دیتے ہین مزاح مین تو یہ بات نہین اس سے صرف چہل اور دل لگی ہوتی یہ کیون ممنوع ہی پس جاننا چاہیے کہ ہنسی کی افراط اور مداومت ممنوع ہی مداومت سے تو دل ہمیشہ کھیل اور ہزلیات مین مصروف ہو جاتا ہی اور کھیل اگرچہ مباح ہی ہو مگر ہمیشہ اُسکا مرتکب ہونا ممنوع ہی اور افراط ہنسی سے قہقہہ ہوتا ہی جس سے دل مرجاتا ہی اور دل مین بغض پیدا ہوتا ہی اور ہیبت و وقار اُٹھ جاتا ہی اور اگر ہنسی ان عیوب سے پاک ہو تو مذموم نہین چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ آپ نے فرمایا[۲۸] انی لامازح ولا اقول الا حقا پس یہ آپ ہی کا کام تھا کہ اس بات پر قادر تھے کہ ہنسی و دل لگی مین امر حق کو فروگذاشت نہ کرین دوسرا شخص اگر اسکی سلسلہ جنبانی کرتا ہی اُسکا مقصود تو یہی ہوتا ہی کہ جسطرح بنے لوگون کو ہنساتے حالانکہ حدیث شریف[۲۹] مین ہی کہ آدمی وہ بات کرتا ہے جس سے اُسکے پاس والے ہنسین اور اُسکی باعث دوزخ مین ثریا سے بھی دور جا پڑتا ہی اور حضرت عمر رضؓ

[۲۵] چونکہ شعر مین بعض حکمت بھی ہوتی ہی ۱۲ باب العلم مین گذری
[۲۶] بخاری و مسلم بروایت براء بن عازب
[۲۷] بیہقی نے یہ قصہ نقل کیا ہی ۱۲ ممدوح پاک حیض کی کدورت اور دودھ پلانے کے فساد اور امراض سے اور جب کہ دیکھو تو اُس کی پیشانی کی چمن کی طرف تو چمکتی ہین مثل بجلی ابر بزرگ کے ۱۲
[۲۷] خدا تجھے جزاء خیر دے اے عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۲ مسلم نے بروایت رافع بن خدیج اس قصہ کو مختصر نقل کیا ہی ۱۲
[۲۸] نہ بات کاٹ اپنے بھائی کی نہ ہنسی کر اس سے ترمذی ۱۲ حدیث ترمذی ۱۲ میں ہنسی کرتا ہوں اور نہیں کہتا مگر سچ ۱۲
[۲۹] ترمذی ۱۲

فرماتے ہین کہ جو بہت ہنستا ہی اُسکی ہیبت کم ہوتی ہی اور جو چہل کرتا ہی نظرون مین سُبک ہو جاتا ہی اور جو ایک چیز کو زیادہ کرتا ہی وہ اُسکی حقیقت کو جان جاتا ہی اور جو زیادہ بولتا ہی وہ زیادہ غلطی کرتا ہی اور جو زیادہ غلطی کرتا ہی اُسمین حیا کم ہوتی ہی اور جو حیا کم رکھتا ہی اُسکا ورع بھی کم ہوتا ہی اور جو پرہیز کم کرتا ہی اُسکا دل مرجاتا ہی اور ایک وجہ یہ ہی کہ ہنسی کے باعث آخرت سے غفلت پائی جاتی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلاً اور ایک شخص نے اپنے بھائی سے کہا کہ تمکو یہ بھی خبر ہی کہ دوزخ مین جانا پڑیگا اُسنے جواب دیا کہ ہان معلوم ہی اُسنے کہا یہ بھی معلوم ہی کہ اُسمین سے نکلنا بھی نصیب ہوگا جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہین کہا کہ پھر خوشی کس چیز سے کر رہے ہو کہتے ہین کہ پھر کسی نے اُسکو مرتے دم تک ہنستے نہ دیکھا اور یوسف بن اسباط کہتے ہین کہ حسین رضی اللہ عنہ تیس برس تک نہ ہنسے اور عطار سلمی کی نقل ہی کہ وہ چالیس برس تک نہ ہنسے اور وہب بن الورد نے کچھ لوگون کو دیکھا کہ عید فطر مین ہنس رہے ہین آپ نے فرمایا کہ اگر اُنکی مغفرت ہو گئی ہی تو یہ فعل شکر کرنے والون کا سا نہین اور اگر مغفرت نہین ہوئی تو یہ کام خوف کرنے والون کا سا نہین اور حضرت عبد اللہ بن ابی یعلی فرماتے ہین کہ میان ہنستے کیا ہو شاید کفن دھوبی کے یہان سے دھل کر آگیا ہو یعنے موت بہت جلد آ والی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو گناہ کرکے ہنستا ہی وہ دوزخ مین روتا جاویگا اور محمد بن واسع فرماتے ہین کہ جب کوئی جنت مین جا کر رو دے تو خواہ مخواہ تعجب کی بات ہی لیکن جو دنیا مین ہنستا ہی اور اپنے خاتمہ اور انجام کا حال نہین جانتا یہ جنت کے رونے سے بھی زیادہ تر عجیب بات ہی یہ آفتین ہنسی کی ہین مگر ہنسی مین سے وہی قسم بُری ہی جو آواز کے ساتھ ہی یعنے مسکرانے سے زیادہ اور مسکرانا جسکو تبسم کہتے ہین اور بے آواز ہوتا ہی وہ اچھا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح تبسم فرماتے تھے حضرت قاسم[27] سے روایت ہی کہ ایک اعرابی ایک سرخ اونٹ پر سوار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام کیا پھر جب اونٹ کو آگے بڑھانے کا ارادہ کیا کہ کچھ پوچھے اونٹ نے بھڑکنا شروع کیا کئی بار ایسا ہی ہوا صحابہ یہ دیکھکر ہنسنے لگے آخر کو یہانتک بھڑکا کہ وہ سوار گر کر مرگیا لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ اونٹ نے اُس اعرابی کو ٹپک دیا اور وہ مرگیا آپ نے فرمایا وہ تو مرگیا مگر اُسکا خون تمھارے مُنہ مین بھرا ہوا ہی اور جس ہنسی سے ہیبت و وقار جاتا ہو وہ بھی مذموم ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو ہنسی کرتا ہی خفیف ہو جاتا ہی اور محمد بن منکدر رح فرماتے ہین کہ میری مان نے مجکو نصیحت کی ہی کہ لڑکون سے چہل مت کرنا ورنہ اُنکی نظرون مین ہلکا ہو جاویگا اور سعید بن العاص رض نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ نہ شریف آدمی سے ہنسی کر کہ تجھ سے دشمنی کریگا اور نہ کمینے سے ہنسی کر کہ تجھپر جرات کرنے لگیگا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہین کہ خدا سے ڈرو اور ہنسی سے کوسون بھاگو کہ اُس سے کینہ ہوتا ہی اور انجام بُرا ہوتا ہی قرآن کا ذکر کیا کرو اور اگر گران معلوم ہو تو عمدہ حالات مردون کے بیان کیا کرو اور حضرت عمر رض نے فرمایا کہ تمکو یہ معلوم ہی کہ ہنسی کا نام مزاح کیون ہوا لوگون نے عرض کیا کہ ہمکو نہین معلوم آپ نے فرمایا کہ اسوجہ سے کہ مزاح مشتق زیح سے ہی جسکے معنی دوری کے ہین تو اِس سے یہ غرض ہوئی کہ مزاح حق سے دور کرتا ہی اور بعض اکابر کا قول ہی کہ مزاح سے عقل سلب ہو جاتی ہی دوست الگ ہو جاتے ہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ اگر شاذ و نادر کوئی ایسا شخص ہو کہ مزاح مین حق کے سوا کچھ نہ کہے کسی کو ایذا نہ دے اور نہ افراط کرے بلکہ کبھی کبھی کیا کرے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب رض کا دستور تھا تو اسطرح کے مزاح مین کچھ مضائقہ نہین مگر بڑی غلطی کی بات ہی کہ آدمی مزاح اپنا پیشہ دائمی کرلے اور حد افراط کے درجہ کو پہونچا دے اور پھر دعوی کرے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب رض کا اتباع کرتا ہون اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی دن بھر طوائف کے ساتھ اُنکو تاکتا پھرے اور ناچ دیکھے اور کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی[28] حضرت عائشہ رض کو عید کے روز ناچ دیکھنے کی اجازت دی تھی حالانکہ یہ غلط ہی اسلیے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہی بلکہ مباح چیز دن[29] اصرار بھی بعض اوقات گناہ صغیرہ ہو جاتا ہی اِس بات کو خوب یاد کر لینا چاہیے ہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جسطرح مزاح فرماتے

تھے وہ یہان لکھے دیتے ہین تاکہ دھوکا نہ پڑے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگون نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم آپ ہمسے مزاح کرتے ہین فرمایا کہ البتہ اگر کبھی مزاح کرتا ہون تو سچ بات کے سوا کچھ نہین کہتا اور عطا رح روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی کیا کرتے تھے یا نہین آپ نے فرمایا کہ کرتے تھے اُسنے پوچھا کہ کسطرح کرتے تھے آپنے فرمایا کہ ایک روز آپنے اپنی ازواج مطہرات مین سے کسی کو ایک تھان دیا اور ارشاد فرمایا کہ اسکو پہنو اور خدا کا شکر کرو اور اِس مین سے دُلھن کے دامن بناؤ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے اور لوگون کی نسبت زیادہ چُہل فرماتے تھے اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے اور حضرت حسن رض سے روایت ہے کہ ایک بڑھیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے اُس سے فرمایا کہ جنت مین بڑھیا کوئی نجائیگی وہ رونے لگی آپنے فرمایا کہ تو اُسوقت بڑھیا نہ رہیگی خدا تعالے فرماتا ہے اِنَّا اَنْشَاْنَاہُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنَاہُنَّ اَبْکَارًا اور زید بن اسلم رح روایت کرتے ہین کہ ایک عورت ام ایمن نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عرض کیا کہ آپ کو میرا شوہر بلاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی نہین کہ جسکی آنکھ مین سفیدی ہے اُسنے عرض کیا کہ اُسکی آنکھین تو اچھی ہین اُن مین سفیدی نہین آپ نے فرمایا کہ بیشک ہے اُسنے بقسم کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص نہین جسکی آنکھ مین سفیدی نہین یعنے حدقہ چشم ہر ایک انسان کا سیاہی اور سفیدی دونون رکھتا ہے اور ایک اور عورت آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجکو ایک اونٹ سواری کو دیجئے آپ نے فرمایا کہ مین تیری سواری کے لیے اونٹ کا بچہ دونگا اُسنے عرض کیا کہ بچہ لیکر مین کیا کرونگی وہ مجھے کیسے اُٹھاویگا آپنے فرمایا جو اونٹ ہوتا ہے وہ اونٹ ہی کا بچہ ہوتا ہے بس آپ کا مزاح ایسی طرح کا ہوتا تھا اور نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا تھا اُسکا نام ابو عمیر تھا ایک لال اُسنے پالا تھا اور اُس سے کھیلا کرتا جب آپ اُنکے گھر جاتے تو اُس لڑکے سے فرماتے یا اَبا عمیر مافعل النغیر اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ جنگ بدر مین مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دوڑین دیکھین کون آگے نکلجاے مین نے اپنا دوپٹہ مضبوط باندھ لیا اور ایک نشان کھینچکر اُسپر کھڑی ہوئی اور دوڑی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے اور فرمایا کہ یہ ذی المجاز کا بدلہ ہے ذی المجاز ایک جگہ کا نام ہے جب حضرت عائشہ رض چھوٹی تھین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنکو کچھ لینے کو بھیجا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ چیز مجھے دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا اور لیکر بھاگین آپ اُنکے پیچھے دوڑے مگر وہ ہاتھ نہ آئین اُسی قصہ کو حضرت نے اُسوقت یاد دلایا چنانچہ ایک دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ اول دفعہ جو مین آپ کے ساتھ دوڑی تو آگے نکل گئی مگر دوبارہ جب مین فربہ ہوگئی اور دوڑی تو آپ آگے نکل گئے اور فرمایا کہ یہ اول دفعہ کا بدلہ ہے اور نیز فرماتی ہین کہ ایک روز آپ میرے گھر مین تھے اور بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھین مین نے قلیہ تیار کیا اور سودہ رض سے کہا کہ کھاؤ اُنھون نے کہا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا مین نے کہا کھاؤ تو کھاؤ نہین تو تمھارے منھ پر مل دونگی اُنھون نے کہا کہ مین تو نہین کھاؤنگی مین نے پیالہ مین سے لیکر اُنکے منھ پر لیس دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم دونون کے بیچ مین بیٹھے تھے اپنا پاؤن بیچ مین سے ہٹا لیا تاکہ وہ بھی اپنا عوض مجھ سے لین اُنھون نے پیالہ مین ہاتھ ڈالکر میرے منھ پر پھیر دیا آپ بیٹھے ہنستے رہے اور ضحاک بن سفیان کلابی نہایت بدصورت آدمی تھے جب وہ بیعت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رض بھی موجود تھین اور اُسوقت تک پردہ کا حکم نہوا تھا بیعت کے بعد اُنھون نے عرض کیا کہ میرے پاس دو بیبیان اِس سرخ عورت یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اچھی ہین اگر آپ نکاح کرین تو ایک کو مین آپکے واسطے بھیجدون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

اُنسے پوچھا کہ وہ خوبصورت ہین یا تم اُنھون نے کہا کہ مین اُنسے کہین اچھا ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سوال وجواب سے ہنس پڑے کہ ایسی صورت ہونے پر اپنے آپ کو خوبصورت جانتے ہین اور حضرت علقمہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو گود مین لیے ہوے اُنکے سامنے اپنی زبان نکال رہے تھے اور وہ زبان مبارک کو دیکھ دیکھ خوش ہو رہے تھے اتنے مین عیینہ بن بدر فرازی نے کہا کہ میرے جو لڑکا ہوتا ہی اُسکی داڑھی نکلنے تک بھی مین کبھی پیار نہین کرتا آپنے فرمایا من لا یرحم لا یرحم پس اسطرح کی ہنسی عورتون اور لڑکون سے آپ کیا کرتے تھے اور یہ گویا کہ اِن دونون فریق کے ضعف دل کے علاج کے طور پر تھی نہ ٹھٹھے وغیرہ کے طور پر اور ایک بار صہیب رض کی آنکھ مین درد تھا اور خرما کھاتے تھے آپنے فرمایا کہ تمھاری آنکھ دکھتی ہی اور خرما کھاتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ حضرت مین دوسری ڈاڑھ سے کھاتا ہون آپ اتنے ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہونے لگین اور روایت ہی کہ خوات بن جبیر انصاری بن کعب کی عورتون مین مکہ معظمہ کی راہ پر بیٹھے ہوے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر اُسطرف ہوا فرمایا کہ تم ان عورتون مین کیون بیٹھے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک اونٹ شریر ہی اُسکے لیے اُنسے رسی بٹوا رہا ہون آپ اپنے کام کو تشریف لیگئے جب وہان سے پھرے تو پھر اُنسے فرمایا کہ اُس اونٹ نے ابھی شرارت نہین چھوڑی خوات کہتے ہین کہ مجھے شرم آگئی اور چپ ہو رہا اور اُسکے بعد جہان کہین حضرت کو دیکھتا شرم کے مارے بھاگ جاتا یہانتک کہ مین مدینہ منورہ مین آکر مشرف باسلام ہوا ایک روز مین مسجد مین نماز پڑھ رہا تھا کہ آپ تشریف لائے اور میری طرف بیٹھ گئے مین نے بڑی رکعتین پڑھنی شروع کین آپنے فرمایا کہ طویل نماز مت پڑھو مین تمھارا منتظر ہون جب مین نے سلام پھیرا تو آپنے فرمایا کہ اُس اونٹ نے اَب تک شرارت نہین چھوڑی مین مارے شرم کے کچھ نہ کہہ سکا آپ تشریف لیگئے مگر میرا یہ حال تھا کہ آپ سے بھاگتا پھرتا تھا ایک روز آپ دراز گوش پر سوار مجھکو ملے کہ دونون پاے مبارک ایک ہی طرف کو کر رکھے تھے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ اُس اونٹ نے شرارت چھوڑی کہ نہین مین نے عرض کیا کہ قسم ہی اُس ذات کی جس نے آپ کو رسول برحق کیا ہی جس روز سے مین مسلمان ہوا ہون اُس روز سے کبھی بدذاتی نہین کی آپنے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر الٰہی اس شخص کو ہدایت فرما اللہ تعالےٰ نے اُنکو ہدایت کی اور بڑے اچھے مسلمان ہوئے اور نعیمان انصاری ایک ہنسوڑ آدمی تھا مگر شراب بہت پیتا تھا جب حضرت کی خدمت مین اُسکو لائے تو آپ اپنی جوتی سے اُسکو مارتے اور اصحابؓ کو فرماتے وہ بھی جوتیان لگاتے جب بہت دفعہ پٹا تو ایک شخص نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کہا کہ خدا تجھپر لعنت کرے آپ نے اُسکو فرمایا کہ یون مت کہو یہ آدمی اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہی اور حال نعیمان کا یہ تھا کہ مدینہ منورہ مین جب کبھی دودھ یا کوئی نئی چیز آتی تو اُس مین سے خرید کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین لاتا اور کہتا کہ یا حضرت یہ چیز مین نے آپ ہی کے لیے مول لی ہی اور ہدیہ لایا ہون جب اُس چیز کا مالک دام مانگنے آتا تو اُسکو بھی آپ کی خدمت مین لاتا اور عرض کرتا کہ فلان چیز کے دام اُسکو عنایت فرمائیے آپ فرماتے کہ وہ تو تو نے ہدیہ دی تھی عرض کرتا کہ میرے پاس دام نہ تھا مگر میرا دل یون چاہتا تھا کہ آپ اُسکو کھاوین اِسلیے کہ گیا تھا آپ ہنس کر دام دلوا دیتے پس اسطرح کے مطایبات کبھی کبھی جائز ہین اُنپر مداومت کرنا بُرا ہی اور زیادہ ہنسی سے دل مرجاتا ہے۔

گیارھوین آفت مسخراپن اور دوسرے کو بنانا اور ٹھٹول کرنا ہی اگر اُس سے دوسرے کو ایذا ہو تو حرام ہی جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن اور تمسخر کے معنی یہ ہین کہ دوسرے کی اہانت اور حقارت کرنی اور اُسکے عیب و نقصان اسطرح بیان کرنے جس سے ہنسی آوے اور یہ کئی طور ہو سکتا ہی یا اُسکے فعل کی نقل کرنے سے یا قول کی نقل سے یا اشارہ و ایما سے پس اگر پیٹھ پیچھے ہو تو غیبت ہی ورنہ تمسخر اور استہزا نام ہی گو یہ غیبت نہین مگر دونون کا حاصل ایک ہی ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک آدمی کی نقل اُتاری تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

مجھسے فرمایا واللہ ما احب انی حاکیت انسانا ولی کذا وکذا[1] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین یا ویلتنا مالھذا الکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا[2] یہ ارشاد کیا ہی کہ صغیرہ سے مراد تبسم ہی مومن کے تسخر پر اور کبیرہ سے مراد کھلکھلانا ہی تسخر پر اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ لوگون پر ہنسنا گناہ مین داخل ہی اور عبد اللہ بن زمعہ فرماتے ہین کہ مین نے خطبہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ گوز پر ہنسنے کے باب مین نصیحت فرماتے تھے کہ جس بات مین آدمی خود مبتلا ہی اُسپر دوسرے کو کیون ہنستا ہی[3] اور ایک حدیث مین ہی کہ جو لوگ دنیا مین لوگون پر ہنستے ہین قیامت کو اُنسے بھی ایسی ہنسی ہوگی کہ ایک دروازہ جنت کا کھول دیا جاویگا اور اُنکو کہا جاویگا کہ یہان آؤ یہان آؤ مصیبت کے مارے جب دروازے کے قریب پہونچینگے تو بند کر دیا جاویگا اور دوسرے دروازے سے بلایا جاویگا جب وہان جاوینگے تو یہی حال پاوینگے اسی طرح ہوتا رہیگا یہانتک کہ آخر کو تھک کر نہین جاوینگے[4] اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عیر اخاہ بذنب قد تاب منہ لم یمت حتی یعملہ[5] اور ان سب کا مآل ایک ہی ہی یعنے دوسرے کی حقارت واہانت وذلت اور اُسپر ہنسی اور استہزا کرنا آیت گذشتہ مین اُسپر تنبیہ موجود ہی کہ عسی ان یکونوا خیرا منھم[6] یعنے براہ حقارت دوسرے پر ہنسنا نہ چاہیے کیا معلوم ہی شاید وہی اچھا ہو غرضکہ دوسرے پر ہنسنا اسی صورت مین حرام ہی کہ اُسکو ایذا ہوتی ہو اور اگر کوئی اپنا امر سے خوش ہوتا ہو تو اُسپر ہنسنا اُسکے حق مین حکم مزاح کا رکھتا ہی جسکا حال مفصل اوپر بیان ہوا حرام وہی استہزا ہی جسمین کسی کو ایذا ہو مثلاً اگر کلام مین کسی سے کچھ خبط نکلجاوے تو اُسپر ہنسنے لگنا یا افعال پر استہزا کرنا کہ خط کیا خوب لکھتے ہین یا فلانا کام کیا اچھا کرتے ہین یا قد وقامت وصورت پر ہنسنا جیسے بونے یا لمبے آدمی کو ہنسا کرتے ہین یا کوئی عیب ونقصان دیکھکر ہنسنا وغیرہ سب داخل تسخر ہین اور اُنسے شرعًا اجتناب چاہیے۔

بارھوین آفت راز کا ظاہر کر دینا یہ بھی ممنوع ہی اسلیے کہ اسمین بھی ایذا ہوتی ہی اور حق معرفت ودوستی برباد جاتا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی امانۃ[7] اور یون بھی ارشاد فرمایا ہی کہ الحدیث بینکم امانۃ[8] اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کسی بھائی کا راز کھول دینا بھی خیانت مین داخل ہی روایت ہی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ سے کوئی راز کہا اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھسے آج حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے ایک راز کہا ہی اور یقین ہی جب مجھ سے کہ دیا ہی تو تم سے کیون چھپا رہیگا اُنھون نے کہا کہ اُس بات کا ذکر مجھ سے مت کرو اسواسطے کہ جب تک آدمی راز کو چھپائے رکھتا ہی تب تک اُسکے قابو مین ہی اور جب کہ دیا تو دوسرے کے اختیار مین چلا گیا مین نے کہا کہ کیا یہ معاملہ باپ بیٹے مین بھی ہوتا ہی اُنھون نے کہا کہ ہر چند باپ بیٹے مین نہین ہوتا مگر مین یہ چاہتا ہون کہ تیری زبان راز کے بیان کرنے پر نہ کُھلے اور مجکو افشار راز کی عادت نہو پھر مین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت مین جا کر سب ماجرا بیان کیا اُنھین نے فرمایا کہ تیرے باپ نے تجکو خطا کی غلامی سے آزاد کر دیا خلاصہ یہ کہ راز کا فاش کرنا ایک خیانت ہی اور اگر اُسمین کسی کا ضرر ہوتا ہو تو حرام ہی اور اگر ضرر نہوتا ہو تو بھی کمینہ پن ہی اور راز کے پوشیدہ رکھنے کا حال ہم باب آداب صحبت مین لکھ چکے ہین ضرورت دوبارہ لکھنے کی نہین

تیرھوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہی زبان وعدہ کے لیے پیش قدمی کیا کرتی ہی مگر نفس پر پورا کرنا ناگوار ہوتا ہی تو وعدہ جھوٹا ہو جاتا ہی اور یہ امر نفاق کی علامت ہی حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود[9] اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ کرنا عطا مین شمار ہی[10] اور فرمایا الوعد مثل الدین[11] یعنے وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہی اور خداوند کریم نے اپنے نبی اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف اپنی کتاب مجید مین یون فرمائی ہی انہ کان صادق الوعد[12] روایت ہی کہ ایک جگہ مین ایک شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص بھولے سے وہان بائیس برس نہ آیا آپ اُسکے انتظار مین اتنی مدت وہان ہی رہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض کو جب موت کا

۱؎ ہی اللہ کی قسم۔ دوست رکھتا ہون مین اس بات کو کہ مین کسی آدمی کی نقل اُتارون اور مجکو بہت کچھ ملے ۱۲
۲؎ ہی خرابی کیسا ہی یہ لکھا نہ چھوڑی چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اسمین ہی ۱۲
۳؎ بخاری و مسلم ۱۲
۴؎ ابن ابی الدنیا بروایت حسن منقطعا

۲ تھا وعدہ کا سچا ۱۲ ۱۳؎ ابوداؤد نے نقل کیا ہی اور اُسکی اسناد مین اختلاف ہی ۱۲

وقت قریب آیا تو فرمایا کہ ایک قریشی شخص نے مجھ سے میری لڑکی کی درخواست کی تھی اور مین نے کچھ مذبذب وعدہ کر لیا تھا پس بخدا مین خدا کے سامنے تہائی نفاق لیکر نہ جاؤنگا تم گواہ رہو کہ مین نے اُس شخص کو اپنی لڑکی بیاہ دی اور عبد اللہ بن ابی الحمسا روایت کرتے ہین کہ مین نے قبل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا تھا اور آپ کا کچھ دام میری طرف رہ گیا تھا مین نے عرض کیا کہ ابھی لائے دیتا ہون آپ یہان ٹھہریے مگر مین اُس روز اور اگلے روز بھول گیا تیسرے روز جو آیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسی جگہ پایا آپ نے فرمایا کہ میاں جوان آپ نے تو بڑی مصیبت مین جان ڈالی کہ یہان تین روز سے تمھارے انتظار مین ہون اور ابراہیم بن ادہم سے روایت ہے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص کسی سے وعدہ کر جاوے اور میعاد پر نہ آوے تو کیا کرے آپ نے فرمایا کہ یہانتک انتظار کرے کہ نماز آیندہ کا وقت آجاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی سے وعدہ فرماتے تو شاید کا لفظ فرماتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضہ ہر ایک وعدہ کے ساتھ انشا اللہ کہا کرتے تھے اور یہی بہتر بھی ہے پھر اگر اُسکے ساتھ پختہ ارادہ بھی ہو تو پورا کرنا چاہیے اگر معذور نہوا اور اگر وعدہ کے وقت اس امر کا قصد پختہ کر لیا کہ پورا نہین کرونگا تو اسکا نام نفاق ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص مین تین باتین ہون وہ پکا منافق ہے گو نماز روزہ ادا کرے اور زبان سے کہے جائے کہ مین مسلمان ہون وہ تین باتین یہ ہین بات کہے تو جھوٹی وعدہ کرے تو پورا نہ کرے کوئی کچھ امانت اُسکے پاس رکھ جاوے تو اُسمین خیانت کرے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا جسمین چار چیزین ہون وہ منافق کامل ہے اور جسمین ایک چیز اُن مین کی ہو اُسمین اُسی قدر نفاق بھی ہوگا جب تک کہ اُسکو ترک نہ کرے اول یہ کہ بات کہے تو جھوٹی کہے دوسرے وعدہ کے خلاف کرے سوم عہد کرکے فریب و دغا کرے چہارم خصومت کے وقت گالیان سنا دے اور یہ اُسی کا حال ہے کہ وعدہ کرتے وقت نیت وفا کی نہوئے عذر وفا نہ کرے مگر جو شخص وعدہ کے وقت پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کسی عذر کے باعث پورا نہ کریگا وہ منافق نہوگا اگرچہ صورت نفاق ہی کی سی آپڑی ہے اسلیے جیسا کہ نفاق اصلی سے بچنا ضرور ہے اسی طرح اُس صورت نفاق سے بھی احتراز واجب ہے اور بے ضرورت شدید اپنے نفس کو معذور نہ کرنا چاہیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن التیہان کو ایک غلام دینے کا وعدہ فرمایا تھا جب غنیمت مین تین غلام آئے تو دو آپ نے دے ڈالے ایک رہ گیا حضرت فاطمہ رضہ تشریف لائین اور عرض کیا کہ دیکھیے میرے ہاتھ مین چکی پیستے پیستے گھٹے پڑ گئے ہین یہ غلام مجکو عنایت ہو آپ کو وعدہ ابو الہیثم کا یاد آگیا اور صاحبزادی کو فرمایا کہ اگر تمکو غلام دے دون تو وعدہ خلاف ہوگا غرض وہ غلام ابو الہیثم ہی کو مرحمت فرمایا اور حضرت فاطمہ رضہ کو وعدہ پر ترجیح نہ دمی باوجودیکہ اُنکے نازک ہاتھون مین گھٹے بھی تھے اور ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمت حنین مین تقسیم فرماتے تھے ایک آدمی آکر کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے ایک وعدہ فرمایا تھا آپ نے فرمایا کہ درست ہے جو تجھکو چاہیے لے اُسنے اسّی بھیڑین مع اُنکے چرانے والے کے پسند کین آپ نے دلوا دین اور فرمایا کہ تونے کچھ بھی نہ مانگا تجھ سے تو وہ عورت ہوشیار زیادہ تھی جسنے حضرت موسی علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی ہڈیان بتلائین تھین اور پھر حضرت موسی نے اُس سے کہا تھا کہ مانگ کیا مانگتی ہے اُسنے کہا کہ میرا سوال یہ ہے کہ مین پھر سے جوان ہو جاؤن اور آپ کے ساتھ جنت مین جاؤن کہتے ہین کہ لوگون کو اُس شخص کا مانگنا حضرت سے ایسا کم معلوم ہوا کہ اُسکی عربی مین یہ ضرب المثل ٹھہرا اشح من صاحب الثمانین والراعی اور ایک حدیث شریف مین وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلف وعدہ اسکا نام نہین ہے کہ آدمی وعدہ کرلے اور نیت مین ہو کہ اُسکو پورا کرونگا اور دوسری روایت مین ہے کہ جب آدمی دوسرے سے وعدہ کرے اور نیت پورا کرنے کی ہو مگر کسی مانع سے پورا نہ کر سکے تو اُسپر کچھ گناہ نہین۔

چودھوین آفت جھوٹ بولنا اور قسم کھانی اور یہ عیب فاحش اور گناہ عظیم ہے اسماعیل بن واسط رح کہتے ہین کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مین نے حضرت ابو بکر صدیق سے سُنا کہ خطبہ مین فرماتے تھے کہ اول سال ہجرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے مین نے حضرت ابو بکر صدیق سے سنا کہ خطبہ مین فرماتے تھے کہ اول سال ہجرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ کھڑے ہوئے جہان مین کھڑا ہون یہ فرما رہے تھے اتنا کہکر حضرت صدیق رض رونے لگے ؎ درنماز م خم ابروے توچون یاد آمد * حالتی رفت کہ محراب بفریاد آمد * پھر یہ حدیث بیان فرمائی ایاکم والکذب فانہ مع الفجور وہما فی النار وعلیکم بالصدق فانہ مع البر وہما فی الجنۃ اور حضرت ابو امامہ رض یون روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کذب ایک دروازہ ہی نفاق کے دروازون مین سے اور حضرت حسن رض فرماتے ہین کہ اختلاف ظاہر و باطن اور قول اور فعل اور مدخل و مخرج کا نفاق کہلاتا ہی اور جس اصل پر کہ اسکی بنیاد ہی وہ جھوٹ ہی اور ایک حدیث شریف مین کہ کبرت خیانۃ ان تحدث اخاک حدیثا ہو لک بہ مصدق وانت لہ بہ کاذب اور حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا لایزال العبد یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا اور ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر دو شخصون پر ہوا کہ وہ ایک بکری کا معاملہ کر رہے تھے ایک بقسم کہ رہا تھا کہ مین اتنے سے کم نہ لونگا اور دوسرا بقسم کہتا تھا کہ مین اتنے سے زیادہ نہ دونگا پھر جو آپ نے ملاحظہ فرمایا تو وہ بکری خریدنے مول لے لی آپ نے فرمایا کہ ان مین سے ایک پر گناہ اور کفارہ دونون لازم ہوئے اور نیز آپنے فرمایا ہی الکذب ینقص الرزق اور فرمایا ان التجار ہم الفجار یعنے تاجر فاجر ہوتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت اللہ تعالے نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام پس انکے فاجر ہونے کا کیا سبب ہی آپنے فرمایا کہ یہ وجہ ہی کہ قسم کھا کھا کر گناہگار ہوتے ہین اور کچھ کہتے ہین تو جھوٹ بولتے ہین اور فرمایا کہ تین شخص ایسے ہین جنسے خدا تعالے قیامت کے دن بات نہ کریگا اور نہ اُنپر نظر شفقت ہوگی ایک وہ کہ کسی کو کچھ دیکر احسان جتاوے دوسرا وہ کہ جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچے تیسرے وہ کہ پاجامہ ٹخنون سے نیچے رکھے اور فرمایا کہ اگر کوئی خدا کی قسم کھا کر کچھ کہے اور مچھر کے پر کے برابر اسمین اپنی طرف سے کوئی چیز ملادے تو اُسکے دل پر ایک سیاہ دھبا قیامت تک رہیگا اور حضرت ابو ذر رض روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا تین آدمیون کو اللہ تعالے دوست رکھتا ہی ایک وہ کہ صف قتال مین اپنا سینہ بھڑا کر کھڑا ہو جاوے یہانتک کہ یا شہید ہو یا اُسکی جیت ہو دوسرے وہ کہ کسی موذی کے پڑوس مین رہ کر اُسکی ایذا پر صبر کرے حتی کہ موت یا سفر کے سبب دونون مین جُدائی ہو جاوے اور ایک وہ شخص کہ سفر مین ایک قافلے کے ساتھ ہو اور وہ اتنا چلے کہ زمین پر لیٹنے سے ترس گیے پھر اُتر پڑے اُس شخص نے کنارہ ہو کر نماز پڑھنی شروع کردی تاکہ کوچ کے واسطے اُنکو جگاوے اور تین آدمیون سے خدا دشمنی رکھتا ہی ایک سوداگر بیچنے والا کہ بہت قسم کھاوے دوسرا فقیر متکبر تیسرا بخیل جو دیکر احسان جتاوے اور فرمایا ویل للذی یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ اور فرمایا کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ گویا ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ چل مین اُسکے ساتھ ہولیا اتنے مین دو آدمیون کو دیکھا کہ ایک بیٹھا ہوا ہی اور دوسرا کھڑا اور اِس دوسرے کے ہاتھ مین ایک لوہے کا گرز ہی کہ بیٹھے ہوے کی باچھ مین ڈال کر اتنا چیرتا ہی کہ وہ اسکے کندھے تک آجاتی ہی پھر دوسری باچھ مین ڈال کر ایسا ہی کرتا ہی اتنے مین پہلی باچھ جون کی تون ہو جاتی ہی پس جو شخص مجکو لے گیا تھا اُس سے مین نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ دروغگو آدمی ہی اُسکو قیامت تک یہی عذاب قبر مین ہوتا رہیگا اور عبد اللہ بن جراد سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مومن زنا کیا کرتا ہی آپنے فرمایا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہی مین نے عرض کیا کہ مومن جھوٹ بولتا ہی آپ نے فرمایا کہ نہین بعد اسکے یہ آیت پڑھی انما یفتری الکذب الذین لایومنون بآیات اللہ اور ابو سعید خدری رض فرماتے ہین کہ مین نے آپ کو سنا یہ دعا کرتے تھے اللہم طہر قلبی من النفاق وفرجی من الزنا ولسانی من الکذب اور ایک حدیث مین وارد ہی ثلاثۃ لایکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم

ہے اور انکو عذاب دردناک ہوگا اول بوڑھا زناکار دوسرا بادشاہ جھوٹا تیسرا فقیر متکبر ۱۲ مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲۵

شیخ زان و ملک کذاب و عائل متکبر اور عبد اللہ بن عامر رض فرماتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے ہین اسوقت
مین لڑکا تھا کھیلنے چلا گیا میری ماں نے پکارا کہ یہان آ یہ لے آپ نے فرمایا کہ کیا دینے کو بلایا ہی انھون نے عرض کیا کہ خرما آپ نے فرمایا کہ اگر کچھ
نہ دیتین تو ایک جھوٹ تمپر لکھا جاتا اور نیز فرمایا اگر اللہ میرے اوپر فضل کرے اور ان کنکرون کے برابر اونٹ غنیمت مین دیوے تو مین سب
تمکو دے ڈالون اور تمکو معلوم ہو جاوے کہ مین بخیل اور نامرد اور دروغگو نہین ہون اور ایکبار آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے فرمایا کہ تمکو
سب مین بڑا کبیرہ بتاتا ہون شرک خدا اور نافرمانی والدین ہی پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جان لو کہ جھوٹا قول بھی سب مین بڑا
کبیرہ ہی اور حضرت ابن عمر رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا جب آدمی جھوٹ بولتا ہی تو ایسی بدبو اسکی پھیلتی ہی کہ فرشتہ ایک کوس دور
چلا جاتا ہی اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا اگر چھ باتین میری مان لو تو مین تمھارے لیے جنت کا کفیل ہوتا ہون لوگون نے
عرض کیا کہ وہ کیا ہین آپ نے فرمایا ایک یہ کہ جب بات کہو جھوٹ نہ بولو دوسرے یہ کہ وعدہ کرو تو خلاف نہ کرو تیسرے یہ کہ امانت مین
خیانت نہ کرو چوتھے یہ کہ بدنگاہ نہ کرو پانچوین یہ کہ ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دو چھٹے یہ کہ شرمگاہ کی حفاظت رکھو اور فرمایا کہ شیطان
کے لیے چٹنی اور سرمہ اور خوشبو مقرر ہی اسکی چٹنی تو جھوٹ ہی اور کثرت خواب سرمہ اور غضب خوشبو اور حضرت عمر رض نے اپنے خطبہ مین
ایک روز فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہان مین کھڑا ہون یہان کھڑے ہوکر یون فرماتے تھے احسنوا الی اصحابی ثم الذین یلونہم
ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل علی الیمین ولم یستحلف ویشہد ولم یستشہد اور ایک حدیث مین ہی کہ من حدث عنی بحدیث وہو یری انہ کذب
فہو احد الکاذبین اور فرمایا من حلف علے یمین یاثم لیقتطع بہا مال امرء مسلم بغیر حق لقی اللہ عزوجل وہو علیہ غضبان اور روایت ہی کہ آپنے
ایکبار ایک شخص کی شہادت صرف ایک دفعہ کے جھوٹ کے سبب رد فرمادی اور نیز فرمایا کہ کل خصلۃ یطبع او یطوی علیہا المومن الا الخیانۃ
والکذب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی بُری عادت نہ
معلوم ہوتی تھی اور آپ کا دستور یہ تھا کہ جب کسی اصحاب کا دروغ معلوم ہوتا تھا تو دل مین سے کدورت نہ جاتی تھی جب تک کہ یہ نہ معلوم
ہو کہ اسنے نئے سر سے خدا کے سامنے جھوٹ سے توبہ کی اور حضرت موسی علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ تیرے بندون مین باعتبار
عمل کے کون اچھا ہی ارشاد فرمایا کہ جسکی زبان جھوٹ نہ بولے اور قلب فجور نہ کرے اور شرمگاہ زنا نہ کرے اور حضرت لقمان رح نے اپنے بیٹے
کو فرمایا کہ جھوٹ مت بولنا گو وہ چڑیا کے گوشت کی طرح مزہ دار ہوتا ہی الا تھوڑی سی بات مین متکلم کو اسکی برائی معلوم ہوجاتی ہی اور سچ
بولنے کی تعریف مین یہ حدیث وارد ہی کہ اربع اذا کن فیک فلا یضرک ما فاتک من الدنیا صدق حدیث وحفظ امانۃ وحسن خلق وعفۃ طعمۃ اور حضرت معاذ فرماتے ہین کہ
آپ نے مجکو ارشاد فرمایا اوصیک بتقوی اللہ وصدق الحدیث واداء الامانۃ والوفاء بالعہد وبذل الطعام وخفض الجناح اور اس باب مین آثار بھی بہت وارد
ہین چنانچہ حضرت علی رض فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک بڑی خطا زبان کاذب ہی اور سب سے ندامت قیامت کے روز کی پشیمانی ہی اور عمر بن عبد العزیز رح فرماتے
ہین کہ جب سے مجکو تمیز پاجامہ باندھنے کی ہوئی ہی مین کبھی جھوٹ نہین بولا اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ جبتک ہمسے ملاقات نہین ہوتی تب تک تو تم مین سے
زیادہ اچھا وہ معلوم ہوتا ہی جسکا نام اچھا ہو اور جب ملاقات ہوجاتی ہی تو وہ اچھا معلوم ہوتا ہی جو عادت اچھی رکھتا ہو اور معاملہ کرنے
کے بعد وہ اچھا معلوم ہوتا ہی جو بات کا سچا امانت کا پکا ہو اور میمون بن ابی شبیب فرماتے ہین کہ ایک روز مین خط لکھتا تھا ایک ایسا لفظ

معلوم ہوا کہ اگر اُسکو لکھ دون تو خط کی زینت ہو جاوے مگر اُسکے ساتھ ہی جھوٹ بھی ہو مین نے ارادۂ اُسکو چھوڑ دیا اُسی وقت گھر کے ایک طرف سے آواز آئی یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیواۃ الدنیا و فی الاخرۃ [ف۱] اور حضرت شعبی رح فرماتے ہین کہ مجکو معلوم نہین کہ دوزخ مین بخل اور جھوٹ مین سے کونسا دور پڑیگا اور ابن السماک رح فرماتے ہین کہ مجکو یہ گمان ہی کہ جھوٹ چھوڑنے سے مجکو کچھ ثواب نہوگا کیونکہ مین اُسکو دنیا کی حمیت کے لیے چھوڑتا ہون اور خالد بن صبیح سے کسی نے پوچھا کہ کیا ایک دفعہ کے جھوٹ سے بھی آدمی جھوٹا کہلاتا ہی اُنھون نے فرمایا کہ بیشک اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ کسی کتاب مین میری نظر سے گذرا ہی کہ واعظ کا وعظ اُسکے عمل سے مطابق کیا جاویگا اگر عمل ویسا ہی ہوا تو خیر اور اگر جھوٹ ہوا تو اُسکے ہونٹھ آگ کی مقراضون سے کاٹے جاوینگے جتنی دفعہ کٹینگے پھر ویسے ہی ہو جاوینگے اور یہ بھی اُنھین کا قول ہی کہ سچ اور جھوٹ آدمی کے دل مین لڑتے رہتے ہین یہانتک کہ ایک غالب ہو کر دوسرے کو نکال دیتا ہی اور ایکبار عمر بن عبد العزیز رح نے ولید بن عبد الملک سے کچھ کہا اُسنے کہا کہ آپ جھوٹ کہتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ بخدا جب سے کہ مجھے معلوم ہوا ہی کہ جھوٹ سے جھوٹے آدمی کو عیب لگتا ہی تب سے مین نے کبھی جھوٹ نہین بولا **فائدہ** اِن مقامات کا ذکر جہان جھوٹ بولنے کی اجازت ہی واضح ہو کہ جھوٹ اپنی ذات سے حرام نہین بلکہ اِس جہت سے حرام ہی کہ اُس سے دوسرے کو ضرر پہونچتا ہی اِس لیے کہ ادنی مرتبہ یہ ہی کہ مخاطب ایک اصل بات کا اعتقاد کرے اور حقیقت شے سے جاہل رہے اور اِس سے کبھی دوسرے کا نقصان بھی ہو جاتا ہی پس اگر حقیقت امر کے جاہل رہنے مین نفع اور مصلحت معلوم ہو تو جھوٹ کی اجازت ہونی چاہیے بلکہ بعض صورتون مین واجب ہونا چاہیے میمون بن مہران کا قول ہی کہ جھوٹ بعضے مقامات مین سچ سے اچھا ہوتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص بھاگ کر ایک گھر مین تمھارے سامنے چھپ جاوے اور دوسرا شخص اُسکو ناحق مار ڈالنے کے لیے تلوار لیے پیچھے سے آوے اور تمسے پوچھے کہ فلانا شخص کہان ہی تو ایسی صورت مین جھوٹ بولنا واجب ہی اور اُسکی تفصیل یہ ہی کہ جو عمدہ مقصود جھوٹ اور سچ دونون سے حاصل ہو سکتا ہی تو وہان جھوٹ بولنا حرام ہی اور اگر صرف جھوٹ ہی سے وہ مطلب حاصل ہو سکتا ہو تو جھوٹ مباح ہی بشرطیکہ وہ مطلب بھی مباح ہو اور اگر مطلب واجب ہی تو جھوٹ بھی واجب ہی جیسا کہ اوپر کی مثال مین خون ناحق سے بچانا واجب تھا تو جھوٹ بولنا بھی وہان واجب ہوا اور چونکہ مقصود لڑائی کا اور آپس مین صلح کرانے کا بدون جھوٹ کے راست نہین آتا تو ایسے مقامات مین جھوٹ بولنا مباح ہی مگر حتے الوسع اِس سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ کی عادت ہونے سے اِس بات کا خوف ہی کہ جس جھوٹ کی حاجت نہو وہ بھی زبان سے نکلجاوے یا مقدار ضرورت سے زیادہ کہدے اِس سے معلوم ہوا کہ اصل مین جھوٹ حرام ہی مگر ضرورت کے لیے جائز ہو سکتا ہی چنانچہ حضرت ام کلثوم سے روایت [ح۲] ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہین سُنا کہ جھوٹ کی اجازت دی ہو مگر تین جگہ مین ایک یہ کہ دو شخصون کے درمیان صلح کرنے مین دوسرے لڑائی مین تیسرے میان بی بی کے آپس مین اور یہ بھی انھین سے روایت [ح۳] ہی کہ آپ نے فرمایا لیس بکذاب من اصلح بین اثنین فقال خیرا او نمی خیرا اور اسماء بنت یزید سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا [ح۴] کل الکذب یکتب علی ابن آدم الا رجل کذب بین مسلمین لیصلح بینہما اور حضرت ابو کاہل [ح۵] روایت کرتے ہین کہ دو اصحاب رض مین گفتگو بڑھی یہانتک کہ گشت و خون پر تیار ہوے مجھسے جو ایک صاحب ملے تو مین نے اُنسے کہا کہ تم فلان شخص سے کیون لڑتے ہو وہ تو تمھاری تعریف کرتے تھے پھر دوسرے سے ملکر ایسا ہی کہا یہانتک کہ دونون مین صلح ہو گئی پھر مین نے اپنے دل مین سوچا کہ مین نے اِن دونون کو راضی کر دیا مگر میری جان کو بنیگی کہ جھوٹ بولا اسلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اے ابو صالح آپسمین صلح کرانا چاہیے گو جھوٹ سے ہی ہو اور عطاء بن یسار فرماتے ہین کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے [ح۶] پوچھا کہ مین اپنی زوجہ سے جھوٹ بولا کرون آپ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ مین خیر نہین اُسنے عرض کیا کہ مین اُس سے وعدہ کر لیا کرون فرمایا کہ اسکا مضائقہ نہین اور روایت ہی کہ عہد خلافت حضرت عمر رض مین ایک شخص

ف۱ مضبوط کرتا ہی اللہ ایمان والون کو مضبوط بات سے دنیا کے بیچ اور آخرت مین

ح۲ ۱۲ یہ حدیث مسلم کی ہی اور اگلی حدیث کا ٹکڑا ہی

ح۳ ۱۲ جھوٹا نہین ہی وہ جو صلح کراوے دو مین اور کہے اچھی بات یا بیان کرے خیر کو ۱۲ بخاری و مسلم

ح۴ ۱۲ ہر ایک جھوٹ آدمی پر لکھا جاتا ہی مگر وہ آدمی جو دو مسلمانون مین جھوٹ بولے تاکہ اُن دونون مین صلح کرادے ۱۲ احمد

ح۵ ۱۲ یہ حدیث طبرانی نے بطور اختصار نقل کیا ساتھ اور ترمذی نے کچھ زیادتی کے

ح۶ ابن عبد البر اور روایت صفوان بن سلیم عن عطاء مرسلا ۱۲ نقل کی اور صحیح نہین ہوئی ۱۲

ابو عروہ ونیلی کا بیٹا تھا اُسکی عادت یہ تھی کہ عورتون سے نکاح کر کے خلع کرا لیا کرتا تھا لوگون مین اُسکا چرچا ہوا تو حضرت عمر رض کو بُرا معلوم ہوا جب اُسکو اطلاع ہوئی تو عبد اللہ بن ارقم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے آیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مین تجکو قسم دیتا ہون کہ تو مجھ سے بغض رکھتی ہی یا نہین اُسنے جواب دیا کہ قسم سے مت پوچھو اُسنے کہا کہ قسم ہی سے پوچھتا ہون سچ بتانا اُسنے کہا کہ بغض تو رکھتی ہون اُسنے ابن ارقم سے کہا کہ آپنے اسکا قول سُنا پھر دونون حضرت عمر رض کی خدمت مین آئے اور اُسنے عرض کیا کہ آپ سب لوگ فرماتے ہین کہ مین اپنی زوجہ پر ظلم کرتا ہون اور چھوڑ دیتا ہون آپ ابن ارقم سے پوچھیے آپ نے اُنسے حال پوچھا اُنھون نے ماجرا بیان کیا تب آپنے اُسکی عورت کو بلوایا وہ اور اُسکی پھوپھی حاضر ہوئین آپ نے اُس سے پوچھا کہ تو نے ہی اپنے خاوند سے کہا کہ مین تجکو بُرا جانتی ہون اُسنے عرض کیا کہ حضرت مین نے ابھی توبہ کر کے رجوع الی اللہ کیا ہی اُسنے مجھسے قسم دیکر پوچھا اسواسطے مین جھوٹ نہ بول سکی کیا مین جھوٹ بول دیا کرون آپ نے فرمایا کہ البتہ اگر عورتون کو مرد پسند نہ آوے تو اُس سے ہرگز ذکر نہ کرین کیونکہ گھر کی آبادی دوستی پر منحصر ہی لوگون کو چاہیے کہ اسلام اور احسان کے ساتھ زندگی کرین

اور نواس بن سمعان کلابی سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا مالی ارا کم تتہافتون فی الکذب تتہافت الفراش فی النار کل الکذب یکتب علی ابن آدم لا محالۃ الا ان یکذب الرجل فی الحرب فان الحرب خدعۃ او یکون بین الرجلین شحناء فیصلح بینہما او یحدث امراتہ یرضیہا اور حضرت ثوبان رض فرماتے ہین کہ سب جھوٹون مین گناہ ہوتا ہی مگر اُسمین کہ کسی مسلمان کا فائدہ یا دفع ضرر ہو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جب مین کوئی روایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتا ہون تو آسمان سے گرنا اچھا معلوم ہوتا ہی اُسمین جھوٹ بولنا اچھا نہین معلوم ہوتا اور جب آپس کی نزاع کی کچھ بات کہتا ہون تو لڑائی مین فریب ہوتا ہی پس یہ تین مقام حدیث مین مستثنیٰ ہوے ہین اور اگر کوئی اور جگہ بھی ایسی ہی ہو کہ جس مین اُسکا یا دوسرے کا مقصود صحیح نکلتا ہو وہ بھی اسمین داخل ہی مثلاً کوئی ظالم کسی کو پکڑ کے پوچھے کہ تیرا مال کہان ہی تو اُسکو کہنا جائز ہی کہ مین نہین جانتا یا کوئی زبردست حاکم پکڑ کر پوچھے کہ کوئی اپنا فعل شنیع جو خفیہ کیا ہو اُسکو ظاہر کر تو جائز ہی کہ انکار کر دے اور کہدے کہ مین نے نہ کبھی زنا کیا نہ شراب پی وغیرہ اسلیے کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو کوئی اِن پلید چیزون کا مرتکب ہو جاوے تو اُسکو چاہیے کہ پوشیدہ رکھے خدا اُسکے عیب چھپاوے گا اور ایک اور وجہ یہ ہی کہ گناہ کا ظاہر کرنا بھی ایک گناہ ہی تو ضرور ہوا کہ آدمی اپنے نفس و مال کو ظلم سے بچاوے اور اپنی عزت کو زبان سے محفوظ رکھے گو دروغ ہی سے ہو اور دوسرے شخص کے مطلب کے لیے جھوٹ بولنے کی یہ مثال ہی کہ کوئی شخص کسی کا راز پوچھنا چاہے تو کہدے کہ مین نہین جانتا یا دو شخصون مین صلح کرا دے جیسا کہ پہلے گذرا یا دوستون مین صلح کرا دے کہ ہر ایک سے یہ کہدے کہ مین تجھی کو زیادہ چاہتا ہون یا عورت کی رضا کے واسطے کسی ایسی چیز کا وعدہ کر لے جو اپنی طاقت سے زیادہ ہو یا کسی شخص سے عذر کرے اور جانے کہ جب تک یہ نہ کہونگا کہ آگے کو پھر ایسی خطا نہو گی اور زیادہ دوستی نہ جتاؤنگا تب تک وہ نہین مانیگا تو جھوٹ بولنے مین کچھ مضائقہ نہین مگر چونکہ جھوٹ بولنا بُرا ہی اگر سچ بولنے سے اُن جگھون مین خرابی ہوتی ہو تو چاہیے کہ دونون برائیون کو مقابلہ کر کے اچھی طرح دیکھ لے اگر سچ بولنے سے بُرائی مین زیادتی ہوتی ہو بہ نسبت جھوٹ بولنے کے تو جھوٹ بولے اور اگر جھوٹ بولنے سے مقصود کم حاصل ہوتا ہو بہ نسبت سچ بولنے کے تو سچ بولنا واجب ہی اور بعض اوقات دونون امر ایسے مساوی ہین کہ اُن مین تردد پڑ جاتا ہی اسصورت مین سچ بولنا ہی چاہیے اسلیے کہ جھوٹ ضرورت یا حاجت مہم کے واسطے محتاج ہی پس اگر حاجت کے اہم ہونے مین تردد ہو تو اصل مین جھوٹ حرام ہی ایسی ہی جگہ اصل ہی طرف رجوع چاہیے اور از انجا کہ مراتب مقاصد کے بہت باریک ہین کہ ہر کسی کو معلوم نہین ہو سکتے لہذا انسان کو حتی الوسع جھوٹ سے احتراز ہی چاہیے بلکہ اگر اپنی حاجت بھی ہو تو اُسکو ترک کرے اور جھوٹ سے باز آوے لیکن اگر دوسرے کا مطلب ہو تو اُسکے لیے چشم پوشی اور ضرر ناحق پہونچانا نہین چاہیے اور آج کل جو لوگ جھوٹ بولتے ہین تو صرف اپنے حظ نفسانی کے لیے اور زیادتی مال و جاہ کے لیے بولتے ہین اور وہ ایسی باتین ہی نہین

کہ اگر فوت ہوجاوین تو کچھ خرابی لازم نہین آتی یہانتک کہ عورت مثلاً اپنی سوت کے جلانے کو ایسی باتین جھوٹی خاوند کی طرف سے کہہ دیتی ہی کہ اُسکو یقین ہو جاوے مثلاً کہہ دیتی ہی کہ مجھے اتنا زیور بنادیا یا کپڑے بنادیے وغیرہ پس ایسا جھوٹ حرام ہی اور چنانچہ اسمار بنت یزید روایت کرتی ہین کہ ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میری ایک سوت ہی مین اُسکے جلانے کو کہہ دیتی ہون کہ خاوند نے مجکو بہت کچھ دیا ہی تو مجھپر کچھ گناہ ہوگا آپ نے فرمایا کہ جسکو کچھ نہین ملتا اور کہتا ہی کہ مجکو ملا وہ ایسا ہی کہ کپڑے مین فریب دینے کے لیے آستین یا پردہ دوسرا لگائے جسمین لوگون کو معلوم ہو کہ دو کپڑے پہنے ہوئے ہی اور یہ بھی حدیث مین وارد ہی من یطعم بالا یطعم وقال لی وليس لُہ اعطیت ولم تعط کان کلابس توبی زور یوم القیامۃ اور اُسمین یہ بھی داخل ہی کہ کوئی عالم بلا تحقیق کچھ فتوی دیدے اور جس حدیث کا کچھ ثبوت معلوم نہین اُسکو روایت کرے کیونکہ سارا مطلب اُسکا یہ ہوتا ہی کہ اپنا فضل ظاہر ہو اسی واسطے یہ مُنھ سے نہین نکلتا کہ مین نہین جانتا اور یہ حرام ہی اور عورتون ہی کا سا حکم لڑکون کا ہی وہ بھی بلا ترغیب وعدہ یا جھوٹے ڈراوے کے مکتب مین نہین جاتا پس اُسکے لیے ایسا امر کرنا مباح ہی ہان اخبار سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسطرح کے امر سے بھی جھوٹ نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہی لیکن کذب مباح کا بھی حساب کتاب ہوتا ہی اور اس بات کی بازپرس ہوتی ہی کہ مقصود اسکا صحیح تھا یا نہین پھر معاف ہوجاتا ہی اسلیے کہ قصد اصلاح کے لیے اُسکو مباح ٹھہرایا گیا ہی مگر اسمین دھوکا بڑا پڑتا ہی کیونکہ اسکا باعث کبھی اپنی غرض نفسانی ہی ہوتی ہی اور اصلاح کے بہانہ سے جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہی حالانکہ اُسکی حاجت نہین ہوتی اسیو اسطے اسطرح کے جھوٹ نامۂ اعمال مین درج ہوتے ہین غرضکہ جو آدمی جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہی تو اُسکو یہ دقت آپڑتی ہی کہ جس سبب سے جھوٹ بولا ہی وہ شرعاً بہ نسبت سچ بولنے کے آہم اور مقصود تھا یا نہین اور اس بات کا معلوم ہونا بہت مشکل ہی تو احتیاط اسی مین ہی کہ جھوٹ نہ بولے اِلّا اُسصورت مین کہ واجب ہوجاوے اور کسی طرح اُسکا چھوڑنا جائز نہو مثلاً جھوٹ نہ بولنے سے کسی کی گردن ناحق ماری جاتی ہو یا گناہ عظیم مین مبتلا ہوتا ہو تو یہان جھوٹ بولنا ہی واجب ہی اور بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ فضائل اعمال اور سختی معصیت کے باب مین احادیث کا وضع کرنا درست ہی اور اُنکو گمان یہ ہی کہ اسکا مقصود صحیح ہی پس یہ بڑی خطا ہی اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من كذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار اور اس حدیث پر بے ضرورت عمل چھوڑا نہین جاتا اور وعدہ و وعید کے لیے کچھ ضرورت وضع احادیث کی نہین اسلیے کہ جو مضامین احادیث و آیات صحیحہ مین وارد ہین وہ کیا تھوڑے ہین جو جھوٹی احادیث کی ضرورت ہو اور یہ جو لوگ بیان کرتے ہین کہ احادیث و آیات صحیحہ کو سنتے سنتے اُنکا رعب جاتا رہا ہی اور خوف اتنا نہین ہوتا جتنا نئے مضمون سے حاصل ہوتا ہی تو یہ خیال خام ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خداوند کریم پر افترا کرنے سے کوئی گناہ بڑھکر نہین اور اس سے ایسے امور بھی واقع ہوتے ہین کہ بالکل شریعت کو درہم برہم کردین تو نیکی برباد گناہ لازم کا مضمون ہوتا ہی حضرت پر جھوٹ اور افترا ایسا گناہ کبیرہ ہی کہ اُسکے سامنے سب گناہ گرد ہین خدا ہمکو اور سب مسلمانون کو اُس سے بچاوے تنبیہ اِس بات کے بیان مین کہ کنایۃً بھی جھوٹ نہ بولنا چاہیے جاننا چاہیے کہ سلف کا قول ہی کہ کنایۃً جھوٹ بولنا کذب نہین کہلاتا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ کا قول ہی کہ اگر آدمی کنایۃً کچھ جھوٹ کہے تو کذب سے بچ جاتا ہی اور اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے منقول ہی مگر اُن لوگون کی غرض یہ ہی کہ جب آدمی جھوٹ بولنے کے واسطے مضطر ہو تو کنایۃً کہے ورنہ بلا ضرورت وحاجت جھوٹ بولنا نہ صراحۃً جائز ہی نہ کنایۃً گو کنایۃً مین آسانی ہی اور مثال کنایۃً کی یہ ہی کہ مطرف ایک بار زیادہ کے پاس گئے اُسنے کہا کہ دیر کرکیون آئے تو ایک مرض کا بہانہ کرکے کہا کہ جب سے مین تمھارے پاس سے گیا تھا کروٹ نہین لی الا ماشاء اللہ یا کسی آدمی سے تمھاری طرف سے کسی نے کچھ کان بھر دیئے اور تمکو منظور ہوا کہ جھوٹ نہ بولین تو اُسوقت ایسا جواب دو کہ وہ کچھ اور سمجھے اور تمھارا مطلب کچھ اور ہو تو یہ کنایۃً کہلاویگا غرض کنایہ اسی کا نام ہی کہ سامع اُس سے کچھ سمجھے اور متکلم کا مطلب

کچھ اور ہو گا مثلاً حضرت معاذ بن جبل رضہ حضرت عمر رضہ کے عہد مین ایک جگہ کے عامل تھے جب وہان سے آئے تو اُنکی بی بی نے کہا کہ جیسے اور عامل اپنے گھر کچھ لاتے ہین تم بھی لائے یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ میرے ساتھ ایک ناظر مقرر تھا اُنکی مراد یہ تھی کہ خداے تعالیٰ ناظر تھا مگر اُنکی بی بی نے یہ سمجھا کہ شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنکے ساتھ کسی کو نگاہبانی کے لیے بھیجا ہو گا اِس خیال سے کہنے لگی کہ سبحان اللہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امین تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک امین تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمھارے ساتھ ناظر مقرر کیا یہ چرچا تمام عورتون مین پھیلایا یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی جا کر شکایت کی آپنے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ مین نے کب تمھارے ساتھ ناظر بھیجا تھا اُنھون نے عرض کیا کہ مین نے آپ کے بھیجے کا تو ذکر نہین کیا یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ناظر تھا اور اُسکے سوا کوئی اور مجھکو عذر نہ سوجھا پس حضرت عمر رضی اللہ ہنس پڑے اور اُنکو کچھ عنایت فرما کر کہا کہ لو اور اپنی بی بی کو راضی کرو اور رحمہ اللہ اپنی بیٹی سے یہ کبھی نہ کہتے کہ مین تجھے شکرلے دونگا بلکہ یون کہتے کہ اگر مین تجھے شکرلے دون کیونکہ اکثر انکو خریدنے کا اتفاق نہوتا تھا اور بعض اوقات جو کوئی پکارنے آتا اور اُسکے واسطے نکلنا گھر سے منظور نہوتا تو لونڈی سے کہ دیتے کہ کہدے مسجد مین تلاش کرو اور یہ مت کہیو کہ یہان نہین ہین تاکہ جھوٹ نہو جاوے اور شعبی رح کا یہ دستور تھا کہ جسکے لیے نکلنا منظور نہوتا اپنے پاس ایک دائرہ کھینچتے اور لونڈی سے فرماتے کہ اِس دائرہ مین اُنگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین بہرحال یہ تمام باتین کنایہ کی ضرورت و حاجت کے وقت ہین ورنہ بے ضرورت اُنکا ارتکاب بھی نہین چاہیے کیونکہ ایک حیلہ و بناوٹ ہی اِس سے دوسرا شخص خلاف واقع سمجھتا ہی گو لفظون مین جھوٹ نہو تب بھی فی الجملہ مکروہ ہی عبداللہ بن عتبہ کہتے ہین کہ مین اپنے والد کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کی خدمت مین گیا اور لباس اچھا پہنے ہوئے تھا جب وہان سے نکلا تو اُس کپڑے کو دیکھکر لوگ کہنے لگے کہ یہ تمکو امیرالمومنین نے عنایت کیا ہی مین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اُنکو جزاے خیر دیوے پس میرے باپنے کہا کہ دیکھو خبردار جھوٹ مت کہو حالانکہ یہ جملہ کچھ جھوٹ نہ تھا مگر اِس خیال سے کہ دعا بادشاہ کے حق مین اکثر انعام کے مقابلہ مین ہوتی ہی لوگ اِس جملہ سے یہی سمجھتے ہونگے کہ بادشاہ نے دیا ہی تو گویا ایک جھوٹی اور بے اصل بات پر اُنکو جمانا ہوا اسلیے اُنکو منع کیا کہ ایسا نہ کرین اسمین فائدہ کیا ہی بجز اسکے کہ شیخی اور فخر ہو کہ ہمکو بادشاہ کے یہان سے یہ ملا ہان کنایات تھوڑے سے مطلبون کے لیے مزاح کے طور پر مباح ہین جیسے قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ بڑھیا بہشت مین نہ جاویگی[47] اور تیرے خاوند کی آنکھ مین سفیدی ہی[47] اور تجھکو اونٹ کے بچہ پر سوار کرینگے[47] وغیرہ لیکن صریح جھوٹ جس سے ایسا ضرر ہو کہ دل کو ایذا پہنچے وہ حرام ہی جیسا نعیمان انصاری نے اندھے کو بہکا دیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اُس سے کہ دیا کہ یہ نعیمان ہین یا جیسا لوگون کی عادت ہوتی ہی کہ بعض احمقون کو فریب دیا کرتے ہین کہ فلانی عورت تمپر عاشق ہی اور اگر ایذا منظور نہو تو صرف دل لگی منظور ہو تو اگرچہ فاسق تو نہین ہوتا پھر بھی درجہ ایمان سے کچھ گھٹ جاتا ہی ایک حدیث شریف مین وارد ہی[47] لا یکمل للمرء الایمان حتے یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ وحتے یجتنب الکذب فی مزاحہ اور یہ جو حدیث مین مذکور ہی[67] کہ آدمی بعض اوقات ایسی بات کہتا ہی کہ لوگ اُسپر ہنسین اور اُسکے سبب سے دوزخ مین ثریا سے بھی دور جا پڑتا ہی تو اس سے مراد وہی کلام ہی جسمین غیبت اور ایذار قلب ہو مطلق مزاح مراد نہین ایک جھوٹ جس سے فاسق نہین ہوتا یہ ہی کہ عادۃً بطور مبالغہ کہے مثلاً کہے کہ مینے تمکو سو دفعہ طلب کیا یا ہزار دفعہ یہ کہ دیا کہ ایسا مت کرو تو اِس سے غرض شمار عدد منظور نہین ہوتی بلکہ کثرت بطور مبالغہ مقصود ہوتی ہی پس اگر ایک ہی بار کہا یا بلایا ہو تو بیشک جھوٹ ہوگا اور اگر عادت سے زیادہ دفعہ کہا یا بلایا ہو گا تو گنہگار نہو گا گو اتنی دفعہ نہ کہا ہو جتنی تعداد کہی ہی اور ان دونون کے درمیان اور درجے ہین کہ جو کوئی اپنی زبان مبالغہ سے نہ روکے وہ خطرہ کذب سے خالی نہو گا اور ایک جھوٹ جسکی عادت اور سہل انکاری لوگون مین شائع ہی یہ ہی کہ جب آدمی سے کہا جاوے کہ کھانا کھاؤ تو جواب دے کہ مجھے بھوک نہین اور یہ بھی ممنوع اور حرام ہی بشرطیکہ کوئی غرض صحیح اس سے متعلق نہو مجاہدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسماء بنت عمیس[67] سے روایت ہی

کہ شب زفاف مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مین موجود تھی اور اُنکو مین نے ہی بنایا سنوارا تھا اور میرے ساتھ کچھ اور عورتین بھی تھین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حضرت کے پاس ہم لیگئے تو آپ کے یہان بجز ایک پیالہ دودھ کے اور کچھ موجود نہ تھا بس اُسمین سے کچھ آپ نے پیا اور پھر حضرت عائشہ رضہ کو دیا اُنکو حیا دامنگیر ہوئی تو مین نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مت ہٹاؤ اور لے لو اُنھون نے اُسی شرم کی حالت مین لیا اور پیا پھر آپ نے فرمایا اپنی ساتھیون کو دے دے عورتون نے عرض کیا کہ ہمکو بھوکہ نہین آپ نے فرمایا کہ اپنے پیٹ مین بھوکہ اور جھوٹ دونون کو ساتھ مت کرو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کسی چیز کو ہمارا دل ہوتا ہو اور ہم کہدین کہ بھوکہ نہین کیا یہ بھی جھوٹ مین داخل ہی آپ نے فرمایا کہ جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جاتا ہی حتی کہ اگر تھوڑا سا جھوٹ ہوگا تو وہ تھوڑا سا لکھا جاویگا اور اہل ورع ایسی جیسے جھوٹ مین بھی تسامح سے بچتے تھے چنانچہ لیث بن سعد کہتے ہین کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی آنکھون مین اتنا کیچڑ رہتا تھا کہ باہر بھی آجاتا تھا لوگ اُنسے عرض کرتے تھے کہ آپ اپنی آنکھین پونچھ ڈالیے آپ فرماتے تھے کہ طبیب کے قول کو کیا کرون اور اُسنے کہا ہی کہ آنکھون کو ہاتھ مت لگاؤ یعنے وعدہ جو معالج سے ہاتھ نہ لگانے کا کرچکا ہون وہ خلاف ہوجاویگا اب ہم کہتے ہین کہ واقع مین اہل ورع اسی طرح حفاظت اپنی زبان کی فرماتے ہین اور جو شخص حفاظت کو ترک کریگا اُسکی زبان بے اختیار جھوٹ مین مبتلا ہوگی اور اُسکو خبر بھی نہوگی خوات تیمی فرماتے ہین کہ ربیع بن خثیم کی بہن میرے لڑکے کی عیادت کو آئین اور اُسپر جھک پڑین اور پوچھنے لگین کہ بیٹا کیا حال ہی بس اُنکے بھائی ربیع نے اُنسے پوچھا کہ تمنے اِس لڑکے کو دودھ پلایا ہی اُنھون نے کہا نہین اُنکے بھائی نے فرمایا کہ پھر تمھارا بیٹا کیسے ہوا یون کیون نہ کہا کہ بھتیجے کیسا ہی جو جھوٹ نہوتا اور ایک عادت یہ بھی ہوتی ہی کہ جو بات اپنی آپ کو نہ معلوم ہو اُسمین کہتے ہین کہ خدا جانتا ہی حالانکہ حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک بڑے گناہون مین سے ہی کہ جسکی بات کو نہ جانتا ہو اُسکو کہے کہ خدا جانے اور نیز بعض لوگ جھوٹا خواب کہا کرتے ہین یا اُس مین کچھ اپنی طرف سے ملا کر کہتے ہین اُس مین بھی بڑا گناہ ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی[۱۷] ان من اعظم الفریۃ ان یدعی الرجل الی غیر ابیہ اویری عینیہ فی المنام مالم یرا ویقول علی مالم اقل اور دوسری حدیث مین ہی[۲۷] من کذب فی حلم کلف یوم القیمۃ ان یعقد شیرۃ ولیس بعاقد۔

پندرھوین آفت غیبت ہی اور اسمین سات بیان ہین

بیان اول غیبت کی مذمت اور دلائل شرعی سے اللہ تعالے نے اپنی کتاب مجید مین اُسکی بُرائی کا ذکر فرمایا اور غیبت کرنے والے کو مردار کھانے والے کی مشابہت دی جیسا کہ ارشاد ہی[۳۷] ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۴۷] کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ اور عرض مین غیبت بھی آگئی مال اور خون کے ساتھ اُسکو بھی خدا تعالے نے اکٹھا فرمادیا اور حضرت ابو ہریرہ اِس حدیث[۵۷] کو روایت کرتے ہین لاتحاسدوا ولا تباغضوا ولا یغتب بعضکم بعضا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور حضرت جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا[۶۷] ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا اسکی وجہ یہ ہی کہ زنا کرکے تو آدمی اگر توبہ کرے تو اللہ تعالے توبہ قبول کرلیتا ہی اور غیبت والے کی مغفرت جب تک نہین ہوتی جب تک جسکی غیبت کی ہی وہ معاف نہ کرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہی کہ آپ نے فرمایا[۷۷] کہ شب معراج کو میرا گذر ایسے لوگون پر ہوا کہ اپنے چہرہ کو ناخنون سے نوچ رہے تھے مین نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اُنھون نے کہا کہ وہ یہ لوگ ہین کہ لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے اور اُنکی آبرو مین گفتگو کرتے تھے اور حضرت سلیمان بن جابر رضی عنہ فرماتے ہین[۸۷] کہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کوئی ایسی عمدہ شی تبلائیے جس سے مجکو فائدہ ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی اچھی بات کو حقیر نہ سمجھنا گواتنی ہی

[illegible]

[illegible]

کیون ہو کہ اپنے ڈول مین سے پیاسے کے برتن مین پانی ڈال دو اور یہ کہ اپنے بھائی مسلمان سے بکشادہ پیشانی ملنا چاہیے اور اُسکے پیچھے اُسکی غیبت نہ کرنی چاہیے اور برا بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اس زور سے پڑھا کہ گھرون کی عورتون نے بھی سُنا اُسمین فرمایا یامعشر من آمن بلسانہ ولم یؤمن بقلبہ لاتغتابوا المسلمین ولاتتبعوا عوراتہم فانہ من تتبع عورۃ اخیہ تتبع اللہ عورتہ ومن تتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی جوف بیتہ اور حضرت موسی علیہ السلام پر اللہ تعالے نے وحی فرمائی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مریگا سب سے پیچھے جنت مین جاویگا اور جو بے توبہ مریگا تو سب سے اول دوزخ مین جاویگا اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز روزہ رکھنے کو ارشاد فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جبتک مین اجازت نہ دون تب تک کوئی افطار نہ کرے غرض لوگون نے روزہ رکھا اور جب شام ہوئی تو آپ کی خدمت مین ایک ایک آدمی نے آنا شروع کیا اور عرض کرتے گئے مین نے روزہ رکھا تھا مجھکو اجازت افطار کی ہو آپ اجازت دیتے گئے ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو عورتین ہین کہ انھون نے بھی روزہ رکھا تھا انکو آپ اجازت دین تو افطار کرین آپ نے مُنھ پھیر لیا اُسنے دوبارہ عرض کیا دوبارہ بھی مُنھ پھیر لیا اُس نے پھر عرض کیا آپنے فرمایا کہ انھون نے روزہ نہین رکھا جو آدمی دن بھر لوگون کا گوشت کھاوے اُسکا روزہ کیسے ہوگا تو جا کر اُنسے کہدے کہ اگر تمھارا روزہ ہو تو قے کرو اُسنے اُن عورتون کو حضرت کا حکم سُنا دیا انھون نے قے کی تو ہر ایک کے مُنھ سے جمع ہوا خون نکلا اُسنے آکر آپ کی خدمت مین ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میرا دم ہے اگر یہ خون کے لوتھڑے اُنکے پیٹون مین رہ جاتے تو انکو دوزخ کھاجاتی اور ایک روایت مین یون ہے کہ جب آپ نے مُنھ پھیر لیا تو وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ بخدا وہ عورتین قریب الموت ہین آپنے فرمایا کہ انکو یہان بُلالا جب وہ آئین تو آپ نے ایک بڑا بادیا منگاکر ایک کو اُن مین سے کہا کہ اسمین قے کر اُسنے پیپ اور خون کی قے کی یہانتک کی کہ پیالہ بھر گیا پھر دوسری سے کہا کہ قے کر اُسنے بھی ویسا ہی قے کی آپ نے فرمایا کہ اِن دونون نے جس چیز کو اللہ تعالے نے حلال کیا اُس سے تو روزہ رکھا اور جسکو حرام کیا تھا اُس سے افطار کیا ایک دوسرے کے پاس بیٹھکر لوگون کا گوشت کھانا شروع کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین ذکر سود کا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر درم سود کا آدمی لے تو خدا کے نزدیک گناہ مین چھتیس زنا سے بڑھکر ہے اور سود سے بھی بڑھکر مسلمان آدمی کی آبروریزی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم آپکے ساتھ ایک سفر مین تھے پس آپ دو قبرون پر گذرے کہ جنکے مردون کو عذاب ہو رہا تھا آپنے فرمایا کہ اُن لوگون نے کوئی بڑا گناہ نہین کیا تھا اور عذاب ہوتا ہے ایک تو لوگون کی غیبت کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہین بچتا تھا پھر آپنے ایک تر لکڑی یا دو منگاکر انکو توڑا اور دونون قبرون پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیگی انکو عذاب مین تخفیف رہیگی اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ماعز کو زنا کے باعث سنگسار کیا تھا ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اُسکو کتے کی طرح اسی جگہ مار ڈالا پھر راہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مُردار پر ہوا تو اُن دونون شخصون کو فرمایا کہ اس مین دانت لگاؤ انھون نے عرض کیا کہ کیا مُردار پر ہم دانت مارین آپ نے فرمایا کہ جو ذکر ماعز کا تمنے کیا تھا وہ تو اس سے بھی زیادہ بُرا تھا غرضکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس مین بکشادہ پیشانی ملتے اور غیبت کسی کی نہ کرتے اور غیبت نہ کرنے کو افضل اعمال جانتے اور اُسکے خلاف کو عادت منافقین تصور کرتے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو آدمی دنیا مین اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے تو آخرت مین بھی اُسکے سامنے وہی گوشت کیا جاویگا اور حکم ہوگا کہ جیسا زندگی مین تو نے کھایا تھا اب بھی کھا تو ناچار کھاویگا اور مُنھ بنا دیگا چلاویگا اور یہ مضمون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے اور ایکبار دو آدمی مسجد کے کسی دروازہ کے پاس بیٹھے تھے کہ وہان کو گذرا ایک مخنث کا ہوا جسنے اپنا کام چھوڑ دیا تھا اُن دونون نے اُسکو دیکھکر آپس مین کہا کہ ابھی اسمین اثر مخنث پنے کا باقی ہے اتنے مین

نماز کے لیے تکبیر ہوئی یہ دونون بھی جماعت مین شریک ہوئے مگر دل مین یہ خیال رہا کہ ہمنے اس شخص کی نسبت ایسا کلام کہا ہی نہ معلوم نماز ہوئی یا نہین اسلیے عطار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ماجرا کہا انھون نے فرمایا کہ دوبارہ وضو کرکے پھر سے نماز پڑھو اور اگر روزہ بھی تمھارا تھا تو روزہ کو بھی قضا کرو اور ویل لکل ہمزۃ لمزۃ کی تفسیر مین حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہمزہ سے وہ شخص مراد ہی کہ جو طعن و اعتراض لوگون پر کرے اور لمزہ سے غیبت کرنے والا مراد ہی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہمکو ایسا پہونچا ہی کہ عذاب قبر کے تین حصہ ہین ایک تہائی تو غیبت سے ہوتا ہی اور ایک تہائی چغلی سے اور ایک تہائی پیشاب سے نہ بچنے سے اور حضرت حسن رضہ فرماتے ہین کہ بخدا غیبت کا اثر مسلمان کے دین مین آکلہ بیماری کے اثر سے بھی زیادہ ہوتا ہی یعنے جیسا مرض آکلہ آدمی کے تن بدن کو کھا لیتا ہی ویسے ہی غیبت دین کو چٹ کرتی ہی اور یہ بھی انھین کا قول ہی کہ ہمنے سلف کو اسی حال پر پایا کہ نماز و روزہ کو کسی کو عبادت نہین سمجھتے تھے بلکہ ترک غیبت کو عبادت جانتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب تمھارا دل چاہے کہ لوگون کے عیب بیان کرو تو اپنے عیب یاد کرو اور بعضون کا قول ہی کہ تم لوگ لوگون کی آنکھ کا تنکا بھی دیکھ لیتے ہو مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نہین سوجھتا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اے ابن آدم حقیقت ایمان پر جبھی پہونچیگا کہ جو برائی تجھ مین ہی اسپر دوسرون کو برا نہ کہیگا اور اپنی برائی کی اصلاح پہلے کریگا اور جب پہلے اپنے نفس کی اصلاح مقدم جانیگا تو یہی شغل کافی ہی دوسرون کی طرف التفات کی نوبت آنی بھی مشکل ہی اور اللہ کے نزدیک محبوب تر وہی بندہ ہی جسکا حال ایسا ہی ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر مع حواریون کے ایک مرے کتے پر ہوا تو حواریون نے کہا کہ اس کتے مین سے کیا بری بو آتی ہی آپ نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی کتنی تیز ہی اس سے گویا حضرت عیسیٰ نے انکو کتے کی غیبت سے بھی منع فرمایا اور تنبیہ کی کہ اللہ کی مخلوق مین سے اچھی شی کے سوا اور کچھ ذکر نہ کرنا چاہیے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ دوسرے کی غیبت کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ خبردار غیبت مت کرنا یہ چیز ان لوگون کا سالن ہی جو انسانون مین سے کتے ہین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا ذکر کیا کرو کہ اس مین شفا ہی لوگون کا ذکر مت کیا کرو کہ اس مین روگ ہے اللہ ہمکو حسن توفیق عنایت فرما وے

دوسرا بیان معنی غیبت اور اسکی تعریف مین - غیبت کی تعریف یہ ہی کہ دوسرے کا ایسا ذکر کرنا کہ اگر وہ سنے تو برا جانے خواہ نقصان بدن کا ذکر ہو یا نسب کا یا خلق کا یا قول و فعل کا یا دین کا یا دنیا کا یا کپڑے اور گھر اور سواری وغیرہ کا - بدن کا عیب تو یہ ہی کہ کسی کو یون کہو کہ جسکی آنکھین چندھی یا آنسو ڈھال یا بھینگی ہین یا جو گنجا یا بونا یا لینا یا کالا یا پیلا وغیرہ جو ایسے عیب معلوم ہون کہ اگر وہ سنیگا تو برا مانیگا اور نسب کا عیب اسطرح کہ اسکا باپ غلام ہی خواہ خسیس ہی یا بدکار یا موچی یا گوبر والا یا اور کسی مکروہ پیشہ والا ہی اور خلق کا عیب اسطرح کہ فلان شخص بدمزاج ہی یا بخیل یا متکبر یا ریاکار یا غضیلا یا نامرد یا بزدلا یا اور کوئی ایسا ہی لفظ کہا جاوے اور ان افعال مین عیب جو دین سے متعلق ہین یون ہوتا ہی کہ وہ چور جھوٹا شراب خوار خائن ظالم ہی یا نماز و زکوۃ مین سستی کرتا ہی یا رکوع و سجدہ اچھی طرح نہین ادا کرتا یا نجاست سے نہین بچتا یا والدین سے سلوک نہین کرتا یا زکوۃ کو بموقع صرف کرتا ہی یا اچھی طرح نہین تقسیم کرتا یا روزہ مین جماع و غیبت لوگون کی برائی کا ذکر کیا کرتا ہی - اور جو افعال متعلق دنیا سے ہین انکا عیب اسطرح ہی کہ فلان شخص ادب سے لوگون کی تعظیم نہین کرتا اپنا حق سب پر جانتا ہی اپنے اوپر کسی کا حق نہین سمجھتا یا بڑا ایکی ہی یا بسیار خور یا سوو ہی کہ بے وقت سو رہتا ہی اور بموقع بیٹھ جاتا ہی اور کپڑے کے عیب اسطرح کہ اسکی آستین چوڑی ہی یا دامن لنبے ہین یا کپڑے میلے رکھتا ہی اور بعض لوگ کہتے ہین کہ دین کے باب مین جو کسی کو کچھ کہتے ہین تو یہ داخل غیبت نہین اسلیے کہ جس چیز کو خدا نے برا کہا ہی اسکی مذمت کرتے ہین تو ایسے شخص کو گناہ کے باعث برا کہنے مین کیا خرابی ہی دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ذکر اس عورت کا ہوا جو بہت نماز و روزہ کیا کرتی تھی اور اسکی ساتھ ہی ہمسایون کو اپنی زبان سے ستاتی تھی تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ مین جائیگی اور اسی طرح ایک عورت کا ذکر آپ کے سامنے ہوا کہ وہ بخیل ہی آپ نے فرمایا کہ اسمین کچھ اچھی

بات نہین تو اگر اس قسم کی برائی ممنوع ہوتی تو آپ لوگون کو منع فرما دیتے کہ ایسے الفاظ سے ذکر مت کیا کرو ہم کہتے ہین کہ یہ قول و دلیل اُن لوگون کی ٹھیک نہین اسلیے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جو لوگون کا ذکر اُن الفاظ سے آپ کے سامنے کرتے تھے تو اُنکی غرض یہ نتھی کہ انکا ہتک یا برائی ہو بلکہ تحقیق مسائل منظور ہوتی تھی اور سوا مجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی جگہ اُسکی ضرورت نہ تھی اسواسطے صرف اُسی مجلس مین ایسا ذکر تحقیق کے لیے ہوجاتا تھا اور اِن امور کی غیبت مین داخل ہونے کی یہ سند ہو کہ تمام علماء امت کا اجماع ہو کہ دوسرے آدمی کو ایسا کہنا کہ وہ سنے تو برا مانے اسی کا نام غیبت ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف مین ایسا ہی ارشاد فرمایا ہو اور یہ بھی جب ہو کہ جو بات کسی کی بیان کی ہو اور اُسمین موجود ہو تو ایسی بات کہنے سے غیبت کا بھی مرتکب ہوا اور خدا کا نافرمان اور اپنے بھائی کا گوشت کھانے والا بھی ہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمکو معلوم ہو کہ غیبت کسکو کہتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ خدا تعالے اور اُسکا رسول زیادہ جانتا ہو آپ نے فرمایا کہ کما ذکرک اخاک بما یکرہ لوگون نے عرض کیا کہ جو بات کسی کی کہی جاوے اگر اُسمین ہو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ بات اُسمین ہو تو غیبت ہو ورنہ بہتان ہو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص کا ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا عاجز ہو آپ نے فرمایا کہ تمنے اُسکی غیبت کی اُنھون نے عرض کیا کہ حضرت جو بات اُسمین تھی ہمنے تو وہ بیان کی ہو آپ نے فرمایا کہ اگر ایسی بات کہتے جو اُسمین نہ تھی تو بہتان کرتے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کا ذکر آنحضرت صلعم کے سامنے کیا اور بیان کیا کہ وہ چھوٹے قد کی ہو آپنے اُنکو فرمایا کہ تو نے اُسکی غیبت کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دوسرے کا ذکر کرنا تین طرح ہوتا ہی غیبت اور بہتان اور افک اور ہر ایک کتاب اللہ عزوجل مین موجود ہی غیبت تو ایسی چیز کو کہتے ہین کہ جو بات دوسرے مین ہو اُسکو بیان کرین اور بہتان یہ ہو کہ جو بات اُسمین نہو اُسے بیان کرین اور افک یہ ہو کہ جیسا سُنین ویسا کہدین اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو منھ سے وہ کالا آدمی نکل گیا تو کہا کہ استغفر اللہ مین نے اُسکی غیبت کی اور ایکبار ابراہیم نے یک چشم کا ذکر کیا تو نخعی کہتے ہین کہ اپنا ہاتھ آنکھ پر رکھ لیا اور ایک چشم نہ کہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ کسی کی غیبت مت کرو مین نے ایک عورت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہدیا تھا کہ اُسکے دامن لنبے لنبے ہین آپ نے فرمایا کہ تھوک تھوک مین نے جو تھوکا تو منھ مین سے گوشت کا ایک ٹکڑا نکلا اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ غیبت زبان ہی سے کہنے پر موقوف نہین بلکہ جسطرح دوسرا شخص کسی کا عیب سمجھ جاوے وہ غیبت ہی مین داخل ہو خواہ کنایہ اور رمز سے ہو یا حرکت و فعل سے یا تصریح و قول سے پس سب حرام اور ناجائز ہین چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایکبار ایک عورت آئی جب وہ چلی گئی تو مین نے ہاتھ سے اُسکے قد کا اشارہ کیا کہ کوتاہ قد کی تھی یعنے بولی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اُسکی غیبت کی اور اسی مین داخل ہو اگر لنگڑے آدمی کی نقل کرے اور خود اُسکی چال چلنے لگے بلکہ نقل کرنا غیبت سے بھی بڑھکر ہو اسلیے کہ اس سے زیادہ تر صورت دوسرے شخص کی ذہن مین آتی ہو گویا تصویر پیش نظر ہوجاتی ہو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ایک عورت کی نقل کی تو آپ نے فرمایا کہ ما یسرنی انی حاکیت ولی کذا وکذا اور یہی حال لکھنے کا ہو کہ قلم بھی نصف زبان ہو پس اگر کوئی مصنف ایک شخص معین کی نسبت کچھ برا لکھے یا اُسکا کلام کتاب مین نقل کرے تو داخل غیبت ہو مگر اُسصورت مین کہ کوئی وجہ یا عذر لکھدے جیسا کہ آگے اُسکا بیان آتا ہو ہان اسطرح یہ کہنا کہ کچھ لوگ ایسا کہتے ہین داخل غیبت نہین غیبت اُسی کا نام ہو کہ شخص معین کی طرف اشارہ پایا جاوے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور یہ بھی غیبت ہی ہو کہ اسطرح کہے جس سے آج ملاقات ہوئی تھی یا جو شخص ہمارے پاس آیا تھا وغیرہ بشرطیکہ مخاطب اُس سے شخص معین سمجھے کیونکہ مقصود یہی ہو کہ مخاطب سمجھ جاوے یہ مقصود نہین کہ کسی طور خاص کے سمجھانے سے غیبت ہوتی ہو لیکن اگر شخص معین مخاطب کے ذہن مین نہ آویگا

تو نا جائز ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی آدمی کا فعل برا معلوم ہوتا تو فرماتے[۱۷] کہ لوگون کا کیا حال ہی کہ ایسا کرتے ہین معین کسی کے
کچھ نہین فرماتے تھے پس کلام مین کوئی ایسا لفظ کہدینا کہ جس سے شخص معین ہی سمجھا جاوے غیبت ہوگی اور سب سے زیادہ بری غیبت وے
لوگ کرتے ہین جو پڑھے ہوے اور ریاکار ہین کہ مقصود بھی اپنا ظاہر کردین اور اچھے کے اچھے بنے رہین اور لوگون کو یہ معلوم ہو کہ یہ غیبت
نہین کرتے حالانکہ وہ خود جہالت سے یہ نہین جانتے کہ دو خطا کے مرتکب ہوے غیبت کی غیبت ٹھہری اور ریا اسپر علاوہ ہوا مثلاً کسی شخص
کا ذکر اگر انکے سامنے ہو تو کہتے ہین خدا کا شکر ہی کہ ہمکو حکام سے غرض نہین ڈالی نہ انکے سامنے دنیا کے واسطے ذلیل کیا یا یون کہتے ہین
کہ بے شرمی سے بھی خدا بچاوے تو ان الفاظ سے غرض یہی ہوتی ہی کہ دوسرا شخص معیوب ہی مگر اسکو شکر اور دعا کے پیرایہ مین بیان
کرتے ہین اور بعض اوقات اس شخص کی مدح بھی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فلانا شخص کتنا اچھا ہی افعال سب درست عبادت مین
چست مگر ایک ایسی ہی بلا مین مبتلا ہی کہ ہم سب کے سب اسمین گرفتار ہین وہ یہ ہی کہ صبر کم کرتا ہی پس اول اپنے نفس کو ذکر کر لیتے
ہین اور اسکے ضمن مین غرض صرف دوسرے کی مذمت ہوتی ہی اور اپنے آپ کو صلحا سے مشابہ کرتا تو اس صورت مین تین خطا جمع
ہو جاتی ہین غیبت اور ریا اور اپنے نفس کو صاف جاننا اور خود یہی سمجھتے ہین کہ ہم نیک ہین کسی کی غیبت سے سروکار نہین رکھتے
اسی بنا پر جو آدمی بے جانے عبادت کرتے ہین شیطان انکو مسخرہ بنا لیتا ہی انکو لاعلمی کے سبب کچھ خبر نہین ہوتی وہ جسطرح چاہتا ہی انپر
ہنستا ہی اور انکے اعمال کو اپنے فریب سے گھیر لیتا ہی اور اسی مین یہ بھی ہی کہ کسی جلسہ مین ایک آدمی کے عیب کا ذکر کرتے ہین اور بعض
شخص اسپر کان نہین دھرتے تو کہہ اٹھتے ہین کہ سبحان اللہ عجیب وغریب بات ہی تاکہ لوگ خوب متوجہ ہو کر سنین اپنے خبث باطن کے
اظہار مین خدا کا نام لیا جاتا ہی اسکو بھی دھوکا دینا چاہتے ہین وہ تو دلون کی بات جانتا ہی کہ انکی کیا غرض ہی اور بعض اوقات کہتے ہین
کہ ہمارے دوست پر جو یہ حال گذرا ہمکو نہایت رنج ہوا کہ انکو سبکی ہوئی خدا تعالے اسکو اسکے عوض راحت دے تو غم کا دعوی اور دعا کا
اظہار دونون جھوٹے ہوتے ہین کیونکہ اگر دعا کا قصد ہوتا تو خلوت مین بعد نماز اسکے لیے دعا کرتے اور واقع مین اسکے رنج سے رنج ہوتا تو جس چیز کے
اظہار سے اسکو برا لگے وہ کیون ظاہر کرتے اسی طرح کبھی کہتے ہین کہ وہ بیچارہ بڑی آفت مین پھنس گیا ہی تعالے اسکو اور ہمکو دونون کو توبہ نصیب
فرماوے ظاہر مین تو یہ دعا ہی مگر اللہ تعالی خبث باطن پر خوب مطلع ہی کہ دل مین کیا بھرا ہی مگر انکو جہالت کے باعث نہین معلوم ہوتا کہ یہ امر
جاہلون سے بھی بڑھکر ہی اور غیبت کو سنکر تعجب کرنا بھی غیبت ہی اسلیے کہ تعجب کرنے سے غیبت کنندہ خوش ہوتا ہی اور زیادہ کہنے کو تیار ہوتا ہی مثلاً جب کسی نے
دوسرے کا عیب بیان کیا اور سننے والے نے کہا کہ بھائی ہم اسکو ایسا نہین جانتے تھے آجتک ہمکو اسکی نسبت اور ہی کچھ خیال تھا یہ تمنے عجب حال اسکا سنایا
خدا بچاوے پس اس سے وہ شخص غیبت کنندہ اور ویسے ہی باتین اسکی کرنے لگتا ہی کہ زیادہ تر موجب تعجب ہوگا اور یہ بھی ہان جی ہان جی کہنے لگتا
ہی غرضکہ غیبت کا سننا اور تصدیق کرنا بھی داخل غیبت ہی بلکہ جو چپکا سنا کرے وہ بھی شریک غیبت ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی
المستمع احد المغتابین[۲۷] اور ایکبار حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض مین سے ایک نے دوسرے سے ذکر کیا کہ فلانا شخص بڑا سوتا ہی پھر دونون
صاحبون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روٹی کے لیے سالن مانگا آپ نے فرمایا کہ سالن تو تم لے چکے انھون نے عرض کیا کہ ہمکو تو معلوم
نہین کب لیا آپ نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی مسلمان کا گوشت کھا چکے دیکھو باوجودیکہ وہ کلمہ ایک صاحب نے فرمایا تھا مگر آپنے دونون کو
شریک کیا اسی طرح ماعز کے رجم مین جب دو شخصون نے آپس مین کہا تھا کہ کتے کی طرح اسی جگہ مارا گیا تو آپ نے مردار دیکھکر دونون کو ارشاد
فرمایا تھا کہ اسمین دانت مارو حالانکہ کہنے والا ایک ہی تھا دوسرا سنتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ سننے والا بھی غیبت کے گناہ مین
شریک ہی مگر اس صورت مین کہ زبان سے کہنے والے کو منع کردے اور اگر زبان سے منع کرنے مین خوف ہو تو دل مین برا سمجھے اور اگر
آپ اس مجلس سے اٹھ سکتا ہی یا کہنے والے کو دوسری بات مین لگا سکتا ہی مگر یہ دونون باتین نہ کین تو گناہ بیشک ہوگا اور اگر زبان سے

[illegible] عبدالرحمن ابن ابی لیلی مرسلاً ۱۲ اور گذر چکی ۱۲

تو منع کیا لیکن دل مین خواہش سننے کی رہی تو اُسکا نام نفاق ہی گناہ سے جبھی بچیگا جب دل سے بُرا سمجھیگا اور منع کرنے مین اسی قدر کافی نہین کہ ہاتھ سے یا ابرو یا آنکھ کے اشارہ سے روک دے اسمین سہل انکاری سی معلوم ہوتی ہی بلکہ یون چاہیے کہ بجوبی منع کرے کہ خبردار ایسا ذکر پھر مت کرنا حدیث شریف مین وارد ہی مَن اذل عندہ مومن فلم ینصرہ وہو یقدر علی نصرہ اذلہ اللہ یوم القیامۃ علی رؤس الخلائق اور حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا مَن رد عن عرض اخیہ بالغیب کان حقا علی اللہ ان یرد عن عرضہ یوم القیامۃ اور نیز فرمایا مَن ذب عن عرض اخیہ بالغیب کان حقا علی اللہ ان یعتقہ من النار اور غیبت کے وقت مسلمان کی نصرت کے باب مین اور اُسکی فضیلت مین بہت سی احادیث ہین جنکو ہم باب آداب صحبت اور حقوق اسلام مین بیان کرچکے ہین اب اعادہ کرنا امر زائد ہی

تیسرا بیان اسباب غیبت کے ذکر مین جاننا چاہیے کہ غیبت کے سبب بہت ہین مگر گیارہ سبب مین وہ سب آجاتے ہین آٹھ تو اُن مین عوام کے حق مین عام ہین اور تین دینداروں کے لیے خاص ہین آٹھ سببون مین سے اول یہ ہی کہ غصہ کے وقت دل کے پھپھولے پھوڑنے منظور ہون یعنی جب کوئی ایسا سبب ہوجاوے کہ آدمی کو دوسرے پر غصہ آوے تو ہیجان غضب مین اُسکی بُرائی کرنے لگتا ہی اور دل کی کسر نکالتا ہی یہ امر اقتضاے طبع سے ہوتا ہے بشرطیکہ دین کا تعلق نہو اور کبھی بظاہر بُرا نہین کہتا مگر دل مین کینہ رہتا ہی اسی سے گویا آیندہ کو ہمیشہ کے لیے بُرا کہنے کی بنا پڑتی ہی پس کینہ اور غضب دونون غیبت کے بڑے سببون مین سے ہین دوسرا سبب اورون کی دیکھا دیکھی اور ہان مین ہان ملانا ہی مثلاً اگر اپنے رفیق اور اہل جلسہ کسی کی بُرائی کرین تو اُسوقت یہ سمجھتا ہی کہ اگر اُنکی طرح نہ کہونگا تو یہ ناراض ہوجاوینگے یا مجھکو بُرا سمجھینگے اور کنارہ کشی کرینگے تو اُنکی سی یہ بھی کہنے لگتا ہی اور اس امر کو حُسن معاشرت اور ملنساری جانتا ہی تو جب دوسرے غصہ کی حالت مین کسی کو بُرا کہتے ہین یہ بھی غصہ مین اُنکی دیکھا دیکھی کرکے بُرا کہنے لگتا ہی تیسرا سبب یہ ہی کہ پیش بندی منظور ہو یعنی جب کسی کو معلوم ہوا کہ یہ شخص کسی بڑے آدمی کے سامنے میری بُرائی کریگا یا میرے خلاف گواہی دیگا تو پہلے ہی سے اسکی بُرائی کرنے لگے کہ پھر وہ اگر اُسکی نسبت کچھ کہے تو شنوائی نہو اول سے یہ بات مخاطب کے دل مین جم جاوے کہ یہ آدمی لغو اور فضول گو ہی یا اول اول کچھ اُسکے سچے حالات بیان کیے بعدہٗ جھوٹے معاملہ بھی اُسکی طرف لگا کر کہدے تاکہ پہلے حالات کی طرح اُنکو بھی مخاطب صحیح تصور کرے اور اُسکا جھوٹا اور فریبی ہونا اسطرح مشہور ہوجاوے اور اُسکو اسطرح بیان کرتا ہے کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین مگر مین نے تمسے فلان فلان حال بیان کیے سب ویسے ہی نکلے جیسے مین نے کہے تھے چوتھا سبب یہ کہ کسی عیب سے اپنا بری ہونا مقصود ہوتا ہی تو اُسوقت دوسرے شخص کا نام لیکر کہتا ہی کہ اُسنے بھی ایسا ہی کیا یا وہ بھی میرے ساتھ شریک تھا مین اُسمین معذور ہون اور چاہیے یون تھا کہ اپنے آپ کوئی عذر بیان کرتا دوسرے کا نام نہ لیتا پانچوان سبب ارادہ فخر و مباہات ہی کہ دوسرے کے ناقص بتلانے سے اپنا افضل ہونا ثابت کرے مثلاً کسی کو کہنا کہ وہ جاہل آدمی ہی اُسکی سمجھ اچھی نہین کلام پوچ کرتا ہی اس سے غرض یہی ہوتی کہ ہم اُسکی نسبت زیادہ جانتے ہین یا یہ خوف ہوا کہ اُسکا میری سی تعظیم کہین اُسکی نہونے لگے اسلیے اُسمین عیب نکالنے شروع کیے چھٹا سبب حسد ہی یعنی جب لوگون کو دیکھا کہ کسی امر کی تعریف و تعظیم کرتے ہین اور اُس سے یہ محبت پیش آتے ہین تو رگ حسد جوش کرتی ہی اور یہ دل چاہتا ہی کہ یہ نعمت اُسکے پاس نہ رہے تو اور تو کچھ نہین بن پڑتا اُسکا عیب ظاہر کرنا شروع کرتا ہی تاکہ لوگون کے نزدیک اُسکی عزت نہ رہے اور تعظیم و اکرام و مدح سے باز آوین اسلیے کہ تعریف کا سننا اور تعظیم ناگوار گذرتی ہی اُسکا نام حسد ہی یہ غصہ اور کینہ کے علاوہ ہی کیونکہ غصہ اور کینہ مین تو یہ ہوتا ہی کہ دوسرا شخص کچھ اپنا بگاڑ کرتا ہی جب غصہ اور کینہ آتا ہی اور حسد بگاڑ پر موقوف نہین دوست محسن اور رشتہ دار موافق پر بھی ہوا کرتی ہی ساتوان سبب کھیل اور دل لگی ہی کہ دوسرے کی بُرائی بیان کرکر ہنسنا اور ہنسانا اور وقت ٹالنا منظور ہوتا ہی آٹھوان سبب دوسرے کی حقارت کے لیے اُسکو بنا لینا مقصود ہوتا ہی اور یہ سامنے اور پیٹھ پیچھے دونون طرح ہوتا ہی اس مین اپنی بڑائی اور دوسرے کی ذلت منظور ہوتی ہی اور وہ

تین سبب جو خاص لوگون مین باعث غیبت ہوتے ہین وہ بڑے دقیق و باریک ہین خیر کے پہلو مین شیطان اُنکو لاڈالتا ہی اُن مین خیر واقع مین ہوتی ہی مگر شیطان شر بھی خلط کر دیتا ہی پہلا سبب یہ ہی کہ دین کے باعث کسی کے قصور پر مطلع ہو کر تعجب معلوم ہوتا ہی تو کہنے لگتا ہی کہ دیکھو فلان شخص سے ہمکو عجیب بات معلوم ہوئی ہر چند دیندار آدمی سے کسی قسم کی خطا درحقیقت موجب تعجب ہوتی ہی مگر دوسرے شخص کو یون چاہیے تھا کہ تعجب تو کرتا مگر نام کسی کا نہ لیتا پس نام کا لوانا شیطان کا کام ہی اسی سبب سے یہ داخل غیبت ہو گیا اور نادانستہ گناہگار ٹھہرا اور اسمین یہ بھی داخل ہی کہ کسی کو کہین کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ اُس جیسا شخص ایسی بدصورت عورت سے محبت کرے یا جاہلون مین جا جا کر بیٹھے دوسرا سبب کسی کی خطا دیکھکر رحم آنا اور رنج کرنا مثلاً جب کسی کو کسی امر معیوب مین مبتلا دیکھا تو براہ رحم کہا کہ ہم کو اُسکے حال پر بڑا افسوس ہی کہ وہ اِس بلا مین گرفتار ہو گیا تو اگرچہ دعوئ افسوس اُسکی جانب سے صحیح ہی مگر چونکہ غم مین اُسکا نام لے دیا اتنی بھی بھول سے داخل غیبت ہو گیا پس ہر چند کسی مسلمان کے خطاوار ہونے سے غم کرنا اور رحم کھانا اچھی بات ہی لیکن شیطان نے اُسمین یہ شرط بھی ملا دی کہ اُسکا نام لے دیا بدون نام کے کہے بھی تو رنج و رحم و تعجب ممکن ہی الا شیطان نے اُسکے ثواب سے محروم رکھنے کے لیے نام لوا دیا تیسرا سبب اللہ کے واسطے غصہ کرنا یعنے جب کسی آدمی کو بُری بات کرتے سُنا یا دیکھا تو براہ حمیت دینی غصہ آتا ہی اسمین اگر اُسکا نام لیکر غصہ کریگا تو غیبت مین داخل ہو گا بلکہ واجب یہ ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کے لیے اظہار غضب خاص اُس شخص پر کرے اُسکی اطلاع دوسرے کو نہو یا اظہار غضب کے وقت اُسکا نام لے اور بُرا نہ کہے یہ تین سبب ایسے ہین کہ اُنکا معلوم ہونا عوام کو تو کیا علما کو بھی بہت مشکل ہی کیونکہ ظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعجب اور رحمت اور غضب جب اللہ کے واسطے ہونگے تو تعیین نام مین ایک عذر قوی ہو گا حالانکہ یہ خطا ہی بلکہ غیبت کے باب مین حاجات مخصوص ہین کہ اُن مین ذکر نام کی گنجایش نہین جیسا کہ آگے مذکور ہو گا عامر بن وائلہ رض روایت کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مجمع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مین گذرا اور اُنکو سلام کیا سبھون نے جواب سلام دیا جب وہ آگے بڑھا ایک آدمی نے مجمع مین سے کہا کہ اُس شخص کے ساتھ بغض للہ ہی لوگون نے کہا کہ یہ تمنے بہت بُرا کہا ہم اُسکو مطلع کرتے ہین اور اُسی وقت ایک آدمی سے کہا کہ اُس شخص سے جا کر کہہ دے کہ فلان شخص تمھاری نسبت یون کہتا ہی چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ شخص سنتے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور اوس شخص کا قول اپنی نسبت عرض کیا آپ نے اُسکو بُلوا کر پوچھا کہ تو نے ایسا کلمہ اُسکی نسبت کہا ہی اُسنے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ پھر وجہ بغض کی کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین اُس شخص کا ہمسایہ ہون اِسکے حال کو خوب جانتا ہون یہ شخص سوائے نماز فرض کے اور کوئی نماز نہین پڑھتا اُسنے عرض کیا کہ آپ یہ دریافت فرمایئے کہ فرض نماز مین مین نے کبھی دیر کی ہی یا وضو اچھی طرح نہین کیا یا رکوع سجدہ بُرا کیا ہی جب آپ نے اُس سے پوچھا تو عرض کیا کہ یہ بات تو نہین ہوئی پھر عرض کیا کہ یا حضرت سوائے ماہ رمضان مبارک کے اور کبھی روزہ رکھتے مین نے اسکو نہین دیکھا اور اِس مہینے کے روزے تو اچھے بُرے سب ہی آدمی رکھتے ہین اُس نے جواب مین عرض کیا کہ آپ دریافت فرمایئے کہ کبھی مین نے کسی رمضان کے روزہ نہ رکھے ہون یا کچھ اور اُنکا حق ادا نہ کیا ہو آپ نے جو دریافت فرمایا کہا کہ یہ بات تو نہین ہوئی پھر عرض کیا کہ مین نے اسکو کبھی سایل اور مسکین کو دیتے نہین دیکھا اور نہ خدا واسطے کبھی خرچ کرتے دیکھا البتہ زکوۃ مال کی دیا کرتا ہی سو سبھی دیتے ہین اُسنے عرض کیا کہ آپ یہ پوچھین کہ کبھی یہ بھی دیکھا ہی کہ مین نے زکوۃ کم دی ہو یا وقت سے ٹال گیا ہون آپ نے جو دریافت فرمایا اُسنے عرض کیا کہ یہ بات تو کوئی بھی نہین ہوئی پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ چلا جا شاید یہی شخص تیری نسبت بہتر ہو اُس سے بغض کیون رکھتا ہی

چوتھا بیان اُس تدبیر کے ذکر مین جس سے زبان غیبت سے باز رہے - جاننا چاہیے کہ کل اخلاق بد کا علاج معجون علم و عمل سے ہوتا ہی اور ہر مرض کی دوا اُسکے سبب کے خلاف ہوتی ہی یعنی سبب مرض اگر برودت ہو تو علاج حرارت سے ہو گا اور اگر حرارت ہو تو برودت

سے اور چونکہ سبب غیبت کے اوپر مذکور ہوے اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ روکنا زبان کا غیبت سے دو طرح ممکن ہے ایک طور تو اجمالی ہے اور ایک تفصیلی اجمالی تو یہ ہے کہ آدمی یہ یقین کرے کہ غیبت کے باعث غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا جیسے کہ اخبار و آثار سے معلوم ہوا اور یہ کہ اُسکے باعث قیامت کے روز نیکیان بیکار ہو جاوینگی اسلیے کہ غیبت مین جس شخص کی ہتک ہوگی نیکیان اُسکی مل جاوینگی اور نیکیان غیبت کنندہ کے پاس نہونگی تو دوسرے شخص کی برائیان اُسکے نامہ اعمال مین لکھ دیجاوینگی اور غضب الٰہی اُسکے علاوہ رہا کہ خدا کے سامنے گویا یہ شخص مردار خوار ہے بلکہ اگر پلہ بدیون کا جھک گیا تو دوزخی ہی ہوا فرض کرو کہ اُسکی نیکیان اور بدیان برابر تھین لیکن غیبت کے باعث اگر ایک نیکی دوسرے شخص کو مل گئی یا ایک بدی اُسکی طرف آملی تو ظاہر ہے کہ دونون صورتون مین پلہ بدیون کا بھاری ہو جاویگا اور اُسوقت نتیجہ بجز دوزخی ہونے کے اور کیا ہے اور کمتر درجہ یہ ہے کہ اعمال کا ثواب کم ملے یعنے جب مواخذہ اور باز پرس اور سوال و جواب و حساب و کتاب ہو چکے اور کچھ نیکیان مثلاً باقی رہین تو جتنا ثواب اُسکو بے غیبت اُنکے عوض ملتا غیبت ہونے سے اوتنا نہین ملیگا حدیث شریف مین آیا ہے ۱؎ ما النار فی الیبس باسرع من الغیبۃ فی حسنات العبد اور ایک روایت مین ہے کہ کسی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مین نے یون سُنا ہے کہ آپ میری غیبت کیا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ میری نظرون مین تمھاری ایسی قدر نہین کہ اپنی نیکیان تمکو حوالہ کرون غرضکہ جب آدمی اُن احادیث کو جو غیبت کے باب مین وارد ہے یقین کریگا تو ڈر کے مارے غیبت پر زبان نہ کھلیگی اور ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ جب غیبت کا خیال آوے تو اپنے نفس مین فکر کرے کہ کوئی عیب مجھ مین بھی ہے یا نہین اگر کوئی عیب پاوے تو اُسکے دور کرنے مین مشغول ہو جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کو یاد کرے ۲؎ طوبی لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس اور جب آدمی مین خود عیب ہو تو چاہیے کہ اس امر کی شرم کرے کہ اپنے نفس کو تو برا نہ کہے اورون کو برا کہے بلکہ یہ جان لے کہ جیسا مجھ سے اپنے نفس کا عیب دور نہو سکا ویسا ہی یہ شخص بھی مجبور ہوگا ورنہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت کے کیا معنی اور یہ بھی اُسصورت مین ہے کہ دوسرے شخص مین عیب اس قسم کا ہو جو اُسکے فعل اور اختیار سے ہوا ہو ورنہ اگر کوئی امر جبلی خواہ اعضاء ظاہری مین ہوگا تو اُسپر برا کہنا تو خالق کو برا کہنا ہے معاذ اللہ منہا جیسا کہ منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی حکیم سے کہا کہ اے بدصورت اُسنے جواب دیا کہ صورت کا بنانا میرے اختیار مین نہین تھا کہ مین اُسکو اچھا کر لیتا اور اگر اپنے نفس مین کوئی عیب نہ پاوے تو خدا کا شکر کرے اور غیبت مین جو سب مین بڑا عیب ہے مبتلا نہو مردار کے گوشت کھانے سے زیادہ برائی کونسی ہوگی پس اگر اپنے آپ کو عیبون سے صاف جانتا ہے تو دامن زبان کو اس غلیظ اور کثیف چیز مین بھی آلودہ نہ کرے اور اگر بنظر انصاف دیکھو تو کوئی آدمی عیب سے خالی نہین اگر کوئی اپنے آپ کو عیب سے پاک تصور کرے یہ محض حماقت اور نادانی ہے پس یہی بہتر ہے کہ دوسرون کی غیبت کے وقت اپنے نفس کی اصلاح کیا کرے اور ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ یہ خیال کرے کہ اگر کوئی شخص میری غیبت کرے تو مجکو کتنا برا معلوم ہوگا اسیطرح اگر مین دوسرے کی غیبت کرونگا تو اُسکو بھی ویسا ہی رنج ہوگا پس جیسا یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ اپنی غیبت کوئی کرے ایسا ہی اُسکو بھی ناپسند کرنا چاہیے کہ خود دوسرے کی غیبت کا مرتکب ہو یہ تدبیرین اجمالی تھین اور معالجہ تفصیلی اسطرح ہے کہ جونسا سبب غیبت کا ہو اُسی کو دور کرنا چاہیے اسلیے کہ بیماری جبھی دور ہوتی ہے جب اُسکا سبب منقطع ہو جاتا ہے پس اگر سبب غیبت کا غضب ہو تو اس سے اسطرح بچنا چاہیے کہ دل مین یون تصور کرے کہ اگر مین اُسپر غصہ نکالونگا تو خدا تعالے غیبت کے سبب مجھپر غصہ نکالیگا اسلیے کہ اُسنے فرمایا تھا مگر مین نے اُسکی عدول حکمی کی اور اُسکے روکنے کی کچھ حقیقت نہ سمجھی اور حدیث شریف مین ہے ۳؎ ان لجہنم بابا لا یدخل منہ الا من شفی غیظہ بمعصیۃ اللہ تعالے اور فرمایا ۴؎ من اتقی ربہ کل لسانہ ولم یشف غیظہ اور فرمایا ۵؎ کہ جو شخص غصہ نکالنے پر قادر ہو کر اُسکو پی جاوے اللہ تعالے قیامت کے روز سب لوگون کے سامنے اُسکو بلا کر ارشاد فرماویگا کہ حورون مین سے جونسی چاہے پسند کرے اور بعض انبیا علیہم السلام کے صحیفون مین ہے کہ خداوند جل و علی فرماتا ہے کہ اے ابن آدم جب تو

۱؎ یعنی آگ نیکی مین اتنی جلد نہین لگتی جتنی غیبت بندے کی حسنات کو جلد لگتی ہے ۱۲ اسکی اصل مجھے نہین ملی ۱۲

۲؎ خوشخبری ہے اسکو جسکو اپنا عیب اورون کے عیب سے مانع ہو ۱۲ بزار بروایت انس بسند ضعیف ۱۲

۳؎ دوزخ کا ایک دروازہ ہے نہین داخل ہوگا اسمین مگر وہ کہ نکالے اپنا غصہ خدا کی نافرمانی مین ۱۲ ابن ابی الدنیا و بیہقی بروایت ابن عباس بسند ضعیف ۱۲

۴؎ جو شخص تقوی کرتا ہے اپنے رب کا بند ہوتی ہے زبان اسکی اور نہین نکالتا غصہ اپنا ۱۲ ابو منصور در مسند فردوس بروایت سہیل بن سعد بسند ضعیف ۱۲

۵؎ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ بروایت معاذ دانس ۱۲

غصہ کرے مجھکو یاد کیا کرین اپنے غصّہ کے وقت تجکو یاد کرونگا یعنے تباہ کاروان کے ساتھ تجکو تباہ نہین کرونگا اور اگر باعث غیبت یار آشناؤن کی موافقت اور دیکھا دیکھی ہو تو یون جاننا چاہیے کہ جس بات سے خدا ناخوش ہو اسمین اگر مخلوق راضی ہوئی تو کیا ہوگا یہ کسطرح ہوسکتا ہو کہ بندہ دوسرے کی خاطر اپنے آقا سے بگاڑ کرے اور ایسا کرے تو اُس جیسا نادان اور نمک حرام کوئی نہین ہان یہ چاہیے کہ غصہ اللہ کے واسطے ہو اور اُسمین بھی اِس بات کا خیال رہے کہ جسپر غصہ ہو اُسکی نسبت کچھ کلمہ بیجا نہ نکلے بلکہ رفقا سے اگر کوئی کلام اُسکی نسبت بیجا صادر ہو تو اُنپر بھی غصہ کرے اسلیے کہ وہ لوگ بڑے گناہ کے مرتکب ہوے جسکا نام غیبت ہو اور اگر باعث وغیبت اپنے نفس کا پاک و بری کرنا ہو یعنی دوسرے کا نام کسی گناہ مین اسلیے لیتا ہو کہ لوگ اُسکو بری تصور کرین اِس خیال سے کہ ایسا کام اور اچھے لوگ بھی کرتے ہین تو اُسکا علاج یہ ہو کہ خیال کرے کہ مخلوق کی ناراضی کی نسبت خدا تعالےٰ کی ناراضی بہت سخت ہو اور غیبت کے سبب خدا تعالےٰ کی ناراضی تو قطعًا ہوتی ہو مگر جس مطلب کے واسطے غیبت کرتا ہون وہ امر وہمی ہو اسلیے کہ کیا معلوم ہو کہ لوگ بعد غیبت اُسکو بُرا تصور کرینگے یا نہین بہرصورت اسمین خدا تعالےٰ کا غصہ اور آخرت مین تباہ ہونا اور نیکیون کا نقصان تو نقد اور حقیقت مین موجود ہو اور دنیا کے نزدیک سرخروئی ہو اور لوگون کی زبان بندی ایک وہمی بات بمنزلہ اُدھار کے ہو تو ایسے معاملہ مین سراسر جہالت و ذلت ہو اِس کہنے سے کیا فائدہ کہ مین نے حرام کھایا تو کیا ہوا فلانا شخص بھی کھاتا ہو یا مین نے یہ قصور کیا تو تنہا نہین ہون فلان شخص بھی ایسا ہی کرتا ہو اسلیے کہ تقلید اور اقتدا ایسے ہی شخص کی مقبول ہوتی ہو جو خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق کام کرتا ہو اور اگر اُسکے خلاف حکم کرے تو ایسے کی اقتدا ہرگز نہین چاہیے خواہ کوئی کیون نہو ؎ خلافِ پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید + فرض کرو کہ کوئی آدمی جلتی آگ مین کود پڑے اور تمکو قدرت اُس آگ سے بچنے کی حاصل ہو تو کبھی پہلے شخص کا ساتھ دوگے اور اگر دوگے تو بیوقوف کہلاؤگے غور کرنے کی بات ہو کہ اپنا عذر بیان کرنے مین جو شخص دوسرے کا نام لیتا ہو تو اُسکے ذمہ دو گناہ ہوتے ہین ایک تو غیبت دوسرے اُس گناہ کی زیادتی کیونکہ عذر گناہ بدتر از گناہ مشہور ہو پس ایسے شخص پر جہالت اور غباوت دونون ختم ہین اور اُسکی مثال ایسی ہو کہ کوئی بکری ایک بُز کوہی کو پہاڑ کی چوٹی سے گرتے دیکھکر آپ بھی اُسکے ساتھ گر پڑے اب اگر مثلاً اُسکی زبان گویا ہو جاوے اور اِس گرنے کی وجہ یون کہے کہ چونکہ بکرا مجھ سے زیادہ دانا تھا اور پہلے گرا تھا اسواسطے مین بھی گر پڑی تو بیشک سننے والون کو ہنسی آویگی کہ کیسی جہالت کا جواب ہو مگر حضرت انسان کا بعینہ یہی حال ہو اپنے نفس پر ہنسی نہین آتی کہ خطا کا عذر کیسا نامعقول کرتے ہین اور اگر باعث غیبت یہ ہو کہ دوسرے کی نسبت اپنا فضل زیادہ ہو اور لوگ اُسکی برائی سے آگاہ ہوکر اُسکی تعظیم کم کرین تو اُسکا علاج یہ ہو کہ غیبت کرنے سے جو مرتبہ خدا کے نزدیک تھا وہ تو جاتا رہا اب لوگون کے نزدیک افضل ہونا احتمالی بات ہو بلکہ ممکن ہو کہ وہ بداعتقاد ہو جاوین جبکہ یہ معلوم ہو کہ یہ شخص لوگون کی بُرائی کرتا رہتا ہو بہرصورت اپنی قدر خدا کے یہان کی یقینًا دے ڈالی اور دنیا کی عزت وہمی کا خریدار ہوا اور اگر بالفرض لوگون مین کچھ عزت و تعظیم ہوئی بھی تو قیامت مین کیا کام آویگی ولٰکن عذاب اللہ شدید وہان کوئی اپنا یا بیگانہ کچھ نفع نہین کریگا اور اگر غیبت کا سبب حسد ہو تو دو عذاب اور دوہری مصیبت اپنے اوپر لینی ہو دنیا مین تو حسد کے باعث جلتا رہیگا چنانچہ کسی شاعر کا قول ہو ؎ حاسد کو ایک دم نہین راحت جہان مین + رنج حسد کی جان ہو جب تک کہ جان مین + اور اُسپر بھی قناعت نہ کی غیبت کرکے عذاب آخرت بھی گردن پر کیا اور خسر الدنیا والآخرۃ ہوا ارادہ تو یہ کیا کہ دوسرے کا بُرا ہو مگر اپنا بُرا ہو رہا اور دوسرے کے تشگون بد کے لیے اپنی ناک کٹ گئی کہ نیکیان اُسکو ملینگی خواہ اُسکی خطائین اپنے اوپر آئینگی دونون صورت مین گویا اُسکے ساتھ تو دوستی ہوئی اور اپنے نفس کے ساتھ دشمنی اُسکے سوا کبھی یہ بھی ہوتا ہو کہ حسد اور غیبت سے دوسرے کا فضل اور زیادہ مشہور ہو جاتا ہو تب اور زیادہ حماقت اور جہالت پر ندامت ہوتی ہو اور اگر باعث غیبت استہزا ہو تو جاننا چاہیے کہ گو سردست ایک شخص خاطر خواہ بن جاتا ہو لوگون مین رسوا ہوتا ہو مگر غیبت کرنے والا خدا کے نزدیک رسوا ہوتا ہو اور فرشتون اور انبیا

بیت پیر آدت اللہ کی تصنیف ہی ۱۲

کے سامنے ذلت اٹھاتا ہی پس اگر آدمی اُسکے انجام کو سوچے کہ کسطرح کی حسرت اور ذلت اور خجالت قیامت کے دن اُٹھانی پڑیگی جب دوسرے کے گناہ اُسکے سر پڑینگے اور یہ بھاری گٹھری لیکر دوزخ مین ڈال دیا جاویگا تو اسطرح کا خوف دل مین سماویگا پھر کسی آدمی کے بنانے کو دل نہ چاہیگا اسلیے کہ دنیا مین دوسرے کو بنانا صرف چند آدمیون کے سامنے ہوگا اور قیامت کی رسوائی تمام خلق کے سامنے ہوگی اسوقت دوسرا شخص اپنے غیبت کنندہ کو دیکھیگا کہ گدھے کی طرح بوجھون لدا ہوا دوزخ مین چلا جاتا ہی تو وہ اس رسوائی کو دیکھکر خوش ہوگا اور کہیگا کہ ہنسی کا مزہ پایا دیکھ خدا نے میری کیسی مدد کی اور کیا بدلا لیا اور اگر باعث رحمت غیبت کرتا ہی کہ دوسرے کے گناہ پر اسکو رحم آیا اسواسطے مُنہ سے غیبت نکلی تو رحم کھانا کسی کی مصیبت پر تو اچھا ہی مگر شیطان چونکہ انسان کا حاسد ہی وہ ایسا کلمہ مُنہ سے نکلوا دیتا ہی جس سے اُس مرحوم کے گناہ کم ہو جاوین اور غیبت کنندہ کے ذمہ پڑین پس اسصورت مین اگر سچ پوچھو تو وہ مرحوم قابل رحم نہ رہا اسلیے کہ اُسکی خطا کا نقصان غیبت کنندہ کی نیکیون سے جاتا رہا بلکہ اَب قابل رحم غیبت کنندہ ہی کہ بیچارہ کو لینے کے دینے پڑے ثواب کا ثواب گیا اور نیکیان کم ہوگئین اسی طرح اگر غصہ اللہ کے واسطے کیا جاتا ہی تو موجب غیبت نہین ہوتا مگر شیطان فریب دیکر اس غصہ کا ثواب کھونے کے لیے مُنہ سے ایسی بات نکلوا دیتا ہی جو موجب نارضامندی خالق ہو اور تعجب سے جو غیبت آدمی کرتا ہی تو چاہیے کہ اپنے نفس پر تعجب کرے کہ دوسرے کے دین مین دنیا کے واسطے کیسے اپنا دین برباد کر دیا اور اُسپر طرہ یہ ہی کہ دنیا کے عذاب سے بھی بالکل امن نہین کیونکہ ہو سکتا ہی کہ جیسے اُسنے دوسرے کا ہتک کیا خدا تعالے اُسکا کیا اُسکے آگے لاوے اور یہ بھی ویسا ہی ہو جاوے خلاصہ یہ کہ سب سببون کا علاج صرف انجام کا جان لینا ہی کہ یہ باتین مذکورہ بالا اُسکے دل مین ٹھن جاوین پس جس کسیکا ایمان اِن سب باتون پر پکا ہوگا اُسکی زبان بیشک غیبت سے باز رہیگی

بیان پانچوان اِس امر کا کہ دل سے بھی غیبت کرنی حرام ہی- واضح ہو کہ بدگمانی حرام ہی جسطرح کہ بُرا کہنا ناجائز ہی مثلاً جیسا دوسرے کی غیبت زبان سے ذکر کرنی نہ چاہیے ویسا ہی یہ بھی نہ چاہیے کہ دل مین اُسکی طرف سے بدگمانی کرے اور بدگمانی سے ہماری غرض یہ ہی کہ دل سے قصداً دوسرے کو بد نہ سمجھنا چاہیے اگر کسی کی بُرائی خواطر اور حدیث نفس کے طور پر گذر جاوے تو وہ معاف ہی بلکہ شک بھی عفو مین داخل ہی ممنوع جو چیز ہی وہ ظن ہی یعنے دل کا میلان بدی کی طرف جسکے واسطے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اور سوء ظن کے حرام ہونے کی یہ وجہ ہی کہ اسرار قلوب کو سوای علام الغیوب کے اور کوئی نہین جانتا پس بندہ کو نہین پہونچ سکتا کہ دوسرے کی طرف سے بدی کو دل مین جمالے ہان اسصورت مین کہ بدی کا معائنہ ایسی طرح پر ہو جاوے جسمین محل تاویل نہ رہے تو البتہ اُسکے خلاف دل مین جمنا دشوار ہی مگر جبتک کسی کا حال نہ دیکھا ہو نہ سُنا ہو تو نہ خواہ دل مین اُسکی طرف سے بدگمان ہونا کام شیطان کا ہی ایسی صورت مین اُس اعتقاد کو جھوٹا کرنا چاہیے اور اس وسوسہ شیطانی کی تکذیب کے درپے ہونا چاہیے یہ بڑا فاسق ہی اور فاسق کی خبر ماننے کا حکم نہین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کی خبر کو سچ نہ جاننا چاہیے اور اگر اُسکے ساتھ کچھ بات ایسی بھی ہو جس سے کہ یہ اعتقاد فاسد ٹھہرتا ہو یا خلاف کا احتمال نکلتا ہو تب تو بطریق اولے سچ نہ ماننا چاہیے کیونکہ ممکن ہی کہ فاسق خبر سچ ہی کہتا ہو لیکن بلا تحقیق اُسکی تصدیق کیسے ہو سکتی ہی فرض کرو کہ ایک شخص کے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہی تو اُسپر حد شراب کی جاری نہوگی اسلیے کہ ہو سکتا ہی کہ شراب سے کُلی کی ہو یا غرارہ کیا ہو یا زبردستی کسی نے منہ مین لگا دی ہو اور پیا نہو پس احتمالات کے ہوتے ہوے تصدیق قلبی کرنی اور مسلمان پر سوء ظن کرنا نہ چاہیے چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ ان اللہ حرم من المسلم دمہ ومالہ وان یظن بہ ظن السوء اس سے معلوم ہوا کہ جن دلیلون سے مال اور خون مباح ہوتا ہی انہین دلیلون سے سوء ظن بھی مباح ہوتا ہی یعنی جب آنکھ سے دیکھ لے یا گواہ عادل

سے ثابت ہوا اور جب اسطرح ہنو اور بدگمانی کا خطرہ دل مین آوے تو اُسکو نفس سے دور کرنا چاہیے اور نفس کو سمجھانا چاہیے کہ اس شخص کا حال
تجھ سے آج تک مخفی رہا ہی اور جس وجہ سے تو اب سوء ظن کرتا ہی اُسمین بھی احتمال خیر و شر کا ہی پس بیفائدہ شر کی طرف جانا اور اُسی کا
وسوسہ اس دل مین لانا کیا ضرور ہی اب اگر یہ کہو کہ شک تو آدمی کے دل مین خلجان کرتے ہی رہتے ہین اور حدیث نفس بھی ہوتی ہی رہتی
ہی تو ظن کو ہم کسطرح جانین کہ اس چیز کا نام ظن ہی اُسکی علامت بتانی چاہیے تو معلوم کرو کہ ظن کے مستقل و مستحکم ہونے کی یہ علامت ہی
کہ پہلے سے جسطرح کا اعتقاد ایک شخص کے ساتھ ہو ظن کے ہوتے ہوئے وہ بات نہ رہے بلکہ اُس سے کسی قدر نفرت دل مین سما جاوے
اور اگر پاس بیٹھے تو گران معلوم ہو رعایت اور مہربانی و اکرام و تعظیم مین سستی کرنے لگے اور اگر وہ کچھ گناہ کرے تو اُسکا رنج نہو یہ نشان
استحکام ظن کے ہین انسے جان لے کہ مجھکو دوسرے کی نسبت سوء ظن ہی ایک حدیث شریف مین مذکور ہی[1] ثلاث فی المومن ولہ منہن
مخرج فمخرجہ من السوء الظن ان لا یحققہ یعنے سوء ظن سے نکال کی صورت یہ ہی کہ ظن کو ٹھہرنے اور جمنے نہ دے نہ دل مین نہ اعضاء
ظاہری مین دل مین جمنے کی صورت تو یہ ہی کہ اُسکے باعث نفرت اور کراہت کرنے لگے اور اعضاء ظاہری مین یہ صورت ہی کہ اُن سے
بھی اعمال دل کے ظن کے موافق صادر ہون غرضکہ شیطان ادنی سی بات مین لوگون کی بُرائی دل مین ڈال دیتا ہی اور ساتھ ہی اُسکے
یہ بھی تصور دل مین ڈال دیتا ہی کہ ہمنے کیا خوب جلد دوسرے کو جان لیا کیسے عقیل اور ذکی ہین اور کیون نہو مومن کو تو خدا کے نور سے
سوجھا کرتا ہی حالانکہ حقیقت مین شیطان کے دھوکے سے دیکھتا ہی اُسکا اندھیرا آنکھون مین چھایا ہوا ہی یہان نور خدا کہان البتہ اگر
کوئی گواہ عادل کچھ خبر سناوے اور دل اُسکی تصدیق کی طرف مائل ہو تو معذور ہی اسلیے کہ اگر اس عادل کو جھوٹا سمجھیگا تو اُسکی نسبت
سوء ظن ٹھہرتا ہی اور از انجا کہ ترجیح بلا مرجح ہو نہین سکتی کہ ایک کی طرف سوء ظن ہو اور دوسرے کی طرف حسن ظن تو ایسی صورت مین
آدمی کو چاہیے کہ اس بات کی تلاش کرے کہ اُن دونون مین عداوت یا حسد وغیرہ تو نہین کہ تہمت کو دخل ہو اور تہمت کے باعث باپ
اگرچہ عادل ہو اُسکی گواہی بیٹے کے نفع کے لیے شرعاً جائز نہین[2] اور اسی کے سبب دشمن کی شہادت غیر مقبول ہی پس جب تک یہ اچھی طرح
معلوم نہو تب تک عادل کی خبر پر بھی توقف ہی چاہیے نہ اُسکو سچا جانے نہ جھوٹا بلکہ دل مین یہ سوچے کہ جس شخص کا حال اُسنے کہا ہی
اُب تک بدستور سابق مجھکو اُسکا کچھ علم نہین ہوا جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہی اور بعض اوقات آدمی ظاہر مین عادل تو ہوتا ہی اور
اُسمین اور دوسرے شخص مین عداوت وغیرہ بھی نہین ہوتی مگر اُسکی عادت اسطرح کی ہی کہ لوگون کی بُرائی کیا کرتا ہی لوگ بظاہر
اُسکے اعمال کو دیکھکر جانتے ہین کہ یہ شخص عادل ہی مگر واقع مین عادل نہین ہی اسلیے کہ غیبت کرتا ہی اور غیبت کنندہ فاسق ہوتا ہی جسکی عادت
غیبت کی ہوتی ہی اُسکی گواہی نہین چاہیے مگر لوگون کو غیبت کے باب مین ایسی سہل انکاری ہی کہ اُسکی کچھ پروا نہین کرتے ایک
دوسرے کی بُرائی کرتے رہتے ہین خلاصہ یہ کہ جب کسی مسلمان کی طرف سوء ظن دل مین ہو تو آدمی کو چاہیے کہ پہلے کی نسبت اُسکی
مُراعات زیادہ کرے اور اُسکے لیے دعاء خیر کرے اس سے سوء ظن جاتا رہیگا اور شیطان کو بُرا معلوم ہوگا پھر کبھی کسی طرف سے سوء ظن
دل مین نہ ڈالیگا اس ڈر سے کہ مبادا یہ اُسکے لیے دعاء خیر اور زیادتی رعایت مین مصروف ہو جاوے اور جب کبھی شخص مسلمان کی لغزش
دلیل سے پایہ ثبوت کو پہونچ جاوے تو اُسوقت چاہیے کہ شیطان کے فریب مین آکر اُسکی غیبت نہ کرنے لگے بلکہ اُسکو خفیہ نصیحت کرے
اور نصیحت مین بھی یہ خیال رہے کہ اس بات کی خوشی ظاہر نہو کہ ہمکو دوسرے کا دینی عیب معلوم ہوگیا اور ہمکو رتبہ وعظ و نصیحت
حاصل ہوا ہمارا مرتبہ اس سے بڑا ہی اُسکو ہماری تعظیم چاہیے بلکہ جسطرح اپنے آپ مین کوئی نقصان دینی ہونے سے رنج ہوتا ہی
ویسا ہی رنج کرکے یہ قصد کرے کہ یہ گناہ اُس سے چھوٹ جاوے اور بدل ہی اچھا معلوم ہو کہ بدون میری نصیحت کے وہ راہ راست پر
آجاوے جب اسطرح پر آدمی کام کریگا تو مین ثواب کا مستحق ہونگا اول دوسرے کو نصیحت کرنے کا دوم اُسکی خطا پر غم کرنے کا سوم دینی

[1] تین باتین ہین مومن مین اور رہ سکو اُنسے نکال کی صورت ہی پس سوء ظن سے اُسکی نکال کی صورت یہ ہی کہ اُسکو جمنے نہ دے ۱۲ طبرانی بروایت حارث بن نعمان بسند ضعیف ۱۲

[2] ترمذی بروایت عائشہ اسکی ممانعت مین ایک حدیث نقل کی ہی کہ قرابت والے اور باپ بیٹے کی گواہی سے منع فرمایا اور جو شخص دوسرے سے کینہ رکھتا ہو اُسکی گواہی سے منع فرمایا اور حدیث کو ضعیف کہا ہی ۱۲

اسکی مدد کرنے کا اور جاسوسی کرنا بھی سوءظن کا نتیجہ ہی یعنی جب کسی کی طرف سے کچھ ظن ہوتا ہی تو دل کو اُسپر قناعت نہین ہوتی در پئے تحقیق ہوکر اسکے حال کی جاسوسی کرتا ہی یہ بھی ممنوع ہی چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی ولاتجسسوا ایک ہی آیت مین غیبت اور سوءظن اور تجسس کو منع فرمادیا اور جاسوسی کے یہ معنی ہین کہ جو شخص مستورالحال ہی معلوم نہین کہ کیا کرتا ہی اُسکے حال کے دریافت کے درپے ہونا اور اُسکی خفیہ واقعات کی تلاش مین پڑنا یہانتک کہ اُسکے ایسے حال معلوم ہوجاوین کہ اگر وہ نہ معلوم ہوتے تو دل و دین کے لیے بہتر ہوتے اور حکم جاسوسی کا اور اُسکی حقیقت مفصل باب امر بالمعروف مین گذر چکی ہی وہان دیکھنا چاہیے

چھٹا بیان اُن عذرون کا جنکے سبب غیبت درست ہی- جاننا چاہیے کہ اگر دوسرے شخص کی بُرائی بیان کرنے مین شرعاً کوئی مقصود صحیح ہو تو اُس غیبت کا گناہ نہین ہوتا اور وہ چھ باتین ہین اول ظلم کی دادرسی کے لیے غیبت کرنی مثلاً مظلوم آدمی اگر حاکم اعلےٰ سے کہے کہ فلان حاکم ادنیٰ نے میرے اوپر ظلم کیا یا خیانت کی یا رشوت لی تو یہ داخل غیبت نہین کیونکہ بدون اسکے دادرسی نہین ہوگی مگر سوا مظلوم کے اور کوئی شخص ایسا کہے تو غیبت ہوگی مظلوم کو ظالم کا بُرا کہنا درست ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ ان لصاحب الحق مقالا اور مطل الغنی ظلم اور لی الواجد یحل عقوبتہ وعرضہ دوسرے یہ کہ بُری بات کے دور کرنے کے لیے یا گنہگار کے راہ راست پر آنے کے لیے استعانت منظور ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جب آپ حضرت عثمان یا حضرت طلحہ کے پاس کو گذرے تو السلام علیکم کہا اُنھون نے جواب نہ دیا آپ نے اُنکی شکایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود تشریف لیجاکر صلح کرادی تو یہ شکایت صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک داخل غیبت نہ تھی کیونکہ اس سے مقصود اُسکی صلح تھی اسیطرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی کہ شام کے ملک مین ابوجندل نے شراب خواری شروع کردی ہی تو یون لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب اُنھون نے اُسکے پڑھتے ہی توبہ کی تو جس شخص نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ماجرا کہا تھا بطور غیبت نہین کہا تھا اور نہ آپ نے اُسکو غیبت تصور کیا بلکہ اُسکا مقصود یہ تھا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سُنینگے تو اس حرکت کو بُرا جانکر اُنکو نصیحت فرماوینگے اور اُس باب مین جیسی آپ کی نصیحت کارگر ہوگی دوسرے کی نہوگی اور ایسا ہی ہوا غرضکہ مقصود صحیح شرط ہی ورنہ غیبت کے حرام ہونے مین کیا کلام ہی تیسرے یہ کہ کسی مسئلہ مین حکم شرع پوچھنا منظور ہو مثلاً مفتی سے جاکر سوال کرے کہ میرے باپ بھائی یا زوجہ وغیرہ نے مجھپر ظلم کیا شرعاً مجھکو کیا کرنا چاہیے جو اس ظلم سے رہائی پاؤن اور اسمین بھی احتیاط یہی ہی کہ کنایۃً استفسار کرے مثلاً یون پوچھے کہ آپ اس باب مین کیا ارشاد فرماتے ہین کہ ایک شخص پر اُسکے کسی رشتہ دار نے ظلم کیا تو اُسکو کیا کرنا چاہیے اور اگر اس عذر کے باعث تصریح اور تعیین بھی کریگا تو جائز ہی چنانچہ روایت ہی کہ ہندہ عتبہ کی بیٹی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اپنے شوہر کی شکایت کی کہ ابوسفیان مرد بخیل ہی مجھکو اسقدر نہین دیتا کہ مجھکو اور اولاد کو کافی ہو اگر اجازت ہو تو مین اُس سے چھپا کر لے لیا کرون آپ نے فرمایا کہ جسقدر ٹھیک ٹھیک تجھکو اور تیری اولاد کو کافی ہو اُسقدر لے لیا کر تو بادجودیکہ اُسنے اپنے شوہر کا بخل اور ظلم ذکر کیا مگر آپ نے اُسکو منع نہین فرمایا کیونکہ غرض اُسکی مسئلہ کا دریافت کرنا تھا چوتھے یہ کہ کسی مسلمان کو شر سے بچانا منظور ہو مثلاً جب کسی فقیہ دیندار کو دیکھا کہ ایک بدعتی یا فاسق کے پاس آتا جاتا ہی اور یہ خوف ہوا کہ کہین اُسکی بدعت یا فسق مین یہ بھی مبتلا نہو جاوے تو جائز ہی کہ اُس بدعتی یا فاسق کی بدعت و فسق کا اظہار اُس فقیہ سے کردے اسی غرض سے کہ اُسکا اثر اسمین نہو جاوے اور کسی طرح جائز نہین اسلیے کہ اسمین دھوکا بھی ہوجاتا ہی کیونکہ کبھی حسد کے سبب سے دوسرے کی بدعت و فسق کہنے کی نوبت آتی ہی اور شیطان یہی سوجھاتا رہتا ہی کہ لوگون کا بچاؤ اس بدعتی و فاسق سے منظور ہی ایسا ہی اگر کوئی کسی شخص کو نوکر رکھنا چاہتا ہی اور اُس نوکر کا عیب آقا کے کسی دوست کو معلوم ہی تو اُسکو چاہیے کہ آقا سے اسکا حال کہدے گو اُسمین نوکر کا ضرر ہی مگر آقا کے فائدہ پر اور نقصان نہونے پر اول لحاظ چاہیے اسی طرح اگر کوئی حاکم گواہی کے باب مین کسی کا حال پوچھے کہ یہ شخص گواہ کیسا ہی عادل ہی یا نہین تو اُسوقت بھی اگر اُسکی

برائی معلوم ہو تو بیان کردینی چاہیے اسلیے کہ گواہون کی گواہی پر دارمدار مقدمہ کا ہوتا ہی اگر یہ سچ نہ کہیگا تو کیا عجب ہی کہ دوسرے کا نقصان ہوجاوے ایسا ہی اگر کوئی شخص نکاح کے باب مین خواہ ودیعت رکھنے کے باب مین دوسرے کا حال پوچھے تو جیسا جانتا ہو ویسا ہی کہے اسصورت مین اظہار عیب داخل غیبت نہین اسواسطے کہ مقصود خیرخواہی مشورہ چاہنے والے کی ہی نہ دوسرے کو برا کہنا اور اسی لحاظ سے اگر یہ جانے کہ میرے صرف منع کرنے سے باز رہیگا تو فقط یہی کہدے کہ ایسا مناسب نہین معلوم ہوتا اور اگر یہ جانے کہ بدون دوسرے کے برائی زبان پر آئے یہ ہرگز باز نہ آویگا تو اُسوقت اُسکا حال صاف صاف کہدے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی اترعون[ح۱] عن ذکر الفاجر بما فیہ اہتکوہ حتی یعرفہ الناس اذکروہ بما فیہ حتی یحذرہ الناس اور اکابر سلف کا قول ہی کہ تین آدمیون کی برائی کرنی غیبت نہین ہی اول امام ظالم دوم بدعتی سوم فاسق معلن پانچوین یہ کہ کوئی شخص ایسے لقب سے معروف ہوگیا ہو جسمین کوئی عیب ہو جیسے لنگڑا یا اندھا یا گنجا وغیرہ تو اس صورت مین بھی گناہ نہین احادیث کی روایت مین ایسا پایا جاتا ہی مثلاً روی ابوالزناد عن الاعرج وسلیمان عن الاعمش اور ضرورت کے واسطے علما نے ایسا کیا کہ مقصود تصریح راوی کی تھی اور ایک وجہ یہ بھی ہی کہ لقب اُنکے ایسے ہوجاتے ہین کہ اُنسے وہ لوگ برا نہین مانتے تاہم ایسے القاب کو کنایۃ بولنا بہتر ہی اسی واسطے اندھی کو بصیر کہا کرتے ہین کہ نقصان کا ذکر نہ آوے چھٹے یہ کہ جسکی برائی کرین وہ فاسق معلن ہو یعنے فسق علانیہ کرتا ہو کسی پر اُسکی برائی مخفی نہو جیسے مخنث یا شرابخوار یا بھنگڑیا یا لوگون کے ڈانڈ لینے والے کہ ظاہر طور یہ کام کرتے ہون اور اگر کوئی اُنکی یہ خطا بیان کرے تو برا نہ مانتے ہون تو ایسے لوگون کی غیبت جائز ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ من القی جلباب الحیاء عن وجہہ فلا غیبۃ لہ[ح۲] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فاجر کی کچھ عزت وحرمت نہین یعنے جو شخص کہ کھلم کھلا بدکاری کرتا ہی اُسکو برا کہنے سے ہتک عزت اور داخل غیبت نہین الا جو چھپا کر کرتا ہی اُسکی حرمت کی رعایت چاہیے اور صلت بن طریف کہتے ہین کہ مین نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر مین فاسق معلن کی برائی کرون اور جو بات اُسمین ہی اُسکو بیان کردون تو غیبت ہوگی یا نہین اُنھون نے فرمایا کہ غیبت تو نہین مگر کچھ بزرگی بھی نہین اور یہ بھی اُنھین کا قول ہی کہ تین شخصون کی برائی غیبت نہین صاحب ہوا النفسانی اور فاسق معلن اور امام ظالم کیونکہ یہ لوگ اپنے افعال ظاہر کرکے کرتے ہین بلکہ اکثر اوقات اُنسے فخر کرتے ہین تو برا کیون ماننے لگے تھے ہان جو بات چھپا کر کرتے ہون اُسکے ذکر سے البتہ گناہ ہوگا اور عوف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مین نے ایکبار حضرت ابن سیرین کی خدمت مین حاضر ہوکر حجاج بن یوسف کو برا بھلا کہا تو اُنھون نے فرمایا کہ اللہ تعالے حاکم عادل ہی جیسا حجاج سے انتقام اُسکے ظلم کا لیگا ایسا ہی جو کوئی اُسکی غیبت کرتا ہی اُس سے اُسکا عوض لیگا اور یاد رکھو کہ کل کو جب اُسکے سامنے جاؤگے تو تمھارا یہ چھوٹا گناہ حجاج کے بڑے گناہون سے تمپر سخت معلوم ہوگا

ساتوان بیان غیبت کے کفارہ کے ذکر مین

غیبت کنندہ پر لازم ہی کہ غیبت سے توبہ کرے اور نادم ہوکر اپنے فعل پر تاسف کرے تاکہ اللہ تعالے کے حق سے بری الذمہ ہو پھر جس شخص کی غیبت کی ہی اُس سے معاف کرادے تاکہ اُسکے حق سے بھی بری ہو مگر حزین اور نادم اور متاسف ہوکر قصور معاف کراوے اسلیے کہ ریاکار آدمی اسلیے بھی عفو کے خواہان ہوتے ہین کہ کوئی اُنکو بڑا پرہیزگار جانے حالانکہ دل مین ذرا ندامت کا نام نہین ہوتا تو اِس سے ایک دوسرا گناہ ذمہ ہوتا ہی اور حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جس شخص کی غیبت کی ہی اُسکے حق مین دعاء مغفرت کافی ہی معاف کرانے کی ضرورت نہین اور اسکی وجہ اس حدیث کو کہتے ہین جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[ح۳] کفارۃ من اغتبتہ ان تستغفر لہ اور حضرت مجاہد رح فرماتے ہین کہ کفارہ کسی کے گوشت کھانے کا یہی ہی کہ اُسکی ثنا کرے اور اُسکے لیے دعاء خیر کرے اور عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا کہ غیبت سے توبہ کسطرح ہوتی ہی اُنھون نے فرمایا کہ اسطرح ہی کہ جسکی غیبت کی ہی اُسکے پاس جاوے اور کہے کہ جو کچھ مین نے کہا تھا جھک مارا تھا

ح۱ کیا برا جانتے ہو تم ذکر کرنا بدکار کی خصلت کا اُسکی ہتک کرو تاکہ لوگ اُسکو پہچان جاوین اور جو خصلت اُسمین ہی اُسکو ذکر کرو تاکہ لوگ اُس سے بچین ۱۲ ابن ابی الدنیا در صمت بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ ۱۲ ح۲ جو شخص ڈالدے برقع حیا کا اپنے منھ سے حیا اگر نے مین فرماتے ہین اُسکی غیبت نہین ۱۲ ابن عدی و ابن حبان بروایت انس رض ۱۲ ح۳ جسکی تو غیبت کرے اُسکا تدارک یہ ہی کہ اُسکے لیے خدا سے مغفرت چاہئے ابن ابی الدنیا در صمت و حارث بن ابی اسامہ در مسند خود بروایت انس باسناد ضعیف ۱۲

تیرے حق مین ظلم و زیادتی ہوئی اَب مین حاضر ہون چاہو مجھ سے بدلا لو چاہو معاف کرو آور یہی قول عطاء کا اصح ہی اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ آبرو کا کچھ عوض نہین اُس سے عفو چاہنا واجب نہین جیسا مال کی صورت مین معاف کرانے کی ضرورت ہوتی ہی تو یہ ایک قول پوچ ہی اسلیے کہ آبرو ایسی چیز ہی کہ اُسکے واسطے گالی مین سزا دیجاتی ہی اور بازپرس ہوتی ہی بلکہ حدیث شریف مین اُسکی تصریح بھی موجود ہی کہ آپ نے فرمایا[۲۱] من کانت لاخیہ عندہ مظلمۃ فی عرض او مال فلیتحللہا منہ من قبل ان یاتی یوم لیس ہناک دینار ولا درہم انما یوخذ من حسناتہ فان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فزیدت علی سیئاتہ اور حضرت عائشہ نے ایک عورت کو فرمایا جسنے کہ دوسری عورت کو کہا تھا کہ بڑے لنبے دامن والی ہی کہ تو نے اُسکی غیبت کی ہی اُس سے اپنا قصور معاف کرا اس سے معلوم ہوا کہ عفو کرانا بیشک چاہیے بشرطیکہ ممکن ہو اور اگر وہ شخص مفقود الخبر ہو یا مر گیا ہو تب البتہ اُسکے لیے زیادہ تر دعاء خیر کرے اور اُسکو نیکیون کا ثواب بخشا کرے اَب باقی رہا یہ کہ معاف کرنا دوسرے کے ذمہ واجب ہی یا نہین تو اُسکا حال یہ ہی کہ واجب تو نہین اسلیے کہ یہ ایک طور کا احسان کرنا ہی البتہ مستحب ہی اگر معاف کردیگا تو ثواب پاویگا ورنہ مستحق عتاب نہین اور معاف کرانے کی سبیل یہ ہی کہ اول اُس شخص خوب سی تعریف کرے اور اُس سے دوستی پیدا کرے اسی طرح روزمرہ کرتا رہے یہانتک کہ اُسکا دل اُسکی طرف سے صاف ہوجاوے اور قصور معاف کرے اور اگر بالفرض طبیعت صاف نہوگی تب بھی اسکا عذر کرنا اور دوست بنجانا خالی ثواب سے نہوگا عجب کیا ہی کہ غیبت کے مقابلہ مین یہی نیکی ہوجاوے اور بزرگان سلف مین سے بعضے لوگ معاف نہین کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ جو شخص مجھ پر زیادتی کرتا ہی مین اُسکو معاف نہین کرتا اور حضرت ابن سیرین فرماتے ہین کہ غیبت کو کچھ مین نے تو حرام کیا ہی نہین خدا تعالےٰ نے حرام کیا ہی پس مین معاف کر کے اُسکو حلال کیون کرون اَب اگر کوئی یون کہے کہ یہ جو حدیث شریف مین[۲۲] وارد ہی کہ کیا تم مین سے کسی سے نہین ہوسکتا کہ مثل ابی ضمضم کے ہوجاوے وہ جب گھر مین سے نکلتا تھا تو کہدیتا تھا کہ آلٰہی مین نے لوگون پر اپنی آبرو خیرات کردی تو آبرو کا صدقہ کردینا کیسے ہوتا ہی اور اگر یہ صدقہ جائز ہو تو ایسے شخص کو لوگ بُرا بھلا کہہ سکتے ہین یا نہین اور اگر صدقہ ناجائز ہو تو حدیث مین اُسکی ترغیب کیون ہی تو ہم اسکا جواب یہ ہی کہ معنے ابی ضمضم کے قول کے یہ ہین کہ مین قیامت کو اسکا طالب نہونگا کہ فلانے نے میری غیبت کی تھی اُس سے میرا حق ملے اور اس کہنے سے نہ تو غیبت ایسے شخص کی جائز ہی اور نہ گناہ سے بری ہوسکتا ہی اسواسطے کہ پہلے وجوب سے عفو کے کیا معنے بلکہ یہ ایک وعدہ کی صورت ہی کہ اگر کوئی مجکو بُرا کہیگا تو مین قیامت مین خصومت نہ کرونگا پس اگر وہ اس وعدہ سے پھر جاوے اور اپنے حق کا طالب ہو تو مثل اور حقوق کے یہ بھی ہوسکتا ہی چنانچہ فقہانے اسکی تصریح کردی ہی کہ جو کوئی اپنے آپ کو گالی دینا لوگون کے لیے مباح کردے تو اس سے اُسکا حق ساقط نہین ہوتا اور آخرت کے حقوق ایسا ہی ہین جیسے دنیا کے حاصل یہ کہ معاف کرنا افضل ہی حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جب قیامت کے روز تمام قومین اللہ عزوجل کے سامنے گھنٹون کے بل پڑی ہوئی ہونگی اُسوقت سرادقات کبریائی سے ندا ہوگی کہ جسکی مزدوری اللہ جل شانہ پر باقی ہو وہ اُٹھے اُسوقت صرف وے لوگ اُٹھینگے جنھون نے دنیا مین لوگون کے قصور معاف کیے ہونگے اور اللہ جلشانہ فرماتا ہی[۲۳] خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکی تفسیر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھی اُنھون نے فرمایا[۲۴] کہ یون حکم ہی کہ جو شخص تمپر ظلم کرے اُسکو معاف کرو اور جو تمسے نہ ملے اُس سے خود ملو اور جو تمکو نہ دے اُسکو دو آور ایک شخص نے حضرت حسن رح سے کہا کہ فلان شخص نے آپ کی غیبت کی ہی تو آپ نے غیبت کنندہ کے پاس کچھ خرمائے تر ایک طباق مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ مین نے سُنا ہی تمنے اپنی نیکیون مین سے کچھ مجکو ہدیہ کی ہین تو مین نے اُسکا بدلہ چاہا مگر چونکہ پورا عوض نہین دے سکا اس لیے جسقدر بن سکا مکافات کی معذور رکھنا۔

سولھوین آفت چغلی ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہی[۲۵] ہمّاز مشاء بنمیم پھر فرمایا[۲۶] عتل بعد ذلک زنیم عبداللہ بن المبارک فرماتے ہین کہ زنیم

[۲۱] جسکے ذمہ اپنے بھائی کا کچھ حق ہو آبرو مین خواہ مال مین تو چاہیے کہ اُس سے معاف کرالے پہلے اُس دن کے آنے سے جہان نہ دینار ہوگا نہ درہم وہان نیکیان لے لی جاوینگی اور اگر اسکے پاس نیکیان نہوئین تو مظلوم کی برائیان لیکر اسکی برائیون مین اضافہ کردیجاوینگی ۱۲ بخاری بمسلم بروایت ابوہریرہ
[۲۲] عقیلی بروایت انس ابن داود و ابن عبدالبر بروایت ثابت مرسلا ۱۲
[۲۳] خو معاف کرنا اور نیکی کا کہو اور کنارہ کرو جاہلون سے ۱۲
[۲۴] ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق ۱۲
[۲۵] طعنے دینا چغلی لیے پھرتا ۱۲
[۲۶] اجڈ اس سب کے پیچھے بدنام ۱۲

کے معنی ہین وہ ولدالزنا جو بات نہ چھپاوے اور اِس آیت سے اُنھون نے یہ بھی استنباط کیا ہی کہ جو شخص بات نہ چھپاوے اور چغلی کھاوے وہ ولدالزنا ہی اور نیز فرمایا اللہ جلشانہٗ نے ویل لکل ہمزۃ لمزۃ اِس آیت مین ہمزہ سے بعضون نے چغلخور مراد لیا ہی اور فرمایا حمالۃ الحطب کہتے ہین کہ ابولہب کی بی بی چغلخور تھی تو معنے یہ ہوے کہ حمالۃ للحدیث اور فرمایا فخانتاہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئا یہ آیت حضرت لوط اور حضرت نوح علیہما السلام کی بیبیون کی شان مین ہی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جب کبھی اُنکے یہان کوئی مہمان آتا قوم مین جاکر خبر کر دیتی وہ لوگ خبر پاکر اُس مہمان سے خواستگار لواطت ہوتے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بی بی لوگون سے کہتی کہ آپ مجنون ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ لایدخل الجنۃ نمام اور دوسری روایت مین نمام کی جگہ قتات ہی جسکے معنی بھی نمام ہی کے ہین اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا احبکم الی اللہ احاسنکم اخلاقا الموطئون اکنافا الذین یالفون ویولفون وان ابغضکم الی اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاخوان الملتمسون للبراء العثرات اور فرمایا کہ مین تمکو سب سے زیادہ شریر نہ بتا دون صحابہ علیہم السلام نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرمادیجیے وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ جو چغلی کھا کھا کر دوستون مین بگاڑ کرتے ہین اور صاف آدمیون کے عیب کے متلاشی رہتے ہین اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہی کہ آپ نے فرمایا من اشار علی مسلم بکلمۃ لیشینہ بہا بغیر حق شانہ اللہ بہا فی النار فی القیامۃ اور یہ حدیث بھی اُنھین سے مروی ہی من شہد علی مسلم بشہادۃ لیس لہا باہل فلیتبوء مقعدہ من النار اور کہتے ہین کہ سوم حصہ عذاب قبر کا چغلی سے ہوتا ہی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہی کہ اللہ تعالے نے جب جنت کو پیدا کیا تو اُسکو ارشاد ہوا کہ کچھ بول اُسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے اندر آویگا وہ سعید ہی اللہ جلشانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہی اپنی عزت و جلال کی آٹھ قسم کے لوگ تجھ مین نہین رہینگے ایک ہمیشہ شراب پینے والا دوم زنا پر اصرار کرنے والا سوم چغلخور چہارم دیوث پنجم ظالم سپاہی ششم مخنث ساتوان قاطع رحم آٹھوان جو خدا کی قسم کسی کام کے کرنے کے لیے کھاوے اور پھر قسم پوری نہ کرے اور کعب احبار رضہ سے روایت ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک سال خشکی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی بار مینھ کے لیے دعا کی مگر نہ برسا خدا تعالے نے وحی بھیجی کہ دعا تمھاری اور تمھارے ساتھ والون کی اسلیے مقبول نہین ہوتی کہ تم مین ایک چغلخور ہی کہ وہ چغلی پر اصرار کرتا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی وہ کون ہی مجکو بتلا دے تاکہ ہم اُسکو اپنے گروہ سے نکال دین ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ مین چغلی سے منع کرتا ہون اور پھر مین ہی چغلی کھاؤن پس سب ہمراہیون نے ایک ساتھ توبہ کی اور باران رحمت نازل ہوا اور روایت ہی کہ ایک شخص سات سو کوس پہنچنے چلکر ایک حکیم کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ تمکو اللہ تعالے نے علم دیا ہی مین بنظر استفادہ سات باتین پوچھنے آیا ہون اُنکا جواب شافی عنایت فرماؤ اول سوال یہ ہی کہ آسمانون سے زیادہ بھاری کیا چیز ہی اُسنے جواب دیا کہ صاف آدمی پر بہتان باندھنا اُسنے دوسرا سوال کیا کہ زمین سے زیادہ چوڑی کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ حق اُسنے تیسرا سوال پوچھا کہ پتھر سے زیادہ سخت کیا چیز ہی حکیم نے کہا کہ کافر کا دل اُسنے چوتھا سوال پوچھا کہ آگ سے گرم کیا شی ہی جواب دیا کہ حسد اور حرص پانچوان سوال کیا کہ زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی کیا چیز ہی جواب دیا کہ کسی قریب رشتہ دار سے حاجت کا نہ پورا ہونا اُسنے چھٹا سوال کیا کہ سمندر سے زیادہ بے پروا کیا چیز ہی حکیم نے کہا کہ جس دل مین فراغت ہو ساتوان سوال کیا کہ یتیم سے زیادہ کون ذلیل ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ چغلخور ہی جب اُسکا حال ظاہر ہو جاتا ہی تو یتیم سے زیادہ ذلیل ہوتا ہی اب تعریف چغلی کی اور جو چیز اُسکے دور کرنے کے لیے ضروری ہی اُسکو لکھا جاتا ہی واضح ہو کہ چغلی کی تعریف لوگون مین یہ مشہور ہی کہ ایک آدمی دوسرے سے جاکر یہ کہدے کہ فلانا شخص تمکو یہ کہتا تھا اور چغلی واقع مین اسی پر منحصر نہین بلکہ تعریف اسکی یہ ہی کہ جس چیز کا ظاہر کرنا برا ہو اُسکو ظاہر کردے خواہ جسکی طرف سے کہا ہی اُسکو برا لگے یا جس سے کہا ہی اُسکو برا معلوم ہو خواہ کسی تیسرے آدمی کو ناگوار گذرے اور ظاہر کرنا بھی خواہ قول سے ہو یا لکھنے سے یا رمز و کنایہ سے اور جو چیز ظاہر

جو شخص گواہی دے کسی مسلمان پر ایسی بات کی کہ وہ اُسکا اہل نہین تو چاہیے کہ تلاش کرے اپنا ٹھکانا دوزخ مین احمد و ابن ابی الدنیا ۱۲ ح ۹ یہ حدیث بہیئت مجموعی نہین ملا

خرابی ہی ہر طعنہ دینے والے چغلی کی ۱۲ سر پر لیے پھرتی ایندھن ۱۲ پھر نے چوری کی پھر وہ کام نہ آئی اُنکو اللہ کے ہاتھ سے کچھ ۴۴۸ جنت میں چغلخور داخل نہوگا ۱۲ دونون روایتین بخاری و مسلم مین بروایت حذیفہ آئی ہین ۱۲ ۵ تم مین سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہین جو ملاقات مین خوش خلق ہوتے ہین جنکے پہلو نرم ہین ایسے کہ خود الفت کرتے ہین اور لوگ انسے الفت کرتے ہین اور تم مین سے خدا کے نزدیک برے وہ ہین جو چغلی کھاتے پھرتے ہین اور دوستون مین جدائی ڈالتے ہین اور صاف آدمیون کے عیب ڈھونڈتے ہین ۱۲ طبرانی در اوسط و در صغیر ۱۲ ۶۷

احمد و ابن عساکر ... جو شخص کسی مسلمان پر ایک لفظ سے اشارہ کرے ناحق عیب لگانے کو اللہ تعالیٰ اسی لفظ سے اسکو قیامت کے دن دوزخ مین عیب لگاوے ۱۲ ابن ابی الدنیا و طبرانی ... ۱۲

کی ہو وہ بھی خواہ عمل ہو یا کلام خواہ عیب و نقصان دوسرے کا ہو یا نہو غرضکہ چغلی افشاء راز اور مکروہ بات کے اظہار کا نام ہی پس جب آدمی کی نظر لوگون کے حال پر پڑے تو چاہیے کہ سکوت کرے مگر ایسی بات جسمین فائدہ کسی مسلمان کا یا دور کرنا کسی گناہ کا پایا جاتا ہو اسمین البتہ بولنا چاہیے مثلاً جب کسی شخص کو دیکھے کہ کسی کا مال لیے لیتا ہی تو چاہیے کہ اُسکے واسطے گواہی دے اُسمین رعایت مال والے کی ہوگی لیکن اگر کوئی اپنا مال چھپا کر رکھتا ہو اُسکو اگر ظاہر کردیگا تو چغلی ہوگی اور اگر کسی کا عیب یا نقصان ذکر کریگا تو دو گناہ ہونگے ایک غیبت کا دوسرے چغلی کا اور باعث چغلی کا یا تو یہ ہوتا ہی کہ جسکی بات کہے اُسکو کچھ بُرائی پہونچے یا یہ کہ جس سے بیان کرتا ہی اُسکی دوستی کا اظہار منظور ہو یا باتون مین دل لگی کے طور پر مذکور ہو جاوے یا فضول باطل بکنے کا شوق ہو بہر صورت جب کسی شخص کے سامنے اس قسم کی کوئی چغلی پیش ہو مثلاً یون کہا جاوے کہ فلان شخص تمکو ایسا ایسا کہتا تھا یا تمھارے باب مین یہ تدبیر کی ہی یا تمھارے بگاڑ کی فکر مین ہی یا تمھارے دشمن سے ساز رکھتا ہی یا اور کوئی ایسی ہی بات کہے تو سننے والے کو چھ باتین چاہیین اول تو یہ کہ اُسکو سچا نہ جانے کیونکہ چغلخور فاسق ہی اُسکی شہادت نامقبول ہی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ دوسری یہ کہ کہنے والے کو منع کرے کہ پھر میرے سامنے ایسا مت کہنا اور اُسکو نصیحت کی راہ بتلادے کہ یہ حرکت بیجا ہی جیساکہ قرآن مجید مین ہی وامر بالمعروف وانہ عن المنکر تیسری یہ کہ اُس سے اللہ کے واسطے بغض رکھے کیونکہ اُس سے خداتعالی بغض رکھتا ہی اور جس سے خدا بغض رکھے اُس سے بغض رکھنا واجب ہی چوتھی یہ کہ غائب شخص پر صرف اُسکے کہنے سے بدگمانی نہ کرے جیسا اللہ تعالے فرماتا ہی اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم پانچوین یہ کہ اُسکے کہنے سے درپی تحقیق و تلاش نہو اللہ تعالے فرماتا ہی ولا تجسسوا چھٹی یہ کہ جس بات سے کہ چغلخور کو منع کیا ہی اُسمین آپ مبتلا نہو مثلاً لوگون مین ذکر نہ کرے کہ فلان شخص مجھ سے ایسا ایسا کہتا تھا ورنہ غیبت اور چغلی ہوگی اور اُسی سے اُسکو منع کیا تھا روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین آیا اور ایک دوسرے شخص کا حال اُنکے سامنے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو کہے تو اس بات کو امتحان کرین اگر جھوٹ نکلے تو تو اس آیت کا مصداق ٹھہریگا ان جاءکم فاسق بنبا اور اگر سچ نکلے تو اس آیت کا ہماز مشاء بنمیم اور کہے تو معاف کردین اُسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجھ سے خطا ہوئی پھر کبھی ایسا نہ کرونگا معاف فرمایئے اور روایت ہی کہ ایک حکیم کا کوئی بھائی اُسکے پاس آیا اور اُسکے کسی دوست کا کچھ حال کہا اُسنے سنکر جواب دیا کہ تم بہت دن مین تو آئے اور تین کرتوت ساتھ لائے اول تو یہ کہ میرے دوست سے بغض پیدا کردیا دوسرا میرا دل فارغ اور چین سے تھا اُسمین ایک تردد ڈالدیا سوم مین تمکو امین جانتا تھا اب اعتبار جاتا رہا اور روایت ہی کہ سلیمان بن عبد الملک بیٹھے ہوئے تھے اور اُنکے پاس حضرت زہری رح بھی تھے اتنے مین ایک شخص آیا سلیمان نے اُس سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تو نے میرے حق مین ایسا ایسا کہا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ حرکت مجھ سے نہین ہوئی اور نہ مین نے کچھ کہا سلیمان نے کہا ہی کہ جس نے مجھسے کہا ہی وہ سچا آدمی ہی پھر حضرت زہری نے کہا کہ نمام سچا نہین ہوتا سلیمان نے کہا کہ واقع مین آپ نے درست فرمایا اور اُس شخص سے کہا کہ سچ چھٹی ملی اور حضرت حسن رح کا قول ہی کہ من نم الیک نم علیک اسی کا ترجمہ ہی جو شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہین ؎ ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ٭ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ٭ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نمام سے بغض رکھنا چاہیے اور اُسکے قول کو معتبر اور سچا نہ جاننا چاہیے کیونکہ وہ جھوٹ اور غیبت اور غدر و خیانت اور بغض اور حسد و نفاق اور لوگون مین بگاڑ ڈالنے سے خالی نہین رہتا جس چیز کے پیوند کا خداتعالے نے حکم فرمایا ہی اُسکو کاٹتا رہتا ہی ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہی انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اور چغلخور بھی ایسے ہی لوگون مین سے ہی اور حدیث شریف مین ہی ان من شرار الناس من اتقاہ الناس لشرہ اور چغلخور بھی ایسا ہی ہوتا ہی اور فرمایا لا یدخل الجنۃ قاطع یعنی

بعضون نے قاطع سے مراد قاطع رحم لی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اس سے وہ شخص مراد ہی جو لوگون مین چغلی سے بگاڑ کرے اور حضرت علی رضی
کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی چغلی کی آپ نے فرمایا کہ ہم اسکی تحقیقات کرتے ہین اگر سچ بات ہوئی تو تجھ سے ناراض ہونگے اور اگر جھوٹ
ہوئی تو سزا دینگے اور اگر چاہے تو معاف کر دین اُسنے عرض کیا کہ حضرت آپ معاف فرماوین اور محمد بن کعب قرظی سے کسی نے پوچھا کہ کون سی
خصلت سے ایماندار کی قدر کم ہوتی ہی اُنھون نے فرمایا کہ بہت باتین کرنے اور راز کے فاش کرنے سے اور ہر ایک کی بات مان لینے سے
اور ایک شخص عبد اللہ بن عامر سے اُنکے عہد امارت مین پوچھا کہ مین نے سُنا ہی کہ فلان شخص آپ سے یہ کہ گیا ہی کہ مین نے آپ کو بُرا کہا ہی
اُنھون نے کہا کہ کہا تو ہی اُسنے کہا کہ جو کچھ وہ کہ گیا ہی آپ مجھسے ذکر کرین تاکہ مین اُسکا جھوٹ ظاہر کر دون اُنھون نے کہا کہ مجھے یہ منظور نہین
کہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو گالی دون اسمین یہی کافی ہی کہ مین اُسکی بات سچ نہ جانونگا اور تسے ملاقات نہین چھوڑونگا اور بعض صلحا
سے منقول ہی کہ اُنکے سامنے چغلی کا ذکر ہوا اُنھون نے فرمایا کہ لوگون کو کیا ہوا ہی کہ ہر ایک قوم کے لوگون سے سچ بات پسند کرتے ہین مگر چغلخورون
کی جھوٹی بات کیون اچھی معلوم ہوتی ہی اور حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہمارا یہ اعتقاد ہی کہ چغلی کی نسبت چغلی کا
مان لینا زیادہ بُرا ہی اسلیے کہ چغلی مین تو صرف بتلانا ہی ہی اور ماننے مین اجازت پائی جاتی ہی کہا اور کہا کرا اور دونون مین بہت فرق ہی
اسلیے چغلخور سے کنارہ کرنا چاہیے کیونکہ اگر بالغرض اُسکا قول صحیح ہی تب بھی کمینگی سے خالی نہین کہ اُسنے حرمت کی حفاظت نہ کی اور
عیب پوشی کو کاربند نہوا اور ایک حدیث مین ہی کہ الساعی بالناس لغیر رشدہ یعنی چغلخور حلال زادہ نہین ہوتا اور ایک شخص سلیمان بن
عبد الملک کے پاس آیا اور زیاد الاعجم کی چغلی کی سلیمان نے دونون کو صلح کے واسطے اکٹھا کیا تو زیاد اُس شخص کی طرف مخاطب ہوکر
کہنے لگا ؎ امانت مین خیانت کی جو کچھ بولے سو سب وا ہی ٭ یہی شرط مروت تھی دیانت اُسکو کہتے ہین + اور ایک شخص نے عمرو بن عبید
سے کہا کہ تمھارا رفیق اسواری ہمیشہ اپنے بکانات مین تمکو بُرا کہا کرتا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ تونے نہ تو اُسکی
رفاقت اور ہمنشینی کا حق سمجھا کہ بُرا کہنے لگا اور نہ میرا حق خیال کیا کہ مجکو اُسکا حال ایسا بتلایا جو مجکو بُرا معلوم ہو خیر اگر یون ہی ہی تو
اُس سے کہ دینا کہ موت ہم دونون کو آویگی اور قبر ہم دونون کو چھپاویگی اور قیامت مین اکٹھے ہونگے اور احکم الحاکمین فیصلہ فرماویگا
اور منقول ہی کہ بعض چغلخورون نے صاحب بن عباد کو ایک پرچہ لکھا کہ جو یتیم آپ کی تربیت مین ہی اُسکے پاس مال بہت ہی اگر دا لخزانہ
ہو تو مناسب ہی اُنھون نے اُس پرچہ کی پشت پر لکھا کہ چغلی بہت بُری چیز ہی گو درست ہی کیون نہو خدا تعالیٰ مرد متوفی پر رحمت کرے
اور یتیم کو عوض عنایت فرماوے اور اُسکے مال کو بڑھاوے اور چغلخور پر لعنت کرے اور حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ تجکو
ایسی عادتین سکھلائے دیتا ہون کہ اگر اُنپر کاربند ہوگا تو ہمیشہ سردار بنا رہیگا وہ یہ ہین کہ قریب و بعید سے بہ خلق پیش آیا کر اور اپنا
جہل کریم و لئیم پر ظاہر مت کر اور لوگون کی حرمت کا لحاظ رکھ اور اپنے یگانون سے ملا کر اور جو شخص تجھ مین اور لوگون مین بگاڑ ڈالا چاہے
اور فریب دیا چاہے اُسکی بات کبھی مت مان اور اپنا بھائی اور دوست اُسکو جان کہ جب علیحدہ ہو جاوے تو نہ تو اُسکی بُرائی کرے نہ وہ
تیری اور بعضون نے کہا ہی کہ چغلی جھوٹ اور حسد اور نفاق سے بنی ہی اور یہی تینون چیزین ذلت کی بنا اور ارکان ہین اور بعض اکابر کا
قول ہی کہ چغلخور اگر بالفرض سچ ہی کہتا ہی تو واقع مین گویا گالی وہی دیتا ہی اسواسطے کہ جسکی طرف سے بیان کرتا ہی وہ اگر سچ پوچھو تو
قابل رحم ہی کہ اُسکو اتنی ہمت و جرأت نہوئی کہ سامنے کہتا بلکہ اُسنے خود اپنی زبان سے تمکو رنج دیا حاصل یہ کہ چغلی کی بدی قابل بچنے کے ہی
بڑی بلا ہی اس سے بڑے بکھیڑے ہو جاتے ہین چنانچہ حماد بن سلمہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے غلام بیچا اور مشتری سے کہا کہ اسمین کوئی عیب
نہین ہی مگر چغلخور ہی خریدار نے کہا کہ مجکو منظور ہی غرض اُسکو خرید لیا چند روز کے بعد اُس غلام نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ تمھارا شوہر
تمکو نہین چاہتا اب وہ کوئی حرم اپنے گھر مین ڈالا چاہتا ہی مجھے ایک منتر آتا ہی جب تمھارا شوہر سو رہے اُسترہ سے گدی کے بال تھوڑے سے

۱۲ حافظ عراقی نے کہا ہی کہ ... ابو موسیٰ اور ... مرسل بن ... طبرانی نے بعض ... اور الفاظ دوسرے نقل کیا ہی ۱۲

لیکر مجکو دینا تو اُسپر وہ منتر پڑھ دونگا تو تمھارا ہی ہو رہیگا اُسنے منظور کرلیا اور منتظر سونے کی ہوئی اور اس چالاک نے آقا سے خفیہ یہ کہا کہ تمھاری
بیوی کسی دوسرے سے آشنائی رکھتی ہی فرصت کے وقت تمھارے مارنے کے فکر مین ہی امتحان کرنا چاہو تو سونے کے بہانہ سے لیٹ کر دیکھ لو
وہ شخص ایسی طرح لیٹ رہا کہ کوئی جانے سوتا ہی عورت تو منتظر ہی تھی اُسترہ لیکر اُسکے پاس گئی جو ہین وہ گردن کی طرف جھکی مرد نے جانا کہ
بیشک گلا کاٹنا چاہتی ہی فوراً اُٹھتے ہی اُسکو مار ڈالا اُسکی سسرال والون نے خبر سنکر اُسکو صاف کردیا پھر یہ فساد مرد و عورت کے کُٹم مین پھیلگیا
ایک ذراسی چغلی سے اتنا بکھیڑا ہوا

سترھوین آفت۔ دورخی بات کہنی مثلاً جو شخص دو دشمنون سے ملتا ہی تو جسکے سامنے جاتا ہی اُسی کے موافق گفتگو کرتا ہی اور یہ کم ہوتا ہی
کہ دو عداوت والون سے ملے بھی اور ایسی بات کہنے سے بچا رہے اسی کا نام عین نفاق ہی حضرت عمار بن یاسر رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ من کان لہ وجہان فی الدنیا کان لہ لسانان من نار یوم القیامۃ [17] اور حضرت ابوہریرہ سے یہ حدیث مروی
کہ آپ نے فرمایا تجدون من شر عباد اللہ یوم القیامۃ ذا الوجہین الذی یاتی ہولاء بحدیث وہولاء بحدیث [18] اور ایک روایت مین بحدیث
کی جگہ بوجہ ہی [19] اور یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ دورخا آدمی خدا کے نزدیک امین نہین ہوتا اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین
کہ مین نے توریت مین یہ پڑھا ہی کہ آدمی اپنے یارون سے دورخی بات کہتا ہی اور پھر امانت کا طالب ہی امانت درکنار قیامت کو خدا تعالے
ایسے منہ کو ہلاک کریگا جس سے دورخی بات نکلی ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ابغض خلیقۃ اللہ الی اللہ یوم القیامۃ [20]
الکذابون والمستکبرون والذین یکنزون البغضاء لاخوانہم فی صدورہم فاذا لقوہم تخلقوا لہم واذا دعوا الی اللہ ورسولہ کانوا ابطاء واذا دعوا
الی الشیطان وامرہ کانوا سراعا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تم مین سے کوئی رکابیا مذہب مت ہو کہ جدھر کی ہوا دیکھی
اُدھر ہی پھر گئے غرضکہ اسپر سب کا اتفاق ہی کہ دو شخصون سے دورخی ملاقات کرنی نفاق ہی اور نفاق کی بہت سی علامتین ہین انہین
سے ایک یہ بھی روایت ہی کہ ایک شخص صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے مرگیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ رازدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اُسکے جنازہ کی نماز نہ پڑھی حضرت عمر رضہ نے اُنکو فرمایا کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کوئی مرے اور تم نماز نہ پڑھو
اُنھون نے فرمایا کہ یا امیر المومنین انہ منہم یعنے یہ منافقون مین سے ہی آپ نے فرمایا کہ مین تمسے بقسم پوچھتا ہون کہ مین تو منہم مین نہین ہون
اُنھون نے فرمایا کہ نہین مگر بعد تمھارے مجھے کسی کا کھٹکا ہی اَب یہ جاننا چاہیے کہ آدمی دورخا کن باتون سے ہوتا ہی پس اگر دو دشمنون کے پاس
جاکر ہر ایک سے اچھی طرح ملا اور گفتگو بھی راست راست کی تو نہ دورخا ہوگا اور نہ منافق اسلیے کہ ممکن ہی کہ دو عداوت والون سے سچی
بات کہی جاوے اور دوستی نبی رہے گو اس قسم کی دوستی ضعیف ہوتی ہی درجہ بھائی چارے کو نہین پہونچتی کیونکہ پکّی دوستی سے تو دوست
کے دشمن کے ساتھ عداوت کرنی پڑتی ہی جیسا کہ آداب صحبت اور بھائی چارہ کے بیان مین گذرا بلکہ دورخا جب ہوتا ہی کہ دو عداوت والون
مین سے ہر ایک کی بات دوسرے سے جا کہے اور یہ امر چغلی سے زیادہ برا ہی اسواسطے کہ چغلخور تو ایک ہی طرف کی بات نقل کرنے
سے ہوجاتا ہی یہان تو دونون طرف کی بات ایک دوسرے سے کہتا ہی اور اگر کلام ایک دوسرے کے نقل نہ کرے بلکہ ہر ایک سے یہی
کہے کہ تم جو فلان شخص سے عداوت رکھتے ہو یہ بہت اچھی بات ہی یا ہر ایک سے وعدہ کرے کہ مین تمھارے ہی ساتھ ہون یا دشمنی کے سبب
ہر ایک کی تعریف کرے تو ان سب باتون سے دورخا کہلادیگا ایسا ہی اُسصورت مین ہوگا کہ جب مُنہ پر اچھا کہے اور سامنے سے علیحدہ ہوکر
بُرا کہے بلکہ سزاوار یہ ہی کہ کچھ نہ کہے یا حق والے کی تعریف کرے خواہ اُسکے سامنے ہو یا پیچھے یہانتک کہ اُسکے دشمن کے سامنے بھی اُسکی
تعریف کرے ورنہ اگر مُنہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ کہیگا تو منافق ہوگا حضرت ابن عمر رضہ سے کسی نے سوال کیا کہ ہم لوگ جب اپنے امیرون
کے سامنے جاتے ہین تو اور کچھ کہتے ہین اور جب وہان سے نکلتے ہین تو اور کچھ کہتے ہین اسکا کیا حال ہی آپ نے فرمایا کہ ہم اس امر کو آنحضرت

[17] جو شخص دورو یعنی دورخا ہوگا دنیا مین قیامت کے دن اُسکے لیے دو زبانین آگ کی ہونگی ۱۲ ابوداؤد
[18] ترجمہ قیامت کے روز اللہ کے بندون مین سے بہت بُرا دورُوئے آدمی کو پاؤگے جو انکے پاس کچھ کہتا تھا اور انکے پاس کچھ ۱۲ بخاری و مسلم
[19] بادنی اختلاف ۱۲
[20] ترجمہ خدا کے مخلوق مین سے سب سے بُرے اُسکے نزدیک قیامت مین دروغگو اور متکبر ہونگے اور جو لوگ کہ اپنے دلون مین بھائیون کی طرف سے کینہ رکھتے ہین اور جب ملتے ہین تو بھلائی پیش آتے ہین اور جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جاتے ہین تو سُستی اور دیر کرنے والے ہون اور اگر شیطان اور اُسکے کام کیطرف بلائے جاوین تو جلدی کرنے والے ہین ۱۲ ... اسکی اصل

صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین نفاق جانا کرتے تھے پس جس صورت مین کہ امیرون کے یہان جانے کی حاجت نہو اور خواہ مخواہ چلا جاوے پھر خوف کے مارے اُنکے سامنے خوشامد اور تعریف کرے تو نفاق مین داخل ہے اسلیے کہ بے ضرورت کیون گیا تھا اگر اُسکے پاس کھانے پینے کی اشیا وغیرہ ضروریات بقدار قناعت تھین تو پھر کیا حاجت تھی خود کردہ را علاج نیست مال وجاہ کے لیے بیفائدہ تعریف کرنی پڑی اسلیے منافق ہوا اور یہی غرض ہے اس حدیث شریف مین حب المال والجاہ ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل لیکن اگر انکے پاس بضرورت گیا اور ڈر کے مارے تعریف کی تو معذور ہے اسلیے کہ شر سے بچنا جائز ہے چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بعض لوگون کے سامنے ہم انکے دکھلانے کو ہنس دیتے ہین مگر ہمارے دل اُنکو لعنت کرتے ہین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین ایکبار ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ اُسے آنے دو سب قوم مین بُرا یہی شخص ہے جب وہ سامنے آیا تو آپنے نہت ملائمت سے گفتگو فرمائی جب وہ چلا گیا تو مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ تو اُسکے حق مین کچھ اور ہی کہتے تھے پھر گفتگو نرم کیون فرمائی آپنے فرمایا کہ ان شر الناس الذی یکرم اتقاء شرہ لیکن یہ حال صرف متوجہ ہونے اور تبسم کرنے کا ہے مگر تعریف کرنا صریح جھوٹ ہے وہ بے ضرورت شدید کے ہرگز درست نہین جبتک ایسی صورت نہ پیش آوے کہ جس سے جھوٹ بولنا مباح ہو جاتا ہے جیسا کہ آفت جھوٹ مین گذرا تب تک تعریف درست نہین بلکہ اُسکی تصدیق اور سر ہلانا بھی نہین چاہیے ایسا ہی حال ہر ایک کلام باطل کا ہے کسی کی تصدیق مین سر کا ہلانا اور ہان ہان کرنا نہین چاہیے اگر ایسا کریگا تو منافق ہو گا بلکہ یون چاہیے کہ اُسکو روک دے اور اگر روکنے کی قدرت نہو تو زبان سے چپ رہے اور دل سے بُرا جانے

اٹھاروین آفت تعریف ومدح ہے یہ بھی بعض موقعون پر ممنوع ہے اور ہجو تو عین غیبت ہے جسکا بیان پہلے گذر چکا تعریف مین چھ آفتین ہین چار تو اُس سے متعلق ہین جو مدح کرتا ہے اور دو مدح سے تعریف کرنے والے سے جو چار متعلق ہین وہ یہ ہین اول یہ کہ تعریف مین افراط وزیادتی یہانتک کرتا ہے کہ جھوٹ ہو جاوے خالد بن معدان کہتے ہین کہ جو شخص کسی کی تعریف مجمع مین ایسی بات سے کرے جو ممدوح مین نہو تو خدا تعالے اُسکو قیامت مین توتلا اُٹھاویگا دوسری یہ کہ مدح مین کبھی ریا کو داخل ہوتا ہے مثلاً تعریف مین اظہار محبت ممدوح ہوتا ہے مگر دل مین اُسکی محبت کچھ بھی نہین ہوتی تو اِس سے ریاکار اور منافق ہوتا ہے تیسری یہ کہ بعض باتین اور اوصاف ایسے بیان کرتا ہے کہ اُنسے واقف بھی نہین ہوتا کہ یہ ممدوح مین ہین یا نہین اور نہ اُنپر آگاہ ہونے کی کوئی سبیل ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کی تعریف مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی آپنے مادح کو فرمایا ویحکم قطعت عنق صاحبک لو سمعہا ما افلح ثم قال ان کان احدکم لابد مادحا اخاہ فلیقل احسب فلانا ولا ازکی علی اللہ احدا حسیبہ اللہ ان کان یری انہ کذلک غرضکہ ایسے اوصاف سے تعریف کرنا جو دلیلون سے معلوم ہوتے ہین وہ اِس آفت مین داخل ہین مثلاً یون کہنا کہ فلان شخص متقی اور پرہیزگار اور زاہد وخیرات کرنے والا وعادل وراضی برضا وغیرہ ہے تو اسطرح کے اوصاف خفی ہوتے ہین اور باطن سے متعلق ہین جبتک آدمی باطن کا امتحان نہ کرلے تب تک یقیناً اُن اوصاف کا حال نہین کہنا چاہیے ہان اگر یون کہے کہ مین نے اُسکو تہجد پڑھتے دیکھا ہے یا حج مین دیکھا ہے یا صدقہ دیتے دیکھا ہے تو یہ باتین یقینی کہہ سکتا ہے اسلیے کہ ظاہر سے متعلق ہین صرف دیکھنے سے اُنکا یقین ہو جاتا ہے حضرت عمر رضؓ نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف کرتے سنا آپنے تعریف کرنے والے سے پوچھا کہ تو نے اُسکے ساتھ سفر کیا ہے یا کبھی بیع وشرا اور دادوستد کا معاملہ کیا ہے یا اُسکا ہمسایہ ہے کہ صبح شام اُسکے پاس رہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اِن باتون مین سے تو کوئی نہین آپنے فرمایا کہ تو پھر اسکی تعریف مت کر چوتھے یہ ممدوح کو باوجود ظالم وفاسق ہونے کے اپنی تعریف سے خوش کرتا ہے اور یہ ناجائز ہے جیسا کہ حدیث شریف مین مروی ہے کہ جب فاسق کی کوئی تعریف کرتا ہے تو خدا تعالے کو غصہ ہوتا ہے اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جو کوئی

ظالم کے لیے درازی عمر کی دعا کرتا ہو وہ اس بات کو پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین مین زیادہ نافرمانی ہو اس سے معلوم ہوا کہ ظالم فاسق اسی بات کا مستحق ہو کہ اُسکی مذمت کیجاوے تاکہ اُسکو رنج ہو اُسکی تعریف سے اُسکا خوش کرنا نہ چاہیے اور دو باتین جو ممدوح کے ضرر کی ہین اُنمین سے ایک تو یہ ہو کہ تعریف سے اُسکو کبر و عجب پیدا ہوتا ہو اور یہ دونون صفتین مہلک ہین حضرت حسن رح سے روایت ہو کہ حضرت عمر رض ایکبار درہ لیے بیٹھے تھے اور لوگ آپ کو حلقہ کیے تھے کہ اتنے مین جارود بن منذر آیا ایک شخص نے اُسکو کہا کہ یہ ربیعہ کی قوم کا سردار ہو جب آپ نے اور لوگون نے اُسکو سُنا اور وہ قریب آیا تو آپ نے آہستہ آہستہ اُسکو درہ سے مارا اُسنے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہو آپ نے فرمایا کہ تونے سُنا نہین تھا تجکو فلان شخص نے کیا کہا تھا اُسنے عرض کیا کہ سُنا تو تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو تجھ مین اُسکی شیخی آجاوے اسواسطے مین نے تیرے نفس کے کم کرنے کو یہ بات کی دوم یہ کہ جب تعریف سے یہ معلوم ہوگا کہ مین اچھا ہوگیا تو اپنی بہتری مین سُستی کریگا کیونکہ عمل مین کوشش وہی خوب کرتا ہو جسکو یہ معلوم ہو کہ میرے نفس مین قصور و کمی ہو لہذا جب لوگون کی زبان سے تعریف ہی سنیگا تو جانیگا کہ مین کامل ہوگیا اب عمل کی حاجت نہین اسیواسطے حدیث مذکورہ بالا مین ارشاد تھا کہ تونے اپنے یار کی گردن کاٹ ڈالی اگر وہ سنیگا تو فلاح نہ پاویگا اور ایک حدیث مین ہو اذا مدحت اخاک فی وجہہ فکانما مررت علی حلقہ موسی رمیضا اور ایک شخص مادح کو فرمایا عقرت الرجل عقرک اللہ اور مطرف فرماتے ہین کہ جب کبھی مین نے کسی سے مدح و ثنا سنی ہو میرا نفس میری نزدیک ذلیل ہوگیا ہو اور زیاد بن ابی سلم کا قول ہو کہ جب کوئی شخص اپنی تعریف و مدح سُنتا ہو تو شیطان اُسکو فخر و شیخی مین مبتلا کرتا ہو مگر ایماندار آدمی اس بات سے محفوظ رہتا ہو حاصل یہ کہ عوام کے حق مین تعریف زہر قاتل ہو اور خواص اُسکی آفت سے بچے رہتے ہین اور ایک حدیث مین ہو کہ لومشی رجل الی رجل بسکین مرہف کان خیرا لہ من ان یثنی علیہ فی وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مدح کرنا بمنزلہ ذبح کے ہو اور یہ اسلیے فرمایا کہ ذبح کے بعد کوئی کام نہین ہو سکتا ایسا ہی تعریف سے بھی سستی چھا جاتی ہو اور عمل سے باز رکھتی ہو یا یہ کہ مدح کے باعث کبر و عجب جو صفات مہلکہ سے ہین پیدا ہوتے ہین اور یہ بھی گویا ذبح کرنا ہی ہو پس اگر تعریف ان سب آفتون سے خالی ہو تو اسمین کسی طرح کا مضائقہ نہین بلکہ اسطرح کی تعریف مستحب ہو چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضہ کی تعریف فرمائی ہو حضرت ابوبکر صدیق رض کی شان مین فرمایا لووزن ایمان ابی بکر بایمان العالم لرجح اور حضرت عمر رض کی شان مین فرمایا لولم ابعث لبعثت یا عمر اور اس سے زیادہ اور کونسی تعریف ہوگی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب نور بصیرت سے معلوم ہوگیا تو ایسا فرمایا علاوہ ازین ان حضرات کا رتبہ اتنا بڑا تھا کہ اس تعریف سے گرد کبر و عجب کی اُنکے دامن دل پر نہین بیٹھ سکتی تھی اسی لحاظ سے اپنے منھ سے اپنی بڑائی کرنی بری ہو اسمین کبر اور فخر پایا جاتا ہو چنانچہ حدیث شریف مین ہو کہ انا سید ولد ادم ولا فخر یعنے مین یہ قول براہ تفاخر نہین کہتا ہون جیسا اور لوگ کہا کرتے ہین کہ اپنے منھ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور ظاہر ہو کہ افتخار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب الی اللہ کی جہت سے تھا نہ اس سبب سے کہ سرداری اولاد آدم کی ہوئی اور اُن لوگون کی نسبت مقدم ہوئی اسکو ایسا سمجھنا چاہیے کہ کوئی بادشاہ کسی شخص کو زیادہ تر مقبول فرماوے تو اُسکو بادشاہ کے معتمد اور مقرب بننے کا فخر ہوتا ہو اسوجہ سے خوش نہین ہوتا کہ رعایا کے اوپر فضیلت ہوئی جبکہ تفصیل آفات کی معلوم ہوگئی تو آپ معلوم ہوگیا کہ مدح کی برائی کس سبب سے ہوتی ہو اور اُسپر جو احادیث مین ترغیب پائی جاتی ہو اُس سے کیا غرض ہو مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص مردہ کی شان مین فرمایا وجبت یعنے یہ ضرور جنتی ہوا اول لوگون نے اُسکا ذکر خیر کیا تب آپ نے یہ لفظ فرمایا اس سے صاف ظاہر ہو کہ ذکر خیر ہی دوسرے کا کرنا چاہیے اور مجاہد رض فرماتے ہین کہ آدمی کے جلیس فرشتے ہوتے ہین جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کا ذکر خیر کرتا ہو تو فرشتے کہتے ہین کہ تجھے بھی خدا ایسا ہی کرے اور جب کسی کو برائی سے ذکر کرے تو فرشتے کہتے ہین کہ اے ابن آدم خدا نے تیرے عیب پوشیدہ رکھے تو بھی پردہ پوشی کر اور اللہ کا شکر کر اب یہ بات

رہی کہ ممدوح کو تعریف کے بعد کیا کرنا چاہیے پس اسکو یہ چاہیے کہ یون تامل کرے کہ خاتمہ کا وقت نازک اور پُرخطر ہی اور اعمال پر بھروسہ کچھ کرنا نہین چاہیے صدہا آفات ریا وغیرہ کی لگی ہوئی ہین اور اپنے عیوب کو بھی سوچے جنکو خود جانتا ہی اور تعریف کرنے والے کو اُنکا علم نہین اگر اسکو اپنے اسرار اور خواطر کا حال معلوم ہوگا تو تعریف کرنے والے کو مدح سے باز رکھیگا اور پھر خود اس تعریف پر حمد و کراہت کر کے مادح کو ذلیل وپشیمان کرے چنانچہ حدیث شریف مین ہی[17] احسوا فی وجوہ المداحین التراب اور سفیان بن عینیہ فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے نفس کو جانتا ہی اسکو مدح سے ضرر نہین ہوتا ایک اور صالح کی کسی نے تعریف کی تو اُنھون نے فرمایا کہ آلہی یہ لوگ مجکو نہین جانتے اور تو میرے حال کو جانتا ہی اور ایک دوسرے بزرگ نے تعریف کے بعد فرمایا کہ آلہی تیرے اس بندہ نے میری نزدیکی ایسی بات سے چاہی جسمین تو ناخوش ہو مین تجکو گواہ کرتا ہون کہ مین اُس سے ناخوش ہون اور حضرت علی رضہ کی تعریف کسی نے کی تو آپ نے فرمایا آلہی جس بات کو یہ لوگ نہین جانتے اور میری نسبت کہتے ہین اُسکا مجھ سے مواخذہ مت فرما اور مغفرت کر اور مجکو اُنکے عندیہ سے بہتر کردے اور ایک شخص کا حال آپ کو معلوم تھا کہ پیچھے بُرا کہتا ہی اُسنے جب سامنے آکر تعریف کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو تو زبان سے کہہ رہا ہی اس سے تو مین کم ہون اور جو بات تیرے دل کے اندر ہی اُس سے زیادہ ہون اور ایک شخص نے حضرت عمر رضہ کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا کہ تو مجکو اور اپنے آپ کو دونونکو ہلاک کیا چاہتا ہی

انیسوین آفت فحوائے کلام مین باریک غلطیون سے غافل ہو جانا خصوصًا جو باتین کہ اللہ تعالےٰ اور اُسکے صفات سے متعلق ہین یا امور دین سے لگاؤ رکھتے ہین تو عالم آدمی اُسکے الفاظ کو درست کر کے بولتے ہین اور عوام جنکو علم کم ہوتا ہی اُن مین لغزش کر جاتے ہین مگر جہالت کے سبب اللہ تعالےٰ معاف فرماتا ہی اور وہ باتین ایسی ہین جیسے حضرت حذیفہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے[27] فرمایا لایقل احدکم ماشاء اللہ وشیت ولکین لیقل ماشاء اللہ ثم شئت یعنے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور خواہش کے ساتھ دوسرے کو شریک کر کے بولنا چاہیے کہ خدا اور مین چاہونگا تو یون ہوگا کہ اسمین بے تعظیمی اور بے ادبی پائی جاتی ہی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ مقدم تو مشیت ایزدی ہی پھر میرا ارادہ ہی اور حضرت[37] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور گفتگو مین بول اُٹھا کہ جو خدا اور اُسکے رسول نے چاہا آپ نے فرمایا کہ تو مجکو خدا کا شریک کرتا ہی یون کہہ ماشاء اللہ وحدہ اور ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اُسمین کہا[47] من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی تو آپ نے فرمایا کہ اسطرح کہہ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوے یعنے صیغہ تثنیہ جو مشارکت اور برابری پر دلالت کرتا ہی اسکو بھی آپ نے بُرا جانا اور ابراہیم رح اس بات کو بُرا جانتے تھے کہ کوئی کہے خدا کی پناہ اور تیری پناہ بلکہ یون کہنا جائز ہی کہ خدا کی پناہ پھر تیری پناہ اور بعضے لوگ یون کہنا بُرا جانتے ہین کہ آلہی دوزخ سے ہمکو آزاد کرنا اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ آزاد کرنا بعد دوزخ مین داخل ہونے کے ہوگا اسواسطے کیا ضرور ہی کہ ایسا لفظ کہین یون کیون نہ کہین کہ آلہی ہمکو دوزخ سے بچا اور پناہ مین رکھ اور ایک شخص نے دعا مانگی کہ آلہی تو مجکو اُن لوگون سے کہ جنکو شفاعت شافع روز جزا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہو پس حضرت حذیفہ رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مومنون کو آنحضرت صلعم کی شفاعت سے غنی فرما دیگا آپ کی شفاعت گناہگاران امت کے لیے ہوگی ؎ چہ غم دیوار امت راکہ باشد چون تو پشتیبان + چہ باک از موج بحر آن راکہ باشد نوح کشتیبان + اور ابراہیم رضہ فرماتے ہین کہ جب آدمی دوسرے کو گدھا یا سور کہتا ہی تو قیامت کو اُس سے پوچھا جاویگا کہ بتا تو سہی مین نے اُسکو گدھا بنایا تھا یا سور جو تو ان الفاظ سے اُسکو ذکر کرتا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تم مین سے بعضے آدمی ایسا شرک کرتے ہین کہ کتے تک کو شریک کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ کتا نہوتا تو آج رات لٹ ہی گئے تھے حافظ حقیقی کا خیال نہین کرتے اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ جب سے مین نے یہ کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی[57] کہ ان اللہ ینہاکم ان تحلفوا بآبائکم مین نے کبھی اسطرح قسم نہین کھائی اور ایک حدیث شریف مین ہی[67] لاتسموا العنب کرما ان الکرم الرجل المسلم اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے یہ حدیث مروی ہی کہ تم مین

ح ۶۶ بخاری ومسلم بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲

کوئی یون مت کہو کہ یہ میرا بندہ ہی اور میری لونڈی ہی کیونکہ بندے سب اللہ کے ہین اور لونڈیان بھی سب اُسی کی ہین بلکہ یون کہا کرو کہ یہ میرا غلام یا چھوکرا اور رصیل یا چھوکری ہی اور غلام بھی اپنے آقا کو رب اور ربہ یعنی پرورش کنندہ نہ کہے بلکہ آقا اور سردار کہے اسلیے کہ پرورش کنندہ سب کا خدا تعالے ہی اور فرمایا کہ لا تقولوا للمنافق سیدنا فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم اور فرمایا کہ جو شخص یون کہے کہ مین اسلام سے بری ہون تو اگر سچا ہی تو ویسا ہی ہوگا جیسا کہا اور اگر جھوٹا ہی تو اسلام کی طرف کبھی سلامت نہ پھریگا غرضکہ اسطرح کی باتین جو رات دن آدمی کے منہ سے نکلتی ہین سب اِس آفت مین داخل ہین اور تامل سے معلوم ہوتا ہی کہ ایسی باتین روزمرہ صدہا نکلجاتی ہونگی اور جو شخص آفات زبان کو بغور دیکھے اسکو یقین ہوجاویگا کہ اگر زبان کو نہین روکونگا تو بیشک نہین بچونگا اور اسوقت اس حدیث شریف کی حکمت معلوم ہوگی کہ من صمت نجی اسلیے کہ آفات سب کے سب مہلک ہین اور بولنے والے کی راہ مین ہین اگر وہ چپ رہیگا تو ان سب سے بچا رہیگا اور اگر بولیگا تو اپنے نفس کو خطرہ مین ڈالیگا لیکن اگر زبان فصیح اور بہت سا علم اور تقوی اور مراقبہ دوام اور قلت کلام رکھتا ہوگا تو شاید بچا رہے اور باوجود ان باتون کے بھی خطرہ سے خالی نہوگا پس اگر آدمی سے یہ نہو سکے کہ گفتگو کرنے سے کچھ فائدہ حاصل کرے تو سکوت اختیار کرنا اولی ہی جس سے اور کچھ نہوگا تو ان آفات سے تو بچا رہیگا یہی غنیمت ہی ع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمے آید

بیسوین آفت عام لوگون کا سوال کرنا- اللہ تعالے کے صفات اور کلام اور حروف سے کہ یہ قدیم ہین یا حادث ہین حالانکہ عوام کو اسی قدر چاہیے کہ جو کچھ قرآن کے اندر احکام ہین اُنکے بموجب عمل کرین مگر یہ بات نفس پر گران گذرتی ہی اور بیہودہ باتین دل پر آسان معلوم ہوتی ہین اور عامی آدمی دخل در معقولات کرنے سے خوش ہوتے ہین اسواسطے کہ شیطان اُنکے دلون مین جمادیتا ہی کہ تم عالم و فاضل ہو اور یہانتک اِس امر کو اُنکے دل مین پختہ کرتا ہی کہ بعض دفعہ کلمات کفر بھی زبان سے نکلجاتے ہین اور اُنکو خبر نہین ہوتی اور عامی کے لیے گناہ کبیرہ کا ارتکاب بہ نسبت علمی کلام کے زیادہ اچھا ہی خصوصًا جو باتین کہ اللہ تعالے اور اُسکے صفات کے متعلق ہین اُن مین تو اُنکو کلام کرنا ہی نہ چاہیے اُنکو تو یہ چاہیے کہ جو کچھ قرآن مجید مین اُترا ہی اُسپر ایمان لاوین اور عبادات مین مشغول ہون اور جو کچھ اللہ تعالے نے اپنے رسول کے ذریعہ سے ہم تک بھیجا اُسکو مان لین کچھ بحث و تکرار نہ کرین اور جو امور کہ عبادات سے متعلق نہین اُنکا پوچھنا بے ادبی ہی اُس سے مستحق غصہ آلہی کے ہوتے ہین اور کفر کے خطرہ مین پڑتے ہین اور اُنکی مثال ایسی ہی جیسے گھوڑون کے سائیس بادشاہی رازون کو دریافت کرنا چاہین اور یہ نہین سوچتے کہ ؎ زغن را بہر طاوسی نزادند ✢ مگس را فر عنقائے ندادند ✢ پس جو کوئی کسی ایسے علم دقیق کا سوال کریگا کہ اُسکی عقل نہین پہونچتی اور فہم اُس درجہ سے قاصر ہی تو وہ شخص بھی اُس علم مین بمنزلہ عامی و جاہل کے ہی ایسے سوال کرنے سے مستحق عقوبت اور قابل مذمت ہوگا اسی واسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ ذرونی ما ترکتکم فانما ہلک من کان قبلکم بسوالہم و اختلافہم علے انبیائہم ما نہیکم عنہ فاجتنبوہ و ما امرتکم بہ فاتوا منہ ما استطعتم اور حضرت انس رض روایت کرتے ہین کہ ایک روز لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہانتک سوال کثرت سے کیے کہ آپ تنگ ہوکر غصہ ہوے اور منبر پر چڑھ کے فرمایا کہ خوب پوچھو جو پوچھوگے بتاؤنگا پس ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوکر پوچھنے لگا کہ میرا باپ کون ہی آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہی پھر اور دو بھائی کھڑے ہوے اُنھون نے سوال کیا کہ ہمارا باپ کون ہی آپ نے فرمایا کہ جسکے تم بچے کہلاتے ہو پھر ایک اور شخص اُٹھا اور اُسنے پوچھا کہ مین جنت مین جاؤنگا یا دوزخ مین آپ نے فرمایا دوزخ مین جب لوگون نے آپ کا غصہ اور جلال دیکھا تو خاموش ہوے اور کسی کو کچھ جرأت نہوئی حضرت عمر رض سامنے کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم نبیا آپ نے فرمایا کہ اے عمر تو بیٹھ جا مجکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تجکو توفیق رفیق ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بحث اور مال کے تلف کرنے اور کثرت استفسار سے منع فرمایا اور یہ بھی وارد ہی کہ آپ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لوگ

کثرت سے سوال کرتے یون کہنے لگینگے کہ خلق کو تو خدا نے پیدا فرمایا خدا کو کسنے پیدا کیا پس جب یہ قول کہین تو چاہیے کہ سورہٗ اخلاص پوری پڑھین اور بائین طرف تین بار تھکار دین اور شیطان رجیم سے جناب باری مین پناہ مانگین اور حضرت جابر رض فرماتے ہین [17] کہ متلاعنین کی آیت یعنے جو سورہٗ نور کے اول رکوع مین ہی صرف کثرت استفسار کے باعث نازل ہوئی اور حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے قصہ سے تو صاف ثابت ہی کہ بموقع سوال کبھی نہ کرنا چاہیے اور جس بات کا اپنے آپ کو سمجھنے کا شعور نہو اُسکو ہرگز دریافت نہ کرنا چاہیے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خضر علیہ السلام کا یہ وعدہ تھا کہ جب تک مین نہ کہون کسی بات کو مجھ سے مت پوچھنا مگر جب اُنھون نے اول کشتی کا حال پوچھا تو اُنکو بُرا معلوم ہوا اور وعدہ یاد دلایا اُنھون نے عذر کیا کہ بھولے سے مین نے پوچھا اسکو معاف کرد لیکن جب تین بار ایسا ہی ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ہذا فراق بینی وبینک اور اُنکو چھوڑکر چلے گئے حاصل یہ کہ عوام لوگون کے حق مین باریک علمی باتون کا پوچھنا بڑی آفت ہی اور اس سے بہت سے فتنہ پیدا ہوتے ہین اسلیے اُنکو روکنا ہی مصلحت ہی اور حروف قرآنی مین اُنکا بحث کرنا ایسا ہی کہ کوئی بادشاہ کسی شخص کے پاس اپنا شقہ بھیجے اور ضروری کام اُسمین لکھ دے وہ اُن باتون کی طرف تو متوجہ نہو بلکہ اپنا وقت اسمین رائگان کرے کہ اس شقہ کا کاغذ پرانا ہی یا نیا اس امر سے بیشک وہ مستحق سزا ہوگا اسیطرح جاہل آدمی بھی اگر کلام مجید کی عبادات ضروری کو چھوڑکر حروف کی بحث مین اوقات تلف کرے تو اُسکا بھی وہی حال ہوگا اور یہی حال اوصفات الٰہی کا جاننا چاہیے باب آفات زبان خدا کی عنایت سے پورا ہوا وللہ الحمد

باب پنجم غضب اور حقد وحسد کی بُرائی کے بیان مین اسمین ۱۶ بیان ہین

رباعی ہی حقد وحسد سے ظلمت دل حاصل
یہ دونون رہ سلوک مین ہین رہزن
آزاد جو اُنسے ہو وہی ہی کامل
سالک نہ رہی اُنسے کسی دم غافل

جاننا چاہیے کہ غضب جسکو غصہ کہتے ہین وہ اُس آگ مین کا ایک شعلہ ہی جسکی صفت یہ آیت ہی نار اللہ الموقدة التی تطلع علی الافئدة اور جیسے آگ راکھ مین چھپی رہتی ہی اسیطرح غصہ کی آگ دل کی تہون مین مخفی رہتی ہی اور جسطرح چقماق لگتے ہی آگ ظاہر ہوجاتی ہی اسی طرح یہ آگ بھی کبر کی ادنی چوٹ سے دل مین رہتی ہی ظاہر ہوجاتی ہی اور ارباب مکاشفہ کو نور یقین سے یہ بات دریافت ہوئی ہی کہ آدمی مین ایک رگ شیطان کی مشابہت کی پائی جاتی ہی پس جو غصہ کی آگ سے جل اُٹھتا ہی اور حق سے مائل ہوجاتا ہی وہ اپنا نسب اور قرابت شیطان کی طرف پکا کرتا ہی اسلیے کہ اُسنے یہی کہا تھا کہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین مٹی کی شان سے یہ ہی کہ ساکن اور وقار سے رہے اور آگ کی شان یہ ہی کہ سُلگے اور شعلہ زن ہوکر متحرک مضطرب ہو پس آدمی مین بھی اگر حرکت واضطراب وقت غصہ پایا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اُسکی ساخت مٹی سے نہین بلکہ خمیر آگ کا ہی جس سے شیطان بنا ہی اور غضب کا نتیجہ حقد وحسد یعنے کینہ اور دوسرے کا بُرا چاہنا ہی اِن دونون سے اکثر لوگ تباہ وبرباد ہوے اُنکا مسکن بھی وہی مضغہ گوشت یعنے دل ہی اور ازانجا کہ اِن تینون چیزون سے انسان تباہ ہوتا ہی تو نہایت ضرور ہوا کہ ہلاک کی جگہ تبلادی جاوین تاکہ اُنسے پرحذر رہے اور اُنکے پاس نہ پھٹکے اور اگر دل مین یہ چیزین جم گئی ہون تو اُسکو بھی صاف کرے اور جہان تک بنے علاج کے درپی ہو اسلیے کہ جب تک بُری بات کو آدمی نہین جانتا اُسمین مبتلا ہوجاتا ہی اور صرف جاننا بھی کافی نہین جبتک اُس سے بچنے کا علاج وتدبیر معلوم نہو لہذا ہم اس باب مین سولہ بیان لکھینگے اول کے آٹھ بیانون مین تو غضب کی بُرائی اور اُسکی حقیقت اور اسباب اور علاج اور حلم کا ثواب وغیرہ اور باقیون مین حقد وحسد کے معنی اور نتیجے اور مذمت واسباب تدابیر اور جو اُنسے متعلق ہی لکھے جاوینگے۔

بیان اول غصہ کی بُرائی مین

اللہ تعالے فرماتا ہی اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیة حمیة الجاہلیة فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ

وعلی المومنین اِس آیت مین اللہ جلشانہ نے کفار کی مذمت اسلیے فرمائی کہ اُنھون نے امر باطل پر غیرت کے مارے اتفاق کرلیا تھا اور غیرت بھی غصہ ہی سے ہوا کرتی ہی اور مومنین کی تعریف سکینت اور وقار اُترنے پر فرمائی حضرت ابوہریرہ رضہ[1] فرماتے ہین کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو کوئی تھوڑا سا عمل بتلا دیجیے آپ نے فرمایا لا تغضب یعنی غصہ نہوا کر پھر دوبارہ اُسنے پوچھا تو وہی جواب دیا اور حضرت ابن عمر رضہ سے بھی اسی مضمون کے قریب قریب مروی ہی[2] وہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت سے عرض کیا کہ میرے واسطے ایک بات تھوڑی سی ارشاد فرما دیجیے کہ اُسپر تمسک کرون اور عمل کرون آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر مین نے دوبار یہی سوال کیا آپنے یہی جواب دیا اور یہ بھی انھین کا قول ہی[3] کہ مین نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ مجھکو خدا کے غضب سے کیا چیز بچاویگی آپ نے ارشاد فرمایا کہ خود غصہ مت کیا کر اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین[4] کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے حاضرین سے پوچھا کہ تم لوگ پہلوان زبردست کسکو سمجھتے ہو سبھون نے عرض کیا کہ ایسے شخص کو جانتے ہین جو کسی سے پچھاڑ نہ کھاوے آپ نے فرمایا کہ وہ پہلوان نہین پہلوان زبردست وہ ہی جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو دبائے رکھے اور حضرت[5] ابوہریرہ رضہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہی[6] کہ آپ نے فرمایا لیس الشدید بالصرعة وانما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا[7] من کف غضبہ ستر اللہ عورتہ اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہی کہ بہت غصہ سے بچنا چاہیے کیونکہ غصہ کی کثرت مرد حلیم کے دل کو خفیف کردیتی ہی اور حضرت عکرمہ رضہ تفسیر آیت وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین مین فرماتے ہین کہ سید سے وہ شخص مراد ہی جسپر غصہ غالب نہو اور حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہین[8] کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مجکو کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سے جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کر اور حضرت یحیی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر اُنھون نے فرمایا کہ یہ تو مجھسے نہین ہوسکتا مین آدمی ہون آپنے فرمایا کہ مال مت جمع کرو اُنھون نے فرمایا کہ یہ شاید ہوسکیگا اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[9] کہ غضب سے ایمان ایسا بگڑتا ہی جیسے ایلوے سے شہد خراب ہوجاتا ہی اور[10] فرمایا کہ جو کوئی غصہ کرتا ہی جہنم کے کنارہ جا لگتا ہی اور ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ سب مین زیادہ سخت کیا چیز ہی آپ نے فرمایا[11] کہ خدا کا غضب اُسنے عرض کیا کہ مجکو کون چیز اُس سے دور کریگی آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر

آثار حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ اے ابن آدم تو غصہ مین اتنا اُچھلتا ہی کہ یہ ڈر ہوتا ہی کہ شاید ایکی اُچھال مین دوزخ مین جا پڑے اور حضرت ذی القرنین سے روایت ہی کہ اُنسے ایک فرشتہ ملا اُنھون نے پوچھا کہ مجکو کوئی علم ایسا بتاؤ جس سے میرا ایمان ویقین زیادہ ہو فرشتہ نے کہا کہ غصہ نہ کیا کرو کیونکہ شیطان آدمی پر جتنا غصہ مین اختیار رکھتا ہی اور کسی حالت مین نہین رکھتا پس غصہ کو پی جایا کرو اور تاخیر سے اُسکو ساکن کیا کرو اور جتنا ہوسکے جلدی سے بچو جلدی مین بہرہ وافی نہین ملتا اور قریب وبعید سے سہولت ونرمی کے ساتھ رہو اور جابر اور سرکش مت رہو اور وہب بن منبہ سے روایت ہی کہ ایک راہب اپنی عبادت گاہ مین تھا شیطان نے اُسکو گمراہ کرنا چاہا مگر وہ اپنی بات پر بکار رہا تو شیطان ایکبار اُسکے حجرہ کے پاس آیا اور اُسکو پکار کر کہا کہ دروازہ کھول اُسنے جواب نہ دیا شیطان نے پھر کہا کہ دروازہ کھول دے ورنہ اگر مین چلا جاؤنگا تو پچھتاویگا اُسنے پھر بھی کچھ توجہ نہ کی پھر کہا کہ مسیح ہون راہب نے کہا کہ مسیح ہی تو مین کیا کرون مسیح نے ہمکو عبادت وریاضت کا حکم فرمایا ہی اور قیامت مین ملنے کا وعدہ کیا ہی اگر خلاف وعدہ قیامت سے پہلے آج ہی چلے تو آوینگے تو ہم کب مانتے ہین پھر شیطان نے اُس سے کہا کہ مین شیطان ہون تجھے بہکانا چاہا تھا سو نہو سکا اب اسواسطے آیا تھا کہ جو تو پوچھے تجھے بتادون اُسنے کہا کہ مجھے کچھ پوچھنا منظور نہین پس شیطان وہان سے پھر الٹنے مین راہب نے کہا کہ سنتا ہی یا نہین اُسنے کہا کہ سنتا ہون کہا کہ مجھے یہ بتلا دے کہ آدمی کی عادتون سے کونسی تیری زیادہ مدد کرتی ہی اُسنے کہا کہ تیزی اور غصہ آدمی جب غصہ ہوتا ہی تو ہم اُسکو ایسا لوٹ دیتے ہین جیسے لڑکے گیند کو اُڑکاتے ہین اور خیثمہ فرماتے ہین کہ شیطان کا مقولہ ہی کہ ابن آدم مجھپر کیسے غالب ہوسکتا ہی جب

[1] بخاری نے نقل کی ہی ۱۲
[2] ابویعلیٰ نے نقل کی ہی ۱۲
[3] احمد ابن عبدالبر نے نقل کی ہی ۱۲
[4] مسلم نے نقل کی ہی ۱۲
[5] بخاری ومسلم ۱۲
[6] سخت نہین ہی پچھاڑ دینے والا بلکہ سخت وہ ہی جو غصہ مین اپنے نفس کو قابو مین رکھے ۱۲
[7] ابن ابی الدنیا ۱۲ جو شخص اپنا غصہ روکے اللہ تعالیٰ اُسکے عیب چھپاتا ہی ۱۲
[8] اور درداء ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاویگا اور نبی ہوگا نیکون مین سے ۱۲
[9] ابن ابی الدنیا وطبرانی ۱۲
[10] طبرانی در کبیر وبیہقی در شعب بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ بسند ضعیف ۱۲
[11] بزار وابن عدی ۱۲

وہ راضی رہتا ہی تو مین اُسکے دل مین رہتا ہون اور جب غصہ ہوتا ہی تو اڑکر اُسکے سر مین چلا جاتا ہون اور حضرت امام جعفر صادق ع
فرماتے ہین کہ غضب ہر ایک بُرائی کی کنجی ہی اور بعض انصار کا قول ہی کہ تیزی بیوقوفی کی جڑ ہی اور اُسکا منشا غصہ ہوتا ہی اور جو جہالت سے
خوش رہے اُسکو حلم کی کچھ حاجت نہین کیونکہ حلم زینت اور نفع کی چیز ہی اور جہالت عیب و ضرر کی اور خاموش رہنا احمق کے
جواب مین یہی اُسکا جواب ہوتا ہی ع جواب جاہلان باشد خموشی + اور حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ شیطان کا قول ہی کہ بنی آدم سے
مین نہین تھکا اور تین باتون مین تو کبھی بھی نہین تھکونگا ایک تو اُن مین سے جب کوئی نشہ پیویگا تو اُسکی نکیل ہمارے ہاتھ مین لگ جائیگی
جہان چاہینگے لیجائینگے کام ہماری مرضی کے موافق کریگا دوسرے جب غصہ ہوگا تو قول ایسا کہیگا جسکو جانتا بھی نہو اور کام وہ کریگا
کہ جس سے ندامت ہو ایک یہ کہ پاس کی چیز مین ہمیشہ بخل کی ترغیب دیتے رہتے ہین اور ایسی باتون کا چاو دلاتے ہین جنپر اُسکو قدرت
نہو اور ایک حکیم سے کسی نے کہا کہ فلانا شخص اپنے نفس پر خوب قابو رکھتا ہی اُسنے جواب دیا کہ تو اب اُسکو شہوت رسوا نہ کریگی اور ہوائے
نفسانی سے پچھاڑ نہ کھاویگا اور غصہ اُسکو نہ دبا دیگا اور بعضون کا قول ہی کہ غضب سے بچنا چاہیے کیونکہ انجام کو معذرت کی ذلت اُٹھانی
پڑتی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ غضب سے ڈرتے رہو اس سے ایمان بگڑ جاتا ہی جیسے ایلوہ سے شہد بگڑ جاتا ہی اور حضرت ابن مسعود سے
روایت ہی کہ مرد کا حلم غصہ کے وقت دیکھنا چاہیے اور امانت کو طمع کے وقت جاننا چاہیے اور جب غصہ نہو اُسوقت کے حلم کا کیا اعتبار
ہی اسی طرح بدون طمع کے امانت کا اعتبار نہین اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے عامل کو لکھا کہ غصہ کے وقت کسی کو سزا مت دینا
بلکہ جب کسی مجرم پر غصہ آوے تو اُسکو قید کرنا اور جب غصہ جاتا رہے تب روبکاری کرکے موافق جرم کے سزا دینا اور سزا بھی پندرہ کوڑے
سے زیادہ کی نہو اور علی بن زید اُنھین کے حال مین لکھتے ہین کہ ایکبار ایک قریشی شخص نے اُنسے سخت کلامی کی اُنھون نے بڑی دیر تک
سر نیچا کر لیا اور پھر فرمایا کہ تمھاری مرضی یہ تھی کہ حکومت کے جوش مین مین شیطان کے ہاتھون خفیف ہو کر آج تمھارے ساتھ وہ بات
کرون جسکو کل تم میرے ساتھ کرو اور بعض اکابر نے اپنے بیٹے سے کہا کہ غصہ کے وقت آدمی کی عقل ٹھکانے نہین رہتی جیسا کہ جلتے تنور
مین زندہ کی روح نہین رہتی پس جو شخص غصہ کم کرے وہی عقیل زیادہ ہی اور غصہ اگر دنیا کے واسطے ہی تو اُسکا نام مکر و فریب ہی
اور اگر آخرت کے لیے ہی تو اُسکو علم اور حلم کہتے ہین کیونکہ لوگ ایسا کہتے ہین کہ غصہ عقل کا دشمن جانی ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
خطبہ مین ارشاد فرماتے ہین کہ تم مین سے فلاح کو پہونچا وہ شخص جو طمع اور ہوائے نفسانی اور غضب سے بچا رہا اور بعض اکابر کا
قول ہی کہ جسنے شہوت و غصہ کی اطاعت کی یہ دونون اُسکو دوزخ کی طرف کھینچینگے اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ مسلمان کی پہچان یہ
ہی کہ دین مین پکا ہو اور ایمان کا یقین رکھتا ہو اور علم مع حلم اور دانائی ملائمت کے ساتھ اور حقوق کی داد و دہش بجا لاوے اور
تونگری مین میانہ روی اور فاقہ کے وقت تحمل اور قدرت کے وقت احسان اور شدت مین صبر کرے غصہ اور شہوت اُسپر غالب نہو
اور ننگ و حمیت اُسپر سرکشی نہ کرین حرص و پیٹ کے باعث ذلیل نہو اور نیت مین کسی طرح کا قصور و فتور نہ واقع ہو مظلوم کی نصرت
و مدد کرے ضعیفون پر رحم کرے نہ بخیل ہو نہ مسرف جب اُسپر کوئی ظلم کرے تو معاف کرے اور جاہلون سے درگذر کیا کرے اُسکا نفس تو
ہمیشہ اُسکے ساتھ سے تنگ رہے مگر لوگ اُس سے سب راضی رہین اور کسی نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا کہ آپ حُسن خلق کو مجملاً
ایک لفظ مین ارشاد فرمائیے آپنے فرمایا کہ ترک غضب کا نام حُسن خلق ہی اور ایک نبی نے انبیا علیہم السلام مین سے اپنے ساتھیون سے
کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ جو مجھسے اس بات کا ذمہ کرے کہ کبھی غصہ نہ کریگا اور میرے ساتھ جنت مین درجہ پاوے اور میرے بعد خلیفہ اور جانشین
ہو ایک جوان نے عرض کیا کہ مین کبھی غصہ نہ کرونگا پھر آپ نے دوبارہ کہا تو پھر اُسی شخص نے کہا کہ مین ایسا ہون اور اُنکی زندگی بھر اپنے
عہد کو پورا کیا بعد اُنکی وفات شریف کے اُنکے خلیفہ ہوئے یہ شخص ذو الکفل علیہ السلام تھے یعنے ضمانت والے کہ جس بات کا ذمہ کیا تھا اُسکو

کے

پورا کیا اور وہب منبہ فرماتے ہین کہ کفر کے چار رکن ہین ایک غضب دوسرے شہوت سوم حمق چہارم طمع

بیان دوم غضب کی حقیقت ہین - از آنجا کہ خداوند کریم نے حیوان کو ایسا بنایا ہی کہ اسباب داخلی اور خارجی سے فنا اور ہلاک ہو جاتا ہی تو اپنے خزانہ انعام سے ایک ایسی شی بھی عنایت فرمائی ہی کہ جسکے سبب وقت مقرری تک فنا سے محفوظ رہے داخلی اسباب کی طرف جو غور کرو تو معلوم ہوتا ہی کہ انسان کی ترکیب حرارت اور رطوبت سے ہی جن مین باخود ہا عداوت اور ضد پائی جاتی ہی حرارت ہمیشہ رطوبت کو تحلیل اور خشک کرتی رہتی ہی کہ اسکے اجزا بخار بنکر اُڑ جاوین پس اگر رطوبت کو غذا سے مدد نہ ملے اور جسقدر تحلیل اور خشک ہوتی ہی اسیقدر جبر و نقصان نہو تو حیوان فنا ہو جاوے اسلیے خداوند کریم نے غذا موافق بدن حیوانی کے پیدا کی اور حیوان مین اُسکی اشتہا رکھ دی کہ جس سے غذا کھایا کرے اور نقصان کا تدارک ہو کر ہلاک نہونے پاوے اور اسباب خارجی جو موجب ہلاک ہین وہ ہتھیار مثل تلوار وغیرہ اور دوسرے مہلکات ہین اُنکے لیے اللہ تعالےٰ نے ایک قوت غضب پیدا کی ہی جو باطن سے جوش کرتی ہی اور مہلک چیزون کو اپنے آپ سے دفع کرتی ہی اُسکو خدا تعالےٰ نے آگ سے بنا کر آدمی کی سرشت مین خمیر فرما دیا ہی پس جب آدمی کسی مطلب سے روکا جاتا ہی یا اُسکے خلاف مرضی کوئی چیز پیش آتی ہی تو وہ آگ بھڑک اُٹھتی ہی اور اُسکا شعلہ ایسا تیز ہوتا ہی کہ دل کے اندر کا خون جوش کھا کر رگون مین اوپر کیطرف چڑھتا ہی جیسا کہ آگ کا شعلہ اونچا اُٹھتا ہی یا ہنڈیا کا جوش اوپر کو اُبلتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ غصہ کے وقت آدمی کا چہرہ اور آنکھین سُرخ ہو جاتی ہین چونکہ چہرہ کا پوست نرم و صاف ہوتا ہی اسلیے خون کی جھلک اُسمین خوب ظاہر ہو جاتی ہی جیسا کہ شیشہ کے اندر کی چیز معلوم ہوا کرتی ہی اور یہ حال اُسوقت ہوتا ہی جسوقت کہ اپنے سے کم رتبہ آدمی پر غصہ آوے کیونکہ یہ جانتا ہے کہ اُسپر میرا قابو ہی اور جسوقت کہ غصہ اپنے سے زیادہ پر آوے یا انتقام نہ لے سکتا ہو تو ایسی صورت مین خون ظاہر جلد سے بستہ ہو کر قلب کی طرف کو رجوع کرتا ہی اور باعث رنج و غم ہوتا ہی اسی سے چہرہ زرد رنگ ہو جاتا ہی اور اگر کسی برابر والے پر غصہ آتا ہی تو یہ دونون کیفیتین نمود ہوتی ہین لال پیلا رنگ ہوا کرتا ہی اور اضطراب پیش آتا ہی بہر صورت غضب کی جگہ قلب ہی اور اُسکے معنی یہ ہین کہ جوش کرنا خون دل کا بدلہ لینے کے واسطے اور یہ قوت موذی چیزون کے دفع کے لیے تو اول ہی متوجہ ہوتی ہی یعنے قبل ایذا اُنکا دفعیہ چاہتی ہی اور بعد ایذا انتقام اور تشفی دل کے لیے پیدا ہوتی ہی اور اِس قوت کی غذا اور اشتہا انتقام ہی اور اُسمین اُسکو لذت ملتی ہی اور بدون انتقام چین نہین لیتی غرض اس قوت مین ابتدائی پیدائش سے آدمیون کے تین درجہ ہین اول درجہ تفریط یعنے کمی کا ہی اور یہ مذموم ہی ایسے ہی شخص کو بے غیرت کہا کرتے ہین حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جس شخص کو باوجود غصہ دلانے کے غصہ نہ آوے تو وہ گدھا ہی اس سے معلوم ہوا کہ غصہ اور حمیت کا بالکلیہ نہونا بہت نقصان کی بات ہی اللہ تعالےٰ نے اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین ارشاد فرمایا اشداء علی الکفار اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم اور شدت اور غلظت غضب کے بعد ہوا کرتی دوسرا درجہ افراط یعنے زیادتی کا ہی وہ یہ ہی کہ غصہ اس درجہ غالب ہو کہ عقل و دین کی طاعت و سیاست سے نکلجاوے اور غصہ کے وقت آدمی مین بصیرت اور تامل اور فکر اور اختیار کچھ نہ رہے مضطر کی طرح ہو جاوے اور غلبہ غضب کا سبب یا تو پیدایشی ہوتا ہی کہ شروع پیدایش سے ڈرانی صورت اور زود رنج اور زود غضب ہوتا ہی پھر مزاج کی گرمی اُسکو اشتعال دیتی ہی اور شعلہ مذکور دوبالا ہو جاتا ہی اور سردی مزاج سے البتہ اُسکی تیزی کم ہو جاتی ہی یا غلبہ غضب کا سبب عادت ہوتی ہی کہ ایسے لوگون مین نشست و برخاست رہے جو مغلوب الغضب اور سریع الانتقام ہین اور اِن باتون کو شجاعت اور جوانمردی جانتے ہین اور فخر یہ کہتے ہین کہ ہمکو ذرا برداشت نہین اور ہمکو کوئی ذراسی بات کہے تو نہین سہہ سکتے حالانکہ حقیقت مین گویا یہ کہہ رہے ہین کہ ہمکو ذرا عقل و حلم نہین مگر بیوقوفی سے اُسی کو فخر جانتے ہین پس جو شخص ایسے لوگون سے اسطرح کی باتین سنتا رہتا ہی اُسکے دل مین غصہ کی خوبی جم جاتی ہی اور چاہتا ہی کہ مین بھی

[illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

ایسا ہی ہوجاؤن) اسلیئے غصہ بڑہ جاتا ہی اور جب غصّہ کی آگ بھڑک اُٹھتی ہی تو غصہ والے کو پھونک دیتی ہی اور نصیحت سننے سے بہرا کردیتی ہی بلکہ نصیحت سے اور زیادہ غصہ ہوتا ہی اور اگر اپنی عقل و نفس سے کچھ استفادہ کرے یہ بھی نہین ہوسکتا اسلیئے کہ نور عقل گُل ہوجاتا ہے خواہ غصہ کے دھوین سے ایسا دھندلا ہوجاتا ہی کہ کام کا نہین رہتا اسلیئے کہ آدمی دماغ سے فکر کیا کرتا ہی مگر جب غصہ کے مارے دل مین خون جوش کھاتا ہی تو اُس سے ایک کالا دھوان دماغ کی طرف چڑھ کر فکر کی جگہ مین پھیل جاتا ہی بلکہ بعض اوقات حواس کی جگہ کو بھی گھیر لیتا ہی کہ آنکھ سے کچھ نہین دکھتا اور کانون سے کچھ نہین سُنتا دنیا تاریک معلوم ہوتی ہی اور اس حال مین دماغ کی ایسی صورت ہوجاتی ہی جیسے کسی غار مین آگ جلائی جاوے اور تمام غار مین دھوان بھر جاوے اور زمین بھی تیز ہوجاوے تو ایسی جگہ مین اگر کوئی چراغ جلتا ہوا ہوگا تو اُس سے کیا سوجھیگا وہ تو دھندلا ہوجاویگا یا گل ہوجاویگا اور جو شخص اس غار مین ہوگا وہ نہ تو اُس مین ٹھہر سکتا ہی نہ کوئی کلام سُن سکتا ہی نہ صورت دیکھ سکتا ہی نہ اس دھوین کو اندر یا باہر سے فرو کرسکتا ہی بلکہ جب تک جلنے کی چیز جل نہ جاویگی تب تک صبر کرنا پڑیگا یہی حال غصّہ کا دل و دماغ کے ساتھ ہوتا ہی بلکہ بعض اوقات غصہ کی آگ ایسی تیز ہوتی ہی کہ اُس سے وہ رطوبت جس سے کہ دل کی زندگی ہی فنا ہوجاتی ہی اور آدمی ہلاک ہوجاتا ہی جیسے کہ غار کی آگ بعض اوقات زیادہ ہوکر اُسکے ٹکڑے کردیتی ہی اور اوپر سے نیچے کو بیٹھ جاتا ہی یعنے غار کی دیوارون اور ظرفون مین جو قوت قائم رہنے کی ہی شدت گرمی سے وہ جاتی رہتی ہی اور گر پڑتا ہی اسی طرح یہان بھی غصہ کی آگ سے رطوبت قلبی دور ہوکر باعث موت ہوجاتی ہی اور اگر واقع مین پوچھو تو سمندر کی موجون مین طوفان کے وقت کشتی کا ہونا بہت بہتر ہی اُس حال سے جو غصہ کے وقت آدمی کے دل کا ہوتا ہی اسلیئے کہ کشتی کے بچنے کی توقع ہوتی ہی کیونکہ اسمین جو لوگ سوار ہین وہ اسکے ٹھہرانے کی بیسیون تدبیرین کرینگے اور یہان تو نفس کی کشتی کا ناخدا دل تھا وہی غصہ کے سبب اندھا اور بہرا ہوگیا پھر تدبیر کون کرے اب جاننا چاہیے کہ شدت غضب کے نشان ظاہر مین یہ ہین رنگ کا بدل جانا ہاتھ پاؤن کا کانپنا افعال کا بے ترتیب و انتظام صادر ہونا کلام مین لڑکھڑانا یہانتک کہ باچھون مین جھاگ آجاوین اور آنکھین سُرخ ہوجاوین نتھنا پھر جاوے شکل بدل جاوے اور اگر غصہ والا اپنی صورت کو غصہ کے وقت دیکھے تو شرم کے مارے غصہ جاتا رہے کہ کیسی بُری صورت ہوگئی اور ازانجا کہ صورت ظاہری صورت باطنی کا عنوان ہوا کرتی ہی اس سے معلوم ہوا کہ باطن اور بھی زیادہ بُرا ہوجاتا ہوگا کیونکہ اول صورت باطن ہی بگڑتی ہی اور وہی بگاڑ ہوتے ہوتے صورت ظاہری پر پھیل جاتا ہی تو گویا تبدل صورت ظاہری فرع ہی اور صورت باطنی کی بُرائی اصل تو فرع کی صورت سے اصل کو قیاس کرنا چاہیئے غرضکہ تمام جسم مین تو یہ علامات ہوتی ہین اور زبان مین غصہ کا اثر یہ ہی کہ گالیان بکنے لگتا ہی اور ایسے کلام فحش اور بُرے بولتا ہی کہ جس سے خردمندون کو شرم آوے بلکہ خود غصہ والا بعد ون غصہ کے وقت کے کبھی اُنکو بولتے ہوئے شرم کرے اور اس فحش کے ساتھ ہی یہ بھی ہوتا ہی کہ لفظون مین اضطراب اور بندش بالکل خراب ہوتی ہی اور اعضا پر تاثیر غضب یہ ہوتی ہی کہ بے تامل مارپیٹ نوچ کھسوٹ قتل و زخم کرنے لگتے ہین اگر جس شخص پر آیا ہی وہ سامنے ہوا اُسپر بس چلا تو یہ باتین اُسکے ساتھ ہونگی اور اگر وہ بھاگ گیا یا کسی اور سبب سے بے قابو ہوگیا تو غصہ خود اپنے اوپر لوٹتا ہی کہ کپڑے پھاڑتا ہی اور اپنا مُنھ پیٹتا ہی یا زمین پر ہاتھ دے مارتا ہی یا نشہ والون اور مدہوشون حیرانون کی طرح دوڑتا ہی اور کبھی غصہ کے مارے ایسا گر پڑتا ہی کہ اُٹھنے اور دوڑنے کی طاقت نہین رہتی اور غش سا آجاتا ہی کبھی جمادات و حیوانات کو مارتا ہی مثلاً برتن توڑ ڈالا دسترخوان پھاڑ ڈالا گدھے بیل گھوڑے کو گالیان دینے لگا اور اُنسے ایسی باتین کرنے لگا جیسے سمجھدار سے کیا کرتے ہین اور اگر کوئی جانور لات ماردے تو غصہ مین آپ بھی اُسکے لات مارتا ہی حالانکہ یہ حرکات مجنونون کے سے ہین اور دل پر تاثیر غصہ کی یہ ہی کہ جسپر غصہ ہوا ہی اُسکی طرف سے کینہ رکھنا اور حسد کرنا اُسکی بُرائی چاہنا اور اُسکی بُرائی سے خوش ہونا اور بھلائی سے رنجیدہ ہونا اور اُسکے بھید کو ظاہر کردینا

درپے ہتک ہونا اور مسخرہ بنانا وغیرہ وبس شدت غضب کے ثمرات یہ ہین اسیطرح ضعف غضب کا نتیجہ بھی اچھا نہین یعنے اسکا ثمرہ بے غیرتی ہی
کہ جوبات آدمی کے گھروالون کی مثلاً مان بہن بیوی وغیرہ کی قابل غیرت کے ہو اس سے غیرت نہ کرے اور کمینون سے ذلت اٹھاوے اور خوار
اور رسوا رہے اور بے غیرتی مثل مخنث ہونے کے ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ اِنّ سعداً لغیور وانا اغیر من سعد واللہ اغیر منی علاوہ ازین غیرت
نسبون کی حفاظت کے لیے پیدا ہوئی ہی اگر غیرت مین لوگ تساہل کرین توانساب مین فتور اور خلط واقع ہو اور اسی بناپر یہ قول مشہور ہی کہ
جس قوم کے مردون مین غیرت ہوتی ہی انکی عورتون مین حفاظت رہتی اور بُری بات کو دیکھکر سکوت کرجانا بھی منجملہ ضعف غضب سے ہی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خیر امتی احداءہا یعنے جو دین مین سخت ہون اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہی ولا تاخذکم بہا رافۃ فی
دین اللہ بلکہ آدمی اگر اپنے نفس کی ریاضت نہ کرسکے تو یہ بھی اسی بات کی علامت ہی کہ غصہ نہین رکھتا اسلیے کہ ریاضت جبھی ہوسکتی ہی
جب غصہ کو شہوت پر مسلط کردے یہانتک کہ اگر نفس نہ کمی شہوات پر جھکے تو اسی وقت اسپر غصہ کرے تیسرا درجہ غصہ کا اچھا اور محمود ہی
وہ یہ ہی کہ غصہ منتظر اشارۂ عقل کا رہے اور دین کا مطیع ہو جس جگہ حمیت شرعاً واجب ہی وہان غصہ آوے اور جس جگہ حلم اور غصہ کا بیٹھنا
چاہیے وہان حد اعتدال سے نہ بڑھے ایسی ہی غصہ سے خداوند کریم نے اپنے بندون کو مکلف کیا ہی اور یہ وہی درجہ ہی جسکی صفت اس حدیث
شریف مین ہی خیر الامور اوساطہا اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی مین غصہ ایسا سست ہو کہ غیرت بھی کم ہو اور نفس کو ذلت اور ظلم
بیموقع کی برداشت ناگوار نہو تو اسکو چاہیے کہ اپنے نفس کا علاج کرے یہانتک کہ غصہ مین قوت آجاوے اور جس شخص مین غصہ حد
اعتدال سے زیادہ ہو کہ نوبت تہور اور بے عقلی سے بُرے کامون مین گھسنے کی پہونچاوے اسکو بھی علاج نفس کا چاہیے تاکہ غصہ ایک
عمدہ اور درمیانی حالت پر آجاوے جسکا نام صراط مستقیم ہی ہرچند صراط مستقیم بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہی لیکن جو اسکو
نپاسکے اسکو لازم ہی کہ جسقدر اسکے قریب آسکے اتنی کوشش کرے جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہی ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم
فلا تمیلوا کل المیل فتذروہا کالمعلقۃ اسلیے کہ یہ ضرور نہین کہ جس سے ہمہ تن خیر نہو سکے وہ ہمہ تن شر ہی کیا کرے بلکہ بعض بدی بعض
کی نسبت ہلکی ہوتی ہین اور بعض نیکیان بعض کی نسبت زیادہ رتبہ رکھتی ہین پس اگر بڑی نیکی نہو سکے چھوٹی کے درپے ہو اور اگر شر سے محفوظ نہ
رہ سکے توجسمین ضرر کم ہو اسی پر قناعت کرے۔

تیسرا بیان اس بات کا کہ ریاضت سے اصل غضب کا دور ہونا ممکن ہی یا نہین - جاننا چاہیے کہ
بعض لوگ تو یہ خیال کرتے ہین کہ ریاضت سے بالکلیہ محو کرنا غضب کا ہوسکتا ہی اور مقصود بھی ریاضت سے یہی ہی اور بعض لوگ یہ
کہتے ہین کہ غضب کا کچھ علاج ہی نہین اور یہ ان لوگون کا قول ہی جو یہ تصور کرتے ہین کہ عادات بھی مثل پیدایش ظاہری کے ہین
جیسا اعضاء ظاہری کے نقصان کو آدمی درست نہین کرسکتا ویسا ہی خلق بھی قابل علاج نہین اور یہ دونون قول ضعیف ہین
بلکہ اصل اس باب مین یہ ہی کہ آدمی جبتک اپنے جیتے جی ایک چیز سے محبت رکھتا ہی اور ایک چیز کو برا جانتا ہی تو غصہ بھی ضرور رہی ہوگا اسلیے
کہ کوئی چیز اسکے مزاج کے موافق ہوگی اور کوئی مخالف موافق اسکے خاطرخواہ ہوگی اور مخالف پر اسکو غصہ آویگا مثلاً فرض کرو کہ
کسی نے اسکی محبوب چیز لے لی تو غصہ ہوگا یا کسی نے اسکو ضرر پہونچانا چاہا تو بیشک غصہ ہوگا مگر جس شی کے ساتھ کہ آدمی کو محبت ہوتی
ہی اسکی تین قسمین ہین ایک تو ایسی شی جو سب کے لیے ضروری ہی مثلاً غذا اور مکان اور لباس اور صحت بدن پس جو شخص کہ آدمی
کی ایسی چیزون کو دور کرنا چاہے مثلاً کھانے کی غذا چھین لے یا پانی پینے کا گرادیوے یا کپڑا جو مقدار ستر عورت ہی تھا اسکو چھین لے یا
رہنے کے مکان سے نکالدے توچونکہ ایسی چیزین ہر ایک شخص کی ضروریات مین داخل ہین اسلیے انکا علحدہ ہونا برا معلوم ہوتا ہی
اور جو کوئی ان چیزون کا مزاحم ہوتا ہی اسپر غصہ آتا ہی دوسری قسم وہ ہی کہ کسی کے لیے بھی ضروری نہو جیسے بہت سا مال اور جاہ و

۱۲ سعد البتہ غیرت والا اور مین سعد سے زیادہ غیرت والا ہون اور خدا تعالے مجھسے زیادہ غیرت والا ہی ۱۲ مسلم بروایت ابوہریرہ و بخاری بسلسلہ روایت مغیرہ نحوہ ۱۲ بہتر ہین ہیری امت کے وہ ہین جو سخت ہین ۱۲ طبرانی وبیہقی در شعب بروایت علی مرتضی بسند ضعیف ۱۲ اور نہ آوے تمکو انپر ترس اللہ کے حکم چلانے مین ۱۲ بہترین امور درمیانی ہوتے ہین بیہقی در شعب مرسلاً ۱۲ اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتون کو اگرچہ اسکا شوق کرو سو نری پھر بھی بچاؤ کہ ...

وجلال اور خدم وحشم وسواری وغیرہ کہ یہ چیزین عادت کے سبب محبوب ہین ضرورت مین داخل نہین لوگون کو علتِ غائی چیزون کی معلوم نہین جہالت سے ایسی اشیا سے محبت کرتے ہین دیکھو چاندی سونا خود اتنے محبوب ہوگئے ہین کہ اُنکو گاڑکر رکھتے ہین اگر کوئی اُنکو بیجا صرف کرڈالے تو اُسپر غصہ آتا ہی حالانکہ یہ دونون کھانے کی چیز نہین پس اس قسم کی چیز کے لیے جو غصہ ہوتا ہی وہ اس قابل ہی کہ انسان سے بالکلیہ منقطع ہوسکے مثلاً اگر کسی کے پاس ایک مکان زائد از حاجت ہو اور اُسکو کوئی ظالم گرادیوے تو ہوسکتا ہی کہ اُسکے گرانے پر غصہ نہ آوے اسطرح کہ مکان والا کوئی شخص دانا بینا ہو جسکو زائد از حاجت کے ساتھ محبت ہی نہو پس اگر اُسکو ظالم نے گرادیا تو بوجہ محبت نہونے کے غصہ نہ آویگا لیکن اگر محبت ہوگی تو بیشک غصہ آویگا اور بالفعل جو دیکھا جاتا ہی تو اکثر لوگون کا غصہ ایسی ہی باتون پر ہوتا ہی جو ضروری نہین ہوتین مثلاً شہرت اور جاہ پر اور مجلس مین مشخص ہوکر بیٹھنے پر اور علم سے فخر کرنے پر تو جس آدمی کو اس بات کا ذرا بھی چسکا اور محبت ہوتی ہی وہ ضروری غصہ ہوجاتا ہی اگر محفل مین اُسکی نشست ذرا بدلی جھٹ لال پیلا ہوجاتا ہی اور جسکو صدر بیٹھنے کا شوق نہین وہ اگر جوتیون مین بیٹھ جاوے تب بھی غصہ نہین کرتا اور ہر جا کہ نشیند صدر ست پر عمل کرتا ہی غرضکہ اکثر لوگون کی محبت ایسی ہی عادات ردی اور خراب سے ہوگئی ہی اسلیے غصہ بھی بات بات پر کرتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ جتنے شہوات اور ارادے زیادہ ہوتے ہین اُتنا ہی آدمی مین نقصان زیادہ ہی اسلیے کہ حاجت صفت نقصانی ہی جسقدر اُسکی زیادتی آدمی مین ہوگی اُسی قدر نقصان بھی زیادہ ہوگا نادان آدمی ہمیشہ اسی بات پر کوشش کرتا ہی کہ حاجات زیادہ پوری ہون اور آرزوئین بہت برآمد ہون حالانکہ یہی چیزین ذخیرۂ غم واندوہ کا ہوتی ہین اور بعضے تو ایسے بحر جہالت مین ڈوبے ہوتے ہین کہ اگر اُنکو بُری بات کا بھی عیب بتایا جاوے تو اُسپر بھی غصہ ہوتے ہین مثلاً کوئی یون کہے کہ تمکو مرغ لڑانا خوب نہین آتا یا شطرنج اچھی طرح نہین کھیلتے یا شراب بہت نہین پی سکتے یا کھانا زیادہ نہین کھا سکتے تو یہ باتین ایسی ہین کہ اگر آدمی مین نہون تو خوبی کی بات ہی مگر اسپر بھی بعض جاہل بگڑ بیٹھتے ہین کہ ہمکو یون کیون کہا خلاصہ یہ کہ اس قسم کی چیزون پر جنکی محبت ضروری نہین غصہ بھی ضروری نہین تیسری قسم وہ اشیا ہین کہ بعض کے حق مین ضروری ہون اور بعض کے غیر ضروری مثلاً کتاب عالم کے واسطے محبوب چیز ہی اُسکو اُسکی ضرورت رہتی ہی اسی لیے اُس سے محبت رکھتا ہی اور اگر کوئی اُسکو جلادے یا ڈبو دے یا ضائع کردے تو اُسپر غصہ ہوتا ہی یہی حال اوزارون کا ہی بہ نسبت پیشہ والون کے کہ ہر پیشہ والے کو غذا کا ملنا بدون اوزار کے اور اپنے کام کے مشکل ہی پس چونکہ اوزار ضروری چیز یعنے غذا وغیرہ کے حصول کے وسیلے ہین اس جہت سے پیشہ والے کو اُنسے محبت ہوتی ہی اور اُنکو ضروری جانتا ہی حالانکہ محبت ضروری وہ ہی جسکی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف مین اشارہ فرمایا ہی من اصبح امنا فی سربہ معافی فی بدنہ عندہ قوت یومہ فکانما خیرت الدنیا بحذافیرہا پس جو شخص کہ حقائق امور سے واقف ہو اور یہ تینون باتین مذکورہ حدیث اُسکو حاصل ہون تو ہوسکتا ہی کہ وہ ان چیزون کے سوا مین غصہ نہ کرے یہ تین قسمین تو بیان ہوچکین اب ریاضت کے باعث جو اثر ہر ایک قسم مین ہوتا ہی اُسکو سننا چاہیے قسم اول مین تو ریاضت اس بات کو مفید نہین ہوتی کہ دل کا غصہ بالکل نیست ونابود ہوجاوے بلکہ ریاضت اسلیے ہوتی ہی کہ دل مین ایسا ملکہ ہوجاوے جس سے مطیع غضب کا نہ رہے اور بظاہر اُسکا استعمال اُسی درجہ تک کرے جسکو شرع اور عقل مستحسن جانے اور یہ امر مجاہدہ سے اور کوشش سے ممکن ہی کہ تبکلف حلم کیا کرے اور مدت تک برداشت کرتا رہے یہانتک کہ حلم وبرداشت مثل امور طبعی کے عادت راسخ ہوجاوین الا بیخ وبن سے غصہ کو دل مین سے نکالنا غیر ممکن ہی اور خلاف مقتضاے طبع ہان تیزی کا توڑنا اور اُسکا کمزور کردینا ہوسکتا ہی کہ باطن مین اُسکا جوش نہونے پاوے اور یہانتک ضعف آجاوے کہ اُسکا اثر منھ پر کچھ بھی محسوس نہو گو یہ امر نہایت سخت ہی تاہم امکان سے باہر نہین اور یہی حال قسم سوم کا بھی ہی اسلیے کہ اُسمین بھی آخر بعض لوگون کے حق مین تو وہ اشیا ضروری ہین

۱۲ جو شخص کہ صبح کرے ... بدن سے تندرست اور اسکے پاس اس دن کی غذا موجود ہو تو گویا اسکے لیے تمام دنیا حاصل ہے ۱۲

ریاضت سے انکو بھی یہ فائدہ ہوگا کہ غصہ کی شدت باطن مین نہوگی اور صبر کی سختی زیادہ محسوس نہوگی اور دوسری قسم کی اشیا پر جو غصہ ہوتا ہے تو ریاضت سے اسکا قطعاً استیصال ہوسکتا ہے یعنی جب دل مین سے محبت غیر ضروری چیزون کی دور ہوجاویگی تو اُسکے ساتھ ہی غصہ بھی علیحدہ ہوگا کہ محبت اور وہ لازم و ملزوم ہین اور اُسمین ریاضت کا طور یہ ہے کہ آدمی یون تصور کرے کہ میرا وطن قبر تاریک ہے اور ٹھہرنے کی جگہ آخرت ہے دنیا صرف ایک گذرگاہ ہے کہ اس سے گذر جانا قطعی ہوگا اور یہان جو مین آیا ہون صرف اسلیے کہ توشۂ آخرت حاصل کرون ؎ کار دنیا کسے تمام نہ کرد + ہرچہ گیرید مختصر گیرید + بقدر ضرورت اشیا کے سوا سب کو یہ جانے کہ وطن اصلی اور مستقر حقیقی مین یہ چیزین باعث وبال ہونگی ان خیالات سے دنیا مین زہد اختیار کرکے محبت دنیا دل سے محو کر ڈالے تو یقین ہے کہ اسطرح کی ریاضت سے بالکل اصل غصہ کی جاتی رہتی ہے اور کچھ نہوگا تو اسقدر تو ضروری ہوگا کہ غصہ کو ظاہر نہ کریگا اور اُسکے بموجب عمل نہ کریگا اسلیے کہ غصہ تابع محبت کا ہے اگر محبت جاتی رہیگی تو یہ بھی فنا ہوجاویگا مثلاً ایک آدمی کے پاس کتا ہے جس سے کہ اُسکو محبت نہین اگر کوئی دوسرا شخص اُس کتے کو مارے تو اُسکو غصہ نہ آویگا کیونکہ محبت اُسکی نہین بہرحال جڑ سے جاتا رہنا غصہ کا تو بہت ہی مشکل ہے اِلّا ضعیف ہوجانا اور اُسکے بموجب عمل کا نہونا بھی غنیمت ہے یہان اعتراض ہوسکتا ہے کہ قسم اول یعنی ضروری اشیا کے جانے سے درد و رنج ہوتا ہے کہ حاجت کی چیز جاتی رہی یہ ضرور یقین کہ غصہ بھی آوے مثلاً اگر کسی نے بکری کھانے کے لیے پالی ہو اور وہ مرجاوے تو اُسکو رنج اُسکے مرنے کا البتہ ہوگا مگر غصہ کسی پر نہین کرنے کا اور یہ امر ضروری بھی نہین کہ ہر رنج کے ساتھ غصہ بھی ہوا کرے دیکھو خون نکلوانے مین تکلیف اور درد تو ہوتا ہے مگر فصد کھولنے والے یا پچھنے لگانے والے پر غصہ نہین آتا پس جس شخص پر توحید کا غلبہ ہو یہانتک کہ سب اشیا کو قبضۂ قدرت الٰہی مین دیکھے اور سب کچھ اُسی کی طرف سے جانے تو وہ غصہ نہین کریگا اسواسطے کہ وہ مخلوق کو صرف ایک واسطہ جانیگا جیسے لکھنے والے کے ہاتھ مین قلم ہوتا ہے تو اگر بادشاہ مثلاً کسی آدمی کی گردن مارنے کا فرمان لکھ دے تو وہ قلم پر غصہ نہین کریگا اسیطرح جو شخص اُسکی بکری ذبح کر ڈالے اُسپر بھی غصہ نہوگا کیونکہ ذبح اور موت کو خدا ہی کیطرف سے جانتا ہے تو غلبۂ توحید مین غصہ نہ آنا چاہیے علاوہ ازین خدا کے ساتھ حسن ظن بھی اسی بات کا مقتضی ہے یعنے جب یہ تصور کیا کہ خداوند کریم میرے حق مین جو بہتر ہے وہی کرتا ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید میرا بھوکھا یا بیمار یا زخمی رہنے ہی مین اُسکے نزدیک بہتری ہوگی پس غصہ کی کوئی وجہ نہین جیسے خون نکالنے والے پر غصہ نہین آتا کیونکہ اپنی بہتری اُسمین متصور ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ واقع مین غلبۂ توحید سے یہ بات تو ممکن ہے مگر اس درجہ کی توحید ہمیشہ نہین رہا کرتی اور دیرپا نہین ہوتی بلکہ آناً فاناً بجلی سی چمک جاتی ہے اور انجام کو دل وسیلون ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے اور یہ بات دل مین جبلی اور طبعی ہے اور اگر توحید دیرپا ہوا کرتی تو اشرف المخلوقات سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو ضرور ہی ہوتی حالانکہ آپ کو غصہ آتا تھا یہانتک کہ رخسار مبارک سُرخ ہوجاتے تھے اور خود ارشاد فرمایا کہ الٰہی مین آدمی ہون آدمی کیطرح مجکو بھی غصہ آتا ہے پس جس کسی مسلمان کو مین نے گالی دی ہو یا لعنت کی ہو یا مارا ہو تو تو میری طرف سے ان باتون کو اُسکے لیے رحمت کردے اور باعث تقرب بنادے کہ جسکے سبب قیامت مین اُسکو تیرا تقرب حاصل ہو اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض فرماتے ہین کہ مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ کلام آپ غصہ اور خوشی کی حالت مین فرمایا کرتے ہین اُسکو مین لکھون آپ نے فرمایا کہ لکھا کر قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجکو رسول برحق بنایا اس سے یعنی زبان سے سوائے حق کے کچھ نہ نکلیگا اور یہ نہ فرمایا کہ مین غصہ نہین ہوتا ہون بلکہ یہ فرمایا کہ غصہ مجکو حق سے تجاوز نہین کرنے دیتا یعنے مین اُس کے مقتضا کے بموجب عمل نہین کرتا ہون اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بار غصہ ہوئین تو آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا تیرا شیطان تیرے پاس آیا ہے انھون نے عرض کیا کہ کیا آپ کا شیطان نہین آپ نے فرمایا کہ کیون نہین مگر مین نے اللہ سے دعا مانگی تو وہ مسلمان ہوگیا مجکو خیر کے سوا کچھ نہین کہتا یہ نہ فرمایا کہ میرا شیطان نہین ہے بلکہ فرمایا کہ وہ مجکو بدی کا امر نہین کرتا اور یہان شیطان سے شیطان غضب

مراد ہی اور حضرت علی رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے واسطے کبھی غصہ نہ آتا تھا اور اگر امر حق مین غصہ فرماتے تھے تو کسی کو خبر نہین ہوتی تھی اور نہ کوئی سے تاب مقابلہ لا سکتے تھے یہانتک کہ حق کا انتقام لے لین اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غصہ اللہ ہی کے واسطے امر حق پر ہوتا تھا تاہم فی الجملہ التفات وسیلون کی طرف پایا جاتا ہی اسی طرح جو شخص کسی کی قوت اور حاجت دینے کی چیز چھین لے اور وہ اُسپر غصہ کرے تو یہ غصہ خدا کے واسطے ہوگا اسطرح کے غصہ کا علیحدہ ہونا ممکن نہین ہان بعض اوقات جب کوئی شخص کسی زیادہ ضروری مہم مین مشغول رہتا ہی تو ضروری چیز کے چھین جانے پر بھی غصہ نہین کرتا کیونکہ دل اور طرف مشغول ہوتا ہی اُسمین گنجائش غصہ کی نہین ہوتی اپنے استغراق کے باعث اور چیز کو خیال مین بھی نہین لاتا چنانچہ حضرت سلمانؓ کو جب کسی نے گالی دی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میزان اعمال مین میرے عمل کم ہوے تو جو کچھ تو کہتا ہی مین اُس سے بھی بدتر ہون اور اگر پلّہ بھاری ہی تو اُس کہنے سے میرا کچھ ضرر نہین پس چونکہ آپ کا قلب آخرت مین مصروف تھا گالی سے متاثر ہوا اسیطرح کسی نے ربیع بن خثیم کو گالی دی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تیرا قول سنتا ہی جنت سے اسطرف ایک گھاٹی ہی اگر مین نے اُسکو طے کر لی تو تیری بات سے کچھ بھی ضرر نہوگا اور اگر وہ طے نہوئی تو جو کچھ تو کہتا ہی اس سے بھی بدتر ہون اور ایک شخص نے حضرت ابو بکر رضہ کو گالی دی آپ نے اپنے نفس کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تیرے جن عیبون کو خدا تعالے نے چھپا رکھا ہی وہ بہت ہین تو گویا آپ اپنے نفس کی تقصیر و نقصان کے دیکھنے مین مشغول تھے یعنی یہ بات مدنظر تھی کہ خدا تعالے کو حق معرفت نہ پہچانا اور جسقدر اس سے ڈرنے کا حق تھا اتنا خوف نہ کیا پس اس حال مین اگر کسی دوسرے نے اُنکے نفس کو ناقص کہا تو اُسکی تاثیر نہوئی اسلیے کہ وہ تو خود پہلے ہی سے باوجود شان صدیقی اپنے نفس کو نقصان کی آنکھ سے ملاحظہ فرماتے تھے اور ایک عورت نے مالک بن دینار رح کو کہا کہ او ریاکار آپ نے فرمایا کہ تیرے سوا مجھے اور کسی نے نہین پہچانا تو گویا وہ اپنے نفس سے آفت ریا دور کرنے مین مشغول تھے اور اُسکو یہ سمجھاتے تھے کہ ریا تجھ سے چھوٹا نہین جو کچھ ہی شیطان کا فریب ہی جب اُس عورت نے ریاکار کہا تو چونکہ نفس کو پہلے ہی سے ریاکار جانتے تھے اسواسطے غصہ نہوے اور حضرت شعبی کو کسی نے برا کہا آپ نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہی تو خدا میرے حال پر رحم کرے اور اگر تو جھوٹا ہی تو تیرے دل پر رحم کرے ان حکایات سے صاف ثابت ہی کہ ان لوگون نے جو غصہ نہ کیا تو یہی وجہ تھی کہ اُنکے دل اور مہمات دینی مین مصروف تھے اور یہ بھی احتمال ہی کہ ان باتون نے اُنکے دل پر تاثیر کی ہو مگر وہ اُسکی طرف متوجہ نہوے جو بات اُنکے دل پر غالب تھی اُسی کی طرف التفات کیا غرضکہ دل اگر کسی امر مہم مین مشغول ہو تو محبوب چیزون کے جاتے رہنے مین ہیجان غضب سے محفوظ رہتا ہی پس غصہ کا نہونا دو باتون سے ممکن ہو ایک تو یہ کہ دل اور کسی مہم مین مصروف ہو دوسرے یہ کہ غلبہ وحدانیت ہو اور ایک تیسرا سبب بھی غصہ کے نہونے کے لیے ہی وہ یہ ہی کہ یون جانے کہ خدا کو میرا غصہ ناپسند ہی پس محبت آلہی کے باعث آتش غضب فرد ہو جاویگی اور یہ امر بھی محال نہین کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا ہی خلاصہ اس سب تقریر کا یہ ہی کہ آتش غضب سے رہائی اسی مین ہی کہ محبت دنیا یک لخت دل سے مٹا دیوے اور محبت کا دور کرنا دنیا کے فریبون اور مہلکات کو پہچاننے سے ہوتا ہی جنکا بیان دنیا کی برائی کے باب مین انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگا اور جو شخص ریا کی محبت دل سے دور کردے وہ بہت سے اسباب غضب سے محفوظ رہتا ہی اور غضب کے اسباب مین سے جو سبب ایسا ہی کہ وہ بالکلیہ مٹ نہین سکتا اُسکی تیزی کم ہوسکتی ہی اور سبب کے ضعیف ہونے سے غضب کا ضعیف ہونا بھی آسان ہو جاتا ہی خدا تعالے ہمکو بھی اپنے لطف و کرم سے توفیق غصہ کے دفع کی عنایت فرماوے

چوتھا بیان غصہ کے سببون کے ذکر مین اور اُنکے دور کرنے کی تدبیر مین - چونکہ دور ہونا مرض کا اُسکے علت کے دور ہونے سے ہوتا ہی اسلیے غصہ کا دور ہونا بھی اُسکے سبب کے دور ہونے پر ہی منحصر ہی اسواسطے ہم اُسکے اسباب کو

انکے دور کرنے کی تدبیر کو معلوم کرنا چاہیے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ سب مین سخت تر کیا چیز ہی آپنے فرمایا کہ غضب الٰہی نہایت شدید ہی پھر اُنھون نے پوچھا کہ اسکے لگ بھگ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ آدمی کا غصہ پھر پوچھا کہ غضب کس بات سے ظہور ونشو ونما پاتا ہی آپنے فرمایا کہ تکبر اور فخر اور عزت طلبی اور حمیت سے غصہ آیا کرتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ اشتداد غصہ کے اسباب یہ چیزین ہین کبر اور عجب اور مزاح اور لغو ہنسی ٹھٹھا اور دوسرے کو بنانا عیب لگانا اور بات کاٹنا اور ضد کرنی اور فریب کرنا اور حصول مال وجاہ مین کثرت سے حرص کرنی اور یہ سب باتین عادات بد ہین اور شرعاً مذموم اُنکے رہتے ہوے غضب کا جانا ممکن نہین اسلیے ضرور ہوا کہ ان عیبون کو آدمی انکے مقابل کی چیزون سے کھودے یعنے تکبر کو تواضع سے دور کرے اور عجب کو اپنے نفس کی پہچان سے زائل کرے چنانچہ اسکا بیان باب کبر وعجب مین آویگا اور فخر کو یون دور کرے کہ مین بھی آدمی ہی ہون جیسے اور میرے باندی غلام ہین آخر سب کا باپ تو ایک ہی تھا پیچھے سے تو مین جدا جدا ہوگیٔن آدم زاد ہونے مین سب یکسان ہین فخر عمدہ بات مین کرنا چاہیے کبر اور عجب اور شیخی تو کمینگی کے عادات ہین اُنسے کیا فخر کرنا چاہیے بلکہ یہ باتین سب رزائل کی اصل ہین اگر انھین کو اپنے آپ سے دور نہین کیا فخر کس بات کا ہی ناک آنکھ کان جسم نسب مین تو سب برابر ہی ہین اور مزاح اسطرح دور کرے کہ ایسے مہمات دینی مین مصروف ہو کہ عمر بھر اُنسے فرصت ہی نہ ملے جو نوبت مزاح کی پہونچے اور لغویات سے اسطرح بچے کہ عمداً فضائل اور اخلاق حسنہ کی طلب مین اور علوم دینیہ کی تحصیل مین کوشش کرے جس سے کہ سعادت اخروی میسر ہو اور دوسرے کو بنانے مین یہ خیال کرے کہ کہین ایسا نہو کہ یہی حال میرے ساتھ پیش ہو چاہ کن را چاہ درپیش مشہور مثل ہی اور علاوہ ازین لوگون کی ایذا ایک امر معیوب ہی اُسکو اختیار کرنا بُرا ہی اور عیب جوئی مین یہ سمجھے کہ بُری بات کا مُنھ سے نکالنا بُرا ہی اسکے سوا اگر کوئی جواب ترکی بہ ترکی دیگا تو تلخ معلوم ہوگا اور علیٰ ہٰذا القیاس بات کاٹنے اور ضد کرنے اور فریب دینے مین تصور کرے کہ اُنسے میرے بنی نوع کا نقصان ہی انکا مرتکب نہونا چاہیے اور کثرت مال وجاہ کی حرص کو اسطرح مٹادے کہ بمقدار ضرورت پر قناعت کرے تاکہ استغنا بھی حاصل ہو اور حاجت کی ذلت سے محفوظ رہے اور یہ جتنی باتین اوپر لکھی گیٔین اُن مین سے ہر ایک کے علاج مین بہت سی ریاضت وتحمل ومشقت چاہیے مجملاً یہ ہی کہ ان اخلاق کی بُرائیون اور آفتون سے واقف ہونا چاہیے تاکہ دل کو اُنسے نفرت ہو اور پھر جو جو باتین اُنکے مقابل لکھی گئی ہین اُنپر مدام عامل رہے کہ رفتہ رفتہ اُنکا عادی ہو کر نفس پر شاق نہ معلوم ہون بلکہ اُنس والفت ہوجاوے جب یہ بُری عادتین چھوٹ جاوین اور نفس اُنسے پاک وصاف ہوجاوے تو غصہ بھی جو انھین چیزون سے پیدا ہوتا ہی جاتا رہیگا اور ایک بڑا سبب غصہ کا جاہلون مین یہ ہی کہ غصہ کا نام شجاعت اور جوانمردی اور جرات وعلو ہمت رکھا ہی اور اسی طرح کے اچھے اچھے لقب اُسکو دیے ہین یہانتک کہ نفس براہ جہل اُسی کی طرف میل کرتا ہی اور اچھا جانتا ہی اور کبھی اُسکی تقویت یون بھی ہوتی ہی کہ اکابر کی تعریف کے مقام مین جو شدت غضب کو شجاعت سے بیان کرتے ہین تو چونکہ لوگون کو اکابر کی مشابہت کا شوق ہوتا ہی اسلیے دل مین ہیجان غضب ہوتا ہی اور اس جوش غضب کو شجاعت اور علو ہمت کہنا جہالت ہی یہ تو ایک مرض قلب اور نقصان عقل ہی جو نفس کے ضعف ونقصان سے پیدا ہوتا ہی اور اسوجہ سے جن لوگون کا نفس یا عقل ضعیف ہی یا نقصان رکھتا ہی اُنکو یہ مرض بہت جلد ہوتا ہی دیکھو بیمار کو بہ نسبت تندرست کے جلد غصہ آتا ہی اور عورت کو بہ نسبت مرد کے اور لڑکے کو بہ نسبت بالغ کے اور بوڑھے کو بہ نسبت جوان اور بُری عادت والے کو بہ نسبت اہل فضل کے جلد جوش آجاتا ہی کمینہ آدمی اگر ایک لقمہ نہ پاوے یا بخیل سے اگر ایک دانہ چھوٹ جاوے تو کیسا غصہ ہوتا ہی یہانتک کہ اپنے بال بچون اور اہل عیال سے بھی غصہ ہی کرتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ نقصان وضعف عقل باعث غصہ کا ہی زبردست وہی ہی جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو مین رکھے جیسا کہ حدیث شریف مین ہی لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب[۱۲] اور جو شخص ایسا نہو تو اُسکے سامنے اہل حلم وعفو کی حکایتین بیان کرنی چاہئین تاکہ وہ اپنے نفس کا علاج کرے غرضکہ غصہ کا پینا اپنا اور

۱۲ یعنی نہین ہی پہلوان پچھاڑنے والا بلکہ سخت زور والا وہ ہی جو غصہ کے وقت اپنا نفس قابو مین رکھے ۱۲ صحیح بخاری ومسلم ۱۲

اولیا اور حکما اور علما اور عمدہ بادشاہون اور فضلا سے منقول ہی اور اُسکا عکس ترکون اور جاہلون اور غبیون اور بیعقلون سے منقول ہی

پانچوان بیان غصہ کے علاج کا بعد جوش کے

- اب تک جو بیان ہوا وہ یہ تھا کہ غصہ کے اسباب کو دور کرنا چاہیے تاکہ جوش و شدت نہونے پاوے لیکن اب یہ ذکر ہوتا ہی کہ اگر کسی وجہ سے غضب بر سر جوش آجاوے تو اسطرح استقلال کیا جاوے کہ صاحب غضب مضطرب ہوکر اُسکے بموجب بری طرح پر کام نہ کر بیٹھے اور یہ استقلال جوش و غضب مین معجون علم و عمل سے حاصل ہوتا ہی علم کے متعلق تو چھ باتین ہین اول یہ کہ جو اخبار کہ غصہ کے پینے اور عفو اور حلم کی فضیلت مین وارد ہین جنکا بیان عنقریب کیا جاویگا اُنکو سوچے اور اُنکے ثواب کی رغبت کرے پس کیا عجب ہی کہ ثواب کی حرص سے جوش جاتا رہے اور انتقام سے درگذرے حضرت مالک بن اوس فرماتے ہین کہ ایکبار حضرت عمر رضہ کسی شخص پر غصہ ہوئے اور اُسے پیٹنے کا حکم فرمایا اُسوقت مین نے یہ آیت پڑھی خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین پس حضرت عمر رضہ اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اور سوچتے تھے اور آپ کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت آپکے سامنے پڑھی جاتی تو بہت دیر تک تامل اُسکے سمجھنے مین کیا کرتے تھے اُسی معمول کے موافق سوچکر اُس شخص کو رہا کیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے ایک شخص کے مارنے کا حکم کیا اور پھر یہ ارشاد الٰہی زبان پر لائے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اُسی وقت خادم سے کہا کہ اُسکو جانے دو دوسرے یہ کہ اپنے نفس کو عذاب الٰہی سے ڈراوے اور یون کہے کہ جتنی میری قوت اُس شخص پر ہی اُس سے زیادہ خدا کا زور مجھپر ہی اگر مین نے آج اُسپر غصہ چلا لیا کل قیامت کو خدا کے غضب سے کون بچاویگا آخر مجھے بھی اُسوقت شدت سے احتیاج عفو کی ہوگی تو دوسرون کو معاف کرنے سے شاید نجات ملجاوے چنانچہ بعض صحیفون مین مذکور ہی کہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہی کہ اے آدمزاد جسوقت تو غصہ کرے مجکو یاد کرلیا کر جسوقت مین غصہ ہونگا تو تجکو یاد کرونگا اور تباہ کارون کے ساتھ ہلاک نہ کرونگا اور ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خادم کو کسی کام کے لیے بھیجا اُسنے دیر کی جب سامنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ لولا القصاص لاوجعتک یعنی اگر قصاص قیامت نہوتا تو تجکو خوب دکھ دیتا اور روایت ہی کہ بنی اسرائیل مین جتنے بادشاہ ہوئے ہین سبکے ساتھ ایک حکیم رہتا تھا جب بادشاہ غصہ ہوتا وہ حکیم ایک پرچہ بادشاہ کے حوالہ کرتا اُسمین لکھا ہوتا تھا کہ مسکین پر رحم کر اور موت سے ڈر اور قیامت کو یاد کر اُس پرچہ کے دیکھنے اُسکا غصہ فرو ہوجاتا تھا تیسرے یہ کہ اگر خوف عذاب اخروی نہو تو رنج و مصائب دنیاوی جو غصہ کے باعث ہوتے ہین اُنھین کو تامل کرے کہ جس شخص پر غصہ کرونگا وہ میرا مخالف ہوجاویگا اور طرف مقابل بنکر درپے تخریب اور ایذا رسانی اور شماتت و ہتک وغیرہ کے ہوگا اور مآل اُس تامل کا یہ ہی کہ شہوت سے غضب کو روکنا ہوتا ہی یعنے دنیا کی ایک خرابی کو دوسری خرابی کی فکر سے ہٹانا چاہتا ہی اسی لیے اعمال آخرت مین شمار نہین ہونے کا اور نہ اُسپر کچھ ثواب ہوگا ہان اگر دنیا کی تشویش سے علم و عمل کے لیے دل کو فراغت حاصل نہو اور آخرت کے لیے مدد نہ ملے تو البتہ ایسی تشویش دنیاوی کو دور کرنے مین ثواب ہوگا چوتھی یہ کہ غصہ کے وقت دوسرے لوگون کی جیسے صورت بُری بنجاتی ہی اپنی صورت کو غصہ مین بھی ویسا ہی خیال کرے اور تصور کرے کہ خود غصہ ایسی بلا ہی کہ جسکو آتا ہی اُسکی شکل باولے کتے یا درندہ کیسی ہوجاتی ہی اور اُسکے برخلاف حلیم و صاحب وقار دتار ک غضب کی صورت انبیا اور اولیا اور علما اور حکما کیسی ہوتی ہی اب چاہے جونسی صورت اختیار کرے خواہ کتون اور درندون اور کمینون کی شکل بنے یا علما حکما و انبیا سے مشابہ ہو اگر ذرا بھی عقل ہوگی تو اچھے ہی لوگون کی عادت و اقتدا کو دستور العمل ٹھہراویگا پانچوین یہ کہ جس سبب سے انتقام لیا چاہتا ہی اور غصہ کو پی نہین سکتا اُسمین فکر کرے کہ وہ کیا وجہ ہی آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی مثلاً شیطان بہکاتا ہی کہ اگر تو نے انتقام نہ کیا تو دوسرا شخص جانیگا کہ دب گیا اور لوگون کے نزدیک بھی ایک ذلت اور رسوائی ہوگی پس اگر یہی سبب ہو تو چاہیے کہ اپنے نفس کو سمجھاوے کہ بڑی تعجب کی بات ہی کہ بُردباری تجکو ایسی بُری معلوم ہوتی ہی رسوائی

قیامت کے روز کی بری نہین معلوم ہوتی جب دوسرا شخص ہاتھ پکڑلیگا اور اپنا بدلہ لینا چاہیگا اور لوگون کی نظرون مین حقارت کا اتنا خوف ہو خدا کی نظرون مین اور فرشتون اور انبیا کی نظرون مین حقیر ہونے کا خوف نہین آدمیون سے کیا مطلب اُنکا ہو کہ اُنکا خیال زیادہ ہو خدا کے واسطے غصہ پی جانے مین تو مرتبہ زیادہ ہوگا علاوہ اسکے اگر بالفرض کسی نے اُسپر ظلم ہی کیا ہو تو جسقدر یہ انتقام لیا چاہتا ہو قیامت کو اُس سے زیادہ اُسکی ذلت ہوگی یونہین کیون نہ کرے کہ غصہ پی جاوے اسمین تو ہر طرح اپنا ہی بالا چیتا ہو کیا اُسکو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ جب قیامت کو پکارنے والا پکارے کہ جسکی اُجرت خدا پر ہو وہ کھڑا ہو جاوے اور اسوقت سوا معاف کرنے والون کے کوئی نہ اُٹھیگا ایسے وقت مین یہ مستحق کھڑا ہونے کا ہو لیکن اسطرح کی باتین ایمان سے متعلق ہین اُنکو چاہیے کہ دل مین خوب ٹھان رکھے چھٹے یہ کہ یون جانے کہ میرا غصہ اس سبب سے ہو کہ کام میری مرضی کے موافق کیون نہوا خدا کی مرضی کے موافق کیون ہوا اور ظاہر ہو کہ یہ ایک نہایت بیوقوفی کی بات ہو کہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی پر ترجیح دے بلکہ ممکن ہو کہ اس سبب سے خدا تعالے کا غضب اُسپر اُسکے غصہ سے بڑھکر ہو اور عمل غصہ کی دفع کا یہ ہو کہ زبان سے کہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم غصہ کے وقت یہی کہنے کا حکم حدیث شریف مین بھی ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب حضرت عائشہ رضہ غصہ ہوتین تو آپ اُنکی ناک پکڑتے اور فرماتے اے عویش یون کہہ اللھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن تو اس دعا کا کہنا بھی مستحب ٹھرا اگر اس زبانی قول سے غصہ نہ جاوے تو یہ کرے کہ اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جاوے یعنی اپنے آپ کو زمین کی خاک سے قریب کردے تاکہ یہ معلوم ہو کہ مین اس سے پیدا ہوا ہون اور انجام کو بھی اسمین جانا ہو اس عمل سے اپنے نفس کی خاکساری سمجھ مین آجاویگی اور بیٹھنے خواہ لیٹنے سے غصہ ساکن ہو جاویگا اسلیے کہ غصہ حرارت سے ہوتا ہو اور حرارت حرکت سے تو جب بیٹھنے یا لیٹنے سے حرکت دور ہوئی تو توقع ہو کہ حرارت غضب بھی دور ہو جاوے اور یہ عمل بھی حدیث شریف مین وارد ہو جیسا کہ فرمایا ان الغضب جمرۃ توقد فی القلب الم تروا الی انتفاخ اوداجہ وحمرۃ عینیہ فاذا وجد احدکم من ذلک شیئا فان کان قائما فلیجلس ان کان جالسا فلینم اگر اس سے بھی غصہ نہ جاوے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے یا نہاڈالے کیونکہ آگ بدون پانی کے نہین بجھ سکتی چنانچہ حدیث شریف مین ہو کہ اذا غضب احدکم فلیتوضا بالماء فانما الغضب من النار اور ایک روایت مین یون ہو کہ ان الغضب من الشیطان وان الشیطان خلق من النار وانما تطفا النار بالماء فاذا غضب احدکم فلیتوضا اور حضرت ابن عباس رضہ سے یہ حدیث مروی ہو اذا غضب فاسکت اور حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ غصہ کے وقت اگر کھڑے ہوتے تو بیٹھ جاتے اور اگر بیٹھے ہوتے تو لیٹ جاتے اسی سے آپکا غصہ فرو ہو جاتا تھا اور حضرت ابو سعید خدری سے یہ حدیث منقول ہو الا ان الغضب جمرۃ فی قلب ابن آدم الا ترون الی حمرۃ عینیہ وانتفاخ اوداجہ فمن وجد من ذلک شیئا فلیلصق خدہ بالارض اس حدیث مین اشارہ سجدہ کی طرف ہو یعنے بدن کا جزو اعلی اور اشرف عضو ہی اسکو سب سے ذلیل چیز یعنی خاک پر رکھنا چاہیے تاکہ نفس اپنی ذلت و خاکساری کو سمجھ کر عزت و تکبر سے جو باعث غضب ہین باز آوے اور حضرت عمر رضہ ایک روز غصہ ہوے تو پانی منگا کر ناک مین دینا شروع کیا اور فرمایا کہ غضب شیطان کی طرف سے ہوتا ہو اور اس عمل سے جاتا رہتا ہو اور عروہ بن محمد فرماتے کہ جب مین حاکم مین ہوا تو میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ تو والی ہوا ہو مین نے کہا کہ ہان انھون نے فرمایا کہ جب تجھ غصہ آوے تو آسمان اور زمین کو دیکھکر اُنکے خالق کی عظمت بجالا نا یعنے سجدہ کرنا اور حضرت ابو ذر رضہ نے ایک شخص کو جس سے

کچھ خصومت تھی کہ ای لال عورت کے جنے یہ خبر آنحضرت[17] صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے اُنسے پوچھا کہ مین نے سُنا ہی کہ تو نے اپنے بھائی سلمان کو ماں کی گالی دی اُنھون نے عرض کیا کہ البتہ اور یہ کہکر وہان سے چلے کہ اُس شخص کو راضی کرین کہ اتنے مین اُسی شخص نے سبقت کر کے اُنسے سلام علیک کی اُنھون نے یہ ماجرا آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا آپنے فرمایا کہ اے ابوذر اپنا سر اُٹھا کے دیکھ پھر یہ جان لے کہ زمین کے پردے پر تجکو فضیلت نہ کسی لال پر ہی نہ کسی کالے پر جب تک کہ عمل اچھے نہون پھر ارشاد فرمایا کہ غصہ کے وقت اگر تو کھڑا ہو تو بیٹھ جایا کر اور بیٹھا ہو تو تکیہ لگا لیا کر اور تکیہ لگائے ہو تو لیٹ رہا کر اور معتمر بن سلیمان رح سے روایت ہی کہ ایک شخص پہلے لوگون مین مغلوب الغضب تھا اُسنے تین پرچے لکھکر تین شخصون کو دے دیے ایکسے کہا کہ جب مجھے غصہ آدے یہ پرچہ دے دینا دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ کم ہو تب اپنا پرچہ دینا تیسرے سے کہا کہ جب بالکل غصہ جاتا رہے جب پرچہ دینا ایک روز اُسکو کسی پر شدت سے غصہ آیا تو پہلا پرچہ اُسکو دیا گیا اُسمین لکھا تھا کہ تو اس شخص کے کیون پیچھے پڑا ہی تو اُسکا خدا نہین بلکہ بشر ہی کوئی دن ایسا ہوگا کہ تیرے ٹکڑے خود تجھی کو کھالینگے اُسکے پڑھنے سے اُسکا غصہ کچھ کم ہوگیا تو دوسرا پرچہ دے دیا گیا اُس مین یہ لکھا تھا ؏ تو بخشایش کن بر اہل زمین + کہ رحمت کند رب عرش برین + پھر تیسرا پرچہ اُسکو دیا تو اُسمین یہ تھا کہ لوگون کو حق کے ساتھ مواخذہ کرنا چاہیے اُنکی صلاح کا راسی مین ہی یعنی حدود شرعی سزاے جُرم کے لیے خود مقرر ہین انھین کے بموجب مواخذہ اور سزا کافی ہی اور خلیفہ مہدی ایک شخص پر غصہ ہوا تو شبیب رح نے کہا کہ خدا کے واسطے اتنا غصہ نہ کرنا چاہیے جتنا اُس شخص نے اپنے نفس کیواسطے کیا ہی خلیفہ نے فرمایا کہ اُسکو جانے دو

چھٹا بیان فضائل غصہ پینے کے

اللہ تعالے نے مدح کے طور پر ارشاد فرمایا ہی[آیت] وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[حم] من کف غضبه کف اللہ عنه عذابه ومن اعتذر الی ربه قبل اللہ عذرته ومن خزن لسانه ستر اللہ عورته اور فرمایا[حم] اشدکم من غلب نفسه عند الغضب واحلمکم من عفا عند القدرة اور فرمایا[حم] من کظم غیظا ولو شاء ان یمضیه امضاه ملا اللہ قلبه یوم القیامة رضا اور ایک روایت مین ہی کہ ملا اللہ قلبه امنا وایمانا اور حضرت ابن عمر رض سے یہ روایت ہی کہ آپنے فرمایا[حم] من جرع عبد جرعة اعظم اجرا من جرعة غیظ کظمها ابتغاء وجه اللہ تعالی اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آپنے فرمایا[حم] ان لجهنم بابا لایدخله الا من شفی غیظه بمعصیة اللہ تعالی اور فرمایا[حم] کہ خدا کے نزدیک سے گھونٹ کا پینا اتنا محبوب نہین جتنا غصہ کا پینا ہی جو کوئی غصہ پیتا ہی اللہ تعالے اُسکا دل ایمان سے بھر دیتا ہی اور فرمایا[حم] کہ جو کوئی باوجود قدرت انتقام غصہ پیتا ہی خدا تعالے اُسکو سب خلقت کے سامنے بلا کر اختیار دیگا کہ جو حور پسند آوے لے لے حضرت عمر رض نے فرمایا کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہی وہ خدا کی معصیت مین اپنا غصہ جاری نہین کرتا بلکہ اپنا خاطر خواہ کام بھی نہین کرتا اور اگر قیامت نہوتی تو جو کچھ حال اب دیکھ رہے ہو اُسکے خلاف ہوتا اور لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اپنی آبرو سوال سے مت کھونا اور غصہ کا انتقام اپنی فضیحت کے سبب نہ لینا اور اپنی لیاقت کو جانے رکھنا کہ زندگی مین مفید ہوگا اور ایوب رح فرماتے ہین کہ ایک گھڑی کا حلم کرنا بہت سے شر کو دور کرتا ہی اور ایک بار حضرت سفیان ثوری اور ابو خزیمہ یربوعی اور فضیل بن عیاض جمع ہوے اور زہد کا ذکر آپس مین ہوا تو سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ افضل اعمال غصہ کے وقت حلم کرنا اور طمع کے وقت صبر کرنا ہی اور ایک شخص نے حضرت عمر رض کو کہا کہ آپ انصاف سے حکم نہین کرتے اور بہت نہین دیتے آپ کو یہانتک غصہ آیا کہ چہرہ پر اُسکا اثر معلوم ہوا تب ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کا کدھر خیال ہی یہ شخص جاہل ہی اور اللہ تعالے فرماتا ہی[آیت] خذ العفو وامر بالعرف واعرض

عن الجاہلین آپ نے فرمایا کہ تونے درست کہا اور گویا ایک آگ کو بجھادیا اور محمد بن کعب کہتے ہین کہ تین باتین ایسی ہین کہ اگر کسی مین جمع ہون تو ایمان کامل ہوجاوے ایک یہ کہ جب خوش ہو تو حالت خوشی مین امور باطل مین نہ داخل ہو دوسرے یہ کہ جب غصہ ہو تو غضب اُسکو حق سے تجاوز نہ کرنے دے تیسرے یہ کہ جب قابو پاوے تو جو چیز اپنی نہو وہ نہ لیوے اور ایک شخص سلیمان رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای بندۂ خدا مجکو کچھ وصیت کرو آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اسنے کہا کہ یہ تو مجھ سے نہین ہوسکتا آپ نے فرمایا کہ اتنا ہی کیا کر کہ غصہ کے وقت اپنی زبان اور ہاتھ روک لیا کر

ساتوان بیان حلم کی فضیلت جاننا چاہیے کہ حلم اسکو کہتے ہین کہ غصہ جوش پر نہ آوے اور اگر آوے بھی تو اُسکے فرو کرنے مین کچھ تعب اور مشقت نہو اور یہ غصہ کے پینے سے بہتر ہی اسواسطے کہ غصہ کا پینا بزور و تکلف حلیم بننا ہی کہ جسوقت غصہ کی شدت ہو بڑے مجاہدہ اور کوشش سے اُسکو بجاوے تو غصہ کا پینا ایک تکلف اور بناوٹ ہی اور حلم طبعی عادت جبلی ہی جس سے کمال عقل ثابت ہوتا ہی اور قوت غضبی فرمان بردار اور مغلوب رہتی ہی مگر ابتدا مین بزور و تکلف غصہ پینے اور حلیم بننے سے یہ عادت حاصل ہوتی ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم ومن یتحیر الخیر یعطہ ومن یتوق الشر یوقہ اس سے معلوم ہوا کہ حصول حلم کا ذریعہ اول اول تحلم یعنے بتکلف حلیم بننا ہی جیسے تحصیل علم کا وسیلہ تعلیم ہوتا ہی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطلبوا العلم واطلبوا مع العلم السکینۃ والحلم ولینوا لمن تعلمون ولمن تتعلمون منہ ولا تکونوا من جبابرۃ العلماء فیغلب جہلکم علمکم اس مین اس بات کی طرف اشارہ ہی کہ باعث ہیجان غضب تکبر اور تجبر ہین اور یہی مانع نرمی اور حلم کے ہوتے ہین اور آپ دعا مین یون فرماتے اللھم اغننی بالعلم وزینی بالحلم واکرمنی بالتقویٰ وجملنی بالعافیۃ اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ خدا کے نزدیک علو مقام کے طالب ہو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ تصل من قطعک وتعطی من حرمک وتحلم عمن جہل علیک اور فرمایا کہ پانچ باتین سنت مرسلین سے ہین حیا اور حلم اور پچھنے لگوانے اور مسواک کرنی اور عطر ملنا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ مسلمان آدمی کو حلم کے باعث وہ درجہ ملتا ہی جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہی اور وہی جبار عنید بھی لکھا جاتا ہی باوجودیکہ اپنے گھر والون کے سوا اور کسی کا مالک نہین ہوتا یعنے اگر حلم نہ اختیار کرے اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ایسے ہین کہ مین تو اُن سے ملتا ہون وہ مجھ سے کنارہ کرتے ہین مین اُنسے نیکی کرتا ہون وہ مجھ سے بدی کرتے ہین مین حلم کرتا ہون وہ جہالت کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر یہی حال ہی تو تم اُنکے پیٹون مین آگ بھرتے ہو یعنی تمھاری داد و دہش اُنکے حق مین اچھی نہین ہوگی اور جب تک تم ایسا کرتے رہوگے خدا کی طرف سے تمکو مدد پہنچتی رہیگی اور ایک شخص نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی میرے پاس کچھ دینے کو تو ہی نہین جو صدقہ اور خیرات کرون مین یہی کہتا ہون کہ جو مسلمان میری ہتک کرے مین نے اُسکو معاف کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ ہمنے اس بندہ کو بخشدیا اور ابو ضمضم کی روایت جو حدیث مین ہی وہ پہلے مذکور ہوئی وہ بھی بیان چیان ہی اور قرآن مجید مین جو لفظ ربانیین واقع ہی اسکی تفسیر مین بعض کہتے ہین کہ اس سے عالم اور حلیم مراد ہین اور حضرت حسن رح اس آیت مین واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما فرماتے ہین کہ اُس سے حلیم مراد ہین اور اگر اُنسے کوئی جہالت پیش آوے تو وہ جہالت نہین

کہتے اور عطاء بن ابی رباح یمشون علی الارض ہونا سے بھی حلیم مراد لیتے ہین اور ابن حبیب وکہلا من الصالحین کی تفسیر مین کہتے ہین
کہ کہل انتہا حلم سے مراد ہی اور مجاہد رح واذا مروا باللغو مروا کراما کے معنی کہتے ہین کہ جب ایذا دیے جاوین معاف کردین اور ایک بار حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک لغو امر سے کنارہ ہو کر گذر گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو تو ابن مسعود تھا اور شام کو کریم
ہو گیا پھر راوی حدیث ابراہیم بن میسرہ نے یہ آیت پڑھی واذا مروا باللغو مروا کراما اور ایک حدیث شریف مین ہو کہ الٰہی رکھیو ولا درکہ زمان
لا یتبعون فیہ العلیم ولا یستحیون فیہ من الحلیم قلوبہم قلوب الاعاجم والسنتہم السنۃ العرب اور فرمایا لیلینی منکم ذووا الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم وایاکم وہیشات الاسواق اور روایت ہو کہ اشج رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے
پس اپنا اونٹ بٹھلا کر اسکو باندھ دیا اور بدن کے کپڑے اوتار کر جامدانی مین سے ایک جوڑا اچھا نکالکر آپکے سامنے پہنا اور پھر آپ کی طرف
کو چلے جب پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم مین دو باتین ایسی ہین کہ اللہ اور اسکے رسول کو اچھی معلوم ہوتی ہین انھون نے عرض کیا کہ
وہ کونسی ہین آپنے فرمایا کہ حلم اور درنگ انھون نے عرض کیا کہ یہ دونون خلق ہین کہ مین نے اختیار کیے ہین یا پیدائشی ہین آپ نے
فرمایا کہ خدا تعالے ہی نے تمکو ایسا پیدا کیا ہو جبلی ہی باتین ہین انھون نے عرض کیا کہ شکر ہو اس خالق کو جس نے مجکو ایسی دو باتین پیدائش
ہی سے عنایت کین جنکو وہ اور اسکا رسول پسند کرتا ہو اور ایک حدیث مین ہو ان اللہ یحب الحلیم الحیی الغنی المتعفف التقی ویبغض الفاحش
البذی السائل الملحف اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آپنے فرمایا تین باتین ایسی ہین کہ اگر کسی مین ان تینون مین سے ایک
بھی نہو تو اسکے عمل کا کچھ اعتبار نہ کرو تقوی یحجزہ عن معاصی اللہ عز وجل وحلم یکف بہ السفیہ وخلق یعیش بہ فی الناس اور فرمایا کہ جب روز
قیامت مین خدا تعالے خلق کو جمع کریگا تو ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اہل فضل کہان ہین تو تھوڑے سے لوگ اٹھینگے اور جنت کی طرف
کو دوڑینگے فرشتے جو انکو دیکھینگے تو کہینگے کہ تم دوڑ کر چلتے ہو وہ کہینگے کہ ہان ہم اہل فضل ہین وہ پوچھینگے کہ تم مین کیا فضل تھا جواب دینگے
کہ ہمارا یہ حال تھا کہ ہمپر اگر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے اور اگر کوئی ہمسے سلوک بد کرتا تو بخشدیتے اور اگر جہالت کرتا تو حلم کرتے فرشتے کہینگے تو آپ
جنت مین تشریف لیجائیے فنعم اجر العاملین **آثار** حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ علم کو سیکھو اور اسکے لیے وقار اور حلم کو سیکھو اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ علم کو سیکھو اور اسکے لیے وقار اور حلم کو سیکھو اور حضرت علی رض فرماتے ہین کہ خیر و برکت اسکا نام نہین کہ آدمی کی دولت
بڑھ جاوے اور اولاد کی کثرت ہو برکت اسکا نام ہو کہ علم اور حلم بہت سا ہو اور اگر فخر کرے خدا کی عبادت سے بندون مین فخر کرے اور جب
نیک کام کرے تو خدا کا شکر کرے اور جو بد کام کرے تو توبہ و استغفار کرے اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ علم کی تحصیل کرو اور اسکو
وقار اور حلم سے زینت دو اور اکثم بن صیفی فرماتے ہین کہ عقل کا رکن حلم ہو اور سب بات مین اصل صبر ہو اور حضرت ابو درداء فرماتے ہین
کہ لوگون کو مین نے ایسا دیکھا تھا کہ ہمہ تن پتے تھے کانٹا نام کو نہ تھا اور اب ہمہ تن خار ہین پتے کا پتہ نہین اگر انکو کچھ کہیے مقابلہ کو تیار
ہوتے ہین اور اگر انسے درگذر کیجیے وہ ہرگز درگذر نہین کرتے لوگون نے پوچھا کہ پھر ایسے لوگون کے ساتھ ہم کسطرح معاملہ کرین آپنے
فرمایا کہ اگر کوئی تمکو برا کہے اسکا جواب نہ دو یہ بات قیامت کے روز جب تم مفلس ہوگے تمہارے کام آویگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا قول ہو کہ حلیم کو حلم کے سبب اول عوض تو یہی ملتا ہو کہ سب آدمی اسکے طرف دار ہو کر اسکے بدخواہ کے درپے ہوتے ہین اور حضرت معاویہ
رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ آدمی اجتہاد اور تجویز کے درجہ کو نہین پہونچتا جب تک کہ حلم جہل پر غالب نہو اور صبر شہوت پر اور یہ بات بزور

علم حاصل ہوتی اور نیز اُنھون نے عمرو بن اثم سے پوچھا کہ مردون مین سے بہادر کون ہی اُنھون نے فرمایا کہ جو اپنے علم کے سبب سے جہل کو ہٹا دے پھر پوچھا کہ زیادہ سخی کون ہی اُنھون نے فرمایا کہ جو دنیا کو دین کی بہتری کے لیے خرچ کر ڈالے اور حضرت انس بن مالک اِس آیت کی تفسیر مین فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم ارشاد فرماتے ہین کہ اِس سے وہ شخص مراد ہی کہ جب اُسکو اُسکا کوئی بھائی گالی دے تو وہ یون کہے کہ اگر تو جھوٹا ہی تو خدا تجکو بخشے اور اگر سچا ہی تو مجکو بخشے اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ ایک شخص کو بصرہ کے لوگون سے مین نے گالی دی اُنھون نے حلم کیا تو مجکو گویا مدت تک بندہ زر خرید کر لیا اور حضرت معاویہ نے عرابہ بن اوس انصاری سے پوچھا کہ تم اپنی قوم مین سردار کیسے ہوئے اُنھون نے کہا کہ مین اُنکے جاہلون سے حلم کرتا ہون سائلون کو دیتا ہون حاجات مین سعی کرتا ہون پس جو کوئی میرے برابر کام کریگا وہ مجھ جیسا ہوگا اور اگر مجھ سے کچھ زائد کریگا تو اُسکو مجھپر فضیلت ہوگی اور اگر کم کریگا تو مین اُس سے بہتر ہون اور حضرت ابن عباس رض کو کسی شخص نے گالی دی جب وہ دے چکا تو آپنے اپنے خادم عکرمہ رض کو فرمایا کہ دیکھو تو اگر اسکی کچھ حاجت ہو تو دے دو اُس شخص پر گویا گھڑے پانی کے پڑ گئے سر نیچا کر لیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو کسی نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم فاسق ہو آپنے فرمایا کہ تیری گواہی مقبول نہین اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ اُنکو کسی نے گالی دی آپ نے اپنی چادر اُسکی طرف پھینک دی اور سو درم دلوائے بعضون نے فرمایا ہی کہ آپنے اِس تھوڑی سی دنیا کی چیز سے پانچ عمدہ باتین حاصل کین اول حلم دوسرے دفع کرنا ایذا کا تیسرے اُس شخص کو ایسی بات سے رہائی دینی جو اللہ سے دور کرے چوتھے اُس شخص کا پشیمان ہونا اور اپنے کیے سے توبہ کرنی پانچوین اُسکا تعریف کرنا بعد برائی کے اور ایک شخص نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھ مین اور کچھ لوگون مین جھگڑا ہی مین چاہتا ہون کہ اُسکو دفع کرون مگر لوگ کہتے ہین کہ جھگڑا چھوڑنے مین ذلت ہی آپ نے فرمایا کہ ذلیل ظالم ہوا کرتا ہی تجکو کچھ ذلت نہین اور خلیل بن احمد کا قول ہی کہ یون مشہور ہی کہ اگر کوئی شخص بدی کرے اور اُسکے عوض مین اُس سے سلوک کیا جاوے تو اُسکے دل مین خود بخود ایک ایسا امر پیدا ہوگا کہ پھر وہ ویسی بدی نکریگا اور احنف بن قیس کہا کرتے کہ مین حلیم تو نہین مگر بزور حلم کرتا ہون اور وہب ابن منبہ فرماتے ہین کہ جو شخص رحم کرتا ہی اُسپر رحم کیا جاتا ہی اور جو خاموش رہتا ہی وہ بچ جاتا ہی اور جو جہالت کرتا ہی وہ غالب ہوتا ہی اور جو جلدی کرتا ہی وہ خطا کرتا ہی اور جو شر کی حرص کرتا ہی وہ اُس سے محفوظ نہین رہتا اور جو باتون مین دخل دیا کرتا ہی اُسکو گالیان ملتی ہین اور جو بُری بات کو بُرا نہین جانتا وہ گنہگار ہوتا ہے اور اگر بُرا سمجھتا ہی تو اُس سے بچا رہتا ہی اور جو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے موجب چلتا ہی وہ محفوظ رہتا ہی اور جو اُس سے خوف کرتا ہی مامون رہتا ہی اور جو اُسکو دوست رکھتا ہی وہ ہر دل عزیز ہوتا ہی اور جو اللہ سے نہین سوال کرتا وہ محتاج ہو جاتا ہی اور جو اُسکے عذاب سے نہین ڈرتا ذلت اُٹھاتا ہی اور جو اُس سے مدد چاہتا ہی فتح پاتا ہی اور ایک شخص نے مالک بن دینار رح سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ آپنے مجکو کچھ بُرا کہا ہی آپنے فرمایا کہ تب تو تم میرے نزدیک میری جان سے افضل ٹھہرے یعنی نیکیان کین میرے نفس نے اور اُنکو تمھارے لیے مین نے ہدیہ کر دیا اور بعض علما کا قول ہی کہ حلم بہ نسبت عقل کے زیادہ رتبہ رکھتا ہی اسواسطے کہ خدا کا نام حلیم بولتے ہین عقیل نہین کہتے اور ایک شخص نے کسی حکیم کو کہا کہ تمکو ایسی گالی دونگا کہ قبر مین بھی ساتھ جاوے اُنھون نے جواب دیا کہ البتہ تیری قبر مین ساتھ جاویگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کی قوم پر گذرے تو اُنھون نے آپ کو بُرا کہا آپ نے اُنکو کلمہ خیر فرمایا لوگون نے عرض کیا حضرت وہ تو آپ کو بُرا کہتے ہین آپنے فرمایا کہ ہم مین سے ہر ایک وہی دیتا ہی جو اُسکے پاس ہی ع سے تراود چہ کنم اُنچہ در آوند من است + اور لقمان حکیم رح فرماتے ہین کہ تین شخص تین باتون مین پہچانے جاتے ہین حلیم تو غصہ کے وقت اور بہادر لڑائی کے وقت اور دوست حاجت کے وقت اور ایک حکیم کے یہان اُسکا ایک دوست آیا اُس نے

ما حضر پیش کیا حکیم کی بی بی بدمزاج تھی دسترخوان تو اُٹھا لیا اور شوہر کو گالیان دینی شروع کی وہ مہمان غصہ ہو کر اُٹھ گیا حکیم اُسکے پیچھے گیا اور کہا کہ تمکو یاد ہی کہ ایکبار ہم تمھارے گھر کھانا کھاتے تھے اتنے مین ایک مرغی آئی اور اُسنے دسترخوان پر کی چیز کو خراب کر دیا ہم مین سے کوئی غصہ ہوا تھا اُسنے کہا کہ کوئی نہین حکیم نے کہا کہ تو اب بھی ایسا ہی تصور کرو وہ شخص ہنس پڑا اور خفگی جاتی رہی اور کہنے لگا کہ حکما کا قول درست ہی کہ حلم ہر درد وچوٹ کی دوا ہی اور ایک شخص نے ایک حکیم کے پانون مین ضرب ایسی ماری کہ اُسکو دکھ معلوم ہوا مگر غصہ نہوا لوگون نے اُسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے یہ سمجھ لیا کہ میرا پانون کسی پتھر پر سے پھسل گیا اور چوٹ لگ گئی اسوجہ سے غصہ نہین کیا اور محمود اوراق نے ایک قطعہ عربی مین کہا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی قطعہ کوئی بُرا کہے مجکو تو مین معاف کرون × جو گالیان ہین دے بالفرض بحد پایان بدین سبب کہ ہین عالم مین تین قسم کے لوگ × یکم شریف دوم ارذل وسوم اقران × شریف وبرتر اگر کچھ کہے تو ہی برجا × سکوت اسلیے ٹھہرا مناسب وشایان × جواب ارذل وکمتر کا ہی نہ دینا خوب × اسی سے کہتے ہین وابستہ حفظ حرمت وجان × رہا جو ہمسر اگر کچھ کہے وہ بھولے سے × تو میرے فضل کو بس ہی اگر کرون احسان

آٹھوان بیان اُس مقدار کلام کا جو انتقام وتشفی کے لیے جائز ہی - یہ تو ناجائز محض ہی کہ ظلم کے بدلے مین ظلم کیا جاوے یا بدی کا مقابلہ بدی سے کیا جاوے ؎ بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردے احسن الی من اسا + مثلاً غیبت کے عوض غیبت کرنا اور گالی کے عوض گالی دینا اور جاسوسی کے عوض جاسوسی کرنا اور علیٰ ہذا القیاس سب معصیتون مین ویسا ہی بدلا ناجائز ہی ہان بقدر قصاص جسکی مقدار شرع مین وارد ہی اور ہمنے فقہ مین اُسکی تفصیل لکھی ہی اسی قدر جائز ہی اور گالی کے بدلے مین گالی تو کسی طرح نہین چاہیے کیونکہ حدیث شریف مین ہی کہ اِنِ امرء عیرک بما فیک فلا تعیرہ بما فیہ اور فرمایا اَلمُستَّانِ شیطانان یتھاتران اور ایک شخص نے حضرت ابو بکر رض کو آپ کے سامنے بُرا بھلا کہا آپ چپکے سنا کیے جب حضرت ابو بکر رض نے انتقام کے لیے کچھ بولنا شروع کیا جب ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اُنھون نے عرض کیا کہ جب وہ شخص مجکو بُرا کہتا تھا آپ چپ تھے اب جو مین نے بدلہ چاہا تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب تک تم چپ تھے فرشتہ تمھاری طرف سے جواب دیتا تھا جب تم بولے فرشتہ چلا گیا شیطان آیا تو مجھے ایسی مجلس مین بیٹھنا منظور نہین جہان شیطان ہو اور بعض لوگ فرماتے ہین کہ مقابلہ مین ایسے لفظ کہتے جس مین جھوٹ نہو درست ہین اور حدیث مین جو ممانعت ہی وہ احتیاطاً ہی یعنے ترک ایسے الفاظ کا بھی اولے اور افضل ہی لیکن اگر کہیگا تو گناہگار نہوگا اور وہ اس قسم کے کلمات ہین کہ تم کون ہو اور تم فلانے ہی کی اولاد نہین ہو جیسا کہ سعد رض نے حضرت ابن مسعود رض کو کہا تھا کہ تم بنی ہذیل ہی مین سے نہین ہو اُنھون نے جواب مین کہا کہ تم بنی اُمیہ مین سے نہین ہو یا یہ کہ کسی احمق کہین اسلیے کہ بموجب قول مطرف رحہ کے سب لوگ خدا کے معاملات مین بے وقوف ہین مگر بعضے کم حماقت رکھتے ہین اور بعضے زیادہ اور حدیث شریف مین حضرت ابن عمر رض سے ایسا ہی کچھ مروی ہی حتّی یری الناس کلھم حمقٰی فی ذات اللہ تعالے اسی طرح کسی کو جاہل کہہ دینا ہی کیونکہ کسی قسم کی جہالت ہر ایک شخص مین ہوتی ہی غرض اس قسم کے کلمات ایسے ہین کہ اُنسے دوسرے کو ایذا پہونچتی ہی مگر واقع مین جھوٹ نہین ہوتے علے ہذا القیاس بدخلق اور بیحیا اور عیب جو وغیرہ کہہ دینا بشرطیکہ یہ باتین اُسمین ہون یا یہ کہنا کہ اگر تم مین شرم ہوتی تو ایسا نہ کہتے اور تم اپنی حرکت سے میری آنکھون مین نہایت حقیر ہو گئے اور خدا تُسے عوض لے یا تمکو سمجھے وغیرہ لیکن چغلی اور غیبت اور ماں باپ کی گالی بالاتفاق حرام ہین چنانچہ حضرت خالد بن ولید رض اور حضرت سعد رض کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی ایک شخص نے حضرت سعد رض کے سامنے حضرت خالد رض کو کچھ کہنا چاہا آپ نے فرمایا کہ سنو صاحب ہمارے اُنکے جو بات ہی اُسکی نوبت ابھی دین تک نہین پہونچی یعنے ایک دوسرے سے وہ بات نہین ہوئی جس سے گناہگار ٹھہرین غرضکہ اُنھون نے بُرائی کا سننا نہ مانا کہنے کا تو کیا ذکر ہی اور اس بات کی دلیل کہ جو بات جھوٹ اور حرام نہو وہ مقام

مین کہنی جائز ہی یہ روایت حدیث ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ سب ازواج مطہرات رضہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا آپ تشریف لائین اور عرض کیا کہ آپ کی ازواج نے مجکو آپ کے پاس بھیجا ہی اس غرض سے کہ عائشہ کو بھی اُنکے برابر ہی سمجھے زیادہ نہ سمجھے آپ لیٹے ہوے تھے فرمایا کہ اے فاطمہ جسکو مین چاہتا ہون اُسکو تو بھی چاہیگی اُنھون نے عرض کیا کہ البتہ آپ نے فرمایا کہ تو عائشہ رضہ سے محبت کر حضرت فاطمہ نے ازواج سے جاکر ماجرا بیان کیا اُنھون نے کہا کہ تمنے تو کچھ بھی نہ کیا ویسے ہی پھر آئین پھر زینب بنت جحش رضہ کو بھیجا حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ اُنکو محبت مین دعوی میری برابری کا تھا اُنھون نے آکر کہنا شروع کیا ابو بکر کی بیٹی ایسی ابو بکر کی بیٹی ایسی اور یہی کہتی رہین اور مین چپکی سُنا کی مگر اس بات کی منتظر تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجکو اجازت جواب دین آپ نے جو اجازت دی تو مین نے اتنا کچھ کہا کہ میری زبان سوکھ گئی تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو فرمایا کہ ابو بکر کی بیٹی کو دیکھا ایسی ہی ہی یعنے تمکو تاب مقاومت نہین اور یہ گفتگو جو حضرت عائشہ رضہ نے حضرت زینب رضہ سے کی تھی اُسمین فحش نہ تھا صرف جواب اُنکے کلام کا ٹھیک ٹھیک تھا اور ایک حدیث مین فرمایا ہی المستبان ما قالا فعلی البادی منہما حتی یعتدی المظلوم اس سے ثابت ہوا کہ مظلوم کو انتقام پہونچتا ہی بشرطیکہ حد سے تجاوز نہ کرے پس اکابر سلف نے جو اجازت دی وہ اسی قدر ہی کہ جسقدر اُسکو اول ایذا ہو اُسقدر یہ بھی عوض لے لے مگر اس مقدار کا بھی ترک ہی افضل ہی اسلیے کہ اس سے نوبت زیادتی کی پہونچ جاتی ہی اور مقدار واجب پر کفایت کرنا ہمین بن سکتا کہ انتہا شروع ایک امر مخفی ہی اسلیے جواب دینے سے سکوت ہی افضل ہی اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ بعض لوگ شدت غضب مین اپنے نفس کو روک نہین سکتے گو جلد بحالت اصلی آجاتے ہین اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ ابتدا مین تو نفس کو روک لیتے ہین مگر ہمیشہ کو کینہ وبغض دل مین رکھتے ہین اس اعتبار سے لوگون کی چار قسمین ہین اول وہ لوگ کہ گھاس کی طرح جلد جلجاوین اور جلد بجھ جاوین دوم وہ کہ پتھر کے کوئلے کی طرح دیر کو سُلگین اور دیر ہی مین بجھین تیسرے وہ کہ تر لکڑی کی طرح دیر مین جلین مگر جلد بجھ جائین یہ حالت بہت اچھی ہی بشرطیکہ نرمی بے غیرتی نہو چوتھے وہ کہ جلد بھڑک جاوین اور دیر مین ٹھنڈے ہون یہ سب مین خراب ہین اور حدیث شریف مین ہی کہ ایماندار کو جلدی غصہ آتا ہی اور جلدی راضی ہوجاتا ہی تو اس عادت کا تدارک اُس سے ہوجاتا ہی اور حضرت امام شافعی رح فرماتے ہین کہ جس شخص کو غصہ دلایا جاوے اور اُسکو غصہ نہ آوے تو وہ گدھا ہی اور جسکو منایا جاوے وہ نہ منے تو وہ شیطان ہی اور حضرت ابو سعید خدری رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی مختلف اقسام کے ہین بعض دیر مین غصہ ہوتے ہین اور جلد رجوع کرتے ہین اور بعض کو جلد غصہ آتا ہی جلدی فنا ہوجاتا ہی ایک بات کا تدارک دوسرے سے ہوتا ہی اور بعض جلد غصہ کرتے ہین اور دیر مین غصہ جاتا ہی اور سب مین بہتر وہ ہی کہ دیر کر خفا ہو اور جلد منجاوے اور سب سے بدتر وہ ہین کہ جلد غصہ ہون اور دیر مین راضی ہون اور رازانجا کہ ہر ایک انسان پر جوش غضب کی تاثیر ضرور ہی ہوتی ہی تو بادشاہون کو ضرور ہوا کہ غصہ کی حالت مین کسی کو سزا نہ دین ورنہ کیا بعید ہی کہ سزا مقدار واجبی سے زیادہ ہو اور مقتضاے غضب انتقام حد سے گذر جاوے اسلیے واجب ہی کہ سزا صرف قصور خداوندی پر دیا کرے اپنی غرض کے لیے سزا نہ دیوے چنانچہ حضرت عمر رضہ نے ایک مست کو دیکھا اور چاہا کہ پکڑ کر اُسکو سزا دین اُسنے آپ کو کچھ بُرا کہا آپ پھر آئے لوگون نے عرض کیا کہ آپنے بُرا کہنے سے اُسکو کیون چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اُسکے بُرا کہنے سے مجکو غصہ آگیا تھا اگر مین اُسکو مارتا تو اپنے نفس کے غصہ کا بھی لگاو رہتا اور مجکو یہ منظور ہی کہ کسی مسلمان کو اپنے نفس کی حمیت وغیرت سے نہ مارون اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو جب ایک شخص نے غصہ کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو غصہ نہ دلاتا تو مین سزا دیتا۔

نوان بیان حقد یعنے کینے کے معنے اور ثمرہ کا اور عفو اور نرمی کی فضیلت کا ۔ واضح ہو کہ جب آدمی غصہ کے

وقت بمجبوری انتقام نہین لے سکتا اور غصہ پینا پڑتا ہی تو یہ باطن پر گر کر حقد بنجاتا ہی اور حقد کے معنی یہ ہین کہ کسی کو ثقیل اور گران جاننا اور اس سے بغض ونفرت کرنی ہمیشہ دل کے ساتھ ہو اور یہ امر ممنوع ہی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المؤمن لیس بحقود اور حقد غضب کا نتیجہ ہی اور اس سے آٹھ باتین پیدا ہوتی ہین اول حسد یعنی کینہ کے باعث اس بات کی تمنا ہو کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہے اور اگر اسکو کچھ نعمت ملے تو اپنے آپ کو غم کرے اور اگر اسپر مصیبت آوے تو خوش ہو اور حسد فعل منافقین کا ہی اسکی برائی عنقریب لکھی جاویگی دوسرے زیادہ ہونا حسد کا باطن مین کہ ہر ایک بلا جو غیر پر آوے شماتت کرنے کو تیار رہے تیسرے دوسرے علٰحدہ ہونا اور قطع کرنا گو وہ ملنے کا طالب اور پاس آنے کا مائل ہو مگر خود اس سے اینٹھے رہنا چوتھے اسکو حقیر وذلیل سمجھنا پانچوین اسکے باب مین کلمات ناجائز زبان پر لانے مثل غیبت اور جھوٹ اور فاش کرنے راز اور پردہ دری وغیرہ کے چھٹے باتون مین اس سے ٹھٹول اور تسخر کرنا ساتوین اسکو مار وغیرہ سے ایذ جسمانی پہونچانی آٹھوین اگر اسکا حق اپنے ذمہ ہو اسکے ادا سے باز رہنا مثلاً قرض کا نہ دینا یا صلہ رحم بجا نہ لانا یا کوئی چیز اسی کی دبالی ہو اور وہ واپس نہ کرنا وغیرہ آٹھون چیزین حرام ہین اور ادنیٰ درجہ کینہ کا یہ ہی کہ آدمی آٹھون باتون سے احتراز کرے اور خدا کی نافرمانی تک کی نوبت نہ پہونچے لیکن صرف دل مین دوسرے کو برا جانے یہانتک کہ جیسے پہلے باتین کیا کرتا تھا وہ نہ کرے مثلاً دیکھکر خوش ہونا اور نرمی اور عنایت کرنی اور اسکی حاجتون کے وقت کام آنا اور اسکے ساتھ مبٹھ کر ذکر الٰہی کرنا اور اسکے نفع مین مددگار ہونا ان امور مین سے کوئی بجا نلاوے یا صرف اسکے لیے دعا مانگے یا تعریف نہ کرے یا ترغیب نیکی کی اسکو نہ کرے تو یہ باتین ایسی ہین کہ انسے آدمی کا درجہ دین مین گھٹ جاتا ہی اور بڑے فضل اور ثواب کو مانع ہوتے ہین گو مستحق عذاب نہ ہو دیکھو حضرت ابوبکر رضنے مسطح کے لیے قسم کھائی تھی کہ اسکو کبھی کچھ نہ دونگا یہ شخص آپ کا قریب تھا مگر حضرت عائشہ رضہ کی تہمت مین کچھ اسنے بھی کہا تھا اسلیے حضرت ابوبکر رضنے قسم کھائی تھی مگر جب یہ آیت اتری ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم تو آپ نے فرمایا کہ ہان ہم اللہ کی مغفرت کو دوست رکھتے ہین اور پھر جو کچھ دیا کرتے تھے وہ بدستور دینے لگے اس سے معلوم ہوا کہ بہتر یہی ہی کہ جیسے معاملات پہلے کیا کرتا تھا ویسے ہی بدستور جاری رکھے اور اگر نفس پر کوشش کرکے شیطان کی مخالفت کے باعث سلوک کچھ زیادہ کرے تو یہ مقام درتبہ صدیقین کا ہے اور مقربین کے اعمال مین سے بڑھ کر یہی ہی کیونکہ قدرت کے وقت کینہ ورکے تین حال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ جتنا اپنا آتا ہو اسی قدر بے کمی وزیادتی دوسرے سے لے لے اسکو تو عدل کہتے ہین دوسرے یہ کہ اپنا حق معاف کردے اور زیادہ صلہ رحم کرے اسکا نام فضل ہی تیسرے یہ کہ جو حق اپنا نہین وہ اس سے ظلماً لے لیوے اسکو جور وظلم کہتے ہین اور یہ پیشہ ارذل اور کمینون کا ہی

اور امر اول صلحا کے درجہ کی انتہا سمجھنی چاہیے اور امر دوم حال صدیقین کا ہی

دسوان بیان فضیلت عفو اور احسان مین

عفو کے معنی یہ ہین کہ اپنا حق جو دوسرے کے ذمہ ہو اسکو چھوڑ دیوے مثلاً قصاص یا قرض وغیرہ جو کسی کے ذمہ ہو اسکو اس سے بری کردے اور اسکی تعریف وثنا بہت آئی ہی اللہ تعالے فرماتا ہی خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین اور فرمایا وان تعفوا اقرب للتقوی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ تین باتین ایسی ہین کہ مین قسم کہ سکتا ہون اول یہ کہ صدقہ سے مال کم نہین ہوتا صدقہ دینا چاہیے ۵ زکوۃ مال بدرکن کہ فضلۂ رز را چو باغبان ببرد بیشتر دہد انگور + دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص اپنا حق صرف خدا کے واسطے چھوڑ دے اللہ تعالے اسکے باعث قیامت کو اسکی عزت بڑھادے تیسرے یہ کہ جو آدمی اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہی اللہ تعالے اسپر محتاج ہونے کا دروازہ کشادہ کرتا ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ التواضع لا یزید العبد الا رفعۃ فتواضعوا یرفعکم اللہ والعفو لا یزید العبد الا عزا فاعفوا یعزکم اللہ والصدقۃ لا یزید المال الا کثرۃ فتصدقوا یرحمکم اللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی حقوق کا انتقام

ا اصبہانی در ترغیب وترہیب ابو منصور دیلمی در فردوس بروایت انس بسند ضعیف ۱۲ ۲ رترمذی در شمائل ومسلم ۱۲

لیتے نہین دیکھا جبتک کہ خدا تعالے کے محارم مین سے کوئی نہ ٹوٹتے اور جب ایسا ہوتا توسب سے زیادہ غصہ آپ کو آتا تھا اور جب کبھی دو باتون کا آپ کو اختیار دیا جاتا توجوسی دونون مین سے آسان ہوتی اُسکو اختیار کرتے بشرطیکہ اُس مین گناہ نہوتا اور حضرت عقبہ رضہ فرماتے ہین کہ ایک روز مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو معلوم نہین کہ مین نے آپ کا ہاتھ اول پکڑلیا یا آپ نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے عقبہ دنیا وآخرت کے لوگون کے اخلاق مین سے جو افضل ہین وہ مین تجکو بتاتا ہون تصل من قطعک وتعطی من حرمک وتعفوا عمن ظلمک اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی بندون مین سے تیرے نزدیک کونسا زیادہ ترعزیز ہی ارشاد ہوا کہ جو شخص قدرت کے ہوتے معاف کردے اور حضرت ابو درداء رضہ سے جب لوگون نے پوچھا کہ سب سے زیادہ عزت کس کی ہی تو آپ نے بھی یہی فرمایا کہ جو قابو پاکر معاف کردے وہ زیادہ عزت والا ہی تم بھی معاف کیا کرو خدا تمکو عزت دیگا اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور کسی حق کا نالشی ہوا آپ نے اُسکو حکم بیٹھنے کا دیا اور منظور یہ تھا کہ اُسکا حق دلوا دیا جاوے مگر بسبیل تذکرہ اُس سے ارشاد فرمایا کہ ان المظلومین ہم المفلحون یوم القیامۃ اُس شخص نے یہ حدیث سُنکر اپنا حق چھوڑدیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث مروی من دعا علی من ظلمہ فقد انتصر اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا اذا بعث اللہ الخلائق یوم القیامۃ نادی مناد من تحت العرش ثلاثۃ اصوات یامعشر الموحدین ان اللہ قد عفا عنکم فلیعف بعضکم عن بعض اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ کے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور دوگانہ گزار کر پھر کعبہ مین تشریف لائے اور چوکھٹ پکڑکر لوگون سے پوچھا کہ اب تمھارا میری نسبت کیا قول وگمان ہی انھون نے عرض کیا کہ ہم یہ کہتے ہین کہ آپ ہمارے بھائی ہین اور چچازاد ہین حلیم ہین رحیم ہین تین بار یہی الفاظ کہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ قول کہتا ہون کہ جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین ۔ راوی فرماتے ہین کہ اس قول کو سُنکر لوگ ایسے نکل پڑے جیسے قبرون مین سے نکلتے ہین اور مسلمان ہوگئے اور سہیل بن عمرو اسی قصہ کو اسطرح نقل فرماتے ہین کہ جب آپ مکہ معظمہ مین تشریف لائے تو لوگ آپ کے گرد تھے آپ نے اپنے دونون ہاتھ کعبہ کی چوکھٹ پر رکھکر یہ دعا پڑھی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ پھر لوگون کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے گروہ قریش تمھارا میری نسبت کیا قول وگمان ہی راوی کہتے ہین کہ مین نے کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم اچھا کہتے ہین اور گمان بھی اچھا ہی ہی یعنے آپ ہمارے بھائی کریم ہین اور بھتیجے رحیم ہین اور ہم سب آپ کے قابو مین ہین تو آپ نے فرمایا کہ مین وہ بات کہتا ہون جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت مین بندے کھڑے ہونگے ایک پکارنے والا پکاریگا کہ جسکی مزدوری اللہ پر ہو وہ چلے اور داخل جنت ہو تو پوچھا جاویگا کہ ایسا کون ہی جسکی مزدوری خدا پر ہو وہ کہیگا کہ وہ لوگ ہین جنھون نے لوگون کو معاف کردیا پھر بہت سے آدمی اُٹھینگے اور بے حساب جنت مین داخل ہونگے اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ینبغی لوالی امر ان یوتی بحد الا اقامہ واللہ عفو یحب العفو اور پھر یہ آیت پڑھی ولیعفوا ولیصفحوا آخر تک اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ تین باتین ایسی ہین کہ جو کوئی اُنکو ایمان سے ادا کرے تو جنت کے جون سے دروازہ سے چاہے اندر چلا جاوے اور حورون مین سے جس سے چاہے نکاح کرے اور جہان چاہے وہان رہے اول تو یہ کہ قرض پوشیدہ کو ادا کرے دوسرے سورۂ اخلاص

ہر نماز کے بعد دس بار پڑھے تیسرے اپنے قاتل کو خون معاف کر دے حضرت ابو بکر رضہ نے پوچھا کہ خواہ اُن مین سے ایک کوئی بجالاوے آپ نے فرمایا کہ خواہ ایک ہی کرے آثار حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص مجھپر ظلم کرتا ہی تو مین اُسپر رحم کرتا ہون کہ قیامت کو یہ بیچارہ اُس ظلم کے باعث پکڑا جاویگا اور مواخذہ وبازپرس ہوگی اُسکو کچھ جواب نہ بن پڑیگا یہ درجہ عفو سے بڑھ کر ہی اسکو احسان کہتے ہین اور بعض اکابر کا قول ہی کہ جب خدا تعالے کسی بندے کو تحفہ دیا چاہتا ہی تو اُسپر ایسا شخص معین کر دیتا ہی جو ظلم کرے یعنی ظلم کے باعث ظالم کی حسنات مظلوم کے پاس آجاتی ہین تو بدون عمل اُنکا آجانا گویا خدا کی طرف سے ہدیہ ہی اور ایک شخص نے حضرت عمر رضہ بن عبد العزیز رح کے پاس آکر شکایت کرنی شروع کی کہ مجھپر فلان شخص نے ظلم کیا ہی اور اُسکو بُرا کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو خدا کے سامنے یہ ظلم جون کا تون لیجاوے تو اُس سے بہتر ہی کہ اُسکا عوض یہان لیکر جاوے اور یزید بن میسرہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنے ظالم کو کوستا ہی تو خدا تعالے مظلوم کو فرماتا ہی کہ جسپر تو نے ظلم کیا ہی وہ تجھے کوس رہا ہی اور تو اپنے ظالم کو کوستا ہی تو اگر تجھکو منظور ہو تو ہم دونون کو دونون کو سنین اور اگر چاہے تو قیامت تک تاخیر کرکے دونون کو اپنے دامن عفو مین جگہ دین اور مسلم بن یسار رحہ نے ایک شخص سے کہا جس نے اپنے ظلم کرنے والے پر بددعا دی تھی کہ ظالم کا ظلم اسی کے حوالہ کر تیری بددعا سے پہلے اُسکو لگیگا بشرطیکہ کسی کام عمدہ سے اُسکا تدارک نہ کرے اور لائق ومناسب اُسکے حال کے تو یہی ہی کہ تدارک نہین کریگا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابو بکر رضہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا کہ ہمکو یہ حدیث پہونچی ہی کہ قیامت کو خدا تعالے ایک منادی کو حکم فرمادیگا کہ یون پکارے کہ جسکا خدا کے پاس کچھ رہا ہو وہ کھڑا ہو تو اہل عفو کھڑے ہونگے اور چونکہ اُنھون نے لوگون سے درگذر کی ہوگی اللہ تعالے اُسکے مکافات مین اُنسے درگذر فرماویگا اور ہشام بن محمد کہتے ہین کہ خلیفہ نعمان بن منذر کے پاس دو شخص حاضر کیے گئے ایک نے تو بڑی خطا کی تھی اُسکو تو معاف کر دیا اور دوسرے نے چھوٹی تقصیر کی تھی اُسکو سزا دی اور دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہی رباعی سلطان جو بڑا قصور کرتے ہین معاف + اور چھوٹے جرم پر سزا دیتے ہین صاف + نادان وجہل سے نہین یہ معمول + ہی شہرت حلم ورعب لو یہ الصاف + اور مبارک بن فضالہ کہتے ہین کہ سوار بن عبد اللہ نے مجکو بصرہ والون کے ساتھ ابو جعفر خلیفہ کے پاس بھیجا مین اُنکے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے مین ایک آدمی پکڑا آیا اُنھون نے اُسکے قتل کو حکم کیا مین نے اپنے دل مین کہا کہ میرے سامنے اس بیچارہ مسلمان کا خون ہوگا پھر اُنسے کہا کہ اے امیر المومنین مین ایک حدیث نقل کرتا ہون جسکو مین نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سُنا ہی اُنھون نے کہا کہ وہ کون سی حدیث ہی مین نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالے لوگون کو ایک ایسے میدان مین جمع کریگا کہ دیکھنے والا اُنکو دیکھ سکے اور پکارنے والے کی آواز سن سکین پھر ایک پکارنے والا پکاریگا کہ جسکا خدا پر کچھ حق ہو وہ کھڑا ہو تو سوا معاف کرنے والون کے اور کوئی نہین اُٹھیگا اسکو سنکر ابو جعفر نے کہا کہ یہ حدیث سچ تنے حضرت حسن رضہ سے سنی ہی مین نے کہا کہ بیشک مین نے اُنسے سنی ہی پس اپنے آدمیون سے کہا کہ اس مجرم کو جانے دو اور حضرت معاویہ رضہ فرماتے ہین کہ جبتک تمکو انتقام کا قابو اور موقع نہ ملے تب تک حلم اور برداشت کرو اور جب موقع ملجاوے تو عفو اور احسان کرو اور روایت ہی کہ ایک راہب ہشام بن عبد الملک کے پاس آیا اُنھون نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ ذو القرنین نبی تھے یا نہین اُسنے کہا کہ نبی تو نہ تھے مگر جو رتبہ اُنکو ملا صرف چار خصلتون کے باعث ملا ایک تو یہ کہ جب انتقام پر قدرت ہوتی معاف کر دیتے دوسرے یہ کہ وعدہ پورا کرتے تیسرے یہ کہ سچ بولتے چوتھے یہ کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑتے اور بعض اکابر کا قول ہی کہ حلیم اُسکا نام نہین کہ ظلم کے وقت تو چپ ہو رہے جب قدرت پاوے تو بدلہ لے بلکہ حلیم وہ ہی کہ ظلم کے وقت حلم کرے اور قدرت کے وقت معاف کرے اور زیاد رحمہ کہتے ہین کہ قدرت اور قابو پانا کینہ اور غصہ کو کھو دیتا ہی اور ہشام بن عبد الملک کے پاس ایک شخص گرفتار ہوکر آیا جسکی کوئی بات اُنکے کان مین پہونچی تھی جب سامنے آیا تو اپنی حجت بیان کرنے لگا خلیفہ نے فرمایا کہ تو بھی بولتا ہی اُسنے کہا کہ یا امیر المومنین اللہ تعالے فرماتا ہی

یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا[ع] کیا خدا کے سامنے تو جھگڑینگے آپکے سامنے نہ بولینگے انھون نے کہا کہ خیر کہو جو کہتے ہو اور روایت ہی کہ ایک چور حضرت عمار بن یاسر کے خیمہ مین گھسا اور پکڑا گیا لوگون نے اُنکی خدمت مین عرض کیا کہ اسکا ہاتھ کاٹ ڈالیے آپنے فرمایا کہ نہین مین اسکی پردہ پوشی کرونگا کہ اللہ تعالے میری پردہ پوشی فرماوے اور ایکبار حضرت ابن مسعود بازار مین بیٹھے ہوے کچھ سودا لیتے تھے دام دینے کے واسطے عمامہ مین سے درم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کسی نے کھول لیے آپ نے فرمایا کہ جب تک مین یہان بیٹھا ہون تب تک موجود تھے لوگ لینے والے کو بددعا دینے لگے کہ آلہی اُسکے ہاتھ کٹ پڑین اور اسکا برا ہو پس آپنے فرمایا کہ آلہی اگر اُسکو کچھ حاجت تھی اور لے گیا ہی تو اُسکو برکت دے کہ اُسکا کام نکلجاوے اور اگر گناہ پر جرأت کے سبب لے گیا ہو تو اُسی گناہ کو اُسکا پچھلا گناہ کردے کہ آگے کو پھر ایسا نہ کرے اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ خراسان کے ایک شخص کی بہ نسبت مین نے کوئی زیادہ زاہد نہین دیکھا وہ میرے ساتھ مسجد حرام مین بیٹھا تھا کہ طواف کو اُٹھا اُسمین اُسکے دینار چوری گئے تو رونا شروع کیا مین نے پوچھا کہ دینارون کے واسطے روتے ہو اُسنے کہا کہ نہین بلکہ اسوقت مجکو یہ تصویر بندھ گئی ہی کہ مین اور چور خدا کے سامنے موجود ہین اور اُسکو کچھ حجت نہین کہ پیش کرے اسلیے مجکو رحم آیا اور رو پڑا۔ اور حضرت مالک بن دینار رح کہتے ہین کہ جس وقت حکم بن ایوب بصرہ کے حاکم تھے ہم اُنکے گھر رات کو گئے اور حضرت حسن رح بھی خوف زدہ سے آئے اور ہم اور وہ ساتھ ہی اُنکے پاس گئے مگر ہم حضرت حسن رح کے ساتھ بچے سے معلوم ہوتے تھے پس حضرت حسن رح نے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان کیا کہ بھائیون نے اُنکو بیچ دیا اور کوئین مین ڈالا اور کیا کیا سلوک کیا غرضکہ بھائی کو تو بیچا اور باپ کو رنج دیا پھر عورتون کے مکر سے قید مین مبتلا ہوے مگر دیکھو تو خدا نے اُنسے کیا کیا سب سے زیادہ ذی ثروت وعزت بنایا اور اُنھین کا بول بالا رہا اور زمین کے خزانون کا مالک کردیا اِن سب باتون کے بعد جب حکومت پوری ہوگئی اور گھر بار سب وہان آگئے تو یہ ارشاد فرمایا لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین[ک] اس قصہ سے غرض حضرت حسن رح کی یہ تھی کہ حکم بن ایوب بھی اُنکے ساتھیون کو معاف کردین پس یہ قصہ سنکر حکم نے کہا کہ مین بھی یہی کہتا ہون کہ لاتثریب علیکم الیوم اور اگر میرے پاس بدن کے کپڑون کے سوا اور کچھ ہوتا تو مین اُنھین مین تمکو چھپا لیتا۔ اور ابن مقنع نے کسی اپنے دوست کو کسی بھائی کی سفارش کا خط لکھا مضمون یہ تھا کہ فلان شخص اپنے قصور سے گریز کرکے تمھاری عفو کا خواہان ہی اور تمھارے غصہ سے ڈر کر تمھاری ہی پناہ چاہتا ہی اور معلوم ہے کہ جتنا گناہ بڑا ہوتا ہی اوتنا ہی عفو کا فضل زیادہ ہی ؎ گر عظیم ست از فرودستان گناہ + از بزرگان عفو کردن اعظم ست۔ اور عبد الملک بن مروان کے پاس جب ابن اشعث کے قیدی آئے تو رجاء بن حیات نے خلیفہ سے اُنکے باب مین صلاح کی اُسنے عرض کیا کہ خداوند کریم نے جو چیز تمکو پسند تھی یعنے فتح عنایت فرمائی اُسکے عوض مین جو اُسکو پسند ہی وہ تم کرو یعنے اللہ تعالے عفو کو پسند فرماتا ہی تم بھی معاف کردو پس سب قیدیون کا قصور معاف کردیا اور روایت ہی کہ زیاد نے ایک خارجی کو پکڑا اتفاقاً وہ بھاگ گیا زیاد نے اُسکے بھائی کو پکڑ لیا اور کہا کہ یا تو اپنے بھائی کو حاضر کردو ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا اُسنے کہا کہ اگر مین امیر المومنین کا شقہ لادون تب تو چھوڑ دوگے کہا کہ البتہ اُسنے کہا کہ مین عزیز حکیم کا شقہ لاتا ہون اور اُسپر دو پیغمبرون کی گواہی گذرانتا ہون پھر یہ آیت پڑھی ام لم ینبأ بما فی صحف موسی وابراہیم الذی وفی الا تزر وازرۃ وزر اخری[ل] زیاد نے کہا کہ اُسکو جانے دو اسکو حجت خوب سوجھی اور روایت ہی کہ انجیل مین مذکور ہی کہ جو اپنے ظالم کے لیے مغفرت کی دعا کرے شیطان اُس سے بھاگتا ہی اب مناسب معلوم ہوتا ہی کہ عفو کا تتمہ نرمی کے فضائل پر کیا جاوے

فضیلت نرمی کی

نرمی کا مقابل تیزی اور نک چڑھا ہونا ہی نرمی ایک صفت عمدہ ہی جو حسن خلق کا نتیجہ ہی اور اُسکے برعکس تیزی نتیجہ غصہ اور درشتی کا ہی اور کبھی تو تیزی غصہ سے ہوتی ہی اور کبھی شدت حرص اور اُسکے غلبہ سے ہوتی ہی کہ

ک کچھ ملامت نہین تمپر آج بخشے اللہ تمکو وہ ہی سب مہربانون سے مہربان ۱۲ ل کیا اسکو خبر نہین پہونچی جو ہی ورقون مین موسیٰ کے اور ابراہیم کے جس نے پورا اُتارا کہ اُٹھاتا نہین اُٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا ۱۲

ع جس دن آویگا ہر جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے ۱۲

اسمین آدمی کو سوچ سمجھ نہین رہتی اسیواسطے استقلال جاتا رہتا ہی مگر نرمی بہرصورت ثمرہ حسن خلق ہی کا ہی اور حسن خلق جبھی میسر ہوتا ہی کہ قوت غضب اور قوت شہوت کو حد اعتدال پر روکا جاوے اسی بنا پر رفق یعنے نرمی کی تعریف مین حدیث شریف مین بہت مبالغہ ہی چنانچہ فرمایا یا عائشہ انہ من اُعطی حظہ من الرفق فقد اُعطی حظہ من خیر الدنیا والآخرۃ ومن یحرم حظہ من الرفق فقد حرم حظہ من خیر الدنیا والآخرۃ اور فرمایا اذا احب اللہ اہل بیت ادخل علیہم الرفق اور فرمایا ان اللہ لیعطی علی الرفق ما لا یعطی علی الخرق فاذا احب اللہ عبداً اعطاہ الرفق وما من اہل بیت یحرمون الرفق الا حرموا محبۃ اللہ تعالے اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ ان اللہ رفیق یحب الرفق یعنے اللہ تعالے رفیق ہی اور رفق ہی کو پسند فرماتا ہی اور ملائمت پر وہ چیز عطا فرماتا ہی جو درشتی کے ساتھ نہین دیتا اور حضرت عائشہ رضہ کو فرمایا کہ اے عائشہ ملائمت کیا کر اسلیے کہ جب اللہ تعالے کسی خاندان کی بزرگی چاہتا ہی تو انکو ملائمت کی راہ سوجھا دیتا ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ من یحرم الرفق یحرم الخیر کلہ جسکو ملائمت نہ ملی وہ بالکل خیر سے محروم رہا- اور فرمایا کہ جو حاکم اپنے عہد مین ملائمت و نرمی برتے گا اُسکے ساتھ قیامت کو سہولت برتی جاویگی- اور فرمایا کہ تمکو معلوم ہی کہ دوزخ کن لوگون پر حرام ہی کل ہین لین سہل قریب اور فرمایا الرفق یمن والخرق شوم اور فرمایا التانی من اللہ والعجلۃ من الشیطان اور ایک روایت مین ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ سب مسلمان تو خدا ے تعالی کی عنایت سے آپ سے مستفید ہوتے ہین کوئی عمدہ بات میرے لیے بھی خاص کر دیجیے آپ نے دو یا تین بار الحمد اللہ فرما کر اُس شخص کی طرف متوجہ ہو کر دو یا تین بار پوچھا کہ تو ہی نصیحت چاہتا تھا اُسنے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی بات کا ارادہ کرے تو اُسے سوچ لیا کر اگر اچھی ہو تو کیا کہ ورنہ باز رہا کر اور ایکبار حضرت عائشہ رضہ سفر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھین اور اُنکی سواری مین ایک اونٹ شوخ تھا تو اُسکو کبھی داہنے کبھی بائین پھراتی تھین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سہولت اور ملائمت کر یہ ایسی شی ہی کہ جس چیز مین برتو اُسکی زینت ہو جاوے اور جس مین نہو اُسکو معیوب کر دے آثار حضرت عمر بن خطاب کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل ظلم کرتے ہین آپ نے اُنکو طلب فرمایا جب وے حاضر ہوے تو آپنے بعد حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہی کہ پیٹھ پیچھے خیر خواہی کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہی پس جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اُسکا حلم اللہ کو پسند ہی ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ تعالے کے نزدیک امام کے ظلم و جہل سے بُری نہین اور یہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکھتا ہی اُسکو غائب لوگون کی طرف سے بھی عافیت اور آسایش پہونچتی ہی اور وہب ابن منبہ فرماتے ہین کہ ملائمت حلم کا ہم پلّہ ہی- اور ایک حدیث موقوف و مرفوع مین وارد ہی کہ علم مومن کا دوست جانی ہی اور حلم اُسکا وزیر اور عقل راہنما اور عمل سربراہ کار اور رفق اُسکا والد اور نرمی بھائی اور صبر سپہ سالار ہی اور بعض اکابر کا قول ہی کہ علم ایمان کو کیا خوب زینت دیتا ہی اور اُس علم کا تو کیا پوچھنا ہی جسکو عمل سے زیبایش ہوئی ہو اور کتنا خوب وہ عمل ہی جسکی آراستگی رفق سے ہوئی ہو غرضکہ جیسا جوڑ علم اور حلم کا ہی ایسا کوئی نہین- اور حضرت عمرو بن العاص رضہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے سوال کیا کہ رفق کیا چیز ہی اُنھون نے جواب دیا کہ جسصورت مین آدمی حاکم ہو تو عاملون سے نرمی برتے اُنھون نے پوچھا کہ خرق یعنی جہالت و درشتی کیا شی ہی آپنے فرمایا کہ امام سے اور ایسے لوگون سے جنکو اختیار و قابو ضرر پہونچانے کا ہو دشمنی اور عداوت رکھنی اور حضرت سفیان ثوری رحہ نے اپنے یارون سے پوچھا کہ رفق کو تم لوگ جانتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمایئے فرمایا کہ ہر ایک امر کو اُسکے موقع و مقام پر برتنا شدت

کی جگہ شدت اور نرمی کی جگہ نرمی اس سے معلوم ہوا کہ نرمی کے ساتھ درشتی کا اختلاط بھی ضرور چاہیے جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ درشتی و نرمی بہم در بہ است ÷ چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است ÷ خلاصہ یہ کہ اور اخلاق کی طرح یہان بھی درجۂ اوسط اور درشتی و نرمی مین محمود ہی مگر چونکہ انسان کی طبیعت درشتی کی طرف زیادہ مائل ہی بدین لحاظ ترغیب غایت درجۂ رفق کی ضروری ہی اسی لیے بشرع مین صفت رفق کی بہت سی ہی درشتی کی مدح نہین پائی جاتی گو اپنے اپنے موقع پر حسب مصلحت وقت دونون اچھی ہین مگر جس جگہ درشتی ضروری ہوتی ہی وہان حق بات ہواے نفسانی مین ملجاتی ہی اور کبھی شکر سے بھی زیادہ مزہ معلوم ہوتا ہی ایسا ہی حضرت عمر بن عبد العزیز رح کا قول ہی- اور روایت ہی کہ عمرو بن العاص رح نے حضرت امیر معاویہ رض کو خط لکھا اور اُسمین آپ پر اس بات کا عتاب تھا کہ تم تاخیر و سستی بہت کرتے ہو انھون نے اُسکے جواب مین لکھا کہ امر خیر مین تامل اور فکر سے بہتری اور ہدایت زیادہ ہوتی ہی اور رشید وہی شخص ہی کہ جو جلدی کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے اور محروم وہ آدمی ہی جو وقار سے محروم رہے اور مستقل آدمی ہمیشہ صواب کو پہونچتا ہی اور جلد باز مدام چوک جاتا ہی اور جسکو رفق سے بہرہ نہین ہوتا اسکو حماقت سے نقصان ہوتا ہی اور جو تجربون سے مستفید نہین ہوتا وہ عالی درجہ نہین لے سکتا اور ابو عون انصاری رح فرماتے ہین کہ جو کلمات سخت لوگ آپس مین بولتے ہین اُنکے ساتھ ہی ایسے بھی الفاظ ہوتے ہین کہ اُسی مطلب کے مفید ہون اور اُنکی نسبت نرم ہون یعنی ؎ چو کارے بر آید بلطف و خوشی ÷ چہ حاجت بہ تندی و گردنکشی اور ابو حمزہ کوفی رح فرماتے ہین کہ کارباری آدمی کو زیادہ حاجت سے رکھنا نہ چاہیے اسلیے کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک شیطان لگا ہی اور جان لینا چاہیے کہ سختی سے لوگ اپنا کام نہین کرتے جیسا نرمی سے کرتے ہین اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ مومن متین ہوتا ہی اور ٹھہر ٹھہر کر کام کرتا ہی رات کی لکڑی جمع کرنے والے کی طرح نہین ہوتا کہ جو ہاتھ مین آیا خاک و خس جمع کر لیا پس علما نے رفق کی اسقدر تعریف اسی لیے کی ہی کہ یہ ایک عمدہ چیز اور اکثر اوقات بکار آمد ہی اور درشتی کی کبھی شاذ و نادر حاجت پڑتی ہی کامل آدمی وہی ہی جو موقع درشتی و نرمی کا پہچانے اور ہر ایک کام مین جو مناسب ہی وہ بجا لاوے لیکن اگر اُسکی بصیرت مین تصور ہو یا معلوم ہو کہ فلان مقدمہ مین کیا کرنا چاہیے تو چاہیے کہ رفق ہی کی طرف میل کرے اسلیے کہ غالباً فلاح اُسی مین ہوتی ہی- اَب حسد کی بُرائی اور اُسکی حقیقت و اسباب و علاج کا بیان کیا جاتا ہی اور یہ کہ اُسکا دور کرنا نہایت ضروری ہی

گیارھوان بیان حسد کی بُرائی - واضح ہو کہ حسد بھی کینہ کی شاخ ہی اور کینہ غصہ کی شاخ ہی تو حسد غصہ کی شاخ در شاخ ہوئی اور غصہ اصل اصول ٹھہرا پھر حسد مین اتنی بڑی شاخین پھیلتی ہین کہ جسکا حصر بھی گویا کہ نہین ہو سکتا اور اُسکی مذمت مین بہت سی حدیثین وارد ہین چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب اور ایک حدیث مین حسد اور اُسکے نتائج و اسباب سے منع کرنے مین فرمایا[2] لاتحاسدوا ولا تقاطعوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت مین بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ اَب اس راہ سے ایک آدمی جنتی تمھارے سامنے آویگا اتنے مین[3] ایک شخص انصار بائین ہاتھ مین جوتیان لیے ہوئے داڑھی مین سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا نمودار ہوا اور السلام علیکم کہا جب دوسرا روز ہوا تو پھر آپ نے وہی کلمات فرمائے اُس روز بھی وہی شخص آیا تیسرے روز بھی یہی ماجرا گذرا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اُس شخص کے پیچھے گئے اور اُس سے یہ کہا کہ مجھ مین اور میرے باپ مین کچھ تکرار ہو گئی ہی اسپر مین نے قسم کھائی ہی کہ تین دن اُنکے پاس نہ جاؤنگا اگر آپ اجازت دین تو تین دن تک آپ کے مکان مین سو رہا کرون انھون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی حضرت عبد اللہ رض تین رات اُنکے گھر مین سوئے تو دیکھا کہ وہ رات کو نہین اٹھتے بجز اسکے کہ ہر کروٹ پر ذکر الٰہی کر لیتے ہین اور صبح کی نماز کے وقت تک بستر پر سے نہ اُٹھے البتہ اتنا معلوم ہوا کہ جب کوئی کلمہ کہا تو بہتر ہی کہا جب تین دن گذر گئے تو

ح ۱ حسد نیکیون کو ایسی کھاتی ہی جیسے آگ لکڑی کو ابو داؤد بروایت ابو ہریرہ و ابن ماجہ بروایت انس ح ۲ آپس مین حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے سے ملنا چھوڑو نہ بغض کرو نہ ناتا توڑو اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی صحیحین کی حدیث ہی پیشتر گذری ۱۲

ح ۳ اُسکو احمد نے نقل کیا ہی اور بخاری نے اُس شخص کا نام سعد لکھا ہی ۱۲

حضرت عبد اللہ فرماتے ہین کہ میرے جی مین اُنکے عمل کی کچھ وقعت نہ آئی اور تھوڑا سا عمل معلوم کیا تھا تو مین نے اُنسے کہا کہ ای بندۂ خدا مجھ مین اور میرے باپ مین کچھ جنگی کی بات نہین ہوئی تھی لیکن مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تمہاری شان مین کلمات سُنے تھے اسواسطے یہ منظور تھا کہ مین بھی دیکھون کہ تم کیا عمل کرتے ہو جس سے جنتی ہوئے ہو تو عمل تو تمہارا کچھ بہت نہین یہ فرمایئے کہ یہ درجہ کسطرح ملا اُنھون نے فرمایا کہ یہی ہی جو تمنے دیکھا مین اُنکے پاس سے چلا جب تھوڑی دور گیا تو اُنھون نے مجھکو بلایا اور کہا کہ بھائی عمل تو یہی ہی جو تمنے دیکھا مگر اتنی بات ہی کہ جو شی اللہ تعالے کسی مسلمان کو عطا فرماتا ہی اُسپر میرے دل مین کچھ کدورت اور حسد نہین آتی مین نے کہا کہ بس وہ بات یہی ہی جس سے تمکو رتبہ ملا یہ بات ہمسے نہین ہوسکتی اور ایک حدیث مین ہی کہ آپ نے فرمایا[۱] تین باتین ایسی ہین کہ جس سے کوئی خالی نہین ایک ظن دوسری بد فالی تیسری حسد مگر مین تمکو اُنسے نجات کی صورت بتائے دیتا ہون کہ جب کوئی ظن دل مین گذرے تو اُسکو ٹھیک نہ جاننا چاہیے اور جب شگون بد ہو تو اپنا کام کیے جاؤ اور جب حسد آوے تو خواہش نہ کرو اور ایک روایت مین یون ہی کہ تین باتین ایسی ہین کہ کمتر اُس سے کوئی خالی ہوگا اس روایت مین امکان حسد سے خالی ہونے کا پایا جاتا ہی اور ایک حدیث[۲] شریف مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرض تم مین پہلی امتون کا چلا آیا ہی یعنے حسد اور بغض اور بغض مونڈنے والی چیز ہی اور اس سے یہ غرض نہین کہ بال مونڈتی ہی بلکہ دین کی صفائی بتلاتی ہی قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کا نفس ہی کہ تم جنت مین ہرگز نہ داخل ہوگے جب تک مومن نہوگے اور مومن نہوگے جب تک آپس مین دوست نہ ہوگے اور مین تمکو ایسی بات بتاتا ہون جس سے بنا دوستی تم مین مستحکم ہو وہ یہ ہی کہ آپس مین طریقہ اسلام کو خوب رائج کرو اور فرمایا[۳] کاد الفقر ان یکون کفرا وکاد الحسد ان یغلب القدر اور نیز فرمایا کہ عنقریب میری امت مین اور امتون کا مرض پھیلیگا لوگون نے عرض کیا کہ اور امتون کا مرض کیا ہی آپ نے فرمایا[۴] کہ الاشر والبطر والتکاثر والتنافس فی الدنیا والتباعد والتحاسد حتی یکون البغی ثم یکون الھرج اور فرمایا[۵] لا تظھر الشماتۃ لاخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک اور روایت ہی کہ حضرت موسیٰ جب پروردگار عالم سے باتین کرنے گئے تو ایک آدمی کو عرش کے سایہ مین دیکھا دل مین اُسکے رتبہ کے غبطہ ہوئے کہ اُسکی سی جگہ مجھے بھی ملتی یہ کوئی بڑا عالی رتبہ ہی جناب باری مین عرض کیا کہ اُسکا نام مجھکو بتلایا جاوے حکم ہوا کہ نام سے کیا غرض ہی اُسکا کام بتایا جاتا ہی کہ تین باتین کیا کرتا تھا ایک تو یہ کہ لوگون پر انعام خداوندی دیکھکر حسد نہ کرتا تھا دوسرے یہ کہ اپنے ماباپ کی نافرمانی نہین کرتا تھا تیسرے یہ کہ لوگون کی چغلی ایک دوسرے سے نہین کھاتا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہین کہ اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہی کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہی کہ میرے حکم پر غصہ ہوتا ہی اور جو کچھ مین نے لوگون کے حق مین مقدر کردیا ہی اُسپر راضی نہین ہوتا اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۶] کہ مجھے زیادہ تر خوف اپنی اُمت پر اس بات کا ہی کہ اُنکے پاس مال کی کثرت ہو اور آپس مین حسد کرکے کشت وخون کرین اور فرمایا[۷] استعینوا علیٰ قضاء الحوائج بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود اور فرمایا[۸] کہ اللہ کی نعمتون کے دشمن ہین لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ جو لوگون پر نعمت دیکھکر حسد کرین اور فرمایا[۹] کہ چھ آدمی حساب سے پہلے ہی چھ چیزون کے سبب دوزخ مین جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون سے لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ امیر ظلم کے باعث اور عرب عصبیت یعنے اصرار بیجا کے سبب اور دہقان تکبر کی جہت سے اور تاجر خیانت کے سبب اور روستائی جہالت کے باعث اور علما حسد کے سبب آثار بعض متقدمین کا قول ہی کہ اول خطا جو واقع ہوئی وہ حسد تھی یعنے ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے رتبہ پر

[۱] مجہول کہا ہی اور مسلم نے بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس مضمون کو ایک حدیث طویل مین نقل کیا ہی اور ح ۲ ح ۲ ح ۷ ح ۸ ح ۹

چاہیے حاجتون کے پورا ہونے کے لیے خفیہ کیونکہ ہر نعمت والا حسد کیا جاتا ہی ابن ابی الدنیا وطبرانی بروایت معاذ بسند ضعیف ۱۲

ح ۸ طبرانی در اوسط بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور علیحدہ اس مضمون کو نقل کیا ہی ۱۲

ح ۹ ابو منصور بروایت ابن عمر و انس بسند ضعیف ۱۲

۱۲ ۱۲ ۱۲

ح ۱ طبرانی [illegible] عن [illegible]

[illegible]

حسد کرکے سجدہ سے انکار کیا اور صرف حسد ہی کے باعث خدا کی نافرمانی مین مبتلا ہوا اور روایت ہو کہ عون بن عبد اللہ فضل بن مہلب کے پاس اُس زمانہ مین تشریف لے گئے کہ وہ واسط کے حاکم تھے اور یہ کہا کہ مین تمکو ایک نصیحت کرتا ہون اُنھون نے کہا فرمایئے آپنے فرمایا کہ ایک تو تکبر سے بچنا کیونکہ اول نافرمانی خدا تعالی کی اِسی کی بدولت ہوئی چنانچہ تصدیق اسکی کلام مجید مین موجود ہو واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین دوم یہ کہ حرص سے محترز رہنا یہ وہ بلا ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب خداوند کریم نے جنت مین جگہ دی جسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہو اور سب چیزون کے کھانے کی اجازت دی صرف ایک درخت سے منع کردیا تو اُنھون نے حرص کی بدولت اُسمین سے کھایا اور جنت سے نکالے گئے حکم ہوا کہ اہبطوا منہا جمیعًا بعضکم لبعض عدو تیسرے یہ کہ حسد سے بچنا یہ وہ چیز ہو کہ قابیل نے اسی کے باعث ہابیل کو مارا تھا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہو واتل علیھم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنک اور ایک بات یہ ہو کہ جب ذکر اصحاب رض کا ہو تو سکوت کرنا اور تقدیر اور نجوم کے ذکر کے وقت بھی سکوت کرنا اور بکر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ ایک شخص کسی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر یہ جملہ کہا کرتا کہ محسن کے احسان کے مکافات مین اُسکے ساتھ سلوک کرنا چاہیے کیونکہ بدی کرنے والے کو تو خود اُسکی بدی ہی تیری طرف سے کفایت کریگی اُس شخص پر اُسکے رتبہ پر ایک آدمی کو حسد ہوئی یہانتک کہ بادشاہ سے اُسکی چغلی کی کہ جو آدمی حضور کے سامنے کھڑا ہو کر جملہ کہا کرتا ہو وہ یون کہتا ہو کہ بادشاہ گندہ دہن ہو بادشاہ نے کہا کہ اُسکی تصدیق کیسے ہو اُسنے کہا کہ جب وہ شخص آپکے سامنے کھڑا ہو اُسکو اپنے پاس بلوائیے جب آپکے قریب آویگا تو اپنی ناک بند کرلیگا کہ مُنھ کی بدبو نہ آوے بادشاہ نے کہا اچھا ہم کل امتحان کرینگے اِدھر تو بادشاہ سے یہ کہ گیا اُدھر اُس شخص کی دعوت کرکے ایسا کھانا کھلایا جس مین بہت سا لہسن تھا اتنے مین دربار کا وقت آگیا وہ شخص حسب دستور بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور وہی جملہ کہا بادشاہ نے اُسکو پاس بلایا اُسنے اس خوف سے کہ کہین بادشاہ کو میرے مُنھ کی لہسن کی بو نہ آوے اپنے مُنھ پر ہاتھ رکھ لیا اور پاس گیا بادشاہ کو گمان ہوا کہ کل جو فلان شخص اُسکی نسبت کچھ کہ گیا تھا وہ درست ہو اسی وقت اپنے ایک عامل کو شقہ دستخط خاص سے لکھا کہ جب حامل شقہ تیرے پاس آوے اُسکو قتل کرکے اُسکے چمڑے مین بھُس بھروا کر ہمارے پاس بھیجدینا اور شقہ کو حوالہ اُس شخص کے کیا کہ فلان عامل کے پاس لیجا یہ شخص شقہ لیکر دربار سے نکلا اور اُس بادشاہ کا دستور یہ تھا کہ شقہ دستخطی خاص صرف واسطے انعام اور خلعت کے لکھا کرتا تھا اثناء راہ مین وہ حاسد ملا اُسکے ہاتھ مین شقہ دیکھکر پوچھا کہ یہ شقہ کیسا ہو اُسنے کہا کہ فلان عامل کے نام کا دستخطی خاص شقہ ہو اُس کے پاس لیے جاتا ہون اُسنے سمجھا کہ ضرور اُسمین کچھ انعام وجاگیر کو لکھا ہوگا اس گمان سے اُس شخص سے کہا کہ یہ شقہ مجکو دیدے ڈال کر مین لیجاؤن اُسنے کہا کہ مین نے تجکو ہبہ کیا لیجا جب رقعہ لیکر عامل کے پاس گیا اُسنے پڑھ کر حامل سے کہا کہ اِس شقہ مین یہ حکم ہو کہ حامل کو قتل کرکے اور کھال کھچوا کے اُسمین بھُس بھر کے حضور مین بھیجدو تب تو یہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ اسکا اصل حامل تو اور شخص ہو مین نہین ہون خدا کے واسطے مجھے یہ شقہ دیدو کہ مین بادشاہ کے پاس واپس لیجاؤن عامل نے کہا کہ بادشاہ کا شقہ واپس نہین ہوسکتا غرض اُسکو ذبح کرکے پوست اُتروا کر بادشاہ کے خدمت مین بھیجدیا اب اُس شخص کا حال سنیے کہ وہ بدستور وقت مقرری پر پھر بادشاہ کے سامنے گیا اور جو جملہ کہا کرتا تھا وہی کہا بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ شقہ کو کیا کیا اُسنے عرض کیا کہ راہ مین فلان شخص مجکو ملا اُس نے مجھ سے مانگا مین نے اُسکو ہبہ کردیا بادشاہ نے کہا کہ وہ یون کہتا تھا کہ تو مجکو گندہ دہن کہتا پھرتا ہو اُسنے کہا کہ مین نے ہرگز نہین کہا بادشاہ نے پوچھا کہ پھر جب مین نے تجکو اپنے پاس بلایا تھا تو نے اپنا ہاتھ مُنھ پر کیون رکھ لیا تھا اُسنے کہا کہ اُسی شخص نے مجکو ایسا کھانا کھلادیا تھا جس مین لہسن تھا مین نے منھ اسواسطے بند کیا تھا کہ حضور کو لہسن کی بو نہ معلوم ہو بادشاہ نے کہا کہ خیر اپنا کام کر بدی کرنے والے کو اُسکی بدی ہی تیری طرف سے کفایت کرگئی اور حضرت ابن سیرین رح فرماتے ہین کہ مین نے امر دنیا کے لیے کسی پر

حسد نہین کی اسواسطے کہ اگر وہ شخص اہل جنت مین سے ہی تو دنیا پر اُسکی کیا حسد کرون جنت مین دنیا کی کیا قدر ہی اور اگر وہ دوزخی ہی تو دنیا کے امر پر اُسکی حسد فضول ہی اسلیے کہ اُسکا انجام دوزخ ہوگا اور ایک شخص نے حضرت حسن رح سے پوچھا کہ مومن حسد بھی کیا کرتا ہی آپنے فرمایا کہ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹون کا حال بھول گئے مومن حسد کرتا ہی لیکن چاہیے کہ صرف سینہ ہی مین اُسکو پوشیدہ رکھے اسلیے کہ جب زبان و ہاتھ سے کچھ زیادتی نہ کرے گا تو حسد سے کچھ نقصان نہین ہوگا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ جو آدمی موت کو کثرت سے یاد کریگا اُسکی ہنسی اور حسد دونون کم ہو جاوینگے اور حضرت معاویہ رض فرماتے ہین کہ مین سب آدمیون کے راضی کرنے پر قدرت رکھتا ہون مگر حاسد نعمت کہ وہ بدون زوال نعمت راضی نہین ہوتا ؎ توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے ٭ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست ٭ اور بعض حکما کا قول ہی کہ حسد ایک زخم ہی کہ کبھی نہین بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گذرتا ہی اُسکو وہی کافی ہی اور ایک اعرابی کا قول ہی کہ مین نے کسی ظالم کو مظلوم کے مشابہ سوائے حاسد کے نہین دیکھا کہ جب دوسرے کی نعمت دیکھتا ہی گویا اُسکے چھریان لگتی ہین اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ آدمی دوسرے پر کیون حسد کرتا ہی اگر اُسکو خدا تعالے نے لائق سمجھکر نعمت دی ہی تو جسکو خدا تعالے بزرگی دے اُسپر حسد کیا ضرور ہی اور اگر اور کچھ معاملہ ہی تو ایسی چیز پر کیا حسد کرنی چاہیے جسکا مآل دوزخ ہو اور بعض اکابر کا قول ہی کہ حاسد کو مجلسون مین تو ذلت اور مذمت ملتی ہی اور فرشتون سے بغض و لعنت اور خلق سے غم و غصہ اور نزع مین ہول و شدت اور قیامت مین عذاب و فضیحت

بارھوان بیان حسد کی حقیقت اور حکم اور اقسام اور مراتب کے ذکر مین - یہ تو ظاہر ہی کہ حسد نعمت ہی پر ہوا کرتی ہی پس جب اللہ تعالے کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمادے تو دوسرے شخص کے دو حال ہوتے ہین اول تو یہ کہ وہ نعمت اُسکو بُری معلوم ہو اور یون چاہے کہ اُسکے پاس نہ رہے اس حالت کا نام تو حسد ہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ حسد کی تعریف و حقیقت تو یہ ہی کہ دوسرے کی نعمت کو بُرا جاننا اور اُسکے پاس سے جاتے رہنے کا خواہان ہونا دوسرا حال یہ ہی کہ نہ تو وہ نعمت بُری معلوم اور نہ اُسکے زوال کا خواہان ہو بلکہ یون دل چاہے کہ ایسے ہی نعمت ہمکو بھی ملے اُسکا نام غبطہ اور منافست ہی اور کبھی منافست اور حسد ایک دوسرے کی جگہ بولی جاتی ہین اور اُسکا کچھ مضائقہ نہین معنی کی رو سے ایسا اکثر ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المومن یغبط والمنافق یحسد پس حسد تو ہر حال مین حرام ہی مگر ایسی نعمت پر جو کسی فاجر یا کافر کے ہاتھ لگی ہو اور وہ اُس سے فتنہ و فساد اور ایذارسانی کرتا ہو تو ایسی نعمت کو اُس شخص پر بُرا جاننا اور اُسکے زوال کا خواہان ہونا کچھ گناہ نہین اسلیے کہ خود نعمت پر تو یہ حسد نہین بلکہ اسوجہ سے ہی کہ وہ سامان فتنہ و فساد کا ہی اور اگر اُس سے وہ فساد و فتنہ نہ کرے تو کچھ بھی بُرا نہ معلوم ہو اور حسد کی حرمت مین جو حدیثین وارد ہین اُنکا ذکر پہلے ہو چکا ہی اُنسے صاف ظاہر ہی کہ حسد کا حکم حرمت ہی ہی علاوہ اِسکے گویا دوسرے کی نعمت کو بُرا جاننا خدا تعالے کے حکم سے غصہ ہوتا ہی کہ اپنے بعض بندون کو بعض پر فضیلت کیون دی اور یہ ایک ایسی بات ہی کہ اُسکے لیے نہ کوئی عذر ہی کہ اُس سے خدائی احکام پر نارضامندی ظاہر کیجاوے اور نہ اُسکی اجازت ہی غور کی بات ہی کہ اس سے بڑھ کر کونسا گناہ ہوگا کہ کسی مسلمان کی راحت بُری معلوم ہو حالانکہ اُسمین اپنا کچھ ضرر نہو اللہ جلشانہٗ نے بھی حسد کی مذمت جابجا ارشاد فرمائی ایک جگہ ارشاد فرمایا اِن تمسسکم حسنۃ تسؤھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا یہ خوشی شماتت کے باعث تھی اور شماتت و حسد لازم ملزوم ہین اور ارشاد فرمایا ودکثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسہم اسمین یہ بتلایا کہ کفار جو زوال نعمت ایمان چاہتے ہین حسد کے سبب ہی اور فرمایا ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء اور حضرت یوسف کے بھائیون کی حسد جہان ذکر فرمائی ہی تو اُنکے دل کی بات کو یون ارشاد فرمایا ہی اذ قالوا لیوسف

۱۲ یہ حدیث مرفوعاً نہین ملی بلکہ ابن ابی الدنیا نے اُسکو قول فضیل بن عیاض کا کہا ہی ۱۲
ت اگر تمکو پہنچے کچھ بھلائی بُری لگے اُنکو اور اگر تمپر پہنچے بُرائی خوش ہون اُس سے ۱۲
ت دل چاہتا ہی بہت کتاب والون کا کسی طرح تمکو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے [illegible]
[illegible]

اخوه احب الی ابینا منا ونحن عصبة ان ابانا لفی ضلال مبین اقتلوا یوسف او اطرحوه ارضا یخل لکم وجه ابیکم یعنی جب باپ کی محبت حضرت یوسف کے ساتھ بھائیون کو اچھی نہ معلوم ہوئی تو اُسکے زوال کی فکر کرکے اُنکو اُنکی نظرون سے غائب کر دیا اور فرمایا ولا یجدون فی صدورہم حرجا مما اوتوا اسمین حسد نہ کرنے والون کی تعریف ہو یعنی اُنکے دل تنگ نہین ہوتے اور نہ رنج کرتے ہین اور مقام انکار مین ارشاد فرمایا او یحسدون الناس علی ما اتہم اللہ من فضلہ اور فرمایا کان الناس امة واحدة اس کلمہ تک الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتہم البینات بغیا بینہم اسکی تفسیر مین بغیا کے معنے حسد کے لیے ہین اور فرمایا وما تفرقوا الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم یعنے علم اُنکو اسلیے عطا ہوا تھا کہ بجا آوری طاعت الٰہی مین متفق ہوکر آپس مین مانوس و مالوف ہوتے اسکے برخلاف حسد اور اختلاف کرنے لگے کہ ہر ایک کو یہی منظور ہوا کہ ریاست ہمین ملے دوسرے کے پاس نہ جاوے اور سب لوگ ہمارا ہی کہنا مانین اسی رد و بدل مین پڑگئے حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ قبل رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہود جب کسی قوم سے لڑتے تو یون دعا مانگتے کہ آلٰہی بطفیل اُس پیغمبر کے کہ جسکے بھیجنے کا تو نے ہمسے وعدہ کیا ہی اور اُس کتاب کے طفیل سے جسکو تو اُسپر اُتاریگا ہمکو فتح دے اور اُنکی فتح ہوا کرتی جب آنحضرت صلعم حضرت اسمٰعیل کی اولاد مین ہوے تو پہچان کر انکار کر گئے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہو وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا اور پھر اُسکے آگے فرمایا ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا یعنے حسد اور حضرت اُم المومنین صفیہ بنت حیی نے آنحضرت صلے علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک روز میرا باپ اور چچا آپ کے پاس سے گھر گئے تو میرے باپ نے چچا سے پوچھا کہ تم حضرت کی شان مین کیا کہتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ میری دانست مین یہ وہی نبی ہین کہ جنکی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام دے چکے ہین پھر میرے چچا نے میرے باپ سے پوچھا کہ تمھارا کیا عقیدہ ہو اُسنے کہا کہ مین تو زندگی بھر اُنکا دشمن ہی رہونگا اب منافست کا حکم سننا چاہیے کہ وہ حرام نہین جیسا کہ قرآن مجید مین ارشاد ہو وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون اور فرمایا سابقوا الی مغفرة من ربکم اسمین بھی منافست ہی مراد ہو اسلیے کہ سبقت ہان ہی ہوتی ہو جہان چیز کے جاتے رہنے کا خوف ہو مثلاً دو غلام اپنے آقا کی خدمت کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کیا چاہین تو مقصود ہر ایک کا یہی ہو کہ ایسا نہو میرا ساتھی آقا کے سامنے اول جاکر ایسی چیز لے لے کہ مجکو نہ ملے اور حدیث شریف مین تو تصریح ہی اسکی موجود ہو چنانچہ فرمایا لاحسد الا فی الاثنین رجل اتاہ اللہ مالاً فسلطہ علے ہلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللہ علماً فہو یعمل بہ ویعلمہ الناس پھر اسکی تفسیر حدیث ابی کبشہ انماری مین اسطرح فرمائی مثل ہذہ الامة مثل اربعة رجل اتاہ اللہ مالاً وعلماً فہو یعمل بعلمہ فی مالہ ورجل اتاہ اللہ علماً ولم یوتہ مالاً فیقول رب العلم لو ان لی مثل مال فلان لکنت اعمل فیہ بمثل عملہ فہما فی الاجر سواء اور یہ اسلیے ہو کہ وہ صرف اسی بات کو چاہتا ہو کہ فلانے جیسا مال مجھے بھی ملے یہ نہین چاہتا کہ اُسکے پاس سے جاتا رہے پھر اسی حدیث کا تتمہ یہ ہو ورجل اتاہ اللہ مالاً فہو ینفقہ فے معاصی اللہ ورجل لم یوتہ اللہ مالاً فیقول لو ان لی مثل مال فلان لکنت اعمل فیہ بمثل عملہ فہما فی الوزر سواء پس مذمت کرنا آنحضرت صلعم کا اس مفلس کو اس جہت سے ہو کہ اُسنے مال سے تمنائے معصیت کی نہ اس جہت سے کہ اُسنے دوسرے جیسا مال کیون چاہا اُس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی دوسرے کی نعمت پر غبطہ کرے اور اپنے واسطے بھی ویسا ہی چاہے اور دوسرے سے اُسکا دور ہونا پسند نہ کرے اور نہ اُسکے پاس اُس نعمت کا ہمیشہ رہنا بُرا معلوم ہو تو اسمین کچھ حرج نہین ہان یہان یہ بات رہی کہ حدیث

مذکورہ بالا مین لفظ حسد ہی اور ذکر اباحت منافست کا تھا تو اسکا حال ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ حسد اور منافست ایک دوسرے کی جگہ
پر بولے جاتے ہین اور بقرینہ مقام معنے لیے جاتے ہین منافست کی جگہ تو حسد کا استعمال اس حدیث مین ہی اور حسد کی جگہ منافست کا انشا
اس روایت مین موجود ہی کہ جب قثم[ح1] بن عباس اور فضل رض نے یہ چاہا کہ آنحضرت صلعم کی خدمت مبارک مین جا کر اس امر کی
درخواست کرین کہ حکومت صدقات کی ہمارے سپرد فرمائے تو حضرت علی رض نے اُنسے فرمایا کہ وہان جانا فضول ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تمکو یہ عہدہ عطا نہ فرماوینگے اُنھون نے جواب دیا کہ یہ بات تم منافست یعنی حسد سے کہتے ہو حالانکہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمکو اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بیاہ دی تو ہمنے تمپر کچھ منافست یعنی حسد نہین کی تھی انتہی اب یہ معلوم کرنا
چاہیے کہ جس نعمت پر آدمی غبطہ کرتا ہی اگر وہ نعمت دینی اور واجب ہی مثلاً ایمان اور نماز اور زکوۃ وغیرہ پس اُسپر غبطہ کرنا واجب
ہی یعنے یہ چاہنا کہ مجکو بھی یہ دولت نصیب ہو واجب ہی اسلیے کہ اگر واجب چیزون کو اپنے لیے نہ چاہیگا تو خدا کی نافرمانی سے گویا خوش
ہی اور یہ امر حرام ہی اور اگر نعمت مذکورہ فضائل مین سے ہو جیسے عمدہ باتون مین خواہ صدقات نفل مین صرف کرنا وغیرہ
تو ایسی نعمت مین غبطہ مستحب ہی اور اگر نعمت صرف ایسی ہی کہ اُس سے بقدر مباح بہرہ ور اور لذت یاب ہو سکے تو ایسمین منافست بھی مباح
ہی اور ان سب کا مآل یہ ہی کہ آدمی یون چاہتا ہی کہ مین دوسرے کے برابر ہو جاؤن اور اس نعمت مین اُسکا شریک ہون اور
نعمت کو بُرا جاننا اُسمین داخل نہین تو گویا اس نعمت مین دو باتین ہین اول تو جسکو یہ عطا ہوئی ہی اُسکا آرام اور دوسرے اس
شخص کے سوا جتنے اُس نعمت سے محروم ہین اُنکا نقصان ظاہر ہونا تو غبطہ کرنے والا امر اول کو بُرا نہین جانتا بلکہ اپنا ناقص
اور سب سے پیچھے رہنا بُرا جانتا ہی اور نعمت والے کی برابری چاہتا ہی اور اُسمین کچھ مضائقہ نہین کہ آدمی مباحات مین اپنے نقصان
اور پیچھے رہنے کو بُرا سمجھے ہان ایسی باتون سے فضل اُسکا ناقص رہیگا ہر چند اسی طرح کی باتین زہد اور توکل اور رضا کے برخلاف
ہین اور مقامات بلند کے لیے ایک حجاب تاہم موجب نافرمانی نہین ہین اور یہان ایک اور باریک دقیقہ ہی وہ یہ ہی کہ جب آدمی
اس بات سے ناامید ہوتا ہی کہ مجکو فلان جیسی دولت ملے اور اپنا کمتر رہنا بُرا معلوم ہوتا ہی تو بالضرور اپنے نقصان کو پورا کرنا
چاہیگا اور اُسکے نقصان جاتے رہنے کی دو ہی صورتین ہین یا یہ کہ دوسرے شخص کے پاس بھی وہ نعمت نہ رہے اور دونون برابر
ہو جاوین یا اُسکے پاس ویسی نعمت آ جاوے اور مساوی ہو جاوین اور جب ایک صورت نہین بن پڑتی تو بالضرور بمقتضاے بشریت
آدمی کا دل دوسری صورت کی طرف میل کریگا حتے کہ اگر بالفرض دوسرے کے پاس سے وہ نعمت جاتی رہے تو یہ بات زیادہ اُسکے
جی کو لگے گی بہ نسبت اُسکے کہ دوسرے کے پاس وہ نعمت ہمیشہ رہے کیونکہ اُسکے دور ہونے سے یہ اور وہ برابر ہو جاوینگے اور یہ
ایک ایسی بات ہی کہ بہت کم دل اس سے خالی ہوتے ہین اس صورت مین یہ تدبیر اولی ہی کہ غبطہ کا حال یون دریافت کرے کہ اگر
مثلاً دوسرے کی نعمت کا اختیار مجکو حاصل ہو تو مین کیا کرون اگر یہ بات دل مین گذرے کہ میرا بس ہو تو مین اس نعمت کو اس سے
دور کر دون تو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ خواہش حسد ہی اور اگر یہ خیال ہو کہ باوجود قابو و اختیار کے بھی تقوی اس امر کا مانع ہوگا
کہ دوسرے کی نعمت کو اُس سے علیحدہ کیجیے تو پھر غبطہ جائز ہی اسلیے کہ اپنے عقل و دین کے زور سے یہ نہین چاہتا کہ دوسرے سے
یہ نعمت جاتی رہے بلکہ اسکو یہ منظور ہی کہ مجکو بھی ویسی ہی نعمت مل جاویگی اور یہ نکتہ باریک جو ہمنے لکھا شاید اس حدیث مین یہی غرض
ہی[ح2] ثلاث لاینفک المومن عنہن الحسد والظن والطیرۃ اور پھر فرمایا[ح3] ولہ منہن مخرج اذا حسدت فلا تبغ معنے اسکے یہ ہین کہ اگر تیرے دل مین
کچھ گذرے بھی تو اُسکے بموجب عمل مت کر اور نفس الامر مین انسان سے بعید ہی کہ جب اپنے آپ کو دوسرے کا ہمسر کیا چاہے اور نعمت سے
عاجز ہو جاوے تو اس بات کا خیال نہ کرے کہ یہ نعمت اُسکے پاس بھی نہ رہے بلکہ اُسکا واہمہ گذرتا ہی ہی ورنہ دوسرے پر نعمت کے

ح ا یہ قصہ مسلم نے نقل کیا ہی مگر اسمین بروایت مطلب بن ربیعہ یون ہی کہ ربیعہ اور عباس نے جمع ہو کر کہا کہ فضل اور مطلب کو بھیجنا چاہیے پس مصنف کا قول مطلب کی جگہ قثم بیان کرنے مین سہو ہی ۱۲ ح تین چیزین ہین کہ ایماندار اُنسے خالی نہین ہوتا حسد اور ظن اور بدفالی ۱۲ کئی بار گذر چکی ۱۲ ح ۳ اور اسکو اُنسے نکال کی صورت ہی ۱۲

ہمیشہ رہنے سے تو ہمیشہ یہ کمتر ہی رہیگا پس اسطرح کی منافست ناجائز حسد کی ہم پلہ ہی تو ضرور ہوا کہ اسمین احتیاط کیجاوے کیونکہ یہ خطر کا مقام
آدمی اکثر اپنے اقارب و یگانون ہی مین سے بعضون کو اعلیٰ رتبہ پر دیکھتا ہی تو انکی برابری چاہتا ہی اسی سے کبھی اُس حسد مین مبتلا
ہوجاتا ہی جو شرعًا ممنوع ہی اسلیے کہ آخر اس حسد کا باعث تو خوف تفاوت اور ظہور نقصان ہی ہوتا ہی جو کبھی حسد مذموم مین بھی پھنسا
دیتا ہی بشرطیکہ قوت ایمانی اور زور تقوی نہو یعنے رفتہ رفتہ جب اپنے آپ ویسی نعمت نہین پاتا اور مساوی ہونے کو دل چاہتا ہی تو بجاے
کو یہی سوچتا ہی کہ اسکے پاس بھی نہ رہے تو برابر ہوجاوین اسطرح کی منافست کی ہرگز اجازت نہین بلکہ یہ قسم حرام ہی خواہ امور دینی مین
ہو یا دنیا مین لیکن اگر دل ہی دل مین یہ بات گذر جاوے اور اُسپر عامل نہو تو امید ہی کہ معاف ہوجاوے اور اس بات کو بزور
عقل و دین بُرا جاننا ہی کفارہ دل کے وسوسہ کا ہوجاوے اب مراتب حسد معلوم کرنے چاہیین کہ وہ چار ہین اول تو یہ کہ دوسرے
کی نعمت کا زوال چاہے گو وہ نعمت اُسکے پاس نہ آوے یہ درجہ سب مین زیادہ بُرا ہی دوسرے یہ کہ اُس نعمت کا اپنے پاس آنا
چاہتا ہی اس سے غرض نہین کہ دوسرا اُس سے کیون مستفید ہی اور نہ یہ چاہتا ہی کہ کسی کے پاس سے جاتی رہے مثلاً کوئی عمدہ مکان یا حکومت وغیرہ ہی
اُسکو اسکا دل چاہتا ہی کہ یہ میرے پاس آجاوے یہ نہین چاہتا کہ دوسرا اُسپر کیون مسلط ہی تیسرے یہ کہ خاص اُس نعمت کو اپنے لیے نہین چاہتا
بلکہ اُسکا مثل اپنے لیے چاہتا ہی اور اگر مثل نہ ملے تو اُسکا زوال چاہتا ہی تاکہ مساوات و برابری ہوجاوے چوتھے یہ کہ نعمت کا مثل اپنے لیے چاہتا ہی اور اگر
نہ ملے تو اُسکا زوال دوسرے سے نہین چاہتا پس بصورت اخیر جائز اور معاف ہی اگر نعمت دنیاوی مین ہو اور اگر نعمت دینی مین واقع ہو تو مستحب ہی اور مرتبہ دوم مین بہی
اسمین کچھ بھلائی ہی اور کچھ برائی یعنی زوال کسی کی نعمت کا نہ چاہنا تو اچھی بات ہی مگر جس شی پر دوسرا قابض ہی اُسکا اپنے واسطے چاہنا اچھا نہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہی ولاتتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض[1] اور تیسرا مرتبہ دوسرے کی نسبت برا ہی اور پہلا تو نرا برا ہی ہی اور مرتبہ ثانی کو اور رابع کو حسد مجازًا کہدیتے ہین

تیرھوان بیان منافست اور حسد کے اسباب مین۔

منافست کا سبب تو صرف محبت اُس چیز کی ہوتی ہی
اگر وہ شی امر دینی ہی تو اُسکا سبب اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُسکی اطاعت کی محبت ہی اور اگر امر دنیوی ہی تو اُسکا سبب دنیا کے
مناجات کی محبت اور اُنسے لذت پانے کا چسکا ہی اور ہمکو غرض حسد مذموم کے اسباب بیان کرنے سے ہی سو اُسکے اسباب گو بہت ہین
مگر اکثر سات سبب ہوتے ہین اول تو عداوت دوم برابر والے کی عزت کا ناگوار ہونا سوم دوسرے کی حقارت چہارم تعجب پنجم مقصد
مطلوب فوت ہوجانے کا خوف ششم محبت ریاست ہفتم خبث وبخل نفس کیونکہ آدمی جو نعمت کو دوسرے پر برا جانتا ہی یا تو اسلیے ہی
کہ وہ اُسکا دشمن ہی تو دشمن کی خیر کیون منا دے اور یہ سبب یعنے عداوت حسد کی اور اسباب کی نسبت بہت سخت ہی اسلیے کہ دستور ہی
کہ جس کسی کو کوئی شخص کسی وجہ سے ستاتا ہی خواہ اُسکے مطلب مین کچھ خلل انداز ہوتا ہی تو وہ اُس سے دل مین کینہ اور بغض
رکھتا ہی اور اُسپر غصہ کرتا ہی اور کینہ و غضب کے باعث انتقام کا خواہان رہتا ہی اگر اپنے آپ انتقام سے عاجز ہی تو پھر یہ چاہتا ہی
کہ زمانہ ہی اس سے انتقام لے یہانتک کہ اگر بالفرض اُسکو کوئی بلا پیش آوے تو یہی جانتا ہی کہ یہ امر صرف میرے اوپر ظلم کرنے
سے ہوا اور کہنے لگتا ہی کہ خدا نے میری سُن لی غرضکہ بغض کے باعث جہالت کے مارے اپنی کرامت سمجھنے لگتا ہی اور اگر کچھ
نعمت دشمن کو ملجاوے تو برا معلوم ہوتا ہی اور اس سے یہ وسوسہ کرتا ہی کہ خدا کے یہان میری کچھ پوچھ نہوئی کہ میرے دشمن سے
باوجود میری ایذا کے انتقام نہ لیا بلکہ اور انعام دیا حاصل یہ کہ بغض و عداوت کو حسد لازم ہی اور کچھ برابر والے پر موقوف
نہین ادنیٰ کمینہ آدمی بادشاہ سے حسد کرنے لگتا ہی یعنے بغض کی جہت سے یہ چاہتا ہی کہ اُسکی دولت جاتی رہے اور پرہیزگار
محتاط کو یہ چاہیے کہ اسطرح کی حسد کو اپنے دل سے جُدا جانے اور یہ وہ چیز ہی کہ کافرون کی صفت مین اللہ جلشانہ نے ارشاد فرمایا
واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور[2] اور فرمایا ان تمسسکم[3]

ف۱ اور ہوس مت کرو جس چیز مین بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک سے ۱۲ ف۲ اور جب تم سے ملتے ہین کہتے ہین ہم مسلمان ہین اور جب اکیلے ہوتے ہین کاٹ کاٹ کھاتے ہین تم پر انگلیان دشمنی سے تو کہ مرو تم اپنی دشمنی مین اللہ کو
معلوم ہی جیون کی بات ۱۲ ف۳ اگر تمکو لگے کچھ بھلائی بری لگے انکو اور اگر تم پر ہو پہنچے برائی خوش ہوون اُس سے ۱۲

حسنتہ تسوہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا اور فرمایا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر اور یہ حسد عداوت کی باعث اس سے کبھی نوبت کشت و خون یا نزاع کی پہونچ جاتی ہی اور تمام عمر نعمت کے دور کرنے کی تدبیرین سوچنے مین گذر جاتی ہی یا ہمیشہ چغلی اور پردہ دری یا اور ایسی ہی باتین کرتے رہتے ہین یا حسد اس سبب سے ہوتی ہی کہ حاسد کو یہ گمان ہوتا ہی کہ اگر اپنے کسی برابر والے کے پاس نعمت ہوگی تو وہ اسکی جہت سے بڑائی کرنے لگیگا اور مَین اسکو برداشت اسکے کبر و فخر کی نہین کہ اپنے نفس کی عزت سمجھتا ہی تو یہ دوسرا سبب حسد کا ہی اسکو تعزز کہتے ہین مثلاً اگر کوئی برابر والا کسی حکومت یا مال یا علم پر حاوی ہو جاوے تو حاسد کو خوف ہوتا ہی کہ کہین ایسی بات سے فخر و تکبر نہ کرنے لگے تو اسکو خود تو تکبر منظور نہین ہوتا مگر دوسرے کی شیخی کی چونکہ برداشت نہیں اسلیے حسد کرنے لگتا ہی کہ دوسرا شخص مجھسے زیادہ کیون ہو یا حسد اسلیے ہوتی ہی کہ دوسرے کو حقیر اور ذلیل سمجھتا ہی اور متوقع اس سے خدمت اور فرمانبرداری کا ہی جب اسکو اتفاقاً نعمت ملتی ہی تو حاسد کو یہ خوف ہوتا ہی کہ شاید وہ شخص اب میری بات نہ سُنے یا برابری کا دم بھرے تو ہماری شیخی کرکری ہو جاویگی یہ تیسرا سبب حسد کا ہی اسکو تکبر کہتے ہین اور انھین دو سببون یعنی تکبر اور تعزز کے سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اکثر کفار حسد کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید اسکا شاہد ہی فرمایا کہ لولا نزل ہذا القرآن علے رجل من القریتین عظیم یعنے اگر آپ بڑے آدمی ہوتے تو ہمکو اتباع اور فرمانبرداری شاق نہوتی ایک یتیم لڑکے کے سامنے گردن جھکانا کسطرح ہوسکے ان نامعقولون نے قدر اس در شاہوار کی نہ جانی اور یہ خیال نہ کیا ۵ در اگر یتیم شد بیش بود بہاے او + زانکہ خرد فزون نہند در یتیم را بہا + اس طرح قریش کا قول اللہ جلشانہ نقل فرماتا ہی اہولاء من اللہ علیہم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین اس قول کو براہ حقارت اور اپنی عزت کے کہتے تھے یا حسد کا سبب تعجب ہی یعنی حاسد جب کسی شخص پر کوئی بڑی نعمت یا بڑا عہدہ دیکھتا ہی تو اس جیسے آدمی پر اسطرح کا رتبہ کہتے ہوئے تعجب کرتا ہی کہ باوجودیکہ مین بھی اسی جیسا ہون مگر اسکو یہ رتبہ ملگیا جیسا کہ اللہ تعالے نے پہلی قوم کے حالات مین ارشاد فرمایا ما انتم الا بشر مثلنا اور فقالوا انومن لبشرین مثلنا اور ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخاسرون ان آیات مین انکے تعجب کا مذکور ہی کہ جو شخص ہم ہی جیسا ہی وہ رتبہ رسالت اور وحی اور قرب الی اللہ پر کیسے پہونچ گیا اسی بنا پر رسولون سے حسد کی اور چاہا کہ نعمت نبوت اُنسے جاتی رہے اسلیے کہ یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ جو آدمی ہماری ہی طرح ہی وہ ہمسے بہتر اور افضل ہو جاوے اسمین اسباب حسد مین سے اور کوئی سبب نہ تھا کہ پہلے سے عداوت ہو یا تعزز اور تکبر اور طلب ریاست وغیرہ مقصود ہو بلکہ صرف تعجب کی راہ سے یہ حسد تھی جیسا اور مقولے مذکور ہین ابعث اللہ بشرا رسولا اور لولا انزل علینا الملائکۃ اور اللہ تعالے نے خود انکے تعجب کو واشگاف فرمادیا او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علے رجل منکم یا حسد کا باعث مقصود کے فوت ہونے کا خوف ہوتا ہی یعنے دوسرے کی نعمت کے باعث اپنا مطلب جاتا رہیگا وہ نعمت کے باعث حاسد کی غرض پوری نہونے دیگا اور یہ قسم حسد کی ایسی مقصود و مطلب پر ہوتی ہی جسکے مدعی دو ہون پس جب کسی کو ان دونون مین سے کوئی ایسی چیز ملجاوے جس سے کہ مطلب کا ملنا سہل ہو جاوے تو دوسرے کو خواہ نہ خواہ اُسپر حسد ہوتی ہی کہ یہ ذریعہ مجکو کیون نہ ملا اور یہی قسم حسد کی دو سوتون مین ہوتی ہی کہ مطلب زوجیت کی ہر ایک مدعی ہوتی ہی اور دو بھائیون مین بھی واقع ہوتی ہی جبکہ ہر ایک کو مان باپ کے دل مین جگہ کرنی منظور ہو تاکہ انکے نزدیک لائق متصور ہوکر مال وغیرہ کا مالک ہو جاوے ایسا ہی دو شاگرد ایک استاد کے اس حسد مین مبتلا ہو جاتے ہین بشرطیکہ استاد کی آنکھون مین مرتبہ حاصل کرنا منظور ہو بادشاہی خواص اور مصاحبون مین بادشاہ سے مال و جاہ کے حاصل کرنے کے لیے یہی حسد ہوتی ہی جو واعظ کہ وعظ سے مال جمع کرتے ہین اور خلق کے دلون

مین عزیز بنا چاہتے ہین اُنکو بھی یہی نوبت پیش آتی ہو یا حسد کا موجب ریاست وجاہ کی محبت ہو یعنی اس بات کو چاہنا کہ جیسا ہمکو کوئی فن آتا ہو ایسا دوسرا نہ نکلے اور کوئی غرض خاص نہو مثلاً کوئی شخص یہ چاہے کہ کسی فن مین طاق بے نظیر ہو جاوے اور لوگ میری تعریف کیا کرین موجب اس امر کا اُسکو غلبہ ہوگا اور لوگون کے قول اپنی نسبت سنیگا کہ تم اپنے فن مین یکتاے دہر اور کامل زمانہ ہو آج کوئی تمہارا مقابل نہین تو ایسا شخص جب کبھی روے زمین پر اپنا نظیر سنیگا تو اسکو برا معلوم ہوگا اور یہ چاہیگا کہ یا وہ مرجاوے یا اُسکے پاس یہ فن نہ رہے کہ جسکے سبب میرا سہیم وشریک ہو وہ فن کوئی سا ہو خواہ شجاعت ہو یا علم یا عبادت یا پیشہ یا جمال یا ثروت وغیرہ غرض اپنے آپ کو فرد جاننے کے سبب جو خوشی ہوتی ہو اسکی محبت سے یہ حسد واقع ہوتی ہو ورنہ اور اسباب حسد یہان مفقود ہین نہ پہلے کی عداوت ہو نہ تکبر اور تعزز منظور ہو نہ مطلوب کے فوت ہونے کا خوف ہو بلکہ وہی دعویٰ یک فنی اور اختصاص ہو کہ ہمچو من دیگرے نیست اور یہ محبت جاہ کی اُس سے علاوہ ہو جو بعض علمار کیا کرتے ہین کہ ہواے ریاست کے اپنے اور کام نکالنے کے واسطے لوگون کے دلون مین گھر کرتے ہین علمار یہود جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے اور اتباع کا انکار کرتے تھے اُنکو بھی خوف تھا کہ جب ہمارا علم منسوخ ٹھہریگا تو ہماری ریاست اور بڑائی تباہ ہو جاویگی کوئی ہمارا پیرو نہوگا یا حسد کا سبب اُن چھیون اسباب گذشتہ مین سے کچھ بھی نہو صرف خبث نفس اور بخل طبع ہو کہ اللہ تعالی کی نعمت اُسکے بندون پر بُری معلوم ہوتی ہو اکثر آدمی ایسے پلے جاتے ہین کہ اُنکو ذوق ریاست بھی نہین نہ تکبر اور مال کے خواہان الاجب اُنکے سامنے کسی آدمی کا ذکر کیا جاوے کہ فلان شخص کو خداتعالے نے یہ شی عطا کی اور اُسپر یہ فضل ہوا تو یہ امر اُنپر شاق گذرتا ہو لیکن اگر لوگون کی پریشانی اور بدبختی اور مقصود کا نہ ملنا اور عیش کا تلخ ہونا ذکر کیا جاوے تو خوش ہوتے ہین ایسے لوگ ہمیشہ دوسرے کی بدبختی کو چاہتے رہتے ہین اور خداتعالے کی نعمت بندون پر دیکھ نہین سکتے گویا جتنا اورون کو ملتا ہو وہ سب انکے خزانے سے دیا جاتا ہو ایسے لوگ شحیح ہوتے ہین یعنے بخیل سے بھی بدتر اسواسطے کہ بخیل تو اُسی کو کہتے ہین جو اپنا مال کسی کو نہ دے اور شحیح اُسکو کہتے ہین کہ دوسرے کے مال مین بخل کرے یہی حال اُن لوگون کا ہو کہ یہ خواہ نخواہ خدا کے دین پر ناخوش ہوتے ہین حالانکہ بندون مین اور اُنمین کوئی رابطہ یا عداوت نہین ہوتی اور اسکا کوئی سبب ظاہری تو معلوم نہین ہوتا صرف یہی ہو کہ اپنی رذالت اور خبث نفس سے اس بلا مین مبتلا ہین سچ ہو ؎ نیش عقرب نہ از پے کین ست ۔ مقتضاے طبیعتش اینست ۔ اور اس قسم حسد کا علاج نہایت سخت ہو اسلیے اور اسباب حسد کے عارضی ہین ان مین یہ خیال ہوتا ہو کہ اگر سبب جاتا رہیگا تو حسد بھی جاتی رہیگی اور یہ تو پیدایشی کی خباثت ہو اُسکا نکلنا بہت دشوار ہو بلکہ قریب محال پس یہ ساتون سبب حسد کے مفصلاً بیان ہوئے بعض اوقات اُن مین سے بعض خواہ اکثر یا سب کے سب ایک ہی شخص مین جمع ہوجاتے ہین تو ایسی صورت مین وہ بڑی حسد کرتا ہو اور حسد کو ایک تقویت اور زور ہو جاتا ہو جسکو حاسد چھپا نہین سکتا نہ کسی سے بمروت پیش آتا ہو بلکہ ملت اور محبت کو بالاے طاق رکھکر علانیہ عداوت کرتا ہو اور فی زماننا جو حسد پائی جاتی ہو اکثر مین ان اسباب مین کچھ سبب اکٹھے ہی ہوتے ہین ایک سبب تنہا نہین ہوتا

چودھوان بیان اس بات کی وجہ کہ ہمسرون اور برابر والون اور بھائیون اور یگانون مین زیادہ حسد کیون ہوتی ہو اور غیرون مین کم اور ضعیف ہونے کا کیا سبب ہو

واضح ہو کہ حسد انھین لوگون مین زیادہ ہوتی ہو جنمین جو اسباب ہمنے ذکر کیے ہین اُنکی زیادتی ہو اور قوت حسد کو اُن لوگون مین ہوتی ہو جنمین اُن اسباب مین کئی کئی اکٹھے ہوگئے ہون کیونکہ ہوسکتا ہو کہ ایک ہی شخص تعزز کے باعث حسد کرے اور وہی تکبر اور عداوت کی جہت سے حسد کرے اور یہ سبب اُن لوگون مین زیادہ ہوتے ہین جنمین بہت سے روابط اور علاقہ ہون کہ اُنکے باعث مجلسون مین بیٹھکر آپس مین گفتگو کرتے ہین اور اپنی اپنی غرضین بیان کرتے ہین اُسوقت اگر کوئی شخص اُن مین سے کسی کے مطالب کے خلاف کہتا ہو تو مطلب والا اُس سے متنفر ہو کر بغض و

دکینہ دل مین رکھتا ہی اور یہ چاہتا ہی کہ کسی طرح اسکا بدلہ لون اور جیسے اُسنے میری غرض مین پاؤن اُڑادیا مین بھی اسکی غرض ہونے دون پھر جہان ایک سبب حسد کا ہو اسب اسباب ایک دوسرے کے پیچھے اکٹھے ہوتے جاتے ہین بہرحال حسد پاس بیٹھنے اور غرض کی باتین کرنے سے پیدا ہوتی ہی اسی لحاظ سے اگر ایک شخص کسی شہر مین رہتا ہو اور دوسرا کسی اُن مین حسد نہین ہوتی بلکہ اگر دور دور محلون مین رہتے ہون تب بھی حسد نہین ہوتی البتہ جب ایک مجلس مین یا مدرسہ یا مسجد یا بازار مین جمع ہون اور ایک ہی مطلب کے مدعی ہون تب حسد اُٹھتی ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اسی واسطے عالم شخص عالم کی حسد کرتا ہی عابد کی نہین کرتا سوداگر دوسرے سوداگر سے حسد کرتا ہی موچی سے حسد رکھتا ہی بزاز سے نہین رکھتا وجہ یہی ہی کہ دونون ایک پیشہ مین اکٹھے ہین اور اسی وجہ سے آدمی اپنے بھائی اور چچازاد سے بہ نسبت غیرون کے زیادہ حسد کیا کرتا ہی دونون سوتین آپس مین بہ نسبت ساس نندون کے زیادہ حاسد ہوتی ہین غرض جہان کہین دو شخصون کا مطلوب واحد ہوگا اور اُن مین اجتماع و نشست و برخاست باہمدگر واقع ہوگی وہان حسد زیادہ ہوگی مثلاً فرض کرو کہ ایک بزاز کپڑے کی دوکان کرتا ہی تو خریدارون کی کثرت چاہیگا جسمین کچھ فائدہ ہو تو جو شخص اس مطلب مین اُسکا حریف ہوگا اُسی کے ساتھ حسد کریگا دوسرے سے کیا مطلب پڑا ہی اب اگر اُسکا حریف دوسرا بزاز اُسکے پاس دوکان رکھتا ہو تو دور کے بزازون کی نسبت اُس سے زیادہ حسد ہوگی اسی طرح بہادر آدمی دوسرے بہادر کی حسد کرتا ہی عالم کی نہین کرتا کیونکہ پہلوان و بہادر کا یہ مقصد ہوتا ہی کہ جرات و شجاعت مین یکتا زمان مشہور ہو اور یہ صفت دوسرے مین نہ پائی جاوے پس اس صفت مین جو اُسکا سہیم و مزاحم ہوگا اُسی کی حسد کریگا عالم شخص اس مطلب مین اُسکا مخل نہین کہ اُسکی حسد کی نوبت پہونچے ہان عالم شخص عالم کی حسد کرتا ہی اور اُن مین واعظ آدمی واعظ کی حسد زیادہ کرتا ہی فقیہ و طبیب کی اتنی نہین کرتا بہرحال بنا رحسد دشمنی ہوتی ہی اور دشمنی کی اصل ایک مقصود مین شریک ہوتا ہی اور شرکت مقصود دور والے شخصون مین معلوم نہین ہوتی پاس والون مین پھوٹ ڈالتی ہی اسی واسطے پاس والون مین حسد زیادہ ہوتی ہی لیکن اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جسکو تمام جہان مین شہرت اور آوازہ منظور ہو وہ البتہ دنیا مین جہان کہین اپنا ہم مقصود دیکھیگا اُسکی حسد کریگا غرضکہ کہ جتنے اسباب حسد ہین سب کا منشا اگر بنظر غور کیا جاوے تو محبت دنیا سے معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ دنیا ہی کی چیزین ایسی ہین کہ سہیمون اور شریکون کو وافی نہین ہوتین اگر ایک کے پاس گئین دوسرا خالی ہاتھ رہجاتا ہی مگر آخرت کی چیزون مین تنگی نہین اُن مین بہت گنجائش ہی اور اُنکی مثال علم کی سی ہی کہ شرکت کے باعث کم نہین ہوتا ایک ہی چیز کو لاکھون آدمی جانتے ہین پس جو کوئی اللہ کی معرفت سے محبت رکھتا ہی اور اُسکی صفات اور فرشتون اور انبیا اور آسمان و زمین کے ملکوت سے واقف ہی اس واقفیت اور معرفت مین دوسرے کا حاسد نہین ہوتا کیونکہ معرفت مین تنگی نہین کہ ایک عارف کو جو حال معلوم ہو جاوے تو دوسرے کو نہو بلکہ ایک حال کو لاکھون عارف جانکر خوش ہوتے ہین اور اس سے مزہ لیتے ہین ایک کی لذت و خوشی کا دوسرا حارج نہین ہوتا بلکہ اجتماع و کثرت سے زیادہ اُنس و لذت ہوتی ہی اور یہی وجہ ہی کہ علماء دین مین حسد نہین ہوتی اسلیے کہ اُنکا مطلب اللہ کی معرفت و قرب الے اللہ ہی اور وہ دونون بڑے سمندر ہین جنکی کچھ انتہا نہین کیونکہ سب لذتون اور نعمتون سے بڑھکر دولت دیدار خداوندی ہی جسمین کسی کو ممانعت اور روک ٹوک نہین نہ ایک کا دیکھنا دوسرے کا حارج بلکہ کثرت ناظرین سے کیفیت و لذت دوبالا ہوگی ہان اگر عالمون کی غرض علم سے مال و جاہ کا حاصل کرنا ہی تو بیشک حسد پیدا ہوگی کیونکہ مال تو اجسام مین سے ہی جب ایک کے ہاتھ مین رہتا ہی دوسرے کے ہاتھ مین نہین جاسکتا اور جاہ کے معنی دلون مین جگہ ہونے کے ہین جب کسی آدمی کے دل مین ایک عالم کی تعظیم بھر جاویگی دوسرے کی تعظیم سے پھر جاویگا خواہ کم کریگا یہی وجہ عداوت و حسد کی ہوگی بخلاف معرفت کے کہ وہ اگر کسی کے دل مین پُر ہوگی تو اس بات کی مانع نہین کہ دوسرے کے دل مین نہ بھرے اور اُسکو لذت حاصل نہو خلاصہ یہ کہ علم اور مال مین یہ فرق ہی کہ مال تو ایسی چیز ہی جبتک ایک ہاتھ سے ۱۰

نہ نکلیگا دوسرے کو نہ ملیگا اور علم عالم کے دل مین رہتا ہی اور تعلیم کی جہت سے دوسرے کے پاس بھی جاسکتا ہی علاوہ اسکے مال ایک شی
منتہی ہی پس اگر بالفرض کوئی شخص تمام روے زمین کا مالک ہوجاوے تو دوسرے کے واسطے کچھ بھی نہ بچیگا اور علم وہ چیز ہی کہ جسکی کچھ حد
وانتہا نہیں وہ سب کا سب ایک شخص مین آجانا ہو ہی نہین سکتا پس جو شخص اس بات کا عادی ہو کہ خداوند کریم کے جلال عظمت
اور ملکوت آسمان وزمین مین فکر کیا کرے تو یہ امر اسکو ساری نعمتون سے لذیذ تر معلوم ہوگا اور اسمین کسی طرح کی روک ٹوک یا مزاحمت
نہو گی اور اسیوجہ سے ایسے شخص کے دل مین کسی شخص کی حسد نہوگی کیونکہ اگر کوئی اس شخص کی سی معرفت رکھتا ہوگا تو اسکی لذت
مین سے کیا کم ہوگا اسکو تو اور زیادہ حظ اور موانست ہوگی ان لوگون کو جو مطالعہ عجائب ملکوت ہمیشہ رہتا ہی اسکی لذت اُن لوگون
سے بڑھکر ہوتی ہی جو چشم ظاہری سے جنت کے درخت اور باغون کی سیر کرینگے اور مزے لوٹینگے اسلیے کہ عارف کی جنت صرف
اسکی صفت ذاتی ہی جسکو معرفت کہتے ہین یہ جنت کبھی فنا نہین ہوتی اور عارف ہمیشہ اسکے ثمرات سے بہرہ ور رہتا ہی اسکی روح
وقلب کی غذا علم کے ثمرات سے ہوتی ہی اور یہ وہ میوہ ہی جسکی شان مین لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ اور قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ خدا تعالے فرماتا ہی
اگر عارف آنکھین بند کرلیتا ہی تو روح سے جنت عالیہ کی سیر و تماشا کرتا ہی اب اگر عارفین کی مثلاً کثرت ہو تو آپسمین حاسد نہونگے
بلکہ انکا حال یہ ہوگا جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ اور یہ حال انکا جبھی تک
ہی جبتک دنیا مین رہین اس سے خیال کرنا چاہیے کہ جب قیامت مین پردہ اٹھا لیا جاویگا اور مشاہدہ محبوب کا کرینگے تو وہان کیا
حال ہوگا اس بیان سے معلوم ہوا کہ جنت مین ایک دوسرے کی حسد نہوگی اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ اہل جنت دنیا
مین ہین اُن مین بھی آپس مین حسد نہین ہوتی کیونکہ جنت بھی ایک غیر منتہی چیز ہی اسمین کچھ تنگی اور مزاحمت نہین اور وہ جبھی
ملتی ہی جب دنیا مین معرفت ایزدی حاصل ہو اور چونکہ معرفت مین کسی طرح کی مزاحمت نہین اسی جہت سے جنت والون مین بھی
حسد نہ دنیا مین ہوگی نہ آخرت مین بلکہ حسد تو وہ بلا ہی کہ اسکے باعث اعلی علیین سے آدمی اسفل السافلین مین پہونچ جاتا ہی
دیکھو شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کی کہ انکو ایسا رتبہ کیون ملا اور اسی وجہ سے سرکش و نافرمان ہوکر سجدہ
نہ کیا تو کہان سے کہان پہونچا اور حاسد کہلایا اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ حسد جبھی ہوتی ہی جب ایسے مقصود پر توارد ہو کہ جو
سب کو وافی نہوتا ہو اور جو چیز ایسی نہوگی اس مین حسد بھی نہوگی مثلاً ستارون کی زینت دیکھنے مین کوئی کسی کا حاسد نہین
ہوتا کہ وہ ایک وسیع چیز ہی البتہ باغون کی سیر مین حسد ہوتی ہی کہ یہ زمین کی ایک جزوی حصہ مین ہوتی ہی اور اگر تمام روے
زمین کو آسمان کے مقابلہ مین دیکھو تو کچھ بھی نہین اسصورت مین جو شخص دانا ہو اور اپنے نفس کی خیر چاہے اسکو چاہیے کہ
ایسی ہی نعمت کا طالب ہو کہ جسمین زحمت نہو اور ایسی لذت کا جویان رہے جو کبھی فنا نہو اور یہ بات دنیا مین سوا معرفت الٰہی اور اسکی
صفات وافعال کے اور کسی چیز مین نہین پائی جاتی اور آخرت مین بھی یہی بکار آمد ہوگی پس اگر آدمی کو شوق معرفت نہو اور نہ
اسمین مزہ ملے اور عقل بھی قاصر ہو اور رغبت کم تو ایسا شخص معذور ہی مثلاً نامرد آدمی کو شوق جماع نہین ہوسکتا لڑکا سلطنت
کی لذت نہین جان سکتا اسلیے کہ یہ لذات مردون سے مخصوص ہین نامرد و لڑکے اسکو کیا جانین ؎ جوہر نہووے جسمین جوہر شناس
کب ہی + جو صاحب ہنر ہو وہی ہنر کو پرکھے + اسی طرح کی لذت معرفت کے لیے بھی وہ لوگ مخصوص ہین جنکے حق مین قرآن مجید
مین ارشاد ہی لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ انکے سوا اور لوگ اس لذت سے محروم ہین اسلیے کہ اشتیاق معرفت کا بعد ذوق
کے ہوا کرتا ہی جسکو ذوق اور مزہ نہوگا وہ معرفت کو کیا جانیگا اور جو معرفت کو نہ جانیگا وہ مشتاق بھی نہوگا اور بدون اشتیاق طلب
ہونا معلوم اور بدون طلب مقصود تک پہونچنا دشوار ہی اور بغیر مقصود تک پہونچے سراسر محرومی اور اسفل السافلین مین رہنا ہوگا

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین۔

پندرھوان بیان اُس دوا کا جس سے حسد کا مرض جاتا رہے - جاننا چاہیے کہ حسد دل کے بڑے مرضون
مین سے ہی اور امراض دلی کا علاج علم و عمل سے ہوا کرتا ہی حسد کی روگ کو جو علم مفید ہی وہ یہ ہی کہ آدمی اس بات کو یقیناً جان لے
کہ حسد دینا و آخرت مین سراسر اُسکو مضر ہی اور جس سے حسد کرتا ہی اُسکا دین دنیا مین کچھ بھی ضرر نہین بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہی جب یہ بات
اچھی طرح جان لیگا اور اپنے نفس کا دشمن اور دشمن کا خیر خواہ نہوگا تو بالضرور حسد چھوڑ دیگا حسد کے باعث جو حاسد کو دین مین ضرر ہوتا
ہی وہ یہ ہی کہ حسد کے سبب حکم خدا سے راضی نہین ہوتا اور جس نعمت کو اُس نے اپنے بندون پر تقسیم فرمایا ہی اور اپنے عدل و حکمت
سے کارخانے جاری کیے ہین اُنکو بُرا جانتا ہی پس اُس سے بڑھ کر دین مین اور کونسا گناہ ہوگا کہ خدا کی تقدیر پر راضی نہو اور اُسپر
طرہ یہ ہی کہ ایک مرد مسلمان سے کینہ کے باعث بہ خیر خواہی پیش نہ آیا اولیا و انبیا کہ اللہ کے بندون کی خیر چاہتے ہین اُنکے زمرہ
سے علیحدہ ہوا اور ابلیس اور کافر جو مومنین کا بُرا چاہتے ہین اُنکے گروہ مین داخل ہوا یہ سب باتین دل کی اُن خباثتون مین سے
ہین کہ اُسکی نیکیون کو ایسا کھا جاتی ہین جیسے آگ لکڑی کو اور ایسا نشان مٹا دیتی ہین جیسے رات دن کا نشان کھو دیتی ہی اور دنیا
مین حاسد کا ضرر یہ ہی کہ ہمیشہ رنج و عذاب و غم و الم مین رہتا ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے دشمنون پر نعمتین دیتا رہتا ہی اور وہ جلتا
رہتا ہی جتنی اُنسے مصیبتین ٹلتی ہین اوتنا ہی اُسکو پریشانی خاطر اور تنگی سینہ ہوتی ہی اور مغموم اور محروم بنا پھرتا ہی جو بات کہ یہ اپنے
دشمنون کے لیے چاہتا تھا یا اُسکے دشمن اُسکے لیے چاہتے تھے اُسمین خود مبتلا رہتا ہی اُسکی تو تمنا یہی تھی کہ دشمنون کو رنج پہونچے
مگر خود دام رنج و غم مین پھنس گیا اور جس سے حسد کی اُسکی نعمت بھی حسد سے نہ گئی اگر بالفرض آدمی کو قیامت اور حساب کتاب
پر بھی ایمان نہو تاہم مقتضاے ہوشیاری عاقل کے لیے یہی ہی کہ حسد سے بچے جسمین خود اپنی جان کو رنج ہی رنج ہوا اور کچھ فائدہ نہوا اور
اگر عذاب آخرت کو بھی جانتا ہو تب تو بطریق اولے بچنا چاہیے عاقل شخص سے بہت عجیب ہی کہ بیفائدہ غضب الٰہی کا اپنے آپ کو
ہدف کرے اور اپنے دین و دنیا تباہ کرے اور انواع رنج و محن کا متحمل ہو اور حاصل حصول کچھ بھی نہو اور جس شخص کی حسد کرتا ہی
اُسکو دین و دنیا مین حسد کے باعث ضرر کا نہ پہونچنا صاف ظاہر ہی اسلیے کہ حسد کے باعث اُسکی نعمت دور نہین ہوتی بلکہ جو کچھ اللہ
تعالےٰ نے کسی کے لیے اقبال و نعمت مقدر کیا ہی وہ وقت مقررہ تک بیشک رہیگا اُسکے دفع کا کوئی حیلہ نہین کل شیٔ عندہ بمقدار اور
لکل اجل کتاب خود فرماتا ہی اسی بنا پر جب ایک پیغمبر نے انبیا سے جناب باری مین ایک عورت کی شکایت کی جو خلق پر حاکم ہوکر
ظلم کیا کرتی تھی تو ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہمنے ازل مین مقدر کر دیا ہی اُسکی تبدیل کی کوئی صورت نہین جتنا اقبال و عہد اُسکا لکھا گیا وہ ضرور
ہوگا تمکو اگر بُرا معلوم ہو تم اُسکے سامنے سے ٹل جاؤ غرض جب نعمت کا زوال حسد سے نہین ہوتا تو محسود کو دنیا مین کیا ضرر ہی اور آخرت
مین کونسا گناہ اور اگر یہ گمان ہو کہ شائد حسد کے باعث نعمت اُسکے پاس سے جاتی ہی رہے تو اسمین اپنے نفس کا دشمن ہونا ہی کیونکہ
آخر کوئی حاسد کا بھی دشمن ہوگا جو اُسپر حسد کرتا ہو تو اگر حسد ہی سے نعمت جاتی رہا کرے تو دنیا مین کوئی بھی ایسا نہ رہے جسکے پاس
خدا تعالےٰ کی نعمت ہو بلکہ نعمت ایمان سے بھی کوئی بہرہ ور نہو کیونکہ کافر تو مسلمانون کی حسد ایمان ہی پر کیا کرتے ہین جیسا کہ قرآن مجید
مین ہی ود کثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسہم پس جسکو یہ تمنا ہو کہ میرے حسد کے باعث دوسرے
کی نعمت جاتی رہے وہ گویا یہ چاہتا ہی کہ مجھ سے کفار کی حسد کے باعث نعمت ایمان سلب ہو جاوے اسی طرح اور نعمتون کو قیاس
کرنا چاہیے اور اگر حاسد یہ جانتا ہو کہ میرے حسد سے تو اورون کی نعمت جاتی رہیگی مگر اورون کے حسد سے میری نعمت نہ جاویگی تو یہ نہایت
جہالت و بے وقوفی ہی ہر ایک حاسد احمق یہی چاہا کرتا ہی کہ نعمت خاص میرے ہی لیے رہے لیکن کوئی وجہ ترجیح اور اولویت کی

نہین ہوتی کہ دوسرے کے پاس سے کیون اُسکے پاس آجاوے پس یہ انعام خداوندی کہ حسد کے باعث نعمت کو زوال نہین قابل شکرگزاری کے ہی جسکو جاہل بُرا جانتے ہین اور محسود کا فائدہ دین و دنیا مین بھی ظاہر ہی دین مین تو اسلیے کہ اُسپر حاسد نے ظلم و زیادتی کی خصوص ایسے حال مین کہ حسد کا اثر حاسد کے اقوال و افعال مین ہوا ہوا اور محسود کی غیبت و طعن و ہتک اور بدگوئی پر آمادہ کیا ہو اُن باتون سے حاسد کے حسنات محسود کو ملینگے اور قیامت کو نعمت آخرت سے ننگا ننگار ہجاویگا جیسا دنیا کی نعمت سے مفلس و محروم رہا تو محسود کو یہ فائدہ ہوا کہ نعمت دنیاوی پر نعمت اخروی بڑھ بڑھ کر ملی کہ نیکیان ہوئین کسی سے اور اُسکو مفت ملین اور حاسد کی جان کو شقاوت پر شقاوت ہوئی کہ دنیا مین حسد کے مارے جلتا رہا اور آخرت مین کیا کرایا دوسرے کو دیا گیا اور محسود کا نفع دنیا مین یہ ہی کہ ہر کوئی یہ چاہا کرتا ہی کہ میرے دشمنون کو شقاوت اور بُرائی پہونچے اور ہمیشہ رنج و تکلیف مین رہین سو یہ بات محسود کی دشمنی یعنی حاسد کو موجود ہی کوئی رنج و دکھ و حسد کے رنج سے بڑھ کر نہین غایت تمنا دشمنون کی یہ ہوتی ہی کہ اپنے آپ چین کرین اور اُنکے حاسد حسرت و غم مین مبتلا رہین پس حاسد اُنکی غرض و تمنا کے بموجب ہی رہتا ہی کہ وہ مزے لوٹتے ہین اور یہ چھاتی کوٹتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ دشمن اپنے حاسد کی موت نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہی کہ حاسد کی عمر زیادہ ہو تاکہ حسد کی آگ مین مدام جلتا رہے وہ اپنی نعمت کی اتنی خوشی نہین کرتا جتنی حاسد کے رنج سے خوشی ہوتی ہی اگر اُسکو معلوم ہو جاوے کہ حاسد کو رنج حسد سے نجات ہو گئی تو اُسپر گویا مصیبت ٹوٹ پڑی اب اگر ان باتون کو حاسد تامل کرے تو جان لے کہ مین قطعی اپنے نفس کا دشمن ہون اور دشمن کا خیرخواہ اسلیے کہ ایسی بات کی جسمین اپنا سراسر ضرر دنیا و آخرت مین ہوا اور دشمن کا نفع دونون جہان مین ہوا اور خالق و مخلوق کے سامنے بُرا ٹھہرا اور حال و مآل مین بدبخت ہوا اور محسود کی نعمت جون کی تون بنی رہی پھر اُسی پر بس نہین کی کہ دشمن کا کام بنگیا بلکہ ایک اور زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ جو سب سے زیادہ دشمن ہی یعنے ابلیس اُسکو بھی نہایت شادمانی ہوئی اسلیے کہ شیطان جب کسی شخص کو علم اور ورع اور جاہ اور مال کی نعمت سے مشرف پاتا ہی اور دوسرے کو محروم تو ڈرتا ہی کہ کہین ایسا نہو کہ یہ دوسرا شخص اُس سے محبت کرنے لگے اور اُسکو بھی اوتنا ہی ثواب ملے اسلیئے اُسکے دل مین بغض ڈال دیتا ہی کہ محبت کے ثواب سے محروم رہے جیسا کہ عمل کے ثواب سے محروم رہا ہی اخبار سے ثابت ہی کہ جو شخص مسلمانون کی بہتری چاہے اُسمین وہ بھی شریک رہتا ہی چنانچہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان شخص قوم سے محبت رکھتا ہی حالانکہ اُنکے پلہ کا نہین آپنے فرمایا المرء مع من احب[1] اور ایک روز اثنائے خطبہ مین ایک اعرابی آپکے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی آپنے پوچھا کہ تونے اُسکا کیا سامان کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین نے اُسکے لیے کچھ بہت سی نمازین یا روزے تو نہین جمع کیے لیکن اللہ تعالے اور اُسکے رسول کریم سے محبت رکھتا ہون آپنے ارشاد فرمایا انت مع من حبیب[2] حضرت انس رح راوی حدیث فرماتے ہین کہ جیسی خوشی مسلمانون کو اُس روز ہوئی ویسی کبھی نہوئی تھی یعنے اِس جہت سے کہ اکثر انکا اعتماد اللہ و رسول کی محبت پر تھا ؎ چہ غم دیوار امت را کہ باشد چون تو پشتیبان + چہ باک از موج بحر آن را کہ باشد نوح کشتیبان + حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ہم رسول کریم اور ابوبکر رض و عمر رض سے محبت رکھتے ہین گو اُنکے سے عمل نہین کرتے اسی محبت کے باعث خدا کی ذات سے توقع ہی کہ ہم اُنکے ساتھ ہی ہونگے اور حضرت ابوموسی رض فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کہ فلان شخص خود تو نماز و روزہ ادا نہین کرتا مگر نمازیون اور روزہ دارون سے محبت رکھتا ہی آپنے فرمایا ہو مع من احب[3] اور ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح سے کہا کہ یہ بات پہلے سے مشہور ہی کہ اگر آدمی سے ہو سکے تو عالم ہو عالم نہو سکے تو متعلم ہو متعلم بھی نہو سکے تو اُنسے محبت ہی رکھے اور اگر محبت بھی نہ رکھ سکے تو بغض ہی نہ کرے آپنے فرمایا سبحان اللہ خداوند کریم نے بڑی راہ نکال دی ہی اب تامل کرنا چاہیے کہ ابلیس نے باعث حسد کس طرح محبت کے ثواب سے محروم رکھا

[1] آدمی اُسکے ساتھ ہی جسکو چاہے بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود ۱۲
[2] تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست جانتا ہی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت انس رض ۱۲
[3] وہ اُسکے ساتھ ہی جس سے وہ محبت رکھتا ہی ۱۲ بخاری و مسلم بالفاظ دیگر مختصر ۱۲

اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ دوسرے کا بغض بھی دل میں ڈالکر اُسکو نظروں میں بُرا کر دیا یہانتک کہ گناہگار ٹھہرایا اور حاسد کے گناہ میں کیا شک ہی مثلاً اگر کسی عالم سے حسد کرے اور یہ چاہے کہ کسی طرح اس سے دین میں بھول ہو جاوے اور اُسکی چوک ظاہر ہو کر رسوا ہو وے یا بولنے میں بند ہو جاوے یا بیمار پڑ کر درس و تدریس سے باز رہے تو اس سے بڑھ کر اور کون سا گناہ ہوگا ہاں اگر آدمی عالم کے درجہ کو نہ پہنچے اور اسوجہ سے غمگین ہو تو گناہ اور عذاب اخروی سے محفوظ رہیگا حدیث شریف میں ہی کہ جنت کے لوگ تین قسم ہین المحسن والمحب والکاف عنہ یعنی تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو محسن سے ایذا دور کرین ایذا سے غرض ایذا جسمانی اور حسد اور بغض اور کراہت وغیرہ ہین لیکن مثال مذکورہ بالا مین شیطان نے حاسد کو تینوں قسموں مین سے ایک کو بھی نہ چھوڑا تو حاسد کے حسد سے تو دشمن پر کچھ بھی اثر نہ کیا مگر شیطان کی حسد اُسکے نفس پر کام کر گئی یہانتک کہ خواب یا بیداری مین حاسد کا حال اُسپر منکشف ہو جاوے تو یون معلوم ہوگا کہ اپنے دشمن کی طرف تیر پھینک رہا ہی کہ اُسکو قتل کرے لیکن اول تیر جو مارا تو اُسکے نہ لگا بلکہ اسی کی دہنی آنکھ مین لوٹ کر آ لگا پھر غصہ ہو کر دوسرا جو مارا وہ بھی اُچٹ کر اسکی بائین آنکھ مین لگا پھر اور جھنجھلا کر تیسرا تیر مارا وہ بھی ہٹ کر اسی کے سر مین آ لگا اسی طرح بار بار یہ اُسکو تاک تاک مارتا ہی مگر ہر دفعہ اسی کے پھر کر لگتا ہی وہ بہر حال سالم و محفوظ رہتا ہی اور اُسکے حرکات پر ہنستا ہی اور تالیان بجاتا ہی تو محسود اور شیطان حاسد کا اسیطرح تمسخر کرتے ہین بلکہ اگر غور کیا جاوے تو حاسد کا حال تیرانداز کی نسبت زیادہ بُرا ہی کیونکہ تیر سے صرف نقصان آنکھوں کا یا اعضاء ظاہری کا ہوتا ہی کہ اگر بالفرض اُسوقت نہ جاتے تو مرنے کے بعد فنا ہو جاتے اور حاسد کے اوپر گناہوں کی بوچھار ہوتی ہی کہ مرنے کے بعد بھی اُسکا رنج ساتھ رہیگا اور کیا عجب ہی کہ غضب خداوندی دوزخ مین پہونچا دے پس دنیا مین اندھا ہو کر رہنا اس بات سے بہتر ہی کہ آنکھون کے ہوتے دوزخ مین جاوے اور اُنکو آتش دوزخ دکھاوے اس بات کو خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے حاسد سے کیا بدلہ لیا یہ یون چاہتا تھا کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہے خدا نے اُسکے پاس سے تو نہ کھوئی اسی کے پاس سے کھو دی یعنی گناہ سے بچا رہنا اور غم و الم سے سلامت رہنا بڑی نعمت تھی حاسد کو اُسسے محروم کر دیا چنانچہ خود فرماتا ہی لا یحیق المکر السیئی الا باہلہ اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ جس بات کی تمنا دشمن کے لیے کرتا ہی خود اُسمین مبتلا ہوتا ہی بلکہ ایسا بہت کم ہوتا ہی کہ جو دوسرے کی بُرائی چاہے خود اُسمین مبتلا نہو چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جو چیز مین نے کبھی حضرت عثمان رضؓ کے واسطے تمنا کی وہ مجھپر پڑی یہانتک کہ اگر مین اُنکے قتل کی تمنا کرتی تو خود مقتول ہوتی یہ تو حال صرف حسد کے گناہ کا ہی اس سے اُن چیزون کو خیال کرنا چاہیے جو حسد کے باعث پیدا ہوتی ہین یعنے اختلاف اور انکار حق اور دست و زبان کا فواحش پر چلنا اور دل کے پھپھولے پھوڑنے وغیرہ غرضکہ یہ وہ مرض ہی جس سے پہلی قومین ہلاک ہوئی ہین یہانتک علاج علمی تھا پس جب آدمی ذہن صاف اور حضور قلب سے اُسکو سوچیگا حسد کی آگ تہ دل مین فرو ہو جاویگی اور جانیگا کہ یہ بلا میرے نفس کی مہلک ہی اور میرے دشمنون کی خوش کرنے والی اور پروردگار عالم کی ناخوش کرنے والی اور عیش کی مکدر کرنے والی **اب** علاج عملی کو سننا چاہیے کہ جس کام کو حسد مقتضی ہو اُسکے خلاف عمل کرے خواہ قول ہو یا فعل مثلاً اگر حسد اُس بات کو چاہے کہ محسود کی بُرائی بیان کیجے تو اپنی زبان سے بزور اُسکی مدح و ثنا کرے اور اگر حسد کے مارے تکبر کو جی چاہے تو بتکلف اُس سے تواضع اور عذر پیش آوے اور اگر حسد مقتضی اُسکے نہ دینے کی ہو تو جتنا پہلے دیتا تھا اُس سے زیادہ دینے کی عادت کرے جب یہ باتین کوشش اور اجتہاد سے کریگا اور محسود کو معلوم ہو جاویگا تو وہ راضی ہو جاویگا اور محبت کرنے لگیگا اور جب اُسکی طرف سے محبت ہوگی تو حاسد کو بھی خواہ نخواہ محبت پیدا ہوگی اور آپس کے اتفاق سے بالکل مادہ حسد کا منقطع ہو جاویگا اسلیے تواضع اور مدح و ثنا اور نعمت پر اظہار سرور ہی نعمت والے کا دل کھینچ آتا ہی اور غلام بنجاتا ہی اور بہ مہربانی پیش آتا ہی اور اُنکے عوض مین سلوک کرنا چاہتا ہی جب اُسکی طرف سے سلوک ہوتا ہی تو دوسری طرف سے بھی انسان بندہ احسان کا مضمون ہین ہو کر جو باتین بتکلف سرزد ہوتی تھین اب طبعاً ہونے لگتی ہین

۱۲ اول احسان کرنے والا دوم اُس سے محبت رکھنے والا سوم اُسکی طرف سے روکنے والا یعنی مصائب کو ۱۲ اُسکی سند نہیں ملی ۱۲ منہ ۱۲ اور بُرائی کا داد اُسکے داد والون پر ۱۲

اور اس باب مین شیطان حاسد کو یہ دھوکہ دیتا ہی کہ اگر تو تواضع اور ثنا کریگا تو محسود کی نظرون مین عاجز یا ذلیل یا خوفناک یا منافق ٹھہریگا تو آدمی کو چاہیے کہ اس فریب مین نہ آوے بلکہ یون جانے کہ خوش معاملگی خواہ تکلفاً ہو یا طبعاً عداوت طرفین کو فرو کردیتی ہی اور حسد کے دانت کھٹے ہوجاتے ہین دل الفت و محبت کی طرف رجوع کرتا ہی اور رنج و عذاب حسد سے اور بغض کے دکھ سے راحت پاتا ہی یہ علاج حسد کا ہی اور نہایت مفید ہی اسلیے کہ شدت سے تلخ ہی اور ع کہ دارو ے تلخست دفع مرض ⁺خود مشہور ہی پس جو شخص تلخی دوا پر صبر نہ کریگا وہ شیرینی شفا بھی نہ چکھیگا اس دوا کی تلخی جبھی آسان معلوم ہوتی ہی جب آدمی ان باتون کو سوچے جو اوپر مذکور ہوئین اور اللہ تعالے کے حکمون پر برذور راضی رہے اور ثواب رضا کا طالب اور اپنے آپ کو وہی منظور ہو جو خدا کو منظور ہو اپنے نفس سے یہ بات نکال دے کہ کوئی چیز میری مرضی کے خلاف نہو کیونکہ اگر یہ بات دل مین جمی رہیگی تو گویا انہوت بات کا خواہان ہوگا اسلیے کہ اس امر کی طمع کرتی کہ سب کام میرے حسب مراد ہون سراسر فضول ہی اور چونکہ مراد کا نہ ملنا بھی ایک طرح کی ذلت اور خست ہی اور اس ذلت سے بچاؤ کی صورت دو ہی طرح پر ہی یا تو سب کام مرضی کے موافق ہون یا جو کچھ ہوجاوے اسپر راضی ہو امر اول اپنے اختیار مین نہین نہ تکلف اور مجاہدہ اسمین کارآمد اسلیے دوسری بات مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوسکتی ہی ہر ایک عاقل کو اسکا حاصل کرنا واجب ہی یہ علاج بطور اجمال بیان ہوا اور مفصل علاج جس سے اسباب حسد کی بیخ کنی ہو یعنے کبر اور عزت نفس اور امور بیہودہ پر اصرار بیجا وغیرہ انکی تفصیل اور ہر ایک سبب کا علاج انشا اللہ اپنے اپنے موقع پر آویگا کیونکہ اس مرض کا مادہ یہی اسباب ہین اور روگ بدون قطع مواد کے نہین جاتا پس جو شخص ان علاجون کو دستور العمل بناویگا تو اور کچھ نہین تو اسقدر تو ضرور ہوگا کہ دل مین تسکین اور ٹھنڈک ہوجاوے اور مواد کے رہتے ہوے تسکین حاصل ہونی باوجود سخت محنت کے بھی دشوار ہی مثلاً فرض کرو کہ کوئی شخص محبت جاہ رکھتا ہی جو اسباب حسد مین سے ہی تو ضرور اپنے حریف پر حسد کریگا اگر اسکی نسبت لوگون کے دلون مین زیادہ جگہ کرنی چاہیگا اور اگر وہ زیادہ تر مقبول ہوگا تو اسکو البتہ رنج ہوگا غایت یہ کہ اپنے ہاتھ و زبان سے اس غم کا اظہار نہ کرے اور پی جاوے مگر یہ نہین ہوسکتا کہ محبت جاہ بھی باقی ہو اور حسد نہ رہے

سولھوان بیان اس مقدار حسد کا جسکا دور کرنا لازمین سے واجب ہی

جاننا چاہیے کہ ایذا دہندہ کے اوپر آدمی کو طبعاً غصہ آتا ہی مثلاً اگر کوئی تمکو ایذا دے تو تمسے یہ نہو سکیگا کہ اس سے بغض نہ رکھو یا اسپر کوئی نعمت آجاوے تو برا نہ جانو اور نیکی و بدی مین اسکا حال اپنے نزدیک برابر سمجھو بلکہ دونون حالون مین ہمیشہ فرق معلوم ہوگا اور شیطان بھی علی الدوام حسد کی طرف کھینچتا رہیگا لیکن اگر اسکا جذبہ غالب پڑجاویگا حتی کہ ظہور حسد تمھارے قول و فعل اختیاری مین ہونے لگے تو تم حاسد اور گناہگار ٹھہروگے اور اگر اپنے ظاہر کو بالکل ایسے امور سے روکے رکھوگے مگر باطن مین خواہان اس بات کے ہوگے کہ نعمت اسکی جاتی رہے اور اس بات کو برا نہ جانتے ہوگے تب بھی حاسد اور عاصی ہوگے اسلیے کہ حسد قلب کی صفت ہی صفت فعل نہین جیساکہ قرآن مجید مین ارشاد ہی ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا اور فرمایا ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء اور فرمایا ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم اور فعل جو حسد سے سرزد ہوتے ہین مثل غیبت اور جھوٹ وغیرہ کے وہ عین حسد نہین ہین بلکہ محل حسد کا قلب ہی ہی اعضاء ظاہری اسکے محل نہین ہان اتنا فرق ہی کہ اس قسم حسد مین جو اقوال و افعال ظاہری مین نہ آوے اور دل ہی مین رہے کوئی حق عبد نہین ہی کہ اسکا معاف کرانا واجب ہو بلکہ خدا کے نزدیک گناہگار ٹھہرتا ہی اور معاف کرنا وہان واجب ہوتا ہی جہان اسباب کا ظہور اعضاء ظاہری پر ہوا ہو اگر باوجود اعضاء ظاہری کے روکنے کے اپنے نفس کی اس حالت کو بھی برا سمجھو کہ دوسرے کی نعمت کا زائل ہونا کیون پسند کرتا ہی یہانتک کہ گویا نفس پر اسوجہ سے غصہ کرو تو یہ برا سمجھنا عقل کی جانب سے ہوگا یعنے طبیعت کی طرف سے جو خواہش زوال نعمت پائی جاویگی اسکو برا جاننا عقل کی طرف سے ہوگا اسصورت مین جو امر تمپر واجب تھا وہ کرگذرے اگر اس سے زیادہ اور کچھ اختیار مین نہین ہوتا اور اسطرح پر طبیعت کا بدل دینا کہ اسکے نزدیک موذی

اور محسن ایک سے ہوجاوین اور خواہ اُسپر خوشی آوے یا مصیبت ٹوٹ پڑے اُسکا یکسان حال رہے یہ امر طاقت طبعی سے باہر ہی بشرطیکہ آدمی دنیا کی لذات مین پھنسا رہے ہان اگر اللہ تعالیٰ کی محبت مین ڈوبا رہیگا اور شراب عشق حقیقی سے متوالا بنیگا تو ایسا حال ہوجاویگا کہ بندون کے جدے جُدے احوال کی طرف توجہ نہ رہیگی سب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھیگا یعنے سب پر نظر رحمت ہی کریگا اور سب کو مخلوق خدا اور اُنکے افعال کو افعال خدا سمجھیگا اور کُل مخلوق کو مسخر حکم آلہی جانیگا اور یہ حال اگر کسی کو میسر بھی ہوتا تو دائمی نہین بجلی کی چمک کی طرح آنًا فانًا گذر جاتا ہی پھر قلب اپنی حالت طبعی کی طرف آجاتا ہی اور دشمن جانی شیطان لعین پھر وہی وسوسہ ڈالنا شروع کرتا ہی پس اگر اُس مردود کے مقابلہ مین بزور عقل اُسکی بات کو بُرا جانیگا تو جو امر اُسکے ذمہ واجب ہی اُسکو ادا کر چکا اور بعضون کا قول ہی کہ جب تک حسد کا ظہور اعضاء ظاہری مین نہو تب تک گناہ نہین ہوتا اسلیے کہ حضرت حسن رض سے کسی نے حسد کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اُسکو پوشیدہ رکھنا چاہیے اس سے کچھ ضرر نہین ہونے کا جب تک کہ ظاہر نہ کروگے اور بعضون نے اس روایت کو کسے موقوف اور مرفوع بیان کیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ثلاثۃ لایخلو منہن مومن و لہ منہن مخرج فمخرجہ من الحسد ان لایبغی مگر بہتر یہ ہی کہ اُس سے مراد وہی لیجاوے جو ہم اوپر لکھ چکے ہین یعنے دین اور عقل کی جانب سے بمقابلہ محبت طبعی حسد باطنی کی بُرائی بھی دل مین ہو اور اسی بُرائی کی جہت سے بغی اور ایذا سے باز رہے کیونکہ جتنی حدیثین کہ حسد کی مذمت مین وارد ہوئی ہین بظاہر اسی بات پر دلالت کرتی ہین کہ سب قسم کے حاسد گناہگار ہین علاوہ اُسکے حسد صفت قلب کا نام ہی نہ افعال کا اس سے صاف ظاہر ہی کہ جو مسلمان کی بُرائی چاہے وہ بالضرور حاسد ہی خلاصہ یہ کہ اگر آدمی صرف دل سے حسد کرے اور ظاہر مین اُسکا اثر نہو تو اسطرح کے حسد کے گناہ ہونے مین اختلاف ہی الا ظاہر آیات و احادیث سے وہی معلوم ہوتا ہی جو ہم لکھ چکے ہین اور معنون کی جہت سے بھی کچھ ایسا ہی سمجھا جاتا ہی اسلیے کہ بہت بعید معلوم ہوتا ہی کہ ایک آدمی دوسرے مسلمان کی بُرائی کا دل سے خواہان ہو اور اس خواہش کو بُرا بھی نہ جانے اور پھر معاف کردیا جاوے اور اس بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ آدمی کو دشمن کے ساتھ تین حال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ بحسب مقتضائے طبع اُسکی بُرائی چاہے مگر اس بُرائی چاہنے کو عقل سے بُرا سمجھے اور اپنے نفس پر غصہ کرے اور اس بات کا کوئی بہانہ ڈھونڈھے جس سے یہ خواہش دل سے جاتی رہے تو یہ قسم حسد کی قطعًا معاف ہی اسلیے کہ آدمی کے اختیار مین اس سے زیادہ کچھ نہین، دوسرے یہ کہ دل مین اُسکی نعمت کے زائل ہونے کی محبت ہو اور اُسکی بُرائی سے خوشی ظاہر کرے خواہ زبان سے یا اور اعضا سے تو یہ حسد یقینًا ممنوع ہی تیسرے یہ کہ حسد صرف دل سے کرے اور اُسکو بُرا نہ سمجھے اور نہ اپنے نفس پر اسوجہ سے غصہ کرے الا اعضاء ظاہری پر حسد کا ظہور کچھ نہو اور مقتضائے حسد سے کوئی فعل اختیاری نہ کرے تو اس قسم مین اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ اسی قسم مین بقدر قوت و ضعف محبت زوال نعمت کے گناہ ہوگا واللہ اعلم والحمد رب العالمین

وحسبنا اللہ و نعم الوکیل

چھٹا باب دنیا کی مذمت کے بیان مین اسمین پانچ بیان ہین

رباعی ہی حمد و ثنا کا بحر واسع مشہور
احسن ہی کہ مین اُسکے نہو کر درپے

اس ورطہ سے ہو پار کوئی کیا مقدور
دنیا کی بُرائیان کرون کچھ مذکور

واضح ہو کہ دنیا اللہ کی اور اُسکے دوستون اور دشمنون کی سب کی دشمن ہی اللہ کی دشمن اسوجہ سے کہ اللہ کے بندون کو اُسکا راستہ نہین چلنے دیتی ہی رہزنی کرتی ہی اسی جہت سے جب سے اللہ تعالیٰ نے اُسکو پیدا کیا ہی اُسکی طرف نگاہ بھر کر نہین دیکھا اور دوستان خدا کی اسوجہ سے دشمن ہی کہ اُنکے سامنے بڑے تزک اور آرایش سے بن بن کر آتی ہی اور اپنے چھلاوے دکھلاتی ہی کہ کسی طرح شیفتہ ہوجاوین انکو اُسکے علحدہ کرنے مین بہت سا صبر کرنا پڑتا ہی اور دشمنان خدا کی اسلیے دشمن ہی کہ اُسنے اپنے مکر و فریب سے انکو بتدریج پھنسا لیا یہانتک کہ وے اُسپر اعتماد کر بیٹھے لیکن پھر وہ ایسا اُنکو محتاج کریگی کہ بجز حسرت و ندامت کچھ ساتھ نہ لیجاینگے اور ابدالآباد کی سعادت سے محروم رہینگے

دنیا کی جدائی سے جُدا داغ بدل ہونگے اور اخروی مصائب مین جدا پادرگل اگر فریاد کرینگے تو یہ جواب سنینگے اخسئوا فیہا ولا تکلمون اور اس آیت
کے مصداق بنینگے اولئک الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون جب دنیا کی آفات و شرور کا یہ حال ہی
تو اولاً اُسکی حقیقت اور ماہیت کا پہچاننا بہت ضروری ہی اور یہ کہ باوجود عداوت کے اُسکے پیدا ہونے مین کیا حکمت ہی اور اُسکے فریب
اور شرور کے راستون کو بھی معلوم کرنا لابدی ہی اسلیے کہ جو بدی کو جانتا ہی نہین اُس سے کیسطرح بچیگا بلکہ تعجب نہین کہ اُسمین مبتلا ہوجاے
اسی لیے ہم دنیا کی مذمت اور مثالین اور حقیقت اور اُسکے معنون کی تفصیل اور اُسکے کامون کے اقسام ذکر کرتے ہین اور نیز جس وجہ سے
حاجت اُسکی طرف ہوتی ہی اور جس باعث سے کہ لوگ اُسمین مشغول ہوکر خدا سے پھر جاتے ہین اُس کو بھی لکھینگے

بیان اول دنیا کی مذمت مین - کلام مجید مین آیات مذمت دنیا کی بہت ہین اور اکثر جا لوگون کو اُسکی طرف سے اعراض
کرنے اور آخرت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہی بلکہ انبیا علیہم الصلوٰة والسلام کے بھیجنے سے بھی صرف یہی مقصود ہی اس لحاظ سے کلام اللہ سے
اُسکی سند لانے کی ضرورت نہین صرف چند احادیث جو اس باب مین وارد ہین اُنکو لکھے دیتے ہین روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مردار بکری پر گذرے اور اصحاب رضہ سے فرمایا کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہی یا نہین اُنھون نے عرض کیا کہ اگر ذلیل نہوتی
تو یہان کیون ڈال دیتے آپنے فرمایا کہ قسم ہی اُس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ
ذلیل ہی اور اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر اچھی ہوتی تو کافر کو اُسمین سے ایک گھونٹ بھی نہ ملتا اور دوسری حدیث مین فرمایا
الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر اور فرمایا الدنیا ملعونة ملعون ما فیہا الا ما کان للہ منہا اور حضرت ابو موسی اشعری سے یہ حدیث مروی ہی من
احب دنیاہ اضر بآخرتہ ومن احب آخرتہ اضر بدنیاہ فاثروا ما یبقی علی ما یفنی اور فرمایا حب الدنیا راس کل خطیئة اور زید بن ارقم رح فرماتے
ہین کہ ہم حضرت ابوبکر رضہ کے ساتھ تھے کہ اُنھون نے پانی مانگا لوگ پانی شہد مین ملا ہوا لے آئے جب آپنے منھ سے لگایا خوب روئے
یہانتک کہ سب ساتھی بھی رونے لگے اور روکر چپ ہوگئے مگر حضرت صدیق رضہ چپ نہوے اور برابر رویا کیے حتی کہ لوگون نے جانا کہ ہم سبب
گریہ بھی نہ پوچھ سکینگے پھر آپنے اپنی آنکھین پونچھ ڈالین لوگون نے عرض کیا کہ اے نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس
سبب سے روتے تھے آپنے فرمایا کہ مین ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مین نے دیکھا کہ آپ کسی سے فرماتے ہین
کہ میرے پاس سے دور ہو حالانکہ وہان کوئی نہ تھا مین نے عرض کیا کہ آپ کس کو دفع کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اسوقت دنیا مجسم ہوکر میرے
سامنے آئی مین نے اُسکو کہا کہ مجھ سے علیحدہ رہ وہ پھر آئی اور مجھسے کہنے لگی کہ اگر آپ مجھ سے بچے رہینگے تو آپکے بعد کے لوگ تو نہین
بچینگے اور ایک حدیث مین ہی یا عجبا کل العجب للمصدق بدار الخلود وہو یسعی لدار الغرور اور روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک گھوڑے پر کھڑے ہوگئے اور لوگون کو ارشاد فرمایا کہ آؤ دنیا دیکھو اور اُس گھوڑے پر سے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی ہڈیان
لیکر فرمایا کہ ہذہ الدنیا اسمین یہ اشارہ ہی کہ زینت دنیا بھی ان کپڑون کی طرح جلد کہنہ ہوجاویگی اور جو جسم دنیا مین پرورش پاتے ہین وہ
ان ہڈیون کی طرح سڑ گل جاوینگے اور ایک حدیث مین فرمایا ان الدنیا حلوة خضرة وان اللہ مستخلفکم فیہا فناظر کیف تعملون ان بنی اسرائیل
لما بسطت لہم الدنیا ومدت تاہوا فی الحلیة والنساء والطیب والثیاب اور حضرت عیسی علیہ السلام کا ارشاد ہی کہ دنیا کو اپنا مالک مت بناؤ
وہ تمکو غلام بنالیگی اور اپنا خزانہ ایسے کے پاس جمع کرو جو تلف نہ کرے یعنے دنیا مین خزانہ والے پر آفت کا خوف رہتا ہی جسکا خزانہ

[illegible]

خدا کے پاس ہوگا اُسکو کچھ آفت کا خوف نہین اور یہ بھی انھین کا ارشاد ہی کہ اے گروہ حوارین مین نے تمھارے لیے دنیا کو اوندھے منھ کر دیا ہی ایسا
نہو کہ میرے بعد تم اُسکو اُٹھا کھڑا کرو دو دنیا کی خباثت مین سے ہی کہ آدمی اُسکے لیے خدا کی نافرمانی کرتا ہی اور جب تک یہ نہین چھوٹتی آخرت نہین ملتی
دنیا کو گذرگاہ سمجھو اور مسافرون کی طرح سے اُسپر گذر جاؤ عمارت وغیرہ نہ بناؤ اور جان رکھو کہ سب برائیون کی جڑ دنیا کی محبت ہی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ
ایک گھڑی کی خواہش نفس بہت دنون کے رنج کا موجب ہوتی ہی اور یہ بھی اُنھین کے ارشادات مین سے ہی کہ تمھارے لیے دنیا اوندھی منھ پڑی
ہی اور تم اُسکی پشت پر بیٹھے ہو تو چاہیے کہ دنیا کے باب مین بادشاہ اور عورتین تمھارا مقابلہ نہ کرین یعنے بادشاہون سے دنیا کے لیے مت جھگڑو کیونکہ جب
تم اُنسے اور اُنکی دنیا سے غرض نہ رکھوگے وہ تمھارے درپے نہونگے اور عورتون سے بچاؤ کی صورت نماز و روزہ سے ہی اور یہ بھی فرمایا کہ دنیا بعضون کی
خود طالب ہی اور بعضے اُسکے طالب ہین پس جو لوگ طالب آخرت ہین اُنکی تو دنیا زندگی بھر طالب ہی اور جو طالب دنیا ہین اُنکو آخرت بلاتی رہتی ہی
یہانتک کہ موت آکر گردن پر سوار ہو جاتی ہی اور حضرت موسیٰ بن یسار سے یہ حدیث مروی ہی کہ ان اللہ جل ثناءہ لم یخلق خلقاً ابغض الیہ من الدنیا
وانہ منذ خلقہا لم ینظر الیہا اور روایت ہی کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ایک بنی اسرائیل کے عابد کے پاس تشریف لے گئے لشکر آپکے
ہمرکاب تھا دہنے بائین جن اور آدمی پرے باندھے تھے اور جانور اوپر سے سایہ کیے تھے عابد نے عرض کیا کہ اے ابن داؤد خداوند کریم نے تمکو
بڑی سلطنت عنایت فرمائی آپنے سنکر فرمایا کہ مومن کے نامۂ اعمال مین ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا اس تمام کروفر سے بہتر ہی کیونکہ یہ کچھ
جو مجکو ملا ہی سب فانی چیز ہی اور اللہ کا ذکر ساتھ رہنے والا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند جل وعلا ارشاد فرماتا ہی الہٰکم
التکاثر اس سے یہ غرض ہی کہ آدمی کہا کرتا ہی کہ یہ میرا ہی یہ میرا ہی حالانکہ اُسکا اسی قدر ہی جو کھانے مین کھو دیا یا پہنکر اُڑا دیا یا خیرات دیکر جمع
کر دیا اور فرمایا الدنیا دار من لا دار لہ و مال من لا مال لہ ولہا یجمع من لا عقل لہ وعلیہا یعادی من لا علم لہ وعلیہا یحسد من لا فقہ لہ ولہا یسعی من
لا یقین لہ اور فرمایا من اصبح والدنیا اکبر ہمہ فلیس من اللہ فی شیٔ والزم اللہ قلبہ اربع خصال ہما لا ینقطع عنہ ابدا وشغلا لا یتفرغ منہ ابداً
وفقراً لا یبلغ غناہ ابداً واملا لا یبلغ منتہاہ ابداً اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو ارشاد
فرمایا کہ مین تجکو دنیا اور ما فیہا دکھاؤن مین نے عرض کیا کہ بہت بہتر آپنے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ منورہ کے ایک جنگل مین تشریف لائے وہان
ایک جگہ کھوپریان اور پاخانہ اور ہڈیان و چیتھڑے پڑے تھے آپنے فرمایا کہ اے ابوہریرہ یہ کھوپریان ایسے ہی چاؤ کیا کرتی تھین جیسے تم
کرتے ہو اور ایسے ہی عمل کیا کرتی تھین جیسے تم کرتے ہو آج ایسی ہو گئین کہ اُنپر چمڑا بھی باقی نہین اب چند روز مین راکھ ہو جاوینگی اور
پاخانہ جو دیکھتے ہو یہ اُنکی غذا تھی نہ معلوم کہان کہان سے کماکر کھایا تھا آج ایسا ہو گیا کہ تمکو اس سے نفرت ہی اور یہ چیتھڑے اُنکی پوشاک
کے ہین کہ ہوا سے مارے مارے پھرتے ہین اور یہ نلیان اُنکے چوپایون کی ہین جنپر چڑھ چڑھ شہر بشہر پھرا کرتے تھے پس جب یہ انجام اس دار
ناپایدار کا ہی تو مقام عبرت و گریہ ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم جب تک خوب نہ رو لیے تب تک وہان سے نہ نکلے ؎
گذر ناگاہ جب میرا ہوا شہر خموشان مین ٭ عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا ٭ کہین آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا ٭ کہین ٹوٹا پڑا
تھا کاسۂ سر خاک مین جم کا ٭ اور روایت ہی کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو اُنکو ارشاد فرمایا کہ ابن
للخراب ولد للفنا اور حضرت داؤد بن ہلال رح فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفون مین مرقوم ہی کہ اے دنیا تو صلحا کے نزدیک
بڑی ذلیل ہی جنکے لیے تو بن سنور کر سامنے ہوتی ہی مین نے اُنکے دلون مین تیرا بغض ڈال دیا ہی اور تیری طرف سے اعراض کو ئی خلقت

مین نے تجھ سے زیادہ ذلیل نہین بنائی تیری ہر ایک حالت ذلیل ہی اور آخر کو فنا ہوگی اور جس روز مین نے تجکو پیدا کیا اُسی روز حکم کر چکا ہون کہ تو کبھی کسی کے پاس نہ رہیگی نہ کوئی تیرے پاس رہیگا گو کیسا ہی بخل و امساک کرے خوشحال اُن نیک لوگون کا جنکے دل مین میری رضا اور ضمیر مین راستی و استقامت ہی اُنکا عوض اور ثواب میرے پاس یہ ہوگا کہ جب قبرون سے اُٹھکر میری طرف چلینگے تو آگے آگے نور ہوگا اور فرشتے گرد ہونگے جسقدر رحمت کی وہ مجھ سے توقع کرتے ہونگے اُسی قدر اُنکو عطا کرونگا اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو جب سے اللہ تعالے نے پیدا کیا ہی جب سے ادھر مین ہی اُسکی طرف نگاہ نہین فرماتا قیامت کے روز عرض کریگی کہ الٰہی آج اپنے کسی ادنیٰ ولی کے لیے مجھ مین سے حصہ عطا فرما ارشاد ہوگا کہ او ناچیز چپ رہ دنیا مین تو مین نے تجکو اُنکے لیے پسند ہی نہین فرمایا کیا آج پسند کرونگا کہ تو اُنکے پاس ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ مین مذکور ہی کہ جب اُنھون نے اُس درخت مین سے کھایا تو اُنکے پیٹ مین کچھ گڑبڑ ہوا اور یہ بات جنت کی دوسری غذاؤن مین نہ تھی کہ کھانے سے حاجت پاخانہ ہو صرف اُسی درخت مین یہ تاثیر رکھی گئی تھی اور اسی وجہ سے ممانعت بھی ہوئی تھی غرضکہ قضاء حاجت کے لیے گھومنا شروع کیا ایک فرشتہ کو حکم خداوندی ہوا کہ اُنسے پوچھو کیا چاہتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یہ منظور ہی کہ میرے پیٹ مین جو بلا ہی اُسکو کہین ڈال دون فرشتے نے بموجب ایماء ربانی کہا کہ یہان کونسی جگہ اِس قابل ہی فرش اور تخت اور نہرین اور درختون کے سایہ ہین اُنمین سے کوئی جگہ اس قابل نہین اُسکے لیے دنیا مین جاؤ اور ایک حدیث[۲۷] مین ہی کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے آوینگے کہ اُنکے عمل وادی تہامہ کے پہاڑون جیسے ہونگے اُنکے لیے حکم ہوگا کہ دوزخ مین لیجاؤ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم وہ لوگ نمازی ہونگے آپ نے فرمایا کہ ہان وہ نماز بھی پڑھتے ہونگے روزہ بھی رکھتے ہونگے اور کچھ رات سے جاگتے ہونگے الا اُن مین یہ بات ہوگی کہ جب دنیا کی ادنیٰ چیز اُنکے سامنے ہوتی تھی اُسپر کود پڑتے تھے اور بعض خطبون مین آپ نے ارشاد فرمایا المؤمن بین مخافتین بین اجل قد مضی لا یدری ما اللہ صانع فیہ وبین اجل قد بقی لا یدری ما اللہ قاض بہ فلیتزود العبد من نفسہ لنفسہ ومن دنیاہ لآخرتہ ومن حیاتہ لموتہ ومن شبابہ لہرمہ فان الدنیا خلقت لکم وانتم خلقتم للآخرۃ والذی نفسی بیدہ ما بعد الموت من مستعتب ولا بعد الدنیا من دار الا الجنۃ او النار اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ مومن کے دل مین دنیا و آخرت دونون کی محبت جمع نہین ہوتی جیسا ایک برتن مین آگ اور پانی نہین رہ سکتے اور روایت ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ کی عمر سب انبیا سے زیادہ ہوئی آپ نے دنیا کو کیسا پایا آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہین ایک مین سے مین اندر گیا اور دوسرے مین سے باہر نکل آیا سچ ہی کہ دنیا خوابیست زندگانی در وے + خوابیست کہ در خواب بہ بینی آنرا + اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین لوگون نے عرض کیا کہ آپ کوئی مکان بنوا لیجیے آپ نے فرمایا کہ ہمکو پہلے ہی لوگون کے کھنڈر کافی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین احذروا الدنیا فانہا اسحر من ہاروت و ماروت اور حضرت حسن رح سے مروی ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رض مین تشریف لاکر فرمانے لگے کہ کسی کو تم مین یہ منظور ہی کہ اللہ تعالی اُسکو بینا کردے اور اندھا پن جاتا رہے جان رکھو کہ جس شخص کی رغبت دنیا کی طرف ہوئی اور اُسمین طول امل کریگا تو اُسی قدر اللہ تعالے اُسکو اندھا کریگا اور جو کوئی اپنے امل بھی مختصر رکھیگا اور دنیا مین زہد کریگا تو خداوند کریم اُسکو بے سیکھے علم دیگا اور بے کسی کے بتلائے ہدایت کریگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمھارے

بعد عنقریب ایسے لوگ ہونگے کہ اُنکے پاس سلطنت بدون ظلم وکشت وخون نہ رہیگی نہ تونگری بدون فخر اور بخل کے نہ محبت بدون غرض کے پس جو شخص تم مین سے وہ وقت پاوے اور باوجود قدرت تونگری کے فقر پر صبر کرے اور دشمنی اور ذلت کو باوجود قدرت محبت وعیرت کے برداشت کرے اور اس صبر وتحمل سے بجز رضاء مولی اور کچھ مطلب نہو تو ایسے شخص کو خدا تعالی پچاس صدیقون کا ثواب[1] عنایت فرماویگا اور روایت ہی کہ ایک دفعہ حضرت عیسی علیہ السلام پر شدت سے مینھ پڑا اور بادل بھی گرجتا تھا آپنے چاہا کہ کسی جگہ پناہ لیا چاہیے دور سے ایک خیمہ نظر آیا آپ اُسکے پاس آئے معلوم ہوا کہ اُسمین کوئی عورت ہی اُسکو دیکھکر وہان سے دوسری طرف پھرے اور ایک پہاڑ کے درہ مین قصد جانے کا کیا دیکھا تو اُسمین شیر ہی آپنے اُسپر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ الٰہی سب کا تونے ٹھکانا بنایا ہی میرے لیے کوئی ٹھکانا نہین بنایا حکم ہوا کہ تیرا ٹھکانا میری رحمت مین ہی قیامت کو تیرا بیاہ سو حورون سے کرونگا جنکو مین نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اور چار ہزار برس تک تیرے ولیمہ کی دعوت کھلاؤنگا جنمین سے ایک دن دنیا کی عمر کے برابر ہوگا اور ایک منادی کو حکم کرونگا کہ پکارے جتنے دنیا کے زاہد ہین چلو عیسی بن مریم تارک دنیا کے ولیمہ مین شامل ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ دنیا والے کے حال پر بڑا افسوس ہی کہ کیسے اُسکے قریب مین آکر مرجاتا ہی اور اُسکو چھوڑجاتا ہی دنیا تو اُسکو رسوا کرتی ہی اور وہ اُسپر اعتبار کرتا ہی اور بیخوف رہتا ہی اور بڑی حسرت اُسپر ہی جو دھوکا کھاکر جس چیز کو برا جانتے ہین وہی اُسکے سامنے آتی ہی اور اپنی محبوب چیزون سے جدا ہوجاتے ہین اور جو کچھ اُسسے وعدہ ہوا کرتا تھا وہ اُسوقت آپہونچتا ہی اور افسوس ہی اُسپر جو دنیا کو مد نظر رکھے اور خطاؤن کو دستور العمل بناوے کل کو گناہون کی فضیحت ورسوائی کا سامنا ہوگا اور روایت ہی کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسی تیرا ان ظالمون کے گھر مین کیا کام ہی یہ تیرا گھر نہین اپنی ہمت کو اس سے علیحدہ کر اور اپنی عقل سے اس سے جدا ہو یہ برا گھر ہی ہان جو شخص اسمین اچھے کام کرے اُسکے لیے یہ اچھا گھر ہی اے موسی مین ظالم کی تاک مین لگا ہون یہانتک کہ اُس سے مظلوم کا عوض لون اور[2] روایت ہی کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بحرین مین بھیجا تھا وہان سے جب آپ پھرے تو کچھ مال لائے انصار نے جو اُنکی تشریف آوری کا حال سُنا سب کے سب نماز صبح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شریک ہوے جب آپ نماز پڑھ چکے اور ارادہ تشریف لیجانے کا کیا تو سب روک کر کھڑے ہوگئے آپنے اُنکو دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تمنے یہ سُنا ہوگا کہ ابو عبیدہ کچھ لائے ہین اُنھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ مژدہ ہو تمکو خدا نے تمسے تکلیف دفع کی بخدا کہ مین اس بات سے نہین خوف کرتا ہون کہ تم محتاج ہوجاوگے البتہ اس بات کا ڈر ہی کہ کہین تم پر دنیا کی زیادتی ایسی ہوجاوے جیسی تمسے پہلے لوگون پر ہوئی تھی اور اُنھین کی سی رغبت تم مین بھی ہوجاوے اور پھر دنیا تمکو بھی اُنھین کی طرح تباہ کردے اور حضرت ابو سعید حذری رح فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اکثر ما اخاف علیکم ما یخرج اللہ لکم من برکات الارض[3] لوگون نے عرض کیا کہ برکات الارض سے کیا غرض ہی آپنے فرمایا یا زہرۃ الدنیا[4] اور ایک حدیث مین فرمایا لا تشغلوا قلوبکم بذکر الدنیا[5] یہان مقام تامل ہی کہ آپنے ذکر سے بھی منع فرمایا اُسکا حاصل کرنا تو درکنار اور عمار بن سعید رض سے روایت ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ایک گاؤن پر ہوا جسکے رہنے والے صحن اور راستون مین مرے پڑے تھے آپنے حوارئین سے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ غضب الٰہی سے ہلاک ہوے ہین ورنہ ایک دوسرے کو دفن کرتے اُنھون نے عرض کیا کہ کسی طرح اُنکا حال ہمکو معلوم ہوجاتا تو خوب ہوتا آپنے جناب باری مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ رات کے وقت اُنکو پکارنا تو جواب دینگے جب رات ہوگئی آپنے ایک ٹیلے پر کھڑے ہوکر پکارا او گاؤن والو وہان سے کسی نے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہی اے روح اللہ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہی اُسنے جواب دیا کہ شام کو اچھی طرح سوئے تھے صبح کو دوزخ مین جا پڑے آپنے پوچھا

ح ۱ ابن ابی الدنیا نے اسی طرح مرسلاً نقل کیا ہی اور اُسکی سند مین ابراہیم بن اشعب ہی ابو حاتم نے اسمین کلام کیا ہی ۱۲ ح ۲ بخاری ومسلم نے بروایت عمرو بن عوف بدری اسکو نقل کیا ہی ۱۲ ح ۳ زیادہ تر اس چیز کا کہ مین خوف کرتا ہون تمپر وہ چیز ہی کہ نکالیگا اللہ تمھارے لیے برکات زمین سے بخاری ومسلم نے نقل کیا ہی ۱۲ ح ۴ تازگی اور خوبی دنیا کی ۱۲ ح ۵ بہت مشغول کرو اپنے دلون کو دنیا کے ذکر سے ۱۲ بیہقی در شعب بروایت محمد بن نصر حارثی مرسلاً ۱۲

کہ اسکا کیا سبب تھا اُسنے عرض کیا کہ ہملوگون کو محبت دنیا تھی اور گناہگارون کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ دنیا کو کتنا چاہتے تھے اُسنے عرض کیا کہ جتنا لڑکا اپنی مان کو چاہتا ہی کہ جب سامنے آئی خوش ہوا اور جب چلی گئی تو رنجیدہ ہوکر رونے لگا آپ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی جواب کیون نہین دیتے عرض کیا اسلیے کہ اُنکے منھ مین آگ کی لگام ہین اور اُنکی باگین فرشتے کرڑے تیز مزاج لیے ہوئے ہین آپ نے پوچھا کہ اُن مین سے توکسطرح بولتا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین اُن مین تو نہ تھا لیکن چونکہ اُنکے ساتھ رہتا تھا عذاب نے مجکو بھی نہ چھوڑا اب مین دوزخ کے کنارہ پر لٹکا ہوا ہون یہ نہین جانتا کہ اُس سے بچونگا یا اُسمین ڈھکیلا جاؤنگا آپنے حوارین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کی روٹی ٹکی نمک سے کھانی اور ٹاٹ پہنا اور گھوڑے پر سور رہنا بہت ہی اگر دنیا و آخرت مین تندرستی ملے اور حضرت اُنس رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضبہ بڑی تیز تھی کہ کوئی سانڈنی اُس سے آگے نہ بڑھتی ایک اعرابی اپنی ایک اونٹنی لایا وہ اُس سے آگے نکل گئی مسلمانون کو یہ امر نہایت ناگوار گذرا آپنے فرمایا انہ حق علی اللہ ان لا یرفع شیئا من الدنیا الا وضعہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہی کہ کوئی شخص سمندر کی موج پر عمارت نہین بنا سکتا موج سمندر سے عرض دنیا ہی اسلیے اُسکو اپنا قرارگاہ نہ سمجھو اور بعض حوارین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ ہمکو ایک ہی بات بتلا دیجیے جس سے خدا ہمسے محبت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بغض کرو خدا تمسے محبت کریگا اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا ولہانت علیکم الدنیا ولاثرتم الاخرۃ اور یہ خود اُنکا قول ہی کہ جو مین جانتا ہون اگر تمکو معلوم ہو تو تم خاک کے تودون پر نکل نکلکر اپنے لیے روؤ اور اپنا مال ایسی طرح چھوڑ دو کہ کوئی اُسکا محافظ نہو اور نہ کوئی اُسکا پرسان ہو صرف اسقدر رکھ و اخل ضرورت ہی البتہ پوچھا جاوے مگر تمھارے دلون سے آخرت کی یاد جاتی رہی اور اُمید سے پُر ہوگئے اسلیے دنیا تمھارے اعمال پر چھا گئی اور تم جاہلون کی طرح ہوگئے بعض تم مین سے بہائم سے بھی بُرے ہوگئے کہ عاقبت کے خوف سے اپنی تمنا نہین چھوڑتے تمکو کیا ہوا ہی کہ آپسمین محبت و نصیحت نہین کرتے دین کے بھائی کہلاتے ہو تمھارے خبث باطن کی جہت سے سبکی آرزوئین جُدا جُدا ہین اگر اچھی بات پر اتفاق کرلیتے تو یقینًا ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے یہ کیا بات ہی کہ دنیا کے امور مین تو ایک دوسرے کی خیرخواہی کرتے ہو آخرت کی باتون مین نہین کرتے کسی سے خیرخواہی اپنے دوست کی نہین ہوسکتی نہ امر آخرت مین اُسکی اعانت بن آوے یہ باتین ضعف ایمان کی باعث ہین اگر آخرت کے خیر و شر کو یقینی جانتے جیسے دنیا کی بھلائی بُرائی سمجھتے ہو تو آخرت ہی کی طلب کو اختیار کرلیتے کہ اُس سے سب کام بنتے ہین اگر یون کہو کہ آخرت غالب ہی اور دنیا موجود اسلیے نقد سردست کی محبت غالب ہی تو یہ وجہ بھی ہیچ ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین جو باتین کہ تمھارے سامنے نہین ہین اُنکے لیے صدہا طرح کی مصیبتین اُٹھاتے ہو اور رنج اور دُکھ سہتے ہو اور بیسیون طرح کے حرفے اسکے حصول کے لیے کرتے ہو اور جس واسطے کرتے ہو وہ امر موہوم ہی ہوتا ہی شاید اس محنت سے بھی میسر نہو واقع مین دیکھو تو تم اچھے نہین ہو جس چیز سے کہ تمھارے ایمان کا امن معلوم پڑتا اُسپر تمھارا اعتقاد ٹھیک نہین پس اگر تمکو جو باتین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین اُسمین شک ہو تو ہمارے پاس آؤ ہم بیان کرین اور نور ایمانی سے وہ بات دکھلا دین جس سے تمھارا اطمینان ہوجاوے بخدا تم عقل مین کم نہین ہو کہ ہم تمکو معذور جانین دنیا کے امور مین تمھاری رائے بہت پکی ہوتی ہی اور اپنے سب کام ہوشیاری سے کرتے ہو یہ کیا ہی کہ ذرا سی دنیا ملے تو اُسپر ہشاش بشاش ہو اور اگر تھوڑی سی چیز جاتی رہے تو اُسکا رنج کرو یہانتک کہ چہرہ پر اُسکے آثار معلوم ہوتے ہین اور زبان پر آجاتے ہین اور اُسکو مصیبت نام رکھ چھوڑا ہی اُسکا بڑا سوگ کیتے ہو لیکن اکثرون نے تم مین سے بہت سا دین چھوڑ دیا اس سے نہ تمھارا چہرہ بگڑتا ہی نہ حال بدلتا ہی مجھے ایسا سوجھتا ہی کہ

کہ خداتعالے تمسے ناراض ہوگیا جب آپس مین ملتے ہو تو اظہار رفقت کرتے ہو اور ہرایک کو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ دوسرے کے سامنے اسکو بُری لگتی بات کیجیے اس خوف سے کہ کہین وہ بھی اپنے ساتھ اسیطرح پیش نہ آوے غرضکہ کینہ کو ساتھ لیے رہتے ہو تمھاری باتین گھورے کی سی سبزی ہی اور بڑی بات کو چھوڑے ہوئے ہو مین خدا سے چاہتا ہون کہ مجکو تمسے نجات دے اور اُس شخص سے ملا دے کہ جسکے دیدار کا مین مشتاق ہون اگر وہ زندہ ہوتے تو تمھاری برداشت ہرگز نہ کرتے اب اگر تم مین کچھ بھلائی ہی تو مجھسے سُن چکے اور اگر خدا کے پاس کی چیز کے طالب ہو تو اُسکو آسان پاؤ گے اُسکا حاصل ہونا کچھ مشکل نہین اللہ تمکو اور مجکو دونون کو مدد دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ ای گروہ حوارین دین کو پورا ثابت لے لو اور تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرو جیسے کہ دنیا کے لوگ دنیا پوری لیتے ہین اور تھوڑے سے دین پر راضی ہوجاتے ہین ؎ مال دنیا دام مرغان ضعیف + ملک عقبی دام مرغان شریف ، سوے دریا عزم کن زین آبگیر + بحر جوے ترک این گرداب گیر + اور یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول ہی کہ ای وہ شخص جو دنیا کو اسواسطے طلب کرتا ہی کہ اُس سے نیکی کرے تیرے حق مین اُسکا ترک کرنا ہی نیک ہی اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لتاتینکم بعدی دنیا تاکل ایمانکم کما تاکل النار الحطب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خداوند کریم نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ محبت دنیا کی طرف میل نہ کرنا ورنہ کوئی گناہ کبیرہ میرے نزدیک اس سے سخت نہوگا اور ایکبار آپ ایک شخص کے پاس گذرے کہ وہ رو رہا تھا جب پھر کر آئے تب بھی روتے پایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب احدیت مین عرض کیا کہ آلہی تیرا بندہ تیرے خوف سے روتا ہی حکم ہوا کہ ای ابن عمران اگر یہ شخص روتے روتے اپنا دماغ بھی آنسوؤن کے ساتھ بہا دیگا اور ہاتھ اُٹھائے اُٹھاتے گر پڑینگے مین اُسکی مغفرت نہ کرونگا اسلیے کہ محبت دنیا مین مبتلا ہی آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جس شخص مین چھ باتین جمع ہون اُسنے جنت کے لیے کوئی مطلب نہین اُٹھا رکھا نہ دوزخ سے بچاؤ کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا اول یہ کہ خدا کو پہچان کر اُسکی اطاعت کی دوسرے شیطان کو پہچانکر اُسکی نافرمانی کی تیسرے حق کو پہچانکر اُسکا اتباع کیا چوتھے باطل کو جانکر اُس سے بچا پانچوین دنیا کو معلوم کرکے اُسکو ترک کیا چھٹے آخرت کو جان کر اُسکی طلب کی اور حضرت حسن رض فرماتے ہین کہ خداتعالے رحم کرے اُن لوگون پر جنکے پاس دنیا امانت رہے اور اُسکے مستحقون کو سونپ کر خود ہلکے پھلکے چل دین اور نیز فرمایا کہ جو شخص تمسے دین کے باب مین منافست یعنے حرصا حرصی کرے تو تم اُسکی حرص کرنی چاہیے اور جو دنیا کے باب مین حرص کرے تو حرص دنیا وہی اُسی کے سینہ مین چھوڑ دو اور حضرت لقمان رح نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ دنیا ایک گہرا سمندر ہی اُسمین بہت سے لوگ ڈوب گئے تم اپنی کشتی دنیا مین تقوی کو بناؤ اور ایمان کو اُسمین رکھو اور توکل کا بادبان چڑھاؤ تاکہ اس موجسے نجات پاؤ گو مجھے معلوم نہین ہوتا کہ نجات ملے اور حضرت فضیل رض فرماتے ہین کہ مین اس آیت مین بہت تامل کرتا ہون انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا وانا لجاعلون ما علیہا صعیدا جرزا اور بعض حکما کا قول ہی کہ آدمی کو جو شی دنیا مین سے کسی روز ملتی ہی وہ ایسی ہوتی ہی کہ اُسکا پہلے بھی کوئی قابض تھا اور اُسکے بعد اُسکا کوئی مالک ہوگا اُسکو صرف اُسیقدر ملتا ہی جو صبح اور شام کھا پی لیا بس لقمہ کے واسطے تباہ ہونا نہ چاہیے بلکہ دنیا سے روزہ رکھے اور آخرت پر افطار کرے اور دنیا کا راس المال خواہش نفس ہی اور اُسکا نفع آتش دوزخ ہی اور بعض راہبون سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کا کیا حال ہی اُسنے جواب دیا کہ بدنون کو پُرانا کرتی ہی اور امیدون کو نیا اور موت کو نزدیک کرتی ہی اور آرزون کو دور پھر پوچھا کہ دنیا کے لوگون کا کیا حال ہی جواب دیا کہ جس کو ملتی ہی وہ مشقت مین پڑتا ہی اور جسکو نہین ملتی وہ رنج اوٹھاتا ہی ؎ بلاے زین جہان آشوب ترنیست + کہ رنج خاطرست ار ہست ور نیست + اور بعض حکما کا قول ہی کہ دنیا تھی اور مین نہ تھا اور یہ رہیگی اور مین نہ رہونگا مین اسکی طرف رغبت نہین کرتا اسلیے کہ اُسکی زندگی تلخ ہی اور اُسمین کدورت کا نام صفائی ہی اُسکے لوگون کو اُسکی طرف سے ایک نہ ایک خوف لگا رہتا ہی خواہ نعمت کے دور ہونے کا یا مصیبت کے آنے کا

یاموت کے کام کرجانے کا اور بعضون کا قول ہی کہ دنیا کے عیبون مین سے ہی کہ کسیکو استحقاق کے بموجب نہین دیتی کمی بیشی خواہ نخواہ ہوتی ہی اور حضرت سفیان رح فرماتے ہین کہ دنیا کی نعمتون کو لحاظ کرو گویا اُنپر خفگی ہوئی اور نا اہلون کے حوالہ کی گئی ہین اور حضرت ابوسلیمان دارانی رح فرماتے ہین کہ جو دنیا کو محبت سے طلب کرتا ہی جتنی اُسکو ملتی ہی اُس سے زیادہ ہی کا طالب ہوتا ہی ؎ گفت چشم تنگ دنیا دار را + یا قناعت پُر کند یا خاک گور + اور جو آخرت کو محبت سے طلب کرتا ہی اُسکا بھی یہی حال ہی کہ جتنی ملے اُس سے زیادہ چاہتا ہی نہ اسکی کچھ انتہا ہی نہ اُسکی آور ایک شخص نے ابوحازم رح سے شکایت دنیا کی محبت کی کی کہ باوجودیکہ مجھے اُسمین رہنا نہین پھر بھی محبت اسکی ہی آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تمکو خدا دے یہ دیکھ لیا کرو کہ وجہ حلال سے ملے اور پھر اسکو جہان مناسب ہو وہان خرچ کیا کرو تو محبت دنیا ضرر نہ کریگی اور یہ اسلیے فرمایا کہ اگر صرف محبت ہی پر نفس کو مواخذہ کیا جاوے تو مشقت عظیم ہو اور تنگ ہو کر موت کی آرزو کرنے لگے اور یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ دنیا شیطان کی دوکان ہی اسمین سے مت چراؤ نہین تو وہ تمھارے پیچھے لگیگا اور پکڑیگا اور حضرت فضیل رح فرماتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فنا ہو جاتی اور آخرت ٹھیکری کی ہوتی اور باقی رہتی تب بھی عقلا کو یہی چاہیے تھا کہ باقی ہی چیز کو پسند کرتے اور فانی کو چھوڑتے مگر اب تو یہ فانی چیز ٹھیکری ہی اور باقی سونے کی۔ نہین معلوم کہ ہمنے ایسی واہیات چیز کو اُس عمدہ چیز سے کیون پسند کر رکھا ہی اور آبوحازم رح فرماتے ہین کہ اپنے آپ کو دنیا سے بچاؤ اسلیے کہ مجکو یون روایت پہونچی ہی کہ قیامت کے روز دنیا کی تعظیم کرنے والا کھڑا کیا جاویگا کہ یہ وہ شخص ہی جسنے ایسی چیز کی تعظیم کی جسکو خدا تعالے نے حقیر بنایا تھا اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ ہر ایک انسان مہمان ہی اور اُسکا مال امانت ہی پس مہمان ایک روز چل بسیگا اور امانت مالک کے پاس واپس جاویگی ؎ مال اور اہل کو سمجھو کہ ودیعت ہین سب + ہی ضروری کہ کبھی تمسے یہ واپس لیوین + اور حضرت رابعہ رح کے پاس اُنکے مرید ملازمت کے لیے حاضر ہوے اور دنیا کا ذکر کرکے اُسکی مذمت کرنے لگے اُنھون نے فرمایا کہ چپ رہو اسکا ذکر مت کرو اگر اسکی جگہ تمھارے دلون مین نہوتی تو کثرت سے ذکر کیون کرتے یہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص کسی چیز کی محبت رکھتا ہی اُسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور حضرت ابراہیم ادہم سے کسی نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہی اُنھون نے ایک قطعہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہی قطعہ

بگاڑا دین کو اپنے کہین دنیا ہی ملجائے
بڑی دولت ملے اُسکو جو ہو اللہ کا عاشق

نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے نرے پائے
امیدِ اجرِ عقبی پر یہ دنیا اُس سے چھٹ جائے

اور ایک دوسرے کسی شاعر کے قطعہ کا ترجمہ یہ ہی نظم

طلب مین دنیا کی ہو گو کسی کی عمر دراز
ولیک اُسکی مثل اسطرح ہی آخر کار

رہا کرے مے عیش و سرور سے دمساز
بنا کے کوئی عمارت کو جون کرے دمساز

اور اسی باب مین یہ اشعار ہین نظم

مملکت گر مے نماند جاودان
ہیچ دیگر بر چنین گنجیے منہ
تختہ بند ہست آنکہ تختش خواندہ
مرد باش و سخرہ مردان مشو

اے دولت خفتہ توان زلخواب دان
نام دولت بر چنین ہیچے منہ
صدر پندارے و بر در ماندہ
رو سر خود گیر و سرگردان مشو

اور حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اگر دنیا کو آخرت کے عوض مین دے ڈالوگے تو دونون مین نفع رہیگا اور آخرت کو دنیا کے بدلے مین دوگے تو دونون مین نقصان رہیگا اور مطرف بن شخیر فرماتے ہین کہ بادشاہون کے چین چان اور گدگدے فروش کو نہ دیکھنا چاہیے

بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کیسے جھٹ پٹ چلے جاتے ہین اور انجام کیسا بُرا ہوتا ہی اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے دنیا کے تین حصے کیے ہین ایک حصہ مومن کے واسطے اور ایک منافق کے اور ایک کافر کے لیے مومن اُسکو توشۂ آخرت بناتا ہی اور منافق ظاہر کی زینت کرتا ہی اور کافر اُس سے کامیاب ہوتا ہی اور بعضون کا قول ہی کہ دنیا مردار ہی جو کوئی اُسمین سے کچھ لینا چاہے تو کتون کے ساتھ رہنے پر صبر وتحمل کرے اور دنیا کی بُرائی مین حافظ شیراز فرماتے ہین ؎ مجو درستے عہد از زمان سست نہاد کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ست + فریب عشوۂ حسن از جہان پیر مخور + کہ ہر کہ کرد باو اختلاط ناشاد ست + اور حضرت ابو درداؓ فرماتے ہین کہ یہ بھی خدا کے نزدیک دنیا مین سے ہی کہ خدا کی نافرمانی دنیا ہی کے باب مین ہوتی ہی اور اُسکے پاس کے مدارج بدون دنیا چھوڑے نہین ملتے ؎ جو خوب غور سے دنیا کو دیکھے کوئی لبیب + لباس دوست مین دشمن نظر پڑے اُسکو + اور اسی باب مین یہ اشعار ہین۔

نظم

دنیا اک زال بیسوا ہے ۔ بے مہر وحیا وبے وفا ہے
دستور ہی اسکا سب نرالا ۔ اللہ نہ ڈالے اس سے پالا
رہتی نہین ایک جا پہ جم کر ۔ پھرتی ہی ہمہ رنگ نزد گھر گھر
جواس مین پھنسا ہوا وہ برباد ۔ خوشحال وہی ہی جو ہی آزاد

اور حضرت ابوامامہ باہلی رضہ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے شیطان کا لشکر اُسکے پاس آیا کہ ایک نبی مبعوث ہوئے اور اُنکی اُمت ظاہر ہوئی اُسنے پوچھا کہ اُنکی امت کو محبت دنیا بھی ہی لشکر نے کہا کہ ہان محبت دنیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اگر محبت دنیا اُن مین ہی تو بت پرستی نہ کرنے سے کیا ہوتا ہی ابھی تین وجہ سے میری آمد ورفت اُنکے پاس صبح وشام رہیگی اول مال کا ناحق لینا دوم اُسکو بیموقع صرف کرنا سوم صرف کرنے کی جگہہ سے روک لینا اور یہ ایسی بات ہی کہ ساری بُرائی اسی کے پیچھے ہی اور ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ کچھ وصف دنیا کا ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا کہ ایسے مکان کی کیا تعریف کرون کہ جو اسمین تندرست ہی بیماری سے نڈر نہین اور جو بیمار ہو نادم ہو اور جو مفلس ہو جاوے تو غم کرے اور تونگر ہو تو بلا مین پھنسے مال حلال ہو تو حساب دینا پڑے اور حرام ہو تو عذاب مین مبتلا ہو اور پھر دوبارہ کسی نے آپ سے دنیا کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کہو تو مختصر کہون اور کہو تو طویل بیان کرون سائل نے کہا کہ مختصر فرمایئے آپ نے فرمایا کہ اُسکے حلال کا حساب دینا ہوگا اور حرام کا عذاب سہنا ہوگا اور حضرت مالک ابن دینار رح فرماتے ہین کہ اس جادوگرنی یعنی دنیا سے بچے رہو یہ علما کے دلون پر جادو کر دیتی ہی اور حضرت ابوسلیمان دارانی رح کا قول ہی کہ جب آدمی کے دل مین آخرت ہوتی ہی تو دنیا اُسکا مقابلہ کرتی ہی لیکن اگر دنیا دل مین ہوتی ہی تو آخرت مقابل نہین ہوتی اسلیے کہ آخرت شریف ہی اور دنیا کمینی کمینے کا مقابلہ شریف سے نہین ہوسکتا اس قول مین بڑی شدت ہی ہمکو توقع ہی کہ اس باب مین قول سیار بن حکم کا صحیح ہو وہ فرماتے ہین کہ دنیا و آخرت دونون دل مین اکٹھی ہوتی ہین جو غالب ہو جاتی ہی دوسری اسکی تابع رہتی ہی اور حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ جتنا دنیا کے لیے تردد کروگے اتنا ہی آخرت کی فکر دل سے جاتی رہتی ہی اور جتنا آخرت کا تردد کروگے اتنا ہی دنیا کی فکر دل سے نکل جاتی ہی اور یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول سے نکلا ہی کہ آپ فرماتے ہین کہ دنیا و آخرت دو سوت ہین جتنا ایک راضی ہوگی اُسی قدر دوسری ناخوش ہوگی اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ بخدا ہمکو ایسے لوگ ملے ہین جنکے نزدیک دنیا خاک پا سے بھی زیادہ ذلیل تھی اُنکو اُسکی کچھ پروا نہ تھی کہ دنیا کدھر سے آئی اور کدھر کو چلی گئی اور کس کے پاس رہی اور کسکے پاس سے جاتی رہی اور ایک شخص نے اُنسے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے باب مین

کیا فرماتے ہین جبکہ خدا نے دیا ہوا اور وہ اسکو خیرات اور صلہ رحم اور اہل وعیال کی خبر گیری مین اچھی طرح صرف کرتا ہوا اسکو جائز ہی کہ خود بھی
تنعم کرے یا نہین آپ نے فرمایا کہ نہین اگر ساری دنیا بھی اُسی کی ہوجاوے تب بھی بقدر کفاف ہی اُسمین سے لے اور باقی کو اپنی احتیاج کے
دن کے لیے یعنے قیامت کے لیے رکھ چھوڑے اور حضرت فضیل رح فرماتے ہین کہ اگر بالفرض تمام دنیا میرے قبضے مین وجہ حلال سے چلی آوے
اور اسکا حساب بھی آخرت مین مجھ سے نہ لیا جاوے تب بھی مین اُسکو ناپاک سمجھون جیسے تم لوگ مردار کو سمجھتے ہو کہ کہین کپڑے کو نہ لگ
جاوے اور روایت ہی کہ حضرت عمر رض جب شام مین پہونچے تو حضرت عبیدہ بن جراح اُنکے استقبال کو ایک اوٹنی پر تشریف لائے
جسکی مہار رسی کی تھی حضرت عمر رض اُنکے مکان پر تشریف لے گیے تو بجز ڈھال وتلوار اور اوٹنی کی زین کے اور کچھ نہ دیکھا فرمایا کہ گھر کا سامان
بنا لو تو کیسا اُنھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین رض سامان سے بجز خواب کے اور کیا حاصل ہوگا **ف** مترجم کہتا ہی کہ یہ قصہ اُسوقت
کا ہی کہ حضرت عبیدہ رض شام کے لشکر کے سپہ سالار تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب استدعا رکفار صلح کے واسطے تشریف لے گئے تھے
بعض روایتون مین ہی کہ حضرت کی دعوت سب روسا ر لشکر نے کی تھی مگر حضرت عبیدہ رض نے نہین کی تھی آپ نے اُنکو فرمایا کہ مین
تمھارا مکان دیکھا چاہتا ہون اُنھون نے عرض کیا کہ آپ میرے یہان تشریف لیجا کر روئینگے آپنے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین چنانچہ
جب تشریف لے گئے تو وہی سیف وسپر دیکھی اور بیٹھنے کے لیے ایک چٹائی تھی اور ایک کوزہ پانی کا رکھا تھا آپ کو یہ زہد انکا دیکھتے
ہی رونا آگیا اُنھون نے عرض کیا کہ مین تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آپ میرے یہان گریہ فرمائینگے آپنے فرمایا کہ مین تمھاری اس اوقات سے
بہت خوش ہون تمنے طریقہ ہمارے دو یارون اور محبوبون کا بنایا غرضکہ دنیا کو کچھ اُنھین لوگون نے پہچانا تھا اور احکام الٰہی کو دل
سے سچا جانا اتباع رسول مقبول پر شیفتہ تھے اور محبت آخرت پر فریفتہ اور حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ دنیا کو بدن کی
آسایش ضروری کے لیے لینا چاہیے اور آخرت کو دل کی راحت دائمی کے واسطے لینا چاہیے اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ بنی
اسرائیل نے جو بعد خدا پرستی بت پرستی اختیار کی صرف محبت دنیا کے باعث کی اور وہب رح فرماتے ہین کہ مینے بعض کتابون مین
پڑھا ہی کہ دنیا ہوشیارون کے لیے غنیمت ہی اور جاہلون کے لیے غفلت یعنے دانا آدمی اُسمین اعمال نیک کرنے کو لوٹ اور مفت سمجھتے
ہین اور نادان اسکو پہچانتے نہین جب اُس سے انتقال کرتے ہین تو پھرنے کی تمنا کرتے ہین پھر لوٹنا کہان میسر ہوتا ہی اور حضرت
لقمان رح نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ جب سے تو دنیا مین پیدا ہوا وہ پیٹھ پھیرتی چلی جاتی ہی اور آخرت منھ کے سامنے آتی جاتی ہی پس اپنے آپ کو
ایسی ہی جگہ پہونچانا چاہیے جو نزدیک اور سامنے ہی دور کی جگہ سے کیا فائدہ اور سعید بن مسعود رح کا قول ہی کہ جب یہ معلوم ہوا کہ
کسی شخص کی دنیا بڑھتی جاتی ہی اور دین کم ہوتا جاتا ہی اور وہ اس سے خوش ہی تو جان لو کہ وہ شخص بڑے ٹوٹے مین ہی کہ اسکو
دنیا نے مسخرہ بنا لیا ہی حالانکہ اُسکو خبر بھی نہین اور حضرت عمرو بن العاص رض نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا کہ جس چیز مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم زہد کیا کرتے تھے اُسمین مین تمکو زیادہ راغب پاتا ہون بخدا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تین دن ایسے کبھی نہین گذرے
کہ آپ کی آمدنی قرض سے زیادہ ہوا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایکبار یہ آیت پڑھی فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا اور پھر فرمایا کہ جانتے
ہو یہ کس کا قول ہی یہ اُسکا قول ہی جسنے دنیا کو پیدا کیا اور اُسکا حال بھی وہی خوب جانتا ہی تمکو چاہیے کہ دنیا کے شغلون سے کنارہ کرو
اسمین بہت سے کاروبار رہتے ہین ایک کام جب آدمی کو درپیش ہوتا ہی تو دس اور درپیش ہوجاتے ہین اور یہ بھی اُنھین کا قول
ہی کہ آدم زاد بڑا مسکین ہی ایسے مقام پر خوش ہی کہ جسکے مال حلال مین حساب ہو اور حرام مین عذاب اپنے مال کو کتنا ہی ہو کم جانتا ہی
مگر اعمال کو تھوڑا نہین سمجھتا دین مین اگر کوئی مصیبت پڑے تو خوش ہوتا ہی اور دنیا کی مصیبت پر واویلا مچاتا ہی اور ایکبار اُنھون نے
حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو خط لکھا کہ بعد سلام معلوم ہو کہ اپنے آپ کو ایسا سمجھو کہ موت نے مردون مین لکھ دیا ہی اسکا جواب

اُنھون نے لکھا کہ بعد سلام کے معلوم ہوا کہ یون سمجھو کہ دنیا مین کبھی تھے ہی نہین ہمیشہ آخرت ہی مین رہے اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ دنیا مین آنا تو آسان ہی مگر نکلنا سخت مشکل ہی اور بعض اکابر کا قول ہی کہ جسکو یہ معلوم ہو کہ موت حق ہی بڑا تعجب ہی کہ وہ کسطرح خوش ہوتا ہی اور یہ بھی عجیب بات ہی کہ جسکو یقین ہو کہ دوزخ حق ہی وہ کسطرح ہنستا ہی اور جو دنیا کے حالات بدلتے دیکھتا ہی وہ کیسے اُسپر اعتماد کرتا ہی اور جو تقدیر کو برحق جانتا ہی وہ کسطرح رنج کرتا ہی اور حضرت معاویہ رضہ کے پاس ایک شخص نجران سے آیا جسکی عمر دوسو برس کی تھی آپ نے اِس سے دنیا کی کیفیت پوچھی اُسنے عرض کیا کہ کچھ برس مصیبت مین کٹے اور کچھ آرام مین دن رات یون ہی گذرے جاتے ہین پیدا ہونے والے پیدا ہوتے جاتے ہین مرنے والے مرتے جاتے ہین اگر بچے پیدا نہون تو مخلوق تباہ ہو جاوے اور اگر موت نہ آوے تو دنیا مین گنجایش آبادی کی نہ رہے آپنے فرمایا کہ جو تیرا دل چاہے مانگ اُسنے عرض کیا کہ میری عمر گذشتہ آپ دے سکتے ہین یا موت جو آنے والی ہی اُسکو روک سکتے ہین آپ نے فرمایا کہ یہ تو دونون باتین نہین ہوسکتی اُسنے عرض کیا کہ تو پھر مجکو آپ سے کچھ حاجت بھی نہین اور داود طائی رح فرماتے ہین کہ اے انسان تو اپنی آرزو کے پورا ہونے سے خوش ہوتا ہی یہ نہین جانتا کہ عمر ضائع کرکے یہ آرزو ملی عمل کے کرنے مین آج کل کرتا ہی شاید اُسکا نفع کسی اور کو ہوگا اور حضرت بشر رح فرماتے ہین کہ جو شخص اللہ تعالے اسے دنیا کی طلب کرتا ہی تو یہ چاہتا ہی کہ خدا کے سامنے زیادہ ٹھہرا رہون یعنی قیامت کو اتنا ہی حساب مین دیر لگیگی ابو حازم رح فرماتے ہین کہ دنیا مین خوشی کی کوئی ایسی چیز نہین جسکے ساتھ رنج نہو اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ آدمی کا دم دنیا سے تین حسرتون کے ساتھ نکلتا ہی اول یہ کہ جو جمع کیا تھا اس سے سیر نہوا دوسرے جو تمنا تھی وہ پوری نہوئی تیسرے توشہ آخرت اچھی طرح نہ کرلیا اور بعض عابدون سے کسی نے کہا کہ تم تونگر ہوگئے اُسنے جواب دیا کہ تونگر وہ ہی جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہو جاوے اور حضرت ابو سلیمان رح کا قول ہی کہ دنیا کی خواہش سے وہی صبر کرتا ہی جسکے دل مین شغل آخرت ہو اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ ہم سب مین دنیا کی محبت آگئی کہ نہ ایک دوسرے کو امر معروف کرتے ہین نہ نہی از منکر اور اس امر سے ہمکو خدا تعالے درگذر نہین کریگا معلوم نہین کہ کونسا عذاب ہمپر نازل ہوگا اور ابو حازم رح فرماتے ہین کہ تھوڑی سی دنیا بہت سی آخرت سے باز رکھتی ہی اور حضرت حسن رح کا قول ہی کہ دنیا کو ذلیل سمجھو جو کوئی اُسکو ذلیل جانتا ہی اُسی پر یہ سب سے زیادہ گوارا ہوتی ہی اور جب اللہ تعم کسی بندہ پر احسان کیا چاہتا ہی تو اُسکو کچھ دنیا عنایت کر دیتا ہی جب وہ ہو چکتی ہی پھر دیدیتا ہی اور جب اُسکے نزدیک کوئی بندہ ذلیل ہوتا ہی تو اُسپر دنیا کا بہت سا پھیلاوا کر دیتا ہی اور بعض اکابر یون دعا مانگتے اے وہ شخص کہ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہی مجھ سے دنیا کو روک دے اور محمد بن منکدر رحمہ اللہ کا قول ہی کہ بعضے لوگ ایسے ہونگے کہ تمام عمر روزہ رکھا ہوگا اور تہجد پڑھا ہوگا شب بیداری مین فتور نہ کیا ہوگا مال خیرات کیا ہوگا اللہ کی راہ مین جہاد کیا ہوگا منہیات سے بچے ہونگے مگر قیامت کو جب سامنے ہونگے تو یہ کہا جاویگا کہ اُنھون نے اپنے نزدیک اُس چیز کو بڑا سمجھا جسکو خدا نے چھوٹا کیا تھا اور جسکو خدا نے بڑا کیا تھا اُسکو حقیر جانا دیکھا چاہیے ایسون کا کیا حال ہوگا ہم مین سے کون ایسا ہی جسکا یہ حال نہو اور اُسپر طرہ یہ ہی کہ گناہون کا بار سر پر ہی اور ابو حازم رح کا قول ہی کہ دنیا و آخرت دونون کی مشقت زیادہ ہی آخرت کی تو اسلیے ہی کہ کوئی یار و مددگار نہین کہ وہان کام آوے اور دنیا کی اسوجہ سے کہ جس چیز مین ہاتھ ڈالو اُسکو تم سے پہلے کسی نہ کسی بدکار نے کر لیا ہی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دنیا ادھر مین ٹھہری ہوئی ہی جیسے پرانی مشک لٹکتی ہو جبدن سے اُسکو خدا نے پیدا کیا اور جب تک فنا کریگا یہی پکارتی ہی کہ الٰہی تو مجکو کیون برا جانتا ہی ارشاد ہوتا ہی کہ او ناچیز چپ رہ اور حضرت عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہین کہ محبت دنیا اور گناہون کی دل کو پراگندہ کر دیتی ہی اسمین خیر کسطرح پہونچے اور وہب بن منبہ رح کا قول ہی کہ جس شخص کا دل دنیا کی کسی چیز سے خوش ہوتا ہی وہ حکمت چوک جاتا ہی اور جو شخص اپنی شہوت اپنے پانون تلے کر لیتا ہی شیطان اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی

اور جس کسی کا علم ہوا ے نفسانی پر غالب ہوتا ہے وہ بڑا زبر دست ہے اور حضرت بشر رح سے کسی نے کہا کہ فلان شخص مرگیا اُنھون نے فرمایا کہ دنیا کو جمع کیا اور آخرت مین پہونچکر اپنی جان کھوئی لوگون نے کہا کہ وہ تو بہت سی نیکیان کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ دنیا کے جمع کرنے کے ساتھ ان چیزون سے کیا فائدہ ہے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ باوجودیکہ دنیا کو ہم دشمن سمجھتے ہین پھر بھی اُسکی محبت کرتے ہین اگر کہین دوست سمجھتے تو کیا جانے کیا حال ہوتا اور ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کسکو ملتی ہے اُسنے جواب دیا کہ جو اُسکو چھوڑدے پھر پوچھا کہ آخرت کس کی ہے اُسنے جواب دیا کہ جو اُسکو طلب کرے اور ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا اجڑا ہوا مکان ہے اور اُس سے زیادہ تر وہ دل اُجاڑ ہے جو دنیا کا پھیلاؤ چاہے اور بہشت ایک آباد مکان ہے اور اس سے زیادہ آباد وہ دل ہے جسمین جنت کی طلب ہو اور حضرت جنید بغدادی رح روایت کرتے ہین کہ امام شافعی رح کے مرید تھے دین کے باب مین حق کہتے ایک اپنے برادر دینی کو نصیحت کے طور پر خدا سے ڈرا کر یون فرمایا اے برادر دنیا جاے لغزش قدم ہے اور محل مذلت و ندم اسکی آبادی کا مآل خراب ہوتا ہے اور رہنے والون کا انجام قبرون مین بیتاب ہونا جتنی جمعیت ہے اُسکو علیحدگی لازم ہے اور ہر تونگری کے ساتھ فقیری قائم اسکی کثرت موجب تنگدستی ہے اور تنگدستی باعث فراخ دستی پس ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو اور اُسکی روزی پر قانع اس دار فنا کو دار بقا پر ترجیح ست دے زندگی ڈھلتا ہوا سایہ ہے یا جھکی ہوئی دیوار اعمال کی کثرت کر اور امل کو کمتر اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمھین خواب مین چاندی کا سکہ ملے وہ اچھا ہے یا جاگتے مین سونے کا سکہ اُسنے جواب دیا کہ جاگتے مین سونے کا سکہ بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ بات تمنے جھوٹ کہی اسلیے کہ جس چیز کو تم دنیا مین بہتر سمجھتے ہو وہ گویا خواب کی چیز کو بہتر جانتے ہو اور آخرت کی چیز کو جو اچھا نہین جانتے وہ گویا جاگتے کے وقت کی چیز کو اچھا نہین سمجھتے اور اسمعیل بن عیاش رح کا قول ہے کہ ہمارے ساتھی سب دنیا کو سوری کہا کرتے تھے کہ اے سوری ہم سے الگ رہ اور اگر کوئی نام اس سے بھی بڑا انکو ملتا تو اسی نام سے پکارتے اور حضرت کعب رض کا قول ہے کہ دنیا تمکو یہانتک محبوب ہوگی کہ تم اسکی اور اسکے لوگون کی پرستش کرنے لگوگے اور حضرت یحیٰی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ عاقل تین شخص ہین اول وہ کہ دنیا کو ترک کرے پہلے اس سے کہ دنیا اُسے ترک کرے دوسرے وہ کہ قبر اپنی پہلے قبر مین جانے سے بنالے تیسرے وہ کہ خالق کو پہلے حاضر ہونے سے راضی کرلے اور نیز فرمایا کہ دنیا مین اسقدر نحوست ہے کہ اگر اسکی تمنا ہی کرو تو خدا تعالے کی طاعت سے باز رکھے اور بالکل اُس مین مصروف ہوتا تو اُس سے بڑھکر ہے اور بکر بن عبداللہ رح کا قول ہے کہ جو کوئی دنیا کو اس غرض سے چاہے کہ مجھے دنیا کی حاجت نہ رہے تو اسکی مثال ایسی ہے کہ آگ کو گھاس سے بجھانا چاہے اور بندار رح کہتے ہین کہ جب دنیا دار زہد کے باب مین گفتگو کرین تو جان لو کہ شیطان نے اُنکو مسخرہ بنا رکھا ہے اور یہ بھی اُنھین کا قول ہے کہ جو شخص دنیا پر حرص کریگا حرص کی آگ اُسکو جلا کر راکھ کردیگی اور جو کوئی آخرت کا متوجہ ہوگا تو آخرت کی حرارت سے پگھل کر ڈھلے ہوئے سونے کی طرح کا کام ہوجائیگا اور جو شخص اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہوگا تو انوار توحید سے دُر بے بہا بنجائیگا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہین کہ دنیا مین چھ چیزین ہوتی ہین کھانا پینا پہنا سواری نکاح خوشبو سب کھانون مین عمدہ شہد ہے وہ مکھی کا لعاب ہے اور پینے کی چیزون مین اچھا پانی ہے جسمین نیک و بد سب برابر ہین اور پوشاک کی چیزون مین اشرف حریر ہے جو کیڑون کے ریشم سے بنتا ہے اور سواریون مین اشرف گھوڑا ہے جسپر لڑائی مین مارے جاتے ہین اور منکوحات مین سے اشرف عورت کی صحبت ہے جو پیشاب گاہ کا پیشاب گاہ مین جانا ہے عورت اپنے بدن سے اچھے اعضا کو بناتی سنوارتی ہے مگر اسمین سے سب سے بُری چیز کی طلب ہوتی ہے اور سونگھنے کی چیزون مین عمدہ مُشک ہے جو حیوان کے خون سے بنتا ہے غرضکہ سب چیزین ایسی ہی واہیات ہین

دوسرا بیان اُن نصیحتون کا اور وعظون کا جنمین دنیا کی مذمت اور صفت مذکور ہی

بعض اکابر کا قول ہی کہ لوگو آہستہ عمل کرو اور اللہ سے ڈرو زندگی پر مت بھولو اور موت کو مت بھولو دنیا کے طالب نہو اور نہ اُسکے راغب کیونکہ وہ بڑی مکار ہی اور دغا شعار اول اپنے مغالطون کو چکناتی ہی پھر آرزون مین پھنساتی ہی طالبین کے واسطے اُسکی زینت ایسی ہی جیسے جلوہ کے وقت دلھن کی صورت سب کی نگاہ اسی پر پڑتی ہی تمام دل اسکے شیفتہ ہین اور جانین اسکی فریفتہ بہت سے عاشقون کو اُسنے خاک مین ملایا اور جنے اُسپر اطمینان کیا اُسکو ذائقہ رسوائی چکھایا بھائیو اسکو چشم حقیقت سے دیکھو کہ اسمین کتنی آفتین ہین اس سے زیادہ اور کیا خرابی ہی کہ خود خالق نے اُسکی مذمت کی ہی اُسمین جو نیا ہی وہ پرانا ہوگا اور جو موجود ہی وہ فنا عزیز ذلیل ہوگا اور کثیر قلیل ہر زندہ کو موت آویگی اور خیر سب فوت ہو جاویگی بھائیو خواب غفلت سے جاگو اور بیہوشی سے دور بھاگو بیشتر اس سے کہ لوگ تمکو کہین کہ فلان شخص بیمار ہی اور مرض سخت مین گرفتار کوئی کچھ دوا بتادو یا حکیم کو بلادو پھر طبیب تمھارے لیے آوین مگر تم مین توقع شفا کی نہ پاوین پھر یہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے اپنا لینا تھا اُس سے لیا پھر یہ کہین کہ لو صاحب اُنکی زبان بند ہوگئی نہ بھائیون سے بولین نہ ہمسایون کو پہچانین اور نہ لب کھولین اور اُسوقت تمھاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ پیاپی آہ سے مضطر اور گمان موت کا کرسی صدق پر جلوہ گر معلوم ہو اور اپنا سفر تمکو بنظر یقین مفہوم پلکین بند ہونے سے اور زبان لفظ صحیح بولنے سے عاری ہو اور بھائی اور برادر سب مبتلاے گریہ وزاری کوئی کہے کہ یہ تیرا فلان برادر ہی یہ تیرا بیٹا لخت جگر ہی مگر تم کچھ جواب نہ دو زبان پر مُہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہو اور اعضا مین سے روح نکلکر عالم بالا مین داخل اُسوقت تمام برادری جمع ہو اور کفن سیا جاوے اور غسل دیکر تمکو پہنایا جاوے عیادت کنندہ گھر بیٹھ رہین اور حاسد خوب شد کہین تمھارے گھر والون کی مد نظر تمھارا مال ہو اور تمپر جواب دہی اعمال **ف** اس مضمون کو شیخ سعدی شیرازی نے ایک طویل قطعہ مین بیان کیا ہی جسمین سے مترجم چند شعر ہدیہ ارباب نظر کرتا ہی قطعہ

فریاد ازان زمان کہ تن نازنین ما
بر بستر ہوان فتد و ناتوان شود
ہر دم کسے برسم عیادت روان شود
وانکس کہ شفق ست و دلش مہربان ہم
وانگہ کہ چشم بر رخ ما افگند طبیب
در حال ما چو فکر کند بدگمان شود
کاحوال بر چگونہ و حال از چہ سان شود
تا آن زمان کہ چہرہ بگردد ز حال خویش
گویند این برادر تو وین عزیز تست
ما را مجال خود نہ سر حال شان شود
نیز از عمل بماند و بے بادبان شود
آمد شد ملائکہ در وقت قبض روح
فی الجملہ روح و جسم ز ہم مفترق شوند
مرغ از قفس بر آید و در آشیان شود
وز بہر وزیر خانہ پر آہ و فغان شود
تابوت و پنبہ و کفن آرند و مردہ شو
آرند نعش تا بہ لب گور ہر کہ ہست
بعد از نماز باز سوے خانمان شود
محبوس و مستمند دران خاکدان شود
میراث گیر کم خرد آید بجستجو
نامے ز ما بماند و اجزا ز ما تمام
در زیر خاک با غم و حسرت نہان شود
قول زبان موافق صدق جنان شود
ایمان ما ز غارت شیطان نگاہدار
خرم دلے کہ در حرم آباد ہین و عیش
حق را بجوان لطف و کرم میہمان شود
اصحاب را چو واقعہ ما خبر کنند
در جستن دوا پئے این و آن شود
یاران و دوستان ہمہ در فکر عافیت
وان رنگ ارغوانی ما زعفران شود
در ورطۂ ہلاک فتد کشتئ وجود
چون بنگریم دیدۂ ما خونفشان شود
آوازہ در سراے بیفتد کہ خواجہ مُرد
او را دو ذکر آن ز کران تا کران شود
ہر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما
پس گفتگوے بر سر باغ و دکان شود
یارب مدد بخش کہ ما را دران زمان
تا از عذاب و خشم تو جان در امان شود

اور بعض اکابر نے کسی بادشاہ سے

فرمایا کہ دنیا کی مذمت اور دشمنی لوگون مین سب سے زیادہ اُسی کو زیبا ہی جسکو وہ کثرت سے ملی ہو اور اُسکی کوئی حاجت پوری ہونے سے نہ رہ گئی ہو کیونکہ ایسے شخص کو یہ توقع ہوتی ہی کہ کسی آفت سے میرا مال رائگان ہو جاویگا یا میری جمعیت پریشان خواہ سلطنت کو زوال ہوگا یا جسم حوادث و امراض کا پامال یا ایسی چیز کے جانے کا رنج اُٹھانا پڑیگا جسکو دوستون سے بھی چھپا چھپا رکھتا تھا غرضکہ دنیا کے ہونے سے اُسکو اتنے آفات درپیش ہوتے ہین اسلیئے اُسکو زیبا ہی کہ دنیا کو بُرا جانے یہ وہ بلا ہی کہ جو کچھ اسکو دے لیتی ہی مگر پھر ہٹا کر نہین دیتی اسکے حالات بدلتے رہتے ہین ابھی تو ایک آدمی کو ہنساتی ہی اسی اثنا مین دوسرون کو اُسپر ہنسی آتی ہی اگر کوئی کسی پر روتا ہی تو تھوڑی ہی دیر مین کوئی اور رونے والے پر نالان ہوتا ہی اگر کسی کو دینے پر آتی ہی تو بعد چندے واپس لینے کے واسطے ہاتھ پھیلاتی ہی آج اگر کسی کے سر پر تاج و افسر ہی تو کل کو سر تلے خاک اور پتھر کوئی جاوے اور کوئی رہے اُسکے نزدیک برابر ہی اگر جلنے والے کا کوئی عوض رہے تو واہ واہ اور اگر نہ رہے تو واہ واہ قطعہ دنیا زنیت عشوہ دہ و دلستان ولیک + باکس بسر نبرد عہد شوہری + آبستنی کہ اینہمہ فرزند زاد و کُشت + دیگر کہ چشم دارد ازین مہر مادری + اور حضرت حسن بصری رح نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو خط لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ دنیا جاے سفر ہی نہ اقامت کا گھر حضرت آدم علیہ السلام جو جنت سے اُسمین اُتارے گئے تو صرف عقوبت و سزا کے لیئے اُتارے گئے اے امیر المومنین اس سے ڈرتے رہو اسکو ترک کر دینا ہی زاد آخرت ہی اور اسمین محتاج رہنا غنا و ثروت ہر وقت ایک نہ ایک کو فنا کرتی رہتی ہی اور جو اسکو عزیز جانتا ہی اُسکو ذلیل کرتی ہی اور جو اُسکو جمع کرتا ہی اُسکو فقیر کرتی ہی اُسکا حال زہر کا سا ہی کہ جو نہین جانتا وہ کھاتا ہی اور ہلاک ہو جاتا ہی اُسمین ایسی طرح رہنا چاہیے جیسے کوئی اپنے زخم کا علاج کرے کہ تھوڑے دنون پرہیز کیا کرتا ہی اس خوف سے کہ کہین مدت تک تکلیف نہ اُٹھانی پڑے اور چند روز دوا کی تلخی پر صبر کرتا ہی کہ کہین درد مدت تک نہ رہے پس اس دار ناپایدار فریبی مکار جفا شعار سے بچتے رہو اسکی ظاہر کی زنیت صرف دھوکا ہی اور لوگون کے پھنسانے کو بڑا مغالطہ جو اسکی آرزوؤن مین مبتلا ہوا اُسکو بے تباہ کیئے نہین چھوڑتی اور سبکو توقع دلاتی رہتی ہی اسکی صورت دُلھن کی سی ہی کہ آنکھون کی تاک اور دلون کا اشتیاق اور نفسون کا عشق اسی پر ہی الا اسنے سب اپنے شوہرون کو مار ڈالا ؎ عروس دہر نکو روے دختر یست ولے + وفا نمیکند این سُست مہر با داماد + مگر افسوس کہ پس ماندون کو گذشتون سے عبرت نہین ہوتی اور جو لوگ خداے عز و جل کو پہچانتے ہین اور جو کچھ اُسنے اسکا حال فرمایا ہی اُنکو کچھ نصیحت اثر نہین کرتی بہت سے اسکے عاشق ایسے ہین کہ جہان اُنکی حاجت پوری ہوئی اور دنیا حسب دلخواہ ملی جبھی مغرور و سرکش ہو کر معاد کو بھول جاتے ہین اور اپنی عقل کو اتنا اُسمین لگاتے ہین کہ اُنکے قدم جادۂ مستقیم سے لغزش کھا جاتے ہین پھر جانکنی کے وقت بڑی ندامت اور نہایت حسرت سکرات موت کے ساتھ اُٹھاتے ہین اور جو شخص اُسکی رغبت کرتا ہی اپنا مطلوب نہین پاتا نہ اسکا نفس مشقت سے آرام پاتا ہی اسی حال مین بے توشہ چل دیتا ہی اے امیر المومنین تم اس سے ڈرتے رہو اور جسوقت کہ تمکو اسمین زیادہ خوشی ہو اسی کا زیادہ خوف کیجیو اسواسطے کہ دنیا دار اگر کسی خوشی مین اطمینان کرتا ہی تو وہ اُسکو رنج مین ڈالتی ہی جو دنیا مین خوش ہوتا ہی وہ اُسکے باشندون کو مغالطہ دیتا ہی اور جو آج اسمین نفع پاتا ہی کل کو ضرر اُٹھاتا ہی اسمین وسعت عیش بلا ہی اور بقا کا مآل فنا ہی ہر خوشی غم آگین ہی اور ہر ایک راحت زحمت سے قرین جو اسمین سے گذر جاتا ہی پھر واپس نہین آتا اور آیندہ چیز کا حال معلوم نہین کہ اُسکا انتظار ہو اُسکی سب آرزوئین دروغ ہین اور تمام امیدین بے فروغ صفائی ہمہ تن کدورت ہی اور زندگی بہمہ وجوہ حسرت آدمی اگر غور و تامل کرے تو معلوم ہو کہ اسکی نعمتون کے جُدا ہونے کا خوف جُدا ہی اور مصیبت کا خوف جدا اگر بالفرض خدا تعالے نے دنیا کی خبر نہ ارشاد فرمائی ہوتی اور نہ اُسکی مثل بیان کی ہوتی تب بھی دنیا سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو ہوشیار کر دیتی پھر جب کہ خدا تعالے نے اس سے منع فرمایا ہو تب تو بطریق اولےٰ اس سے ہوشیاری ضرور ہی اس فانی کی

قدر قادر مطلق کے نزدیک کچھ نہین اور جب سے اُسکو پیدا کیا اُسکی طرف نگاہ نہین کی اِس بات کو سوچو کہ یہ وہی پلید چیز ہی کہ تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر مع خزاین وکلید پیش کی گئی تھی اگر آپ اُسکو قبول فرما لیتے تو خدا تعالے کے نزدیک آپ کے رتبہ مین سے مچھر کے پر کے برابر بھی کم نہوتا مگر آپنے قبول نہ فرمایا اسلیے کہ خدا تعالے کے امر کی مخالفت بُری معلوم ہوئی اور جس چیز سے اُسکو بغض ہی اُسکے ساتھ محبت اچھی نہ جانی اور جو اُسکے نزدیک بے قدر تھی اُسکو قدر دینا داب ادب نہ سمجھا پس خدا تعالے نے جو دنیا کو نیک بختون سے علیحدہ رکھا ہی صرف امتحان کے لیے ہی اور اپنے دشمنون کے لیے جو اُسکو پھیلا دیا ہی اُنکے مغالطہ و دھوکے کے لیے یہی وجہہ ہی کہ جسکو دنیا پر قدرت ہو جاتی ہی اُسکو یہ گمان ہوتا ہی کہ خدا نے میری بڑی عزت کی اُس شخص کو وہ معاملہ یاد نہین جو اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا کہ بھوک کے مارے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھا تھا ۵ فقر فخر ہی نہ از گزاف ست ومجاز + بل ہزاران عز پنہان ست وناز + اور ایک روایت حدیث قدسی کی آپ سے ہی کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ جب تم تونگری کو آتا دیکھو تو کہیو کہ کسی گناہ کی عقوبت جلد ہوئی ہی اور اگر مفلسی کو آتا دیکھو تو کہیو کہ خوب ہوا کہ یہ نیکبختون کا شعار آیا اور اگر چاہو روح اللہ اور کلمۃ اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کی اقتدا کرو وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا سالن بھوک ہی اور شعار خوف اور پوشاک اون جاڑے کی اور حرارت آفتاب کی دھوپ اور چراغ چاند اور سواری دونون پانون اور کھانا اور میوہ نباتات رات کو سوتا ہون جب کچھ نہین ہوتا صبح کو اُٹھتا ہون تب کچھ نہین ہوتا اور روے زمین پر مجھسے زیادہ تو انگر اور کوئی نہین حضرت وہب بن منبہ رح فرماتے ہین کہ جب خداوند کریم نے حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کو فرعون لعین کے پاس بھیجا تو اُنکو ارشاد فرمایا کہ تم اُسکے لباس دنیاوی سے مت ڈرنا اُسکی کل میرے ہاتھ مین ہی بدون میرے حکم کے نہ بولتا ہی نہ آنکھین بند کرتا ہی نہ سانس لیتا ہی اور تم اُسکے زرق برق سے کچھ تعجب مت کرنا یہ صرف دنیا ہی کی ٹیپ ہی اور دولتمندون کی زینت اگر مین چاہون تو دنیا کی آرایش سے بھی ایسا آراستہ کردون کہ فرعون بھی دیکھے تو جان لے کہ مجھ سے اتنی زیبایش ممکن نہین مگر مین تمھارے لیے اِس بات کو پسند نہین کرتا اور تمسے یہ سب آرایش علیحدہ رکھونگا مین اپنے دوستون سے ایسا ہی کرتا ہون دنیا کی نعمتون سے اُنکو ایسا علیحدہ رکھتا ہون جیسا کوئی شفیق چرواہا اپنے گلے کو مہلک چراگاہ سے بچاتا ہی یا کوئی مشفق ساربان اپنے اونٹون کو خارش والے اونٹون کے پاس بٹھلانے سے روکتا ہی اور یہ بات اسوجہ سے نہین ہی کہ وہ لوگ میرے نزدیک ذلیل ہون بلکہ اِس نظر سے ہی کہ میری کرامت وانعام کو صحیح وسالم توفیر کے ساتھ پورا حاصل کرین میرے دوست جو میرے لیے زینت کرتے ہین انکسار اور خوف اور خضوع اور تقوے سے کرتے ہین یہ باتین اُنکے دلون مین جمی رہتی ہین اور جسمون پر ظاہر ہوتی ہین یہی اُمور اُنکے شعار و دثار ہین اور یہی اُنکے دلون کی متاع پایدار جس نجات پر کہ اُنکی فلاح ہی اور جس رجاء کی کہ اُنکو توقع ہی یہی باتین ہین اور جس بزرگی پر اُنکا ناز ہی اور جس علامت سے کہ اُنکی شناخت ہی وہ بھی یہی ہین جب ایسے لوگ تمکو ملین تو اُنکی تعظیم کرنا اور بہ انکسار دل وزبان پیش آنا اور جان لو کہ جو شخص میرے کسی دوست کو ڈراتا ہی وہ مجھ سے بر سر پرخاش آتا ہی قیامت کو مین اُس سے اُسکا عوض لونگا انتہی اور ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اثناء خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو کہ تمکو مرنا ہی اور بعد مدت کے اُٹھنا اور اپنے اعمال پر وقوف پاکر اُنکی جزا کو پہونچنا پس زندگی دنیا پر مت بھولو اور ان باتون کو مت بھولو دنیا مصیبت کا گھر ہی فنا ہونا اسکا معروف ہی اور دھوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام زوال ہی اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصئون جب آدمی کو اسمین راحت وسرور پہونچتی ہی یکایک مصیبت آدباتی ہی اسکے احوال مختلف باہمدگر ہین اور مراتب متغیر نہ اسکے

۱ ح ابن ابی الدنیا نے بروایت حسن مرسلاً نقل کیا ہی اور احمد وطبرانی نے مسند بروایت ابی مغیرہ ۱۲ ح ۲ ابن ابی الدنیا بروایت حسن مرسلاً وبخاری بروایت جابر رض ۱۲

عیش کو قیام ہی نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے ہدف ہین کہ جنکو اپنے تیرون کا نشانہ بناتی ہی اور موت سے سب کی خاک اُڑاتی ہی موت ہر ایک کے سر پر قائم ہی اور اُسکا چکھنا سب کو لازم ای اللہ کے بندو آج دنیا مین تمھارا ایسا حال ہی جیسا تم سے پہلے لوگون کا تھا جو تم سے عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین اعلے تھے مگر دنیا کے طول انقلاب سے اب اُنکی آواز نہین نکلتی اُنکے جسم سڑ گئے اور شہر اُلٹ گئے اور مکانات گر گئے یا وہ مکان عالی شان اور گاو تکیے اور عمدہ فرش تھے یا اب پتھر اور اینٹین اور خاک گور اور گوشۂ لحد ہی اُن قبرون کی ایک دوسرے کے قریب ہی اور اُنکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور متشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ اُنکو آبادی سے موانست ہی نہ بھائی بندون اور ہمسایون کی طرح آپس مین ملاوٹ و رغبت ہر چند مکان قریب ہین مگر میل کی صورت نہین اسلیے کہ اُنکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے اُنکا کچومر نکالا زندگی کے بعد اسپر نتیجہ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی کے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے ہوے خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر کبھی نہ پھرے پھرنے کا کیا ذکر ہی جسصورت مین کہ خدا تعالے خود فرماتا ہی کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون اب تم بھی قطعًا جان لو کہ جیسے اُنکا حال ہوا وہی تمھارا ہوگا وہی تنہائی ہوگی اور وہی خاک مین گلنا اُسی خوابگاہ مین سونا اور اُسی ٹھکانے رہنا علاوہ ازین تمکو جب کیسی بنیگی جب یہ باتین تمھارے پیش نظر ہونگی اور قبرون مین سے نکالے جاوگے جی کی باتین تحقیق کیجاوینگی بادشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے پردے تمھارے فاش ہونگے عیوب اور چھپی باتون کو سامنے کیا جاویگا اور بر ع ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد + کا مضمون در پیش ہوگا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی اور دوسری جگہ فرماتا ہی ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یا ویلتنا ما لہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا ووجدوا ما عملوا حاضرا خداوند کریم سے التجا ہی کہ ہمکو اور تمکو تابع اپنی کتاب کا اور پیرو اپنے احباب کا رکھے یہانتک کہ ہم سب کو اپنے فضل سے رہنے کی جگہ یعنی آخرت مین پہونچا دے وہی حمید اور صاحب بزرگی ہی انتہی اور بعض حکما کا قول ہی کہ زمانہ تیر انداز ہی اور آدمی نشانہ کہ ہر روز عمر کے دن رات کو اپنے تیرون سے اُڑاتا رہتا ہی یہانتک کہ تمام عمر پوری ہوجاتی ہی پس باوجود دن کے گذرنے اور راتون کے جلدی جلدی بسر ہونے کے آدمی کب تک سلامت رہ سکتا ہی اگر آدمی کو اپنے اوپر زمانہ کی تاثیر معلوم ہو کہ ہر گھڑی نقصان عمر کرتا جاتا ہی تو دنون کے گذرنے سے نفرت ہو اور ساعات کے چلے جانے سے وحشت مگر خدا تعالے کی حکمت ہی کہ اسکا خیال نہین آتا ف

غافل تجھے گھڑیال یہی دے ہی منادی + خالق نے گھڑی عمر سے ایک اور گھٹا دی + اور ہمین نظر کہ دنیا کے آفات سے آدمی مطمئن ہین اُسکی لذات کا مزہ اچھا معلوم ہوتا ہی حالانکہ وہ اندراین کے پھل سے بھی کڑوا ہی بشرطیکہ کوئی دانا چکھے اور اُسکے ظاہر افعال دیکھکر کوئی بیان کرنے والا بھی اُسکے عیب نہین بیان کر سکتا اور جو عجائب کہ دنیا بر روے کار لاتی ہی حیطۂ تقریر واعظین سے زائد ہین خدا ہی راہ راست پر چلنا نصیب فرماوے اور بعض حکما سے جو دنیا کا وصف اور اُسکی بقا کی مقدار پوچھی گئی تو جواب مین فرمایا کہ دنیا اُسوقت کا نام ہی جسمین آدمی آنکھ جھپکاتا ہی اسواسطے کہ جو زمانہ اسوقت سے پیشتر گذر چکا ہی وہ تو اُسکو مل نہین سکتا اور جو وقت ابھی آیا نہین اُسکا حال معلوم نہین کہ ملیگا یا نہین اور وقت کا حال یہ ہی کہ دن جب اچھی طرح گذر جاتا ہی تو رات اُسکے ماتم مین سیہ پوش ہوتی ہی اور گھڑی گھڑی ہوتے ہوتے طی ہوجاتا ہی اُسکے حوادث انسان پر برابر آتے ہین اور تغیر و نقصان پہونچاتے ہین اور زمانہ کا کام یہی ہی کہ جماعتون کو متفرق کرے اور جتھون مین ابتری ڈالے اور دولت کو ایک ہاتھ سے دوسرے کے پاس پہونچاوے اُسکی امل بہت طویل ہی اور زندگانی بہت قلیل اور پھر سب کا رجوع رب جلیل کی طرف ہوگا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے اپنے خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ ای لوگو جس بات کے واسطے تم پیدا ہوے ہو اگر اُسکی تصدیق کرو تو تم بیوقوف ٹھہرتے ہو اور اگر تکذیب کرو تو ہلاک ہوتے ہو یعنی

ف کوئی نہین یہ بات ہی کہ وہ کہتا ہی اور اُنکے پیچھے اٹکاو ہی جسدن تک اُٹھائے جاوین ۱۲ ف تا وہ بدلا دلا دیوے بُرائی والون کو اُنکے کیے کا اور بدلہ دیوے بھلائی والون کو بھلائی ۱۲ ف اور رکھا جاویگا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہین اُسکے بیچ لکھے سے اور کہتے ہین اے خرابی کیسا ہی یہ لکھا نہ چھوڑے چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اُسمین نہین گھیری اور پاوینگے جو کیا ہی سامنے ۱۲

تمکو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہی مگر ایک عالم سے دوسرے عالم مین بھیجے جاؤگے ای بندگان خدا تم اب اُس جگہ مین ہو کہ اگر اُسمین کھانا کھاؤ تو گلے مین اٹکے اور پانی پیو تو اُچھو لگے کسی نعمت سے تمھاری خوشی پوری نہین ہوتی کہ دوسری نعمت کی جدائی سر پڑتی ہی جس سے تمکو رنج ہوتا ہی اب اپنے مآل کو سمجھو کہ کیا ہوتا ہی اور کہان ہمیشہ رہنا پھر حضرت عمر بن عبد العزیز کو اس قول کے بعد اتنا گریہ غالب ہوا کہ منبر پر سے اُتر آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ سے ڈرو اور دنیا کو ترک کرو گو تمکو اُسکا چھوڑنا اچھا معلوم نہو مگر وہ تمکو چھوڑ دیگی تم اُسکو نیا کرنا چاہتے ہو اور وہ تمھارے جسمون کو پُرانا کیے جاتی ہی تمھاری اور اُسکی مثال ایسی ہی جیسے مسافر کسی راہ مین چلین اور گویا اُسکو طی کر لین یا پہاڑ پر پہونچین اور اُسپر مثلاً چڑھ چکین راہ تو چلتے چلتے کسی حد پر ختم ہی ہو جاتی ہی اور اکثر ایسا ہی ہی کہ جسکی بات دنیا مین بنی ہوئی ہی موت کا جلد باز پیادہ اُسکے پیچھے ہی یہانتک کہ دنیا سے جدا ہو جاوے پس اُسکی تکلیف و نقصان مین مضطر نہونا چاہیے کہ آخر کو منقطع ہو جاویگی اور نہ اُسکی متاع و دولت پر خوش ہونا چاہیے کہ وہ بھی انجام کو جاتی رہیگی مجھے طالب دنیا سے بڑا تعجب ہی کہ وہ تو دنیا کا طالب ہی اور موت اُسکی طالب اور غافل سے تعجب ہی کہ اُسکو غفلت ہی مگر اُسکے حال سے غفلت نہین کیجاویگی اور حضرت محمد بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جب عاقلون اور عالمون اور عارفون اور ادیبون کو معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کی حقارت کی اور اُسکو اپنے دوستون کے لیے اچھا نہین جانا اور وہ اسکے نزدیک بہت حقیر اور ادنی چیز ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسمین زہد فرمایا اور اپنے یارون کو اُسکے فتنہ سے ڈرایا تو اُنھون نے اُسمین سے میانہ روی کے طور پر کھایا اور زیادتی کو اپنا توشۂ آخرت بنایا اُسمین سے بقدر کفایت لیا اور جس مقدار سے کہ لہو مین پڑین اُسکو ترک کیا پوشاک مقدار ستر عورت اختیار کی اور غذا مین سے ادنی مقدار دفع گرسنگی کھائی دنیا کو اس نظر سے دیکھا کہ فانی ہی اور آخرت کو جانا کہ باقی ہی اسی وجہ سے دنیا مین سے اُسیقدر توشہ لیا جیسے مسافر لیتا ہی پس دنیا کو اُجاڑا اور آخرت کو آباد کیا آخرت کی طرف چشم دل سے دیکھا اور جانا کہ عنقریب چشم ظاہر سے بھی دیکھینگے اسی لیے اُسکی طرف دل سے کوچ کیا اس خیال سے کہ آخر جسم سے بھی اُسی کی طرف جانا پڑیگا تھوڑی سی مشقت دنیا مین اُٹھا کر بہت دنون کا عیش حاصل کیا یہ سب باتین اُنکو خدا تعالیٰ کی توفیق سے ہوئین کہ جو کچھ اُسنے اُنکے لیے محبوب جانا اُسی کو اُنھون نے محبوب سمجھا اور جس چیز کو اُسنے بُرا سمجھا اُسکو اُنھون نے بھی بُرا تصور کیا۔

تیسرا بیان دنیا کی کیفیت کا مثالون مین۔ جاننا چاہیے کہ دنیا بہت جلد گذران ہی ہر کسی کو وعدہ بقا کرتی ہی لا اُسکے خلف وعدہ کا ہر کوئی نالان ہو ظاہر مین دیکھو تو ٹھہری معلوم ہوتی ہی حالانکہ بڑی تیز رفتاری سے جلد جلد بھاگتی ہی اُسکی حرکت دیکھنے سے معلوم نہین ہوتی الا انقضا رسال و ماہ سے محسوس ہوتی ہی اس باب مین اِسکی **مثال** سایہ کی سی ہی کہ وہ بھی ظاہر مین حرکت کرتا معلوم نہین ہوتا مگر حقیقت مین متحرک رہتا ہی اُسکی حرکت آنکھ سے نہین سوجھتی بلکہ عقل سے معلوم ہوتی ہی اور دنیا کو سایہ کے ساتھ مشابہت اکابر نے بھی دی ہی چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے جو ذکر دنیا کا ہوا تو آپنے یون فرمایا ؎ ڈھلتا ہوا سایہ کہو یا خواب پریشان + کھلتے ہین فریب اِسکا وہی جو کہ ہین نادان + اور حضرت امام حسن علیہ السلام اکثر تشبیہ دنیا مین یہ شعر پڑھتے ؎ یا اہل لذات دنیا لا بقاء لہا + ان اغترارا بظل زائل حمق + اور مشہور یون ہی کہ یہ شعر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُنکے والد بزرگوار کا ہی اور روایت ہی کہ ایک اعرابی کسی قوم مین مہمان ہوا اُنھون نے اُسکو کھانا کھلایا پھر ایک خیمہ کے سایہ مین سو گیا اُن لوگون نے خیمہ اُکھاڑ لیا اُسکو جو دھوپ لگی اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھا ؎ دنیا ہی مثال سایہ قائم + ڈھلنا اسے ایکدن ہی لازم + اور چونکہ دنیا اپنے خیالات سے آدمی کو دھوکا دیتی ہی اور اُسمین سے نکلنے کے بعد کچھ بھی ساتھ نہین رہتا اس اعتبار سے اُسکی مثال خیالات خواب کی سی ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی الدنیا حلم واہلہا علیہا مجازون ومعاقبون اور یونس بن عبید رح کہتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین تشبیہ دنیا کی یون دی ہی

کہ جیسے سوتا آدمی خواب مین کسی بُری یا بھلی بات سے رنجیدہ یا خوش ہوا کرتا ہی ایسے ہی لوگ بھی گویا خواب مین رنج و راحت دنیا دیکھ
رہے ہین مرنے کے بعد جو آنکھ کھلیگی تو کچھ نہ پاوینگے ؎ جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ + جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے + اور
تشبیہ دنیا مین بعضون کا یہ قول ہی ؎ دنیا خوابیست و زندگانی دروے + خوابےست کہ درخواب بہ بینی آنرا + اور اِس اعتبار سے
کہ دنیا اپنے اہل و اولاد کی دشمن جانی ہی اور اُنکو تباہ و برباد کرتی ہی اُسکی مثال اُس عورت کی سی ہی جو مردون کے واسطے اپنے
آپ کو بنایا سنوارا کرے اور جب کسی سے بیاہی جاوے اُسکو ذبح کر ڈالے یہی حال دنیا کا ہی کہ اول اول بہت اچھی اور نرم و نازک
معلوم ہوتی ہی مگر آخر کو تباہ کر دیتی ہی روایت ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے دنیا ایک پوپلی بڑھیا کی صورت مین آئی
ہر ایک طرح کی زینت سے آراستہ و پیراستہ تھی آپ نے پوچھا کہ تو نے کتنے شوہر کیے اُسنے جواب دیا کہ مجھکو شمار نہین معلوم آپ نے
فرمایا کہ وہ سب تجکو چھوڑ کر مر گئے یا تجھکو طلاق دے دی اُسنے عرض کیا کہ مین نے اُنکو ذبح کر ڈالا آپ نے فرمایا کہ پھر تیرے باقی شوہرون
کی خرابی ہی کہ پہلون کا حال دیکھکر عبرت نہین کرتے تو ایک ایک کو مارتی جاتی ہی اور وہ تجھ سے نہین ڈرتے ؎ مجو درستی عہد از زمان
سُست نہاد + کہ این عجوز عروس ہزار داماد ست + اور اِس اعتبار سے کہ دنیا کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہی اِسکی مثال ایسی تصور کرنی
چاہیے کہ ایک بڑھیا بدصورت اپنے اوپر خوب عمدہ پوشاک و زیور پہن لے اور منھ پر برقع ڈالکر لوگون کو فریب دے جب اُنکو اُسکے باطن کا
حال معلوم ہو اور منھ پر سے گھونگھٹ اُٹھا کر دیکھین تو اُسکے اتباع سے نادم و خجل ہون اور اپنی کم عقلی اور دھوکا کھانے سے شرمندہ
علا بن زیاد فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک بڑھیا دیکھی جسکی کھال سکڑی تھی اور زیور و لباس مین لدی تھی آدمی اُسکے گرد
تعجب سے دیکھ رہے تھے مین نے پاس آکر اُسکو دیکھا تو لوگون کے اسکی طرف دیکھنے سے نہایت متعجب ہوا کہ یہ اسکی طرف کیون مائل ہین
آخر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ تم مجھے نہین پہچانتے مین نے کہا کہ مین تو نہین جانتا تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ مین
دنیا ہون مین نے کہا کہ خدا تیرے شر سے بچاوے اُسنے کہا کہ اگر میرے شر سے بچا چاہتے ہو تو روپیہ پیسے کو بُرا جانتا اور ابو بکر بن
عیاش رح کہتے ہین کہ مین نے قبل اِسکے کہ بغداد مین پہونچون دنیا کو خواب مین ایک بڑھیا پھوس بدصورت دیکھی کہ تالیان بجا
رہی ہی اور اسکے پیچھے خلقت اُسکی خواستگار ہی وہ بھی تالیان بجاتے اور ناچتے ہین جب وہ میرے سامنے آئی تو میری طرف متوجہ
ہو کر کہنے لگی کہ اگر مجھکو موقع ملا تو یہی حال تیرا بھی کرونگی جو انکا ہی اِس خواب کو کہکر ابو بکر رو پڑے اور فضیل بن عیاض رح فرماتے
ہین کہ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا ہی کہ قیامت کو دنیا ایک بڑھیا بدصورت کیری آنکھون والی شکل مین لائی جاویگی دانت آگے
کو نکلے ہونگے لوگون کے سامنے کرکے پوچھا جاویگا کہ تم اسکو بھی پہچانتے ہو عرض کرینگے کہ خدا پناہ دے کہ ہم اسکو جانین حکم ہوگا
کہ یہ وہی دنیا ہی جسکے لیے تم فخر اور حسد اور بغض اور قطع رحم اور مکر و فریب کیا کرتے تھے اور اِسکے پھندے مین آگئے تھے پھر اُسکو
دوزخ مین ڈالدیا جاویگا وہ عرض کریگی کہ الٰہی میرے اتباع اور گروہ کہان ہین حکم ہوگا کہ اُنکو بھی اسی کے ساتھ کردو اور حضرت
فضیل رح سے یہ بھی روایت ہی کہ ایک آدمی اپنی روح سے اوپر کو چڑھا راستہ مین اُسنے ایک عورت ہر ایک طرح سے آراستہ و پیراستہ
دیکھی جو اُسکے پاس سے نکلتا ہی اُسکو زخمی کر دیتی ہی پشت کی طرف سے دیکھو تو بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی اور آگے سے بہت
بڑی بڑھیا پھوس نیلی چندھی آنکھون کی ہی اُسنے کہا کہ مجھکو خدا تجھ سے بچا دے اُسنے جواب دیا کہ بخدا اللہ تعالےٰ تجھکو مجھ سے نہین بچانے
کا جب تک روپیہ پیسے کو بُرا نہ جانے اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ دنیا ہون اور اس اعتبار سے کہ آدمی کا گذر دنیا پر ہوتا ہی
اسکی کچھ حقیقت ہی نہین اسلیے کہ آدمی کے تین حال ہین اول تو وہ زمانہ کہ جسمین پیدا نہین ہوا تھا یعنے ازل سے پیدائش کے وقت
تک دوسرا مرنے کے بعد سے ابد تک جسمین دنیا کو نہ دیکھیگا تیسرا ایام حیات کا زمانہ جسکا نام دنیا ہی پس اگر اِس زندگی دنیا کو ازل

اور ابد کی نسبت کرکے دیکھو تو ایسی بھی نہوگی جیسے ایک سفر طول طویل مین تھوڑا سا مقام ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ مالی وللدنیا انما مثلے ومثل الدنیا کمثل راکب سار فی یوم صائف فرفعت لہ شجرۃ فقال تحت ظلہا ساعۃ ثم راح وترکہا اور جو کوئی دنیا کو اس نظر سے دیکھے کبھی اسکی رغبت نہ کرے اور نہ یہ پروا کرے کہ دن کسطرح گذرتے ہین تنگی مین یا فراخی مین رنج مین یا راحت مین اور اینٹ پر اینٹ بھی نہ رکھے اور از آنجا کہ دنیا کی کیفیت آنحضرت صلعم کو خوب معلوم تھی اسلیے زندگی بھر نہ مکان اینٹ کا بنایا نہ لکڑی کا بلکہ بعضے صحابہ کو لکڑی کا مکان بناتے دیکھکر فرمایا اری الامر اعجل من ہذا اور انکا مکان بنانا برا معلوم ہوا اور اسی کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام بھی اشارہ فرماتے ہین کہ دنیا ایک پل ہی اسپر سے گذر جاؤ اور عمارت نہ بناؤ اور یہ مثال خوب صاف ہی کیونکہ زندگی دنیا آخرت مین پہونچنے کے لیے ایک پل ہی اسکا ایک ستون مہد ہی اور ایک ستون لحد اور دونون کے درمیان مسافت محدود ہی بعض لوگون نے اس پل کا نصف قطع کرلیا ہی بعض نے تہائی اور بعض نے دو تہائی اور بعض کو ایک قدم ہی طے کرنا باقی ہی مگر اسکو معلوم نہین بہر حال اسپر سے گذرنا تو ضروری ہی اور پل پر عمارت بنانی اور اسکو اقسام زینت سے آراستہ کرنا اور پھر چھوڑ کر چلے جانا نہایت جہل اور ذلت ہی اور چونکہ دنیا مین خوض کرنا بہت آسان اور نرم ہی اسلیے دنیا دار کو معلوم ہوتا ہی کہ اس سے سلامت نکلجانا بھی ایسا ہی آسان اور مزہ دار ہوگا حالانکہ یہ بات نہین بلکہ اسکے اندر پھنس جانا بہت سہل ہی اور سلامت نکلنا نہایت مشکل اسکی مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو یون لکھی تھی کہ دنیا بمنزلہ سانپ کے ہی ظاہر مین اسکو ہاتھ لگاؤ تو نرم اور چکنا معلوم ہوتا ہی مگر اسکا زہر آدمی کو مار ڈالتا ہی پس تمکو جو چیز اسمین سے اچھی معلوم ہو اسکی طرف سے منہ پھیرو کہ وہ تمھارے ساتھ بہت کم رہیگی اور از آنجا کہ تمکو اسکے فراق کا یقین ہی اسلیے اسکے ترددات کو بھی برطرف کرو اور اسکی سب سے زیادہ خوشی کی حالت سب سے زیادہ خوف کا مقام ہی کیونکہ دنیا مین جب کبھی کسی کو خوشی پہونچتی ہی اسکے بعد ویسا ہی رنج بھی پہونچا کرتا ہی والسلام اور دنیا مین پھنسکر اسکے آفات سے سلامت رہنے کی مثال اس حدیث مین ہی انما مثل صاحب الدنیا کالماشی فی الماء ہل یستطیع الذی یمشی فی الماء ان لا تبتل قدماہ اس حدیث سے جہالت ان لوگون کی معلوم ہوئی جو یہ کہتے ہین کہ ہمارے جسم صرف لذات دنیا سے بہرہ ور ہین اور دل اس سے پاک وصاف ہین دونون مین کسی طرح کا علاقہ نہین اور یہ ایک شیطان کا دھوکا ہی کہ انکو فریب دے رکھا ہی اسلیے کہ اگر انکو اس عیش ولذت سے علیحدہ کردیا جاوے تو کیسا بڑا رنج کرتے ہین اگر دل کو علاقہ نہ تھا تو درد و رنج کسکو ہوتا ہی غرضکہ ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درست ہی کہ جسطرح پانی مین چلنے سے قدم ضرور ہی تر ہوتے ہین اسیطرح دنیا کے اختلاط سے بھی دل مین ایک علاقہ اور ظلمت پیدا ہوتی ہی بلکہ اس تعلق دنیاوی سے دل مین عبادت کا مزہ نہین ہوتا چنانچہ حضرت عیسی السلام فرماتے ہین کہ مین سچ کہتا ہون کہ جیسے بیمار آدمی شدت درد مین کھانے کا مزہ نہین پاتا ہیطرح جسکو دنیا کا روگ ہی وہ عبادت کی حلاوت نہین اٹھاتا اور یہ بھی سچ کہتا ہون کہ جسطرح گھوڑا سوار نہونے اور پھیرا نہ جانے سے بگڑ جاتا ہی اور کام نہین دیتا اسی طرح اگر دل بھی ذکر موت اور مشقت عبادت سے نرم اور روبراہ نہ کیا جاوے تو سخت اور بیکار ہوجاتا ہی اور یہ بھی درست بات ہی کہ مشک جتبک پھٹتی اور سوکھتی نہین اسمین شہد بھرا کرتے ہین اسی طرح جب دل شہوات سے نہین پھٹتے اور طمع سے ناپاک اور لذت سے سخت نہین ہوتے تب تک حکمت ان مین آسکتی ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ انما بقی من الدنیا بلاء وفتنۃ وانما مثل عمل احدکم کمثل الوعاء اذا طاب اعلاہ طاب اسفلہ واذا خبث اعلاہ خبث اسفلہ اور ایک حدیث مین حضرت انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثل ہذہ الدنیا مثل ثوب شق من اولہ الی آخرہ فبقی متعلقا

یحیط فی اخرہ فیوشک ذلک الخیطان ینقطع اس حدیث مین اس بات کی مثال ہی کہ دنیا جسقدر باقی ہی بہ نسبت گذشتہ کے بہت کم ہی اور اسوجہ سے
کہ دنیا کا ایک علاقہ دوسرے کا باعث ہوتا ہی اور مرنے تک یہی سلسلہ رہتا ہی اسکی مثال حضرت عیسی علیہ السلام نے یون ارشاد فرمائی ہی کہ طالب
دنیا کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص پیاس کے لیے کھاری پانی پیوے کہ جتنا زیادہ پیے گا اُتنا ہی پیاس زیادہ ہوگی یہانتک کہ آخر کو
مر جاویگا اور اس باعث سے کہ دنیا کا آغاز اچھا معلوم ہوتا ہی اور انجام پلید ہوتا ہی اسکی مثال غذا کی سی ہی یعنے شہوات دنیا دل مین ایسی
اچھی معلوم ہوتی ہین جیسے شہوات غذا معدہ مین اور مرنے کے وقت دل کی شہوات دنیاوی سے آدمی کو کراہت اور بدبو ایسی ہی معلوم
ہوگی جیسے غذا سے جب معدہ مین پہونچکر اپنے کمال کو پہونچتی ہی مثلاً جسقدر غذا لذیذ و مزہ دار اور چکنی خواہ شیرین ہوگی اُسی قدر اُسمین
بدبو اور کثافت زیادہ ہوگی اسیطرح دل کی شہوات مین سے جونسی شہوت قوی اور لذیذ ہوگی اُسکی کراہت اور بدبو مرنے کے وقت
زیادہ ہوگی بلکہ یہ بات زندگی مین ہی دیکھ لو کہ اگر کسی کا گھر بار چھن جاوے اور مال و اولاد و زن و فرزند لٹ جاوین تو اُسکو مصیبت و درد
اُسی چیز کا زیادہ ہوگا جس سے محبت زیادہ تھی اور بہت لذیذ جانتا تھا اور کثرت سے حرص کرتا تھا خلاصہ یہ کہ جسکا ہونا جسقدر اچھا معلوم
ہوتا ہی اُسی قدر اُسکے نہونے سے رنج بھی ہوتا ہی اور موت سے بھی غرض یہی ہی کہ دنیا کی نعمت جاتی رہے اور روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے ضحاک
بن سفیان کلابی سے فرمایا کہ تم اپنی غذا نمک مرچ کے ساتھ کھا کر پھر پانی اور دودھ پیتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ پھر اُس غذا کا کیا بنتا ہی اُنھون
نے عرض کیا کہ وہ تو آپ جانتے ہی ہین آپنے فرمایا کہ اللہ جلشانہ دنیا کو اُسی چیز کے مشابہ فرماتا ہی جو انجام کو غذا سے بنجاتی ہی اور حضرت ابی بن کعب رض فرماتے ہین
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان الدنیا ضربت مثلا لابن آدم فانظر مایخرج من ابن آدم وان قزحہ وملحہ الی ما یصیر اور فرمایا ان اللہ
ضرب الدنیا لمطعم ابن آدم مثلاً وضرب مطعم ابن آدم الدنیا مثلاً وان قزحہ وملحہ اور حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین دیکھتا ہون
کہ اول غذا مین خوب مصالحہ اور خوشبو ڈالتے ہین اور پھر اُسکو کہان ڈال آتے ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہی فلینظر الانسان الی طعامہ
اسکی تفسیر مین حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ طعام سے مراد وہ صورت ہی جو غذا کے انجام کو ہوجاتی ہی اور ایک شخص نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مین آپ سے کچھ پوچھا چاہتا ہون مگر شرم آتی ہی آپنے فرمایا کہ شرمانا نہ چاہیے پوچھ تو اُسنے
عرض کیا کہ جب آدمی پاخانے سے فارغ ہوگیا اُسکو دیکھے آپ نے فرمایا کہ ہان فرشتہ اُسکو یون کہتا ہی کہ جس چیز کا بخل کیا کرتا
تھا اُسکو دیکھ کہ اُسکا انجام کیسا ہوا اور حضرت بشر بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگو چلو تمکو دنیا دکھاؤن اُنکو کسی گھورے پر
لیجا کر فرماتے کہ وہ اُنکے میوے اور مرغ اور شہد اور گھی ہی اور آخرت کی نسبت کر دنیا کی مثال اس حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مقدار آخرت مین ایسی ہی جیسے کوئی سمندر مین اُنگلی ڈالکر دیکھے کہ اُنگلی پر کسقدر پانی آیا یعنے
آخرت کے سامنے دنیا ہیچ ہی اور اسوجہ سے کہ دنیا دار دنیا کی لذتون مین مبتلا ہوکر آخرت سے غافل رہتے ہین اور پھر بڑی بڑی
حسرتین اُٹھاتے ہین اُسکی مثال ایسی ہی کہ جیسے کچھ لوگ کشتی مین سوار ہون اور ایک جزیرے مین پہونچین وہان پہونچکر ملاح نے
انکو اجازت دی کہ جسکو قضاء حاجت منظور ہو وہ یہان اُتر جاوے مگر یہ مقام خوفناک ہی یہان سے جلد اپنا کام کرکے واپس آنا ورنہ
کشتی کھلجاویگی یہ لوگ کشتی سے اُتر پڑے اور اطراف جزیرہ مین پھیل گئے پھر بعضون نے تو ناخدا کے قول پر عمل کیا اور قضاے حاجت
کرتے ہی کشتی کی طرف چلے آئے اور کشتی کی طرف دیکھکر خوب فراغت کی جگہ اور خاطر خواہ آسایش کا مکان لے لیا اور بعضون نے جزیرہ
مین توقف کرکے اُسکے شگوفون اور غنچون اور بیابانون اور نغمات دل آویز اور جانورون کے چہچہے فرحت انگیز اور جواہر بوقلمون
اور معادن گوناگون اور نقوش غریبہ اور اشکال عجیبہ کی سیر کی مگر بخوف کشتی کے نہ ملنے کے سیر کرتے ہی جلد پھر آئے انکو گو پہلون کا سا
وسیع نہ ملا تاہم اچھی طرح بیٹھ گئے اور بعضون نے جو اُن اشیاء رنگ برنگ بالا کو دیکھا لٹو ہو گئے اور صدف و جواہر اور میوہ و گل کی خوبی

اسقدر دل مین کھپی کہ اُنکے چھوڑنے کو دل نہ چاہا اُسمین سے کچھ ساتھ لے لیے کشتی مین آکر مکان مین گنجایش اتنی بھی نہ دیکھی کہ خود اچھی طرح
بیٹھ سکین بوجھ کے رکھنے کا تو کیا ذکر ہی لمجبوری اُنکو اپنے سر پر لاد کر کشتی مین بیٹھ گئے اگرچہ اپنی اس حرکت سے نادم تھے کہ ناحق اُنکو لیا اور مفت
مین درد سر اور وبال مول لیا اور کچھ لوگ جنگلون مین گھسکر کشتی کو بالکل بھول گئے اور اتنی سیر کی کہ ناخدا کی آواز بھی نہ سُنی مگر باوجود اسکے
درندون کا خوف دل مین تھا اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس فراز و نشیب مین لغزش بھی ہوگی اور مصیبت اُٹھانی پڑیگی پانون اور کپڑون مین کانٹے
چبھینگے ٹہنیون سے بدن چرینگا آواز ہولناک سے کلیجہ کانپیگا جھاڑیون سے کپڑے پھنکر نُچے رہجاوینگے اور پھر اگر لوٹنا چاہینگے تو بن نہ آویگا اسی
اثنا مین آواز کشتی والون کی سُنکر بوجھ کے گٹھے سر پر لیے جو کنارے پر پہونچے تو اُسمین جگہ نہ پائی کنارے ہی پر بھوکے پیاسے مر گئے اور بعضون کو
کشتی والون کی بھی آواز نہ سنائی دی اور کشتی بھی چلدی تو اُنکا حال یہ ہوا کہ کچھ تو خوراک درندون کے ہوے اور کچھ حیران پریشان بھٹک بھٹک
مر گئے بعضے دلدل مین جا گرے بعضون کو سانپ بچھو کھا گئے غرض سب کے سب اسی طرح خوار و نزار مُردار ہو گئے اب جو لوگ کہ کشتی مین بوجھ
سمیت سوار ہوے تھے اُنکو اُن چیزون کی حفاظت کی فکر ہوئی مکان تنگ پہلے ہی سے تھا کچھ عرصہ کے بعد پھول مُرجھا گئے اور پتھر وغیرہ کے
رنگ متغیر ہو گئے اور میوے وغیرہ بگڑ کر سڑ گئے بدبو آنے لگی اور ایک نہ شد دو شد کا مضمون ہوا کہ پہلے صرف رکھنے ہی کی دقت تھی اب بدبو سے
ایذا ہونے لگی پھر تو کوئی علاج نہ سوجھا بجز اسکے کہ اُسکو دریا مین ڈال دیا مگر اُسکی بدبو اور خوراک سے اتنی تاثیر ہوئی کہ گھر پہونچنے تک
بیمار پڑ گئے اور بہت دلون ہینگ ہگا کیے اور جو انسے پہلے کشتی مین آئے تھے اُنکو البتہ بیٹھنے مین خاطر خواہ آسائش تو نہ ملی الا وطن مین پہونچکر
صحیح و سالم رہے کچھ دکھ روگ نہوا اور جو لوگ اول ہی اول چلے آتے تھے وہ کشتی مین بھی چین سے رہے اور وطن مین بھی راحت و آرام
سے رہے پس اگر بتامل دیکھو تو یہی حال دنیا کے لوگون کا ہی کہ وطن اصلی کو بھول کر اس جزیرے کے گلزار اور پتھرون اور چاندی سونے پر
ایسے غافل ہین کہ انجام کی فکر ذرا نہین کرتے یہ معلوم نہین کہ مرنے کے وقت یہ سب زینت کی چیزین گردن پر وبال ہونگی گو اب اُنکے آنے
کی خوشی اور جانے کا غم ہوتا ہی اور اس مصیبت مین سبھی مبتلا ہین الا جسکو خدا بچاوے اور اس نظر سے کہ خلقت دنیا کے فریب مین آجاتی ہی
اور باوجود خدا تعالیٰ کے خوف دلانے کے اللہ تعالیٰ کے قول پر ایمان ضعیف رکھتی ہی اسکی مثال اس حدیث مین ہی جو حضرت حسن رضہ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ میری اور تمھاری اور دنیا کی مثال ایسی ہی جیسے کسی قوم کے لوگ کسی
جنگل پر غبار مین چلین اور چلتے چلتے یہ نوبت پہونچ جاوے کہ یہ بھی خبر نہ رہے کہ جتنی راہ طے کر چکے ہین وہ زیادہ ہی یا جو باقی رہی ہی وہ
زیادہ ہی پس انکا کھانا پینا تمام ہو جاوے اور اُسی جنگل مین کمرین کھول بے زاد و راحلہ پڑ رہین اور جینے سے ہاتھ دھو بیٹھین جب اُنکی
یہ نوبت پہونچے تو دور سے ایک آدمی کی صورت دیکھین کہ لباس پہنے چلا آتا ہی اور اُسکے کپڑون سے پانی ٹپکتا ہی گمان کرین کہ یہ شخص
کسی زرخیز زمین سے آتا ہی وہ جگہ یہان سے قریب معلوم ہوتی ہی جب وہ پاس آکر اُنسے پوچھے کہ میان تمھارا کیا حال ہی اُس سے کہین
کہ جو حال ہی وہ عیان ہی عیان را چہ بیان وہ جواب مین کہے کہ بھلا اگر مین تمکو پانی اور باغ بتا دون تو کیا کروگے جواب دین کہ ہم تیری
اطاعت کسی چیز مین فروگذاشت نہ کرین گے اُسنے کہا کہ اگر سچ کہتے ہو تو اس عہد کو پکا کر دو اُنھون نے خدا کی قسم کھا کر عہد مستحکم کیا کہ ہم
ہرگز نافرمانی کسی بات مین نہ کرینگے غرضکہ اس عہد کے بعد اُسنے عمدہ پانی اور باغ سبز حسب وعدہ بتا دیا اور چند روز خود اُن مین رہا پھر
اُنسے کہا کہ بھائیو سنتے ہو اُنھون نے کہا کہو کہا کہ یہان سے چلدو پوچھا کہ کہان جائین کہا کہ ایسے چشمہ اور باغ مین جو اس سے کہین
اعلیٰ ہی اسکو سنکر بعضون نے تو یہ کہا کہ خدا خدا کر کے تو ہمکو یہ جگہ نعمت غیر مترقبہ ملی ہی اس سے بہتر کو لیکے ہم کیا کرینگے اور کم لوگون نے
یہ کہا کہ صاحبو اسکے ساتھ عہد کر چکے ہو کہ کسی بات مین نافرمانی نہ کرینگے پہلے جو کچھ اس شخص نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اب بھی اسکا قول
بیشک درست ہی اور اسی خیال سے اُسکے ساتھ ہو لیے اور باقی لوگ وہان ہی پڑے رہے صبح کو دشمن نے تاخت کر کے بعضون کو قتل اور

۱۲ ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الدنیا میں اسی طرح مرسلاً نقل کیا ہے اور احمد اور طبرانی اور بزار نے بروایت ابن عباس یہ قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب کا بیان کیا ہے [illegible] ۱۲

بعضون کو اسیر کرلیا **ف** مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث مین اُس شخص سے مراد ذات پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کہ اُمت کو آخرت کی طرف بلاتے ہین پس جنے وللآخرۃ خیر لک من الاولی کو سچ جانا اور دنیا سے دل برداشتہ ہو کر اُنکا اتباع کیا وہ تو سلامت رہا ورنہ دشمن جانی شیطان کے زمرہ مین داخل ہو کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ ہوا اور اس لحاظ سے کہ لوگ دنیا مین اول اول فریفتہ ہوتے ہین اور آخر کو اُسکی جدائی سے دردمند ہوتے ہین اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص مکان بناوے اور اُسکو خوب آراستہ کرکے اور پھر ایک ایک قوم کو جدا جدا اپنے یہان بُلا کر دعوت کرے جب ایک قوم گھر مین آوے تو ایک سونے کے عطردان مین اُسکے سامنے عطر وغیرہ رکھے کہ اُسکو سونگھکر اورون کے واسطے چھوڑ جاوے اُسنے رسم کی ناواقفیت سے یہ خیال کرلیا کہ یہ برتن سمیت ہمکو ملا ہی اسی جہت سے دل کو خوب اُسپر متعلق کرلیا جب مالک خانہ نے وہ برتن واپس لے لیا تو تعلق دل کے باعث کمال رنج ہوا اور جسکو دستور معلوم تھا اُسنے خوشبو بھی سونگھی اور مالک کا شکرگذار بھی ہوا اور خوشی سے برتن مالک کے حوالہ کیا اسیطرح جو شخص دنیا مین خدا تعالیٰ کی عادت سے واقف ہی جانتا ہی کہ یہ ضیافت خانہ ہی گذرنے والون پر وقف ہی اسلیے کہ اس سے توشہ آخرت لین اور جسطرح مسافر عاریت کی چیزون سے منتفع ہوتے ہین اُسی طرح اشیاے دنیاوی سے فائدہ اُٹھاوین اور ہمہ تن اُسمین مصروف نہون کہ جُدا ہونے کے وقت مصیبت ہمین یہ ہین دنیا کی مثالین اور اُسکے آفات وغوائل کی تشبیہین خداوند کریم ہمکو بھی توفیق اس سے بچنے کی عنایت کرے

چوتھا بیان دنیا کی حقیقت اور ماہیت کا بندہ کے حق مین

جاننا چاہیے کہ صرف مذمت دنیا کا جان لینا کافی نہین جبتک یہ معلوم ہو کہ قابل مذمت کونسی دنیا ہی اور کس دنیا سے اجتناب کرنا لازم ہی اسیواسطے ان دونون باتون کا بیان کرنا ضروری ہی کہ دشمن خدا اور راہزن معرفت یہی ہین پس کہتے ہین کہ دنیا و آخرت دل کے دو احوال کا نام ہی جو حال کہ دل سے قریب ہی یعنے موت سے پہلے اُسکو دنیا کہتے ہین کہ دنو بمعنے قرب سے مشتق ہی اور جو حال متاخر ہی یعنی بعد موت کے اُسکو آخرت بولتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین ایسی ہین کہ اُنسے غرض اور خواہش اور لذت موت سے پہلے رہتی ہی وہ آدمی کے حق مین دنیا مین داخل ہین مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جس چیز کی طرف رغبت ہو وہ خواہ مخواہ بُری ہی بلکہ اُسکی تین قسمین ہین اول تو وہ اشیا جو آخرت مین ساتھ رہین اور اُنکا ثمرہ بعد موت کے معلوم ہو وہ دو چیزین ہین علم اور عمل علم سے مراد وہ علم ہی جس سے معرفت ذات وصفات وافعال آلٰہی اور ملائکہ اور کتابون اور رسولون اور زمین و آسمان کے ملکوت کی معرفت اور شریعت نبوی حاصل ہو اور عمل سے غرض عبادت خالص خاص خدا کی ہی پس عالم شخص اگرچہ بعض اوقات علم سے ایسا مانوس ہوتا ہی کہ سب چیزون سے زیادہ لذت علم مین پاتا ہی یہانتک کہ خواب وخور اور ملاقات زن و فرزند اسکے لیے چھوڑ دیتا ہی اور سب سے زیادہ اسی مین مزہ پاتا ہی اور یہ لذت اُسکو مرنے سے پہلے ہی ہوتی ہی تاہم اُسکو ہم دنیاے مذموم مین شمار نہین کرتے بلکہ اُسکو صرف دنیا مین بھی شمار نہ کرنا چاہیے آخرت ہی مین تصور کرنا چاہیے اسیطرح عابد بھی اپنی عبادت مین ایسی حلاوت ولذت پاتا ہی کہ اگر اُسکو بالفرض روک دیا جاوے تو سخت عذاب مین مبتلا ہو یہانتک کہ بعض عابدون کا قول ہی کہ موت سے اور تو کچھ ڈر نہین اتنا خوف ہی کہ تہجد جاتا رہیگا اور ایک عابد دعا مانگتے تھے کہ آلٰہی مجھکو قبر مین قوت نماز ورکوع وسجدہ کی عنایت کرنا تو گویا لذت سردست اُسکو حاصل ہی اور بہ اعتبار اشتیاق کے دنیا سے کہ سکتے ہین لیکن جس دنیا کی مذمت وارد ہی وہ چیز یہ نہین اسیطرح حدیث شریف مین وارد ہی کہ حُبّب الیّ من دنیاکم ثلثا النساء والطیب وقرۃ عینی فی الصلوۃ[١٧] اسمین نماز کو بھی لذائذ دنیاوی سے ارشاد فرمایا اس باعث سے کہ اول تو وہ محسوسات مین سے ہی اور جتنے محسوسات ہین وہ دنیا کے عالم مین داخل ہین علاوہ ازین رکوع وسجود مین جو اعضا کی حرکت سے اُنکو لذت ہوتی ہی یہ بھی دنیاوی لذت ہی مگر ہم اسجگہ ایسی لذتون سے متعرض نہین ہوتے اور اُسکو دنیا تصور نہین کرتے بلکہ جس دنیا کی مذمت ہی اُسی کو بیان کرینگے دوسری قسم حظوظ اور

[١٧] محبوب ہین مجھکو تمھاری دنیا مین سے تین چیزین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز مین ہی ١٢ نسائی وحاکم بروایت انس اور اسمین ثلث نہین ہی ١٢ منہ اور البتہ پچھلی بہت ہی مجھکو بھلی ہی ١١

لذات کی وہ ہی جس سے صرف زندگی مین فائدہ ہو اور آخرت مین کچھ ثمرہ نہ لے جیسے گناہون سے لذت یاب ہونا یا مباحات سے زائد از ضرورت مستفید ہونا جسکو رفاہیت اور رعونت کہتے ہین مثلاً بہت سے ڈھیر چاندی سونے سے اور گھوڑون اور چوپائون اور زراعت اور لونڈی غلام اور مکانات بلند اور لباس فاخرہ اور عمدہ غذاؤن سے متمتع ہونا ان سب کا حظ مرنے سے پہلے ہی تک ہی اسلیے دنیاء مذموم مین داخل ہین اور اسمین کلام طویل ہی انمین سے کسکو فضول تصور کرین اور کسکو داخل حاجت سمجھین کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے حضرت ابو درداء رض کو حمص پر عامل کرکے بھیجا تھا اُنھون نے وہان دو درم صرف کرکے ایک پاخانہ بنایا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو یون لکھا کہ عمر بن خطاب امیر المومنین کی طرف سے عویمر کو معلوم ہو کہ فارس اور روم کی عمارتون مین وہ چیز موجود تھی جو تمکو کافی ہوتی دنیا کی آبادی کیون کی جسکے خراب کرنے کا حکم خدا تعالے نے دیا ہی اب بفور پہونچنے میرے خط کے تم مع اہل وعیال دمشق مین چلے جاؤ فقط حضرت ابو درداء زندگی بھر دمشق ہی مین رہے پس دیکھنا چاہیے کہ حضرت عمر رضہ نے اسقدر کو بھی دنیا سے فضول سمجھا تیسری قسم لذات کی وہ ہی کہ اُن دونون قسمون مین متوسط ہو مثلاً بقدر قوت غذا اور جوڑا موٹے کپڑے کا اور ایسی ہی لابدی اشیا جنسے کہ آدمی علم اور عمل کو پہونچ جاوے تو اسطرح کی لذات دنیا مین نہ گنی جاوینگی بلکہ اسوجہ سے کہ یہ آخرت پر معین ہین یا وسیلۂ حصول اخروی نعمتون کی ہین داخل قسم اول ہین جو شخص اُنکو بقصد استعانت حاصل کریگا تو دنیا دار نہ کہلاویگا اور علم اور عمل پر استعانت کی نیت سے حاصل نہ کریگا بلکہ غرض صرف لذت دنیاوی ہوگی تو داخل قسم ثانی ہونگی اور دنیا کی چیزون مین شمار ہونگی اور موت کے بعد آدمی کے ساتھ تین چیزین رہتی ہین اول دل کا طاہر ہونا دنیا کے میل سے دوم اُلفت اللہ تعالے کے ذکر سے سوم محبت خدا تعالے کی اُن مین طہارت قلب بدون ترک شہوات دنیا کے نہین ہوتی اور الفت بدون کثرت ومداومت ذکر کے میسر نہین اور محبت بے معرفت حاصل نہین ہوتی اور معرفت الٰہی بدون مداومت فکر کے نہین ہوسکتی اور یہی تینون باتین یعنی طہارت والفت ومحبت بعد مرنے کے موجب سعادت ونجات ہوتی ہین طہارت قلب شہوات دنیا سے اسوجہ سے نجات دہندہ ہی کہ عذاب مین اور آدمی مین حائل ہوجاتی ہی چنانچہ حدیث شریف خ مین وارد ہی کہ آدمی کے اعمال اسکی طرف سے لڑینگے مثلاً جب عذاب پاؤن کی طرف سے آویگا تو تہجد اُسکو روکیگا اور جب ہاتھون کی طرف سے آویگا تو نجات اُسکو روکیگی اور اُنس ومحبت اس باعث موجب سعادت ہین کہ اُنکے باعث شرف دیدار خداوندی نصیب ہوتا ہی اور بفور مرنے کے اس سعادت سے بہرہ ور ہوجاتا ہی اور وقت دیدار تک جو جنت مین ہوگا یہی حال رہتا ہی تو مرتے ہی قبر رشک باغ ارم بنجاتی ہی اور کیون نہو عاشق کا محبوب تو ایک ہی تھا جس سے عوائق دنیاوی مانع تھے جب موت سے وہ عوائق دور ہوئے اور دنیا کی حوالات سے چھوٹ گیا تو اب محبوب اور دیدار مطلوب کا کون مانع رہا اب تو خوشی خوشی آفتون سے چھوٹ کر اور رنج فراق سے مامون ہوکر اُسکے انوار سے مدام مقتبس رہیگا ادھر دنیا دار کو قبر مین عذاب ہوتا ہی اس جہت سے کہ اُسکا محبوب صرف دنیا تھی جو موت کے باعث اس سے چھن گئی اور کوئی حیلہ اسمین پھر آنے کا نہ رہا جب محبوب ہی پاس نہ رہا تو رنج وعذاب نہو گا تو اور کیا ہوگا کسی نے سچ کہا ہی ؎ جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو + یہ داغ وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہو + اور موت سے آدمی نیست نہین ہوجاتا بلکہ دنیا کی محبوب چیزین چھٹ جاتی ہین اور خدا کے سامنے حاضری ہوتی ہی اس سے معلوم ہوا کہ سالک طریق آخرت وہی ہی جو ان تینون صفات یعنی ذکر اور فکر اور اس عمل پر جس سے کہ شہوات دنیا چھوٹ جائین مداومت کرے اور تمام لذات دنیاوی اُسکے نزدیک مکروہ معلوم ہون اور یہ باتین بدون صحت وتندرستی کے ممکن نہین اور بدن کی صحت بدون غذا اور لباس اور مسکن کے ممکن نہین اور ہر ایک کے واسطے جدا سامان چاہیے پس جو آدمی کہ غذا اور لباس اور مسکن بقدر ضرورت آخرت کے لیے حاصل کرے وہ دنیا دار نہ کہلاویگا اور یہ دنیا اُسکے حق مین مزرعۂ آخرت ہوگی اور اگر اُن چیزون کو صرف حظ نفس کے واسطے اور تنعم کے لیے پیدا کریگا تو دنیا والون مین شمار ہوگا اور دنیا کا راغب کہلاویگا

خ اطبرانی بروایت عبد الرحمن بن سمرہ اور اُسکی سند مین خالد بن عبد الرحمن مخزومی ضعیف ہی اور اسی کے قریب مضمون احمد نے بسند صحیح بروایت اسماء بنت ابی بکر صدیق نقل کیا ہی ۱۲

لیکن رغبت حظ دیناوی بھی دو قسم ہی ایک تو وہ کہ جس سے رغبت کرنے والا عذاب آخرت کا مستحق ہو اُسکو حرام کہتے ہین دوسرے وہ کہ اُسکو اعلیٰ درجہ تک نہ پہونچنے دے اور طول حساب مین پھنساوے اُسکا نام حلال ہی اور عاقل کے نزدیک صاف ظاہر ہی کہ میدان قیامت مین حساب کے لیے ٹھہرا رہنا بھی ایک عذاب ہی جس سے حساب مین اُلجھایا جاویگا اُسکو کیسی تکلیف ہو گی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ حلالہا حساب وحرامہا عذاب اور نیز فرمایا کہ حلالہا عذاب الا انہ اخف من عذاب الحرام بلکہ اگر بالفرض حساب نہو صرف ان حظوظ نفسانی اور لذات فانی کی جہت سے رتبۂ اعلے سے محروم رہنا اور دل پر حسرتون کا گذرنا بھی خالی از عذاب نہین اس امر کو دنیا ہی مین دیکھ لو کہ جب کوئی اپنا ہمسر سعادات دنیاوی مین بڑھ جاتا ہی تو اپنے آپ کو کیسی حسرت ہوتی ہی حالانکہ اس دنیاوی رتبہ کو کچھ قیام نہین یہ ہر وقت بدلتا رہتا ہی اور انجام کو بالضرور منقطع ہو جاتا ہی پس جب لذات دنیاوی پر یہ حسرت ہو تو سعادات اخروی پر تو بطریق اولیٰ ہو گی وہ نعمتین تو پائدار اور خارج از وصف اور بے انتہا ہین نہ آنکھون دیکھی نہ کانون سنی ایسی نعمتون کے نہ ملنے سے دل پر کیا کیا نہ گذریگا پس جو شخص دنیا مین لذت یاب ہو اگرچہ کسی جانور ہی کی خوش آوازی سے کیون نہو اُسکا حصہ آخرت مین بہت کم ہو جاویگا اسیطرح اگر کسی گلزار یا چمن کو دیکھکر یا سرد پانی پیکر لذت پائی قیامت کو اُسکے عوض دو چند سہ چند کم ہو جاویگی اور یہی مراد ہی اس ارشاد مین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ہذا من النعیم الذی یسال عنہ یہ اشارہ ٹھنڈے پانی کی طرف فرمایا تھا غرضکہ سوال کے جواب دینے مین ذلت اور خوف اور مشقت انتظار ہی اور ان سب نقصان حظ آخرت متصور ہی اسی واسطے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی اور لوگ ٹھنڈا پانی شہد کا ملا ہوا لائے تو آپ اُسکو ہاتھ مین پھراتے رہے پھر اُسکو نہ پیا اور فرمایا اعزلوا عنی حسابہا یعنے مجھ سے اسکا حساب علیحدہ رکھو خلاصہ یہ کہ دنیا کا قلیل و کثیر اور حرام و حلال سب ملعون ہی مگر وہ مقدار کہ خدا سے خوف کرنے کی معین ہو کیونکہ وہ مقدار داخل دنیا ہی نہین اور جس شخص کی معرفت قوی تر ہو گی وہ لذت دنیاوی سے بھی زیادہ احتراز کریگا یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر لیٹنے کے وقت ایک پتھر پر رکھ لیا تھا مگر جب ابلیس نے متمثل ہو کر اُنسے عرض کیا کہ تمنے بھی دنیا کی رغبت کی فوراً اُسکو سر تلے سے نکالکر پھینک دیا اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام لوگون کو نفیس غذائین کھلاتے اور اپنے آپ جو کی روکھی روٹی کھاتے ساری سلطنت کو اپنے نفس پر اسطور ذلیل و سخت کر لیا تھا اسلیے کہ لذیذ کھانے سے باوجود قدرت کے صبر کرنا بہت سخت ہی اور یہی وجہ تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خداوند کریم نے دنیا کی نعمتین علیحدہ رکھی تھین کئی کئی روز برابر کھانا نہ کھاتے اور بھوک کے سبب شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور یہی حال اور انبیا اور اولیا کے ساتھ ہوتا ہی اور اسکی وجہ یہی ہی کہ آخرت مین اُنکو حصہ کامل عنایت فرماوے جسطرح کہ پدر مشفق اپنے بیٹے کو میوے وغیرہ سے باز رکھتا ہی اور فصد و حجامت سے اُسکو دکھ دیتا ہی تو یہ کام اُسکا بخل سے نہین ہوتا بلکہ براہ شفقت و محبت ہوتا ہی اور اس بیان سے ثابت ہو گئی یہ بات کہ جو چیز مخصوص اللہ تعالے کے واسطے نہین ہی وہ دنیا ہی اور جو چیز مخصوص اللہ تعالے کے ساتھ ہی وہ دنیا نہین ہی اگر تو سوال کرے کہ وہ کون چیز ہی جو مخصوص اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی جواب مین اُسکے کہا جائیگا کہ اشیا سب تین قسم ہین ایک قسم اُن مین سے وہ ہی جسکا اللہ تعالے کے واسطے ہونا تصور ہی مین نہین آسکتا اُس قسم مین وہ چیزین ہین جنکے تعبیر گناہون اور منہیات سے ہوئی ہی اور اقسام نعمتین جو مباح ہین اور فقط بغرض راحت و آسایش بدن استعمال کی جاتی ہین اسکا نام دنیا مخصوص ہی اور غایت مرتبہ مذموم ہی اور یہی دنیا ظاہر و باطن مین دونون طرح ہی دوسری قسم وہ کہ بظاہر تو خدا کے واسطے ہون اور غیر خدا کے واسطے بھی ہو سکتی ہون اور وہ تین چیزین ہین فکر اور ذکر اور شہوات سے باز رہنا پس یہ تینون باتین اگر خفیہ کرے اور کوئی وجہ سوا اسے حکم خدا اور خوف آخرت کے نہو تو یہ خدا کے واسطے ہونگی اور دنیا مین شمار نہونگی لیکن اگر اُنسے غرض دنیاوی ہو گی مثلاً فکر سے مطلب

علم اسلیے کرتا ہو کہ لوگون مین مقبول اور ممتاز ہو ذکر اسلیے کرتا ہو کہ لوگون مین عارف مشہور ہو اور ترک شہوت سے یہ مطلب ہو کر مال محفوظ رہے یا صحت بدن قائم رہے یا زاہد مشہور ہو تو ایسی نیت سے یہ باتین دنیا مین گنی جاوینگی ظاہر مین تو خدا کے واسطے معلوم ہوتی ہین مگر معنی کے اعتبار سے خدا کے واسطے نہین دنیا کے واسطے ہین تیسرے وہ اشیا کہ بظاہر حظ نفس کے لیے ہون مگر انکو خدا کے لیے بھی معنی کے اعتبار سے کرسکتے ہین جیسے غذا اور نکاح یا اور چیزین جنسے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی مربوط ہو ان چیزون مین اگر نیت صرف حظ نفس ہو تو دنیا ہین اور اگر قصد استعانت تقوی پر ہو تو خدا کے واسطے ہین گو بظاہر دنیا کی سی صورت معلوم ہوتی ہو مگر معنی کے اعتبار سے دنیا نہین حدیث شریف مین آیا ہو کہ من طلب الدنیا حلالا مکاثرا مفاخرا لقی اللہ وہو علیہ غضبان ومن طلبہا استعفافا عن المسئلۃ وصیانۃ لنفسہ جاء یوم القیمۃ ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر دیکھیے کہ صرف حضرت قصد کے اختلاف سے حکم کیسا مختلف ہوگیا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا اسی حظ کا نام ہو جو زندگی مین ہو جاوے اور آخرت مین کام نہ آوے اسی کو ہوائے نفس بھی کہتے ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہو اس آیت مین ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی اور ہوی پانچ چیزون کے مجموعہ کا نام ہو جو اس آیت مین مذکور ہین انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد اور چیزین کہ انسے یہ پانچون حاصل ہوتی ہین وہ سات ہین جو اس آیت مین جمع ہین زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ الدنیا جب یہ معلوم ہو چکا کہ جو چیز خدا کے واسطے ہو وہ دنیا مین سے نہین اور یہ کہ مقدار ضرورت خوراک اور پوشاک اور مکان کی اگر بقصد رضاے خداتعالے کے ہو وہ خدا کے واسطے ہو اور ان اشیاء مین سے زائد از حاجت لینا تنعم مین داخل ہو جو خدا کے واسطے نہین اور ان دونون کے بیچ مین ایک درجہ ہو جسکو حاجت کہتے ہین اسکی بھی دو طرف ہین طرف اول کی حاجت کی وہ ہو جو حد ضرورت کے قریب قریب ہو اس سے کچھ ضرر نہین ہوتا کیونکہ کفایت حد ضرورت پر غیر ممکن ہو اسلیے جتنا اسکے قریب پہونچ سکے اتنا ہی مفید ہو اور دوسری طرف حاجت کی وہ ہو کہ تنعم کے قریب ہو اس سے احتراز کرنا چاہیے اور ان دونون طرفون کے درمیان ایک درجہ ہو اسکا نام حاجت ہو اور اس حاجت کے واسطے دو کنارہ ہین اور ایک وسط ہو ایک کنارہ اسکا قریب قریب ہی حد ضرورت سے اور وہ کسی طرح مضر نہین ہو اسواسطے کہ انسانون کو فقط حد ضرورت پر اقتصار کرنا اور اسکی حد سے آگے نہ بڑھنا باوجود رکھنے حوائج بشری کے غیر ممکن ہین اور ایک طرف حاجت کا برابر ہو مرتبہ تنعم کے اور اس سے قریب ہو بہتر یہ بات ہو کہ اس طرف سے کنارہ کیا چاہیے اور آدمی اپنے کو ہمیشہ اس سے بچاتا رہے اور جو شخص پھرا ہو گرد سختی کے اور مبتلا ہوا ہو کسی قدر تکالیف مین عجب نہین کہ وہ اسمین مبتلا ہو جاوے اور مضبوط رہنا پرہیز مین اور استواری کرنا تقوی مین اور فکر تقرب باری جل جلالہ کا ہمیشہ دل مین رکھنا یہ سب چیزین داخل حد ضرورت مین نہین جسقدر ممکن ہو اسواسطے کہ ان سب باتون مین اقتدا اور پیروی ہو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء کرام کی کیونکہ یہ سب اپنے نفوس کو ہمیشہ مائل طرف حد ضرورت کے رکھا کرتے تھے چنانچہ حضرت اویس قرنی رض کی حکایت ہو کہ وہ اپنے کو اسقدر حد ضرورت کی طرف مائل رکھتے تھے اور یہانتک اپنے نفس پر تنگی کرتے تھے کہ تمام گھر والے انکے انکو مجنون جانتے تھے انکے رہنے کو ایک کوٹھری گھر کے دروازے پر بنادی تھی اسمین وہ رہا کرتے اور کبھی سال بھر اور کبھی دو برس کبھی تین برس کے بعد گھر مین آتے وہ بھی اسطرح سے کہ کوئی انکا منھ دیکھ نہ پاتا بعد آخر وقت عشا گھر مین آتے اور قبل اذان فجر نکلجاتے کھانا اپنا یہ ٹھہرایا تھا کہ تمام دن خرما کی گٹھلیان چنتے اور جب کوئی سوکھا خرما اسمین ملتا افطار کے واسطے اٹھا لیتے اگر اسقدر رہا جاتے کہ بقدر سد رمق قوت کو کافی ہو تو گٹھلیان چنی ہوئی فقیرون پر تصدق کردیتے اور اگر اسقدر برے خرمے اسمین نہ پاتے تو وہ گٹھلیان بیچتے اور اس سے کوئی چیز خرید کر کھالیتے کپڑے کا انکے یہ حال تھا کہ گھورون پر کے پڑے ہوے چیتھڑے چنتے اور انھین فرات مین دھوتے اور دھو کر جوڑتے اور پہنتے یہ لباس تھا اکثر لڑکے انکو کنکریان مارتے اور یہ سمجھتے کہ یہ مجنون ہین اسوقت آپ انسے ارشاد فرماتے بھائیو اگر مجھے ڈھیلے مارتے ہو تو

چھوٹے چھوٹے مارو مین ڈرتا ہون کہ تم مجھے مارو شاید خون نکلے اُسمین وقت نماز کا آجاوے اور مین پانی نہ پاؤن یہ خصلتین تھین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اسیواسطے جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بہت تعظیم فرمائی ہی اور ارشاد فرمایا ہی انی لاجد نفس الرحمن من جانب الیمن حضرت موصوف قدس سرہ العزیز کی طرف اشارہ فرماکر جب زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آیا اور آپ امیر المومنین ہوئے آپ نے تمام لوگون کو جمع فرماکر ارشاد فرمایا کہ تم سب مین جو عراق کا رہنے والا ہو کھڑا ہو جاوے اسکو سنکر جتنے آدمی عراق کے تھے کھڑے ہو گئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھ جاؤ مگر جو تم مین کوفہ کے ہون وہ کھڑے رہین وہ سب بیٹھ گئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم سب بیٹھے رہو سوا اُن اشخاص کے جو قبیلہ مراد سے ہون پھر فرمایا کہ تم سب بیٹھے رہو مگر وہ شخص جو قرن سے ہو سب سنکر بیٹھے رہے مگر ایک شخص کھڑا ہو گیا اُس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو قرن کا رہنے والا ہی اُسنے کہا ہان آپ نے فرمایا تو اویس بن عامر قرنی کو جانتا ہی اور اُنکی کیفیت اُس سے بیان فرمائی اُسنے کہا ہان جانتا ہون یا امیر المومنین آپ اُسکو کیون پوچھتے ہین قسم ہی خدا کی ہمارے قبیلہ مین کوئی شخص اویس سے بڑھکر احمق اور مجنون نہین ہی اور نہ کوئی اُنسے زیادہ وحشی اور کم مرتبہ ہی اُسکو سنکر روئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور فرمایا کہ مین نے جو کچھ کہا ہی خود نہین کہا ہی بلکہ وہ کہا ہی جو سُنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ارشاد فرمایا ہی یدخل فی شفاعتہ مثل ربیعہ و مضر ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہین جسوقت مینے یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا آیا مین کوفہ کو اور کوئی میرا مطلب نہ تھا سواے اسکے کہ تلاش کرون مین اویس قرنی کو اور کچھ سوال کرون مین اُنسے یہان تک کہ پہونچا مین اُنکے پاس وہ کنارے فرات کے دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے اور کپڑے دھو رہے تھے ہرم ابن حیان کہتے ہین کہ پہچانا مین نے اُن نشانیون سے جو مینے سنی تھین دیکھا مین نے کہ وہ شخص قوی الجثہ گندم گون ہی اور سر کے بال منڈے ہوئے ڈاڑھی بہت گھنی بھری ہوئی پریشان کریہ المنظر مین نے اُنکو سلام کیا اُنھون نے جواب سلام کا دیا اور میری طرف دیکھنے لگے مین نے اُنکی طرف مخاطب ہو کر ہاتھ مصافحہ کو بڑھائے اُنھون نے مجھسے مصافحہ کرنے مین انکار کیا مین نے کہا رحمت اللہ کی اور مغفرت تمپر ہو اویس کیا حال ہی تمھارا یہ سُنکر میری محبت سے اُنکے آنسو برابر گرنے لگے اسوقت مین نے اُنکی عجیب کیفیت دیکھی کہ کچھ مین ہی اُسے جانتا ہون یہانتک کہ مین بھی خوب رویا اور وہ بھی روئے پھر فرمایا کہ خدا زندہ رکھے تجھے یا ابن حیان کیونکر آیا تو اور کیا حال تیرا ہی میرا پتہ تجھے کسنے بتایا مین نے کہا کہ اللہ تعالی نے مجھے تمھارے تک آنے کی ہدایت کی فرمایا لا الہ الا اللہ سبحان اللہ ان کان وعد ربنا لمفعولا ابن حیان کہتے ہین کہ مین سخت متعجب ہوا اس سے کہ اول مجھے پہچان لیا حالانکہ قسم ہی باریتعالی جل جلالہ کی کہ نہ کبھی اُنھون نے مجھے دیکھا تھا اور نہ مین نے اُنھین مین نے اُنسے کہا کہ تمنے مجھے کہان سے اور کیونکر پہچانا اور میرے باپ کا نام کیونکر جانا اب تک کبھی تمنے مجھے دیکھا نہ تھا فرمایا پہچانا مین نے اپنے خداے علیم وخبیر سے تم نہین جانتے کہ روحون کو باہم روحون سے ایک راہ ہی میری روح نے تمھاری روح کو پہچانا جبکہ میرے نفس نے تمھارے نفس سے مکالمت کی ارواح کے واسطے بھی نفوس ہین جیسے اجسام کے واسطے نفوس ہین اور مومنین ایک دوسرے کو باہم پہچانتے ہین اور وہ سب باہم دوستی رکھتے ہین روح اللہ تعالے کے ساتھ اگرچہ ملاقات نہوئی ہو ایک دوسرے کو باہم پہچانتے ہین اور اُنکے آپس مین مکالمت ہوتی ہی اگرچہ مکان ایک کا دوسرے سے دور ہو اور بعد منازل درمیان مین واقع ہوا ہو ابن حیان کہتے ہین مین نے کہا کہ کوئی حدیث مجھسے بیان فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو مین اُسے سننا چاہتا ہون فرمایا مین نے نہین دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور نہ مجھے اُنکے حضور اقدس مین اتفاق حاضر ہونے کا ہوا البتہ مین نے اُن لوگون کو دیکھا ہی جنھون نے شرف صحبت جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کا حاصل کیا ہی اُن لوگون کی زبانی مین نے حدیثین سُنی ہین جیسے تمنے سنی ہین مین بہتر نہین جانتا کہ اپنے پر اسکا دروازہ کھولون اور محدث اور مفتی اور قاضی ہون اے ہرم ابن حیان میرے نفس کو بے پروائی ہی آدمیون سے پھر مینے کہا

ح ۱ تحقیق کہ مین پاتا ہون بوے محبت کو جانب یمن سے ۱۲ ح ۲ داخل ہونگے جنت مین قیامت کے دن شفاعت اویس قرنی سے اتنے لوگ جتنے قبیلہ ربیعہ مضر مین ہین ۱۲ ح ۳ نہین کوئی سواے اللہ کے معبود پاک ہی اللہ اور تحقیق وعدہ ہمارے رب کا پورا ہونے والا ہی ۱۲

لکوئی آیت ہی پڑھیے کلام اللہ کی وہی سنون مین آپ سے اور میرے حق مین کچھ دعا فرمایئے اور مجھے وصیتین کیجیے جسے مین یاد رکھون مجھے آپ کے ساتھ فقط برائے خدا سخت محبت ہی ابن حبان کہتے ہین کہ اُٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کنارے فرات کے ٹہلنے لگے اور فرمایا کہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور روئے پھر فرمایا کہ الحق قول ربی واصدق الحدیث حدیثہ واصدق الکلام کلامہ بعدہ سکے یہ آیت پڑھی وما خلقنا السموات والارض وما بینہما لاعبین ما خلقناہما الا بالحق ولکن اکثرہم لایعلمون اور اس آیت کو انہ ہو العزیز الرحیم تک پڑھکر ایسا نعرہ مارا کہ مجھکو یہ گمان ہوا کہ انکو غش آگیا پھر فرمایا کہ اے ابن حبان تیرا باپ حبان مرگیا اور عنقریب تو بھی مریگا اور جنت یا دوزخ مین جاویگا شروع سے دیکھو کہ آدم اور حوا کی وفات ہوئی پھر حضرت نوح علیہ السلام کا وصال ہوا پھر حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کا انتقال ہوا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی الرحمن کا وداع ہوا پھر حضرت داؤد خلیفۃ الرحمن رہگرائے عالم لقا ہوئے پھر مسند آرائے وسادۂ لولاک باعث ایجاد سمکا تا سماک محبوب رب العالمین شفیع المذنبین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم شاہنشاہ اعلیٰ علیین ہوئے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رخت اقامت فردوس برین مین ڈالا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے بھائی اور دوست انھین کے ہمدم ہوئے یہ کہکر اے عمر اے عمر کہنے لگے مین نے کہا کہ خدا آپ پر رحم کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ابھی زندہ ہین مرے نہین اُنھون نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے اُنکی وفات کی خبر مجکو پہونچا دی اور میرا النفس بھی یہی کہتا ہی پھر فرمایا کہ مین اور تم بھی گویا مردون ہی مین ہین پھر حضرت کی روح پر فتوح پر درود پڑھکر بہت دعائین آہستہ آہستہ مانگین اور فرمایا کہ ای ابن حبان میری وصیت یہ ہی کہ کتاب اللہ اور طریقہ صلحا کو اپنا دستور العمل رکھنا مجھے تمھارے اور اپنے مرنے کی خبر پہونچ چکی ہی موت کو ہر دم یاد کرنا ایک لحظہ غافل نہونا اور جب اپنی قوم مین پھر کر جاؤ تو انکو خوف دلانا اور نصیحت کرنا سب اُمت کی خیر خواہی کرنا اور اگر جماعت سے ایک بالشت علحدہ ہوگے دین سے علحدہ ہو جاؤ گے اور تمکو خبر بھی نہوگی اور آخر کو دوزخ مین پڑوگے اپنے واسطے اور میرے لیے دعا کرنا پھر فرمایا کہ الٰہی یہ شخص اپنی دانست مین مجکو تیرے لیے چاہتا ہی اور تیرے ہی واسطے میری ملاقات کو آیا جنت مین بھی اسکی صورت مجھے دکھلانا اور دار السلام مین اسکو میرے پاس بھیجنا اور جب تک جیتا رہے اسکی جان و مال کی حفاظت کرنا اور دنیا سے تھوڑی سی چیز پر اسکو شکر کی توفیق دینا اور میری طرف سے جزائے خیر دینا پھر فرمایا کہ ای ہرم بن حبان اب تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج کے سوا پھر کبھی تمسے ملاقات نہوگی مجکو شہرت بُری معلوم ہوتی ہی تنہائی اچھی لگتی ہی جبتک مین زندہ ان لوگون کے ساتھ ہون بہت سا رنج و غم رہیگا مین دل سے تمھارے پاس ہون گو نظر سے دور ہون پس ڈھونڈھنے اور پوچھنے کی ضرورت نہین مجھکو یاد کرکے میرے لیے دعا کرنا مین بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا لو اب مین ادھر کو جاتا ہون تم اُدھر کو جاؤ مین نے چاہا کہ تھوڑی دیر انکے ساتھ چلون مگر اُنھون نے نہ مانا اور خود بھی روئے مجھے بھی رُلایا مین انکو تاکتا رہا یہانتک کہ کوچہ مین چلے گئے پھر اُنکا حال مین نے ہر چند پوچھا مگر کسی نے نہ بتایا خدا اُنکی مغفرت کرے پس آخرت کے لوگون کا یہ حال تھا اسطرح دنیا سے کنارہ کرتے تھے اور دنیا کے بیان گذشتہ اور سیرت انبیاء و اولیاء مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تعریف یہ ہی کہ جو چیز آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہی سوائے اُن اشیا کے جو خدا کے واسطے ہون اور دنیا ضد آخرت ہی اور اُسکی تعریف یہ ہی کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی مرضی مراد ہو پس جو حصہ دار دنیا کی بقدر ضرورت یعنے قوت طاعت خداوندی حاصل کیجاوے وہ دنیا مین شمار نہوگی اور اس امر کو ایک مثال فقہی سے سمجھائے دیتے ہین مثلاً کسی حاجی نے راہ حج مین قسم کھائی کہ سوا حج کے اور کسی چیز مین مشغول نہونگا حج ہی مین مصروف رہونگا پھر اپنے توشہ کی حفاظت اور سواری کے گھاس دانہ مین یا توشہ دان کے سینے مین یا کسی اور ایسے ہی کام مین جو حاجیون کو ضرورت ہی مصروف ہوگا تو قسم نہ ٹوٹیگی حج ہی مین مشغول رہیگا اسیطرح بدن بھی نفس کی سواری ہی جس سے زندگی کی مسافت طے کرتا ہی پس اُسکا کفیل ہونا اسقدر کہ علم اور عمل کی طاقت رہے دنیا مین شمار نہوگا بلکہ آخرت سے متصور ہوگا ہان اگر بدن کی لذت دنیا ان اسباب سے ملحوظ ہوگا تو آخرت سے منحرف ہوگا اور خوف اس امر کا ہی

ع اپناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ سننے والے اور جاننے والے کے شیطان رجیم سے ۱۲ ۵ سچا قول میرے رب کا ہی اور حق ہی خبر رب کی اور سب سے زیادہ سچا کلام کلام میرے رب کا ہی ۱۲ ۳ اور نہین بنایا آسمان و زمین اور جو انکے بیچ ہی کھیل نہین بنایا انکو تو بنایا ہے ٹھیک کام پر پر بہت لوگ نہین سمجھتے ۱۲

کہ دل سخت ہوجاوے طنافسی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین مسجد کعبہ کے باب بنی شیبہ پر سات روز تک بھوکا رہا آٹھوین شب کو مین اونگھتا سا تھا کہ ایک منادی نے آواز دی کہ جو کوئی دنیا مین سے ضرورت و حاجت کے سوا لیگا اللہ تعالے اُسکے دل کی آنکھ کو اندھا کر دیگا یہی بیان دنیا کا آدمی کے حق مین اسکو خوب غور کر لو انشاء اللہ ہدیت پاؤگے

پانچوان بیان خود دنیا کی حقیقت اور اُسکے شغلون کا ذکر جنین خلق ایسی ڈوبی ہوئی ہی کہ اپنے نفس اور خالق کو اور دنیا مین اپنے آنے جانے کو بھولی ہوئی ہی

واضح ہو کہ دنیا اُن اشیاء خارجی کا نام ہی جنسے انسان کو حظ ہوتا ہی اور اُنکی درستی مین مصروف رہتا ہی پس یہ تین باتین ہین کبھی یہ گمان ہوتا ہی کہ دنیا انہین سے ایک کو کہتے ہین مگر ایسا نہین بلکہ دنیا اُن چیزون کو مع دونون علاقون کے کہتے ہین جو چیزین کہ موجود ہین اور جنکو دنیا سے تعبیر کرتے ہین وہ زمین اور اُسکے اوپر کی چیزین ہین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی انا جعلنا ما علے الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملا زمین تو آدمیون کا بچھونا اور مسکن اور قرارگاہ ہی اور اُسکے اوپر کی چیزین کھانے پینے پوشاک وصحبت مین مستعمل ہین اور تمام روے زمین کی چیزین تین قسم ہین معدنی اور نبات اور حیوان نبات کو آدمی اس غرض سے چاہتا ہی کہ اُس سے غذا اور دوا کرے اور معدنی چیزون کا اسوجہ سے طالب ہی کہ اُنسے آلات اور برتن بناوے جیسا تانبے اور لوہے وغیرہ سے بنائے جاتے ہین یا نقد رکھنے کے لیے اُنکا طالب ہی جیسے سونا چاندی کو اسی غرض کے لیے رکھا ہی یا اور غرضون کے واسطے اُنکی طلب ہوتی ہی اور حیوان کی دو قسمین ہین انسان اور بہائم بہائم کو گوشت کے لیے اور لادنے اور زینت کے واسطے رکھتے ہین اور انسان سے کبھی تو یہ غرض ہوتی ہی کہ اُنسے خدمت لیوے جیسا غلامون سے لیتے ہین یا صحبت مراد ہو جیسے عورتون اور لونڈیون سے کرتے ہین یا دلون کو اپنی طرف کرنا منظور ہوتا ہی کہ وہ تعظیم و اکرام کرین اُسکو جاہ کہتے ہین یعنے مالک ہونا لوگون کے دلون کا جاہ کہلاتا ہی پس یہ چیزین ہین کہ جنکو دنیا بولتے ہین اُنھین کو خداوند کریم نے اس آیت مین اکٹھا کیا ہی زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین یہ چیزین انسانون کی ہین والقناطیر المقنطرة من الذهب والفضة یہ معدنیات و جواہر مین سے ہے اور اسمین موتی اور یاقوت وغیرہ بھی آگئے والخیل المسومة والانعام یہ بہائم مین سے ہین والحرث یہ نبات و زراعت مین سے ہی تو چیزین روے زمین کی تو یہی ہین مگر اِن چیزون کو بندے کے دل کے ساتھ دو علاقے ہین ایک علاقہ تو دل کے ساتھ ہی یعنے اُن چیزون کی محبت اور حفاظت اور ہمہ تن ہمت کو اُنکی طرف مصروف کرنا کہ گویا بندہ دنیا ہی اور اسی علاقہ مین تمام صفتین دل کی جو دنیا سے متعلق ہین داخل ہین جیسے کبر اور کینہ اور حسد اور ریا اور شہرت اور بدگمانی اور دین کی سستی اور تعریف کی محبت اور شیخی وغیرہ اور اِس علاقہ کو دنیا باطنی کہتے ہین اور دنیا ظاہری انھین چیزون کا نام ہی جنکا ذکر ہوا دوسرا علاقہ بدن کے ساتھ ہی یعنے بدن کو اُن چیزون کی درستی مین مصروف کرنا تاکہ وہی قابل اپنے اور غیر کے حظ اُٹھانے کے ہون اِس علاقہ مین تمام پیشے اور حرفے آگئے جنمین لوگ مشغول اور مستغرق ہین اور انھین دونون علاقون یعنے علاقہ قلبی اور علاقہ بدنی کی جہت سے خلقت کو نہ اپنے نفس کی خبر نہ دنیا مین اپنے آغاز و انجام کی خبر اور اگر آدمی اپنے نفس کو اور اپنے پروردگار کو پہچانے اور دنیا کی حکمت و اسرار کو جانے تو معلوم کرلے کہ یہ سب چیزین جنکو ہمنے دنیا ظاہری لکھا ہی اسلیے پیدا ہوئی ہین کہ جس سواری پر خدا کی طرف جانا منظور ہی اسکا گھاس دانہ اُنسے ہوجاوے اور سواری سے ہماری غرض بدن انسانی ہی کہ وہ بدون کھانے پینے اور لباس و مسکن کے باقی نہین رہتا جیسے حج کے راستہ مین اونٹ کو دانہ پانی اور جھول نہ ملے تو وہ بھی زندہ نہین رہیگا اور جو آدمی کہ دنیا مین اپنے نفس اور مقصود کو بھول جاتا ہی اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی حاجی منزلون مین ٹھہرے اور ہمیشہ اپنی سواری کی گھاس دانہ اور بناؤ سنگار اور انواع خدمت مین مصروف رہے کہین سے گھاس لاوے کہین کا ٹھنڈا پانی پلاوے یہانتک کہ اسی فکر مین قافلہ سے علیحدہ رہجاوے اور اُسکو معلوم بھی نہو کہ اگر ایسا کرونگا تو حج سے بھی رہجاؤنگا اور مع سواری لقمہ دام و دد ہونگا اور جو حاجی کہ ہوشیار ہوگا اُسکا دل تو کعبہ اور حج مین لگا رہیگا اور سواری کی خدمت بقدر ضرورت کریگا

ف۱ یعنے بنایا ہی جو کچھ زمین پر ہی اسکی رونق تاکہ جانچیں لوگون کو کون انمین اچھا کرتا ہی ۱۲ ف۲ رجھایا ہی لوگون کو محبت عورتون اور بیٹون کی ۱۲ ف۳ اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے اور روپیے کے ۱۲

کہ جس سے اُسمین موافقت رفتار بنی رہے اسیطرح جو شخص سفر آخرت مین دانا بینا ہوتا ہی وہ بدن کی خدمت ضروری کرتا ہی جیسے کوئی پاخانہ مین حاجت کے وقت جا بیٹھا ہی اور پیٹ مین کچھ ڈالنے اور پھر اُسکو پاخانہ کی راہ دور کرنے مین کچھ فرق نہین دونون باتین ضرورت ہی کے واسطے ہوتی ہین پس ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا نہ چاہیے جیسے قضاء حاجت مین بقدر ضرورت مصروف ہوتے ہین شکم کے سیر کرنے مین بھی بقدر ضرورت مصروف رہین اور اکثر جو آدمیون کو خدا کیطرف سے مشغول کرتا ہی وہ پیٹ ہی اسلیے کہ غذا سب مین زیادہ ضروری ہی مسکن و لباس تو آسان ہین اگر لوگون کو اُن چیزون کی طرف حاجت کا سبب معلوم ہو اور بقدر حاجت ہی پر اکتفا کرین تو اشغال دنیاوی مین مستغرق نہون اُن مین جو مستغرق ہین تو یہی وجہ ہی کہ دنیا اور اسکی حکمتون کو نہین جانتے اور اپنے حظوظ دنیا مین کسقدر ہین اُنکو نہین پہچانتے اسی جہالت و غفلت سے شغل پر شغل ہوتا جاتا ہی اور بے انتہا کام نکلتے آتے ہین انھین شغلون مین حیران پریشان ہو کر اپنے مقصود کو بھول جاتے ہین ہم دنیا کے کامون کی تفصیل اور یہ کہ کسطرح لوگون کو اُنکی طرف حاجت ہوتی ہی اور لوگ اپنے مقصود مین کس طرح دھوکھا کھاتے ہین مشرح بیان کرتے ہین تاکہ یہ بات معلوم ہو کہ دنیا کے کامون سے لوگ اللہ تعالی کی طرف سے کیسے غافل ہو جاتے ہین اور اپنے انجام کار کو بھول جاتے ہین پس جاننا چاہیے کہ دنیا کے اشغال حرفہ اور صناعات اور دوسرے کام ہین جنمین خلق ہمہ تن مشغول ہی اور سبب مشغلون کی کثرت کا یہ ہی کہ انسان کو تین چیزون کی حاجت ہوتی ہی غذا اور لباس اور مکان غذا تو زندگی قائم رہنے کے لیے اور لباس گرمی سردی کے دور کرنے کو اور رہنے کی جگہ گرمی سردی کے دفع کو بھی اور اسلیے بھی کہ اہل و عیال و جان و مال حفاظت سے رہین اور خداوند کریم نے غذا و لباس و مسکن انسانی ایسے نہین بنائے کہ جنمین انسان کی صنعت کو کچھ دخل نہو البتہ یہ بات بہائم کے لیے رکھی ہی مثلاً گھاس غذا ہے بہائم ہی اُسکے پکانے کی کچھ ضرورت نہین اسیطرح اُنکے بدن کے بال بمنزلہ پوشاک ہین حاجت لباس نہین اور اُنکے پوست ایسے ہین جنمین حرارت اور برودت تاثیر نہین کرتی صحرا مین رہ سکتے ہین اسلیے ضرورت مکان کی بھی نہین اور انسان کی خلقت اسطرح نہین اسی لحاظ سے پانچ صنعتون کی ضرورت ہوئی ہی جو آوائل صناعات اور اصول اشغال دنیوی ہین یعنے زراعت اور چرانا اور اقتناص اور بنا اور عمارت بنانا فن عمارت تو مکان کے واسطے اور بنا اور اُسکے متعلقات مثل کاتنے اور سینے کے لباس کے لیے اور چرانا بہائم کا واسطے سواری اور کھانے کے اور زراعت واسطے حاصل کرنے غذا اور اقتناص یعنے حاصل کرنا خدا کی پیدا کی ہوئی چیزون کو مثل شکار اور معدنیات اور گھاس لکڑی وغیرہ کے پس کشتکار غلہ پیدا کرتا ہی اور چرواہا حیوانات کی نگاہبانی کر کے اُنسے بچے لیتا ہی اور مقتنص ایسی چیزین لیتا ہی جنکی پیدایش مین آدمی کی صنعت کو دخل نہو اور ہماری غرض بھی اقتناص سے یہی ہی کہ جن چیزون کی پیدایش مین آدمی کی صنعت کو دخل نہو خود بخود پیدا ہوئی ہون اُنکو حاصل کرنا اُسکے اندر بہت سے فن داخل ہین پھر ان مین سے ہر ایک فن کے واسطے آلات و اوزار کی حاجت ہی مثلاً زراعت کے آلات اور بننے کے آلات اور عمارت کے اوزار اور شکار کے ادوات اور آلات یا تو نباتات یعنی لکڑی کے ہوتے ہین یا معدنیات یعنے لوہے وغیرہ کے یا حیوانات کے چمڑے کے اب تین فنون کی اور ضرورت ہوئی درودگری آہنگری اور چرم دوزی یہ لوگ آلات کے بنانے والے ہین درودگر سے ہماری یہ غرض ہی کہ جو لکڑی کا کام کرے اسی طرح آہنگری سے وہ پیشہ مراد ہی جو معدنیات کا کام کرے خواہ لوہار ہو یا سنار وغیرہ اور چرم دوز سے بھی یہی غرض ہی کہ چمڑے کا اور اجزا سے حیوانات کا کام کرے خواہ کسی طرح کا ہو اسلیے کہ یہان غرض اجناس کا بیان کرنا ہی مفردات پیشون سے مقصود نہین پس یہ فن اور فنون کی اصل ہین پھر انسان کی پیدایش اسطرح کی ہی کہ تنہا نہین رہتا بلکہ اجتماع کا محتاج ہوتا ہی کہ کوئی دوسرا شخص اسی کی جنس کا اسکے پاس رہے اور حاجت اجتماع دو وجہ سے ہی اول تو جنس انسانی کے باقی رہنے کو کہ یہ بدون ساتھ رہنے مرد و عورت کے نہین ہو سکتی اور دوسری وجہ اجتماع کی یہ ہی کہ ایک دوسرے کو تیاری سامان غذا و لباس و تربیت و پرورش اولاد مین مدد ہو سکے اسلیے کہ اجتماع سے اولاد تو ضرور ہو گی تو ایک ہی آدمی سے نہین ہو سکتا کہ اولاد

کی حفاظت بھی کرے اور سامان غذا بھی کرے اور یہ بھی کافی نہین کہ ایک ہی شخص اپنے زن و فرزند ایک مکان مین لیکر بیٹھ رہے اسطرح تو زندگی دشوار ہی بلکہ اجتماع ایک جماعت کا چاہیے کہ ایک ایک آدمی ایک ایک صنعت اختیار کرے مثلاً ایک شخص سے نہین ہو سکتا کہ تنہا زراعت کرے اسیلیے کہ زراعت کے لیے آلات چاہیین آلات کے واسطے بڑھئی لوہار ضرور ہین اور غذا کے واسطے پیسنے والا پکانے والا چاہیے اسیطرح تنہا لباس بھی نہین حاصل کر سکتا کیونکہ اسمین اول زراعت روئی کی پھر کاتنے بننے کے آلات پھر سینے کا بکھیڑا در کار ہی خلاصہ یہ کہ انسان کا تنہا رہنا دشوار ہی اجتماع جماعت کی ضرورت ہی اب اجتماع اگر مثلاً جنگل مین ہو تو حرارت اور سردی اور مینہ اور چورون سے ایذا اٹھائین اسیلیے ضرور ہوا کہ مکانات مستحکم بنا کر ایک ایک گھروالے مع اپنے آلات و سامان کے جدا جدا رہین کہ اوپر کی سب مصیبتون سے محفوظ رہین اور بعض اوقات چونکہ یہ خوف ہوتا ہی کہ شاید باہر سے چور آکر سب گھرون کو لوٹ لین اس خیال سے ضرورت فصیل اور شہر پناہ کی ہوتی ہی اور اسی ضرورت سے شہرون کی بنا ہوئی جب لوگ شہرون مین اکٹھے ہو جاتے ہین اور آپس مین معاملات کرتے ہین تو جھگڑے بھی باہم پیدا ہوتے ہین کیونکہ مثلاً زوج کو ولایت او ریاست اپنی منکوحہ پر ہوتی ہی اور باپ کو اپنی اولاد پر اور عاقل پر ریاست و ولایت ہونے سے خصومت ضرور ہوتی ہی دیکھو بہائم پر ولایت ہونے سے کچھ خصومت نہین ہوتی کیونکہ انکو تاب مخاصمت و مقابلہ نہین اگرچہ انپر کیسا ہی ظلم ہو لیکن عورت اپنے خاوند سے اور بیٹا باپ سے جھگڑا کر بیٹھتا ہی بلکہ جب ایک شہر کے لوگ دوسرے سے معاملات کرتے ہین تو بعض اوقات نزاع ہو جاتا ہی اگر انکو حالت نزاع مین ہی چھوڑ دیا جاوے تو لڑ لڑ کر تباہ و ہلاک ہو جاوین اسیطرح چرواہے اور زمیندار ایک ہی چراگاہ اور زمین کے مدعی ہوتے ہین جو دونون کی غرض کو وفا نہین کرتے تو اس سے بھی آپس مین نزاع ہوتی ہی اور بعض اوقات کوئی شخص زراعت اور صنعت سے بوجہ کسی مرض کے عاجز ہوتا ہی یا بڑھاپے کے سبب کچھ نہین کر سکتا پس اگر ایسا شخص یون ہی چھوڑ دیا جاوے تو ہلاک ہو جاوے اور اگر سب کے ذمہ اسکی خبرگیری کیجاوے تب بھی شرکت کی ہنڈیا چوراہے مین پھوٹے اور اگر کسی خاص کے ذمہ اسکی خبرگیری ہو تو وہ کیون اطاعت بلاوجہ کریگا ان وجوہات کے لحاظ سے اور بہت سی صنعتین پیدا ہوتی ہین اول پیمایش کا فن اس سے زمین کی مقدار معلوم ہوتی ہی تاکہ نزاع کے وقت درستی سے مساوی تقسیم ہو سکے دوم فن سپہ گری جو بزور تلوار حفاظت شہر کی چورون وغیرہ سے کرین سوم پنچایت و حکومت جس سے جھگڑے فیصل ہون چہارم فقہ یعنے وہ قانون شرعی جس سے خلق کا انتظام ہو اور اسکی حدود پر قایم رہین معاملات اور انکے شروط مین تجاوز نہ کرنے پاوین پس یہ باتین سیاست کے لیے ضروری ہین اور ان مین سے ہر ایک امر کے لیے ایک آدمی مخصوص صفت کا چاہیے جو علم و تمیز و ہدایت مین ایک درجہ خاص رکھتا ہو اور جب ان کامون مین مصروف ہونگے تو اور کام انسے نہونگے اور معاش کے محتاج یہ لوگ بھی ہین اور شہر والون کو انکی ضرورت ہی مثلاً اگر شہر والے ہی دشمن سے لڑین تو اور صناعت کون کرے اور اگر لڑنے والے ہی زراعت وغیرہ کرین تو حفاظت کو کون کھڑا ہو پس ہر کارے و ہر مردے کی ضرورت ہوئی اور ایک ایک کام ایک ایک کے حوالہ ہوا کچھ لوگ ایسے ہوے جنکے وہ مال سپرد ہو جسکا کوئی مالک نہو خواہ دشمنون سے جو لوٹ آوے وہ انکے پاس رہے پس اگر یہ چلن سے چلے اور تھوڑے ہی مال پر قانع ہووے تو فبہا ورنہ ضرور ہوا کہ اورون سے بطور خراج کچھ انکو ملے تاکہ حفاظت وغیرہ بخوبی کر سکین اب اس صیغہ کے پیدا ہونے سے اور حاجتین درپیش ہوتی ہین مثلاً ایک محصل چاہیے جو سب سے نرمی اور عدل کے ساتھ لیوے اور ایک خراج کی مقدار مقرر کرنے والا چاہیے جو عدل سے کشتکارون و مالدارون پر کچھ مقرر کرے اور ایک خزانچی چاہیے جسکے پاس خراج جمع رہے ایک قاسم یعنے بخشی چاہیے جو وقت مقرری پر اسکو اہل حاجت مین تقسیم کیا کرے اور یہ سب کام ایسے ہین کہ اگر کسی ذریعہ سے تقسیم نہو تو انتظام ٹوٹ جاوے اسیلیے حاجت ایک بادشاہ یا امیر کی ہوئی جس سے یہ سب کام اچھی طرح ہو جاوین اور جس شخص کو جس لائق دیکھے اسپر مقرر کر دے اور انصاف و عدل خراج کے لینے اور دینے اور لشکر کے بھیجنے اور ہتھیارون کی تقسیم اور لڑائی کی طرف مقرر کرنے اور سپہ سالار و ہر جماعت کے رئیس معین کرنے مین مدنظر رکھے اور لشکر کے ساتھ اور کھیڑے سلطنت کے ہین

مثلاً حفاظت ملک اور تعیین محرران و عاملان و متصدیان و حسابدانان و خزانچیان وغیرہ اور یہ سب لوگ محتاج معاش ہین اور کوئی حرفہ نہین کر سکتے اب انکے واسطے بھی مال کی ضرورت ہی جو خراج کے ساتھ وصول ہوتا ہی اُسکو فرع خراج کہتے ہین (جیسے چونگی اور چوکیداری وغیرہ بالفعل رائج ہین) اس سے معلوم ہوا کہ آدمی صنعت کے اعتبار سے تین قسم ہین اول تو کشتکار و چرواہے و اہل حرفہ دوم اہل سیف سوم وہ لوگ جو کشتکارون وغیرہ سے لیکر اہل سیف کو دیتے ہین اُنکو اہل قلم کہنا چاہیے اب دیکھنا چاہیے کہ شروع مین حاجت صرف غذا اور لباس و مکان کی تھی انجام کو کتنا بکھیڑا ہوگیا دنیا کی سب باتون کا یہی حال ہی کہ ایک کام شروع کرو دس پیدا ہون اسی طرح ہوتے ہوتے بے انتہا ہو جاوین گویا دنیا ایک دوزخ ہی جسکے عمق کی کچھ حد نہین جب آدمی اُسکے ایک گڑھے مین گرتا ہی اس سے دوسرے مین ڈھلک جاتا ہی اسیطرح گرتا چلا جاتا ہی پھر یہ حرفے اور صنعتین بدون مال اور اوزار کے نہین ہو سکتے اور مال اُن چیزون کا نام ہی جو روے زمین پر ہین اور لوگ اُنسے منتفع ہوتے ہین اُن مین سے اعلیٰ غذائین ہین پھر رہنے کے مکانات پھر کسب معیشت کی جگہ مثل دوکان و کھیت وغیرہ کے پھر لباس پھر اثاث البیت اور اُسکے آلات پھر آلات کے آلات اور آلات بھی بعض اوقات حیوان کی قسم سے ہوتے ہین جیسے کتا کہ آلہ شکار ہی یا بیل کشتکاری وغیرہ کا آلہ یا گھوڑا لڑائی کا آلہ اب بعض مواضع ایسے ہوتے ہین کہ اُن مین کشتکاری کے آلات نہین ہوتے اور بڑھئی اور لوہار بعض اوقات ایسے گانْون مین رہتے ہین کہ جہان کھیتی نہین ہوتی تو بالضرور جنکے پاس آلات نہین اُنکو بڑھئی لوہار کی حاجت پڑتی ہی اور اُن دونون کو غلہ والے کی ضرورت ہوتی ہی اس ضرورت سے خرید و فروخت مروج ہوتی ہی یعنے غلہ والا چاہتا ہی کہ اپنے پاس کی چیز دے کر آلات مول لیوے اور آلات والا اپنے آلات کے عوض مین غلہ خریدنا چاہتا ہی مگر یہ ضرور نہین کہ دونون کی خواہش ایک ہی وقت ہو بلکہ ہو سکتا ہی کہ جسوقت بڑھئی کوئی آلہ تیار کرکے کسان سے اُسکے عوض غلہ مانگے اُسوقت کسان کو ضرورت اُس آلہ کی نہو اسیطرح یہ بھی ممکن ہی کہ جب کسان کو ضرورت آلہ کی ہو تو بڑھئی کو حاجت غلہ کی نہو تو ایسی صورتون مین طرفین کے مقصود بند رہنے کا خوف تھا اس لحاظ سے ایسی دوکانین مقرر کی گئین کہ جنمین ہر طرح کے آلات فروخت ہوا کرین اور غلون کے واسطے منڈیان مقرر ہوئین کہ جب کسانون اور اہل حرفہ کو ضرورت آلات خواہ غلہ کی ہو تو اُسی وقت مل سکے منڈی والے کسانون سے غلہ خرید لیتے ہین اور اہل حاجات کو اُنکی خواہش کے وقت دے دیتے ہین اسی طرح دوکاندار بڑھئی وغیرہ سے آلات خرید لیتے ہین اور طلب کے وقت کسانون کو دیتے ہین دوکاندار اُنسے ارزان لیتے ہین اور اہل حاجت کو نفع کے لیے گران دیتے ہین اسی نفع کی توقع سے بازار اور گنج مقرر ہوے سب جنسون کا حال ایسا ہی ہی تصور کرنا چاہیے پھر شہرون اور گانْون مین آمد و رفت ہونے لگتی ہی تو گانْون والے شہر مین سے آلات لیجاتے ہین اور شہر والے گانْون سے غلہ لاتے ہین اسی طرح خلقت کا دستور ہی کیونکہ نہ ہر ایک شہر مین سب آلات رہتے ہین نہ ہر گانْون مین سب غذائین تو بالضرور جو چیز ایک مین ہوگی اور دوسرے مین نہوگی اور دوسرا محتاج اول کا رہیگا پس کچھ لوگون نے یہی اختیار کر لیا کہ اپنے نفع کے لیے ایک جگہ کی چیز دوسری جگہ پہونچاتے ہین نہ رات کو سونا نہ دن کو آرام برابر سفر کرتے رہتے ہین اور یہ سب باتین دوسرون کی غرض کے واسطے کرتے ہین اُنکا خود کا مطلب صرف مال کا اکٹھا کرنا ہوتا ہی جسکو ایک دن یا راہزن چھین لیتے ہین یا کوئی حاکم زبردستی لے لیتا ہی لیکن خدا تعالےٰ نے اُنکو یہ راز نہین بتایا وہ برابر غفلت و جہالت مین رہتے ہین تاکہ اُنکی غفلت و نادانی سے انتظام شہرون کا اور مصلحت و بہتری بندگان خدا کی بنی رہے بلکہ اگر سب کامون کو دنیا کے دیکھو تو سب کا انتظام غفلت اور خست اور ہمت سے ہی اگر لوگ ہوشیار ہوتے اور حوصلے بھی عالی رکھتے تو دنیا کو ترک کر دیتے اور پھر وجہ معیشت بالکل جاتی رہتی اور سب لوگ مع زاہدین تباہ ہو جاتے پھر ان اموال کو جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہین تو کبھی آدمی سے نہین اٹھ سکتے جانورون پر لادکر پہونچاتے ہین اور بعض اوقات مالک مال کے پاس جانور باربرداری کے نہین ہوتے تو وہ اُن لوگون سے

معاملہ کرتا ہی جنکے پاس باربرداری ہو خواہ غلہ پہونچانے کا ٹھیکہ مقرر کردیتا ہی یا کرایہ معین ہوجاتا ہی پس کرایہ اور ٹھیکہ بھی ایک وجہ معیشت کی ہوجاتی ہی پھر معاملات اور معاوضات سے تعیین مقدار کی بھی ضرورت ہوتی ہی مثلاً اگر کوئی شخص کپڑے کے عوض مین غذا خریدنی چاہے تو اسکو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اسقدر غذا کے عوض کسقدر کپڑا چاہیے اور معاملات ہر طرح کے اجناس مختلفہ مین ہوتے رہتے ہین جیسے کپڑا کھانے کے عوض مین فروخت ہوتا ہی اور کپڑے کے عوض مین جانور فروخت ہوتا ہی وغیرہ اور ان چیزون مین کچھ مناسبت نہین جس سے مقدار معلوم ہوجایا کرے تو ضرور ہوا کہ بائع اور مشتری مین ایک مقدار عدل ہو جو ایک کی چیز کو دوسرے کی چیز سے برابر کردے اور یہ عدل ایسی چیزون مین سے ہی کہ جو مالیت رکھتی ہون اور ہمیشہ کو رہ سکین اسلیے کہ انکی ضرورت تو ہمیشہ ہی ہوا کرتی ہی اب مالون مین جو دیکھا تو سب سے زیادہ معدنی چیزون کو پایدار پایا اسلیے سونے اور چاندی اور تانبے کو برابری کی غرض کے لیے نقد مقرر کیا پھر انکے کمال کے لیے سکہ اور ٹھپہ کی ضرورت ہوئی تو ٹکسال اور صراف مقرر ہوے اسی طرح اشغال و اعمال سے اور اشغال و اعمال نکلتے گئے یہانتک کہ جو نوبت اب ہی وہ نظر ہی مین ہی اور چونکہ اکثر پیشے اسطرح کے ہین کہ بدون سیکھے اور محنت کے نہین آتے اور بعض لوگ لڑکپن مین کوئی کام نہین سیکھتے خواہ کھیل کود غفلت سے یا کسی اور وجہ سے تو بڑے ہوکر جب اپنے آپ کو ہنر سے عاری دیکھتے ہین تو یہ چاہتے ہین کہ دوسرون کی کمائی کھاوین اس مطلب کے لیے دو پیشے نکمے پیدا ہوتے ہین ایک چوری اور ایک گداگری ان دونون کا مآل یہی ہی کہ دوسرون کی کمائی کھاوین اور ازانجا کہ لوگ اپنا مال حتی الوسع چورون اور گداگرون سے بچاتے ہین تو ان دونون فرقون نے مال لینے کے حیلے اور تدبیرین نکالین چور تو بعض اوقات ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوکر راہزنی اور ڈاکہ زنی کرنے لگے اور جو ان مین کمزور ہین وہ نقب اور کمند لگا کر غفلت کے وقت گھرون مین گھسکر چراتے ہین یا اور حیلے کرکے اٹھائی گیرے اچکے جیب کترے بنجاتے ہین اسی طرح گداگر اگر کسی کے پاس جاکر مانگتا ہی تو جواب پاتا ہی کہ تو ہٹا کٹا ہی جیسے اور لوگ محنت کرتے ہین تو کیون نہین کرتا تجھے کچھ نہین ملیگا اسواسطے اس فرقہ کے آدمیون نے بھی تدبیرین روپیہ لینے کی نکالین بعضون کا حیلہ تو یہ ہوتا ہی کہ خود اپنی آنکھین اور اپنے بچون کی آنکھین پھوڑ لیتے ہین تاکہ لوگ معذور جانکر کچھ دیدین اور بعضے صرف بہانہ کرتے ہین کہ ہمین کچھ نہین سوجھتا یا بتکلف فالج زدہ اور مجنون اور بیمار بنجاتے ہین اور لوگون کے سامنے ایسے فریب سے کہتے ہین کہ یہ رنج ہمپر اتفاقی آپڑا تاکہ لوگ رحم کھاکر کچھ دین اور بعض لوگ کچھ فعل اور قول ایسے ڈھونڈھتے ہین جنسے آدمی تعجب کرین اور جب انکو مشاہدہ کرین تو ہنسین اور خوشی کے وقت شائد کچھ دینے کو ہاتھ اٹھاوین گو دینے کے پیچھے اپنی حرکت پر نادم ہون لیکن اسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ اور یہ قول و فعل کبھی تو مسخر کے طور پر ہوتے ہین مثلاً حکایات عجیب بیان کرنی اور شعبدہ دکھلانا اور افعال و حرکات ایسے کرنا جنسے ہنسی آوے اور کبھی شعرخوانی کے طور پر کہ اشعار غریب خواہ کلام نثر کو خوش آوازی سے گاوین اور شعر موزون کی تاثیر دل مین زیادہ ہوتی ہی خصوص اسوقت کہ ان مین کوئی تعصب متعلق مذہب کے ہو مثلاً اشعار مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم یا اہل بیت رض کے یا ان مین کوئی بات عشق مجازی اور محبت باطل کی ہو جیسے ڈھولکی والے بازارون مین گاتے پھرا کرتے ہین اور اسی فرقہ مین وہ لوگ بھی ہین کہ جو جاہلون اور لڑکون کو فریب دیکر تعویذ و گنڈہ اور بوٹی انکے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین وہ بیچارے انکو دوا سمجھکر مول لے لیتے ہین حالانکہ کسی کام کے نہین ہوتے یا قرعہ اور فال دیکھنے پر اجرت لیتے ہین اور اسی جنس مین وہ لوگ بھی ہین کہ منبرون پر بیٹھکر وعظ کہا کرتے ہین اور انکی غرض صرف اپنی طرف لوگون کے دلون کا متوجہ کرنا اور انسے مال لینا ہوتا ہی اور کوئی فائدہ علمی نہین منظور ہوتا اسی طرح گداگری کی ہزارون صورتین ہین اور سب بہت فکر دقیق سے نکلی ہین معیشت اُنکو دن رات یہی فکر رہتی ہی ایسی ہی تدبیرین سوچا کرتے ہین پس یہ اشغال و اعمال خلقت کے ہین جنپر وہ گرے ہوئے ہین اور منشا ان سب کا صرف حاجت خوراک و پوشاک کی ہی لیکن اسمین وہ اپنی جانون کو بھول گئے اور مقصود و مال یاد سے جاتا رہا اسیوجہ سے حیران و سرگردان و گمراہ ہوگئے اور انکی

ضعیف عقلون پر دنیا کے شغلون کی کدورت سے خیالات فاسد جم گئے اسی لحاظ سے ہر ایک کا مذہب اور راے چند طور ہو گئی کچھ لوگ تو اپنے اپنے جہل اور غفلت کے باعث اُنکی آنکھین نہ کھلین اور انجام کار نہ سوجھا اور یہی جانا کہ مقصود یہی ہی کہ چند روز دنیا مین زندہ رہکر غذا کے حاصل کرنے مین کوشش کرین اور کھاوین کر کمائی کے قابل ہو جاوین پھر کما کر کھاوین غرضکہ اُنکی غذا کمائی کے واسطے ہی اور کمائی غذا کے لیے اور یہ رائے تو کسانون اور حرفہ والون کی ہی جو دنیا مین بھی آسایش سے نہین رہتے نہ دین مین پانون دھرتے ہین دن بھر رات کی غذا کے لیے مشقت کرتے ہین اور رات کو دن کی مشقت کے واسطے غذا کھاتے ہین یہ لوگ مرنے کے وقت تک تیلی کے بیل کی طرح اسی گردش مین رہتے ہین اور کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ہم مطلب سمجھ گئے شریعت کا مقصود یہ نہین کہ انسان عمل ہی پر کفایت کرے اور دنیا کے لذائذ سے محروم رہے بلکہ سعادت یہی ہی کہ شہوت شکم اور فرج سے پیٹ بھر کر حاجت پوری کرے پس یہ لوگ اپنے نفسون کو بھول گئے اور تمامی ہمت عورتون کی صحبت اور لذائذ کھانون مین صرف کی چوپایون کی طرح بجز خور و خواب کے اور کچھ نہ جانا اور اُسی کو غایت مقصود سمجھا تا خدا اتم اور قیامت کے دن سے غافل رہے اور ایک جماعت کا یہ گمان ہی کہ سعادت مال کی اور خزانون کی کثرت سے ہی تو یہ لوگ رات دن جمع کرنے کی فکر مین رہتے ہین اور اس غرض کے لیے بڑی بڑی محنتین اور طویل سفر اختیار کرتے ہین قدر ضرورت کے سوا بخل کے مارے کچھ نہین صرف کرتے کہ کہین مال کم نہو جاوے اور اسی تنا نوے کے پھیر مین پڑے رہتے ہین یہانتک کہ مرنے کے بعد اُنکی کمائی یا تو زمین ہی مین رہتی ہی یا کسی کھاؤ اُڑاؤ کے ہاتھ لگتی ہی یہ تو چین کرتا ہی اور جوڑ جوڑ کر رکھنے والا اُسکی مصیبت و وبال مین گرفتار ہوتا ہی لیکن جمع کرنے والے یہ حال اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین اور عبرت نہین کرتے اور ایک لوگون کو یہ خیال ہی کہ سعادت منحصر نیکنامی مین ہی کہ لوگ ہمارے تجمل اور مروت کی ثنا اور صفت بیان کرین یہ لوگ رات دن جو کچھ معاش پیدا کرتے ہین اپنے کھانے پینے مین بہت تنگی کرتے ہین لیکن سب مال اچھی پوشاک اور نفیس سواریون مین صرف کرتے ہین گھر کے دروازے یا جن چیزون پر خلق کی نگاہ پڑے اُنکو بہت منقش اور آراستہ رکھتے ہین تاکہ لوگ اُنکو غنی اور مالدار کہین اور اسی مین اپنی سعادت سمجھتے ہین اور بعضے یون تصور کرتے ہین کہ آدمی کی سعادت اسمین ہی کہ لوگون کے نزدیک مقبول اور قابل تعظیم ہو جاوے اس خیال سے ہمہ تن اس بات مین کوشش کرتے ہین کہ لوگ ہماری اطاعت کرین اور ہمین لحاظ حکومت پر مرتے ہین اور سرکاری کام لینے سے بڑے خوش ہوتے ہین تاکہ اسوجہ سے کچھ لوگون پر حکومت ہو جاوے اور اُسی کو غایت مقصود سمجھتے ہین اور یہ بات اکثر غافل لوگون مین موجود ہی لوگون کی فرمانبرداری کی محبت سے خدا کی فرمانبرداری اور عبادت اور اپنی معاد و آخرت کی فکر کو نسیاً منسیاً کر دیا ہی علاوہ ان جاہلون کے اور بہت سے فرقے ہین جنکی شمار ستر سے کچھ زیادہ ہی اور سب کے سب خود گمراہ ہین اور اورون کو صراط مستقیم سے بہکاتے ہین اور یہ صرف اسوجہ سے کہ کھانے اور لباس اور مسکن کی حاجت مین یہ بھول گئے کہ ان چیزون کی حاجت کس لیے ہی اور ان مین سے کسقدر کافی ہین اور انکے اسباب ابتدائی مین پڑکر انجام تک نوبت پہونچگئی اور آخر کو ایسے گڑھون مین جا پڑے کہ اُن مین سے نکلنا دشوار ہو گیا پس جو شخص کہ ان چیزون کی طرف حاجت کی وجہ جانتا ہو اور کچھ دنیاوی کامون سے مقصود ہی اُس سے بھی واقف ہی ایسا شخص جو کام اور حرفہ کرے گا اُسکی غرض اور مقصود کو جانتا ہو گا اور یہ بھی واقف ہو گا کہ میرا حصہ اس کام و حرفہ سے صرف بدن کی خبر گیری ہی کہ غذا و لباس سے بقدر اسکو پہونچے کہ ہلاک نہو پس اگر اپنے اس حصہ مین بھی کمی کریگا تو سب شغل اس سے دفع ہو جاوینگے اور فارغ البال ہو کر ہمہ تن متوجہ آخرت ہو گا اور اُسی کے لیے تیاریان کریگا اور اگر حصہ مذکور یعنے مقدار ضرورت سے بڑھکر لیگا تو اشغال کا ہجوم ہو گا سلسل بے انتہا کام نکل آوینگے اور طرح طرح کے ترددات مین مبتلا ہو گا اور جس شخص کو دنیاوی ترددات اسطرح رہتے ہین اُسکو معلوم نہین کہ خدا تعالے کون سے تردد مین ہلاک کر دے اور اس مثل کا مصداق بنا دے ع چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد + یہانتک حال اُن لوگون کا ہوا جو دنیا کے کامون مین مستغرق رہتے ہین اب یہ سننا چاہیے کہ بعض لوگ دنیا کے حال سے واقف ہو کر اُس سے اعراض کرتے ہین اُنپر شیطان

حسد کرکے اسی اغراض مین ایسی باتین اُنکے دل مین جاتا ہی کہ بے گمراہ کیے نہین چھوڑتا مثلاً بعض لوگون کو یہ تصور ہوتا ہی کہ دنیا محنت و مصیبت کی جگہ ہی اور آخرت سعادت کا مکان ہی جو آخرت مین پہونچا سعادت مین داخل ہوا خواہ عبادت کرے یا نہین اور اس بنا پر یہ اعتقاد کر لیا کہ محنت دنیاوی سے بچنے کے لیے اپنی جانون کو ہلاک کرنا بہتر ہی یہ عقیدہ ہندو عابدون مین سے ایک فرقہ کا ہی کہ اپنے آپ کو جلتی آگ مین گرا کر خاک کر ڈالتے ہین اور یہ جانتے ہین کہ اس سے محنت دنیاوی اُنپر سے ٹل جاویگی اور آخرت مین کھڑے سعادت مین پہونچینگے اور کچھ لوگون کو یہ تصور ہی کہ خودکشی سے نجات نہین ہوئی بلکہ اول یہ ضرور ہی کہ صفات بشری کو معدوم کرنا اور نفس سے بالکل نیست و نابود کرنا چاہیے اور سعادت آخرت شہوت و غضب کے بالکل قطع کرنے مین ہی اسی خیال سے مجاہدہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نفس پر اتنی سختی برتی کہ کچھ تو کثرت ریاضت ہی مین مر گئے اور بعضون کی عقل فاسد ہو کر مجنون ہو گئے اور بعضے مریض ہو کر عبادت سے رہگئے اور بعضے بیخ کنی صفات بشری سے عاجز ہو کر جاننے لگے کہ شریعت کے حکم اور تکلیف کی تعمیل محال ہی اور اسکی کچھ اصل نہین دھوکا ہی دھوکا ہی ان خیالات سے ملحد بنگئے اور بعضون کو یہ سوجھا کہ سب محنت خدا کے واسطے کیجاتی ہی مگر خدا تعالے کی ذات ہر چیز سے بے پروا ہی نہ کسی عابد کی عبادت سے اُسمین کچھ زیادہ ہوا اور نہ کسی عاصی کی نافرمانی سے اُسمین کم ہو یہ سوچکر احکام شرعی کو بالاے طاق رکھدیا اور خواہش نفسانی کی طرف رجوع کی اور جو چاہا سو کیا اور یہ سمجھے کہ ہمارا عقیدہ بہت صاف ہی کہ خدا کو ہم عابدون کی عبادت سے بے پروا جانتے ہین اور کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ عبادت سے غرض مجاہدہ ہی اسقدر کہ آدمی کو معرفت حاصل ہو جاوے اور معرفت ہونے پر واصل الی اللہ ہو جاتا ہی اس رتبہ کے بعد پھر حاجت وسیلہ اور حیلہ یعنے عبادت کی نہین رہتی اور چونکہ اس قسم کے لوگ اپنے آپ کو معرفت مین کامل جانتے ہین تو اسوجہ سے عبادت چھوڑ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تکالیف شرعی ہم لوگون کے واسطے نہین عوام کے واسطے ہین اُنکے سوا اور مذاہب باطلہ اور گمراہیان سخت ہین کہ اُنکی تعداد ستر سے کچھ زیادہ پہونچتی ہی مگر ان مین سے صرف ایک فرقہ نجات پاویگا اور وہ وہی لوگ ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب رض کے طریق پر چلنے والے ہین یعنے جنکا عقیدہ یہ ہی کہ نہ بالکل دنیا کو ترک کرنا چاہیے اور نہ بالکل بیخ کنی شہوات کی کرنی چاہیے بلکہ دنیا مین سے بقدر زاد لینا چاہیے اور شہوات مین سے اُسقدر کا استیصال کرنا چاہیے جو حد شرع اور عقل سے خارج ہو خلاصہ یہ کہ نہ ہر ایک شہوات کا درپی ہو اور نہ ہر ایک کا تارک بلکہ طریق متوسط اختیار کرنا چاہیے اسیطرح نہ دنیا کی ہر چیز کا طالب ہو نہ ہر ایک چیز کا تارک بلکہ جو چیز دنیا مین پیدا ہوئی ہی اُسکا مقصود جانکر اُسکے مقصود ہی تک رہنے دے مثلاً غذا سے اُسیقدر لے کہ بدن عبادت پر قادر رہے اور مسکن سے اُسیقدر اختیار کرے جو حرارت اور برودت اور چورون کی حفاظت کو بس ہو اور علی ہذا القیاس لباس کو جاننا چاہیے پس جب اسطرح بدن کے شغل سے فارغ ہوگا تمامی ہمت سے متوجہ الی اللہ ہو کر زندگی بھر ذکر و فکر مین مشغول رہیگا اور ہمیشہ شہوات کی حفاظت اور سیاست کرتا رہیگا کہ ورع اور تقوی کی حدود سے تجاوز نہ کرنے پاوین اور اسکی تفصیل جب ہی معلوم ہوتی ہی جب اقتدا فرقہ ناجیہ یعنے اصحاب رضی اللہ عنہم کا نصیب ہو چنانچہ حدیث شریف مین[17] جب آپ نے امت کا بہتر فرقون مین متفرق ہونا فرمایا اور ایک فرقہ کو ناجی ارشاد فرمایا تو لوگون نے اس ناجی فرقہ کو پوچھا آپ نے فرمایا کہ اہل السنۃ والجماعۃ پھر لوگون نے عرض کیا کہ اہل سنت اور جماعت سے کون لوگ مراد ہین آپنے فرمایا جنکا طریقہ وہ ہو جو میرا اور میرے اصحاب رض کا ہی سچ ہی ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید + اصحاب رض کا طریق متوسط تھا جیسا کہ ہم پہلے مفصل لکھ چکے ہین یہ لوگ دنیا کو دنیا کی غرض سے نہ لیتے تھے بلکہ دین کی غرض سے اور راہب اور تارک دنیا بالکلیہ نہوتے تھے سب امور مین افراط و تفریط اُنکے مزاج مین نہ تھی بلکہ اُنکا امر راستی اور درستی کے ساتھ تھا جو طریقہ وسط اور محبوب الٰہی تھا وہی اِن لوگون کو پسند تھا اور درجۂ اوسط کی بہتری چند جا پہلے بھی لکھی گئی ہی دنیا کی برائیون کا بیان تمام ہوا والحمد للہ اولاً و آخراً و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و سلم

ساتوان باب بخل کی مذمت اور مال کی دوستی کے بیان مین اسمین بارہ۱۲ بیان ہین

رباعی

کرتے ہین بخیل زندگی بھر امساک	اور مال کی دوستی کو سمجھین تریاک
پر حیف کہ موت پر دہ اپنے ہمراہ	اس مال ومنال سے نہ لیجاوینگے خاک

واضح ہو کہ دنیا کے فتنہ شاخ درشاخ اور نہایت واسع وفراخ ہین مگر سب مین بڑا فتنہ دنیا کا اموال ہین اور انھین مین رنج ومحنت بھی زیادہ ہی اور زیادہ تر خرابی کی وجہ یہ ہی کہ انسے نہ کسی کو بے پروائی اور نہ انکے ہونے سے صورت سلامتی اگر مال نہو تب تو فقر کہ قریب کفر پہونچا تا ہی حاصل ہوتا ہی اور اگر مال ہو تو باعث سرکشی ہوتا ہی جسکا انجام بجز نقصان کچھ نہین غرضکہ مال خالی فائدے اور نقصان سے نہین مال کے فائدے منجیات مین داخل ہین اور اسکے نقصان مہلکات مین اور مال مین سے یہ پہچان لینا کہ فلان مال بہتر ہی اور فلان بڑا ایسا مشکل ہی کہ سوائے علمائے راسخین اور ارباب دین کے اور لوگون کو نہین معلوم ہو سکتا ہی اسلیئے اسکا بیان جداگانہ بہت ضرور ہی پہلے باب مین جو مذمت دنیا کی بیان ہوئی تو عام دنیا کی مذمت تھی کچھ مال کے اعتبار سے نہ تھی کیونکہ دنیا تو آدمی کے حظوظ زندگانی کا نام ہی اور اسکے بہت حصے مین ایک اُن مین سے مال بھی ہی اور ایک جاہ ہی اور ایک اتباع شہوت شکم وفرج اور ایک غصہ وحسد کے بموجب دل کے پھپھولے توڑنے اور ایک شیخی وتعلی غرضکہ اسیطرح بہت سے اجزا ہین جنسے آدمی کو حظ زندگانی ہوتا ہی اور اس باب مین ہم صرف مال کا بیان کرتے ہین اسلیئے کہ اسمین آفات اور ضرر بہت ہین اسکے نہونے سے تو آدمی مین فقر کا وصف آجاتا ہی اور اسکے موجود ہونے سے تونگری کا وصف ہوتا ہی اور یہ دونون ایسے اوصاف ہین کہ انسے آدمی کا امتحان ہوا کرتا ہی پھر مفلس کی دو حالتین ہین قناعت اور حرص ایک ان مین سے اچھی ہی اور دوسری بُری اور حریص کی بھی دو حال ہین یا تو لوگون کے مال مین طمع کرتا ہی یا دوسرون کے مال سے دست بردار ہو کر حرفہ اور پیشہ کے کرنے مین مستعد رہتا ہی اُن دونون حالتون مین سے دوسرون کے مال کی طمع بہت بُری ہی اب تونگر کے بھی دو حال ہین ایک تو بخل کے سبب امساک کرنا دوسرے خرچ کرنا ان مین بھی ایک صورت اچھی ہی اور ایک بُری پھر خرچ کرنے والے کے بھی دو حال ہین ایک اسراف دوسرے میانہ روی اور عمدہ میانہ روی ہی اور یہ سب باتین باریک اور ایک دوسرے سے متشابہ ہین اسلیئے انکا واضح کرنا بہت ضرور ہی لہذا ہم اسکی شرح چودہ بیانون مین کرتے ہین

بیان اول مال کی مذمت اور اسکی محبت کی برائی

اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہی یاایہا الذین امنوا لاتلہکم اموالکم ولااولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون اور فرمایا انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم اور فرمایا من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لایبخسون اور فرمایا ان الانسان لیطغی ان راٰہ استغنی اور فرمایا الہٰکم التکاثر اور حدیث شریف مین ہی کہ مال اور شرف کی محبت دل مین نفاق اسطرح اگاتی ہین جیسے پانی سے ساگ اگتا ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر بکریون کے گلہ مین دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیے جاوین تو وہ اسمین اتنا نقصان نہین کرتے جتنا محبت مال اور شرف کی مسلمان آدمی کے دین مین نقصان کرتی ہی اور نیز فرمایا کہ ہلک المکثرون الامن قال بہ فی عباد اللہ ہکذا وہکذا اور لوگون نے جب آپ سے عرض کیا کہ آپ کی

امّت مین سب سے زیادہ شریر کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ تونگر اور ایک حدیث مین یہ ارشاد فرمایا کہ تمھارے بعد عنقریب ایسے لوگ ہونگے کہ
غذائین لطیف اور طرح طرح کی کھائینگے اور گھوڑون مین سے عمدہ عمدہ تیز رفتارون پر سوار ہونگے اور عورتون مین سے خوبصورت اور
شکیل سے نکاح کرینگے لباس فاخرہ انواع و اقسام کے پہنینگے اُنکے پیٹ تھوڑی سی چیز سے پُر نہونگے نہ نفس کثیر پر قانع دنیا ہی پر ہو رہینگے صبح و
شام وہی مدنظر ہوگی خدا تعالے کے سوا اُسی کو اپنا معبود اور رب جانینگے پس جو شخص اُس زمانہ مین ہو تمھاری اولاد کی اولاد مین سے
یا بعد کے لوگون مین سے اُسکو محمد بن عبداللہ کی طرف سے قسم ہو کہ وہ نہ ایسے لوگون کو سلام کرے اور نہ اُنکے بیمار کی عیادت کرے نہ اُنکے
جنازہ مین شریک ہو نہ بڑے کی تعظیم کرے اور اگر ایسا کریگا تو بنائے اسلام کے گرانے مین ساعی اور مددگار ہوگا اور ایک حدیث مین فرمایا
کہ دنیا کو دنیا دارون کے لیے چھوڑ دو اسلیے کہ جو کوئی دنیا مقدار کفایت سے زیادہ حاصل کریگا وہ اپنی موت حاصل کریگا اور اُسکو خبر بھی نہوگی اور دوسری حدیث
مین فرمایا یقول ابن آدم مالی مالی وہل لک من مالک الا ما اکلت فافنیت او لبست فابلیت او تصدقت فامضیت اور ایک شخص نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین موت کو نہین چاہتا ہون آپنے فرمایا تیرے پاس کچھ مال ہے اُس نے
عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ اپنے مال کو آخرت کے لیے دے ڈال کیونکہ ایماندار کا دل مال کے ساتھ رہتا ہے اگر دے دیا ہوگا تو چاہیگا
کہ مین بھی اُس سے جا ملون اور اگر پیچھے چھوڑ دیگا تو یہ چاہیگا کہ کاش مین بھی اُسکے ساتھ ہی دنیا مین رہتا اور فرمایا کہ آدمی کے دوست
تین ہین ایک تو قبض روح تک ساتھ رہتا ہے دوسرا قبر تک تیسرا قیامت تک قبض روح تک کا ساتھی تو مال ہے اور قبر تک کے ساتھی
اُسکے گھر والے ہین اور قیامت تک کے ساتھی اُسکے اعمال ہین اور ایکبار حواریون نے حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا
کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہین اور یہ امر ہم سے نہین ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ تمھارے نزدیک کچھ روپیہ اشرفی کی قدر ہے اُنھون نے
عرض کیا کہ البتہ ہم اُنکو اچھا جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک وہ دونون اور ڈھیلے یکسان ہین اور حضرت سلمان فارسی رضنے
حضرت ابو دردا رضکی خدمت مین ایک خط لکھا کہ ای برادر اتنی دنیا مت جمع کرنا جسکا شکر تم سے ادا نہ ہو سکے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس مالدار نے اپنے مال کو خدا کے فرمانے کے بموجب صرف کیا ہوگا وہ قیامت کو حاضر کیا جاویگا اُسکا مال
سامنے ہوگا جب پل صراط پر ادھر اُدھر جھکنے لگیگا تو اُسکا مال کہیگا کہ چلا کیون نہین جاتا تو مجھ مین سے اللہ کا حق دے چکا ہے پھر ایسا
مالدار آویگا جسنے حکم خدا کے موافق نہ کیا ہوگا اُسکا مال اُسکے شانون پر رکھا ہوگا جب پل صراط پر جھکنے لگیگا تو اُسکا مال کہیگا کہ خرابی ہو
تجھکو تو نے مجھ مین سے خدا کا حق کیون نہ دیا اسیطور پر اُسکا حال رہیگا یہانتک کہ دُہائی تہائی مچا دیگا اور باب زہد و فقر مین جو ہمنے
غنا کی مذمت اور فقر کی صفت لکھی ہے اُن سب کا مآل مال کی برائی ہے اُسکو یہان بیان کرنے کی حاجت نہین اسی طرح دنیا کی مذمت
مین جو کچھ بیان ہوا ہے وہ بھی مذمت مال کو شامل ہے اسلیے کہ دنیا کے ارکان مین سب سے زیادہ مال ہے لیکن اس باب مین وہی مذکور
ہوتا ہے جو خاصکر مال کے باب مین وارد ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے اذا مات العبد قالت الملائکۃ ما قدم وقال الناس ما خلف اور
فرمایا لا تتخذوا الضیعۃ فتحبوا الدنیا روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابو دردا رضکے ساتھ کچھ برائی کی تو آپنے یون فرمایا کہ آلہی جسنے
مجھ سے برائی کی ہے اُسکو صحیح و سالم رکھ اور اُسکی عمر زیادہ کر اور مال کثرت سے دے یہان دیکھنا چاہیے کہ باوجود صحت بدن اور زیادتی
عمر کے کثرت مال کو نہایت امتحان تصور فرمایا کیونکہ اسکی کثرت سے نوبت سرکشی کی بالضرور پہونچتی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
ایک درم اپنی ہتھیلی پر رکھکر فرمایا تو ایسی چیز ہے جب تک میرے پاس سے نہ ٹلیگی مجکو نفع نہ دیگی اور روایت ہے کہ حضرت عمر رضنے

[illegible]

حضرت زینب بنت جحش ام المومنین کی خدمت مین کچھ روپیہ بھیجے اُنھون نے پوچھا یہ کیسے ہین لوگون نے کہا کہ حضرت عمر رضہ نے آپ کے لیے بھیجے ہین اُنھون نے فرمایا کہ خدا تعالے عمر کی مغفرت کرے پھر ایک پردہ کو کھولکر اُسکو پھاڑا اور اُسکی تھیلیان سی کر وہ تمام مال اپنے رشتہ دارون اور تیمون مین بانٹ دیا پھر اپنے ہاتھ اُٹھا کر یون دعا مانگی کہ الٰہی اس سال کے سوا پھر میرے پاس عمر کی عطا نہ آوے اور ایسا ہی ہوا کہ ازواج مطہرات مین سے اول انتقال انھین کا ہوا اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جسکو روپیہ عزت دیتا ہی اُسکو خدا ذلیل کرتا ہی اور روایت ہی کہ جب اول اوّل روپیہ اشرفی تیار ہوئے تو ابلیس نے اُن دونون کو اُٹھا کر اپنے ماتھے پر رکھا اور بوسہ دیا اور کہا کہ جو تمسے محبت کریگا وہ حقیقت مین میرا غلام ہوگا اور سمط بن عجلان کہتے ہین کہ روپیہ اشرفیان منافقون کی باگین ہین جنسے دوزخ کی طرف کھینچے جائینگے اور یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ روپیہ ایک بچھو ہی جسکو اُسکا منتر نہ آتا ہو وہ اُسکو نہ لیوے کیونکہ اگر کاٹ لیگا تو اُسکا زہر چڑھ کر ہلاک ہوجاویگا لوگون نے پوچھا کہ اُسکا منتر کیا ہی اُنھون نے فرمایا کہ وجہ حلال سے حاصل کرنا اور حق پر صرف کرنا اور علاء بن زیاد رح کہتے ہین کہ دنیا میرے سامنے صورت بنکر آئی ہر طرح کی زینت سے آراستہ تھی مین نے کہا کہ خدا تیرے شر سے بچاوے اُسنے جواب دیا کہ اگر تمکو منظور ہی کہ خدا میرے شر سے تمکو بچاوے تو روپیہ کو برا سمجھنا کیونکہ گویا تمام دینار روپیہ ہی کا نام ہی اس جہت سے کہ روپیہ کے بدولت تمام اقسام دنیا حاصل ہوسکتے ہین جو اُس سے صبر کریگا وہ گویا تمام دنیا سے صبر کریگا جیسا کہ کسی کا قول ہی ؎ زر جسکو میسر ہی وہ دنیا مین دھنی ہی + جو اُس سے کرے صبر وہ دنیا سے غنی ہی + اور مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیز رح کی خدمت مین نزع کی حالت مین گئے اور اُنسے کہا کہ آپنے ایسا کام کیا جو کسی نے تمسے پہلے نہین کیا وہ یہ ہی کہ اپنی اولاد کے لیے نہ روپیہ چھوڑا نہ اشرفی اور اُنکے تیرہ بیٹے تھے مسلمہ کا قول سُنکر اُنھون نے فرمایا کہ مجکو ذرا بٹھلا دو جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا کہ یہ جو تم کہتے ہو کہ مین نے اولاد کے واسطے کچھ نہین چھوڑا تو مین نے اُنکا حق کچھ نہین داب رکھا اور جو غیرون کا حق تھا وہ اُنکو نہین دیا علاوہ ازین میرے بیٹے دو طرح کے ہین یا تو خدا کے فرمانبردار ہین تو ایسون کو تو خدا ہی کافی ہی چنانچہ خود فرماتا ہی وھو یتولی الصالحین یا عاصی و نافرمان ہین انکی مجھے کچھ پروا نہین جو ہو سو ہوا کرے اور روایت ہی کہ محمد بن کعب رح قرظی کو بہت سا مال ہاتھ لگا لوگون نے کہا کہ اگر اُسکو اپنے بیٹے کے واسطے رکھ چھوڑو تو مناسب ہی اُنھون نے فرمایا کہ نہین بلکہ اُسکو تو اپنے لیے خدا کے پاس جمع کر دونگا اور خدا کو اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ جاؤنگا اور ایک شخص نے ابو عبد رب سے کہا کہ برادر ایسا نہو کہ تم دنیا سے بُری طرح اٹھو اور مال اپنی اولاد کے واسطے چھوڑ مرو اُنھون نے اپنے مال مین سے ایک لاکھ درم خیرات کر دیے اور یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ آدمی کو مال ہین مرنے کے وقت دو مصیبتین ایسی ہوتی ہین کہ پہلے اور پچھلے لوگون نے بھی ویسی نہ سُنی ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا ہین فرمایا کہ ایک تو یہ کہ سب کا سب اُس سے چھن جاتا ہی دوسرے یہ کہ تمام و کمال کا اُس سے سوال ہوتا ہی یعنے حساب دینا پڑتا ہی۔

دوسرا بیان مال کی تعریف اور اُسکی مدح و مذمت مین تطبیق کی وجہ

جاننا چاہیے کہ خدا تعالے نے قرآن مجید مین مال کو چند جا لفظ خیر سے تعبیر فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی ان ترک خیرا۔ آخر آیت تک اور حدیث شریف مین نعم المال الصالح للرجل الصالح بہر صورت قرآن شریف و حدیث سے تعریف مال کی ثابت ہی علاوہ اسکے جو کچھ صدقہ اور حج کے ثواب مین مذکور ہوا ہی وہ سب بھی مال ہی کی صفت ہی کیونکہ بدون مال نہ حج ہوسکے نہ خیرات اور یہ جو کلام اللہ مین ہی ویستخرجا کنزھما رحمۃ من ربک اور دوسری جا بندون پر احسان کے طور پر ارشاد ہی ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انھارا اور حدیث شریف مین ہی کاد الفقر ان یکون کفرا یہ بھی مال ہی کی ثنا ہی اور وجہ تطبیق کی درمیان مذمت و ثنا کے جب تک معلوم نہین ہوسکتی جبتک مال کی حکمت اور مقصود اور آفات اور ضررون کو نہ جانا جاوے یہ امر جاننے سے معلوم ہوتا ہی کہ مال ایک وجہ سے بہتر ہی اور ایک وجہ سے بدتر بہتری کی جہت سے قابل

ف اگر چھوڑے خیر یعنے مال ۱۲ ح ۴ کیا اچھی نیک کمائی نیکمرد کے واسطے ۱۲ احمد و طبرانی بروایت عمرو بن عاص بالفاظ دیگر ۱۲ ۳ اور نکالین اپنا مال گڑا مہربانی سے تیرے رب کی ۱۲ ۴ اور بڑھتے دے تمکو مال اور بیٹون سے اور بنادے تمکو باغ اور بنادے تمکو نہرین ۱۲ ح ۵ قریب ہی کہ فقر کفر ہوجاوے بابِ ذم الغضب مین گذری ۱۲

ثنا ہو اور بُرائی کے باعث قابل مذمت کیونکہ مال نہ تو بالکل خیر ہو نہ بالکل شر بلکہ دونون کا سبب ہوا کرتا ہو اور جو چیز سبب خیر و شر دونون کا ہو کبھی ثنا ہو گی اور کبھی مذمت اور ہوشیار و عاقل شخص اس سے جان سکتا ہو کہ مال قابل مدح اور ہے اور قابل مذمت اور جو کچھ ہمنے جلد چہارم کے باب الشکر مین خیرات کا بیان اور نعمت کے درجات کی تفصیل لکھی ہو وہان مفصل دیکھ لینا چاہیے یہان اسقدر کافی کہ دانائون اور اہل بصیرت کا مقصود سعادت اُخروی ہو اور واقع مین بھی وہی دولت جاوید اور نعمت پائدار ہو دانا اور بزرگ لوگ اُسی کے راغب ہوتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہو کہ لوگون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا کہ آدمیون مین سب سے زیادہ بزرگ اور دانا کون ہو آپ نے ارشاد فرمایا اکثرہم للموت ذکراً واشدہم لہ استعداداً[ح ۱] اور سعادت آخروی دنیا مین بدون تین وسیلون کے نہین حاصل ہو سکتی ہو ایک فضائل نفسی مثل علم اور حسن خلق کے دوسرے فضائل جسمی مثل صحت و تندرستی کے تیسرے وہ فضائل کہ بدن سے خارج ہون جیسے مال و اسباب وغیرہ اور ان تینون مین نفس کی فضیلت سب مین اعلیٰ ہو اُسکے بعد جسمی فضائل ہین اُسکے بعد یعنی سب سے ادنیٰ فضائل خارجی ہین غرضکہ مال بھی خارجی چیزون مین سے ہو اور ان مین سے ادنیٰ چیز اشرفی روپیہ ہو کیونکہ یہ خادم ہین اُنکا خادم کوئی نہین اور دوسری چیزون کے لیے اُنکی خواہش ہوتی ہو خود اُنکی ذات مراد و مقصود نہین اسلیے کہ نفس ایک جوہر نفیس ہو جسکی سعادت مطلوب ہو وہ علم اور معرفت اور مکارم اخلاق کی خدمت کرتا ہو تاکہ یہ چیزین نفس کے صفات ذاتیہ مین داخل ہون پھر نفس کی خدمت بدن بذریعہ حواس اور اعضا کے کرتا ہو اور غذا و خوراک وغیرہ بدن کی خدمت کرتی ہین اور چونکہ یہ بات پہلے گذر چکی ہو کہ غذا سے غرض بدن کا قائم رکھنا ہو اور نکاح سے غرض نسل کا باقی رکھنا اور تندرستی سے مقصود نفس کی تکمیل اور تزکیہ اور علم و اخلاق سے مزین کرنا ہو تو جس کسی کو یہ ترکیب معلوم ہو گی وہ قدر مال کی اور وجہ اُسکی بہتری کی جان لیگا کہ مال اسوجہ سے ضروری ہو کہ اُس سے غذا و لباس جو بدن کی بقا کے لیے ضروری ہین حاصل ہوتے ہین اور بدن کی بقا کمال نفس کے لیے ضرور ہو اور کمال نفس مین خیر و سعادت ہو پس جو شخص کسی چیز کا فائدہ اور غایت اور مقصود جانکر اُسی چیز کا استعمال کرے کہ وہی غایت مدنظر رہے اُسکو بھولے نہین تو یہ استعمال اُسکے حق مین بہتر اور مفید ہو اور ازانجا کہ مال بھی بموجب مذکورہ بالا ذریعہ کمال نفس ہو سکتا ہو اسلیے کہ اُسکا کام مین لانا صرف اسی غرض کے لیے اچھا ہو اور نیز مال ذریعہ فاسد مقصدون کا بھی ہو یعنے اس سے ایسی باتین بھی ہو سکتی ہین جو سعادت اُخروی سے باز رکھین اور علم و عمل کی راہ بند کر دین ایسی صورت مین مال کا استعمال بُرا ہو خلاصہ یہ کہ مال وسیلہ اور ذریعہ دوسرے مقاصد کا ہوتا ہو جیسا مقصد ہو گا ویسا ہی مال کا بھی حال ہو اگر مقصد اچھا ہو تو مال بھی اچھا ہو گا اور اگر بُرا ہو تو بُرا اس سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکورہ بالا کے موافق جو شخص دنیا کو قدر کفایت سے زیادہ لیگا تو نادانستہ گویا اپنی موت لیگا اور چونکہ طبیعتین اتباع شہوات کی مائل ہین اور شہوات راہ خدا کی روکنے والی اور مال سے وے بآسانی حاصل ہو سکتی ہین تو قدر کفایت سے زیادہ مال لینے مین بڑے خوف کی جگہ ہو اسی لحاظ سے انبیا علیہم السلام نے اُسکے شر سے پناہ مانگی ہو یہانتک کہ حدیث شریف مین ہو اللہم اجعل قوت آل محمد کفافاً[ح ۲] دیکھو دنیا سے اُسکی مقدار طلب فرمایا جو تری خیر ہو اور فرمایا اللہم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین[ح ۳] اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یون پناہ مانگی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام[ح ۴] سے غرض سونا چاندی ہو اسوجہ سے کہ رتبہ نبوت اس بات سے پاک ہو کہ پتھرون کو خدائی کا اعتقاد کرے اور آیت مین جو لفظ نعبد مذکور ہو عبادت سے غرض نقدین کی محبت اور رغبت اور اُنکے باعث دھوکا کھا جانا ہو جیسے کہ حدیث شریف مین ہو تعس عبد الدینار تعس عبد الدرہم تعس ولا انتعش واذا شیک فلا انتقش[ح ۵] اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ دینار و درم کا محبت رکھنے والا اُنکی عبادت کرنے والا ہو اور عابد کسی پتھر کا عابد بت کا ہو بلکہ جو غیر اللہ کی پرستش کرے وہ بت پرست ہو اور مشرک مگر اتنی بات ہو کہ شرک کی دو قسمین ہین خفی اور جلی شرک خفی موجب ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا نہین اور اس سے ایماندار بھی کم خالی ہوتے ہین کیونکہ وہ چیونٹی کے چال سے بھی زیادہ مخفی ہو اور شرک جلی سے ہمیشہ دوزخ مین رہنا ہو گا خدا تعالیٰ ہمکو

ح ۱ جو اُن مین سے موت کو بہت یاد کرتا ہو اور اُسکی نسبت اُسکی تیاری زیادہ کرتا ہو ۱۲ ابن ماجہ بروایت ابن عمر باندک اختلاف و ابن ابی الدنیا مکملاً ۱۲ ح ۲ الٰہی تو روزی محمد کی اولاد کی بقدر بسر اوقات کر ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲ ح ۳ الٰہی تو مجکو مسکین زندہ رکھ اور مسکین مار اور مسکینون کی جماعت مین محشور کیجیو ۱۲ ترمذی بروایت انس و حاکم بروایت ابوسعید ۱۲ ح ۴ دور رکھیو مجکو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم بتون کو پوجین ۱۲ ح ۵ ہلاک ہو بندہ دینار اور ہلاک ہو بندہ درم گرے اور نہ اُٹھے اور جب اُسکے کانٹا لگے تو نہ نکال سکے ۱۲

دونون قسمون سے بچاوے۔

تیسرا بیان آفات مال اور اُسکے فوائد کی تفصیل مین۔ واضح ہو کہ مال مین سانپ کی طرح زہر بھی ہی اور زہر مہرہ بھی زہرا سکے آفات ہین اور زہر مہرہ فوائد جس شخص کو فوائد و آفات دونون معلوم ہون اس سے ہوسکتا ہی کہ مال کی شر سے بچے اور خیر کا طالب ہو پھر مال کے فوائد کی دو قسمین ہین دنیاوی اور دینی قسم اول یعنے فوائد دنیاوی کا ذکر کرنا فضول ہی اسلیے کہ تمام اقسام خلق مین مال کے فوائد مشہور و معروف ہین اگر وہ اُسمین فائدہ نہ جانتے تو اُسکی طلب مین کیون جان کھوتے لیکن فوائد دینی تین قسمون مین منحصر ہین۔

قسم اول یہ کہ مال کو اپنے نفس پر خرچ کرے یا تو عبادت مین یا عبادت پر استعانت مین عبادت مین تو اسطرح کہ مثلاً حج یا جہاد مین خرچ کرے کیونکہ یہ دونون بدون مال کے نہین ہوسکتے حالانکہ اصول عبادت سے ہین محتاج و مفلس اُنکے ثواب کو نہین پاسکتا اور عبادت پر استعانت مین اسطرح کہ غذا و لباس و مسکن مین صرف کرے کہ اس سے تقویت عبادت کی ہو کیونکہ یہ ایسے حاجات ہین کہ اگر میسر نہون تو دل اُنکی تدبیر مین لگا رہتا ہی دین کے لیے فرصت نہین ہوتی تو بقدر کفایت مال کا حاصل کرنا جس سے استعانت و تقویت عبادت پر ہو فوائد دینی مین داخل ہی ہان تنعم اور زائد از حاجت صرف کرنا البتہ حظوظ دنیاوی سے ہی دوسری قسم جو لوگون پر صرف کرے اور اسکی بھی چار قسمین ہین صدقہ مروت کے طور پر حفظ آبرو کے لیے نوکر یا خدمتی کی اجرت صدقہ کا ثواب تو ظاہر ہی اس سے خداتعالیٰ کا غصہ فرو ہو جاتا ہی جیسا کہ اُسکے فضائل پہلے گذر چکے اور مروت کے طور پر خرچ کرنے سے ہماری مراد یہ ہی کہ غنی اور شریف لوگون کی دعوت اور ہدیہ اور اعانت وغیرہ مین صرف کرنا اُسکو گو صدقہ نہ کہینگے کیونکہ صدقہ وہی ہوتا ہی جو محتاج کو دیا جاوے مگر پھر بھی اسطرح کا خرچ فوائد دینی سے ہی اسلیے کہ آدمی ایسے خرچ سے دوست اور بھائی بنا لیتا ہی اور ایسے اخراجات سے سخاوت کی صفت حاصل ہوتی ہی اور سخیون کی جماعت مین شامل ہوتا ہی کیونکہ صفت سخاوت جبتک حاصل نہین ہوتی جبتک احسان اور مروت سے لوگون کے ساتھ پیش نہ آوے اور اسطرح کے خرچ مین بھی بڑا ثواب ہی چنانچہ بہت سے ہدیہ اور ضیافت اور کھانا کھلانے کے ثواب مین وارد ہین یہ شرط نہین کہ جنکو دیا جاوے اُنپر فقر و فاقہ بھی ہو اور حفظ آبرو کے لیے جو خرچ ہوتا ہی اُس سے یہ غرض ہی کہ جس سے شاعر اور بیوقوف ہجو نہ کرین اور اپنی زبانین روکین یہ خرچ بھی گو اسکا فائدہ دنیا مین بھی ہی مگر دینی فوائد مین سے ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما وقی بالمرء عرضہ کتب لہ بہ صدقۃ کیونکہ اسی خرچ کی جہت سے غیبت والا باز رہتا ہی اور عداوت و حسد سے جو باتین مُنہ سے نکلجاتی ہین وہ بھی ایسے خرچون سے موقوف رہتی ہین اور غیبت وغیرہ کے جواب مین جو کچھ بطریق انتقام اپنی زبان سے نکلتا اس سے بھی محفوظ رہنا اور خدمتی کی اجرت کا حال یہ ہی کہ آدمی اپنے سامان کی تیاری مین جن اعمال کا محتاج ہوتا ہی وہ بہت ہین اگر اُن سب کو خود ہی کیا کرے تو تضیع اوقات ہی اور چلنا راہ آخرت کا اور فکر اور ذکر بھی دشوار ہوگا جو اعلیٰ مقامات سالکین مین سے ہی اور جسکے پاس مال نہین وہ سب کام اپنے خود کریگا مثلاً کھانا خریدنا اور پکانا اور گھر صاف کرنا اور جس کتاب کی ضرورت ہو اُسکو لکھنا وغیرہ سب آپ ہی کرنے پڑینگے لیکن جو کام دوسرے کے کرنے سے اپنی غرض نکلجاوے ایسے کام مین خود مصروف ہونا خسارہ مین پڑنا ہی مثلاً مالدار آدمی اگر ایسے جزئیات کامون کی طرف خود دوڑی ہو تو اس سے عمل اور علم اور ذکر اور فکر کچھ نہو سکیگا اور یہ ہو نہین سکتا کہ علم پڑھا کرے کوئی اور شخص اور فائدہ ہو دوسرے کو مگر یہ ہوسکتا ہی کہ اگر کوئی روٹی پکا دے تو دوسرا اُسکو کھالے غرضکہ جو کام کہ غیر سے نکل سکتا ہو اُسمین اپنے آپ مصروف ہوکر علم وغیرہ سے تضیع اوقات اور نقصان مین پڑنا ہی **تیسری قسم** وہ خرچ کہ کسی انسان معین پر نہو بلکہ اُس سے فائدہ عام ہو جیسے مسجد اور پل اور سرا اور شفاخانہ اور مدرسہ اور کنوان بنانا یا خیرات کے لیے زمین و جائداد وقف مساکین کردینا یہ ایسے خرچ ہین جنسے ہمیشہ کو مرنے کے بعد خیرات ہوتی ہی اور صلحا خرچ کرنے والے کے حق مین مدتون دعا کیا کرتے ہین اس سے بڑھکر اور خیر کیا ہوگی پس مال مین دین کے یہ فائدے ہین علاوہ انکے دنیاوی حظوظ بھی اس سے حاصل ہوتے ہین کہ سوال اور فقر کی ذلت سے نجات پانا اور خلقت مین عزت و افتخار حاصل ہونا اور یار و مددگار بہت سے ہونے اور لوگون کے

دونون مین وقار اور بزرگی ہونی سب فوائد دنیاوی ہین اور آفات مال بھی دو قسم ہین دینی اور دنیاوی آفات دینی تین ہین اول یہ کہ مال کے ہونے سے نوبت معصیت کی پہونچتی ہی کیونکہ شہوات کا تقاضا آدمی پر ہمیشہ رہتا ہی مگر بے مایگی سے کچھ کر نہین سکتا اور مفلسی تک ہی بچ سکتا ہی کیونکہ جبتک کسی گناہ کا سامان نہین ہوتا تب تک اسکا شوق نہین اُبھرتا اور جب اپنے آپ مین اُسکی قدرت پاتا ہی تو شوق اُبھرتا ہی اور چونکہ مال سے ہر طرح کی قدرت آجاتی ہی اسواسطے تقاضا معصیت کا سلسلہ جنبانی کرتا ہی اسوقت اگر اپنی خواہش کے بموجب ارتکاب کرنے لگیگا تو ہلاک ہوگا اور اگر صبر کریگا تو رنج اُٹھائیگا اسلیے کہ باوجود قدرت صبر کرنا بہت سخت ہی اور تونگری کے وقت کا فتنہ اور امتحان مفلسی کے فتنہ اور امتحان سے بڑا ہوتا ہی دوم یہ کہ مباحات سے تنعم پہونچتی ہی یعنے یہ تو مال والے سے ہو نہین سکتا کہ جَو کی روٹی کھاوے اور موٹا کپڑا پہنے اور لذیذ کھانون سے بالکل پہلو تہی کرے جیسے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے اپنی سلطنت مین کیا تھا بالضرور یہی ہوگا کہ خوش خوراک اور خوش پوشاک رہیگا اور اسی کا عادی ہوجائیگا اور یہی امر اسکے نزدیک محبوب اور مالوف رہیگا کہ بدون اسکے صبر کرسکیگا اسیطرح رفتہ رفتہ ایک تکلف سے دوسرا سوجھیگا اور جب تنعم سے الفت و اُنس زیادہ ہوگا تو کبھی ایسا بھی ہوگا کہ حلال کمائی سے اُسکا مطلب حاصل نہ ہوسکے اسلیے مشکوک مال مین راغب ہوتا ہی اور مذمت اور جھوٹ اور نفاق اور دوسرے ردی اخلاق مین خوض کرتا ہی تاکہ کسی طرح دنیا بن جاوے اور منا برآوے علاوہ اسکے جسکے پاس مال بہت ہوتا ہی اسکو لوگون کی طرف بہت سی حاجت ہوتی ہی اور جسکو لوگون کی طرف حاجت پڑتی ہی اُنسے ملاوٹ کی باتین ضرور کرتا ہی اور اُنکی رضامندی مین خدا کی نافرمانی کرتا ہی اور اگر پہلی آفت سے آدمی بچ بھی جاوے تو اُس آفت سے بچنا مشکل ہی اور خلق کی طرف ضرورت پڑنے سے دوستی اور دشمنی پیدا ہوتی ہی دشمنی پر حسد اور حقد اور ریا و کبر اور کذب اور چغلی اور غیبت اور دوسرے گناہ مبنی ہین جو کہ دل اور زبان سے مخصوص ہین اور اعضا مین بھی اُنکا اثر ہو ہی جاتا ہی اور یہ سب باتین مال ہی کی نحوست سے ہوتی ہین جسکی حفاظت و اصلاح کے لیے خلق کی طرف حاجت پڑتی ہی تیسری آفت جس سے کوئی خالی نہین وہ یہ ہی کہ آدمی مال کی اصلاح و درستی مین خدا کی یاد سے غافل ہوجاتا ہی اور جو چیز کہ خدا کی یاد کی حارج ہو وہ نقصان کی شی ہی اسی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال مین تین آفتین ہین ایک تو یہ کہ وجہ حلال سے ۔لے لوگون نے عرض کیا کہ اگر حلال کمائی ہو آپنے فرمایا کہ دوسری آفت مین مبتلا ہوگا کہ اُسکو حق طور پر خرچ نہین کریگا لوگون نے عرض کہ اگر حق طور خرچ بھی کرے آپ نے فرمایا کہ تیسری آفت پیش آویگی کہ اُسکے سنبھالنے مین خدا سے غافل ہوگا اور یہ مرض لاعلاج ہی اسلیے کہ سب عبادتون کی اصل اور منشا خدا کا ذکر اور اُسکے جلال کی فکر اور ان دونون باتون یعنے ذکر اور فکر کے لیے دل فارغ چاہیے مگر مال والے کے ذمہ بیسیون آفت دنیاوی لگی رہتی ہین صبح شام کہین کسانون اور شرکا کا جھگڑا کہین حساب کا بکھیڑا کہین پانی اور حدود کی تکرار سرکاری لوگون سے خراج وضبطی کا بکھیڑا کہین معمار و مزدورون سے اُلجھنا کہ کام تھوڑا کیا کہین کسانون پر چوری اور خیانت دھرنا کہین اپنے شریک سوداگری سے اندیشہ اس بات کا لانا کہ یہ نفع زیادہ لیتا ہی اور کام کم کرتا ہی یا مال تلف کرتا ہی علی ہذا القیاس جسکے پاس مواشی ہون وہ بھی ایسے ہی کچھ ترددات مین رہتا ہی اور سب اموال کا یہی حال ہی مگر جیسا کہ شغل ظاہری زمین کے گڑے ہوے نقد سے دور رہتا ہی اور اور کسی مال مین نہین رہتا گو دل کا تردد اسمین بھی ہمیشہ کیونکہ اُسکو کہان گاڑون اور کیسے بچاؤن اور لوگون کو اُسپر اطلاع نہو نہ کوئی اُسکی طمع کرے اسیطرح کے ترددات کی کچھ انتہا نہین لیکن جسکے پاس ایک روز کا کھانا موجود ہی وہ ان سب ترددات سے بری ہی علاوہ ان آفات دنیاوی کے اور بہت سی باتین ہین جو دنیا مین مال والون کو ہوتی ہین حاسدون کے دور کرنے مین مشقت اُٹھانی مال کی حفاظت اور پیدا کرنے مین سخت پُرخطر مقامات مین جانا رنج و غم اور خوف و الم برداشت کرنی وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ مال تریاق اُس صورت مین ہی کہ بسر اوقات کے لیے لیکر باقی کو خیرات کر دیا جاوے اور اگر ایسا نہو گا تو وہ مال زہر اور آفات مین متصور ہوگا۔

چوتھا بیان حرص وطمع کی مذمت اور قناعت اور لوگون سے توقع نہ رکھنے کی تنا۔

جاننا چاہیے کہ فقیری عمدہ چیز ہی جیسا کہ باب الفقر مین مذکور ہی مگر فقیر کو چاہیے کہ قانع ہو لوگون کے مال کا تاکو نہو اُنسے کسی بات کی طمع نہ کرے اور کسی طرح کے مال کے پیدا کرنے کا حریص نہو اور یہ بات جبھی حاصل ہوگی جب غذا و لباس مسکن سے بقدر ضرورت قانع ہو۔ اگر جمعیت دل ہی تجھے منظور قانع ہو + کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہین + بلکہ یہ بھی چاہیے کہ ان چیزون کی مقدار قلیل پر جو سب سے ادنی قسم کی ہو اکتفا کرے اور اپنے عمل کو ایک روز خواہ ایک مہینے سے نہ بڑھاوے اور دلکو ایک مہینے سے بعد کا ہرگز شغل نہ لگاوے پس اگر کثرت مال وطول امل کا شائق ہوگا تو قناعت کی عزت سے محروم رہیگا اور طمع کی ناپاکی مین آلودہ ہوگا اور طمع وحرص سے اور برے اخلاق اور خلاف مروت افعال کا مرتکب ہوگا اور آدمی کی پیدایش اور سرشت مین حرص وطمع داخل ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہی[۱] لو کان لابن آدم وادیان من ذہب لابتغی ورارہما ثالثا ولایملا جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب اور اسی مضمون کو جو واقد لیثی رضنے اسطرح بیان فرمایا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب وحی آتی تو ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ ہمکو وحی کے احکام ارشاد فرمادیتے ایک روز جو مین خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا[۲] کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ہمنے مال اسلیے بھیجا ہی کہ لوگ نماز قائم رکھین اور زکوۃ دین اور اگر آدمی کے پاس سونے کا ایک جنگل ہو تو یہ چاہیگا کہ دوسرا اور ہو جب دوسرا ہوجاوے تو یون چاہیگا کہ تیسرا اور ہو اور آدمی کا پیٹ سواے خاک کے اور کسی چیز سے نہین سیر ہوتا اور جو شخص توبہ کرے اللہ تعالے اسکی توبہ قبول فرماتا ہی اور حضرت ابوموسی اشعری رضہ فرماتے ہین[۳] کہ ایک سورت مثل سورہ براءۃ کے اُتری تھی وہ پھر اُٹھ گئی مگر اسمین سے یہ آیت لوگون کو یاد ہی[۴] ان اللہ یوید ہذا الدین باقوام لاخلاق لہم ولو ان لابن آدم وادیین من مال لتمنی وادیا ثالثا ولایملا جوف ابن آدم الی التراب ویتوب اللہ علی من تاب اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۵] منہومان لایشبعان منہوم العلم ومنہوم المال اور فرمایا یہرم[۶] ابن ادم ویشب معہ اثنان الامل وحب المال یا اسکے الفاظ کچھ اور اسی معنی مین ہین اور چونکہ محبت مال آدمی کی سرشت مین داخل اور موجب گمراہی و ہلاک ہی اسی لیے اللہ تعالے نے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے قناعت کی ثنا بیان فرمائی چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا[۷] کہ طوبی لمن ہدے الی الاسلام وکان عیشہ کفافا وقنع بہ اور فرمایا[۸] ما من احد فقیر ولا غنی الا ود یوم القیمہ انہ کان اوتی قوتا فی الدنیا اور فرمایا[۹] لیس الغنے عن کثرۃ العرض انما الغنی غنی النفس اور شدۃ حرص سے اور طلب مین مبالغہ کرنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا[۱۰] الا ایہا الناس اجملوا فی الطلب فانہ لیس لعبد الا ما کتب لہ ولن یذہب عبد من الدنیا حتی یاتیہ ما کتب لہ من الدنیا وہی راغمہ اور روایت ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالے سے سوال کیا کہ الٰہی تیرے بندون مین سے زیادہ غنی کون ہی ارشاد ہوا کہ جو میرے دینے پر زیادہ تر قانع ہو پھر پوچھا کہ عادل زیادہ کون ہی فرمایا کہ جو اپنے نفس سے انصاف کرے یعنے برائی پر اس سے بھی انتقام لے اور حضرت ابن مسعود سے یہ حدیث مروی ہی[۱۱] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل نے میرے دل مین یہ پھونک دیا ہی کہ کوئی نفس نہین مرنے کا جبتک اپنا رزق پورا نہ کرلے پس اللہ تعالے سے ڈرو اور طلب مین میانہ روی کرو اور حضرت ابوہریرہ رضنے فرمایا[۱۲] کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ای ابوہریرہ رضہ جب تجکو سخت بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر اور دنیا پر لات مار اور یہ بھی اُنھین سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ ورع اختیار کر سب مین زیادہ عابد

ہوجائیگا اور قناعت کر سب مین زیادہ شاکر ہو گا لوگون کے لیے وہی بات چاہ جو اپنے لیے چاہتا ہی اس سے ایماندار ہو جائیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طمع سے منع فرمایا چنانچہ ابو ایوب انصاری رضہ سے مروی ہی کہ ایک اعرابی آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجکو کچھ نصیحت مختصر ارشاد فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز ایسی پڑھ جیسے کوئی رخصت ہونے والا پڑھتا ہی (یعنے پھر شاید اتفاق پڑھنے کا نہو گا یہی نماز آخری ہی) اور ایسی بات کر جسکا کل کو عذر نہ کرنا پڑے اور جو کچھ لوگون کے پاس موجود ہی اُس سے ناامید ہو یعنے کسی کے مال کی طمع مت رکھ اور حضرت عوف بن مالک اشجعی رضہ فرماتے ہین کہ ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھے آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ سے بیعت نہین کرتے ہمنے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا ہم بیعت نہین کر چکے پھر آپنے فرمایا کہ تم خدا کے رسول سے بیعت نہین کرتے ہمنے ہاتھ بیعت کے واسطے پھیلایا اسمین ہم مین سے کوئی کہہ اُٹھا کہ ہم تو پہلے بیعت کر چکے ہین اب یہ بیعت کون سی بات کے واسطے ہی آپنے فرمایا کہ اس بات پر ہی کہ خدا کی عبادت کرو اور اُسکا کوئی شریک نہ کرو اور پانچون وقت کی نماز پڑھو اور برضا و رغبت اطاعت کرو اسکے بعد ایک کلمہ آہستہ سے فرمایا اور آدمیون سے کچھ مت مانگو راوی کہتے ہین کہ ان لوگون مین سے بعض شخصون نے اس بیعت کو ایسا نباہا کہ اگر اُنکا کوڑا اگر پڑتا تو لوگون سے نہ کہتے کہ اسے اُٹھا دو یعنے اسقدر سوال سے بھی احتراز کرتے اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ طمع فقیری ہی اور لوگون سے ناامید ہونا تونگری ہی جو اُنسے توقع منقطع کریگا وہ بے پروا رہیگا اور بعض حکماء سے کسی نے پوچھا کہ غنا کیا چیز ہی کہا کم کرنا تمنا کا اور مقدار کفایت پر راضی و قانع ہونے کا نام غنا ہی جیسا کہ سعدی فرماتے ہین ؎ اے قناعت تونگرم گردان + کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست + اور محمد بن واسع خشک روٹی پانی مین تر کرکے کہاتے اور فرماتے کہ جو اسپر قناعت کرے اُسکو کسی کی پروا نہین اور حضرت سفیان رح فرماتے ہین کہ تمھارے لیے دنیا جبھی تک اچھی ہی جب تک اُسمین مبتلا رہو اور تمھارے مبتلا ہونے کی چیز بہتر اُسی قدر ہی جو تمھارے ہاتھون سے نکلجاوے یعنی مال دنیاوی مین سے بہتر وہ ہی جو خیرات مین صرف ہو اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ ہر روز ایک فرشتہ پکارتا ہی کہ اے آدم زاد تجھکو تھوڑا بقدر کفایت ملنا اس سے بہتر ہی کہ بہت ملے اور سرکشی مین ڈالے اور شمیط بن عجلان رح فرماتے ہین کہ اے ابن آدم تیرا شکم بالشت بھر ہی پھر تجکو دوزخ مین کیون ڈالتا ہی اور ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ تمھارا مال کیا ہی اُسنے کہا کہ ظاہر مین تکلف رہنا اور باطن بیمیانہ روی اور لوگون کے مال سے توقع منقطع کرنی اور روایت ہی کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہی کہ اے ابن آدم اگر ساری دنیا تیری ہی ہو جاوے تب بھی تجکو غذا کے سوا اور کچھ نہ ملیگا پس اگر مین تجکو صرف غذا ہی دون اور دنیا کا حساب اورون کی گردن پر رکھون تو یہ میرا تجھپر کمال احسان ہی اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ جب تم مین سے کوئی کسی سے کچھ حاجت چاہے تو چاہیے کہ بسہولت اُسکو مانگ لے یہ نہ کرے کہ دوسرے کے پاس جا کر کہنا شروع کرنے کہ تم ایسے ہو تم ایسے ہو اسلیے کہ روزی تو جتنی مقدر ہی وہی ملیگی ناحق اتنی مشقت سے کیا حاصل اور بعض خلفائے بنی امیہ نے حضرت ابو حازم رح کو ایک خط لکھا اور اُسمین قسم دلائی کہ جو کچھ آپ حاجت رکھتے ہون میرے پاس لکھ بھیجیے اُنھون نے جواب مین لکھا کہ قسم فرمایا کہ مین نے اپنی سب حاجتین اپنے مولا کے سامنے پیش کین اُسنے جو منظور کی اُسکو مین نے قبول کیا اور جو نامنظور کی اُسپر قناعت کی اور بعض حکماء سے کسی نے پوچھا کہ عاقل کے لیے زیادہ تر خوشی کی بات کیا ہی اور ایسی کون سی چیز ہی جس سے اُسکا غم غلط ہو اُسنے جواب دیا کہ اُسکے حق مین زیادہ خوشی کی بات عمل صالح کا توشہ بنانا ہی اور غم کے غلط ہونے کی چیز راضی ہونا خدا کے احکام پر اور بعض حکما کا قول ہی کہ مین نے سب سے زیادہ غمگین حاسد کو پایا اور سب سے زیادہ خوش عیش قانع کو اور زیادہ تر صابر ایذا پر حریص طامع کو اور زیادہ تر سہل گذران تارک دنیا کو اور بزرگ تر ندامت مین عالم ناپرہیزگار کو سچ ہی ؎ علم چندانکہ بیشتر خوانی + چون عمل در تو نیست نادانی + واقع مین غنا و تونگری قناعت ہی کا نام ہی جیسا کہ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ قناعت تونگر کند مرد را + خبر کن حریص جہان گرد را + اور حضرت عمر رضہ نے ایکبار لوگون سے فرمایا کہ جسقدر خدا کے مال مین سے مین اپنے لیے حلال سمجھتا ہون تمکو بتائے دیتا ہون اول تو دو جوڑے

کپڑے گرما و سرما کے لیے دوم سواری حج عمرہ کے لیے سوم غذا جس طرح اور قریشی لوگون کی ہو نہ تو سب سے عمدہ کہا تا ہون نہ سب سے ادنی
متوسط درجہ کی غذا ہو الا بجز اسکے یہ معلوم نہین کہ میرے لیے اسقدر حلال ہو یا نہین یعنی حضرت عمر رضہ کو اس بات کا شبہہ تھا کہ کہین قدر کفایت
سے یہ مقدار معیشت زیادہ نہو اور ایک اعرابی نے اپنے بھائی پر حرص کے باب مین عتاب کیا اور یہ کہا کہ بھائی تجھکو کوئی چیز ڈھونڈھتی ہو اور
تو کسی چیز کو ڈھونڈھتا ہو جو تجھکو ڈھونڈھتی ہو اس سے تو نہین بچیگا یعنے موت آدمی کی طالب ہو جس سے کسی طرح مفر نہین اور جسکو تو ڈھونڈھتا
ہو یعنے رزق وہ تجھکو بے فکر و تردد پہونچیگا اور ایسا جان کہ موت جو نظرون سے غائب ہو وہ گویا کہ موجود ہو اور جس حال مین تو اب ہو اس سے
بتدیل کیا جاویگا معلوم ایسا ہوتا ہو کہ تم یہ جانتے ہو کہ حریص کبھی محروم نہین ہوتا اور زاہد کو رزق نہین ملتا یہ محض وہم و خیال ہو بلکہ
اصل یہ ہو ؎ آنچہ نوشتہ قلم ہے نہ شود بیش و کم + بس حرکت ہم سکون ہست مساوی بہم + اور شعبی سے روایت ہو کہ ایک صیاد نے ایک
ہزار دستان پکڑی اُسنے پوچھا کہ تیرا مطلب مجھ سے کیا ہو اُسنے کہا کہ تجھے ذبح کر کے کہاؤنگا اُسنے کہا کہ مجھ مشت پر سے تیرا شکم سیر ہونا معلوم الا
مین تین باتین ایسی بتاتی ہون جو تجھکو میرے کہانے سے بہتر ہون مگر ایک تو ابھی بتاؤنگی اور دوسری اس پیڑ پر جا کر کہونگی اور تیسری اُس پہاڑ
پر بیٹھکر بتاؤنگی اُسنے کہا کہ اول بات تو کہ اُسنے کہا کہ گذری بات پر افسوس مت کرنا پھر صیاد نے اُسکو چھوڑ دیا وہ اڑکر پیڑ پر بیٹھی صیاد نے دوسری
بات پوچھی اُسنے کہا کہ جو بات نہو سکتی ہو اُسکو یقین مت کرنا پھر اڑکر پہاڑ پر جا بیٹھی اور صیاد سے کہا کہ تو بڑا بدنصیب ہو اگر مجھے ذبح کرتا تو میرے
پوٹے مین سے دو موتی ڈیڑھ ڈیڑھ چھٹانک کے نکلتے وہ ہاتھ مَل مَل ہونٹھ چابنے لگا اور کہا کہ تیسری بات بتا اُسنے کہا کہ تو پہلی دونون باتونکو
بھول گیا تیسری کیسے بتاؤن دیکھ مین نے کہا تھا کہ گذری بات پر افسوس نہ کرنا مگر تو نے میرے چھوڑنے پر حسرت کی مین نے کہا تھا کہ غیر ممکن
بات کا یقین نہ کرنا لیکن تو نے یقین کر لیا یہ نہ جانا کہ میرا گوشت و پوست و پر وغیرہ ملا کر ڈیڑھ چھٹانک نہونگے پس میرے پوٹے مین دو موتی
اتنے اتنے وزن کے کیسے ہو سکتے ہین یہ کہکر اڑ گئی یہ مثال آدمی کی طمع کی زیادتی کی ہو کہ طمع کے مارے حق بات نہین سوجھتی یہانتک
کہ غیر ممکن بات کو بھی مان لیتا ہو سچ ہو ؎ بدوز دطمع دیدہ ہوشمند + در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند + اور ابن سماک کا قول ہو کہ توقع
ایک رسّی دل مین ہو جس سے آدمی کے پانؤن مین پھندا پڑا رہتا ہو اگر توقع دل سے نکال ڈالے تو پانؤن بھی پھندے سے نکلجاوے
اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضہ سے پوچھا کہ علماء کے دلون مین سے بعد حفظ اور تعقل کے علوم کو کون چیز
کہو دیتی ہو فرمایا کہ طمع اور حرص نفس اور حاجتون کا طلب کرنا ایک شخص نے حضرت فضیل رضہ سے تفسیر حضرت کعب احبار رضہ کے ارشاد کی پوچھی
انھون نے فرمایا کہ آدمی کسی چیز کی طمع مین اپنا دین کھو بیٹھتا ہو اور حرص نفس کا حال یہ ہو کہ سب چیزون کی طرف بہت دوڑتی ہو یہ چاہتا
ہو کہ ساری چیزین میرے پاس آجاوین اسی غرض سے کبھی کسی کے پاس حاجت لیجاتا ہو کبھی کسی کے پاس جب وہ شخص حاجت پوری کر دیتا
ہو تو گویا اب اسکی نکیل اُسکے ہاتھ مین ہو جہان چاہتا ہو لیے پھرتا ہو اور جو چاہتا ہو وہ کام لیتا ہو مصرع ؏ مرانان دہ کفش بر سر بزن +
کا قصہ ہوتا ہو یہ شخص جہان اُسکو دیکھتا ہو خوشامد دنیاوی کے مارے سلام کرتا ہو اور بیمار پڑتا ہو تو اُسکی عیادت کرتا ہو مگر خدا کے واسطے
نہ سلام ہو نہ عیادت پس اگر حاجت نہوتی تو اُسکے لیے اچھا ہوتا پھر حضرت فضیل رضہ نے فرمایا یہ قول حضرت کعب احبار رضہ کا سو حدیثون
مسلسل سے بہتر ہو اور بعض حکما کا قول ہو کہ انسان مین بڑے تعجب کی بات یہ ہو کہ اگر بالفرض اُسکو سنا دیا جاوے کہ تو ہمیشہ دنیا مین رہیگا
تو اسقدر عمر کی درازی مین جتنی حرص اُسکو ہوگی اُس سے زیادہ اب کرتا ہو حالانکہ اب تھوڑی ہی دنون کی زندگی ہو اور آخر کو فنا کی توقع
ہو اور عبدالواحد بن زید سے روایت ہو کہ میرا گذر ایک راہب پر ہوا مین نے پوچھا کہ آپ کو کہانا کہان سے ملتا ہو اُسنے جواب دیا
دیا کہ جس شخص نے چکی یعنے میرے دانت بنائے ہین وہی اپنی عنایت کے کھلیان سے ان مین ڈال دیتا ہو مجھکو پسا پسایا ملتا ہو

پانچوان بیان حرص و طمع کا علاج اور اُس دوا کا ذکر جس سے کہ قناعت کی صفت حاصل ہو

واضح ہو کہ یہ دوا تین مفردات سے مرکب ہی صبر اور علم اور عمل اور پانچ باتون مین یہ سب آجاتی ہین **اول** عمل یعنی میانہ روی معیشت مین اور کفایت کرنی خرچ مین پس جو شخص بزرگی قناعت پر پہونچنا چاہے اُسکو چاہیے کہ حتی الوسع خرچ کے دروازے اپنے نفس پر بند کرے اور ضروریات صرف پر اکتفا کرے اسلیے کہ جسکا خرچ اور دہش زیادہ ہوگی وہ قناعت نہین کرسکتا تو ضرور ہوا اگر مثلاً اکیلا ہو تو ایک موٹے کپڑے پر قناعت کرے اور کسی غذا پر اکتفا کرے اور جب تک ہوسکے سالن کو کم کرے اور اسی کا عادی ہو اور اگر عیال دار ہو تو گھر کے لوگون مین سے ہر ایک کو ایسا ہی کرلے کیونکہ اتنی سی مقدار معیشت ایک ادنی محنت سے مل سکتی ہی اور اسمین طلب بھی تھوڑی ہوگی اور زندگی میانہ روی سے گذرے گی جو قناعت کے باب مین اصل ہی اور اسی کا نام رفق فے الانفاق یعنی خرچ مین نرمی کرنی ہی جسکا مذکور اِس حدیث مین ہی ان اللہ یحب الرفق فے الامر کلہ اور فرمایا ما عال من اقتصد اور فرمایا ثلث منجیات خشیۃ اللہ فے السر والعلانیۃ والقصد فے الغنی والفقر والعدل فے الرضی والغضب اور روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضؓ کو زمین پر سے دانہ چنتے دیکھا کہ آپ اٹھاتے جاتے ہین اور یہ فرماتے ہین کہ آدمی کی سمجھ کی دلیل ہی اگر اپنی زندگی کو سہولت سے بسر کرے اور حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاقتصاد وحسن السمت والہدی الصالح جزء من بضع وعشرین جزءً من النبوۃ اور یہ بھی وارد ہی کہ التدبیر نصف المعیشۃ اور فرمایا من اقتصد اغناہ اللہ ومن بذر افقرہ اللہ ومن ذکر اللہ عزوجل احبہ اللہ اور فرمایا اذا اردت امرًا فعلیک بالتؤدۃ حتی یجعل اللہ لک فرجًا ومخرجًا اِس سے معلوم ہوا کہ خرچ مین کفایت کرنی بڑی ضرورت کی چیز ہی **دوسری** یہ کہ اگر سردست بقدر کفایت آدمی کے پاس موجود ہو تو آیندہ کے لیے زیادہ اضطراب کرنا نہین چاہیے اور یہ بات آدمی مین اور بھی جم جاوے اگر اپنے امل کو مختصر کرے اور تصور کرے کہ جو رزق مقدر مین ہی وہ ضرور پہونچیگا ؎ آنچہ نصیب است ہم میرسد + ور نستانی بستم میرسد + اسمین حرص کرنی نہ کرنی مساوی ہی کچھ حرص کرنے سے روزی نہین ملتی بلکہ خدا تعالے نے رزق پہونچانے کا یکا وعدہ فرمایا ہی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا اور حرص آدمی مین شیطان کی طرف سے آتی ہی وہ ملعون دل مین ڈالتا ہی کہ زیادہ خرچ سے محتاج ہو جاویگا اگر رکھ نہ چھوڑیگا تو بیماری اور عاجزی کے وقت در بدر بھیک مانگنی پڑیگی اور ذلیل و رسوا ہوگا اِسیطرح ہمیشہ طلب مال کی مشقت مین مبتلا کرتا ہی اِس خوف سے کہ کہین آیندہ کو مشقت نہو اور پھر خود اُسکے حرکات پر ہنستا ہی کہ وہمی مشقت کے خوف سے کیسا غلطان پیچان ہو رہا ہی اور خدا سے غافل ہی یہ کیسے معلوم ہوا کہ آگے کو مشقت ضرور ہوگی شاید کچھ بھی نہو اور روایت ہی کہ دو لڑکے حضرت خالد رضؓ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوے آپنے اُنکو ارشاد فرمایا کہ جب تک تمھارے سر ہلتے ہین یعنے زندگی بھر رزق سے ناامید مت ہو دیکھو انسان ماکے پیٹ سے ننگا مُنگا پیدا ہوتا ہی پھر اللہ تعالے اُسکو روزی دیتا ہی اور ایک بار آپ کا گذر حضرت ابن مسعود رضؓ پر ہوا وہ غمگین بیٹھے تھے آپنے فرمایا کہ رنج کرنا بے فائدہ ہی شدنی پیش آویگی اور جتنا رزق نصیب مین ہی وہ بیشک آویگا اور ایک حدیث مین ہی الا یا ایہا الناس اجملوا فے الطلب فانہ لیس لعبد الا ما کتب لہ ولن یذہب عبد من الدنیا حتے یاتیہ ما کتب لہ من الدنیا وہی راغمۃ اور انسان حرص سے علحدہ نہین ہوتا مگر اس صورت مین کہ خدا تعالی کی تدبیر پر خوب پکا ہو یعنے یقین واثق رزق کے مقدر ہونے کا رکھتا ہو اور یہ کہ اگر مین طلب مین اجمال کرونگا تو ضرور ہی ملیگا بلکہ یون تصور کرنا چاہیے کہ اکثر یہی ہی کہ خدا تعالی بندہ کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہی جہان سے اُسکو گمان بھی نہین ہوتا چنانچہ خود فرماتا ہی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجًا ویرزقہ من حیث لا یحتسب پس ایسی صورت مین اگر کسی وجہ سے اُسکو

روزی ملتی تھی اور وہ بند ہوگئی تو دل مین پیچتاب نہین کھانا چاہیے یون جاننا چاہیے کہ ؎ خدا اگر بحکمت بہ بندد درے + کشاید بفضل وکرم دیگرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابی اللہ ان یرزق عبدہ المومن الا من حیث لا یحتسب[1] اور حضرت سفیان رح فرماتے ہین کہ خدا سے ڈرنا چاہیے مین نے کسی شخص کو جو خدا سے ڈرتا ہو محتاج نہین دیکھا یعنے خداوند کریم تقوی اور خوف والے کی ضرورتین ویسی ہی نہین چھوڑ دیتا بلکہ مسلمانون کے دل مین ڈال دیتا ہے وے اُسکی روزی دے جاتے ہین اور مفضل ضبی فرماتے ہین کہ مین نے ایک اعرابی سے پوچھا کہ تمھاری وجہ معاش کیا ہے اُسنے کہا کہ حاجیون کے آنے سے بسر کرتا ہون مین نے پوچھا کہ جب حاجی چلے جاتے ہین تب کیا کرتے ہو وہ روپڑا اور کہنے لگا کہ اگر وجہ معاش معلوم ہی ہوا کرتی کہ فلان جگہ سے ہوتی ہے تو زندگی ہی نہوتی اور حضرت ابو حازم کا قول ہے کہ میرے نزدیک دنیا مین دو چیزین ہین ایک تو وہ جو میرے لیے ہے پس اُسکو تو مین قبل وقت لے نہین سکتا گو آسمانون اور زمین کا زور لگاؤن اور ایک وہ جو اورون کی ہے پس وہ نہ پہلے مجکو ملی اور نہ آیندہ کو توقع کہ مجھے ملے اسلیے کہ جو شخص میرے حصہ کی چیز اورون سے بچاتا ہے وہی اورون کی چیز مجھ سے بچاتا ہے پھر ان دونون چیزون مین مین اپنی جان کیون کھوؤن یہ علاج اس امر کے دور کرنے کے لیے ہے جو شیطان کی طرف سے افلاس کا خوف دل پر آتا ہے اسطرح جاننے اور خیال کرنے سے یہ دفع ہوجاتا ہے **تیسری** یہ کہ قناعت کے فائدہ سے آگاہ ہو کہ اسکے باعث استغنا اور بے پروائی کی عزت حاصل ہوتی ہے اور حرص وطمع کی جہت سے رسوائی وذلت جب یہ بات دلمین ٹھن جاویگی تو قناعت ہی کیطرف راغب ہوگا کیونکہ حرص مین مشقت اور طمع مین ذلت سے نہین بچتا اور قناعت مین صرف شہوات اور فضول سے صبر کرنے کی مشقت ہے اور یہ مشقت وتکلیف ایسی ہے کہ اسپر سوا خدا تعالے کے اور کسی کو اطلاع نہین ہوتی اور اسی پر ثواب آخرت ہوتا ہے اور حرص وطمع ایسی چیزون مین سے ہے جسکو لوگ دیکھ سکتے ہین اور گناہ کا وبال اُسکے علاوہ ہے پھر کثرت طمع وحرص مین نفس کی بزرگی اور حق بات کی متابعت کی قدرت مفقود ہے کیونکہ کثرت حرص وطمع مقتضی اس بات کی ہے کہ لوگون سے بہت کام نکلین پھر ایسی صورت مین اُنکو حق بات کا مائل کرنا کہان بن سکتا ہے بلکہ اُنکی برائیان دیکھکر مداہنت اور اغماض کرنا پڑیگا جس سے کہ دین کی خرابی ہے اور جو شخص کہ پیٹ کی خواہشون پر نفس کی بزرگی کو ترجیح نہ دے وہ بے وقوف اور ناقص الایمان ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عز المومن استغناءہ عن الناس[2] - اس سے معلوم ہوا کہ آزادی اور عزت قناعت ہی مین ہے ؎ قناعت بہرحال اولی بود + کہ درضمن آن چند معنی بود + اور اسی بنا پر کسی کا قول ہے کہ جس سے چاہو بے پروا ہوجاؤ تم اسکی نظیر اور اُسی کے مانند ہوجاؤگے اور جسکی طرف دل چاہے حاجت لے جاؤ اسی کے پابند ہوجاؤگے اور جسپر چاہو احسان کرو اُسکے امیر بنجاؤگے **چوتھی** یہ کہ یہود اور نصاری اور اراذل اور احمقون اور اجلاف اور بے دینون کے تنعم اور اُنکی معیشت مین تامل کرے پھر احوال انبیا اور اولیا اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین کے دیکھے اور اُنکے حالات سے اور خود مطالعہ کرے اب چاہے تو اجلاف کی مشابہت پیدا کرے خواہ اُن لوگون کی اقتدا کرے جو خدا کی مخلوق مین سب سے زیادہ عزت رکھتے ہین اگر اقتدا عمدہ لوگون کی کریگا تو تھوڑی سی چیز پر قناعت کریگا اور قلیل پر صبر آسان ہوگا اور اس بات مین کوئی اسکا شریک بجز انبیا اور اولیا کے نہوگا لیکن اگر امر اول اختیار کریگا تو کچھ حاصل نہوگا مثلاً اگر شکم سیری کے تنعم مین پڑے تو اس بات مین گدھا اس سے افضل ہوگا اور اگر جماع کی لذت پانے مین مصروف ہو تو سور اس صفت مین بڑھکر ہے اور اگر زینت تن اور سواری مین تنعم منظور ہے تو اکثر کفار ایسے ہین اُسکی بہ نسبت زیادہ ہونگے **پانچوین** یہ کہ مال کے جمع کرنے کا خطرہ سوچے کہ کیسے چوری اور تلف اور لوٹ کھسوٹ کا خوف لگا رہتا ہے اور جب ہاتھ خالی ہوتا ہے تو ان سب باتون سے امن وچین مین رہتے ہین اور نیز آفات مال جو ہمنے ذکر کی ہین اُنکو سوچے اور تصور کرے کہ اسکی بدولت جنت کے دروازہ سے پانسو برس تک دور رہونگا یعنے جب تھوڑی سی چیز بقدر کفایت پر قانع نہوگا تو اغنیا کے گروہ مین شامل ہوگا اور فقیرون کے دفتر سے خارج اور فقیر بہ نسبت مالدارون کے پانسو برس پہلے جنت مین داخل ہونگے چنانچہ

[1] خدا تعالی کو یہی منظور ہے کہ اپنے بندہ مومن کو ایسی ہی جگہ سے روزی پہونچادے جہان سے اُسکو خیال نہو ١٢ ابن حبان نے ضعفا مین بروایت علی مرتضیٰ نقل کی ہے اور سند اسکی ابن جوزی نے موضوعات مین نقل کی ہے

[2] لوگون سے بے پروا ہونا ایماندار کی عزت ہے ١٢ طبرانی وحاکم وابن حبان وابونعیم بروایت سہل بن سعد ١٢

احادیث اس مضمون پر ناطق ہین اور یہ تامل پورا اسطرح ہو گا کہ ہمیشہ دنیا مین اپنے آپ سے کم کو دیکھے زیادہ کو نہ دیکھے کیونکہ شیطان ہمیشہ آدمی کو دنیا مین بہکا کر زیادہ مالدارون کی طرف رغبت دلاتا ہی اور کہتا ہی کہ تو کیون سستی کرتا ہی اور مالدار تو مزے اڑاتے ہین اور خوراک اور پوشاک اچھی رکھتے ہین اور دین مین آدمی کی نظر کمتر پر ڈالتا ہی اور یہ کہتا ہی تو اپنے نفس پر اتنی تنگی کیون کرتا ہی اور اسقدر خوف خدا کیون ہی فلان شخص تو تجھ سے زیادہ جانتا ہی وہ تو اتنا ڈرتا ہی نہین اور تمام لوگ تنعم مین مشغول ہین تو کیون انسے جدا ہوتا ہی غرضکہ دنیا مین اپنے سے کم کو دیکھنا چاہیے چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مجکو میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت وصیت فرمائی کہ دنیا مین اپنے آپ سے کم کو دیکھون زیادہ پر نظر نہ کرون اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے یہ حدیث مروی ہی کہ اذا نظر احدکم الی من فضلہ اللہ علیہ فی المال والخلق فلینظر الی من ہو اسفل منہ ممن فضل علیہ ان پانچون باتون سے آدمی مین قناعت کی صفت آسکتی ہی اور سو کی ایک بات یہ ہی کہ صبر کرے اور امل کو کوتاہ کرے اور یہ سمجھے کہ ابدالآباد کے تمتع اور مزے اڑانے کے لیے دنیا مین صبر کرنا چند ہی روز کا ہی جیسے بیمار آدمی دوا کی تلخی پر اسلیے صبر کرتا ہی کہ آگے کو ہمیشہ اچھا ہون

چھٹا بیان سخاوت کی فضیلت مین - جاننا چاہیے کہ اگر آدمی کے پاس مال نہو تو قانع اور کم حرص رہنا چاہیے اور اگر مال ہو تو ایثار اور سخاوت اور سلوک کرنے مین کوتاہی نہ کرے اور بخل اور امساک سے کوسون دور رہے کیونکہ سخاوت انبیا علیہم السلام کے اخلاق مین سے ہی اور نجات کی اصل اصول بھی یہی ہی اور حدیث شریف مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو یون ارشاد فرمایا ہی کہ سخاوت جنت کے درختون مین سے ایک پیڑ ہی کہ اسکی ٹہنیان زمین پر جھکی ہوئی ہین جو کوئی ان مین سے ایک ٹہنی پکڑ لیتا ہی وہ اسکو جنت مین کھینچ لیجاتی ہی اور حضرت جابر رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو معرفت جبریل علیہ السلام کے یہ قول اللہ تعالے کا پہونچا ہی کہ اسلام وہ دین ہی جسکو مین نے اپنے لیے پسند کیا ہی اور اسکی صلاحیت سخاوت اور حسن خلق پر منحصر ہی پس تمکو چاہیے کہ ان دونون چیزون سے جسقدر ہوسکے اسلام کی تعظیم کرو اور ایک روایت مین یون ہی کہ جب تک اسلام کے ساتھ رہو جب تک ان دونون باتون سے اسکا اکرام کرو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ خدا تعالے نے اپنے سب اولیا کو سخاوت اور حسن خلق ہی پر پیدا کیا ہی اور حضرت جابر رضہ سے روایت ہی کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کون سا عمل ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر اور سخاوت اور حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عادتین خدا تعالے کو اچھی معلوم ہوتی ہین اور دو بری جو عادتین کہ اسکو محبوب ہین وہ حسن خلق اور سخاوت ہین اور جو اسکو ناپسند ہین وہ خلق بد اور بخل ہین اور جب خدا تعالی کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہی تو اس سے لوگون کی حاجتین پوری کراتا ہی اور مقدام بن شریح اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے انحضرت صلعم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مجکو کوئی ایسا عمل تبلائیے جس سے جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا ان من موجبات المغفرۃ بذل الطعام وافشاء السلام وحسن الکلام اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے یہ حدیث مروی ہی کہ آپ نے فرمایا سخاوت جنت مین ایک درخت ہی جو سخی ہوتا ہی وہ اسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہی اور اسی کے ذریعہ سے جنت مین داخل ہوتا ہی اور بخل بھی ایک درخت دوزخ مین ہی بخیل اسکی ٹہنی پکڑ لیتا ہی یہانتک کہ وہ شاخ اسکو دوزخ مین ڈال دیتی ہی اور حضرت ابوسعید خدری رضہ سے یہ حدیث قدسی مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالے فرماتا ہی کہ میرے رحیم بندون سے عطا کی درخواست کرو اور انکی پناہ مین زندگانی بسر کرو کہ مین نے ان مین اپنی رحمت بھر دی ہی اور سخت دل والون سے کچھ مت مانگو انپر مین نے اپنا غضب نازل کیا ہی اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی کے گناہ سے درگذر کیا کرو اسلیے کہ جب وہ لغزش کرتا ہی خدا اسکا ہاتھ تھامتا ہی اور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلانے والے کے پاس اتنا جلد رزق پہونچتا ہو کہ اتنی جلد اونٹ کی گردن پر چھری بھی کارگر نہین ہوتی اور خداوند کریم کھانا کھلانے والون سے فرشتون پر فخر فرماتا ہو یعنے انسان مین اسطرح کے صفات ہین جو تم مین نہین اور ایک حدیث مین ہو کہ ان اللہ جواد یحب الجود و یحب مکارم الاخلاق و یکرہ سفسافہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کسی نے اسلام پر کچھ مانگا وہی اُسکو دیا یہانتک کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا آپ نے صدقہ کی بکریون مین سے بہت سی بکریان کہ دو پہاڑون کے درمیان مین تھین عنایت فرمائین وہ شخص اپنی قوم مین آکر کہنے لگا کہ لوگو مسلمان ہوجاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح دیتے ہین جیسے کسی کو فاقہ کا خوف نہین ہوتا ؎ ای کہ جو تو در زمانہ نیست کس + ای اللہ اللہ خلق را فریادرس + شہرہ ما در ضعف و شکستہ پری + شہرۂ تو در جود و مسکین پروری + داد دہ ما را ازین غم کن جدا + دستگیر ای دست تو دست خدا + اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نعمت اپنے بندون کو چھانٹ چھانٹ کر دیتا ہو کہ انکے ہاتھ سے اورون کا کام نکلے جو کوئی اورون کے نفع پہونچانے مین بخل کرتا ہو اللہ تعالیٰ اپنی نعمت اُس سے لیکر دوسرے کے حوالے کرتا ہو اور ہلالی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عنبر مین کے قیدی پکڑے آئے آپ نے سب کے قتل کا حکم فرمایا مگر ایک شخص کو مستثنے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا تعالے ایک ہی ہو کا دین بھی ایک ہو اور گناہ جو ان لوگون نے کیا ہو وہ بھی ایک ہی ہو پھر یہ شخص اپنی قوم سے کسطرح علیحدہ ہوا اور قتل سے بچ گیا آپ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ ان سب کو قتل کرو اور اس شخص کو چھوڑ دو اللہ تعالی اسکی سخاوت کا مشکور ہو اور ایک حدیث مین ہو کہ آپ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک ثمرہ ہو اور احسان کا ثمرہ نجات کا جلد ہونا ہو اور نافع رح حضرت ابن عمر رضہ سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طعام الجواد دوا و طعام البخیل داء اور ایک حدیث مین ہو جسکو خدا تعالے زیادہ نعمت دیتا ہو اسکو لوگون کی زیادہ برداشت کرنی پڑتی ہو پس جو شخص کہ اس مشقت کا تحمل نہین ہوسکتا اُسکی نعمت کو خدا تعالی دور کر دیتا ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ ایسی چیز کو بہت کیا کرو جسکو آگ نہ کھاوے لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ احسان اور حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت سخی لوگون کا گھر ہو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ سخی اللہ سے اور جنت سے اور لوگون سے قریب رہتا ہو اور دوزخ سے دور رہتا ہو اور بخیل اللہ اور جنت اور لوگون سے دور رہتا ہو اور دوزخ سے قریب اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عالم بخیل کی نسبت زیادہ محبوب ہو اور سب دردون مین زیادہ سخت بخل کا روگ ہو اور فرمایا اصنع المعروف الی من ہو اہلہ و الی من لیس باہلہ فان اصبت اہلہ فقد اصبت اہلہ وان لم تصب اہلہ فانت من اہلہ اور فرمایا کہ میری امت کے ابدال جنت مین کچھ روزہ نماز کے سبب داخل نہونگے بلکہ نفس کی سخاوت اور سینہ کی سلامتی اور مسلمانون کی خیرخواہی کے باعث جنت مین جاوینگے اور حضرت ابو سعید خدری رح سے روایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنے بندون کے لیے احسان کے واسطے کئی صورتین بنادی ہین ایک یہ کہ خود سلوک کرنا اُنکو محبوب ہو دوم احسان و سلوک کرنے والون کی محبت خلق کے دل مین ڈال دی سوم احسان کے طالبون کا منھ محسنون کی طرف پھیر دیا چہارم داد و دہش اُنپر آسان ایسی کردی ہو جیسے خود اپنے خزانہ رحمت سے کسی قحط زدہ خشک زمین پر مینھ عنایت فرماتا ہو اور زمین اور انسانون کو اسکے سبب سے زندہ کرتا ہو اور فرمایا کہ آدمی کا ہر ایک سلوک داخل صدقہ ہو اور جو کچھ آدمی اپنے نفس اور اپنے اہل پر خرچ کرے وہ بھی اُسکے حق مین صدقہ ہی لکھا جاتا ہو اور

جس خرچ سے آدمی اپنی عزت بچادے وہ بھی صدقہ ہی اور انسان کسی طرح کا خرچ کرے اللہ پر اسکا عوض پہونچانا ضرور ہی اور فرمایا کل معروف صدقۃ والدال علی الخیر کفاعلہ واللہ یحب اغاثۃ اللہفان اور فرمایا کل معروف فعلتہ الی غنی او فقیر صدقۃ اور روایت ہی کہ خداتعالے نے حضرت موسی کو وحی بھیجی کہ سامری کو قتل کرنا نہ چاہیے اسلیے کہ وہ سخی ہی اور حضرت جابر رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسپر قیس بن سعد بن عبادہ کو حاکم مقرر کیا جب جہاد ہوا تو حضرت قیس رضہ نے لشکریون کے لیے نو گلے اونٹون کے سخر کیے لوگون نے یہ حال آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا آپنے فرمایا کہ سخاوت تو اس خاندان کی خصلت ہی آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دنیا آتی ہو جب بھی اسمین سے خرچ کرے کیونکہ وہ خرچ کرنے سے جاتی نہ رہیگی اور اگر دنیا جاتی ہو تب بھی خرچ کرنا چاہیے کیونکہ نہ خرچ کرنے سے پھر نہین جاویگی اور یہ شعر پڑھے قطعہ لاتبخلن بدنیا وہی مقبلہ فلیس ینقصہا التبذیر والسرف + وان تولت فاحرلے ان تجود بہا + فالحمد منہا اذا ما ادبرت خلف + اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ مروت و رفعت اور کرم کسکو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ مروت اسکا نام ہی کہ آدمی اپنے دین کی اور نفس کی حفاظت کرے اور اپنے کام کو اچھی طرح پر کرے اور منازعت اور مکروہات مین داخل ہونے کو بھی بخوبی انجام دے اور رفعت یہ ہی کہ ہمسایہ کی مصیبت کو ٹالے اور صبر کی جگہون مین صبر کرے اور کرم یہ ہی کہ بدون مانگے دوسرے کے ساتھ سلوک کرے اور وقت پر کھانا کھلادے اور باوجود مال دینے کے سائل پر عنایت و رافت کرے اور ایک شخص لی آپ کی خدمت مین کسی مطلب کے لیے عرضی لکھکر حوالہ کی آپنے بدون پڑھے فرمادیا کہ تیری حاجت پوری کیجاویگی کسی نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلعم کے نواسے آپ نے اسکی عرضی کو ملاحظہ کرکے ہی جواب دیا ہوتا آپ نے فرمایا کہ جتنی دیر مین اسکی عرضی پڑھتا وہ میرے سامنے ذلیل کھڑا رہتا اور اس بات کی پوچھ مجھسے خداتعالی فرماتا کہ تمنے سائل کو اتنی دیر کیون ذلیل کھڑا رکھا اور ابن سماک رح کہتے ہین کہ مجکو بڑا تعجب ہی کہ آدمی اپنے مال سے لونڈی غلام مول لیتے ہین اور آزاد انسان کو بندہ احسان نہین کرتے اور ایک عرب سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہی اسنے کہا کہ جو ہماری گالی کی برداشت کرے اور ہمارے سائل کو دیوے اور جاہل سے اعراض کرے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس آدمی مین یہ وصف ہو کہ مانگنے والون کو اپنا مال دیا کرتا ہو وہ سخی نہین ہی بلکہ سخی وہ ہی کہ جو حقوق خداتعالے نے اپنے اہل طاعت کے لیے لکھ دیے ہین انکو پہلے ہی بدون طلب پہونچا دے اور نفس مین محبت اسکے شکریہ لینے کی نہو بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ثواب کامل عنایت ہونے کا یقین ہو یعنے ثواب کامل ملنے کے یقین کی جہت سے دینے کے عوض مین شکر کا طالب نہو اور حضرت حسن بصری رح سے کسی نے پوچھا کہ سخاوت کیا ہی آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ مین مال کاموے ڈالنا پھر پوچھا کہ حزم و احتیاط کسے کہتے ہین فرمایا کہ خدا کی راہ مین مال کا نہ دینا پھر پوچھا کہ اسراف کیا ہی فرمایا کہ ریاست کی محبت کے لیے مال خرچ کرنا اور حضرت امام جعفر صادق رضہ فرماتے ہین کہ عقل سے زیادہ اعانت کرنے والا کوئی مال نہین اور کوئی مصیبت جہالت سے بڑھکر نہین اور مشورہ سے بڑھکر کوئی پشتی و تقویت نہین اور رجان رکھو کہ خداتعالے یون فرماتا ہی کہ مین جواد اور کریم ہون کوئی بخیل مجھ سے بچ نہ جاویگا بخل کفر مین سے ہی اور اہل کفر دوزخ مین رہینگے اور جود و کرم ایمان مین سے ہی اور ایماندار جنت مین جاوینگے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بہت سے آدمی ایسے ہین کہ ظاہر مین بیکار او معیشت سے تنگ ہین مگر سخاوت کے باعث داخل جنت ہونگے اور روایت ہی کہ احنف بن قیس نے ایک آدمی کے ہاتھ سے روپیہ لیکر پوچھا کہ یہ کسکا ہی اسنے کہا کہ میرا ہی آپنے فرمایا کہ تیرا تو یہ جب ہوگا جب تیرے ہاتھ سے چلا جاویگا ؎ مال جب تک ہاتھ سے جاتا نہین + آدمی کے کام مین آتا نہین + اور واصل بن عطا کا نام غزال اس جہت سے پڑا کہ یہ غزالون یعنی کاتنے والون مین بیٹھتے اور جب کوئی عورت ضعیف دیکھتے تو اسکو کچھ دے دیا کرتے اور اصمعی سے روایت ہی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین

ح ۱ براے ایک احسان صدقہ ہی ابو یعلی بروایت جابر ... نیک چیز بتلانے والے مثل چیز کرنے والے کے ہی اور اسناد اسکی ضعیف ہی ... معلوم ہوتا ہی دارقطنی بروایت حجاج بن ارطاۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اور حجاج ضعیف ہی ... پہلا جملہ پہلے گذرا اور دوسرا باب العلم مین گذرا اور ابو یعلی نے بروایت انس نقل کیا ہی ضعیف ۱۲ ح ... سلوک تونگر یا فقیر کے ساتھ کرے وہ صدقہ ہی دارقطنی بروایت ابو سعید و جابر ۱۲ ح ... دارقطنی بروایت ... جمیری عن جابر ... شخص کا نام اور حال معلوم نہین ... جب دنیا آتی ہو تو بخل مت کر

کو عتاب لکھا کہ شاعرون کو تم کیون دیتے ہو اُنھون نے لکھا کہ مال بہتر وہی ہی جس سے آدمی اپنی عزت بچاوے اور سفیان بن عیلنہ سے جو کسی نے سخاوت کو پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ سخاوت یہ ہی کہ بھائیون کے ساتھ سلوک کرے اور مال کو دے ڈالے پھر فرمایا کہ میرے باپ کو پچاس ہزار درم ترکہ سے پہونچے تھے اُنکو تھیلیون مین بھر بھر بھائیون مین تقسیم کر دیے اور کہا کہ مین خدا تعالیٰ سے اپنے بھائیون کے لیے جنت چاہا کرتا تھا کیا مال سے اُنکے ساتھ بخل کرون یہ کبھی نہو گا اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ موجود چیز کو بہمہ تن ہمت دے ڈالنا نہایت درجہ کی سخاوت ہی اور بعض حکما سے کسی نے پوچھا کہ لوگون مین سے تمھارے نزدیک کون سا محبوب ہی اُسنے کہا جسنے مجھے زیادہ دیا ہو اُس شخص نے پوچھا کہ اگر ایسا شخص کوئی نہو جسنے تمسے زیادہ سلوک کیا ہو اُسنے کہا کہ پھر مجکو وہ محبوب ہی جس سے مین نے زیادہ سلوک کیا ہو اور عبد العزیز بن مروان رحمہ اللہ کا قول ہی کہ جو آدمی مجکو اپنے ساتھ سلوک کرنے دے تو جسقدر میرا احسان اُسپر ہو گا اُسی قدر مین اُسکا احسان اپنے اوپر جانتا ہون اور خلیفہ مہدی رح نے شبیب بن شیبہ سے پوچھا کہ میرے گھر مین تمنے لوگون کا کیا حال دیکھا اُنھون نے کہا کہ ای امیر المؤمنین مین نے یہ دیکھا کہ کوئی کسی طرح تمنا لے کر جب تمھارے یہان آیا راضی ہی ہوکر پھرا اور ایک شخص نے عبد اللہ بن جعفر رحمہ اللہ کے سامنے دو شعر پڑھے جنکا مضمون یہ تھا کہ احسان جبھی احسان ہوتا ہی جب اپنے موقع پر ہو اسلیے ضرور ہی کہ آدمی اگر احسان کرے تو خدا کی راہ مین دے یا اہل قرابت کو ورنہ احسان کرنا نہ چاہیے عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ اس مضمون سے تو آدمی بخیل ہو جاتا ہی مین تو بوچھار کی طرح لوگون کو دونگا اگر وہ اچھے لوگون کو پہونچیگا تو وہ اُسکے مستحق ہی تھے اور اگر بُرون کو پہونچیگا تو میری شان کے لائق ہو گا اب کچھ حکایتین سخاوت اہل اللہ کی لکھ دی جاتی ہین محمد بن منکدر ام درہ سے جو حضرت عائشہ رض کی خادمہ تھین روایت کرتے ہین کہ حضرت ابن زبیر رض نے ایک لاکھ اسی ہزار درم دو گونون مین حضرت عائشہ رض کے پاس بھیجے آپ نے ایک طباق منگا کر اُنکو لوگون مین تقسیم کر دیا جب شام ہوئی مجھسے کہا کہ ہماری افطاری لاؤ مین نے روٹی اور زیتون کا تیل سامنے رکھدیا اور کہا کہ آج جو آپ نے اتنا کچھ بانٹا یہ نہو سکا کہ ہمارے افطار کے لیے ایک درم کا گوشت ہی منگا دیتین آپ نے فرمایا کہ اگر تم پہلے سے کہتین تو ایسا ہی کرتی اور ابان بن عثمان رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے یہ چاہا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ ضرر پہونچانا چاہیے اسکے لیے تمام سرداران قریش کے پاس جا کر کہدیا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو کہا ہی کہ صبح کا کھانا میرے یہان کھانا لوگون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا صبح کو سب سردار حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر مین جمع ہوئے حتے کہ گھر مین جگہ بھی نہ رہی آپ نے اُنکے آنے کا حال پوچھا اُنھون نے ماجرا بیان کیا کہ تمھارا پیام فلانے کی معرفت اسوقت کی دعوت کا پہونچا تھا آپ نے سنتے ہی میوہ خرید کر اُنکے سامنے رکھدیا اور کچھ لوگون کو کھانا پکانے کے لیے معین کیا ہنوز میوہ نہ کھا چکے تھے کہ دسترخوان بچھایا گیا اور سب کھا پی کر چلے گئے آپ نے اپنے کارپردازان سے پوچھا کہ جسقدر آج خرچ ہوا ہی اتنا ہر روز ہو سکتا ہی یا نہین اُنھون نے کہا کہ البتہ ہو سکتا ہی آپ نے فرمایا کہ تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہان ہی کھانا کھایا کرین اور مصعب بن زبیر سے مروی ہی کہ ایک سال امیر معاویہ حج کو تشریف لے گئے اور وہان سے پھر کر مدینہ منورہ کا قصد کیا جب داخل ہوے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ تم اُنکی ملاقات نہ کرنا نہ سلام علیک کرنا جب وہ مدینہ منورہ سے نکلے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمپر دین ہی ہم ضرور اُنسے ملینگے چنانچہ سوار ہو کر تشریف لے گئے اور اثنا راہ مین سلام علیک کر کے قرض اپنے ذمہ کا یاد دلایا اسی اثنا مین اسّی ہزار دینار ایک اُٹنی پر لدے ہوے حضرت امیر کے پاس آئے اور اُسپر اتنا بوجھ دینارون کا تھا کہ چل نہ سکتی تھی زبردستی لوگ ہانک کر لاتے تھے اُنھون نے پوچھا کہ اسمین کیا ہی لوگون نے بتلایا کہ اسی ہزار دینار ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکو مع اس اُٹنی کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے یہان پہونچا دو اور واقد اپنے باپ محمد واقدی کا حال بیان کرتے ہین کہ اُنھون نے ایک رقعہ خلیفہ مامون رح کو لکھا کہ مجھپر قرض بہت ہی اور اب مجھ سے اسپر صبر نہین کیا جاتا خلیفہ نے اُسکی پشت پر حکم لکھا کہ تم ایسے آدمی ہو جسمین

دو عادتین یعنی سخاوت اور حیا جمع ہین سخاوت کے باعث تو تمھارے پاس کچھ نہ رہا اور حیا کے باعث تمنے کبھی اپنا حال ہمسے نہ کہا اب مین نے
ایک لاکھ درم تمکو دلوائے ہین اگر تمھارے خاطر خواہ اور کارروائی کے لائق ہون تو خوب ہاتھ پھیلاؤ اور لوگون کو دو ورنہ قصور تمھارا ہی ہی
خود کردہ را چہ علاج اور جسوقت تم خلیفہ رشید کی طرف سے قاضی تھے ایک حدیث تمنے مجھ سے بیان کی تھی کہ محمد بن اسحاق زہری سے راوی
ہین اور زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے حضرت زبیر بن عوام سے فرمایا کہ اے زبیر جان کہ
کہ بندون کے رزق کی کنجیان عرش کے مقابل ہین جسقدر کوئی بندہ خرچ کرتا ہی اسی قدر اللہ تعالی اُسکو بھیج دیتا ہی جو زیادہ کرتا ہی اُس کے
لیے زیادہ اور جو کم کرتا ہی اُسکے لیے کم انتہی اور تم تو مجھ سے زیادہ جانتے ہو واقدی کہتے ہین کہ بخدا مجکو خلیفہ مامون کے ایک لاکھ درم اتنے
محبوب نہوئے جتنا اس حدیث کا مضمون یاد دلانا اچھا معلوم ہوا اور ایک شخص نے حضرت امام حسن رض سے کسی حاجت کا سوال کیا آپنے
فرمایا کہ اے شخص تونے جو مجھسے سوال کیا اسکا حق مجھپر بہت ہی اور مجھکو یہ جاننا بھی دشوار ہی کہ تجکو کیا دینا چاہیے اور جسقدر کا تو لائق ہی اتنا
میرے پاس نہین علاوہ اسکے خدا کی راہ مین بھی بہت دینا بھی تھوڑا ہی ہی میرے قبضہ مین تیری حاجت کے موافق تو نہین مگر جو تھوڑے
سے پر قناعت کرے اور مجکو زیادہ دینے کے لیے کسی تکلف اور حیلہ کی حاجت نہ پڑنے دے تو البتہ قدر موجود حاضر کرون اُسنے عرض کیا کہ
اے ابن رسول اللہ جو آپ دینگے مجھے قبول ہی اگر آپ دینگے تو مشکور رہونگا اور نہ دینگے تو معذور جانونگا آپ نے اپنے کارپرداز کو بلایا اور اُس سے
اپنے خرچ کا حساب کیا اور سب حساب کرکے فرمایا کہ تین لاکھ درم مین سے جتنا باقی ہو وہ لے آؤ اُسنے پچاس ہزار درم لا دیے آپ نے فرمایا
کہ پانسو دینار بھی تو تھے وہ کیا ہوئے اُسنے کہا کہ میرے پاس موجود ہین آپ نے اُنکو بھی منگا لیا اور سب دینار و درم اُس سائل کے حوالہ کیے
اور کہا کہ انکے لیجانے کو مزدور بُلا لاؤ جب وہ مزدور آئے آپ نے اپنی چادر مزدوری مین اُن مزدورون کے حوالہ کی آپ کے خادمون نے
عرض کی کہ اب ہمارے پاس نہ دینار رہی نہ درہم آپ نے فرمایا کہ مجھے توقع ہی کہ خداے تعالی اسکا ثواب بہت بڑا عنایت فرماویگا۔ اور جسوقت
کہ حضرت ابن عباس رض بصرہ پر عامل تھے آپ کے پاس وہان کے قاری اکٹھے ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا ایک ہمسایہ ہی کہ دن کو روزہ
رکھتا ہی رات کو جاگتا ہی ہم مین سے ہر کوئی چاہتا ہی کہ ویسا ہی ہو جاوے اُسنے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کیا ہی لیکن وہ ایسا محتاج
ہی کہ اُسکے پاس اتنا بھی نہین جو جہیز دے سکے حضرت عبداللہ بن عباس کھڑے ہوے اور لوگون کا ہاتھ پکڑے ہوے گھر مین تشریف
لے گئے اور ایک صندوق کھولکر اُسمین سے چھ تھیلیان نکالین اور فرمایا کہ انکو اٹھا لو اُنھون نے اٹھا لیا پھر فرمایا کہ یہ تو اچھی بات نہین
کہ ہم ایک مسلمان آدمی کو ایسی چیز دین جو اُسکی شب بیداری اور روزہ مین خلل انداز ہو چلو ہم سب کے سب اُسکے مدد و معاون ہو کر لڑکی کو
رخصت کرا دین ہر چند دنیا کی اتنی حقیقت نہین کہ مومن کو خدا کی عبادت سے روک دے لیکن ہم مین بھی اتنا تکبر نہین کہ اولیاء اللہ کی
خدمت نہ کرین یہ کہکر آپ مع سب ہمراہیون کے تشریف لے گئے اور اُسکا کام حسب دلخواہ انجام ہوا اور روایت ہی کہ جب مصر مین خشک
سالی ہوئی عبدالحمید بن سعد رح کا عہد تھا اُنھون نے کہا کہ بخدا مین شیطان کو جتا دونگا کہ مین اُسکا دشمن ہون پس ارزانی کے وقت
تک سب لوگون کے حاجات پورے کرتے رہے یہانتک کہ جب معزول ہو کر گئے تو سوداگرون کا قرض اُنکے ذمہ دس لاکھ درم تھے اپنی
بی بیون کا زیور گرو کر دیا جو پچاس کرور درم کا تھا اور جب یہ زیور چھٹ نہ سکا تو سوداگرون کو لکھ بھیجا کہ زیور کو بیچ کر اپنا دام مجرا کر لو
اور باقی ایسے لوگون کو دے دو جنکو میرے ہاتھ سے کچھ نہین پہونچا اور ابو طالب بن کثیر شیعہ تھا کسی سائل نے سوال کیا کہ بحق مرتضی علی رض
تم اپنا فلان باغ مجکو دے ڈالو اُسنے کہا کہ مین نے تجکو وہ بھی دیا اور اُسکے متصل کا باغ بھی دیا جو اُس سے دو چند سلہ چند تھا اور ابو مرثد
ایک سخی تھا کسی شاعر نے اُسکی تعریف کی اُسنے کہا کہ بخدا مین تنگدست ہون تجھے کچھ دے نہین سکتا الا یہ تدبیر ہی کہ قاضی کے یہان تو مجھپر
دس ہزار درم کی نالش کر مین اقبال دعوی داخل کرونگا پھر تو مجکو قید کرا دینا میرے گھر کے لوگ مجکو اتنا روپیہ دیکر چھوڑا لینگے شاعر نے

سلہ ظاہرا [illegible] ۱۲

دلیا ہی کیا شام نہوئی تھی کہ دس ہزار درم ابو مرثد کے خاندانیون نے دیکر اُسکو قید سے چھوڑا لیا اور معن بن زائدہ جسوقت دونون عراق پر عامل ہوکر بصرہ مین تھے اُنکے دروازے پر ایک شاعر آیا اور مدت تک ٹھہر کر چاہتا رہا کہ کسیطرح اُنکی ملازمت ہو مگر میسر نہوئی ایک روز ایک خادم سے کہا کہ جب امیر باغ مین تشریف لیجاوین مجکو اطلاع کر دینا خادم نے ویسا ہی کیا شاعر نے ایک شعر ایک لکڑی پر لکھکر اُس نہر مین ڈالدیا جسکے کنارے پر امیر باغ کی سیر کر رہا تھا لکڑی پر جو نگاہ پڑی اُسکو اُٹھا کر جو دیکھا تو یہ شعر لکھا تھا ؎ اے سخائے معن تو ہی اُس سے کہ میرا سوال کوئی اُس تک ہے نہین تیرے سوا میرا شفیع ٭ اُسکو پڑھکر کہا کہ شاعر کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا اُس سے کہا کہ تونے شعر کسطرح کہا ہے اُسنے وہی شعر پڑھ دیا امیر نے دس ہزار درم اُسکو دیے اور لکڑی اپنے بچھونے کے تلے رکھ لی دوسرے روز پھر اُسکو نکال کر پڑھا اور شاعر کو بُلا کر ایک لاکھ درم دیے و لیکر سوچا کہ ایسا نہو کہ کہین پھیر لیوے اسی خیال سے چلدیا تیسرے روز امیر نے پھر اُس شعر کو پڑھکر شاعر کو بلایا جب وہ نہ ملا تو کہا کہ میرے اوپر یہ واجب تھا کہ اُسکو یہانتک دیتا کہ میرے گھر مین نہ دینار رہتا نہ درم - اور ابو الحسن مدائنی کہتے ہین کہ ایکبار حضرت امام حسن اور امام حسین اور عبد اللہ بن جعفر علیہم السلام حج کے لیے روانہ ہوے راہ مین بار برداری سے بچھڑ گئے تو بھوکھ اور پیاس لگی اثنار راہ مین ایک بڑھیا اپنی جھوپڑی مین بیٹھی تھی تینون صاحبزادون کا جو گذر اُسپر ہوا پوچھا کہ تیرے پاس کچھ پانی ہے کہا کہ ہے یہ سنکر سواریون سے اُتر پڑے اور اُسکے پاس ایک چھوٹی سی بکری الگ کو بندھی تھی کہا کہ اسکا دودھ نکالکر پی لو جب دودھ نکال کر پی لیا تو پوچھا کہ کچھ کھانے کو بھی تیرے پاس ہے اُسنے عرض کیا کہ میرے پاس سوائے اس بکری کے اور کچھ نہین اگر تم مین سے کوئی اسکو ذبح کرکے صاف کر دے تو مین پکا دون صاحبزادون مین سے ایک نے اُسکی تعمیل کی بڑھیا نے کھانا تیار کر دیا وے کھا پی کر سیر ہوے اور سہ پہر کے وقت تک ٹھہرے رہے جب چلنے لگے بڑھیا سے کہا کہ ہم لوگ قریشی ہین اب حج کو جاتے ہین وہان سے اگر سلامت پھرینگے تو تو ہمارے پاس آئیو ہم تجھ سے سلوک کرینگے یہ کہکر تشریف لے گئے جب اُس عورت کا خاوند آیا تو اُسنے تشریف لانا حضرات کا اور ذبح ہونا بکری کا بیان کیا وہ سنکر غصہ ہوا کہ میری بکری کیا جانے کسکو کھلا دی پھر کہتی ہے کہ وہ قریش کے لوگ تھے پھر مدت کے بعد اِن دونون مرد و عورت کو مدینہ منورہ مین آنے کی ضرورت ہوئی وہان پہونچکر اونٹ کی مینگنیان جمع کرتے اور اُنکو بیچکر اپنی گذران کرتے اتفاقاً ایک روز بڑھیا اُس طرف جانکلی جہان حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوے تھے آپنے بڑھیا کو پہچانا مگر اُسنے نہ پہچانا آپ نے اپنے خادم کو بھیجکر اُسکو بلایا اور پوچھا کہ مجھے پہچانتی ہے اُسنے عرض کیا کہ مین نہین پہچانتی آپ نے فرمایا کہ مین وہ ہون جو فلان روز تیرے یہان مہمان ہوا تھا اُسنے عرض کیا کہ میرے مان اور باپ آپ پر قربان ہون آپ وہ ہین آپنے فرمایا کہ ہان پھر آپنے ایکہزار بکریان اور ہزار دینار بڑھیا کو دے کر اپنے خادم کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجدیا اُنھون نے بڑھیا سے پوچھا کہ تجھے میرے بھائی نے کیا دیا ہے اُسنے عرض کیا کہ ہزار دینار اور ہزار بکریان آپ نے بھی اُسیقدر اُسکو دلوایا اور اپنے خادم کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن جعفر کے پاس روانہ کر دیا اُنھون نے پوچھا کہ حسنین علیہما السلام نے تجکو کیا دیا کہا دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریان دین اُنھون نے دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریان اپنے پاس سے دین اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو مین اتنا دیتا کہ حسنین علیہما السلام کو دینا بڑا مشکل پڑتا غرضکہ بڑھیا چار ہزار دینار اور اُتنی ہی بکریان لیکر اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ عوض اُس ایک بکری کا ہے کہ جسکو سرداران قریش نے کھایا تھا اور ایکبار عبد اللہ بن عامر بن کریز مسجد سے تنہا اپنے گھر کو جاتے تھے ثقیف کی قوم سے ایک لڑکا اُنکے پیچھے ہو لیا اُنھون نے پوچھا کہ تجھے مجھ سے کچھ کام ہے اُسنے کہا کہ کوئی کام نہین آپ تنہا جاتے تھے مین اسلیے ساتھ ہو لیا کہ خدانخواستہ راستہ مین اگر آپ پر کوئی بُری بات پیش آوے تو مین اپنے اوپر اُسکو لون اور آپ کو بچاؤن عبد اللہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر پر آکر ہزار دینار عنایت کیے اور کہا کہ تجکو تیرے مربیون نے خوب تعلیم کی ہے جا اِن دینارون کو اپنے صرف مین لا اور روایت ہے کہ ایک قافلہ عرب کا اپنی قوم کے کسی سخی کے قبر پر زیارت کو گیا اور دور سے

چلکر وہان پہونچا سب لوگ اُسکی قبر کے پاس فروکش ہوئے اُس سخی کے یہان ایک گھوڑا تھا بہت عمدہ تمام قوم مین مشہور تھا جب یہ لوگ رات کو سوئے
تو اُن مین سے ایک شخص نے اُسی مردے کو خواب مین دیکھا کہ یون کہتا ہو کہ تو اپنا اونٹ میرے گھوڑے سے بدلے تو مین گھوڑا تجھے دے دون
اور اونٹ لیکر تم لوگون کی ضیافت کرون اُسنے جواب دیا بہت اچھا پھر یہ دیکھا کہ وہ مردہ اُس اونٹ کی طرف گیا اور اُسکو ذبح کر ڈالا اور یہ اونٹ
خوب فربہ تھا اتنے مین اُس شخص کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقع مین اونٹ کی گردن سے خون جاری ہو اُسنے اُٹھکر اُسکو ذبح کیا اور صاف
کرکے گوشت قافلہ مین تقسیم کیا سبھون نے کھایا کر وہان سے مراجعت کی دوسرے دن راستہ مین اُنکو چند سوار ملے ایک نے اُن مین سے قافلہ
والون سے پوچھا کہ تم مین فلان نام کا شخص کون سا ہو اور وہی نام لیا جو خواب دیکھنے والے کا تھا اُسنے جواب دیا کہ وہ شخص مین ہون اُس
سوار نے کہا کہ تمنے فلان مردے کے ہاتھ کچھ بیچا ہو اُسنے کہا کہ خواب مین مین نے اپنا اونٹ اُسکے ہاتھ گھوڑے کے عوض بیچا ہو اُسنے کہا کہ
تو لیجیے یہ اُسکا گھوڑا موجود ہو پھر کہا کہ وہ مردہ میرا باپ تھا رات کو اُسنے خواب مین مجھ سے کہا کہ اگر تو میرا بیٹا ہو تو یہ گھوڑا فلان شخص
کو دے دے سو مین نے تعمیل حکم کی اور ایک شخص قریشی کا گذر ایک عرب پر ہوا کہ راستہ مین اپاہج ہوکر شدت مفلسی اور مرض سے
پڑا تھا قریشی کو دیکھکر وہ کہنے لگا کہ میان صاحب ہماری کچھ مدد کرو اُسنے اپنے غلام سے کہا کہ جو کچھ خرچ سے بچا ہو وہ اسکو دے دے غلام
نے چار ہزار درم اُسکی گود مین اُلٹ دیے اُسنے چاہا کہ اُنکو لیکر اُٹھون مگر ضعف کے مارے اُٹھ نہ سکا اور رو دیا قریشی نے پوچھا کہ تو شاید
اسوجہ سے روتا ہو کہ جو مین نے دیا وہ کم ہو اُسنے کہا کہ یہ وجہ نہین بلکہ یہ سبب ہو کہ مجکو یہ یاد آگیا کہ زمین تیرے کرم کو بھی کھا جاویگی
اسی لیے رو پڑا اور عبداللہ بن عامر نے خالد بن عقبہ سے اُنکا گھر جو بازار مین تھا نوے ہزار درم کو مول لیا جب رات ہوئی تو خالد کے
گھر والون کے رونے کی آواز عبداللہ کے کان مین پہونچی پوچھا کہ یہ کیون روتے ہین لوگون نے کہا کہ اپنے گھر کے لیے روتے ہین اپنے خادم
کو آپنے فرمایا کہ تو اُنکے پاس جاکر کہدے کہ مال اور مکان سب تمھارا ہو اور روایت ہو کہ خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک بن
انس رح کی خدمت مین پانسو دینار بھیجے یہ خبر لیث بن سعد رح کو پہونچی اُنھون نے اُنکی خدمت مین ہزار دینار روانہ کیے ہارون رشید
نے لیث رح کو بلاکر عتاب کیا کہ تم ہماری رعیت ہو کیا وجہ کہ ہمنے پانسو بھیجے تو تمنے ہزار دیے اُنھون نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے
یہان ہر روز ہزار دینار کا غلہ آتا ہو مجھے شرم آئی کہ ایسے شخص کو ایک دن کی آمدنی سے کیا کم دون لیث بن سعد رح کی سخاوت مشہور ہو
یہی وجہ تھی کہ باوجود ہزار دینار آمدنی ہر روزہ کے اُنپر زکوٰۃ واجب نہوئی اور ایک بار کسی عورت نے اُنسے تھوڑا شہد مانگا تو اُنھون نے
ایک مشک شہد اُسکو دیا کسی نے پوچھا کہ اُسکا کام تو تھوڑے سے مین بھی نکلجاتا آپ نے فرمایا کہ اُسنے اپنی حاجت کے موافق مانگا
تھا ہمنے اُسقدر دیا جسقدر کہ خدا تعالے نے ہمپر نعمت کی تھی اور یہ اُنکا دستور تھا کہ ہر روز جب تک تین سو ساٹھ مسکینون کو کھانا اور صدقہ
نہ دیتے تب تک کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالتے اور اعمش روایت کرتے ہین کہ میری ایک بکری بیمار ہوئی خیثمہ بن عبدالرحمن اُسکو
صبح و شام آکر پوچھتے کہ گھاس اچھی طرح کھائی یا نہین اور لڑکے بدون دودھ کے کیسے صبر کرتے ہین اور یہ کہکر میرے بچھونے کے نیچے
کچھ رکھ دیتے اور چلتے وقت کہ جاتے کہ بچھونے تلے سے جو کچھ ہو نکال لینا بکری کی بیماری کے دنون مین میرے پاس تین سو دینار سے
زیادہ پہونچ گیے یہانتک کہ میرے دل مین یہ تمنا ہوئی کہ کسی طرح یہ بکری بیمار ہی رہے تو بہتر ہو اسکی بیماری سے یہ کچھ ملا اور عبدالملک
بن مروان نے اسماء بنت خارجہ سے کہا کہ مجکو تمھاری چند خصلتون کی خبر پہونچی ہو اُنکو مجھ سے بیان کرو اُنھون نے کہا کہ وہ باتین اگر غیر سے
سنتے تو مجھ سے سننے کی نسبت بہتر ہوتا خلیفہ نے قسم دلائی کہ نہین تمھین کہو تم اُنھون نے کہا کہ اے امیر المومنین مین نے کبھی اپنے ہمنشین کے
سامنے پانون نہین پھیلایا اور جب کبھی مین نے کھانا پکا کر لوگون کی دعوت کی ہو تو جسقدر میرا احسان اُنپر ہوا اُس سے زیادہ مین نے
اُنکا احسان اپنے اوپر سمجھا اور جب کبھی کوئی شخص مجھسے کچھ مانگنے آیا تو جو کچھ مین نے اُسکو دیا کثیر نہین جانا اور سعید بن خالد جو سخی شخص تھا

سلیمان بن عبد الملک کے پاس آیا اُسکا دستور یہ تھا کہ اگر دینے کو کچھ نپایا تو سائل کو تمسک لکھ دیتا کہ جب مجکو کہین سے کچھ ملیگا مین یہ روپیہ ادا کر دونگا خلیفہ نے اُسکی صورت دیکھکر پوچھا کہ کیا حاجت ہی کہا کہ میرے ذمہ قرض ہی پوچھا کہ کسقدر ہی کہا کہ تیس ہزار دینار کہا کہ تیس ہزار قرض کے اور اتنے ہی اور تمکو دیے جاوینگے اور روایت ہی کہ قیس بن سعد بن عبادہ بیمار پڑے اُنکے اقارب اُنکی عیادت کو نہ آئے اُنھون نے جو سبب پوچھا تو لوگون نے کہا کہ چونکہ تمھارا قرض اُنکے ذمہ ہی اسلیے وہ آتے ہوئے شرماتے ہین آپنے فرمایا کہ خدا مال کو ذلیل کرے یہ بھائیون سے بھی نہین ملنے دیتا پھر ایک پکارنے والے کو کہا کہ یون پکار دے کہ قیس بن سعد کا جسکے ذمے کچھ آتا ہو وہ معاف ہی اسکو سنتے ہی لوگ اِس کثرت سے آئے کہ آپکے گھر کی سیڑھی بھی ٹوٹ گئی اور ابو اسحاق کہتے ہین کہ مین نے ایک قرضخواہ کی تلاش مین فجر کی نماز مسجد کوفہ مین پڑھی جب نماز سے فارغ ہوا تو میرے سامنے ایک جوڑہ کپڑون کا اور ایک جوڑہ جوتی کا کسی نے رکھا مین نے کہا کہ مین تو اِس مسجد کے نمازیون مین نہین ہون لوگون نے کہا کچھ مضائقہ نہین اشعث بن قیس کندی کل رات مکہ سے اہل کوفہ ہوے ہین اُنھون نے حکم کیا ہی کہ ہر نمازی کو ایک ایک جوڑا کپڑا اور جوتا عنایت کیا جاوے اور شیخ ابوسعید حرکوشی نیشاپوری رح کہتے ہین کہ مین نے محمد بن حافظ محمد سے سُنا ہی کہ وہ زبانی شافعی مجاور مکہ کے بیان کرتے تھے کہ مصر مین کوئی شخص ایسا تھا کہ فقرا کے لیے کچھ چندہ کر دیا کرتا تھا اتفاقاً ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا وہ اُس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا ہوا ہی اور اِسوقت میرے پاس کچھ ہی نہین یہ سنتے ہی وہ شخص اُسکے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگون کے پاس لے گیا مگر کہین سے کچھ نہ ملا پھر ایک آدمی کی قبر پر آکر بیٹھا اور کہنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی مین بہت کچھ دیا کرتا تھا آج مین بہتون کے پاس گیا اور اِس شخص کے واسطے بہت سی کوشش کی کہ کچھ ملے مگر حسب اتفاق سعی بے فائدہ ہوئی یہ کہکر ایک دینار نکالا اور اُسکو خوردہ کرکے آدھا سائل کو دیا اور کہا کہ یہ مین تمکو قرض دیتا ہون جب تمھارے پاس ہو تم ادا کر دینا وہ شخص آدھا دینار لیکر گھر چلا آیا اور لڑکے ہونے مین جو ضرورت تھی اُسکو انجام دیا رات کو اُس مصری چندہ کرنے والے نے اُس قبر والے کو خواب مین دیکھا کہ یون کہتا ہی کہ تو نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا وہ سب مین نے سنا مگر چونکہ مجکو اجازت جواب کی نہ تھی اسواسطے مین جواب نہ دے سکا اب کہتا ہون کہ تم میرے مکان پر جاکر میری اولاد سے کہو کہ چولھے کے نیچے کھودین وہان سے ایک برتن مین پانسو دینار گڑے ہوے نکلینگے وہ اُنسے لیکر اُس لڑکے والے کو دے دو جب صبح ہوئی تو وہ شخص اُسکی اولاد کے پاس گئے اور خواب کا قصہ بیان کیا اُنھون نے اُسکو ٹھہرا کر جگہ کھودی اور دینار لاکر رکھ دیے کہ لیجاوٗ اُسنے جواب دیا کہ یہ تمھارا مال ہی میرے خواب کا کیا اعتبار ہی اُنھون نے کہا کہ مال والا تو مرنے پر سخاوت کرتا ہی ہم جیتے جی کیسے نہ کرین غرض بعد ردوکد اُس شخص نے دینار لے لیے اور لڑکے والے پاس لاکر رکھے اور تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ اب یہ تمھارا مال ہی جو چاہو سو کرو اُسنے ایک دینار اُٹھا کر خوردہ کیا اُسمین سے نصف تو اُس شخص کو بوجہ قرض دیا اور نصف خود رہنے دیا کہ مجھے اُسیقدر کفایت ہی باقی تم فقیرون کو دے دو ابوسعید راوی اس حکایت کے کہتے ہین کہ مجھے نہین معلوم ان سب مین زیادہ سخی کسکو کہنا چاہیے اور روایت ہی کہ حضرت شافعی رح جب مرض موت مین مبتلا ہوے تو وصیت کی کہ فلان شخص مجکو غسل دے بعد وفات کے اُس شخص کو حال وصیت کا سُنایا گیا وہ شخص آیا اور اُنکے خرچ کی بہی منگا کر دیکھی تو معلوم ہوا کہ اُنکے ذمہ ستر ہزار درم قرض ہین اُسی وقت اُنکے نام پر سے اپنے نام کر لیے اور کہا کہ انکی مراد میرے غسل دینے سے یہی تھی کہ آلودگی قرض سے اُنکو مین صاف و پاک کر دون ابوسعید کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اس شخص کا گھر تلاش کیا لوگون کے بتلانے سے جو مکان پر گیا تو اُسکی اولاد اور پوتون مین سے مین نے کچھ لوگون کو دیکھا بفحواے آیت کریمہ[1] وکان ابوہما صالحاً کے سب کے چہرے سے آثار خیر و فضل کے نمایان تھے اور اُنکے باپ کی خیر و برکت اُن مین تاثیر کر گئی تھی اور شافعی رح کہتے ہین کہ مجھے جب سے حماد بن سلیمان کی ایک خبر

[1] اور اُنکا باپ تھا نیک ۱۲

پہونچی ہی تب سے مین اُنسے ہمیشہ محبت کرتا ہون وہ یہ ہی کہ ایک روز وہ سوار جاتے تھے حرکت سے تکمہ ٹوٹ گیا راستے مین ایک درزی سیتا تھا
چاہا کہ اُتر کر اُسکو درست کرالین درزی نے قسم دلائی کہ آپ نہ اُترین اور خود اُسکے ٹانکنے کو کھڑا ہوگیا اور درست کر دیا اُنھون نے اُسکو دس دینار
دیے اور معذرت کرنے لگے کہ یہ مقدار قلیل ہی اور ربیع بن سلیمان کہتے ہین کہ ایک شخص نے شافعی رح کی رکاب پکڑی آپ نے ربیع سے کہا کہ
اِسکو چار دینار دو اور میری طرف سے معذرت کرو اور ربیع زبانی حمیدی کے اِنھین کا قصہ یون کہتے ہین کہ جب صنعا سے مکہ کو تشریف لاتے
تھے مکہ معظمہ سے باہر آپ نے ڈیرہ ڈالا اور دس ہزار دینار جو پاس تھے اُنکو ایک چادر پر پھیلایا پھر جو کوئی آپکے پاس آتا گیا اُسکو مٹھی بھر
بھر دیتے گیے یہانتک کہ ظہر کی نماز اُنکو تمام کرکے پڑھی اور ابی ثور اُنکا حال یون کہتے ہین کہ جب شافعی رح نے مکہ معظمہ کو جانا چاہا تو اِنکے پاس
مال تھا مگر بہت کم رہنے دیا کرتے تھے سخاوت کے سبب کبھی جمع نہ کرتے تھے مین نے کہا کہ اگر آپ اس مال کے عوض کوئی جایداد مول
لے لین تو آپکے اور آپ کی اولاد کے کام آوے آپ مکہ کو تشریف لے گئے اور وہان سے جو پھرے تو مین نے اُس مال کا حال پوچھا فرمایا
کہ مکہ معظمہ مین تو کوئی جایداد مجکو نہ ملی اسلیے کہ اکثر وہان کی جایداد وقف ہی اُسکا خریدنا جائز نہین مگر منٰے مین ایک فرودگاہ بنا آیا ہون کہ ہمارے
ساتھی حج کے دنون مین اُسی مین اُترا کرین بعد اُسکے دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہی اشعار رہبت سے کام ہین جنکو کہ چاہتا ہی دل + ولیک
کافی نہین مال میرا کیا کیجے + ہی نفس کو یہ تمنا کبھی نہ بخل کرے + متاع اتنی نہین جس سے اب سخا کیجے + اور محمد بن عباد مہلبی راوی ہین
کہ میرے باپ رح خلیفہ مامون کے پاس گئے خلیفہ نے ایک لاکھ درم اُنکو دیے جب خلیفہ کے پاس سے اُٹھے سب خیرات کر ڈالے یہ خبر خلیفہ
کو ہونچی بلا کر عتاب کیا میرے باپ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین موجود چیز کے نہ دینے سے معبود کی طرف بدگمانی ہوتی ہی خلیفہ خوش ہوے
اور دو لاکھ اور دیے اور ایک شخص نے سعد بن العاص سے کچھ مانگا اُنھون نے ایک لاکھ درم دلوا دیے وہ شخص رونے لگا آپ نے سبب گریہ
پوچھا کہا کہ اِس سبب سے روتا ہون کہ زمین تجھ جیسے کو بھی نہ چھوڑیگی یہ سُنکر ایک لاکھ اور دیے اور ابو تمام شاعر ابراہیم بن شکلہ کے
پاس قصیدۂ مدح لکھکر لے گیا ابراہیم بیمار تھے قصیدہ رکھ لیا اور اپنے دربان سے کہا کہ جو اُنکی شان کے لائق ہو وہ اُسکو دے دو اور کہدو
کہ اگر مین نے مرض سے صحت پائی تو اُسکی مکافات کرونگا وہ شاعر دو مہینے تک اِسی توقع مین ٹھہرا رہا آخر گھبرا کر امیر کو یہ لکھا قطعہ ہی
قبول مدح بلے اعطاے زر تمہیر حرام + پر تعجب ہی نہین قائل ہو تم اِس بات کے + گر کرو تاخیر دینے مین کسے اتنا دماغ + ہم ہین بندے
اُسکے جو اس ہاتھ لے اُس ہاتھ دے + جب یہ اشعار امیر نے پڑھے حاجب سے پوچھا کہ کتنی مدت سے ٹھہرا ہوا ہی اُسنے کہا کہ دو مہینے
سے کہا کہ اِسکو تیس ہزار درم دے دو اور قلمدان منگا کر اشعار کا جواب یون لکھا قطعہ تمنے جلدی کی تو ہمنے بھی دیا جو بن سکا + اسقدر
تھوڑا نہوتا لیتے گر تاخیر سے + تم یہ سمجھو ہمنے کچھ تعریف مین لکھا نہ تھا + ہم یہ جانینگے درم ہمنے نہین ہرگز دیے + اور روایت ہی کہ حضرت
عثمان رض کے پچاس ہزار درم حضرت طلحہ رض کے ذمہ تھے ایک روز حضرت عثمان رض مسجد کو تشریف لیے جاتے تھے کہ حضرت طلحہ رض
نے فرمایا کہ آپ کا مال موجود ہی اُسکو لے لیجیے آپ نے فرمایا کہ وہ مین نے آپ ہی کو دیا تاکہ آپ کی مروت یعنے سخاوت پر ممد و معاون
ہو اور سعدی بنت عوف کہتی ہین کہ مین ایک روز حضرت طلحہ رض کی خدمت مین گئی آپ کو کچھ ملدر دیکھا پوچھا کہ کیا حال ہی فرمایا
کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہوگیا ہی اُسکا تردد ہی مین نے کہا کہ تردد کی کیا بات ہی اپنی قوم کو بلوا کر بانٹ دو آپ نے غلام کو بھیجکر
سب کو بلوایا اور مال تقسیم کر دیا مین نے خادم سے پوچھا کہ کسقدر تھا کہا کہ چار لاکھ درم تھے اور ایک اعرابی نے اِنھین حضرت رض کی
خدمت مین حاضر ہو کر کچھ سوال کیا اور اپنی قرابت بھی کچھ بیان کی آپ نے فرمایا کہ مجھسے قرابت کی وجہ سے آج تک کسی نے نہین مانگا تھا
میرے پاس ایک قطعہ زمین ہی جسکے حضرت عثمان رض تین لاکھ درم دیتے ہین اگر تو چاہے تو وہ زمین لے لے ورنہ اُسکا دام تجھکو
دے دون اُسنے دام ہی طلب کیا آپ نے وہ زمین حضرت عثمان رض کو دیکر قیمت مذکورہ حوالہ کی اور روایت ہی کہ ایک روز جناب

علی مرتضی رض روئے لوگون نے رونے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ سات روز سے میرے یہان کوئی مہمان نہین آیا مجھے یہ ڈر ہی کہ خدا تعالے نے کہین مجھے ذلیل تو نہین کیا اور ایک شخص اپنے دوست کے دروازے پر گیا اور دستک دی اُسنے پوچھا کہ آپ کیسے آئے کہا کہ میرے ذمہ چارسو درم ہین اُسنے چارسو درم تولکر حوالہ کیے اور گھر مین روتا ہوا آیا بیوی نے کہا کہ اگر تمکو ان درمون کا دینا شاق تھا تو نہ دیے ہوتے اُسنے کہا کہ مین اسلیے روتا ہون کہ مجکو اُسکا حال بدون اُسکے کہے نہ معلوم ہوا مین اگر خود جویا رہتا تو اُسکے مانگنے کی کیون حاجت پڑتی

ساتوان بیان بخل کی مذمت مین

اللہ تعالے جل شانہ ارشاد فرماتا ہی ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون اور فرمایا ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ اور فرمایا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتٰہم اللہ من فضلہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایاکم والشح فانہ اہلک من کان قبلکم حملہم علی ان یسفکوا دماءہم ویستحلوا محارمہم اور ایک حدیث مین فرمایا بخل سے بچو اسلیے کہ اسی کے باعث تم سے پہلے لوگ خونریزی اور حرام چیزون کے حلال جاننے اور قطع ارحام مین مبتلا ہوے اور فرمایا لا یدخل الجنۃ بخیل ولا خب ولا خائن ولا سیئ الملکۃ اور بعض روایتون مین ولا جبار اور ولا منان بھی آیا ہی اور فرمایا ثلث مہلکات شح مطاع وہوی متبع واعجاب المرء بنفسہ اور فرمایا ان اللہ یبغض ثلثۃ الشیخ الزانی والبخیل المنان والمعیل المختال اور فرمایا کہ خرچ کرنے والے اور بخیل کی مثال ایسی ہی جیسے دو شخصون کے بدن پر دو کُرتے لوہے کے ہون چھاتی سے لیکر چنبر گردن تک خرچ کرنے والا جسقدر خرچ کرتا جاتا ہی وہ کُرتا پھیلتا جاتا ہی اور کڑیان ڈھیلی ہوتی جاتی ہین یہانتک کہ اُسکی انگلیون تک پہونچ جاوے اور بخیل جتنا خرچ مین بخل کرتا ہی اُتنا ہی اُس کرتے کی کڑیان سکڑتی ہین اور جہان کی تہان گڑجاتی ہین ہوتے ہوتے جب گلا دبنے لگتا ہی تو پھیلانا چاہتا ہی مگر پھیل نہین سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون دعا مانگا کرتے تھے اللہم انی اعوذ بک من البخل واعوذ بک من الجبن واعوذ بک ان ارد الی ارذل العمر اور ایک حدیث مین ہی کہ ظلم سے بچو اسلیے کہ ظلم قیامت مین اندھیرا بنجاویگا اور فحش سے بھی بچو کیونکہ خدا ے تعالے کو فاحش اور متفحش دونون ناپسند ہین اور بخل سے بھی بچنا چاہیے کہ اُسنے تم سے پہلے لوگون کو ہلاک کردیا اُنکو بخل نے جھوٹ بولنے کو کہا تو جھوٹ بولے ظلم کرنے کو کہا تو ظالم ہوے قطع رحم کے لیے اُبھارا تو ویسے ہی ہوگئے اور ایک حدیث مین ہی کہ شر ما فی الرجل شح ہالع وجبن خالع اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین شہید ہوا تو ایک عورت نے اُسکو روتے ہوے کہا ہاے میرے شہید آپ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ شہید ہی شاید اُسنے کوئی کلام بے فائدہ کیا ہو یا ایسی چیز پر بخل کیا ہو جو دینے سے کم ہوتی اور حضرت جبیر بن مطعم رض فرماتے ہین کہ غزوہ حنین سے پھرنے کے وقت ہم ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب چلے آتے تھے کہ اثناے راہ مین چند عرب آپکے گرد ہوے اور کچھ مانگنے لگے اور یہانتک مضطر کیا کہ آپ ایک ببول کے درخت کی طرف جوگئے تو چادر اُسمین اُلجھ رہی آپنے ٹھہر کر ارشاد فرمایا کہ میری چادر مجھے دے دو قسم ہی اُس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی اگر ان کانٹون کے عدد کے موافق میرے پاس چوپائے ہون تو مین تمھین دے ڈالون پھر نہ تم مجکو بخیل جانو نہ جھوٹا اور نامرد اور حضرت عمر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار مال تقسیم کیا مین نے عرض کیا کہ ان سب لوگون کی نسبت اور لوگ اس مال کے زیادہ مستحق تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ ان لوگون

بروایت ابوہریرہ ۱۲ح ۱۱ بیہقی در شعب بروایت انس بانک اختلاف وابویعلی بروایت ابوہریرہ بسند ضعیف اور ترمذی نے نقل کیا ہی اسمین یہ ہی کہ ایک شخص نے اس شہید کو کہا کہ تجھکو جنت کی بشارت

کی طرف سے مجھے اِن دو باتون مین اختیار ہی یا تو برا بھلا کہکر مانگ لین یا مجکو بخیل کہین مگر مین بخیل نہین کرتا یعنی بخیل نہ کہلانے کی وجہ سے انکی
سخت گوئی پر صبر کرتا ہون اور حضرت ابو سعید رضہ خدری فرماتے ہین کہ دو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور
اونٹ کا مول مانگا آپ نے اُنکو دو دینار دیے جب وہ آپ کے پاس سے نکلے تو حضرت عمر رضہ اُنکو ملے اُنھون نے حضرت کی تعریف کی اور شکریہ
بیان کیا حضرت عمر رضہ نے خدمت جناب رسالت مآب مین حاضر ہو کر جو کچھ اُنکا قول سُنا تھا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اُنھون نے باوجود قلت
دہش کے ایسا کہا لیکن فلان شخص کو مین نے دس سے زیادہ اور سو سے کم دیے ہونگے مگر اُسنے کچھ بھی نہ کہا تم مین سے بعض شخص مانگتے
آتے ہین مگر جب مانگی مراد بغل مین داب کر جاتے ہین گویا دوزخ کی آگ بغل مین ہوتی ہی حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ پھر جو چیز دوزخ کی آگ
ہی وہ آپ کیون دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ وہ بدون مانگے نہین مانتے اور بخل کو میرے اوپر خداے تعالےٰ نہین مانتا اور حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جود اللہ تعالیٰ کی جود سے ہی تم جود کرو کہ خداے تعالیٰ تمپر جود کرے جان رکھو کہ خداے
تعالےٰ نے بخشش کو ایک درخت کی صورت پر پیدا کیا اور اُسکی جڑ درخت طوبیٰ کی جڑ مین مستحکم کی اور اُسکی ٹہنیون کو سدرۃ المنتہیٰ کی
شاخون مین بستہ کیا اور بعض ٹہنیون کو دنیا مین لٹکا دیا پس جو شخص اُسکی شاخ سے لپٹ گیا جنت مین داخل ہوا جان رکھو کہ سخاوت
ایمان مین سے ہی اور ایمان جنت مین جاویگا اور خداے تعالےٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اُسکی جڑ دوزخ کے درخت زقوم یعنے
سیہنڈ کی جڑ مین ہی اور اُسکی کچھ ٹہنیون کو دنیا مین جھکا دیا ہی جو کوئی اُسکی کوئی شاخ پکڑ لیتا ہی دوزخ مین جاتا ہی یاد رکھو کہ بخل کفر کا ٹکڑا ہی
اور کفر دوزخ مین جائیگا اور ایک حدیث مین ہی کہ سخاوت وہ درخت ہی جو جنت مین اُگتا ہی پس جنت مین وہی داخل ہوگا جو سخی ہوگا
اور بخل وہ درخت ہی جو دوزخ مین جمتا ہی تو دوزخ مین وہی داخل ہوگا جو بخیل ہوگا اور حضرت ابو ہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کے قاصدون سے پوچھا کہ تمھارا سردار کون ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہمارا سردار جد بن قیس ہی مگر وہ ایسا
شخص ہی کہ تھوڑا سا بخل رکھتا ہی آپ نے فرمایا کہ بخل سے زیادہ روگ کون سا ہوگا تمھارا سردار وہ بلکہ عمر بن جموح ہی اور ایک روایت
مین یون ہی کہ جب اُنھون نے اپنا سردار جد بن قیس کو بتلایا تو آپ نے پوچھا کہ تم اُسکو کس وجہ سے سردار جانتے ہو اُنھون نے عرض کیا
کہ اُسکے پاس ہم سب سے زیادہ مال ہی مگر باانیہمہ ہم اُسکو متہم بخل کے ساتھ بھی کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ بخل سے زیادہ کون سا مرض ہی
وہ تمھارا سردار نہین ہی تب اُنھون نے عرض کیا کہ پھر ہمارا سردار کون ہی آپ ہی ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ تمھارا سردار بشر بن البراء
ہی اور حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ان اللہ یبغض البخیل فے حیاتہ السخی عند موتہ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ سخی گناہگار خدا کے نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہی اور یہ حدیث بھی الخیین سے مروی ہی کہ بخل اور ایمان کسی بندے کے
دل مین جمع نہین ہوتے اور یہ بھی فرمایا کہ دو عادتین ایماندار مین جمع نہین ہوتین بخل اور بدخلقی اور فرمایا لاینبغی لمومن ان یکون
بخیلاً ولا جباناً اور فرمایا تم مین سے کہنے والے یون کہتے ہین کہ بخیل بہ نسبت ظالم کے معذور ہی حالانکہ خدا کے نزدیک بخل سے بڑھ کر کوئی
ظلم نہین خداوند کریم اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرماتا ہی کہ نہ بخیل جنت مین جاویگا اور نہ شحیح یعنے نہ وہ شخص کہ اپنا مال اورون سے
روکے اور نہ وہ شخص کہ غیرون کو دیتے دیکھکر جلے اور روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایکبار طواف خانۂ کعبہ کرتے تھے دیکھا کہ
ایک شخص پردۂ کعبہ سے لگا ہوا کہہ رہا ہی کہ الٰہی بحرمت اس خانہ کے میرا گناہ معاف فرما آپ نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا گناہ ہی مجھسے بیان
کر اُس نے عرض کیا کہ میری خطا بیان سے زیادہ ہی آپ نے فرمایا کہ تیری خطا زیادہ ہی یا زمین بہمہ طبقات اُسنے کہا کہ میری خطا زیادہ
ہی پھر پوچھا کہ تیری خطا زیادہ ہی یا پہاڑ عرض کیا کہ میری خطا زیادہ ہی پھر پوچھا کہ تیرا قصور زیادہ ہی یا سمندر عرض کیا کہ میرا قصور
زیادہ ہی پھر پوچھا کہ تیرا گناہ بڑھ کر ہی یا سب آسمان عرض کیا کہ میرا گناہ بڑھ کر ہی پھر پوچھا کہ تیری تقصیر زیادہ ہی یا عرش اُسنے کہا

کہ میری تقصیر پھر پوچھا کہ تیرا گناہ زیادہ ہی یا خداوند کریم اسنے عرض کیا کہ خدا ے تعالیٰ بہت بڑا ہی آپ نے فرمایا کہ تیرا بُرا ہو اسکو مجھسے بیان کر اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین مالدار آدمی ہون مگر جب سائل مانگنے آتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا شعلہ آگ کا میرے سامنے ہی آپنے فرمایا کہ تو مجھسے علیحدہ ہو اپنی آگ سے مجھے مت جلا نا قسم ہی اُس ذات کی کہ جس نے مجکو ہدایت اور کرامت کے ساتھ بھیجا ہی اگر تو رکن اور مقام کے درمیان کھڑے ہو کر دس لاکھ برس نماز پڑھے اور پھر اُتنا روے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین بہ نکلین اور درخت سیراب ہو جاوین اور پھر بخل کی حالت مین تیری موت ہو تو خدا ے تعالیٰ تجکو دوزخ مین اوندھے منھ ڈالیگا تیرا بُرا ہو کیا تجھے معلوم نہین کہ بخل کفر کا ایک حصہ ہی اور کفر دوزخ مین رہیگا کیا تو نہین جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ آثار حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ جب اللہ نے جنت عدن پیدا کی تو اُسکو ارشاد فرمایا کہ تو مزین ہو وہ آراستہ ہوئی پھر فرمایا کہ اپنی نہرین ظاہر کر اُسنے چشمۂ سلسبیل اور عین کافور اور آب تسنیم نکالے جنسے باغہا ے جنت مین شراب اور شہد اور دودھ کی نہرین بہنے لگین پھر ارشاد ہوا کہ اپنی کرسی تخت پردہ زیور لباس و حور عین ظاہر کر اُسنے تعمیل ارشاد کی پھر خدا تعالیٰ نے اُسکو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ کچھ بول وہ بولی کہ جو شخص مجھ مین رہے گا وہ کیا اچھا ہوگا ارشاد ہوا کہ قسم ہی اپنی عزت کی بخیل کو تجھ مین جگہ نہ دونگا اور ام البنین حضرت عمر بن عبد العزیز رح کی بہن کا قول ہی کہ تف ہی بخیل پر اگر بالفرض بخل کُرتا ہوتا تو مین کبھی نہ پہنتی اور اگر راستہ ہوتا تو کبھی نہ چلتی اور طلحہ بن عبید اللہ رح فرماتے ہین کہ ہمکو اپنے مال پر وہی صورت پیش ہوتی ہی جو بخیلون کو پیش آتی ہی مگر یہ فرق ہی کہ ہم صبر کرتے ہین اور محمد بن منکدر رح فرماتے ہین کہ پہلے یون مشہور تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی بُرائی چاہتا ہی تو اُنپر اُن مین سے بُرون کو حاکم کر دیتا ہی اور اُنکا رزق اُنکے بخیلون کے ہاتھ مین دے دیتا ہی اور حضرت علی رضہ نے اپنے خطبے مین فرمایا کہ عنقریب لوگون پر ایک وقت ایسا آویگا کہ ایماندار اپنے مال کو دانتون سے پکڑیگا حالانکہ اسکا حکم اُسکو نہین چنانچہ خدا ے تعالیٰ فرماتا ہی ولا تنسوا الفضل بینکم اور حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہین کہ شح بہ نسبت بخل کے زیادہ سخت ہی اسلیے کہ شحیح دوسرے کے مال پر بخل کرتا ہی اور اپنا مال بھی نہین دیتا اور بخیل وہی ہی جو اپنے مال پر بخل کرتا ہی اور شعبی رح فرماتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ جھوٹ اور بخل مین سے کون سا دوزخ مین زیادہ نیچے جاویگا۔ اور روایت ہی کہ نوشیروان عادل کے پاس دو حکیم ہند اور روم کے آئے اُسنے ہندی حکیم سے کہا کہ کچھ کہو اُسنے کہا کہ آدمیون مین سب سے بہتر وہ ہی جو ملاقات مین سخی ہو اور غصہ مین ہوشیار اور کہنے مین متامل اور رفعت مین تواضع کرنے والا اور قرابت والون پر شفقت کرنے والا پھر حکیم رومی نے کہا کہ بخیل کا مال اُسکے دشمن کو پہونچتا ہی اور جو شخص شکرگزار کم ہی اُسکا مطلب نہین ملتا اور دروغگو مذموم ہوتے ہین اور چغلخور فقیر ہو کر مرتے ہین اور جو شخص کسی دوسرے پر رحم نہین کرتا خدا ے تعالیٰ اُسپر ایسے کو مسلط کرتا ہی جو اُسپر رحم نہ کرے اور ضحاک رح نے اس آیت یعنی انا جعلنا فی اعناقہم اغلالا کی تفسیر مین فرمایا ہی کہ اغلال سے غرض بخل ہی جب اللہ تعالیٰ نے اُنکے ہاتھون کو خدا کی راہ پر خرچ کرنے سے روک دیا ہی تو اُنکو راہ ہدیٰ نہین سوجھتی اور حضرت کعب رضہ فرماتے ہین کہ ہر صبح کو دو فرشتے یون پکارتے ہین کہ الٰہی بخیل کا مال جلدی تباہ کر اور خرچ کرنے والے کے لیے جلد اُسکا عوض بھیج اور اصمعی رح کہتے ہین کہ مین نے ایک اعرابی کو سُنا ہی کہ وہ ایک شخص کی صفت کہتا تھا یعنے یون کہا کہ فلان شخص میری نظرون مین حقیر ہو گیا باین وجہ کہ دنیا اُسکی نظرون مین بڑی ہی اور سائل کا سامنے آنا اُسکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا ملک الموت آیا اور حضرت امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ مین کسی بخیل کو عدل نہین جانتا اسلیے کہ بخل کے مارے آدمی اپنے حق سے زیادہ لیا کرتا ہی اس خوف سے کہ کہین خسارہ مین نہ رہون پس جسکا یہ حال ہو وہ امانت کے قابل نہین ہی اور حضرت علی رضہ کا قول ہی کہ کریم آدمی کبھی اپنا حق کامل نہین لیتا چنانچہ خدا ے تعالیٰ فرماتا ہی عرف بعضہ واعرض عن بعض اور جاحظ رح کہتے ہین کہ لذات مین سے صرف تین چیزین باقی ہین بخیلون کو بُرا

[illegible]

کہنا اور بھنا گوشت کھانا اور خارش کا کھجلانا اور بشر بن الحارث رح فرماتے ہین کہ بخیل کی غیبت کرنی غیبت مین شمار نہین ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا تھا انک اذا البخیل یعنی تو اس صورت مین بخیل ہی بس بخیل کو بخیل کہنا اس حدیث سے جائز ہوا اور ایک عورت کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئی کہ روزہ دار اور شب بیدار ہی الا اسمین بخل بھی ہی آپ نے فرمایا کہ تو پھر اسمین کچھ خیر نہین اور بشر رح کا قول ہی کہ بخیل کی طرف دیکھنے سے دل سخت ہوتا ہی اور بخیلون کی ملاقات سے ایماندارون کے دل پر کرب ہوتا ہی اور یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ دل سخیون کی دوستی ہی چاہتا ہی گو وہ بدکار ہی ہون اور بخیلون سے دل پر نفرت ہی آتی ہی گو وہ نیک ہی ہون اور ابن معتز رح کا قول ہی کہ جو شخص سب لوگون مین مال کا زیادہ بخل کرتا ہی وہ آبرو اپنی سب سے زیادہ دیتا ہی اور حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام شیطان لعین سے ملے اور اس سے فرمایا کہ مجکو یہ بتا کہ لوگون مین سے تیرے نزدیک زیادہ محبوب کون ہی اور زیادہ ناپسند کون ہی اسنے عرض کیا کہ زیادہ تر محبوب تو مومن بخیل ہی اور زیادہ ناپسند بدکار سخی آپ نے اسکا سبب پوچھا تو اسنے عرض کیا کہ اسلیے کہ بخیل کو تو اسکا بخل ہی کافی ہی میری کچھ ضرورت نہین اور جو سخی بدکاری کرتا ہی تو مجھے یہ خوف رہتا ہی کہ کہین سخاوت کی جہت سے خدا ے تعالی اسکی خبر نہ لے لیوے اور پھر وہ میرے بس کا نہ رہے مقبول خدا ہو جاوے پھر ابلیس یہ کہتا چلا گیا کہ اگر تم یحیی نہوتے تو ہرگز نہ بتلاتا۔

بخیلون کی حکایات - روایت ہی کہ بصرہ مین ایک بخیل مالدار تھا کسی ہمسایہ نے اسکی دعوت کی اور قیمہ انڈون کے ساتھ پکا ہوا سامنے رکھا وہ بہت سا کھا گیا اور پھر پانی بار بار پینے لگا یہانتک کہ پیٹ پھول گیا اور کرب کے مارے مرنے اور پیچ و تاب کھانے لگا جب بہت برا حال ہوا تو اسکی کیفیت طبیب سے بیان کی گئی طبیب نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین قی کر ڈالے اسنے جواب دیا کہ مجھے مرنا قبول ہی مگر جو غذا عمدہ مین نے کھائی ہی وہ کبھی قے نہ کرونگا - اور روایت ہی کہ ایک اعرابی کسی شخص کی تلاش مین نکلا وہ انجیر کھا رہا تھا جسکو عربی مین تین کہتے ہین جب اعرابی کو دیکھا اسکو چادر تلے چھپا دیا پھر اعرابی سے کہا کہ تم کچھ قرآن شریف مین سے پڑھو اسنے کہا کہ بہتر اور پڑھا والزیتون وطور سینین اسنے کہا کہ اسکے شروع سے والتین کہان گیا اعرابی نے جواب دیا کہ وہ آپ کی چادر تلے ہی - اور ایک شخص نے اپنے کسی برادر کو بلایا اور کچھ نہ کھلایا عصر کے وقت تک جانے بھی نہ دیا یہانتک کہ بہت بھوکھ لگی اور باولا سا ہو گیا پھر صاحب خانہ ستار لیکر بیٹھا اور مہمان سے کہا کہ تجھے میری قسم کون سی آواز تجھے پسند ہی اسنے کہا کہ مجھے آواز گوشت کے بھننے کی پسند ہی اور حکایت ہی کہ محمد بن یحیی برمکی بخیل اور بدصورت تھا کسی شخص نے اسکے رشتہ دار سے جس سے اسکو کمال الفت تھی اسکے دسترخوان کا حال پوچھا اسنے کہا کہ دسترخوان چار انگشت کا ہوگا اور پیالے ایسے چھوٹے ہین کہ گویا خشخاش کھود کر بنائے ہین اسنے پوچھا کہ ایسے دسترخوان پر کون لوگ کھاتے ہین اسنے کہا کہ کرام کاتبین کھاتے ہین پھر پوچھا کہ محمد بن یحیی کے ساتھ آخر کوئی کھاتا ہی یا نہین اسنے کہا کہ مکھیان البتہ کھاتی ہین کہا کہ تم تو انکے مخصوصون مین ہو یہ کیا بات ہی کہ تمھارے کپڑے پھٹے ہوے ہین اسنے جواب دیا کہ مجھے سوئی میسر نہین کہ اس سے درست کرون اور زیادہ تو کیا کہون اگر بالفرض محمد بن یحیی کی ملک مین ایک کوٹھہ بغداد سے لیکر نوبہ تک لنبا سوئیون سے بھرا ہوا ہو اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے ساتھ آکر اس کوٹھے مین سے ایک سوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کے ٹانکنے کے لیے جو پیچھے سے پھٹ گیا تھا مانگین تو محمد بن یحیی کبھی نہ دیگا اور روایت ہی کہ مروان بن ابی حفصہ بخل کے مارے گوشت نہ کھاتا جب بہت جی چاہتا تو غلام سے کہتا کہ ایک سری مول لے اسی کو کھا لیتا لوگون نے اس سے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہی کہ تم جاڑے اور گرمی مین ہمیشہ سری ہی کھاتے ہو اسنے کہا کہ وجہ یہ ہی کہ سری کا نرخ مجھے معلوم ہی تو اسمین غلام خیانت نہین کر سکتا اور مجھے خسارہ نہین دے سکتا اسکے سوا گوشت اگر ہو تو وہ پکانے کے وقت اسمین سے نکال کر کھا سکتا ہی سری مین یہ بات بھی مفقود ہی اسمین سے اگر آنکھ یا کان یا رخسار کو ہاتھ بھی لگاویگا تو مجھے معلوم ہو جاویگا اور باانہمہ مجھے کسی طرح کا مزہ اسمین ملتا ہی

آنکھ کا مزہ اور رہا اور کانون کا اور را اور زبان کا ذائقہ جدا ہوا اور گدّی اور مغز کا جدا پھر پکانے کی وقت سے بچا رہتا ہون اتنے فائدہ ہین اور ایک روز یہی شخص خلیفہ مہدی کے پاس جاتا تھا اُسکے گھر کی کسی عورت نے کہا کہ اگر تمکو انعام ملیگا تو مجھے کیا دوگے اُسنے کہا کہ اگر لاکھ درم ملینگے تو ایک تجھے دونگا وہان سے ساٹھ ہزار ملے تو اس عورت کو اُسی حساب سے درم کے تین خمس دیے اور ایک دفعہ ایک درم کا گوشت خریدا اُسکے بعد کسی نے اُسکی دعوت کر دی تو گوشت کو قصائی کے حوالہ کیا اور درم کی چوتھائی مجرا دی اور کہا کہ مجھے اسراف بُرا معلوم ہوتا ہی اور حضرت اعمش رح کا ایک ہمسایہ بخیل تھا ہمیشہ آپ سے کہا کرتا کہ میرے گھر چل کر آپ ٹکڑا روٹی کا نمک کے ساتھ نوش فرماوین آپ انکار کر دیا کرتے ایک روز جو حسب دستور عرض کیا اُسوقت اُنکو بھوکھ بھی تھی فرمایا کہ اچھا چلو گھر مین لاکر واقع مین ایک ٹکڑا روٹی کا اور نمک سامنے رکھدیا اتنے مین ایک سائل آیا تو صاحب خانہ نے کہا کہ برکت ہو اسنے دوبارہ سوال کیا پھر وہی جواب دیا اُسنے تیسری بار سوال کیا تو کہا چلدے ورنہ لاٹھی لیکر نکلتا ہون حضرت اعمش نے اُسکو پکار کر کہا کہ شاہ جی چلے جاؤ بخدا کہ صاحب خانہ وعدہ کا بہت سچا ہی مین نے کوئی اس سے سچا نہین دیکھا مدت سے مجھسے کہتا تھا کہ ٹکڑا روٹی کا مع نمک کے کھالو آج بخدا کہ کچھ زیادہ ان دونون چیزون سے میرے سامنے نہین رکھا۔

آٹھوان بیان ایثار اور اُسکی فضیلت کے بیان مین

۔ واضح ہو کہ سخاوت اور بخل کے بہت سے درجات ہین سخاوت کے درجات مین سب سے زیادہ ایثار ہی یعنے باوجود اپنی حاجت کے مال دے ڈالے اور سخاوت اسکا نام ہی کہ جس چیز کی اپنے آپ کو حاجت نہو اُسکو کسی محتاج یا غیر محتاج کو دے دے اور حاجت کے ہوتے دوسرے کو دے دینا نہایت مشکل ہی اور جسطرح کہ سخاوت کبھی اس درجہ کو پہونچتی ہی کہ آدمی اپنی چیز باوجود حاجت کے دوسرے کو دے دے اسی طرح بخل بھی کبھی ایسے رتبہ کو پہونچتا ہی کہ انسان اپنا مال باوجود حاجت کے بھی اپنے نفس پر خرچ نہ کرے مثلاً بعض بخیل مال کو اس طرح رکھتے ہین کہ اگر خود بیمار ہو جاوین تو دوا نہ کرین یا اور کسی طرح کی خواہش دل مین ہو کھانے یا پینے کی تو مول لیکر نہ کھاوین مفت کی ملجاے تو کھالین پس ایسا شخص باوجود حاجت کے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرتا ہی اور ایثار والا اپنے نفس پر باوجود حاجت کے دوسرے کی حاجت کو مقدم سمجھتا ہی تو دیکھنا چاہیے کہ ان دونون شخصون مین کتنا فرق ہی اخلاق خدا کی نعمت ہی جہان چاہے وہان رکھدیتا ہی سخاوت مین ایثار کے اوپر کوئی درجہ نہین قرآن مجید مین خدا تعالے نے صحابہ رض کی تعریف اسی ایثار پر فرمائی ویوثرون علی انفسہم ولوکان بہم خصاصۃ اور حدیث شریف ہی ایما امرء اشتہی شہوۃ فرد شہوتہ واثر علے نفسہ غفر لہ اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین دن برابر پیٹ بھر کے کھانا نہ کھایا یہانتک کہ دنیا سے علیحدہ ہوے اور اگر ہم چاہتے تو پیٹ بھر کر کھالیا کرتے الا ساکون کا پیٹ بھرنا اپنے نفسون سے مقدم سمجھتے تھے اور ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا آپکے گھر مین اُسوقت کچھ نہ تھا اتنے مین ایک شخص انصار رض سے وہان آئے اور اُس مہمان کو اپنے ساتھ لے گئے گھر مین جاکر کھانا اُسکے سامنے رکھ دیا اور گھر والی سے کہا کہ چراغ گل کر دے اور اندھیرے مین اپنا ہاتھ بھی کھانے کی طرف بڑھاتے تھے گویا ساتھ کھاتے ہین مگر واقع مین کھاتے نہین تھے یہانتک کہ مہمان نے سب کھانا کھالیا جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ تمنے رات جو معاملہ مہمان کے ساتھ کیا اُس سے خداوند کریم کو بھی تعجب ہوا اور یہ آیت اُتری ویوثرون علی انفسہم ولوکان بہم خصاصۃ غرضکہ سخاوت اللہ تعالے کے اخلاق مین سے ایک کا نام ہی اور اُسکے اعلے درجہ کا نام ایثار ہی جو کہ روزمرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا یہانتک کہ خداے تعالے نے آپکے اس خلق کو یون فرمایا وانک لعلے خلق عظیم اور سہیل تستری رح فرماتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دعا مانگی کہ آلہی مجھکو بعض درجات محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُنکی اُمت کے دکھلادے حکم ہوا کہ اے موسی تجکو تاب

ہو گی الا ایک مرتبہ عظیم اُسکا تجھے دکھادیتا ہون جسکے باعث اُسکو تجھپر اور تمام خلق پر مین نے فضیلت دی ہی پھر ایک دفعہ ہی عالم ملکوت کا پردہ اُٹھا لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو آپ کا درجہ دیکھا تو انوار تجلی اور قرب الی اللہ سے گویا اُنکی جان سی نکلی جاتی تھی سبحان اللہ ع موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات + تو عین ذات می نگری در تبسمی ؎ روحی فداک یارسول اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی کس وجہ سے اور کون سی خصوصیت سے اُنکو یہ بزرگی عنایت ہوئی ارشاد ہوا کہ ایک عادت کے سبب جسکو مین نے اُسمین رکھی ہی اور اُنکو عنایت نہین کی یعنے ایثار کی وجہ سے یہ مرتبہ ملا ہی اے موسیٰ اگر کسی شخص نے کبھی اپنی عمر مین ایثار پر عمل کیا ہوگا جب وہ میرے پاس آویگا تو مجکو اُسکے حساب لینے سے شرم آویگی بے حساب اُسکو جنت مین جہان وہ چاہیگا جگہ دونگا اور روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر اپنی کسی زمین کے دیکھنے کو نکلے راہ مین کسی باغ مین ٹھہرے کہ وہان ایک غلام حبشی کام کر رہا تھا جب اُس غلام کا کھانا آیا اور اُسی وقت ایک کتا بھی اُس احاطہ مین گھُسکر غلام کے پاس چلا آیا اُسنے ایک روٹی اُسکو دے دی جب کھا چکا دوسری دے دی پھر تیسری دے دی اسی طرح اپنی غذا کل اُسکو کھلادی حضرت عبد اللہ بیٹھے دیکھا کیے پھر اُس غلام سے پوچھا کہ تیری غذا ہر روز کسقدر رہی اُسنے عرض کیا کہ اسی قدر رہی جو آپ نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے سب کی سب کتے کو کیون کھلادی آپ کیون نہ کھائی اُسنے عرض کیا کہ یہان کوئی کتا نہین رہتا معلوم ہوتا ہی کہ یہ کتا مسافر ہی دور سے یہان آیا تھا اور بھوکا تھا مجکو اُسکا بھوکا رہنا اور اپنا شکم سیر ہونا بُرا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ پھر دن بھر کیا کھاویگا اُسنے عرض کیا کہ فاقہ کرونگا پھر آپنے سوچا کہ مین اُسکو سخاوت پر ملامت کر رہا ہون یہ تو مجھسے زیادہ سخی ہی پس آپنے اُس باغ اور غلام اور وہان کے اسباب وسامان کو خرید کر اُس غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اُسکو ہبہ کر دیا اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ ایک صحابی کے پاس کسی نے ایک بکری کی سری ہدیہ بھیجی اُنھون نے یہ خیال کرکے کہ میری نسبت فلان بھائی محتاج زیادہ ہی دوسری دوسرے کے پاس بھیجدی اُنھون نے بھی اسی تصور سے تیسرے کے پاس بھیجی اسیطرح وہ سات گھر پھری یہانتک کہ اصل مالک کے پاس جسنے اول بھیجی تھی پہونچ گئی سبحان اللہ کیا ایثار تھا روایت ہی کہ جس رات یعنی شب ہجرت حضرت علی المرتضےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے تو خداے تعالےٰ نے حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام کو ارشاد فرمایا کہ مین نے تم دونون مین بھائی چارہ کر دیا اور تم دونون مین سے ایک کی عمر زیادہ کی تو بتاؤ کہ کون ساتم مین کم زندگی چاہتا ہی اور زیادہ حیات دوسرے کے واسطے پسند کرتا ہی دونون نے یہی چاہا کہ میری عمر زیادہ ہو یعنے ایثار کا مضمون کسی نے پسند نہ کیا ارشاد ہوا کہ کیا تم دونون حضرت علیؓ کے موافق بھی نہوے کہ مین نے اُس مین اور اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین بھائی چارہ کیا تو آج رات اُسکے بچھونے پر اُسکی جان کے بدلے اپنی جان فدا کرتا ہی اور اسکا جیا اپنے جینے پر مقدم سمجھتا ہی اب تم زمین پر جاؤ اور علی کی حفاظت اُسکے دشمنون سے کرو پس موجب ارشاد کے حضرت جبرئیل آپ کے سرہانے اور حضرت میکائیل اُنکے پئتانے کھڑے ہوے حضرت جبریل فرماتے کہ واہ واہ اے فرزند ابوطالب تجھسا آج کوئی نہین کہ خداے تعالےٰ تجھسے فرشتون پر فخر فرماتا ہی پھر یہ آیت اُتری ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد اور حضرت ابو الحسن الطاکی رح کے پاس ایک بار کسی گانون مین متصل رے کے تیس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہوے اُنکے پاس چند روٹیان گنتی کی تھین کہ سب کے شکم سیری کو کافی نہ تھین پس روٹیون کے ٹکڑے کرکے چراغ گل کر دیا اور کھانے کو بیٹھے جب کھانا بڑھایا تو معلوم ہوا کہ سب کا سب موجود ہی کسی نے کچھ نہین کھایا ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دوسرا کھالے تو بہتر ہی اور روایت ہی کہ شعبہ رح کے پاس ایک سائل آیا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا اپنے مکان کی ایک کڑی اُتار کر اُسکو دی اور معذرت کی اور حذیفہ عدوی کہتے ہین کہ مین شام کے نواح مین یوم یرموک کو گیا مجھے اپنے چچازاد کی تلاش

ح ١٢ احمد نے بروایت ابن عباس رضہ مختصراً لکھا ہی اسمین ذکر جبریل و میکائیل کا نہین ١٢ منہ اور کوئی آدمی ہی کہ بیچتا ہی اپنی جان تلاش کرتا ہی خوشی اللہ کی اور اللہ شفقت رکھتا ہی بندون پر ١٢

تھی کہ اگر اُن مین کوئی سانس باقی ہوگی تو پانی پلادونگا اور منھ دھودونگا اسی لیے تھوڑا پانی لیتا گیا جب معرکہ کی جگہ مین ڈھونڈھا تو اُنکو زندہ پایا پوچھا کہ پانی پلادون اُنسے اشارہ سے کہا کہ اچھا جب مین نے پلانا چاہا تو آہ کی آواز پاس سے آئی میرے چچازاد نے اشارہ کیا کہ پہلے اُسکو پلاؤ جب مین وہان لے گیا تو دیکھا ہشام بن عاص ہین مین نے پوچھا کہ پانی پلاؤن یہ سنکر ایک اور آہ کی آواز آئی حضرت ہشام نے اشارہ کیا کہ اول وہان لے جاؤ جب مین اُس شخص کے پاس گیا وہ مرچکا تھا وہان سے پھر ہشام رض کے پاس آیا تو یہ بھی انتقال کرگیا پھر اپنے چچازاد کے پاس آیا تو اُنکو بھی زندہ نہ پایا خداے تعالےٰ اُن سب پر اپنا رحم کرے اور عباس بن دہقان کہتے ہین کہ سوائے بشر بن الحارث کے کوئی شخص ایسا نہین کہ جسطرح دنیا مین آیا ہو اسی طرح اُٹھ جاوے بشر بن الحارث البتہ جیسے آئے تھے ویسے ہی گئے اُنکے مرض موت مین ایک شخص آیا اور حاجت کا سوال کیا آپ نے اپنا کرتا اُتار کر اُسکے حوالہ کیا اور ایک اور شخص سے ایک کپڑا مانگ لیا اُسمین انتقال ہوا اور بعض صوفیہ سے روایت ہے کہ ہم چند لوگ متفق ہوکر طرسوس کے باب جہاد سے باہر نکلے اور ایک کتا ہمارے ساتھ ہولیا ہم باہر نکلکر ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے وہان سے متصل ایک مردار پڑا تھا کتے نے مردار کو دیکھ شہر کو مراجعت کی اور تھوڑی دیر کے بعد وہان سے پھرا تو بیس کتے اُسکے ساتھ تھے وہ سب کے سب آتے ہی مردار پر جھک پڑے اور یہ کتا الگ بیٹھا ہوا دیکھتا رہا یہانتک کہ گوشت مردار کا سب ہوچکا اور ہڈیان رہ گئین جب شہر کے کتے کھا پیکر شہر کو چلے گئے تب اُس کتے نے اُن پس ماندہ ہڈیون کو چچوڑنا شروع کیا اور اُنھین سے اپنا شکم سیر کرکے چلا گیا اور جو احادیث کہ ایثار کے باب مین وارد ہین مع حالات اولیا کے ہمنے باب فقر وزہد مین لکھی ہین یہان لکھنے کی ضرورت نہین

نوان بیان سخاوت اور بخل کی تعریف اور اُنکی حقیقت مین

- یہ بات شرعی دلیلون سے پایۂ ثبوت کو بخوبی پہنچ چکی ہے کہ بخل مُہلکات مین سے ہے لیکن انسان کو کون چیز سے بخل متصور ہوتا ہے اور بخل کس شے کا نام ہے یہ امر دقیق ہے اسلیے کہ ہر ایک انسان اپنے عندیہ مین اپنے آپ کو سخی جانتا ہے حالانکہ غیرون کی نظرون مین بخیل ہوتا ہے یا ایک آدمی سے کوئی کام سرزد ہوا تو اُسمین لوگون کا قول مختلف ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ یہ بخل ہے اور بعض کہتے ہین بخل نہین علاوہ اسکے آدمی کا نفس مال کی محبت سے خالی نہین اس محبت کے باعث مال کی حفاظت اور امساک کرتا ہے تو اگر صرف امساک ہی سے بخیل ہولیکے تو اُس سے کوئی بھی خالی نہین اور اگر امساک سے بخل نہو تو پھر بخل کے معنی کیا ہین بخل تو امساک ہی کا نام ہے اُسمین سے موجب ہلاک کون سا ہے اور سخاوت کی تعریف کیا ہے جس سے کہ آدمی سخی کہلاتا ہے اور سخاوت کا ثواب پاتا ہے پس اس باب مین اقوال مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ بخل اسکو کہتے ہین کہ حق واجب کو نہ دے تو اِس لحاظ سے جو شخص حقوق واجبہ اپنے ذمے کے دیتا رہے وہ بخیل نہوگا مگر یہ تعریف کافی نہین اسلیے کہ مثلاً جو شخص قصائی سے گوشت یا نانبائی سے روٹی مول لادے اور پھر اُسکو کچھ کم دام پر واپس کردے تو بالاتفاق بخیل کہلاتا ہے اسی طرح جو شخص اپنے اہل وعیال کو روزینہ مقرر دیے اور وے اگر ایک لقمہ بھی اُس مقدار سے زیادہ چاہین اور کوئی ادنی چیز اُسکے مال سے کھالین تو روادار نہو وہ بھی بالاتفاق بخیل ہی گنا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی روٹی کھاتا ہو اور کوئی دوسرا شخص ایسا آجاوے کہ کھانے والے کو خیال ہو کہ میرے ساتھ بیٹھ جاویگا اور اس نظر سے روٹی چھپاوے وہ بھی بخیل ہی ہے حالانکہ تینون مثالون مین یہ نہین ہے کہ کسی نے حق واجب نہ دیا ہو اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخیل وہ ہے جو دینے کو سخت جانے اور یہ تعریف بھی ناقص ہے کیونکہ اگر اس سے یہ غرض ہے کہ سب قسم کا دینا اُسپر سخت ہے تو بہت سے بخیل ایسے ہوتے ہین کہ اُنکو تھوڑا سا دینا گران نہین گذرتا دانہ دو دانے دے ڈالتے ہین اور زیادہ دینا البتہ گران گذرتا ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ بعض دہش سخت معلوم ہو تو یہ بات سخی مین بھی موجود ہے مثلاً اگر کسی کو سب مال یا اُسکا اکثر دیوے تو

البتہ گران گذریگا اگر اس سے وہ شخص بخیل نہین کہلاویگا اسی طرح سخاوت اور جود کے باب مین اقوال مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ سخاوت اسکا نام ہی کہ بلا تامل حاجت پوری کرے اور بدون احسان جتانے کے کسی کو کچھ دے اور بعضون کا یہ قول ہی کہ جود اُس دینے کو کہتے ہین کہ بدون مانگے کسی کو دے اور یہ تصور کرے کہ تھوڑا دیا اور بعض یون کہتے ہین کہ سائل کو دیکھکر خوش ہونا اور اپنے دینے سے فرحت ہونے کا نام جود ہی جب کبھی میسر ہو اور کچھ لوگ یہ فرماتے ہین کہ مال کو اس خیال سے دینا کہ مال بھی خدا کا ہی اور بندہ بھی اُسی کا تو بندہٗ خدا مال خدا دیتا ہی فقر و فاقہ سے نہین ڈرتا اسکا نام جود ہی اور کچھ یون کہتے ہین کہ جو شخص کچھ مال تو دے دے اور کچھ باقی رکھے وہ اہل سخاوت ہی اور جو زیادہ تو دے ڈالے اور تھوڑا سا اپنے لیے رہنے دے وہ اہل جود ہی اور جو خود تکلیف اُٹھاوے اور دوسرے کی تنا پوری کرے وہ صاحب ایثار ہی اور جو کچھ بھی خرچ نہ کرے وہ بخل والا ہی یہ تمام اقوال اس باب مین ہین مگر حقیقت بخل و جود کی کسی سے صاف نہین معلوم ہوتی اسواسطے ہم اسکو مفصل لکھتے ہین اصل یہ ہی کہ مال ایک حکمت اور مقصود کے لیے پیدا ہوا ہی یعنے حاجات خلق کی درستی کے لیے بنا ہی اور یہ بات ممکن ہی کہ جس چیز مین اُسکا صرف کرنا چاہیے اُسمین اسکا امساک کیا جاوے اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ جن اشیا مین اسکا خرچ کرنا اچھا نہین انھین مین اُٹھا دیا جاوے اور ان دونون باتون کے بیچ مین یہ بات بھی ممکن ہی کہ اسکا خرچ عدل کے ساتھ ہو یعنے جہان روکنا ضروری ہو وہان روکا جاوے اور جہان خرچ ضروری ہو وہان خرچ کیا جاوے پس خرچ کی ضرورت کی جگہ پر روک رکھنا بخل ہی اور روک رکھنے کی ضرورت کی جگہ خرچ کرنا اسراف ہی اور ان دونون کے درمیان مین خرچ و امساک کرنا اچھا ہی اور سخاوت و جود چاہیے یون کہ اسی رتبہ وسط کا نام ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف سخاوت کرنے کا حکم تھا اور پھر یہ ارشاد ہوا ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط اور یہ بھی ارشاد ہوا والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما انسے معلوم ہوا کہ جود درجہ اوسط کا نام ہی درمیان اسراف و کمی کے اور قبض و بسط کے یعنی اندازہٗ خرچ و امساک کو مقدار واجب و ضروری پر حصر کرنا جود ہی مگر اسمین یہ قید ہی کہ یہ فعل فقط اعضا سے کافی نہین جب تک کہ دل بھی اسپر راضی نہو اور تکرار نہ کرے پس اگر جہان خرچ مناسب تھا وہان خرچ کیا مگر نفس اس سے نزع کرتا ہی اور یہ اُسپر صبر کرتا ہی تو ایسے شخص کو سخی نہ کہینگے بلکہ بتکلف سخی بننے والا کہلائیگا اسلیے ضرور ہوا کہ اسکے دل کو مال کے ساتھ صرف اتنا علاقہ رہنا چاہیے کہ اخراجات ضرور یہ مین اُسکو صرف کرلے اور کوئی علاقہ نہونا چاہیے رہی یہ بات کہ یہ امر مقدار واجب کے پہچاننے پر موقوف ہی کہ کون سا خرچ واجب ہی تو اسکو سننا چاہیے کہ واجب دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو بحکم شرع واجب ہی دوسرے وہ کہ بلحاظ ضرورت و عادت ضروری ہی تو سخی وہی ہوگا جو اپنے مال کو نہ واجبات شرعی سے روکے نہ ضروریات مروت سے اگر ایک کو ان دونون سے فروگذاشت کریگا بخیل ہوگا البتہ جو واجبات شرعی کو نہ ادا کریگا وہ زیادہ تر بخیل ہوگا مثلاً کوئی شخص مال کی زکوٰۃ نہ دے یا اپنے اہل و عیال کا نفقہ واجب نہ پہونچاوے یا زکوٰۃ تو دے مگر اُسپر سخت ناگوار گذرے تو اسکو طبیعت کا بخیل جاننا چاہیے گو بہ تکلف دیتا ہی یا جو شخص کہ دینے کے وقت بُرا مال دیتا ہی اچھا دینے سے اسکا دل خوش نہین ہوتا نہ اوسط درجہ کا مال دے کر راضی ہوتا ہی تو یہ بھی بخل ہی ہی اور مروت کے سبب جو خرچ ضروری ہی وہ یہ ہی کہ ادنیٰ ادنیٰ چیزون کی داد و ستد مین تنگی نہ کرے یہ ایک بڑی بات ہی اور یہ بُرائی حالات و اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہی مثلاً بعضی باتین ایسی ہوتی ہین کہ ان میں تونگر کی تنگ گیری بُری معلوم ہوتی ہی فقیر کی بُری نہین معلوم ہوتی یا آدمی اپنے اہل و عیال و اقارب سے تنگ گیری کرے تو بُری معلوم ہوتی ہی اجنبیون سے بُری نہین معلوم ہوتی ہی اور ہمسایون سے تنگ گیری بہ نسبت دور والون کے بُری لگتی ہی اور ضیافت مین تنگی کرنی بہ نسبت خرید و فروخت اور معاملون کے بُری معلوم ہوتی ہی غرضکہ تنگی برتنے مین چار چیزون کے اختلاف سے اسکے احکام مختلف ہوتے ہین اول تو جس کام مین تنگی کیجاوے جیسے ضیافت اور داد و ستد وغیرہ دوم جس چیز کی تنگی کیجاوے جیسے

[illegible]

کپڑا اور کھانا وغیرہ اسلیے کہ جیسی کھانے مین تنگی بُری معلوم ہوتی ہی ایسی اور چیزون مین نہین ہوتی اسی طرح کفن کے خریدنے مین یا قربانی یا صدقہ کی خرید مین تنگی کرنی جیسی بُری معلوم ہوتی ہی ایسی اور چیزون مین نہین معلوم ہوتی تیسرے جسکے ساتھ تنگی کیجاوے مثلاً دوست یا بھائی یا قریب یا زن و فرزند یا اجنبی کے ساتھ چہارم جو شخص تنگی کرے وہ لڑکا ہی یا عورت یا بڈھا یا جوان یا عالم یا جاہل یا مالدار یا مفلس پس بخیل اُسکو کہتے ہین کہ مال کو ایسی جگہہ خرچ کرنے سے روکے جہان بحکم شریعت یا اقتضاے مروت روکنا نہ چاہیے اور اُسکی کچھ مقدار معین نہین ہو سکتی اور بخل کی تعریف یون بھی ممکن ہی کہ جونسا مطلب مال کی حفاظت کی نسبت زیادہ اہم ہو اُس مطلب سے مال کو روک لینا بخل ہی مثلاً دین کا بچانا مال کی نسبت اہم ہی تو اب اگر کوئی زکوٰۃ یا نفقہ واجب مین مال صرف نہ کرے تو بخیل ہی اسی طرح مروت کی حفاظت مال کی نسبت اہم ہی تو جو کوئی تھوڑی سی چیزون مین تنگی کرے خصوص ایسون کے ساتھ مین کہ اُنکے ساتھ تنگی نامناسب ہی وہ شخص مال کی محبت کے باعث مروت توڑتا ہی اور بخیل ہی یہان ایک درجہ اور رہگیا کہ ایک شخص ایسا ہی کہ واجب شرعی بھی دیتا ہی اور حفظ مروت بھی کرتا ہی الّا اُسکے پاس بہت سی دولت ہی اُسکو صدقات اور محتاجون مین صرف نہین کرتا تو اسمین حفظ مال کی بھی غرض موجود ہی یعنے زمانہ کے مصائب مین کام آوے اور غرض ثواب بھی موجود ہی کہ آخرت مین باعث بلندی درجات ہو سکتا ہی پس اِس مطلب کے لیے مال کا روک رکھنا داناؤن کے نزدیک بخل ہی اور عوام کے نزدیک بخل نہین اسلیے کہ عوام کی نظر صرف حظوظ دنیاوی پر ہوتی ہی اُنکے نزدیک مصائب زمانہ کے لیے مال کا صرف نہ کرنا بہت امر مہم ہی حالانکہ کبھی عوام کے عندیہ مین بھی علامت بخل کی ایسے لوگون پر ظاہر ہوجاتی ہی مثلاً اگر ایسے مالدار کے پڑوس مین کوئی محتاج ہو اور یہ اُسکو نہ دے اور کہے کہ جو زکوٰۃ مجھپر واجب تھی وہ ادا کر چکا اور کچھ میرے ذمہ نہین تو یہ بُرا معلوم ہوگا اور اُسکی بُرائی اُسکے مال کی مقدار کے موافق ہوگی اسی طرح اگر محتاج شدید الحاجۃ اور صالح و دیندار و مستحق ہوگا اُتنا ہی بُرائی بھی زیادہ معلوم ہوگی خلاصہ یہ کہ جو شخص واجب شرعی اور واجب مروت کو ادا کر دے تو وہ بخل سے بری ہوگیا ہان جود و سخا کی صفت سے جبھی موصوف ہوگا جب اس مقدار سے زیادہ خرچ کریگا کہ فضیلت اور درجات اسی سے ملتے ہین پس جسجگہ کہ شریعت کی روسے اسپر کچھ واجب نہین وہان اپنا مال خرچ کرنے کو باقتضاے مروت اسکا دل چاہتا ہی اور عادت کی روسے بھی اسپر کوئی ملامت نہین آتی تو جسقدر کہ اُسکے نفس مین گنجایش خرچ کی ہوگی اُسی قدر سخی ہوگا اور ظاہر ہی کہ اسکے درجات بیشمار ہو سکتے ہین اور بدین لحاظ بعض آدمی بعض سے زیادہ سخی ہوتے ہین بہرحال جود اسکا نام ہی کہ جسقدر سلوک عادت و مروت کی جہت سے ضروری ہو اُس سے زیادہ کیا جاوے مگر اسمین یہ شرط ہی کہ دل کی خوشی سے یہ سلوک ہو کسی طمع یا توقع خدمت یا تمنا و مکافات یا شکر و ثنا کے لیے نہو کیونکہ جو شخص شکر و ثنا کی طمع رکھتا ہی وہ سخی نہین بلکہ اپنے مال سے ثنا کو مول لیتا ہی اُسکو سوداگر کہنا چاہیے کہ خرچ مال سے اُسکا مقصود مدح ہی جو کہ مزہ دار معلوم ہوتی ہی اور جود اُسی خرچ کو کہتے ہین جو بدون عوض کے ہو اور واقع مین اسطرح کی جود بجز ذات پاک خداوندی کے اور شخص مین نہین ہو سکتی آدمی پر جود کا اطلاق کیا جاتا ہی تو مجازاً ہی اسلیے کہ اُسکا کوئی سا خرچ خالی غرض سے نہین لیکن اگر اُسکی غرض صرف ثواب آخرت اور فضیلت جود کا حاصل کرنا اور نفس کو آلودگی بخل سے پاک کرنا ہو تو جواد کہلاویگا اور اگر خرچ کا سبب ہجو کا خوف یا لوگون کی ملامت کا ڈر یا جسکو دیتا ہی اُس سے نفع کی توقع ہو تو یہ خرچ جود مین داخل نہین کیونکہ یہ چیزین گویا سردست اُسکو بطور عوض ہو جاتی ہین اور وہ اُنہین کی جہت سے خرچ بھی کرتا ہی پس عوض لینے والا ہوا جواد نہوا چنانچہ روایت ہی کہ ایک عابدہ عورت حیان بن ہلال کے پاس کھڑی ہوئی وہ اپنے یارون مین بیٹھے تھے اُسنے پوچھا کہ تم مین کوئی ایسا ہی جس سے مین مسئلہ پوچھون لوگون نے اُنکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جو تیرا دل چاہے اُنسے پوچھ لے اُسنے پوچھا کہ تمھارے نزدیک سخاوت کسے کہتے ہین اُنھون نے کہا کہ دینا خرچ کرنا ایثار کرنا اُسنے کہا یہ تو دنیا کی سخاوت ہوئی دین

کی سخاوت کیا ہو کہا کہ دین کی سخاوت یہ ہو کہ خدا کی عبادت سخی دل سے کرین اور کچھ گران نہ گذرے اُسنے پوچھا کہ اس سے ثواب کی بھی نیت ہو یا نہین کہا کہ ہان توقع ثواب ہو اُسنے کہا کہ کیون اُنھون نے جواب دیا کہ خداے تعالےٰ نے ہمسے وعدہ کیا ہو کہ ایک نیکی کے بدلے دس بجاویگی اُسنے کہا کہ سبحان اللہ جب ایک دیکر دس لیے تو سخاوت دل کیا ٹھہری اُنھون نے پوچھا کہ پھر تمھارے نزدیک سخاوت کیا ہو تمھین بتاؤ اُسنے کہا کہ میری دانست مین سخاوت یہ ہو کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ طاعت مین لذت اور مزہ ملے اور گران بھی نہ گذرے اور باانہمہ اُسپر نیت اجر کی بھی نہو یہانتک کہ ہرچہ مرضی مولےٰ از ہمہ اولےٰ کا حال ہوجاوے کیا اس بات کی تمھین شرم نہین آتی کہ خداے تعالےٰ کو تمھارے دلون کا حال معلوم ہوجاوے کہ یہ ایک چیز کے عوض مین دوسری چیز چاہتے ہین ایسی بات تو دنیا مین بھی بُری ہوتی ہو یعنی جب ایک شخص کو یہ معلوم ہو کہ فلان شخص مجھ سے سلوک اسواسطے کرتا ہو کہ مین اُسکو ایک کے بدلے زیادہ دون تو بیشک وہ اس دینے سے خوش نہوگا اسی طرح ایک اور عورت عابدہ کا قول ہو کہ تم لوگون کو یہ خیال ہو کہ سخاوت دراہم اور دینارون ہی سے ہوتی ہو لوگون نے پوچھا کہ پھر اور کون سی چیز سے ہو اُسنے کہا کہ سخاوت میرے نزدیک جان سے کرنی چاہیے اور اسکی تفسیر محاسبی رح کے قول مین ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ سخاوت دین مین یہ ہو کہ محض خدا کے واسطے اپنے نفس پر کھیل جاوے اور جان کا دینا اور اپنے خون کا بہا دینا خدا کی راہ مین بُرا معلوم نہو سخاوت دلی سے اسکا مرتکب ہو نیت ثواب کی نہ حال مین ہو نہ مآل مین اور گو ثواب کی حاجت بھی ہو مگر کمال سخاوت کی خوبی دل پر ایسی جم جاوے کہ ثواب کو خدا ہی کے اختیار پر چھوڑ دے یہان تک کہ خداوند کریم اس سے پھر وہ معاملہ کرے کہ اُسکے وہم و خیال مین بھی نہو

دسوان بیان بخل کا علاج - یہ تو معلوم ہی ہوچکا کہ بخل کا سبب مال کی محبت ہو اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ مال کی محبت کے دو سبب ہین ایک تو شہوات کی محبت کہ بدون مال کے وہ حاصل نہین ہوسکتین اور اسی مین طول امل یعنی توقع اپنی عمر کی زیادتی کی بھی داخل ہو اسلیے کہ انسان اگر یہ جان لے کہ مین کل مرجاؤنگا تو غالب ہو کہ مال کا بخل نہ کرے کیونکہ جو مقدار کہ آدمی کے ایک روز یا ایک مہینے یا ایکسال کے لیے کافی ہو وہ قدر قلیل ہو اُس سے زیادہ رکھنا فضول ہو اور بعض اوقات طول امل اس طرح ہوتا ہو کہ خود تو آدمی کو اپنی زندگی کی زیادہ توقع نہین ہوتی مگر چونکہ صاحب اولاد ہوتا ہو اسلیے فکر اولاد قائم مقام طول امل کے ہوجاتا ہو اُنکا جینا بھی اپنی ہی زندگی سمجھتا ہو اور اُنکے لیے مال روکتا ہو اور اسی لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أولد مبخلة مجبنة مجهلة[۱] اور جب اُسپر خوف فقر لگتا ہو اور رزق کے آنے پر اعتماد قوی نہین رہتا تو خواہ مخواہ بخل بھی قوی ہوجاتا ہو دوسرا سبب یہ ہو کہ خود مال ہی اچھا معلوم ہوتا ہو مثلاً بعض لوگون کے پاس اسقدر مال ہوتا ہو کہ اگر اپنے دستور کے موافق اُسکو خرچ کرتے رہین تو زندگی بھر کو کافی ہو اور ہزارون بچ رہین اور خود بوڑھے لاولد ہوتے ہین مگر باانہمہ زکوٰۃ نکالنے کو دل نہین چاہتا بلکہ خود بیمار ہوجاوین تو علاج مین بھی خرچ کرنا بُرا معلوم ہوتا ہو کیونکہ روپیہ پیسے کے ایسے عاشق ہین کہ اُسکا قبضہ مین رہنا اور اُسپر اپنا قابو ہونا بڑا لذیذ معلوم ہوتا ہو اسی لیے اُسکو زمین مین گاڑ رکھتے ہین حالانکہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے مرنے پر یہ مال ضائع ہوجاویگا یا دشمنون کے ہاتھ پڑیگا پھر کبھی اُسکے کھانے کو یا اُسمین سے ایک حبہ خیرات کرنے کو دل نہین چاہتا اور یہ مرض دل کا ایسا ہو کہ اسکا علاج بہت مشکل ہو خصوصاً بڑھاپے مین تو پُرانے مرضون کی طرح لا علاج ہی ہو اس مرض والے کی مثال ایسی ہو جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوا اور اُسکی جہت سے اُسکے ایلچی کو بھی چاہنے لگے پھر پیام بر سے اتنی محبت کرے کہ محبوب کو بھول جاوے اسی طرح روپیہ پیسا بھی حاجتون کا ایلچی ہو کہ زر کے سبب حاجتین حاصل ہوتی ہین اسی جہت سے زر محبوب ہوتا ہو مگر بعض اوقات حاجتون کا خیال بھی نہین رہتا صرف زر ہی محبوب ہوجاتا ہو اور یہ سخت گمراہی اور بھول کی بات ہو جو آدمی کہ زر اور پتھر مین فرق

[۱] [illegible]

سمجھے وہ جاہل ہی یعنے زر سے البتہ قضاے حاجات ہوتی ہی اور زائد از قدر حاجت زر اور پتھر مین کچھ فرق نہین جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہین
؎ زر از بہر خوردن بود ای پسر + ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر + یہ مال کی محبت کے سبب ہین اور ہر بیماری کا علاج اُسکے سبب کے ضد
کرنے سے ہوتا ہی تو شہوات کی محبت کا علاج تو یہ ہی کہ تھوڑی سی چیز پر قناعت اور صبر کرے ؎ کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر
گیرید + اور طول امل کا علاج یہ ہی کہ ہر دم موت کو یاد کرے اور اپنے ہمسرون کے مرنے کو لحاظ کرے کہ مال کے جمع کرنے مین کیسے کیسے
دکھ اُٹھائے اور مصیبتین سہین آخر خالی ہاتھ چلے گئے اور وہ سب تباہ ہو گیا اور اولاد کا خیال اگر دل مین ہو تو اُسکا علاج یہ ہی کہ یون
سوچے کہ جس خالق نے لڑکا دیا ہی اُسی نے اُسکا رزق اُسکے ساتھ اُتارا ہی بہت سے لڑکے ایسے ہوتے ہین کہ باپ کی میراث اُنکے
پاس کچھ نہین ہوتی مگر اُنکا حال باپ سے اچھا ہوتا ہی اور یہ بھی جاننے کی بات ہی کہ آدمی جو اپنی اولاد کے واسطے جمع کیا کرتا ہی
اُسکی نیت یہی ہوتی ہی کہ اُنکا حال اچھا رہے مگر کبھی اُسکا برعکس ظہور مین آتا ہی اور لڑکا اگر صالح ہی تو خداے تعالےٰ اُسکے لیے کافی
ہی اور اگر فاسق ہی تو جو مال میراث سے پاویگا اُسکو گناہ مین اُڑاویگا اور اُسکا وبال مورث کی گردن پر رہیگا اور دل کا ایک یہ بھی
علاج ہی کہ جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی تعریف مین واقع ہین اور جو وعید عذاب شدید کا خداے تعالےٰ نے بخیل کے لیے
فرمایا ہی اُن سب کو خوب تامل کرے اور مفید علاجون مین سے ایک تدبیر یہ ہی کہ بخیلون کے حالات مین زیادہ غور کیا کرے اور اُنسے
نفرت کرے اور اُنکو بُرا جانے کیونکہ کوئی ایسا بخیل نہین جو دوسرے کے بخل کو بُرا نہ سمجھے پس یہی حال اپنا تصور کرے کہ اگر مین بخل
کرونگا تو سب کی نظرون مین حقیر اور گران معلوم ہونگا جیسے میرے دل مین اور بخیل بُرے معلوم ہوتے ہین اور ایک تدبیر یہ ہی
کہ مال کے مقصود کو سوچے کہ یہ کیون پیدا ہوا ہی اور جب یہ معلوم ہو جاوے کہ صرف حاجت روائی کے لیے ہی تو بقدر حاجت رکھ
لے اور باقی کو آخرت کے لیے جمع کرے یعنے اُسکو خرچ کرکے ثواب کا ذخیرہ کرے پس یہ تدبیرین باعتبار معرفت اور علم کے ہین جب
آدمی کو عقل کے زور سے یہ معلوم ہوگا کہ خرچ کرنا بہ نسبت امساک کے دنیا و آخرت دونون مین بہتر ہی تو اگر عاقل ہوگا اُسکی
رغبت خرچ کرنے کی طرف متحرک ہوگی مگر لازم ہی کہ جب یہ خیال دل مین آئے فوراً اُسکی تعمیل کرے لیت و لعل نہ کرے اسلیے کہ
شیطان ہر وقت مفلسی کا خوف دلاتا رہتا ہی اور خرچ سے روکتا ہی روایت ہی کہ ابو الحسن بوشنگی رح ایک روز پاخانہ مین تھے اپنے
ایک شاگرد کو بلا کر فرمایا کہ میرا کرتہ بدن مین سے نکالکر فلان شخص کو دے دے اُسنے عرض کیا کہ آپنے پاخانہ مین سے نکلنے تک کا
صبر نہ فرمایا اُنھون نے کہا کہ اسوقت میرے دل مین آیا کہ کرتہ دے ڈالون اور اپنے نفس سے یہ خوف تھا کہ کہین بدل نہ جاوے
اسواسطے اسی وقت تعمیل کی اور صفت بخل کی جبھی جاتی ہی جب بتکلف خرچ کیا جاوے جیسے کہ عشق جب تک نہین جاتا جب تک
معشوق پیش نظر رہتا ہی ہان اگر اُسکے مقام سے مفارقت اختیار کرے اور اس جُدائی پر بتکلف ایک مدت صبر کرے تو رفتہ رفتہ
دل کو تسکین ہو جاویگی جیسے مرنے سے ہو جاتی ہی اسی طرح جو شخص بخل کا علاج کیا چاہے تو اُسکو یہی چاہیے کہ مال سے بتکلف
علیحدہ ہو جاوے یعنے اُسکو بالکل دے ڈالے بلکہ محبت کے ساتھ رکھ چھوڑنے سے تو یہ بہتر ہی کہ سب کا سب پانی مین ڈالدے
اور ایک حیلہ بخل سے بچنے کا بڑا لطیف یہ ہی کہ نفس کو دھوکا دے کہ دینے لینے سے تیرا نام نیک ہوگا اور سخی مشہور ہو جاویگا پس
اس بہانے سے بقصد ریا خرچ کرے یہانتک کہ نفس پر بطبع صفت جود خرچ کرنا ناگوار نہ گذرے اسصورت مین یہ بات تو ہوگی کہ
بخل کو دور کرکے ریا مین مبتلا ہوگا مگر بعد کو پھر ریا کی طرف متوجہ ہو کر اُسکے علاج سے اُسکو دور کرنا چاہیے غرضکہ حصول نام و شہرت
نفس کے لیے مال کے جانے کے بعد تسکین کی چیز ہی جیسے لڑکے کو جب دودھ چھُڑاتے ہین تو چڑیون وغیرہ سے کھیل مین لگا دیتے ہین
کہ دودھ کو یاد نہ کرے یہ غرض نہین ہوتی کہ اُنسے ہمیشہ کو کھیلا کرے بلکہ جب دودھ بھول جاتا ہی تو اُس کھیل کو بھی اُس سے علحدہ

کردیتے ہین اسی طرح ان صفات خبیثہ مین سے بھی بعض کو بعض پر مسلط کرکے تیزی ایک دوسرے کی کم کیجاتی ہی مثلاً کبھی غضب پر شہوت کو مسلط کرکے اُسکی تیزی توڑی جاتی ہی اور کبھی غصہ کو شہوت پر مسلط کرکے اُسکی حدت کم کیجاتی ہی الا یہ علاج ایسے ہی شخص کے حق مین مفید ہی جسپر جاہ اور ریا کی محبت کی نسبت صفت بخل بہت غالب ہو کیونکہ اسصورت مین جو صفت آپمین قوی ہی اُسکو گویا ضعیف سے بدل دیا اگر دونون برابر ہی ہونگی تو کچھ فائدہ نہین اسلیے کہ ایک سے نکلیگا اور دوسرے مین پھنس جاویگا اور پہچان اسکی یہ ہی کہ اگر خرچ کرنا ریا کے لیے اسپر گران نہ معلوم ہوتا ہو تو جان لینا چاہیے کہ صفت ریا کا غلبہ ہی اور اگر ریا کے لیے بھی خرچ دشوار معلوم ہوتا ہو تو بخل کا غلبہ ہی اس حال مین ضرور ہی خرچ کرنا چاہیے اور یہ جو مذکور ہوا کہ یہ صفات ایک دوسرے سے دور ہوجاتے ہین اُسکی مثال یون سمجھنی چاہیے کہ مردے کے تمام اجزا کیڑے ہوجاتے ہین اور یون مشہور ہی کہ یہ کیڑے ایک دوسرے کو کھا لیتے ہین اور بڑے ہوتے جاتے ہین اور تعداد کم ہوتی جاتی ہی یہان تک کہ اُن مین سے دو سب مین زبردست رہ جاتے ہین پھر وہ بھی آپس مین لڑتے ہی رہتے ہین حتیٰ کہ ایک غالب آکر دوسرے کو کھا کر موٹا ہوتا ہی مگر پھر خود بھی بھوکھا رہ کر مرجاتا ہی اسیطرح ان صفات خبیثہ مین ممکن ہی کہ جونسی صفت ضعیف ہو اُسکو قوی کی غذا کرتے جاوین یہانتک کہ آخر کو ایک رہ جاوے پھر اس ایک کے دور کرنے کا علاج یہ ہی کہ اُسکی غذا روک دیجاوے اور غذا کا روکنا ان صفات سے یہ ہی کہ اُنکے مقتضا کے موافق عمل نہ کیا جاوے یعنے جو باتین کہ کوئی صفت خبیث چاہتی ہو وہ ہرگز نہ کرے جب اسطرح اُسکا خلاف کیا جاویگا تو خواہ مخواہ وہ صفت مضمحل ہوکر مرجاویگی مثلاً بخل کی صفت کا اقتضا یہ ہی کہ مال کو روکیے اور خرچ نہ کیجیے پس جب آدمی اُسکے خلاف کرے اور نفس پر مجاہدہ کرکے بار بار خرچ کرتا رہے تو بخل کی صفت مرجاویگی اور صفت بذل طبعی ہوجاویگی کہ پھر اُسمین دشواری نہ رہیگی اس سے معلوم ہوا کہ بخل کا علاج دو چیزون سے ہی ایک علم اور ایک عمل علم سے غرض یہ ہی کہ آفت بخل کی اور جود و سخا کے فائدے سے واقف ہو اور عمل سے یہ مراد ہی کہ جود اور داد دہش بتکلف کرے یہانتک کہ مقصود کو پہونچے لیکن صفت بخل بعض اوقات ایسی قوی ہوتی ہی کہ آدمی کو اندھا اور بہرا کردیتی ہی کہ اُسکو اُسکی آفت کچھ نہین سوجھتی نہ کچھ جود کا فائدہ معلوم ہو اور جب معرفت ان دونون باتون کی نہوئی تو شوق کہان سے اُبھریگا اسی لیے عمل داد دہش بھی میسر نہو گا ایسی صورت مین یہ روگ ہمیشہ کو رہتا ہی جیسے وہ بیماری کہ جسمین دوا کی پہچان جاتی رہے اور نیز دوا کا استعمال ممکن نہو تو بجز اسکے کہ موت تک صبر کیا جاوے اور کیا ہوسکتا ہی اور بعض شیوخ صوفیہ کا دستور بخل کے علاج مین یہ تھا کہ اپنے مریدون کو کسی خاص زاویہ مین رہنے کا حکم نہین کرتے تھے بلکہ جب کسی مُرید کو دیکھا کہ یہ اپنے کونے اور رافیہا سے نہایت خوش ہی تو اُسکو دوسرے کونے مین بھیجدیا اور اُسکا گوشہ مع اُسکی اشیا کے دوسرے مُرید کے حوالہ کیا غرض جو کچھ کسی مرید کے ملک مین ہوتا اور اُسکو اُسپر خوش پاتے فوراً اُسکو اُسکی ملک سے نکال دیتے مثلاً اگر کسی مرید کو دیکھا کہ وہ نیا کپڑا پہنکر یا مصلے عمدہ بچھا کر اُسکی طرف التفات کرتا ہی تو وہ کپڑا یا مصلے دوسرے کو دلوا دیتے اور کوئی ایسا پُرانا اُسکو دیتے کہ اُسکا دل اُسکی طرف راغب نہو اسطرح سے البتہ دل دنیا کے سامان سے علیحدہ رہتا ہی پس جو شخص کہ یہ راہ نہ چلے وہ دنیا سے مانوس ہوگا اور اُسکو محبوب جانیگا اگر بالفرض اُسکے پاس ہزار چیزین ہونگی تو گویا ہزار چیزین اُسکی محبوب ہین اس بنا پر جب ایک بھی اُنمین سے چوری جاویگی تو جسقدر اس شخص کو اُس شی سے محبت تھی اُسیقدر مصیبت اُسپر پڑیگی اور مرتے پر تو ایکبارگی ہزار کی ہزار مصیبتین ٹوٹ پڑینگی کیونکہ سب کے ساتھ محبت تھی اور وہ سب چھن گیٔن بلکہ زندگی مین بھی سب کے تلف اور ضائع ہونیکا خوف بمنزلہ مصیبت کے رہتا ہی روایت ہی کہ کسی بادشاہ کے سامنے ایک فیروزہ کا پیالہ جواہر سے مرصع پیش ہوا جسکا نظیر روے زمین پر کسی نے نہ دیکھا تھا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور ایک حکیم سے جو اُسکے پاس موجود تھا پوچھا کہ آپ کے نزدیک یہ کیسا ہی اُسنے کہا کہ میرے نزدیک تو یہ مصیبت ہی یا محتاجی بادشاہ نے کہا کہ یہ کسطرح حکیم نے کہا کہ اگر یہ ٹوٹ جاوے تو ایسی مصیبت ہی جسکا کچھ تدارک نہین اور اگر چوری جاوے اور پھر آپ کو اُسکی حاجت ہو تو کبھی ایسا نہ ملے اور پہلے اس سے کہ یہ آپ کی خدمت مین نہین آیا تھا آپکو کچھ خوف مصیبت

داحتیاج کا نہ تھا بعد چند سے اتفاقاً وہ پیالہ ٹوٹ گیا یا چوری گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا اور کہنے لگا کہ حکیم کا قول درست تھا یہی اچھا تھا کہ وہ میرے پاس ہی نہ آتا ناحق مصیبت ورنج اُٹھانا پڑا یہی حال دنیا کے تمام اسباب کا ہی اسلیے کہ وہ اعداء اللہ کی بھی دشمن ہی کہ اُنکو آگ کی طرف لیجاتی ہی اور اولیاء اللہ کی بھی دشمن ہی کہ اُنکو اسپر صبر کرنے کا غم رہتا ہی اور خدا کی بھی دشمن ہی کہ اُسکے بندون کو اُسکا راستہ نہین چلنے دیتی اُنپر رہزنی کرتی ہی بلکہ خود اپنی بھی دشمن ہی کہ اپنے نفس کو کھاتی ہی مثلاً مال کی حفاظت خزانہ اور پاسبانون سے ہوتی ہی اور خزانہ و پاسبان مال کے خرچ کرنے سے ہوتے ہین تو گویا دنیا کی حفاظت مین دنیا ہی جاتی ہی حتی کہ فنا ہو جاوے اور کچھ بھی نہ رہے اور جو شخص کہ مال کی آفت کو جانتا ہی اُس سے مانوس اور خوش نہین ہوتا اور نیز زائد از حاجت اُسمین سے نہین لیتا اور جو شخص بمقدار حاجت پر قانع رہتا ہی وہ بخل نہین کرتا اسلیے کہ جسقدر اُسنے اپنی حاجت کو رکھا ہی وہ تو داخل بخل نہین اور زائد از حاجت کی حفاظت کو خالی از مشقت نہ جانکر دے ڈالتا ہی بلکہ اُسکا حال ایسا ہی جیسا کوئی شخص ندی کے کنارے کھڑا ہو کہ اُسکو پانی کے دینے مین کچھ دریغ نہین ہوتا ایسا ہی یہ بھی مقدار حاجت کے زائد کے دینے مین تامل نہین کرتا

گیارھوان بیان اُن باتون کا جو آدمی کو مال کے باب مین ضروری ہین- یہ تو معلوم ہو چکا کہ مال ایک وجہ سے خیر ہی اور دوسری طرح سے شر اُسکی مثال سانپ کی سی ہی کہ منتر والا تو اُسکو اسواسطے پکڑتا ہی کہ اُسمین سے زہر مہرہ نکالے اور غافل اگر پکڑ لیتا ہی تو اُسکے زہر سے اِسی طرح ہلاک ہو جاتا ہی کہ اُسکو خبر بھی نہین ہوتی اور مال کے زہر سے کوئی شخص بچ نہین سکتا الا اُس صورت مین کہ اِن پانچ باتون کو مدنظر رکھے **اول**- یہ کہ مال کے مقصود کو پہچانے کہ یہ کسواسطے پیدا ہوا اور اُسکی حاجت کیون ہوتی ہی اِس بات کے جاننے سے بقدر حاجت ہی کسب معیشت کریگا اور اُسی قدر کی حفاظت اور ایسے لوگون کو جو استحقاق کی نسبت زیادہ لیا چاہتے ہین اُنکو اپنا مال نہ دیگا **دوم** یہ کہ آمدنی کی وجہ کو خیال مین رکھے کہ جو محض حرام ہو اُس سے اجتناب کرے اور جسپر غلبہ حرام ہو یا اور کوئی وجہ مکروہ اُس سے بھی پرہیز کرے مثلاً کسی شخص مرتشی کا ہدیہ بباعث مروت لے لینا یا سوال سے حاصل کرنا یا جو اُسکے قائم مقام ہو **سوم** یہ کہ مقدار معیشت ملحوظ رہے کہ قدر واجب سے نہ زیادہ ہو نہ کم اور قدر واجب مقدار حاجت کا نام ہی اور حاجت تین چیزون کی ہوتی ہی خوراک پوشاک مکان اور ہر ایک کے تین درجے ہین ادنی اور اعلیٰ اور اوسط پس جب تک کمی کی جانب مائل رہیگا اور حد ضرورت کے قریب رہیگا تو ہلکا اور سبک رہ کر بفحوائے ع سبکبار مردم سبکتر روند + کے نجات پاویگا اور اگر مقدار مذکور سے تجاوز کریگا تو ایسے گڑھے مین گریگا کہ جسکے عمق کی کچھ انتہا نہین اور جنے اِن درجات کی تفصیل باب زہد مین لکھی ہی **چہارم** مقامات خرچ کو لحاظ رکھے اور خرچ مین میانہ روی کرے کہ نہ اسراف ہو نہ حد سے زیادہ تنگی جیسا اول مذکور ہوا بلکہ جو کمائی وجہ حلال کی ہی اُسکو اُسکے موقع پر خرچ کرے بے موقع نہ اُٹھاوے کیونکہ جیسا گناہ ناحق لینے مین ہی ویسا ہی ناحق اُٹھانے مین بھی ہی **پنجم** یہ کہ مال کے لینے اور چھوڑنے اور خرچ و امساک مین نیت درست رکھے یعنے جو مال حاصل کرے اُسمین نیت عبادت پر استعانت کی ہو اور جو مال ترک کرے اُسمین نیت زہد اور مال کی حقارت کی ہو اگر ایسا کریگا تو مال کا ہونا اُسکو ضرر نہ کریگا اور اسی لیے حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ اگر آدمی تمام زمین کی چیزون کو لے لے اور نیت خدا ہی کے واسطے کی ہو تو زاہد ہی رہیگا اور اگر تمام چیزین زمین کی چھوڑ دے مگر نیت خدا واسطے کی نہو تو زاہد نہین ہوگا پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو خدا کے واسطے منحصر کر دے یعنے حرکات و سکنات وہی کرے جو عبادت ہون یا عبادت پر معین و مددگار دیکھو عبادت سے سب مین زیادہ مبائن کھانا اور پاخانہ ہی مگر اُنسے بھی عبادت پر اعانت ہوتی ہی پس اگر آدمی کھانا اور پاخانہ بہ نیت مدد عبادت کریگا تو اُسکے حق مین عبادت لکھا جاویگا اسیطرح جس چیز کی حفاظت کرنی پڑتی ہی مثلاً کرتہ پاجامہ بچھونا برتن سب مین یہی نیت رکھنی چاہیے کیونکہ دین مین کبھی ان چیزون کی حاجت ہوتی ہی اور جو چیز حاجت سے زائد ہی

اسمین یہ نیت ہو کہ اُس سے کسی خدا کے بندے کا کام چلے اور اسی بنا پر اگر کوئی وقت حاجت کے ایسی چیز چاہے تو انکار نکرے جو آدمی اِن باتون کو دستور العمل رکھیگا وہ وہ ہے کہ مار زر سے اُسکا جوہر اور تریاق نکال لیا اور زہر پھینک دیا ایسے آدمی کو مال کی کثرت سے نقصان نہین لیکن یہ بات اُسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو دین مین پکّا ہو اور علم دین سے بخوبی آگاہ اور جو آدمی ان پڑھ مال کے جمع کرنے مین یہ خیال کرے کہ جیسے بعض صحابہ رض غنی تھے اور اُنکے پاس بہت سی دولت تھی ویسے ہی مین بھی مال جمع کرتا ہون تو ایسے شخص کا حال ایسا ہے جیسے کوئی اناڑی کسی بڑے منتر دان اپنے فن کے کامل کو دیکھے کہ اُسنے سانپ کو پکڑ لیا اور اُسکا جوہر نکال لیا اور دل مین جانا کہ اُسنے سانپ کو اسی جہت سے پکڑ لیا کہ صورت و شکل اچھی تھی اور جلد نرم تھی آؤ مین بھی ایسا ہی کرون اُسکی دیکھا دیکھی یہ بھی سانپ پکڑے اور اُسی وقت لقمۂ اجل ہو وے - اِن دونون مین فرق یہی ہے کہ سانپ کا کاٹا ہوا معلوم ہو جاتا ہے کہ مر گیا مگر مال کا کاٹا مرا معلوم نہین ہوتا اور دنیا کی تشبیہ سانپ سے دیتے ہین جیسے اس شعر مین مترجم کے شعر ظاہر مین ہے نرم گو کہ دنیا + پر اُگلے ہے زہر جیسے کالا + اور جسطرح پر کہ پہاڑون پر پھرنے اور دریاؤن کے کنارے پر چلنے اور خار دار راہون مین گذرنے مین اندھا آدمی دیکھنے والے کی برابری نہین کر سکتا اسیطرح مال کے لینے مین عامی آدمی عالم کی برابری نہین کر سکتا

بارھوان بیان تونگری کی مذمت اور فقیری کی ثنا مین - معلوم کرنا چاہیے کہ لوگون کو اِس بات مین اختلاف ہے کہ شاکر تونگر کا رتبہ اعلیٰ اور افضل ہے یا صابر فقیر کا اور اُسکو ہم باب فقر اور زہد مین لکھینگے اور تحقیق حق بتلائینگے اس باب مین صرف اسقدر لکھتے ہین کہ غنا کی نسبت فی الجملہ فقر ہی افضل ہے اور زیادہ تفصیل احوال کی طرف ملتفت نہین ہوتے اور اس موقع پر فقر کی فضیلت مین وہ بات نقل کرتے ہین جسکو حارث محاسبی رح نے اپنے کسی رسالہ مین بجواب کسی عالم تونگر کے جسنے اپنے مال جمع کرنے کی حجت صحابہ رض کی تونگری اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کے مال کی کثرت بیان کی تھی اور اپنے آپ کو صحابہ رض سے مشابہت دی تھی لکھا ہے اور حارث رح علم معاملہ مین بہترین امت ہین عیوب نفس اور آفات اعمال اور کنہ عبادات جتنی یہ لکھتے ہین اُتنی اور کوئی نہین لکھتا اسی لیے لکھنا اُنکے کلام کا اِس مقام پر مصلحت ہے اول اُنھون نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہمکو یون پہونچا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑے علما کے حق مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے بُرے عالمو تم نماز پڑھتے ہو روزہ رکھتے ہو صدقہ دیتے ہو مگر جس بات کا تمکو حکم ہے وہ نہین کرتے اور جو خود نہین کرتے اسکو لوگون کو سکھلاتے ہو یہ نہایت بُرا ہے جو تم کر رہے ہو ظاہر مین تو منھ سے توبہ کرتے ہو اور باطن مین ہواے نفس کے مطابق عمل کرتے ہو یہ بات تمھارے کام نہ آویگی کہ ظاہر کو پاک و صاف رکھو اور دل ناپاک رہین مین سچ کہتا ہون کہ تم چھلنی کی طرح مت ہو جسمین سے اچھا آٹا نکلجاتا ہے اور بھوسی اسمین رہ جاتی ہے اسی طرح تم ہو کہ حکمت کی باتین تمھارے منھ سے نکلتی ہین مگر دلون مین کدورت بھری ہے اے دنیا کے بندو جو شخص دنیا سے اپنی شہوت و رغبت منقطع نہ کریگا وہ آخرت کسطرح پاویگا بخدا کہ تمھارے دل تمھارے اعمال سے روتے ہین دنیا کو تو تمنے اپنی زبانون کے تلے کر رکھا ہے اور اعمال کو پاؤن تلے دنیا کی بہتری آخرت کی بہتری سے تمکو زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے تمنے اپنی آخرت برباد کی پھر اگر جانو تو تمسے زیادہ کون نقصان والا ہوگا تمھارا بُرا ہو کب تک اندھیرے مین چلنے والون کو راستہ بتاؤگے اور خود متحیرون کی طرح کھڑے رہو گے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تم دنیا دارون سے دنیا اسی لیے چھوڑاتے ہو کہ سب دنیا تمھاری ہو جاوے نہین تو خود رافضیحت دیگرے را نصیحت کیون کرتے بس کرو بس کرو اِس سے کچھ فائدہ نہین کہ گھر کی چھت پر چراغ رکھا جاوے اور اُسکے اندر ویسا ہی اندھیرا پڑا رہے اسی طرح اگر نور علم تمھارے منھ سے نکلے اور دل ویسے ہی اندھیرے مین بیکار پڑا رہے تو کیا فائدہ اے دنیا کے بندو تم پرہیزگار بندے نہین ہو نہ آزاد بزرگون کے مانند ہو کیا عجب ہے کہ دنیا تمکو جڑ سے اُکھاڑ کر اوندھے منھ ڈال دے اور اسیطرح گھسیٹنا شروع کر دے اور تمھارے گناہ تمھارے سر کے بال پکڑے ہوے ہون اور علم پیچھے سے دھکے دیتا ہو اور اس شان سے تمکو خدا کے سپرد کر دین نہ کوئی ساتھی ہو نہ غمخوار نہ بدن پر کپڑے کا

کوئی تار پھر اُس بادشاہ بے پروا کے یہان سے تمھارے کردار کی سزا واقعی ملے انتہی بعد اُسکے حارث رح فرماتے ہین کہ بھائیو یہ حال بُرے عالمون کا
ہی آدمیون مین شیطان اور باعث فتنہ یہی لوگ ہین دنیا کی طمع مین اور اُسکی جاہ و رفعت کی حرص مین آخرت کو چھوڑ دیا اور دین کو ذلیل کیا
یہ لوگ دنیا مین بھی عار و ننگ کے باعث ہین اور آخرت مین تو خسارہ والون مین قطعی ہین مگر یہ کہ خداوند کریم اپنے فضل سے معاف کردے اور
بعد اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ جو شخص دنیا مین ڈر بار رہتا ہی اور اُسی کو دین پر اختیار کرتا ہی مین نے جو دیکھا تو اُسکی خوشی کدورت آمیز ہی طرح طرح کے
رنج اور اقسام کے گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین اور انجام کو بجز بربادی اور تباہی کے اور کچھ نہین ہوتا دنیا دار کسی توقع مین خوش تو ہوتا ہی مگر نہ دنیا
ہی ملتی ہی نہ دین سلامت رہتا ہی خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو الخسران المبین آہ اس سے بڑی مصیبت اور درد انگیز آفت کونسی ہوگی بھائیو اللہ
کو دھیان کرو اور شیطان کے فریب مین مت آؤ اور نہ شیطان کے دوستون کا دھوکا کھاؤ جو حجت باطل پر اڑے ہوے اور دنیا کے حاصل کرنے
مین مستغرق ہین اور پھر اسکے لیے یہ عذر و حجت نکالتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بہت سا مال تھا ذکر صحابہ رض
کا اسلیے کرتے ہین کہ لوگ اُنکو مال کے جمع کرنے مین معذور جانین حالانکہ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہی جسکی اُنکو خبر نہین ای کمبخت عبد الرحمن
بن عوف رض کے مال کی حجت پکڑنی تیرے لیے اچھی نہین شیطان تیرے ہلاک کرنے کے واسطے تیرے مُنھ سے یہ حجت نکلواتا ہی کیونکہ جب تو یہ
کہتا ہی کہ عمدہ صحابہ رض نے مال واسطے زینت اور اسراف اور کثرت کے جمع کیا تھا تو تو اُن سردارون کی غیبت کرتا ہی اور اُنکے ذمہ بڑی بات
لگاتا ہی اور جب تو نے یہ کہا کہ حلال مال کا جمع کرنا اُسکے چھوڑنے کی نسبت افضل ہی تو گویا تو نے نسبت خطا اور جہل کی آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اور انبیا پر کی کہ اُنھون نے ناحق زہد اختیار کیا یہ فضیلت اور رتبہ جو تو نے مال کے جمع سے بیان کیا یہ اُنکو نہ سوجھا تیری طرح وے بھی
مال جمع کرتے اور اس قول سے یہ بھی لازم آتا ہی کہ تیرے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کی خیر خواہی نہ کی یعنی آپ نے
مال کے جمع کرنے سے منع فرمایا حالانکہ تیرے عندیہ مین مال کا جمع ہونا امت کے حق مین زیادہ اچھا ہی پس گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
امت کو دھوکا دیا کہ بہتر بات نہ سکھائی بخدا یہ تیرا قول سراسر لغو ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم امت کے خیر خواہ اور مشفق اور رؤف تھے
علاوہ اسکے جب یہ کہو کہ مال کا جمع کرنا افضل ہی تو اس سے یہ بھی لازم آتا ہی کہ تیرے نزدیک خدا سے تعالے نے اپنے بندون پر کچھ توجہ نہین
فرمائی کوئی تو مال کے جمع کرنے سے منع کردیا یا خداے تعالی کو یہ معلوم نہوا کہ فضیلت مال کے جمع کرنے مین ہی اسی واسطے ناوانستگی مین
نہی کردی اور تجھکو تو مال کی خیر و فضل کا وقوف بخوبی ہوگیا ہی اسی لیے دولت کو بڑھاتا چلا جاتا ہی گویا خدا کی نسبت تجھکو زیادہ شعور
مواقع خیر و فضیلت کے پہچاننے کا ہی معاذ اللہ من ذلک خدا ایسے جہل سے پناہ دے ذرا تو سوچ کہ صحابہ رض کے مال سے حجت پکڑنا
شیطان کا فریب ہی اور عبد الرحمن بن عوف رض کے مال سے حجت پیش کرنی تیرے کیا مفید ہی قیامت مین وے خود چاہینگے کہ دنیا مین
سے اگر مجھکو بقدر بسر اوقات ہی ملتا تو خوب ہوتا اور مجھکو یہ روایت پہونچی ہی کہ جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رض کی وفات ہوئی تو بعض
صحابہ رض نے مذکور کیا کہ ہمکو حضرت عبد الرحمن رض کے اوپر نہایت خوف ہی کہ اُنھون نے یہ کچھ چھوڑا حضرت کعب رض نے فرمایا کہ سبحان اللہ عبد الرحمن
کے مال سے کیا خوف ہی مال طیب کمایا اور طیب طور پر خرچ کیا اور پاک کمائی چھوڑ مرے یہ قول کعب رض کا حضرت ابو ذر غفاری رض سے
کسی نے جا کہا وہ بیتاب ہو کر اُنکی تلاش مین نکلے اور ایک اونٹ کی ہڈی ہاتھ مین لیکر اُنکو ڈھونڈھنے لگے جب اُنکو خبر ہوئی وہ بھاگ کر
حضرت عثمان رض کے پاس گئے اور اُنسے جب ماجرا بیان کرکے پناہ چاہی حضرت ابو ذر رض بھی اُنکے قدم کا سراغ لیتے ہوے حضرت عثمان رض
کے گھر آئے اُنکو دیکھتے ہی کعب رض حضرت عثمان رض کے پیچھے جا بیٹھے حضرت ابو ذر رض نے اُنکی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے یہودی بچے تیرا
قول تھا کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو مال چھوڑا کچھ مضائقہ نہین حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز جبل اُحد کی طرف نکلے
مین ہمرکاب تھا مجھکو پکارا کہ ابا ذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا الاکثرون ہم الاقلون یوم القیمۃ الا من قال ہکذا و

ف گویا کہ دنیا اور آخرت بھی ہی وہ تا صریح ۱۲ ح ۲ ابن عدی بروایت ابن مسعود رض ۱۲ ح ۳ بہت مال والے ہین قیامت کے روز کم پایہ ہونگے مگر جس شخص نے [illegible] ایسا ایسا اور ایسا لینے دینے اور [illegible] اور آگے اور پیچھے سے اور ایسے کم ہین ۱۲ [illegible] حدیث بخاری کی [illegible] سی ہی [illegible] اسکے شرح مین جو قصہ کعب سے ہی کہ انکے قول پر ابوذر رض نے نقل کیا کہین نہین ملا صرف حارث بن اسد محاسبی نے نقل کیا ہی کہ مین نے ایسا [illegible] ۱۲

ہکذا عن یمینہ وشمالہ وقدامہ وخلفہ وقلیل ماہم پھر آپنے میرا نام پکارا اور مین نے لبیک عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کوہ اُحد کے برابر خزانہ ہو کہ اسکو اللہ کے راستے مین خرچ کردن لیکن اگر مرنے کے دن اسقدر مین سے دو جو کے برابر بھی بیسے بعد رہیگا تو مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا دو ڈھیر بچ رہین آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ دو جو بچ رہین پھر فرمایا کہ مین تو کم کہتا ہون اور تو بہت کہتا ہی انتہی آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے ہین اور تو بیہودہ بکے عبد الرحمٰن بن عوف رضہ کے مال چھوڑنے مین مضائقہ نہین بتلاتا تو بھی جھوٹا ہی اور جو یہ کہے وہ بھی جھوٹا ہی پس اس بات کا حضرت ابوذر رضہ کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ وہ کہکر نکل آئے- اور نیز ہمکو یہ خبر بھی پہونچی ہی کہ حضرت عبد الرحمٰن عوف رضہ کے اُونٹ یمن سے آئے مدینہ منورہ مین ایکبارگی دھوم وشور مچ گیا حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ یہ کیا غل ہی لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبد الرحمٰن رضہ کے اُونٹ آئے ہین آپنے فرمایا کہ اللہ و رسول نے سچ کہا ہی یہ خبر حضرت عبد الرحمٰن رضہ کو پہونچی اُنھون نے حضرت عائشہ رضہ سے اُس حدیث کو پوچھا اُنھون نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے[ح۱] کہ مین نے جنت مین دیکھا کہ مہاجرین اور مسلمانون مین سے فقیر لوگ خوب دوڑتے چلے جاتے ہین اور توانگرون مین سے اُنکے ساتھ کسی کو جنت مین جاتے نہین دیکھا مگر البتہ عبد الرحمٰن بن عوف اُنکے ساتھ جنت مین جاتا تھا مگر گھٹنیون چلتا تھا حضرت عبد الرحمٰن رضہ نے یہ حدیث سُنکر فرمایا کہ یہ اُونٹ مع اُنکے بوجھ کے سب خیرات ہین اور جو غلام اُنپر نوکر ہین وہ بھی ہیچ آزاد کیے شاید فقرا کے ساتھ مین بھی دوڑکر جنت مین جاؤن اور ایک روایت ہمکو یہ پہونچی کہ آنحضرت صلے علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن بن عوف رضہ کو فرمایا[ح۲] کہ میری امت کے توانگرون مین سے تم اول جنت مین جاؤگے مگر غالبًا گھٹنیون کے بل داخل ہوگے- پھر اے کمبخت اب تو اپنے مال کی حجت بتلا حضرت عبد الرحمن بن عوف نے باوجود فضل اور تقوی اور احسان اور بذل اموال براہ خدا اور صحبت رسول مجتبےٰ اور بشارت[ح۳] جنت کے قیامت کے میدانون مین اور اسکے اہوال مین اُنسے مال کی بدولت رُکے رہینگے جسکو بوجہ حلال کمایا کہ حاجت سوال کی نہ پڑے اور اُس سے سلوک لوگون کے ساتھ کرتے رہے اپنے تن بدن پر میانہ روی کے ساتھ خرچ کیا اور اللہ کی راہ مین بہت سا کچھ دیا تاہم جنت مین فقراء مہاجرین کے ساتھ دوڑکر نہ جاسکینگے بلکہ اُنکے پیچھے گھٹنیون چلینگے جب اُنکا یہ حال ہو تو ہمسے لوگ جو دنیا کے شغل مین ڈوبے ہوئے ہین کیا حال ہوگا- اور زیادہ تر تعجب یہ ہی کہ تو ہمیشہ مال شتبہ اور حرام پر گرتا ہی اور لوگون کے ساتھ اس ہاتھ کے میل کے واسطے سینہ زوری کرتا رہتا ہی اور شہوات اور زینت اور مباہات اور طرح طرح کے مکروہات مین پھنسا رہتا ہی اور یہی اُلٹ پھیر کرتا رہتا ہی پھر عبد الرحمن رضہ کے مال کی حجت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ صحابہ رضہ نے جو مال جمع کیا تھا اسلیے مین نے بھی کیا گویا اپنے آپ کو پانچون سوارون مین سلف کے ساتھ جانتا ہی یہ نہین معلوم کہ یہ قیاس شیطانی ہی وہ اپنے دوستون کو ایسے ہی احکام سوجھاتا ہی اب مین تجھے تیرا حال اور صحابہ اور سلف کا احوال کہہ سُناتا ہون تاکہ تجھکو اپنی فضیحت اور صحابہ سلف کی فضیلت معلوم ہوجاوے پس جاننا چاہیے کہ بعض صحابہ رضہ کے پاس جو مال تھا تو سوال نہ کرنے اور خدا کی راہ مین دینے کی غرض سے تھا اُن لوگون نے وجہ حلال سے کمایا اور مال طیب ہی کھایا اور نفقہ متوسط درجے کا کرتے رہے آگے کے واسطے اپنا سامان کرگئے اور دنیا مین کسی کا حق نہین مارا نہ مال سے بخل کیا بلکہ زیادہ حصہ لپنے مال کا خدا کے واسطے دے ڈالا اور بعض صحابہ نے بالکل ہی دے ڈالا اکثر سختی کے وقت مین واسطے خدا کے کام کو اپنے نفس پر ترجیح دی اب مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو بھی کیا ایسا ہی ہی نہین ویسا کیون ہونے لگا تھا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + علاوہ اسکے بہترین صحابہ رضہ کا یہ دستور تھا کہ مسکنت دوست تھے اور خوف فقر سے مامون اور رزق کے باب مین اللہ پر متوکل اور تقدیر آلٰہی سے خوش اور بلا پر راضی اور نعمت مین شاکر اور ضرر مین صابر اور راحت مین ثنا خوان خدا کے واسطے تواضع کرتے اور تعلّی اور فخر سے علحدہ رہتے دنیا مین سے بجُز مباح کے اور کچھ نہ لیا مدام قدر حاجت پر راضی رہے دنیا پر لات ماری اُسکے مصائب پر صبر کیا اور اُسکی تلخی کو زہر مار کرکے نعمت کو چھوڑ دیا

ح ۱ احمد نے عبدالرحمن بن عوف کا جنت مین اسطرح داخل ہونا نقل کیا ہی اُسمین ذکر فقرا رمہاجرین اور مسلمین کا نہین ہی اور اسکی سند مین عمارہ بن زادان مختلف فیہ ہی ۱۲ ح ۲ بزار بروایت انس بسند ضعیف ۱۲ ح ۳ بخاری و مسلم بروایت سعید بن زید ۱۲

اَب کہو تم بھی ایسے ہی ہو اسکے سوا اُنکا یہ دستور تھا کہ جب دنیا اُنپر آتی تو رنج و غم کر کے کہتے کہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی گناہ کا عذاب خداے تعالیٰ نے دنیا ہی مین بھیجدیا یعنے دنیا کے آنے کو وبال سمجھے تھے اور جب فقیر کو آتا دیکھتے تو کہتے کہ خوب ہوا یہ شعار نیک بندون کا ہمکو ملا چنانچہ روایت ہی کہ بعض اکابر سلف جب صبح کو اپنے گھر مین کچھ دیکھتے تو رنجیدہ اور ملول ہوتے اور جب کچھ نہوتا تو ہشاش بشاش ہوتے کسی نے اُنسے پوچھا کہ خلق کا تو یہ دستور ہی کہ نہونے کی صورت مین غم اور ہونے کی حالت مین خوشی کرتے ہین اور تمھارا حال اسکے عکس ہی اسکی کیا وجہ ہی انھون نے فرمایا کہ باعث یہ ہی کہ جب مین صبح کو اُٹھ کر اپنے آل و عیال کے پاس کچھ نہین دیکھتا تو خوش ہوتا ہون کہ آج پیروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی اور جب میرے عیال کے پاس کچھ ہوتا ہی تو مجھے رنج ہوتا ہی کہ اقتداے آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہوا اور سنتے ہین کہ اُن لوگون کا یہ دستور تھا کہ جب اُنکو کوئی صورت رفاہ اور آسایش کی معلوم ہوتی تو غم اور خوف کرتے اور کہتے کہ ہمکو دنیا سے کیا سروکار ہی یہ جو ہمارے پاس آئی نہ معلوم خداے تعالیٰ کو کیا منظور ہی اور جب اُنپر کوئی مصیبت آتی تو خوش ہوتے کہ ہان اَب خدا نے ہماری خبر لی غرضکہ سلف کا حال اسطرح پر تھا سچنے تو کچھ کم ہی لکھا ہی اُنکے فضائل بیحد و بیشمار ہین آپ تو فرماوین کہ آپ ایسے ہی ہین جیسے وہ لوگ گذرے ہین معاذ اللہ تم ویسے کیون ہوے تھے اپنے حال کو اگر دیکھو تو بالکل اُنکے حال کے برعکس ہی تمھارا حال یہ ہی کہ تونگری مین طغیانی کرتے ہو اور زانی مین تبختر کرتے ہو خوشحالی کے وقت اکڑتے ہو اور منعم حقیقی کے شکر سے غافل ہوجاتے ہو مصیبت کے وقت غصہ آتا ہی اور مفلسی مین ناامید ہوجاتے ہو اللہ کے احکام پر راضی نہین ہوتے بلکہ فقیری کو بُرا جانتے ہو اور مسکنت سے ننگ کرتے ہو مسکنت کے سبب تمام پیغمبر و مرسلین فخر کیا کرتے تھے تمکو اُنکے فخر کی چیز بُری معلوم ہوتی ہی ناداری کے خوف سے مال جمع کرتے ہو اسمین بھی خداے تعالیٰ پر بدگمانی ہوتی ہی اور اُسنے جو روزی پہونچانے کی ضمانت کی ہی اُسپر قلت الیقین لازم آتی ہی اتنا گناہ کیا تھوڑا ہی بلکہ ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تم مال اسی لیے جمع کرتے ہو کہ دنیا کے لذات اور شہوات اور طمطراق حاصل ہون حالانکہ یہ حدیث ہمکو پہونچی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرار امتی الذین غذوا بالنعیم و نبتت علیہ اجسامھم اور یہ بھی روایت پہونچی ہی کہ بعض علما نے یون ارشاد فرمایا ہی کہ قیامت کو کچھ لوگ اپنی نیکیان طلب کرینگے تو اُنسے کہا جایگا اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا واستمتعتم بہا تمکو یہ خبر نہین کہ دنیا کی نعمت کے سبب آخرت کی نعمت سے محروم رہ گئے اِس سے زیادہ اور کون سی حسرت اور مصیبت ہوگی اور عجب نہین کہ تم فخر و تکبر اور اظہار کثرت اور زینت دنیاوی کے لیے دولت جمع کرتے ہو حالانکہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی مال تفاخر اور تکاثر کے لیے جمع کرتا ہی خدا کے پاس ایسے حال مین جاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ اُسپر غضبناک ہو مگر تمکو خداے تعالیٰ کے غصہ کی کچھ پروا نہین کہ اتنی اکڑ پھون اِس مال سے کرتے ہو شاید خداے تعالیٰ کے پاس جانے سے تمکو دنیا مین رہنا اچھا معلوم ہوتا ہی اسی لیے دیدار آلہی بُرا جانتے ہو حالانکہ خداے تعالیٰ خود تمھاری صورت سے ناراض ہی اور تمکو خبر نہین دنیا کی اگر کوئی چیز تمسے فوت ہوجاتی ہی تو اُسپر رنج کرتے ہو اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ من اسف علی دنیا فاتتہ اقترب من النار سیرۃ سنۃ لیکن تمکو اسکی پروا نہین کہ اس چیز پر افسوس کرلے سے قرب عذاب ہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ دنیا کی توقیر کے باعث کبھی تم دین سے بھی خارج ہوجاتے ہو دنیا کے آنے سے ہشاش بشاش ہوتے ہو یہ خبر نہین کہ حدیث شریف مین وارد ہی من احب الدنیا وسربہا ذھب خوف الآخرۃ من قلبہ اور بعض علما کا قول ہی کہ دنیاوی چیزون کے جانے پر افسوس کرنے سے اور اُنکے آنے پر اظہار خوشی سے آدمی سے حساب لیا جاویگا۔ تمھارے دل سے خوف آلہی جاتا رہا دنیا پر کیسے خوش ہو اُسکے لیے دین کی نسبت بہت زیادہ مشقت اُٹھاتے ہو اور کچھ بعید نہین کہ گناہون کی مصیبت تمکو بہ نسبت دنیا کے گھٹ جانے کے ہلکی معلوم ہوتی ہو تمکو مال کے جانے کا خوف زیادہ ہی اور گناہون کا کم جو کچھ اس ہاتھ کے میل مین سے لوگون کو دیتے ہو وہ بھی بہ قصد رفعت اور برتری دیتے ہو یہ چاہتے ہو کہ مخلوق راضی رہے اور میری تعظیم و تکریم کرے گو خداے تعالیٰ ناراض ہو یعنی قیامت مین خداے تعالیٰ کا تمکو حقیر

ح امیری امت مین سے بڑے وہ لوگ ہین کہ پرورش پائی اسائش سے اور اُسی پر اُنکے جسم بڑھے بیشتر اسکا ذکر گذرا ۱۲ ؎ حت ضایع کیے تمنے اپنے مزے اپنی دنیا کے جیتے اور اُنکو برت چکے ح ۱۳ جو شخص دنیا کے جاتے رہنے پر افسوس کرے وہ آگ سے ایک برس کی راہ نزدیک ہوجاتا ہی ۱۲ ح ۱۴ اسکی سند صرف حارث بن اسد محاسبی سے ہمکو ملی ہی کہ اُسنے کہا ہی کہ ہمنے ایسا روی سنا ہی ۱۲

جاننا بہ نسبت لوگون کے حقیر جاننے کے آسان معلوم ہوتا ہی اپنی خطائین لوگون سے چھپاتے ہو اُسکی پروا نہین کہ خداے تعالےٰ کو انکا علم ہی گویا خدا کے سامنے فضیحت ہونا لوگون کے سامنے کی فضیحت سے آسان ہی تو لوگون کی قدر تمھارے نزدیک خدا سے بڑھ کر معلوم ہوتی ہی معاذ اللہ منہا جب اتنے عیب تم مین ہین اور ایسے نجاسات مین آلودہ ہو تو پھر کیسے عاقلون کے سامنے بولتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارا مال بھی صلحا کا سا مال ہی اللہ اللہ ؎ مگس را بہر طائر سے نزاد ندہ زغن را فر عنقائی ندادند + تم کہان اور وے لوگ کہان وہ لوگ حلال مین اتنا زہد کرتے تھے کہ تمسے حرام مین بھی نہین ہوتا جس چیز کو تم لاباس بہ تصور کرتے ہو وہ اُنکے نزدیک مہلکات مین تھی اُنسے اگر گناہ صغیرہ بھی ہو جاتا تو اسکو اتنا بڑا جانتے تھے کہ تم کبیرہ کو بھی نہین جانتے اگر تمھارا مال حلال اور اطیب ہو اُنکے مال مشتبہ جیسا ہوتا تو کیا کہنا تھا اور کاش تم اپنی برائیون ہی سے اتنا ڈرتے جتنا وے اپنی بھلائیون کے نہ قبول ہونے سے ڈرتے تھے یا تمھارا روزہ اُنکے افطار کے مثل ہوتا یا تمھاری مشقت عبادت مین اُنکی سستی اور خواب کے برابر ہوتی یا تمھاری تمام نیکیان اُنکی ایک ہی نیکی کے برابر ہوتین ایک روایت مین ہی کہ بعض صحابہ رضہ نے فرمایا کہ جسقدر دنیا صدیقین سے فوت ہو جاتی ہی اور علحدہ رہتی ہی اُسی قدر اُنکے حق مین غنیمت شمار ہوتی ہی پس جو شخص ایسا نہو وہ اُنکا ساتھی نہ دنیا مین ہی نہ آخرت مین اب دیکھنا چاہیے کہ دونون فریقون مین کتنا فرق ہی ایک فریق تو صحابہ رضہ ہین کہ خداے تعالےٰ کے نزدیک علو مرتبہ رکھتے ہین اور ایک فریق تم جیسے ہین کہ اسفل درجہ رکھتے ہین مگر یہ کہ خداے تعالےٰ اپنے کرم سے معاف فرمادے آب ہم یہ کہتے ہین کہ اے مغرور یہ جو تیرا قول ہی کہ مال کے جمع سے ہماری غرض اقتدار صحابہ رضہ ہی کہ حاجت سوال کی نہو اور خدا کی راہ مین دیوین تو اس بات کو تو سوچنا چاہیے کہ جیسا اُن لوگون کے وقت مین حلال میسر تھا اس زمانہ مین ہی یا نہین یا جسقدر احتیاط طلب حلال مین وے لوگ کرتے تھے اُتنی ہی تجھ سے ہو سکتی ہی یا نہین مجھکو بعض صحابہ رضہ کا قول یون پہونچا ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ ہم وجہ حلال کے ستر راستے اسلیے چھوڑ دیتے تھے کہ کہین ایسا نہو کہ حرام مین پڑ جاوین پس کیا تو بھی اپنے نفس سے ایسی ہی احتیاط کی طمع رکھتا ہی بخدا مجھکو تجھ سے ہرگز یہ توقع نہین کہ اتنی احتیاط کرے سے یقینًا جان لے کہ مال کا جمع کرنا سلوک و افعال نیک کے لیے شیطان کا ایک فریب ہی تاکہ سلوک و احسان کے بہانے سے تجکو شبہات کے کمانے مین ڈالدے جنمین حرام مخلوط رہتا ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو شخص شبہات پر جرأت کرتا ہی قریب ہی کہ حرام مین واقع ہو جاوے اے مغرور کیا تجھکو یہ نہین معلوم کہ شبہات کی چیزون کو کما کر خدا کے رستے مین دینے کی بہ نسبت یہ امر بہتر ہی کہ شبہات مین مبتلا ہونے سے ہمیشہ ڈرتا رہے تاکہ خداوند کریم کے سامنے قدر و مرتبہ افضل و بلند ہو چنانچہ علما کا قول ہی کہ اگر آدمی ایک روپیہ چھوڑ دے اس خوف سے کہ شاید حلال نہو یہ امر اُسکے حق مین بہ نسبت ہزار اشرفیون کی خیرات کے بہتر ہی جو شبہہ سے کمائی ہون اور معلوم نہو کہ حلال ہین یا نہین اب اگر تیرے گمان مین یہ ہو کہ مین بڑا متقی ہون مجھکو شیطان دھوکا نہین دے سکتا مین شبہات مین مبتلا نہین ہو سکتا اور مال وجہ حلال ہی سے جمع کرتا ہون تاکہ خدا کے راستے مین دون تو ہم کہتے ہین کہ اگر بالفرض تو ایسا ہی متقی ہی تب بھی قیامت کا حساب اپنے اُوپر نہ رکھنا چاہیے کہ بہترین صحابہ رضہ سوال روز قیامت سے خوف کیا کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہ رضہ سے منقول ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ اگر مین ہزار اشرفیان وجہ حلال سے ہر روز سے کماؤن اور اُنکو خدا کی راہ مین لٹاؤن اور اس خیرات سے میری جماعت کی نماز مین بھی فتور نہ پڑے تب بھی مجھکو ایسی خیرات اچھی نہین معلوم ہوتی لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ حالت ناداری مین قیامت کے سوال سے غنی ہون اغنیا سے سوال ہوگا کہ اے بندے کہان سے تونے پیدا کیا اور کہان خرچ کیا پس دیکھ کہ متقی یہ لوگ تھے اسلام کے سبب ایسی تو انگری اُنکو حاصل تھی کہ باوجودیکہ حلال اُس زمانہ مین موجود تھا تاہم حساب کے خوف سے مال کو ترک کیا کہ کہین اُسکی نیکی سے بدی نہو رہے اور تو تو ردی اور نکمے لوگون مین ہی وجہ حلال اس زمانہ مین مفقود ہی اس ہاتھ کے میل پر سینہ زوری کرتا ہی پھر کہتا ہی کہ مین مال وجہ حلال سے جمع کرتا ہون حلال

کہان ہی جسکو تو جمع کرتا ہی اور اگر بالفرض حلال تیرے پاس موجود ہی تو مجھکو کیا یہ خوف نہین کہ تو انگری کی حالت مین تیرا دل اور کا اور ہو جاوے بعض صحابہ رض جب بوجہ ارث انکو مال پہونچتا تو اُسکو نہ لیتے اس خوف سے کہ کہین دل مین تغیر و فساد نہ آجاوے تو کیا اپنے دل کو صحابہ رض کے دل سے بھی متقی تر سمجھتا ہی کہ کسی حال مین امر حق سے تجاوز نہ کریگا اگر یہ گمان ہی تو اپنے نفس امارہ پر خوب حسن ظن ہی - ہم صرف براہ نصیحت کہتے ہین کہ تجکو مقدار حاجت پر قناعت کرنی چاہیے اور اعمال خیر کے لیے مال جمع کرکے حساب کے واسطے متعرض ہونا چاہیے کہ حدیث شریف مین وارد ہی من نوقش فی الحساب عذب[1] اور یہ بھی فرمایا[2] کہ قیامت کو ایک شخص پیش کیا جاویگا جسنے مال حرام سے جمع کیا ہوگا اور حرام ہی مین اُٹھایا ہوگا اُسکو حکم ہوگا کہ دوزخ مین لیجاؤ اور ایک شخص ایسا سامنے کیا جاویگا کہ وجہ حلال سے مال کمایا اور حرام مین اُٹھایا اُسکو بھی دوزخ مین ڈالنے کا حکم ہوگا اور ایک شخص ایسا لایا جاویگا جسنے وجہ حرام سے کمایا اور امور حلال مین اُٹھایا وہ بھی دوزخ مین جانے کا حکم پاویگا اور ایک شخص حاضر کیا جاویگا جس نے حلال ہی سے کمایا اور حلال ہی مین اُٹھایا اُسکو حکم ہوگا کہ توقف کر کہ شاید تو نے مال کی طلب مین کسی اور میرے فرائض مین قصور کیا ہو مثلاً نماز کو ٹھیک وقت پر ادا نہ کیا ہو یا اُسکے رکوع و سجود و وضو مین کوتاہی کی ہو وہ عرض کریگا کہ آلٰہی مین نے وجہ حلال سے کمایا اور وجہ حلال ہی مین خرچ کیا اور تیرے فرائض مین سے بھی کوئی شی تلف نہین کی حکم ہوگا کہ شائد تو نے مال کی جہت سے تکبر کیا ہو یا سواری اور کپڑے مین فخر جتلایا ہو عرض کریگا کہ آلٰہی مین نے نہ تکبر کیا اور نہ فخر ظاہر کیا حکم ہوگا کہ شائد جن لوگون کا حق مین نے تیرے ذمہ کیا تھا اُنکا حق کچھ تو نے دبالیا ہو اور ذوی القربی اور یتیمون اور مساکین اور مسافرین کو نہ دیا ہو عرض کریگا کہ آلٰہی مین نے وجہ حلال سے حاصل کیا اور اُسمین خرچ کیا اور کوئی تیرا فرض ضائع نہین کیا اور تکبر و فخر بھی نہین کیا اور نہ کسی کا حق دبایا پھر وہ سب لوگ یعنے رشتہ دار اور یتیم اور مساکین و مسافرین اُس سے آکر خصومت کرینگے کہ آلٰہی تو نے اسکو مال دیا اور غنی بنایا اور ہمارے دینے کا حکم فرمایا اور ہمارا مددگار کیا تو اگر اُسنے اُنکو دیا تھا اور باوجود اُسکے فرائض مین بھی قصور نہین کیا اور نہ تکبر کیا پھر بھی حکم ہوگا کہ توقف کر اور جو نعمت مین نے تجھکو دی تھی کھانے کی یا پینے کی یا لقمہ یا لذت کی سب کا شکر پیش کر اسی طرح سے پرسش ہوتی رہیگی - اب ہم پوچھتے ہین کہ جب شخص مذکور جسنے وجہ حلال ہی سے کمایا اور اُسی مین اُٹھایا اور تمام حقوق و فرائض کو بخوبی ادا کیا اُس سے اسقدر حساب لیا جاویگا تو ہم جیسے لوگون کا کیا حال ہوگا کہ ہمہ تن دنیا کے فتنون اور اُسکے شبہات و زینت و شہوات مین ڈوبے ہوئے ہین - ای کمبخت انہین سوالون کی جہت سے متقی دنیا مین آلودہ نہین ہوتے اور مقدار ضرورت پر راضی ہوکر انواع و اقسام کے اعمال نیک بہتر کسب مال سے کرتے ہین تیرے لیے اُنکی اقتدا موجود ہی اُنکی پیروی کرنی چاہیے اگر یہ امر منظور نہو اور یہی خیال ہو کہ مین سب سے زیادہ متقی ہون اور اپنی دانست مین مال بھی حلال سے حاصل کیا ہی باین غرض کہ کسی کا محتاج نہ رہون اور خدا کی راہ مین خرچ کرون اور خرچ مین کسی طرح کا حق ذمہ نہین رہتا اور مال کے سبب دل پر بھی تغیر نہین آتا خدا کی مرضی کے موافق کام کرتا ہی اور خداوند کریم تیرے ظاہر و باطن سے ناراض نہین اگر یہ تصور ہی گو اسطرح کا ہونا ممکن نہین تب بھی یہی چاہیے کہ مقدار ضرورت پر اکتفا کرے اور مالدارون سے سوال قیامت مین علحدہ رہے اور اول ہی قافلہ کے ساتھ زمرۂ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مین داخل ہو مال کی جہت سے نہ حبس تجھپر ہو نہ سوال کی نوبت پہونچے نہ حساب دینا پڑے اور حساب مین یا تو نجات ہی یا آفات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی[3] کہ فقیر مہاجرین جنت مین اغنیا کی نسبت پانسو برس پہلے داخل ہونگے[4] اور ایک حدیث مین یون ہی کہ فقراے مومنین جنت مین اغنیا کی نسبت اول داخل ہوکر کھاوینگے اور مزے کرینگے اور اغنیا کا یہ حال ہوگا کہ گھٹنون کے بل بیٹھے ہونگے اللہ تعالےٰ اُنکو ارشاد فرماویگا میرا مطالبہ تمھین سے ہی تم لوگون کے حاکم اور بادشاہ تھے بتلاؤ کہ جو کچھ مین نے تمکو دیا اُسمین تمنے کیا کیا - اور بعض علما کا قول ہی

ح ۱ جو حساب مین الجھایا جاویگا وہ عذاب دیا جاویگا بخاری ومسلم بروایت عائشہ رض ۱۲ ح ۲ اسکی سند مجھکو نہین ملی ۱۲ ح ۳ ترمذی وابن ماجہ بروایت ابو سعید ۱۲ ح ۴ اسکی سند مجھکو نہین ملی ۱۲

کہ اگر میرے پاس عمدہ چوپائے ہون مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکی جماعت کے ساتھ اول قافلہ مین نہون تو ایسا مال مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا بھائیو ایسی بات مین کوشش کرو جس سے ہلکے پھلکے زمرہ انبیا علیہم السلام مین شامل ہو اور اس بات سے ڈرو کہ کہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر پیچھے نہ رہ جاؤ جیسے متقی ڈرتے رہتے ہین اور مجھکو یہ روایت بھی پہونچی ہی کہ بعض صحابہ رضہ کو پیاس لگی آپ نے پانی مانگا لوگ اُنکے لیے شہد کا شربت لائے جب آپ نے اُسکو چکھا تو آنسوؤن سے ہچکی بندھ گئی خود بھی روئے اور اُنکو بھی رولایا پھر منھ سے آنسو پونچھکر چاہا کہ کچھ کلام کرین پھر رونا شروع کیا جب کثرت سے روئے تو لوگون نے پوچھا کہ کیا اسی شہد کے باعث سے آپ روتے ہین فرمایا کہ ہان ایک روز مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا اور حجرہ شریف مین سوا میرے آپکے ساتھ کوئی نہ تھا اتنے مین آپنے ہٹانا شروع کیا کہ مجھسے الگ رہ مین نے عرض کیا کہ میرے مادر و پدر آپ پہ قربان ہون مین تو آپکے سامنے کسی کو نہین دیکھتا آپ کس سے مخاطب ہین آپ نے فرمایا کہ دنیا نے اسوقت میرے پاس اپنی گردن اور سر بڑھاکر کہا کہ مجھکو لے لو مین نے اُس سے کہا کہ مجھسے الگ ہو اُسنے جواب دیا کہ ای محمد اگر تم مجھسے بچ رہوگے تو تمھارے بعد کے لوگ مجھسے نہ بچینگے تو مجھکو یہ خوف ہی کہ کہین اس شربت کے پینے سے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہو جاؤن - بھائیو اخیار یہ لوگ تھے کہ اس خوف سے کہ شربت حلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ کردے روتے تھے اے کم بخت تو تو انواع و اقسام کی نعمت اور شہوات مین مبتلا ہی اور کمائی بھی خالی حرمت اور شبہ سے نہین تجکو خوف علیحدگی کا اُس حبیب پاک سے نہین تف ہی تجھپر کتنا بڑا جاہل ہی کہ اگر قیامت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہگیا تو اہوال دوہشتین دیکھیگا جنسے فرشتے اور انبیا فریاد کرینگے اور اگر اب کوشش مین قصور کریگا تو پھر اُنکے ساتھ ملنا دشوار ہی اور اگر تجکو مال کی کثرت منظور ہی تو سخت حساب کے لیے صبر کرنا پڑیگا اور اگر مقدار قلیل پر قانع نہوگا تو مدت تک میدان قیامت مین ٹھہرنا اور آہ و نالہ کرنا پڑیگا اگر پیچھے رہنے والون کے احوال سے راضی ہوگا تو اصحاب یمین اور رسول رب العالمین سے علیحدہ رہیگا اور دار نعیم و خلد برین مین دیر کر پہونچیگا متقیون کے حال کے خلاف اگر کریگا تو اہوال روز حشر مین مریگا اسکو خوب سوچ لینا چاہیے پھر اگر یہ خیال ہو کہ مین بھی مثل سلف صالحین کے ہون کہ قدر قلیل پر قانع ہون اور حلال کا طالب مال کا دینے والا اپنے نفس پر ایثار کرنے والا فقر سے ڈرتا نہین نہ کل کے واسطے کچھ جوڑتا ہون تکاثر اور غنی کو بُرا جانتا ہون اور فقر اور بلا پر راضی قلت اور مسکنت سے خوش ہون اور فروتنی و ذلت کو اچھا سمجھتا ہون اور علو و رفعت کو بُرا اپنے کام مین پکا ہون راہ راست سے میرا دل پھرتا نہین اپنے نفس کو صرف اللہ کے واسطے روکے رہتا ہون اور سب کامون مین مرضی آلہی مقدم جانتا ہون اور مجھ جیسا متقی سوال و حساب کے جھگڑے مین توقف نہ کریگا میرا جمع کرنا مال کو صرف خرچ فی سبیل اللہ کے لیے ہی تو کم بخت ذرا تو غور کر کیا تجھے یہ نہین معلوم کہ مال کے شغل نہ رکھنے اور ذکر اور فکر اور عبرت کے لیے دل کے فارغ رہنے سے دین زیادہ بچا رہتا ہی اور حساب مین آسانی ہوتی ہی سوال خفیف ہوتے ہین قیامت کے اہول سے امن ہوتا ہی ثواب بہت سا ملتا ہی خدا کے نزدیک مرتبہ نہایت زیادہ حاصل ہوتا ہی - بعض صحابہ رضہ سے مروی ہی کہ اُنھون نے یہ حدیث نقل فرمائی کہ اگر ایک آدمی گود مین اشرفیان لیکر تقسیم کرے اور دوسرا اللہ تعالے کا ذکر کرے تو ذاکر بہ نسبت اول شخص کے افضل ہوگا -

اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص مال اعمال خیر کے لیے جمع کرتا ہی اُنھون نے فرمایا کہ نہ جمع کرنے مین اُسکے لیے زیادہ خیر ہی اور نیز بعض عمدہ تابعین سے کسی نے پوچھا کہ دو شخصون مین سے ایکنے دنیا بوجہ حلال پیدا کی اور اُس سے صلہ رحم کیا اور اعمال خیر سے زاد آخرت بنایا اور دوسرا اُس سے بالکل کنارہ کش رہا نہ اُسنے دنیا طلب کی نہ اُسکو ملی اُن دونون مین افضل کونسا ہی آپ نے فرمایا کہ ان دونون مین بڑا فرق ہی جو دنیا سے کنارہ کش ہی وہ افضل ہی اور اسمین اور دوسرے مین پورب پچھم کا فرق ہی پس کمبخت اگر تو دنیا چھوڑ دے تو تجکو بھی یہ درجہ دنیا دارون پر ملجاوے اور مال کا شغل نہ رکھنے سے دنیا مین بھی بہت سے فائدہ ہین بدن کو

راحت ملتی ہی زیادہ مشقت نہین کرنی پڑتی زندگی چین سے فارغ البالی مین گذرتی ہی تردد کم کرنا پڑتا ہی جب ترک مال سے تجکو دنیا بے مال پر یہ فضیلت ہی تو اب کونسا عذر مال کے جمع کرنے کا تجھے باقی ہی بلکہ ذکر آلٰہی مین مشغول ہونا خدا کی راہ مین خیرات کرنے سے افضل ہی تو سوچنے کی بات ہی کہ مال کے نہ جمع کرنے سے سردست راحت ہی اور آخرت مین فضیلت علاوہ ازین اگر مال کے جمع کرنے مین بالفرض کوئی فضیلت بڑی ہو تب بھی مکارم اخلاق مین تجکو چاہیے کہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرے جنکے باعث تجکو خدا نے ہدایت کی ہی اور جو دنیا سے کنارہ کشی انھون نے اپنے نفس کے لیے اختیار کی وہی تو بھی اپنے واسطے اختیار کر اسکو خوب غور کر اور یقین جان لے کہ سعادت و فلاح دنیا سے الگ رہنے مین ہی پس لو اے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اول جنت ماوٰے مین جانے کی فکر کر مجکو یہ حدیث پہونچی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرداران داردون کے وہ لوگ ہین جنکو صبح کا کھانا ملے تو شام کو نہ ملے اور اگر قرض لیا چاہین تو کوئی قرض نہ دے اور ستر عورت سے زیادہ کپڑا نہ رکھتے ہون اور مقدار کفایت کے کھانے پر قدرت نہ رکھتے ہون اور باوجود اسکے صبح شام اپنے پروردگار سے راضی رہین فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا بھائی اگر اس بیان کے بعد تو مال جمع کریگا اور دعوے کریگا کہ مین اعمال خیر کے لیے جوڑتا ہون تو تیرا دعوی سراسر لغو ہی بلکہ فقر کے خوف سے اور تنعم اور اظہار کثرت اور زینت اور فقراء پر سیخی اور ریا اور شہرت اور تعظیم اور بڑائی کے لیے جوڑتا ہی اور کہتا ہی کہ اعمال خیر کے لیے جمع کرتا ہون۔ خدا کو دھیان کر اور اپنے دعوے سے شرم کر اگر محبت مال و دنیا کی تجھپر غالب ہی تو اس بات کا اقرار کر کہ واقع مین خیر و فضل مقدار ضروری پر راضی رہنے سے اور فضول چیزون سے علیحدہ ہونے سے ہی اور مال کو جمع کرتے وقت اپنے نفس کو حقیر جان اور اپنی خطا کا قائل ہو حساب روز حشر سے خائف ہو یہ امر تیرے لیے موجب نجات اور قریب الی الفضل ہی اس سے کہ تو مال کے جمع کرنے کی حجتین لاطائل ڈھونڈھے۔ بھائیو صحابہ رضکے زمانہ مین حلال موجود تھا اور وہ لوگ سب مین زیادہ متقی اور زاہد اشیاء مباح کے تھے اور ہم اس زمانے مین ہین کہ وجہ حلال مفقود ہی حتی کہ قوت یومیہ اور ستر عورت بھی حلال سے میسر نہین ہو سکتی پس ایسے زمانے مین مال کے جمع کرنے سے خدا ہمکو اور تمکو دونون کو بچاوے علاوہ ازین ہملوگون مین صحابہ رضکا سا تقوے اور ورع اور زہد اور احتیاط کہان اور انکے سے دل اور انکی سی نیتین کہان بخدا ہم لوگون پر مرض نفس کی مصیبت چھا گئی اسکی خواہشون مین پھنس گئے اور عنقریب قیامت مین گذر ہوگا بڑے سعید وہ ہین جو اس روز ہلکے پھلکے رہینگے اور جو لوگ دولت ور زیادہ مالدار ہین کہ حرام حلال سب ملا کر کھا گئے انکو بڑا رنج ہوگا مین نے بطور نصیحت تمکو سنا دیا قبول کرنا تمھارا کام ہی اور اسکے قبول کرنے والے کم ہین خدا اپنی رحمت خاص سے ہمکو اور تمکو توفیق خیر عنایت فرماوے آمین یہ آخر کلام حارث رح کا ہی اس بیان سے فضیلت فقر کی غنا پر بخوبی ثابت ہی اور اسی قدر کافی ووافی بھی ہی زیادہ اس سے کیا ہوگا اور جو اخبار کہ ہمنے باب ذم دنیا اور باب فقر و زہد مین بیان کیے ہین وہ بھی اسی بات کے شاہد ہین اور ایک روایت اور اسی کی شاہد وہ ہی جو ابو امامہ باہلی سے مروی ہی[۲] کہ ایکبار ثعلبہ بن حاطب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا ے تعالے سے دعا فرمائیے کہ مجکو مال دیوے آپ نے فرمایا کہ ای ثعلبہ تھوڑا سا مال جسکا تو شکر کیے چلا جاوے بہ نسبت بہت مال کے جسکا شکر نہ کر سکے بہتر ہی اسنے عرض کیا کہ آپ دعا فرمادین کہ خدا ے تعالے مجکو مال دے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ثعلبہ تو کیا میری پیروی نہین کرتا اس بات کو پسند نہین کرتا تو بھی مثل پیغمبر خدا ہو بخدا کہ اگر مین چاہون کہ پہاڑ سونے چاندی کے ہو کر میرے ہمراہ چلین تو ہو سکتا ہی اسنے عرض کیا کہ قسم ہی اس ذات کی جسنے آپ کو نبی برحق بنایا اگر آپ کی دعا سے مجھے خداے تعالے مال دیگا تو مین سب حقوق والون کا حق بھی دونگا اور یہ کرونگا اور وہ کرونگا آپ نے دعا کی کہ الٰہی ثعلبہ کو مال عنایت فرما پس اسنے

ح ۱ ابو منصور نے اسکو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہی بروایت ابو حازم عن ابی ہریرہ ۱۲ ف ت سورہ ۱۱ آنکے ساتھ ہین جنکو اللہ نے نوازا انبیا اور صدیق اور شہدا اور نیک بخت اور خوب ہی انکی رفاقت ۱۲ ح ۲ طبرانی بسند ضعیف ۱۲

کچھ بکریان لین وہ دیمک کی طرح بڑھنی شروع ہوئین یہانتک کہ مدینہ منورہ مین نہ رہ سکا اور ایک جنگل مین وادی مدینہ کے جا رہا ظہر اور عصر کی جماعت مین حاضر ہوتا باقی جماعتون کو ترک کرتا پھر بکریون کی اور زیادہ کثرت ہوئی کہ اُس جنگل مین بھی گذر نہو سکا اور تھوڑی دور جا رہا اور صرف جمعہ کی جماعت کے لیے مدینہ منورہ مین آتا اور باقی ترک کرتا اور بکریان دیمک کی طرح پھیلتی رہین یہانتک کہ جمعہ بھی چھوٹ گیا جمعہ کے روز راہ کے مسافرون سے ملتا اور خبر پوچھ لیا کرتا ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے پوچھا کہ ثعلبہ کا کیا حال ہی انھون نے بکریون کی کثرت اور اسکا مدینہ چھوڑنا اور بتدریج ترک جماعت کرنا سب کہ سُنایا آپ نے تین بار ارشاد فرمایا ویح ثعلبہ اُنھین دنون مین یہ آیت اُتری تھی خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم اور اللہ تعالے نے زکوۃ بھی فرض فرمائی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو قوم جہینہ سے اور ایک کو بنی سلیم سے صدقات لینے کے لیے مقرر فرمایا اور اُنکو ایک وثیقہ صدقہ لینے کا لکھدیا کہ اسکے ذریعہ سے وصول کرین اور حکم دیا کہ باہر جا کر مسلمانون سے صدقہ وصول کرو اور ثعلبہ بن حاطب اور فلان شخص بنی سلیم والے کے پاس جاکر اُنسے صدقہ لینا یہ دونون صاحب مدینہ منورہ سے حسب الارشاد باہر نکلے اور ثعلبہ کے پاس آئے اور زکوۃ اُسکے مال کی مانگی اور نوشتہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسکو دکھلایا اُسنے کہا کہ یہ تو ڈانڈ ہی یہ ڈانڈ کا بھائی ہی تم جاؤ اور جگہ سے فارغ ہوکر آیو وہ دونون اُس شخص سلیمی کے پاس گئے اور اُس سے سوال صدقہ کیا وہ سنتے ہی کھڑا ہوگیا اور اپنے اُونٹون مین سے بہت عمدہ چھانٹ کر زکوۃ کے لیے علیحدہ کیے پھر اُن دونون کے سامنے اُنکو لے آیا اور کہا یہ مال زکوۃ ہی جب اُنکی نگاہ اُنپر پڑی کہا کہ تیرے اوپر یہ واجب نہین کہ سب سے عمدہ مال دے ہم اُنکو نہ لینگے اُسنے عرض کیا کہ آپ انھین کو لیوین مین بخوشی خاطر دیتا ہون اور اسی واسطے لایا ہون غرض سب جگہ سے صدقات تحصیل کرکے پھر ثعلبہ کے پاس آئے اور اُس سے دوبارہ سوال صدقہ کا کیا اُسنے کہا کہ تم مجکو نوشتہ دکھلاؤ اُنھون نے دکھلا دیا دیکھکر کہا کہ یہ تو ڈانڈ کا بھائی ہی اب تم جاؤ مین سوچ لون تو کچھ کہون جب یہ دونون خدمت مبارک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئے تو آپ نے پہلے اُنکے بولنے سے دیکھتے ہی فرمایا کہ ہلاکی ہو ثعلبہ کو اور اُس شخص سلیمی کے لیے دعاے خیر کی پھر اُن دونون نے جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا کہ ثعلبہ نے ایسا کہا اور سلیمی نے ایسا کیا اُسی وقت ثعلبہ کے باب مین یہ آیت اُتری ومنھم من عاھد اللہ لئن اتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین فلما اتاھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الے یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون اُسوقت حضرت کی خدمت مین ایک شخص ثعلبہ کے رشتہ دارون مین سے بیٹھا ہوا تھا اُسنے اِس آیت کو سُنا اور ثعلبہ کے پاس جاکر کہا کہ تیری ماں مرے خدا تعالے نے تیرے باب مین ایسا ایسا حکم نازل فرمایا ہی پس ثعلبہ اُسی وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور ملتجی ہوا کہ مین زکوۃ دیتا ہون پذیرا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے مجکو منع کر دیا ہی مین قبول نہین کرسکتا اُسنے اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کی آپ نے فرمایا کہ جیسا تو نے کیا ویسا پایا جو کچھ مین نے تجھسے کہا تھا تو نے میری اطاعت نہ کی جب اُسنے دیکھا کہ آپ قبول نہ فرماوینگے اپنے گھر واپس آیا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض کی خدمت مین زکوۃ مال حاضر کی اُنھون نے بھی نہ لی اُنکی وفات کے بعد حضرت عمر رض کے پاس لایا اُنھون نے بھی انکار فرمایا پھر بعد آپ کی خلافت کے وہ مر گیا پس مال کی طغیانی اور بدبختی اِس روایت سے معلوم کرنی چاہیے اور از انجا کہ فقیری مین برکت ہوتی ہی اور مالداری مین نحوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنے اہل بیت کے لیے فقیری ہی کو پسند فرمایا یہانتک کہ عمران بن حصین رض سے روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مجکو آپ ذی منزلت جانتے تھے ایکبار مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے عمران تو ہمارے نزدیک ذی رتبہ اور ذیجاہ ہی مرضی

تو فاطمہ رضہ کی عیادت کو چل مین نے عرض کیا کہ بہت بہتر پس آپ کھڑے ہوئے اور مین ہمرکاب ہوا یہانتک کہ فاطمہ رضہ کے دروازے پر جاکر دستک دی اور ارشاد فرمایا السلام علیکم مین اندر آؤن حضرت فاطمہ رضہ نے جواب دیا کہ تشریف لائیے آپنے فرمایا کہ مین اور میرا ساتھی دونون آوین انھون نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہی آپ نے فرمایا کہ عمران بن حصین انھون نے عرض کیا کہ قسم ہی اُس ذات کی جسنے آپ کو نبی برحق بھیجا ہی میرے پاس ایک عبا کے سوا اور کوئی کپڑا نہین آپ نے دست مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اسکو اسطرح لپیٹ لو اُنھون نے عرض کیا کہ بدن تو مین نے چھپا لیا مگر سر کیسے چھپاؤن آپ نے اپنی پُرانی چادر اُنکے پاس پھینک دی اور فرمایا کہ اس سے اپنا سر باندھ لو بعد اُسکے حضرت فاطمہ رضہ نے اجازت گھر مین آنے کی دی آپنے اندر جاکر فرمایا کہ اے لخت جگر السلام علیکم آج تم کیسی ہو اُنھون نے عرض کیا کہ میرے درد ہی اور اس درد پر ایک اور درد یہ ہی کہ میرے پاس کھانے کو نہین بھوک نے مجکو نڈھال کر دیا ہی آپ رو پڑے اور فرمایا کہ اے لخت جگر تو مت گھبرا بخدا مین نے تین دن سے کھانا نہین چکھا اور تیری نسبت خدا کے پاس میرا زیادہ رتبہ ہی اگر مین خدا سے مانگتا تو مجکو کھلا دیتا مگر مین نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی اور پسند کیا پھر آپ نے اپنا ہاتھ اُنکے مونڈھے پر مار کر کہا کہ تجھکو بشارت ہو کہ تو جنت کی عورتون کی سردار ہی اُنھون نے عرض کیا کہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم عمران کی بیٹی اور خدیجہ خویلد کی بیٹی کہان گئین آپنے فرمایا کہ وہ اپنے اپنے وقت کی عورتون کی سردار تھین تم اپنے عہد کی عورتون کی سردار ہو تم سب ایسے مکانون مین رہوگی جو زبرجد کے بنے یاقوت سے جڑے ہونگے اُن مین کسی طرح کی ایذا اور شور و غل نہوگا بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ اپنے چچازاد کے ساتھ قناعت کر مین نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہی جو دنیا مین بھی سردار ہی اور آخرت مین بھی سردار انتہی آب ذرا حال حضرت فاطمہ رضہ کا دیکھنا چاہیے یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر پارہ ہین کیسے فقیری کو اختیار کیا اور مال کو چھوڑ دیا اور جو کوئی احوال انبیا اور اولیا کو اور اُنکے اقوال کو لحاظ کرے اور اُنکے اخبار اور آثار کو دیکھے وہ یقیناً معلوم کر لیگا کہ مال کا نہونا اُسکے وجود کی نسبت افضل ہی گو خیرات ہی مین کیون نہ خرچ ہو اسواسطے کہ ادنی بات مال مین باوجود اداے حقوق اور اجتناب شبہات اور صرف خیرات کے یہ ہی کہ نیت اُسی کی اصلاح مین مصروف رہتی ہی اور ذکر الٰہی نہین ہوتا کیونکہ فکر اللہ دل کے فارغ ہونے سے بن پڑتی ہی اور مال کے شغل کے ساتھ فراغ خاطر ممکن نہین اور جریر رح لیث رضہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ مین آپ کی خدمت مین رہونگا حضرت نے اُسکو ساتھ لیا اور ایک ندی کے کنارے پر پہونچکر ناشتا کھایا آپ کے ساتھ تین روٹیان تھین دونون کھالین اور تیسری باقی رہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوے اور نہر مین سے پانی پیکر پھر آئے اور وہ روٹی نہ پائی اپنے اُس شخص سے پوچھا کہ روٹی کسنے لی اُسنے عرض کیا کہ مجکو معلوم نہین آپ نے اُسکو ساتھ لیا اور چل دیے راہ مین ایک ہرنی ملی جسکے ساتھ دو بچے تھے آپ نے ایک کو بلایا وہ چلا آیا اُسکو ذبح کرکے بھونا اور آپنے مع اُس شخص کے تناول فرمایا پھر اُس بچے کو ارشاد فرمایا کہ تم باذن اللہ یعنے خدا کے حکم سے کھڑا ہو جاوہ اٹھکر چلا گیا پھر آپنے اُس شخص سے کہا کہ تجکو قسم ہی اُس ذات کی کہ جسنے تجکو یہ معجزہ دکھلایا بتلا دے کہ روٹی کسنے لی اُسنے جواب دیا کہ مین نہین جانتا پھر آپ اُسکو ساتھ لے چلے اور ایک چشمے پر پہونچے آپ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چلے گئے جب اُس سے پار ہوئے پوچھا کہ تجکو قسم ہی اُس معجزہ دکھانے والے کی بتلا کہ روٹی کسنے لی اُسنے بدستور سابق عرض کیا کہ مجھے معلوم نہین۔ پھر ایک جنگل مین گئے وہان بیٹھکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی یا بالو جمع کرنا شروع کیا اور ڈھیر بنا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے سونا ہو جاؤ سونا ہوگیا آپنے اُسکے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک اُن مین سے میرا ہی اور ایک تیرا اور ایک اُس شخص کا جسنے روٹی لی یہ سنتے ہی وہ بول اُٹھا کہ روٹی تو مین نے ہی لی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ سب تجھی ہی رکھ اور اُس سے علیحدہ ہوگئے یہ شخص تنہا مال

لیے جنگل مین تھا کہ اتنے مین دو شخص اسکے پاس آئے اور چاہا کہ اسکو مار کر مال چھین لین اُسنے کہا کہ اسکو ہم آپس مین برابر تقسیم کر لینگے لڑنے کی ضرورت کیا ہی اول ایک شخص گانون مین جا کر کھانا لے آوے کہ اسکو کھا دین غرض ایک اُنمین سے کھانا لینے گیا اور دل مین کہا کہ اگر اِس کھانے مین مین زہر ملادون تو دونون شخص مرجاوینگے مال سارا مجکو ہی ملیگا اسی خیال سے کھانے مین زہر ملا دیا اور اِدھر اِن دونون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگر تیسرا شخص مارا جاویگا تو مال آدھا آدھا ہمارے حصہ مین آویگا جب وہ کھانا لیکر آوے اُسکو مار ڈالنا چاہیے چنانچہ جب وہ کھانا لیکر گیا اُن دونون نے اُسکو مار ڈالا اور کھانا کھا لیا زہر کے باعث خود بھی وہان ہی کھپ رہے اور سونا جون کا تون جنگل مین پڑا رہا اور یہ تینون اُسکے گرد ڈھیر تھے اِس حال مین گذر حضرت عیسی علیہ السلام کا اُدہر ہوا اپنے یارون سے ارشاد فرمایا کہ دیکھ لو دنیا کا یہ حال ہی اور اِس سے بچتے رہو اور روایت ہی کہ حضرت ذوالقرنین رح ایک قوم پر گذرے کہ اُنکے پاس دنیا کی چیزون مین سے کچھ نہ تھا جیسے لوگون کی غذا اور پوشاک وغیرہ ہوتی ہی اُنکی معاش کا طور یہ تھا کہ قبرین کھود رکھی تھین صبح کو اُن مین جھاڑو دیتے اور صاف کرتے اور اُنکے پاس نماز پڑھتے اور جانورون کی طرح ساگ چرتے اور قدرت خدا سے ہر طرح کا ساگ اُنکے لیے وہان موجود تھا حضرت ذوالقرنین نے اپنا ایلچی بھیجا کہ اُنکے سردار سے جا کر کہو کہ بادشاہ ذوالقرنین تمکو بلاتا ہی جب اُسنے اُنکے حاکم سے پیغام کیا اُسنے جواب دیا کہ مجھے کچھ اُس سے غرض نہین اگر اُسکو کچھ مطلب ہو تو میرے پاس چلا آوے حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ واقع مین سچ کہا اور خود اُسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مین نے تمھارے بلانے کو آدمی بھیجا تھا تمنے انکار کیا اب مین خود آیا اُسنے عرض کیا کہ اگر کچھ مجکو مطلب ہوتا تو مین خود آتا آپ نے فرمایا کہ مین جو تمھارا حال دیکھتا ہون ایسا کسی کا حال نہین یہ کیا بات ہی کہ تمھارے پاس دنیا کی شی کچھ نہین تمنے کچھ چاندی سونا کیون نہ پیدا کیا کہ اور لوگون کی طرح آسایش مین رہتے اُسنے جواب دیا کہ ہمنے سونا چاندی اسواسطے بُرا جانا کہ جب کسی کو یہ ملتا ہی اُسکا نفس یہی چاہتا ہی کہ اِس سے افضل کوئی اور چیز ملے آپ نے فرمایا کہ پھر قبرین تمنے کس غرض سے کھودی ہین اور صبح ہی اُنکو صاف کرکے اُنکے پاس نماز پڑھتے ہو اُسنے کہا کہ انسے ہماری یہ مراد ہی کہ اگر بالفرض دنیا کی طمع ہمکو ہو بھی تو قبرون کے دیکھنے سے اُس سے رُک جاوین اور طول امل دل سے جاتی رہے آپ نے فرمایا کہ پھر ساگ کسواسطے کھاتے ہو چوپایون کو پال کر اُنکا دودھ اور گوشت کیون نہین کھاتے اور سوار کیون نہین ہوتے اُسنے کہا کہ ہم اپنے پیٹ کو جانورون کی قبر نہین بناتے زمین کے ساگ پات مین بھی ضرورت دفع ہو جاتی ہی آدمی کی زندگی کو ادنی چیز کافی ہی اور گلے سے اُتر کر سب چیزین ایکسی ہو جاتی ہین پھر اُسنے ہاتھ بڑھا کر ذوالقرنین کے پیچھے سے ایک کھوپری اُٹھائی اور پوچھا کہ تمکو معلوم ہی کہ یہ کون ہی آپ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا اُسنے کہا کہ یہ ایک زمین کا بادشاہ تھا خدا نے تعالے نے اُسکو زمین کا حاکم کیا تھا اُسنے سرکشی اور ظلم وستم کیا جب خدا نے تعالے نے اسکا ظلم وستم دیکھا اُسپر موت کو مسلط کیا اب ڈھیلے کی طرح پڑا پھرتا ہی اور اُسکے سارے عمل خدا نے تعالے کو معلوم ہین قیامت کو اُنکا بدلہ پاویگا پھر اور ایک پُرانی کھوپری اُٹھا کر پوچھا کہ اِسکو جانتے ہو اُنھون نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہین اُسنے کہا کہ یہ بھی ایک بادشاہ کا سر ہی جو اُسکے بعد ہوا اور پہلے کا ظلم وستم اُسکو معلوم تھا اُسنے لوگون کے ساتھ تواضع اور فروتنی کی اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے پیش آیا اب اِس حال مین ہوگیا خداوند کریم نے اسکے عمل بھی گن رکھے ہین اُنکا ثواب قیامت کو پاوے گا پھر ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف جھک کر کہا کہ اے ذوالقرنین یہ کھوپری بھی اُنھین دونون کی طرح ہو جاویگی تو جو کچھ کیا کرے تامل سے کیا کر آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی میرے ساتھ چلے تو مین تجکو اپنا نائب اور وزیر مشیر اور شریک سلطنت کرون اُس نے عرض کیا کہ مین اور آپ ایک جگہ نہین رہ سکتے نہ اکٹھا ہو سکین آپ نے پوچھا کہ اِسکا کیا سبب ہی اُسنے کہا کہ اسوجہ سے کہ آدمی

تمھارے سب دشمن ہین اور میرے سب دوست آپ نے فرمایا یہ کیون ہی اُسنے کہا اسلیے کہ آپکے پاس لاکھون دنیا ہی اُسی کے سبب سب آپکے دشمن ہین اور چونکہ مین نے دنیا پر لات ماری ہی مجھسے عداوت کی وجہ کوئی نہین مین چونکہ خود محتاج مفلس ہون میرا دشمن کوئی نہین یہ سنکر ذوالقرنین رحمہ اسکے پاس سے چلے آئے اور اُسکی باتون سے کمال حیرت کرتے تھے اور عبرت و نصیحت سمجھتے تھے۔ ان حکایتون سے بھی آفات توانگری معلوم ہوتی ہین اور پہلے بھی اس باب مین بہت کچھ لکھا گیا ہی۔ باب فیم بخل ومال خدا کے فضل سے تمام ہوا

آٹھوان باب جاہ وریا کی مذمت کے بیان مین

رباعی

ہی گرچہ ظلوم اور جہول انسان آہ
پر جاہ وریا کے مثل کوئی نہین عیب
رہتا ہی سدا جرم وگنہ کے ہمراہ
یہ عالم وعابد ہی کو کرتے ہین تباہ

حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنّ اخوف ما اخاف علےٰ امتی الریاء والشھوۃ الخفیۃ اور ریا ایسی شہوت خفی مین سے ہی کہ اگر اندھیری رات مین سخت پتھر پر کالی چیونٹی چلے تو جسطرح اُسکی چال کسی طرح محسوس نہین ہوتی اسی طرح یہ شہوت بھی محسوس نہین ہوتی اسیواسطے اسکے آفات بڑے بڑے عالمون کو بھی معلوم نہین ہوتے ایسے ویسے عابدون اور متقیون کا تو کیا ذکر ہی اور یہ نفس کے آخر مہلکات اور خفیہ مکرون مین سے ہی جو عالم وعابد کہ راہ آخرت کو طی کرنا چاہتے ہین اور اسکے لیے خوب مستعد ہوتے ہین وہ ریا مین مبتلا کیے جاتے ہین یعنے وہ لوگ اپنے نفس کو مجاہدہ سے مغلوب کرکے شہوات سے علحدہ کرتے ہین اور شبہات سے بچاتے ہین اور اقسام عبادات اُس سے بزور لیتے ہین تو اُنکے نفس اس بات سے تو عاجز ہوجاتے ہین کہ کسی گناہ ظاہری کی طمع اعضاے ظاہری سے کرین اور مشقت مجاہدہ سے کوئی خلاصی کی صورت نہین دیکھتے تو استراحت اور اس مشقت کے عوض کے خواہان رہتے ہین جب دنیا کے لوگ اُنکو ماننے لگتے ہین اور تعظیم وتوقیر کرنے لگتے ہین تب نفس کو ایک لذت ہوتی ہی پھر اظہار علم وعمل وطاعت مین بہت رغبت کرتا ہی اور خلق کے مطلع ہونے کے لیے وسیلے ڈھونڈھتا ہی خالق کے مطلع ہونے پر قناعت نہین کرتا اور لوگون کے اچھا کہنے سے خوش ہوتا ہی صرف خدا کے اچھا کہنے پر صابر نہین ہوتا اور اُسوقت یہ یقین ہوجاتا ہی کہ جب لوگون مین یہ مشہور ہوگیا کہ فلان شخص تارک الشہوات اور شبہات سے مجتنب اور متحمل سخت عبادتون کا ہی بہت سے میری تعریف وثنا کرنے لگے اور بہت سا بڑھایا اور حرمت وتوقیر سے دیکھنے لگے میرے دیدار وملاقات کو تبرک جاننے لگے اور مجھسے دعا منگوانے کی رغبت کرنے لگے اور میری رائے پر چلنے کے حریص ہوگئے اور جہان مجھے دیکھتے ہین اول سلام کرتے ہین اور مجلسون مین صدر مقام پر جگہ دیتے ہین اور خرید وفروخت مین مجھسے بمروت پیش آتے ہین اور کھانے ولباس وغیرہ مین اپنے اوپر مجھکو ترجیح دیتے ہین اور میرے سامنے تواضع اور انقیاد کے ساتھ رہتے ہین اور میری خدمت یا اور کسی عرض مین اطاعت کرتے ہین تو اس سے نفس کو ایسی لذت وشہوت حاصل ہوتی ہی کہ سب لذتون سے بڑھکر اور سب شہوات سے غالب ہو یہانتک کہ اس لذت کے مارے گناہون کا چھوڑنا کچھ گران نہین گذرتا اور عبادتون پر مواظبت بہت آسان معلوم ہوتی ہی وہ تو یہ تصور کرتا ہی کہ میری زندگی اللہ کے واسطے ہی اور اُسکی مرضی کے موافق عبادت کے لیے اور درحقیقت اُسکی زندگی ان شہوات خفی کی سبب ہی جنکو سواے عقول سلیمہ توبہ کے اور کوئی نہین جانتا اُسکو یہ گمان ہی کہ مین اللہ کی طاعت مین اخلاص کرتا ہون اور اُسکے محارم سے بچتا ہون حالانکہ نفس مین یہ شہوت بندون کے سامنے زینت وتکلف کے لیے بھری ہوئی ہی اور اُسی خوشی کے لیے جو منزلت ووقار سے اُسکو ہوتی ہی اسکے باعث ثواب طاعات کا اور اجر اعمال کا سب برباد ہوجاتا ہی وہ اس خیال مین ہی کہ مین اللہ کا مقرب ہون حالانکہ اُسکا نام دفتر منافقین مین لکھا جاتا ہی اور یہ ایسا نفس کا مکر ہی کہ اس سے بجز صدیقین اور مقربین کے اور کوئی بچ نہین سکتا

ح ۔ زیادہ تر خوف کی چیز جس سے مین اپنی امت پر ڈرتا ہون ریا اور پوشیدہ شہوت ہی ۱۲ ابن ماجہ وحاکم بروایت شداد بن اوس اور اسمین ریا کی جگہ شرک ہی جسکی تفسیر انھون نے ریا سے کی ہی ۱۲

اور اسی بنا پر یہ قول مشہور ہی کہ صدیقین کے آخر مین جب ریاست دور ہوتی - اور جب ریا ایسا مرض باطنی ٹھہرا اور اتنا بڑا جال شیطان کا ہو تو اسکی حقیقت و درجات و اقسام و سبب و طریق علاج و حذر کرنا ضروری ہوا اسی لحاظ سے اس باب کی دو فصلین کی جاتی ہین -

فصل اول مشتمل بارہ بیانون پر اور ان بیانات مین ایسی باتین مذکور ہونگی جنسے ریا پیدا ہوتا ہی اور وہ سب متعلق جاہ سے ہین اسیواسطے اُنکا ریا سے اول بیان کرنا ضروری ہی

بیان اول شہرت اور خلق مین نام ہونے کی بُرائی - جاننا چاہیے کہ جاہ حقیقت مین آوازہ منتشر ہونے کا نام ہی اور اسطرح کی شہرت اچھی نہین بلکہ گمنامی بہتر ہی مگر یہ کہ خداوند کریم اپنے دین کے پھیلانے کو شہرت عنایت فرماتا ہی اور اسمین اس شخص کی تکلیف و پیروی کو کچھ دخل نہو تو ایسی بے تکلف شہرت کا مضائقہ نہین ورنہ شہرت خوب نہین چنانچہ حضرت انس رض اس حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا حسب امرئ من الشر الا من عصمہ اللہ ان یشیر الناس الیہ بالاصابع فی دینہ ودنیاہ[ح۱] اور حضرت جابر بن عبد اللہ رض نے بھی اسی مضمون کو کچھ ایک الفاظ کی تغییر سے مع شی زائد روایت فرمایا ہی اُنکی روایت یون ہی بحسب المرء من الشر الا من عصمہ اللہ من السوء ان یشیر الناس الیہ بالاصابع فی دینہ ودنیاہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم[ح۲] اور حضرت حسن رح نے جب اس حدیث کو روایت کیا تو لوگون نے اُنسے کہا کہ اے ابو سعید جب لوگ آپ کو دیکھتے ہین تو آپ کی طرف اُنگلیون سے اشارہ کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اس حدیث مین یہ اشارہ مراد نہین جو لوگ میری طرف کرتے ہین بلکہ مراد یہ ہی کہ دین مین کوئی بدعت نکالے اور اُسکے سبب مشار الیہ ہو یا دنیا کے فسق و فجور کے باعث مشار الیہ ہو غرض کہ آپنے اس حدیث کی تاویل ایسی فرما دی کہ اُسکا کچھ مضائقہ نہین - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ خرچ کر اور مشہور مت کر اور اپنے وجود کو بڑھا مت تاکہ لوگ تجکو پہچانین اور یاد کرین بلکہ اپنے آپ کو چھپا اور خاموش رہ کہ اسمین نجات ہی نیک بندے تجھسے خوش رہینگے اور بدکار خون جگر کھاوینگے - اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ جس شخص نے شہرت کو اچھا جانا اُسنے خدا کو نہین مانا اور حضرت ایوب سختیانی رح کا قول ہی کہ جب تک آدمی اس بات کو اچھا نہین جانتا کہ میرے مکان کی کسی کو خبر نہو تب تک ساتھ خدائے تعالی کی تصدیق نہین ہوتی اور خالد بن معدان رح کے حلقہ مین جب لوگ بہت ہوتے تو شہرت کے خوف سے حلقہ مین سے اُٹھ جاتے اور ابو العالیہ رح کے پاس جب تین آدمیون سے زیادہ بیٹھتے تو آپ چلے جاتے اور حضرت طلحہ رض نے دیکھا کہ اُنکے ساتھ قریب دس آدمیون کے چلتے ہین آپنے فرمایا کہ طمع کی مکھیان ہین اور دوزخ کے پروانے - اور حضرت سلیمان بن حنظلہ رح روایت کرتے ہین کہ ہم حضرت ابی بن کعب کے ساتھ پیچھے پیچھے جاتے تھے کہ ناگاہ حضرت عمر رض کی نگاہ اُنپر پڑی آپ دُرہ لے کر اُنپر اُٹھے اُنھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کیا کرتے ہین ذرا تامل فرمایئے آپنے فرمایا کہ جس صورت سے تم جاتے ہو یہ تابعین کے حق مین مقام لغزش ہی اور تمھارے حق مین آزمایش - اور حضرت حسن رح سے مروی ہی کہ حضرت ابن مسعود رض ایک روز اپنے گھر سے نکلے اُنکے پیچھے بہت سے لوگ ہو لیے آپنے اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم میرے پیچھے کیون آتے ہو بخدا کہ جس سبب سے مین اپنا دروازہ بند رکھتا ہون اگر تمکو معلوم ہو جاوے تو دو شخص بھی میرے ساتھ نہون - اور حضرت حسن رح کا قول ہی کہ مردون کے پیچھے جوتون کی آواز ہوتی اسپر احمقون کے دل کم توقف کرتے ہین یعنے بیوقوف جلد شیخی مین آجاتے ہین اور ایک روز آپ نکلے اور لوگ پیچھے ہوے آپنے پوچھا کہ مجھسے کچھ غرض ہی تو خیر ورنہ عجب نہین کہ یہ ساتھ چلنا ایماندارون کے دل مین کچھ باقی نہ چھوڑے یعنے شایعت سے خوف سلب معرفت کا ہی - اور روایت ہی کہ ایک شخص ابن محیریز کے ساتھ سفر مین گیا جب اُنسے جُدا ہونے لگا تو عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو آپ نے فرمایا کہ اگر تجھسے ہوسکے تو یہ بات کر کہ دوسرے کو پہچان لے اور تجھکو کوئی نہ جانے چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی

ح ۱ آدمی کو شر سے یہی کافی ہی مگر جسکو خدا بچاوے کہ لوگ اُسکی طرف اُنگلیون سے دین یا دنیا مین اشارہ کرین ۱۲ بیہقی نے شعب مین بسند ضعیف ۱۲

ح ۲ آدمی کو اتنی ہی شر بس ہی مگر جسکو خدا برائی سے بچاوے کہ لوگ اُسکی طرف اُنگلیون سے اسکے دین اور دنیا کے باب مین اشارہ کرین اللہ تعالی نہین دیکھتا ہی تمھاری صورتون کو بلکہ دیکھتا ہی تمھارے دلون اور اعمال کو ۱۲ یہ حدیث جابر بن عبد اللہ سے معروف نہین بلکہ بروایت ابو ہریرہ رض معروف ہی چنانچہ طبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے شعب مین اسکو روایت کیا ہی اور اخیر کا ٹکڑا مسلم نے نقل کیا ہی ۱۲

نہو دوسرے سے تو پوچھے اور تجھسے کوئی نہ پوچھے۔ اور حضرت ایوب رح سفر کے لیے نکلے اُنکے ساتھ بہت سے لوگ ہوئے آپنے فرمایا کہ اگر مجکو یہ علم نہوتا کہ خدا جانتا ہی کہ مین دل سے اس مشایعت کو بُرا جانتا ہون تو مجھے خوف غضب آلہی تھا۔ اور معمر رح کہتے ہین کہ مین نے اُنپر ایک روز بباعث طول قمیص کے عتاب کیا تو آپ نے فرمایا کہ لگلے زمانے مین البتہ قمیص کے لنبا ہونے مین شہرت تھی مگر فی زمانا اُسکو اوپر چڑھانے مین ہی۔ اور بعض اکابر کا قول ہی کہ مین حضرت ابو قلابہ کے ساتھ تھا اتنے مین ایک شخص آیا کہ بہت سے کپڑے پہنے تھا آپ نے فرمایا کہ اس بولتے گدھے سے بچتے رہو یعنے طالب شہرت مت کیجیو۔ اور حضرت ثوری رح فرماتے ہین کہ بزرگان سابق دو شہرتون کو بُرا جانتے تھے عمدہ کپڑون کی اور نکمے پھٹے پُرانے کپڑون کی اسلیے کہ آدمیون کی نظر دونون پر یکسان پڑتی ہی اور ایک شخص نے بشیر بن الحارث رح سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو اُنھون نے فرمایا کہ اپنے ذکر کو بُجھا دے اور غذا کو حلال و پاک بنا اور حوشب رح اس بات پر روتے کہ میرا نام جامع مسجد تک پہونچ گیا۔ اور بشر رح کا قول ہی کہ مین ایسا کوئی نہین جانتا جسنے اپنا مشہور ہونا پسند کیا ہو اور اُسکا دین تباہ اور خود رسوا نہوا ہو اور یہ بھی اُنھین کا قول ہی کہ جو شخص اپنی شہرت چاہتا ہی وہ آخرت کا مزہ نہین پاتا

دوسرا بیان گمنامی اور عدم شہرت کی فضیلت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین رُبَّ اَشعثَ اَغبرَ ذی طمرین لایؤبہ لہ لواقسم علے اللہ لابرہ منہم البراء بن مالک اور حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا رب ذی طمرین لایوبہ لہ لواقسم علے اللہ لابرہ لو قال اللہم انی اسئلک الجنۃ لاعطاہ الجنۃ ولم یعطہ من الدنیا شیئاً اور فرمایا الا ادلکم علے اہل الجنۃ کل ضعیف مستضعف لواقسم علے اللہ لابرہ واہل النار کل متکبر جواظ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے یہ حدیث مروی ہی کہ اہل جنت وہ لوگ ہین کہ اُنکے بال ژولیدہ ہون اور لباس دو چادرین بے حقیقت اگر اُمرا کے پاس جانا چاہین تو کوئی جانے نہ دے اور اگر عورتون سے منگنی چاہین تو کوئی اُنکے ساتھ نکاح نہ کرے اور جب کچھ گفتگو کرین تو کوئی اُنکے واسطے چپ نہو یعنے اُنکے قول پر دھیان نہ دے اُنکی حاجتین اُنکے سینون مین پھرتی ہین اُنکا نور اگر قیامت مین بانٹا جاوے تو سب لوگون کو کافی ہو۔ اور فرمایا کہ میری امت مین بعض لوگ ایسے ہین کہ اگر کسی سے ایک دینار خواہ ایک درم یا ایک پیسا مانگین تو کوئی نہ دے اگر وہ اللہ تعالے سے جنت کے خواستگار ہون تو اُنکو جنت عطا کرے اور اگر دنیا طلب کرین تو عنایت نہو اور اُنسے دنیا اسلیے نہین روکی ہی کہ وہ ذلیل ہین گو اُنپر دو چادرین بے حقیقت ہوتی ہین لیکن اگر خدا کو قسم کسی کام کے لیے دین تو خدا تعالے اُنکو سچا کر دے۔ اور روایت ہی کہ ایکبار حضرت عمر رض مسجد نبوی مین داخل ہوئے دیکھا کہ معاذ بن جبل رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس روتے ہین آپ نے سبب گریہ کا پوچھا اُنھون نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہی اور اللہ تعالے ایسے چھپے ہوئے متقیون کو دوست رکھتا ہی کہ اگر غائب ہو جاوین تو کوئی اُنکی تلاش نہ کرے اور اگر سامنے آوین تو کوئی اُنکو نہ پہچانے اُنکے دل چراغ ہدایت ہین ہر زمین تاریک غبار آلود سے دوڑے آتے ہین اور محمد بن سوید رح سے روایت ہی کہ مدینہ منورہ مین خشک سالی ہوئی ایک مرد صالح وہان تھا کہ مسجد شریف ہی مین رہتا اور دعا مانگا کرتا سب لوگ دعا مین تھے کہ اتنے مین ایک شخص آیا جو پُرانے کپڑے پہنے تھا اُسنے آکر دو مختصر رکعتین پڑھین اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ آلہی مین تجھکو قسم دیتا ہون کہ اسی وقت مینھ برسا دے ابھی اُس شخص نے اپنے ہاتھ نیچے نہین کیے تھے اور نہ دعا سے فارغ ہوا تھا کہ آسمان بادلون سے ڈھک گیا اور اتنا مینھ برسا کہ مدینے کے لوگ ڈوبنے کے خوف سے فریاد کرنے لگے پھر اُس شخص نے عرض کیا کہ آلہی اگر تو جانتا ہی کہ اسقدر پانی اُنکو بس ہی تو روک دے اُسی وقت بارش تھم گئی اور پھر یہ شخص اُس مرد صالح کے پیچھے ہو لیا اور اُسکا گھر معلوم کر کے صبح ہی اُسکی خدمت مین گیا اور ملاقات کر کے کہا کہ مین ایک غرض سے آپ کے پاس آیا ہون اُسنے پوچھا کہ کیا مطلب ہی کہا کہ یہ التجا ہی کہ آپ

اپنی دعا مین مجھکو بھی مخصوص کرین اُس مرد صالح نے فرمایا سبحان اللہ تم مجھسے کہتے ہو کہ مین اپنی دعا مین تمکو خاص کرون تمھارا حال تو کچھ معلوم ہی ہوگیا یہ کہو کہ یہ رتبہ تمکو کیسے ملا اُسنے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے مجھکو امر و نہی کیا اُسکو مین نے مانا اور اطاعت کی پس مین نے جو اللہ تعالےٰ سے سوال کیا اُسنے میرا سوال مجھکو عنایت کیا۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ لوگو علم کے چشمے اور چراغ ہدایت بنو اپنے گھرون مین بیٹھے رہو رات کے چراغ اور تازہ دل ہوجاؤ اور لباس پُرانا پہنو کہ آسمان کے لوگ تمکو جانین اور زمین والے نہ پہچانین۔ اور حضرت ابوامامہ رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث قدسی[١٢] روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہی[٢٧] ان اغبط اولیائی عبد مؤمن خفیف الحاذ ذو حظ من صلاۃ احسن عبادۃ ربہ و اطاعہ فی السر وکان غامضًا فی الناس لایشار الیہ بالاصابع ثم صبر علی ذلک راوی فرماتے ہین کہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی پورون کو دوسرے ہاتھ کی پورون پر مارا اور یون ارشاد فرمایا[٢٧] کہ عجلت منیتہ وقل تراثہ وقلت بواکیہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ فرماتے ہین کہ اللہ کے نزدیک سب مین پیارے لوگ اُسکے غریب الوطن بندے ہین کسی نے پوچھا کہ حضرت غریب الوطن یعنے مسافر سے آپ کی کیا غرض ہی آپنے فرمایا کہ جو لوگ اپنا دین لیکر لوگون سے علیحدہ ہوگئے ہین اور قیامت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہونگے۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رضہ فرماتے ہین کہ مجھکو یہ روایت پہونچی ہی کہ اللہ تعالےٰ اپنے انعامات مین بندے کے سامنے یہ بھی ذکر فرمادیگا کہ مین نے تجھپر انعام نہین کیا تھا تیری پردہ پوشی نہین کی تھی تیرا ذکر مخفی نہین کیا تھا اور حضرت خلیل بن احمد یون دعا مانگتے کہ الٰہی تو مجھکو اپنے نزدیک خلق مین بلند تر رتبہ والون مین سے کردے اور میرے نزدیک مجکو تمام خلق سے کم رتبہ بنادے اور لوگون کے نزدیک مجھکو درجہ اوسط عنایت فرما۔ اور حضرت ثوری رح فرماتے ہین کہ مین اپنے دل کو ایسا پاتا ہون کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے غربا کے ساتھ صلاحیت پر آجاوے جو قوت اور گلیم پر بسر کرتے ہین۔ اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ دنیا مین مجھکو خنکی چشم صرف ایکبار حاصل ہوئی ہی کہ ایک رات مین شام کے گانوُن مین سے ایک مسجد مین لیٹ رہا اور مجھکو دست آتے تھے مؤذن نے میری ٹانگ پکڑ کے اتنا گھسیٹا کہ مجھے مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت فضیل رح فرماتے ہین کہ اگر تجھسے یہ ہوسکے کہ کوئی تجھکو نہ جانے تو ایسا ہی کر اور اسمین کچھ ہرج نہین کہ کوئی نہ پہچانے اور نہ اسمین کچھ مضائقہ ہی کہ کوئی تیری تعریف نہ کرے اور نہ اسمین کچھ بُرائی ہی کہ تو لوگون کے نزدیک بُرا ہو اور خدا کے نزدیک اچھا ہو پس ان اخبار و آثار سے مذمت شہرت کی اور فضیلت گمنامی کی صاف عیان ہی اور شہرت اور انتشار صیت سے غرض جاہ ہی یعنے لوگون کے دلون مین جگہ کرنی اور جاہ کی محبت ہر ایک فساد کی جڑ ہی۔ یہان یہ اعتراض ہوتا ہی کہ انبیا علیہم السلام اور خلفاء راشدین اور ائمہ علما تو سب سے زیادہ مشہور ہین ان کی شہرت سے بڑھکر اور کوئی شہرت کیا ہوگی تو اُنکو فضیلت گمنامی کسطرح حاصل نہوئی اُسکا جواب یہ ہی کہ شہرت مذموم وہی ہی جو آدمی کی طلب سے ہو لیکن شہرت کا پایا جانا خداے تعالےٰ کی طرف سے بدون بندے کے پیروی کے بُرا نہین علاوہ اسکے شہرت سے نقصان ضعیفون کو ہوتا ہی زبردستون کو نہین ہوتا اور ضعیفون کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی پانی مین ہاتھ پاؤن مارنا جانتا ہو اور اتفاق سے اُسکے گرد بہت سے لوگ ڈوبتے ہون پس بہتر یہی ہی کہ اُسکو کوئی نہ جانے ورنہ ڈوبتے لوگ اُسکو آچمٹینگے اور یہ بھی اُنکے ساتھ ہلاک ہوجاویگا اور جو زبردست تیراک ہی اُسکی شان کے مناسب یہی ہی کہ اُسکو لوگ پہچانین تاکہ اگر ڈوبتے لوگ اُس سے التجا کرین تو وہ اُنکو بچا سکے اور ثواب پاوے۔

تیسرا بیان جاہ کی محبت کی بُرائی

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہی تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا اس آیت مین دو ارادون کو اکٹھا فرمایا ہی یعنے ارادۂ رفعت اور ارادۂ فساد اور پھر بیان فرمایا کہ دار آخرت اُسی کے لیے ہی جو دونون ارادون سے خالی ہو اور دوسری جا ارشاد فرمایا من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لایبخسون اولئک الذین

لیس لہم فی الآخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیہا وباطل ما کانوا یعملون یہ آیت بھی اپنے عموم پر محبت جاہ کو شامل ہی اسلیے کہ یہ محبت تمام لذات حیات دنیاوی سے بڑھ کر ہی اور سب زینتون سے یہ زینت زیادہ ہی - اور حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

المال والجاہ ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل اور فرمایا ما ذئبان ضاریان ارسلا فی زریبۃ غنم باکثر فسادا من حب الشرف والمال فی دین الرجل المسلم اور حضرت علی رضہ کو یہ ارشاد فرمایا انما ہلاک الناس باتباع الہوی وحب الثناء خدائے تعالی سے یہ دعا ہی کہ اپنے فضل وکرم واحسان سے اس بلا سے ہمکو عافیت مین رکھے

چوتھا بیان جاہ کے معنے اور اسکی حقیقت کے ذکر مین

- جاننا چاہیے کہ مال اور جاہ دنیا کے دو رکن ہین مال کے معنی تو یہ ہین کہ جن چیزون سے نفع ہو انکا مالک ہونا اور جاہ کے معنے یہ ہین کہ جن دلون سے اپنی تعظیم اور طاعت مطلوب ہی انکا مالک ہو جانا - اور جسطرح کہ مالدار اور غنی وہ کہلاتا ہی جو روپیہ پیسے پر قدرت رکھتا ہو اور ان دونون کے ذریعہ سے اپنے تمام مقاصد اور شہوات اور حظوظ نفس پورا کرسکتا ہو اسی طرح صاحب جاہ وہ شخص کہلاتا ہی جو لوگون کے دلون کو ایسی طرح قابو مین رکھے کہ جو مطلب و حاجت انسے چاہے وہ حاصل کرسکے - اور جسطرح مال اقسام و انواع کے حرفون اور صناعتون سے پیدا کیا جاتا ہی ایسا ہی لوگون کے دل بھی اقسام معاملات سے اپنی طرف رجوع ہوتے ہین - اور دل مسخر جب ہی ہوتے ہین جب کسی کو کسی بات مین معتقد علیہ جانین اور جس دل مین کسی شخص کی نسبت کسی وصف کمال کا اعتقاد ہوگا وہ اسی اعتقاد کے موافق اسکا مسخر ہو جائیگا اور یہ کچھ شرط نہین کہ وہ وصف فی نفسہ بھی کچھ کمال ہو بلکہ یہی کافی ہی کہ اس شخص کے عندیہ مین اور اعتقاد مین وہ کمال ہو بعض اوقات وہ ایسی چیز کو بھی کمال اعتقاد کرے گا جو واقع مین کمال نہو اور معتقد علیہ مین اسکا دل اس وصف کمالی کا یقین کر لیتا ہی اسی جہت سے دل ضرور ہی منقاد ہو جاتا ہی اسلیے کہ انقیاد دل کی ایک کیفیت کا نام ہی اور دل کی کیفیات تابع اسکے اعتقادات اور علوم اور تخیلات کے ہوتے ہین پس جیسا اعتقاد ہوگا ویسی ہی کیفیت اسپر طاری ہوگی - اور جیسے کہ مال کی محبت رکھنے والا یہ چاہتا ہی کہ میرے پاس لونڈی غلام ہو جاوین ایسے ہی طالب جاہ یہ چاہتا ہی کہ سب لوگ میری غلامی کرین اور انکے دلون پر مجکو اختیار کلی ہو جاوے بلکہ جو بات صاحب جاہ چاہتا ہی وہ بہت بڑھکر ہی اسلیے کہ مالدار تو لونڈی غلامون کا زبردستی مالک ہوتا ہی وہ لوگ اپنی طبیعت سے ہرگز نہین چاہتے کہ ہم کسی کے زرخرید ہون اور اگر انکو قابو دیا جاوے تو ہرگز آقا کی متابعت نہ کرین بخلاف صاحب جاہ کے کہ اسکی طاعت لوگ خوشی سے کرتے ہین اور آزاد شخص اپنی طبیعت کی خواہش سے اسکے غلام بنتے ہین اور اس غلامی و طاعت کو فخر اور موجب خوشی سمجھتے ہین اب دونون مین فرق سمجھ لینا چاہیے کہ صاحب جاہ کا مطلوب مالک لونڈی غلام سے کتنا زیادہ ہی - اس سے معلوم ہوا کہ جاہ کے معنی یہی ہین کہ لوگون کے دلون مین جگہ ہونی یعنی کسی شخص کی کسی وصف کمالی کا دلون مین اعتقاد آجانا پس جسقدر کہ اسکے کمال کا لوگون کو اعتقاد ہوگا اسی قدر دل بھی منقاد ہونگے اور جسقدر دلون کا انقیاد ہوگا اسیقدر صاحب جاہ کو لوگون کے دلون پر اختیار ہوگا اور جسقدر اختیار ہوگا اسی قدر اسکو فرحت اور محبت جاہ سے ہوگی - یہانتک معنی اور حقیقت جاہ کے بیان ہوے اب اسکے ثمرات اور نتیجے ہین مثلاً لوگون کا تعریف کرنا یا حد سے زیادہ بڑھانا یعنی جو شخص کسی کی طرف اعتقاد کسی کمال کا رکھتا ہی اپنے اعتقاد کی چیز سے چپ نہین رہتا اور معتقد علیہ کی ثنا اس وصف مین کرتا ہی اور منجملہ نتائج جاہ کے خدمت اور اعانت ہی کہ اعتقاد والا اپنے اعتقاد کے موافق اپنے نفس کو معتقد علیہ کی خدمت و اعانت مین مصروف رکھتا ہی اور غلامون کی طرح اسکا مسخر رہ کر کسی طرح دریغ نہین کرتا اور نیز نتائج جاہ سے معتقد علیہ کو مقدم سمجھنا اور اسکے ساتھ کوئی خرخشہ نہ کرنا اور تعظیم کرنی اور اول ہی سلام کرنا اور سب مقصدون مین اسکو مقدم جاننا اور محفلون مین عمدہ جگہ پر بٹھانا ہی یہ باتین کسی کے جاہ کے

دل مین سمانے سے پیدا ہوا کرتی ہین یعنے جب دلون مین صفات کمالیہ کسی شخص کا اعتقاد آجاتا ہی خواہ وہ صفات علمی ہون یا عبادت یا حسن عبادت یا نسب یا حسن صورت یا حکومت یا زور بدن خواہ اور کوئی چیز جسکو لوگ اچھا جانتے ہین تو دلون مین اُس شخص کے جاہ قائم ہونے کا سبب یہی اوصاف ہوتے ہین اور اسی لیے وہ آثار مذکورہ ظہور مین آتے ہین

پانچوان بیان اس امر کا کہ جاہ کے محبوب ہونے کی کیا وجہ ہی کہ بدون مجاہدہ سخت کے کسی فرد بشر کا دل اس سے خالی نہین ہوتا - جاننا چاہیے کہ جو سبب کہ چاندی سونے کے اور دوسرے مال کے محبوب ہونے کا ہی وہی بعینہ جاہ کے محبوب ہونے کا ہی بلکہ سبب محبت جاہ اس بات کا مستدعی ہی کہ جاہ کی محبت بہ نسبت مال کے بہت زیادہ ہو جیسے چاندی اور سونا اگر وزن مین مساوی ہون تو محبت سونے کی زیادہ ہوتی ہی اور اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ روپیہ اشرفی بذات خود نہ کھانے کی لیاقت رکھتے ہین نہ پینے کی نہ لباس اور نکاح کی اس اعتبار سے روپیہ اشرفی اور کنکر مین کچھ فرق نہین بلکہ اُنکی محبت اسلیے ہوتی ہی کہ اُنکے ذریعہ سے اور محبوب چیزین حاصل ہوسکتی ہین اور حاجتین پوری ہوسکتی ہین یہی حال جاہ کا ہی جیسے دلون کے مالک ہونے کا ہی کہ وہ بھی بذات خود کارآمد نہین بلکہ وسیلہ حصول اغراض کا ہوتا ہی پس جونکہ سبب محبت روپیہ اشرفی اور جاہ مین ایک ہی ہی اسی لیے محبت بھی دونون سے ہونی چاہیے مگر چونکہ جاہ بہ نسبت مال کے ترجیح رکھتا ہی اسواسطے اُسکی محبت بھی بہ نسبت مال کے زیادہ ہونی چاہیے اور جاہ یعنی ملکیت قلوب کو ملکیت مال پر تین طرح کی فوقیت ہی اول یہ کہ جاہ سے مال کا ملنا بہت آسان ہی اور مال سے حصول جاہ دشوار مثلاً کوئی عالم یا زاہد جسکی جگہ لوگون کے دلون مین ہی اگر مال پیدا کرنا چاہے تو اُسکو کچھ دقت نہین ہوگی اسلیے کہ جو لوگ اُسمین صفت کے معتقد ہین اُنکے دل اُسکے اختیار مین ہین اور مال کا دینا دل سے متعلق ہی جسکی طرف دل ہوگا اسکے لیے مال دینا کچھ دریغ نہین اور اگر کوئی خسیس جسمین کوئی وصف کمال نہین خزانہ پاوے اور اُسکو جاہ نہو اور چاہے کہ مال کی حفاظت سے مجھکو جاہ حاصل ہوجاوے تو نہایت دشوار ہی اس سے معلوم ہوا کہ جاہ ذریعہ مال کا ہوسکتا ہی جو صاحب جاہ ہوگا وہ صاحب مال پہلے ہی اور جو مال ہی کا مالک ہی وہ کسی طرح مالک جاہ نہین اسی لیے جاہ زیادہ تر محبوب ہی دوم یہ کہ مال معرض تلف مین بھی آسکتا ہی کہ چوری ہوجاوے یا چھن جاوے یا حکام وظالم اُسپر طمع کرین علاوہ ازین اُسکے لیے احتیاج پہرے چوکی اور خزانہ وغیرہ کی ہی غرضکہ بہت سی آفتین مال پر آتی ہین اور دل جب ملک مین آجاتے ہین تو ان آفات مین سے کوئی سی آفت بھی اُس ملکیت پر نہین آتی تو واقع مین اصلی خزانہ یہی ہی کہ جسپر نہ چور قابو پاوین نہ غاصبون کے ہاتھ لگے اور مال مین سب سے زیادہ پائدار اشیا غیر منقول ہین اُن مین بھی خطرہ غصب اور ظلم کا موجود ہی اور خالی حفاظت اور نگاہبانی سے نہین مگر دلون کے خزانے مین یہ سب باتین مفقود ہین وہ آپ ہی آپ محفوظ اور غصب وچوری سے مامون ہین ہان ایک آفت اس خزانے مین یہ پہونچتی ہی کہ لوگون کو کوئی بہکاکر اور صاحب جاہ کی بُرائی بیان کرکے اُنکے دل پھیر سکتا ہی اور اعتقاد بدل سکتا ہی مگر شاذونادر بات کا دفع کرنا بہت آسان ہی اور اکثر توجہ کوئی ایسا کرنا چاہے اُسکو بن نہین پڑتا سوم یہ کہ دلون کی ملکیت بے رنج ومشقت بڑھتی جاتی ہی اور ایک سے دوسرے مین سرایت کرتی جاتی ہی اسلیے کہ جب دل کسی کے وصف کمال کے معتقد ہوتے ہین کہ فلان شخص بڑا عالم یا عامل ہی تو زبان خود بخود اُسکی ثنا مین کھلتی ہی اور جس چیز کے خود معتقد ہوتے ہین وہ دوسرے کے سامنے بیان کرتے ہین پس دوسرے شخص کا دل بھی اسی جال مین گرفتار ہوجاتا ہی - اور آدمی کی طبیعت بوجہ مناسبت ذکر کو پسند کرتی ہی اُسمین بھی یہی بات ہی کیونکہ ذکر جب اطراف مین پھیلتا ہی تو اُس سے اور دل معتقد ہوتے ہین اور اس اہل کمال کو بڑا جاننے لگتے ہین اسیطرح ایک سے دوسرے تک پھیلتا رہتا ہی اور بڑھتا جاتا ہی اور اُسکی کوئی حد معین نہین بخلاف مال کے وہ اگر کسی کی ملکیت مین آجاتا ہی تو جب تک

اُسکے بڑھانے مین تعب و مشقت و رنج و محنت نہ اُٹھائیگا اوتنا ہی رہیگا خود بخود نہین بڑھنے کا اور جاہ خود بخود پھیلتا اور بڑھتا جاتا ہی اور اسی جہت سے جب آدمی کا جاہ زیادہ ہو جاتا ہی اور شہرۂ خلق ہو جاتا ہی اور سب لوگ اُسکی تعریف مین رطب اللسان رہتے ہین تو اُسکے مقابلہ مین مال اُسکی نظرون مین حقیر ہو جاتا ہی یہ مجمل ترجیحات جاہ کی مال پر ہین اگر اُنکو مفصل لکھا جاوے تو ترجیح بھی زیادہ تر معلوم ہو۔ یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہی کہ آدمی کو مال اور جاہ سے غرض صرف حصول اغراض اور دفع مضار ہی مثلاً حصول غذا و مسکن و پوشاک یا دفع مرض و عقوبت کہ بدون مال خواہ جاہ کے نہین ہو سکتی تو اسوجہ سے مال و جاہ کی محبت بیشک ہونی چاہیے اسلیے کہ جو چیز ذریعہ محبوب چیزون کے وصول کا ہوتی ہی اُسکو بھی آدمی کی طبیعت محبوب جانتی ہی مگر طرفہ اور عجب تر تو یہ ہی کہ کوئی حاجت بھی آدمی کو نہو تب بھی محبت مال کے جمع کرنے کی اور خزانون کے افراط کی اور دفینون کے کثرت کی ہوتی ہی یہانتک کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل سونے کے ہون تو تیسرے کا خواستگار ہو گا حالانکہ قطعاً معلوم ہی کہ اُسکی طرف کبھی حاجت نہ پڑیگی اسی طرح جاہ کے باب مین آدمی اپنا ذکر اور شہرت ایسے دور دراز ملکون مین چاہتا ہی کہ یقیناً جانتا ہی کہ مین وہان کبھی نہ جاؤنگا اور نہ کبھی وہان کے لوگون کی ملاقات ہوگی کہ اُنکو تعظیم یا سلوک کی نوبت پہونچے یا کسی غرض مین مدد و معاون ہون اور باوجود اسکے ایسی جگہ مین بھی انتشار ذکر سے نہایت خوشی ہوتی ہی اور اسکی محبت طبیعت مین پائی جاتی ہی ظاہر مین یہ ایک جہالت کی بات ہی کہ بے فائدہ چیز کی محبت کرے جس سے نہ فائدہ دین نہ فائدہ دنیا۔ اسکا جواب یہ ہی کہ واقع مین یہ محبت ہر ایک دل مین ہی اور اسکے دو سبب ہین ایک سبب تو ظاہر ہی جو عوام بھی جانتے ہین اور دوسرا جو بڑا سبب ہی وہ پوشیدہ ہی اور نہایت دقیق کہ ذکی شخصون کے فہم سے بھی بعید ہی غبیون کا تو کیا ذکر ہی کیونکہ اس سبب کو نفس کی رگ باطنی اور طبیعت کے اقتضاے خفیہ سے مدد پہونچتی ہی جسکو بجز نہایت درجہ کے تامل والون کے اور کوئی نہین دریافت کرسکتا۔ سبب اول تو اس محبت جمعیت کا یہ ہی کہ رنج خوف کا دور کرنا منظور ہوتا ہی یہ بات ظاہر ہی کہ سوء ظن سے ڈرنے والا حریص ہوا کرتا ہی اور انسان کا بھی یہی حال ہی کہ اگرچہ اسکے پاس سردست مال بقدر کفایت موجود ہو مگر چونکہ طویل الامل ہی اس جہت سے یہ خیال کرتا ہی کہ شاید یہ مال جو مجھکو کافی ہی تلف ہو جاوے اور دوسرے کا محتاج ہونا پڑے جب یہ خطرہ دل مین گذرتا ہی تو اُسکے دل مین سے خوف جوش زن ہوتا ہی اور یہ رنج خوف کا جب تک دور نہین ہوتا جبتک دوسرا مال اُسکے پاس نہو کہ جس سے اسکا اطمینان ہو کہ اگر مال اول کو مصیبت آجاویگی تو یہ دوسرا کام آویگا پس اسیطرح ہمیشہ اپنے نفس پر خوف کرتا رہتا ہی اور زندگی کی محبت مین فرض کرلیتا ہی کہ بہت دنون جیونگا اور یہ بھی فرض کرلیتا ہی کہ بہت سی حاجات پیش آوینگی اور یہ بھی مان لیتا ہی کہ مال موجود پر بہت سی آفتین راہ پاوینگی انھین خیالات سے خوف اُبھرتا ہی اور دفع خوف کے لیے مال کی کثرت کرجاتا ہی کہ اگر بالفرض ایک مال پر آفت آوے تو دوسرا کام آوے اور یہ ایک ایسا خوف ہی کہ اسکے واسطے کوئی مقدار مخصوص مال کی نہین کہ وہان تک پہونچکر ٹھہر جاوے اسیواسطے مال کے طالب کی بھی کوئی حد معین نہین اور اسی بنا پر حدیث شریف مین آیا ہی کہ منہو مان لا یشبعان منہوم العلم و منہوم المال۔ اور اسی جیسا سبب جاہ مین سمجھنا چاہیے یعنے جو شخص یہ چاہتا ہی کہ دور دراز ملکون کے لوگون کے دل مین میری جگہہ ہو وہ یہ فرض کرلیتا ہی کہ شاید کوئی ایسا سبب ہو کہ مین اپنے وطن سے اُن لوگون مین جا پڑون یا وہ لوگ اس ملک مین آجاوین اور اُنسے احتیاج استعانت کی ہو تو چونکہ یہ امر ممکن ہی اور حاجت ہونی دور کے ملک والون سے ظاہر امحال نہین تو ایسے لوگون کے دلون مین اپنی وقعت ہونے سے نفس کو کمال فرحت اور لذت ہوتی ہی کیونکہ آئندہ وہی خوف دہی جاتا رہتا ہی۔ دوسرا سبب جو زیادہ قوی ہی وہ یہ ہی کہ روح ایک امر ربانی ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اسکو اپنے کلام پاک مین ارشاد فرمایا ہی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی اور اُسکے ربانی ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ علوم مکاشفہ کے

اسرار مین سے ہی اسکے اظہار کی اجازت نہین اسواسطے کہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ظاہر نہین فرمایا مگر قبل اس امر کے پہچاننے کے یہ معلوم ہی کہ آدمی کے دل کو چار طرح کے صفات کی طرف رغبت ہوتی ہی اول صفات بہیمی کی طرف مثل خورد و نوش وجماع کے دوم صفات سبعی کی طرف جیسے مارپیٹ اور ایذا سوم صفات شیطانی کی طرف مثل مکر وفریب اور بہکانے کے چہارم صفات ربوبیت کی طرف جیسے کبر اور عزت اور سختی اور طلب علو وغیرہ اور ان چارون کی طرف میل ہونا اسوجہ سے ہی کہ انسان چند اصول مختلف سے مرکب ہی جنکی تفصیل کی شرح کرنی طویل ہی بہرحال انسان اسوجہ سے کہ اسمین امر ربانی بھی ہی اپنی طبیعت سے ربوبیت پسند ہی اور ربوبیت کے معنے یہ ہین کہ کمال مین یکتا ہونا اور وجود مستقل مین یگانہ ہونا - اور چونکہ کمال اوصاف الٰہی مین سے ہی اسی جہت سے انسان کا بھی محبوب بالطبع ہی باقی رہا کمال ہونے کا وہ منحصر ہی وجود پر مثلاً آفتاب کا کمال اسی مین ہی کہ تنہا موجود ہی اگر اسکے ساتھ دوسرا آفتاب ہوتا تو اسکے حق مین نقصان ہوتا اسلیے کہ پھر یہ نہ کہہ سکتے کہ کمال آفتاب ہونے مین یگانہ ہی اور وجود مین یگانہ خداے تعالے ہی کہ اسکے ساتھ کوئی وجود سوا اسکے نہین بلکہ وجود ماسوا کا اسی کے آثار قدرت کا ایک نشان ہی بذات خود اسکو قیام نہین خداے تعالے ہی کے وجود کے باعث قائم ہی اسی جہت سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ماسوا کا وجود خداے تعالے کے وجود کی معیت رکھتا ہی اسلیے کہ معیت یعنے ایک ساتھ ہونا اس بات کو چاہتا ہی کہ دونون رتبہ مین مساوی ہون اور رتبہ مین مساوات ہونے سے کمال مین نقصان ہی کامل وہی ہی جسکا مثل رتبہ مین نہ پایا جاوے جیسے آفتاب کے تمام جہان مین چمکنے سے کچھ اسمین نقصان نہین بلکہ یہ امر داخل اسکے کمال مین ہی بلکہ آفتاب کا نقصان دوسرے آفتاب کے موجود ہونے سے ہی جو اسکے رتبہ کے مساوی ہو اور اسکی کچھ پروا نہ رکھے اسیطرح وجود اشیاے ماسوے اللہ کا سمجھنا چاہیے کہ یہ بھی آفتاب وجود حقیقی سے پرتو پاکر اپنے اپنے وقت پر جلوہ گر ہین کوئی اسکا سہیم وشریک نہین کہ اس سے مستغنی ہو ؎ وجودش آن فروزان آفتاب ست ٭ کہ ذرہ ذرہ ازو نوریاب ست ٭ حاصل یہ کہ معنی ربوبیت کے یہ ہین کہ یگانہ ہونا وجود مین یعنی کمال مین اور ہر ایک انسان اپنی طبیعت سے یہ امر پسند کرتا ہی کہ کمال کے ساتھ یگانہ مین ہی ہوجاؤن اسی لحاظ سے بعض مشائخ صوفیہ نے ارشاد فرمایا ہی کہ ہر ایک انسان کے باطن مین وہ بات موجود ہی جسکی تصریح فرعون نے اپنے قول انا ربکم الاعلیٰ سے کی تھی مگر یہ کہ اسکی مجال نہین پاتا یعنے منفرد بالکمال ہونے کو جی چاہتا ہی مگر ہو نہین سکتا اور واقع مین جیسا اس بزرگ نے فرمایا ویسا ہی ہی اسی لیے کہ بندہ ہونا نفس پر شاق ہی اور ربوبیت طبعاً محبوب ہی کیونکہ منسوب ربانیت کی طرف ہی جسکا اشارہ آیہ کریمہ قل الروح من امر ربی مین ہی لیکن ازانجا کہ نفس منتہاے کمال کے حاصل کرنے سے عاجز ہی تو اسکی آرزو تب بھی کرتا رہتا ہی اور کمال کا متمنی اور محب اور اس سے لذت یاب رہتا ہی اور سواے آرزوے کمال کے اور کوئی وجہ لذت کی نہین غرضکہ جو موجود ہی وہ اپنی ذات کو اور اپنی ذات کے کمال کو پسند کرتا ہی اور مرنے کو جس سے فناے ذات یا فناے صفات کمال ذات سے متصور ہی ناپسند کرتا ہی - اور اگر یگانہ ہونا وجود مین نہ فرض کیا جاوے تب کمال اسطرح ہوگا کہ تمام موجودات پر غالب ہو اسلیے کہ زیادہ تر کمال انسان تو اسمین ہی کہ دوسرے شخصون کا وجود اس سے ہو اگر یہ نہو تو اتنا تو ہو کہ سب پر غالب ہو جس سے سب پر غالب ہونا انسان کو طبعاً محبوب ہی کیونکہ اسمین بھی ایک وجہ کا کمال پایا جاتا ہی مگر یہ کہ غلبہ اشیا پر جب ہوتا ہی جبکہ قدرت ان مین تاثیر اور تغیر کی اپنے ارادے سے حاصل ہو کہ جسطرح چاہے الٹ پھیر کرسکے تو انسان کو یہ بات محبوب ہوئی کہ جو چیزین اسکے ساتھ موجود ہین سب پر اپنا غلبہ اور تصرف کرے لیکن ازانجا کہ موجودات کی تین قسمین ہین ایک تو ایسی ہین کہ جنمین کسی طرح کا تغیر نہین ہوسکتا مثل ذات وصفات الٰہی کے اور ایک ایسی ہین کہ تغیر ہوسکتا ہی لیکن خلق کا تصرف انپر نہین ہوسکتا جیسے آسمان اور ستارے اور فرشتے اور جن اور شیاطین اور پہاڑ اور سمندر اور جو چیزین انکے نیچے ہین تیسری قسم ایسی چیزین ہین جو بندے کے تصرف سے متغیر ہوسکتی ہین جیسے زمین کے اجزا اور معادن اور نباتات اور حیوانات اور اسی قسم مین سے آدمیون کے دل بھی ہین کہ قابل تاثیر اور تغیر کے مثل اجسام

انسانون کے ہین پس جبکہ موجودات مین یہ تقسیم ہوئی کہ بعض مین تصرف انسانی کا دخل ہوا جیسے زمین کے اشیا اور بعض اُسکے تصرف سے خارج ہوئے جیسے ذات الٰہی اور آسمان وفرشتے تو انسان نے اس بات کو محبوب سمجھا کہ فلکیات پر علم کی جہت مستولی ہونا چاہیے اور اسکے اسرار ودقائق کو جاننا چاہیے کہ یہ بھی ایک طرح کا غلبہ ہی اسلیے کہ شی معلوم جسپر علم محیط ہوتا ہی وہ گویا کہ علم مین داخل ہوجاتی ہی اور عالم اُس علم پر حاوی ہونے سے گویا غالب کہلاتا ہی اسی بناپر انسان نے اس بات کو پسند کیا کہ اللہ تعلےٰ اور فرشتون اور آسمانون اور ستارون کو جانے تمام عجائبات سماوی اور عجائب پہاڑون اور سمندرون کو پہچانے کہ اُسمین ایک طرح کا استیلا پایا جاتا ہی جو ایک شق کمال کی ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص اگر کسی صنعت عجیب سے عاجز ہو تو طریق صنعت ہی کا مشتاق بنے کہ کسی طرح اسکا طریق ہی معلوم ہوجاوے مثلاً اگر کسی کو شطرنج رکھنا نہ آتا ہو تو وہ اسی بات کا مشتاق ہوگا کہ اسکی چالین ہی معلوم ہوجاوین یا یہ کہ کوئی صنعت عجیب ہندسہ کی خواہ شعبدہ یا جرثقیل وغیرہ کی دیکھی اور جان لیا کہ مجکو نہ آویگی یا نہ بن پڑیگی مگر یہ چاہا کہ اُسکی کیفیت معلوم ہوجاوے کہ کیسی ہوتی ہی تو اگرچہ اُس شخص کو اپنے عاجزی کا اُس صنعت سے رنج ہوگا لیکن اگر اُسکو علم کیفیت ہی ہوجاویگا تو کمال علم سے لذت پاویگا مگر یہی دوسری قسم جسپر انسان کے تصرف کو دخل ہی یعنی زمین کی اشیا تو انسان کو طبعًا محبوب ہی کہ اُنپر تصرف اور قدرت سے مستولی ہوجاوے کہ جو چاہے سو کرے اور زمین کے اشیا کی دو قسمین ہین ایک اجسام دوسری ارواح اجسام جیسے روپیہ اشرفی اور اسباب وغیرہ ان چیزون مین یہ بات محبوب ہی کہ جہان چاہے وہان رکھے جسکو چاہے دیوے جسکو چاہے نہ دے وغیرہ غرض اُنپر قدرت وتصرف کا خواہان ہوتا ہی اسلیے کہ قدرت کمال گنا جاتا ہی اور کمال صفات ربوبیت سے ہی جو انسان کو طبعًا محبوب ہی اسی جہت سے اموال کی محبت کرتا گو کھانے اور پینے اور لباس اور شہوات نفس کے لیے اُنکا محتاج نہو اسیواسطے لوگون کو بھی اپنا غلام بنایا چاہتا ہی کہ اُنکے اجسام واعضا پر تصرف وقدرت ہوجاوے گو جبرًا قہرًا ہی ہو اور دل کی ملکیت بھی حاصل نہو کیونکہ دلون کی تسخیر تو بدون اعتقاد کمال کے نہین ہوتی یہ ضرور نہین کہ لونڈی غلامون کے دل بھی آقا کے کمال کے معتقد ہون الا قہر وجبر کا خیال البتہ دل مین رہتا ہی اسی سے اپنے اجسام سے اطاعت کرتے ہین اور یہی دبدبہ اور غلبہ اور قدرت حضرت انسان کو محبوب ہی - دوسری قسم آدمیون کے نفس اور اُنکے دل ہین کہ تمام روے زمین کی چیزون مین نفس ہی اعلےٰ ہین انسان کو یہ محبوب ہی کہ اُنپر بھی غلبہ قدرت ہوجاوے اس طرح کہ تمام قلوب مسخر ہوجاوین کہ اپنے ہی اشارہ اور ارادہ مین ہین اور وجہ اس امر کے محبوب ہونے کی یہ ہی کہ اسمین کمال غلبہ متصور ہی اور صفات ربوبیت کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہی الا قلوب کی تسخیر بدون محبت نہین ہوتی اور دلون مین محبت بدون اعتقاد کمال نہین آتی اسلیے کہ کمال صفات الٰہی مین سے ہی اور صفات الٰہی سب کے سب طبعًا انسان کو محبوب ہین کہ اُن مین ربانی بات پائی جاتی ہی اور امر ربانی انسان مین بھی ہی اور روہ ایسی شی ہی کہ نہ موت سے فنا ہو نہ خاک اُسکو کھاوے کیونکہ وہی محل ایمان اور معرفت ہی اور وہی دیدار خدا تک پہونچانے والی اور دیدار کی طرف سعی بھی اُسی ہوتی ہی پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ جاہ کے معنی دلون کا مسخر ہونا ہی اور جس کسی کی تسخیر مین دل آجاتے ہین اُسپر اُنکو استیلا وقدرت ہوجاتی ہی اور استیلا وقدرت کمال مین داخل ہی جو کہ صفات ربوبیت سے ہی اسیوجہ سے دل کو کمال علم وقدرت طبعًا محبوب ہی اور مال وجاہ اسباب قدرت مین سے ہین اور چونکہ معلومات اور مقدورات کی کچھ انتہا نہین تو جب تک کوئی چیز علم وقدرت سے خارج رہیگی تب تک شوق کو تسکین نہوگی اور نقصان بھی باقی رہیگا اسی لیے حدیث مذکورۂ بالا مین وارد ہی کہ منہومان لا یشبعان غرضکہ ہر ایک دل کا مطلوب کمال ہی اور کمال علم وقدرت سے ہوتا ہی اور اسکے درجات کا فرق زائد از شمار ہی - پس ہر ایک انسان اسیقدر خوشی اور لذت پاتا ہی جسقدر کہ اُسکو کمال ہو - یہ توجیہ ہی جس سے کہ علم ومال اور جاہ محبوب ہین اور ظاہر ہی کہ یہ وجہ دوسری ہی چیز ہی وجہ اول یعنے ذریعہ قضاے شہوات ہونا مال وجاہ کا علحدہ بات ہی اسلیے کہ شوق حصول علم ومال وجاہ باوجود شہوات کے ساقط ہونے کے بھی باقی رہتا ہی بلکہ انسان ایسے علوم سے محبت رکھتا ہی کہ جنمین لیاقت حصول اغراض کی نہو بلکہ کبھی عجائب اور مشکلات کے جاننے مین طبیعت ایسی مصروف ہوتی ہی کہ تمام اغراض

وشہوات سے دست بردار ہوجاتا ہی اسواسطے کہ علم شی مین معلوم پر استیلا پایا جاتا ہی جو من وجہ کمال ہی اور صفات ربوبیت مین سے جو طبعًا محبوب ہوتی ہین لیکن علم وقدرت کے کمال حاصل کرنے مین غلطی بھی واقع ہوتی ہی جسکا بیان بہت ضروری ہی

چھٹا بیان کمال حقیقی اور کمال وہمی بے اصل کا ذکر - یہ تو پہلے معلوم ہوچکا کہ بعد نہو سکنے یگانۂ فی الوجود کے کوئی کمال علم وقدرت کے کمال کے برابر نہین اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کمال حقیقی علم وقدرت مین کمال وہمی سے ملا چلا ہی اور اسکو اسطرح سمجھنا چاہیے کہ کمال علم کا سواے خداے تعالےٰ کے اور کسی کو نہین اور اسکی تین وجہین ہین آول تو کثرت معلومات کے باعث کہ خداوند کریم کا علم سب معلومات پر محیط ہی اس بنا پر جتنا کسی بندے کو معلومات زیادہ ہونگے اُتنا ہی خدا سے قریب ہوگا دُوسری معلوم چیز کی اصل حقیقت کے دریافت کرلنے کے باعث کہ خداوندکریم کے علم کے سامنے سب معلومات کی اصل حقیقت کامل طور پر واضح ہی پس اگر کسی بندے کا علم بھی اسی صفت پر ہو کہ اشیا کی حقیقت کو جسطرح پر وہ ہین صدق ویقین ووضوح کے ساتھ مفصل جانے وہ خداے تعالےٰ سے قریب ہوگا تیسؔری علم کی پائداری وقیام کے باعث کہ ابدالآباد تک تبدیل وزوال کو اسمین دخل نہو خداے تعالےٰ کا علم ایسا قائم وباقی ہی کہ اسمین مجال تغیر وتبدیل کی نہین پس اگر بندے کے علم مین بھی تغیر وتبدیل واقع نہو تو وہ خداے تعالےٰ سے قریب ہوگا پھر معلومات کی دو قسمین ہین ایک تو متغیر ہونے والی اور ایک ازلی متغیرات کی مثال یہ ہی کہ مثلاً اُس جملہ کو جاننا کہ زید گھر مین ہی پس ہوسکتا ہی کہ زید گھر مین سے چلا جاوے اور علم اُسکے گھر مین ہونے کا موجود ہی اس صورت مین یہ علم جہل ہوجاے گا اور باعث نقصان ہوگا نہ باعث کمال پس چیزون کے حالات مین انقلاب متصور ہی اگر انکو کسی خاص حال پر اعتقاد کرلوگے تو اس امر کے درپے ہوگے کہ اپنے کمال کو نقصان سے بدل ڈالو اور علم کو جہل سے - اسی مین داخل ہین تمام جہان کے متغیرات مثلاً کسی پہاڑ کے ارتفاع کو جاننا اور پیمایش زمین اور شمار شہرون کے اور فاصلہ انکے درمیان کا اور دوسری چیزین جو مسالک اور ممالک کے بیان مین مذکور ہوتی ہین اسیطرح علم لغت کو سمجھنا چاہیے کہ لغت بھی اصطلاح کا نام ہی جب مدت گذر جاتی ہی اور لوگ اور عادتین بدل جاتی ہین تو اصطلاحات مین تبدیل ہوجاتی ہی غرضکہ یہ علوم ایسے ہین کہ انکے معلومات مثل پارہ کے ہین کہ ایک حال سے دوسرے حال پر بدلتے رہتے ہین تو ایسے علوم مین گو سردست کمال ہی مگر ایسا کمال نہین جو دلمین باقی رہے - دوسری قسم معلومات ازلی ہین مثلاً جائز ہونا ممکن اشیا کا یا واجب ہونا واجبات کا یا محال ہونا مستحیل چیزون کا یہ معلومات ازلی ہین کہ کبھی نہین بدلتے مثلاً محال ہی کہ واجب کبھی ممکن ہوجاے یا ممکن چیز محال ہو یا محال واجب ہوجاے یہ اقسام داخل ہین خدا کی معرفت مین اور جو اشیا کہ اُسکے لیے واجب ہین اور جو چیزین کہ اُسکے صفات مین محال ہین اور اُسکے افعال مین جائز ہین تو اللہ تعالےٰ اور اُسکے صفات اور افعال کا علم اور اُسکی حکمت کا جو آسمانون اور زمینون مین ہی اور جو ترتیب کہ اُسنے دنیا و آخرت مین رکھی ہی اور اُنکے متعلقات کا علم کمال حقیقی ہی کہ جو اس سے متصف ہوگا وہ خداے تعالےٰ سے قریب ہوگا اور یہ کمال نفس کے لیے بعد موت بھی رہیگا اور یہ معرفت عارفین کے لیے مرنے کے بعد نور بنیگی نُورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا یعنے یہ معرفت ایسا راس المال ہوجائیگی کہ اُسکے ذریعہ سے جو چیند دنیا مین معلوم نہوئی تھی وہ معلوم ہوجاوےگی جیسے کسی کے پاس ایک چراغ دھندھلا سا ہو تو ہوسکتا ہی کہ اُس سے دوسرا چراغ روشن کرکے نور کو زیادہ خواہ کامل کرلے اور جسکے پاس سرے سے چراغ ہی نہو اُسکو یہ بات حاصل نہین ہوسکتی اسی طرح جسکو اصل معرفت نہین اُسکو اُس نور کی طمع نہین ہوسکتی وہ ایسا ہوگا کمن مثلہ فے الظلمات لیس بخارج منھا بلکہ اُسکی تاریکی کی یہ مثال ہوگی کظلمات فے بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضھا فوق بعض اس سے معلوم ہوا کہ سعادت صرف معرفت آلہی مین ہی اور دوسری چیزون کی معرفت کا حال یہ ہی کہ بعض مین تو کچھ فائدہ ہی نہین جیسے شعر

ملتّ دوڑتی ہو انکے آگے اور انکے داہنے کہتے ہین اے رب ہمارے پوری کردے ہمکو ہماری روشنی ۱۲ ملتّ برابر ہوسکے کہ جسکا حال یہ ہو اندھیرون مین پڑا وہان سے نکل نہین سکتا ۱۲ ملتّ جیسے اندھیرے گہرے دریا مین چڑھی آتی ہو اسپر ایک لہر اسکے اوپر بدلی اندھیری ہین ایک پر ایک ۱۲

کی معرفت اور عرب کے نسب کا حال وغیرہ اور بعض ایسی اشیا ہین کہ اُنسے معرفت آلہی مین اعانت ہوتی ہو جیسے لغت عربی کی معرفت اور تفسیر وفقہ وحدیث کی معرفت کہ لغت کی معرفت سے تفسیر قرآن مجید کے جاننے پر اعانت ہوتی ہو اور علم تفسیر سے قرآن مجید کے مضامین اور کیفیت عبادات اور اعمال کی جنسے تزکیہ نفس ہوتا ہو معلوم ہوتی ہو اور طریق تزکیہ نفس کے جاننے سے لیاقت حصول معرفت آلہی ہوتی ہو جیسا کہ خود ارشاد فرمایا ہو قد افلح من زکہا اور فرمایا والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا پس یہ سب چیزین گویا کہ ذریعہ ہین واسطے ثبوت معرفت آلہی کے ہر چند کمال خدا کی معرفت اور اُسکے صفات وافعال کی معرفت مین ہو مگر اُسی مین یہ بھی شامل ہو کہ موجودات کی معرفت حاصل ہو اسلیے کہ موجودات سبکے سب اُسکے افعال مین سے ہین پس جو شخص کہ موجودات کو اس اعتبار سے معلوم کریگا کہ وہ اللہ تعالے کے افعال مین سے ہین اور اُسی کی قدرت اور ارادہ اور حکمت کے ساتھ مرتبط ہین تو یہ جاننا بھی ضمیمہ معرفت آلہی مین سے ہوگا۔ یہ حکم کمال علم کا ہی جو ہمنے بیان کیا اگرچہ مناسب احکام جاہ وریا کے نہ تھا الا چونکہ کلام کو پورا ذکر کرنا منظور رہا اسلیے بیان کیا گیا۔ باقی رہا کمال قدرت پس بندے کو اُسمین کمال حقیقی نہین البتہ بندے کو علم حقیقی ہو قدرت حقیقی نہین قدرت حقیقی صرف خداے تعالے ہی کو ہو اور اشیا مین جو اثر بندے کی قدرت وارادہ کا ظاہر ہوتا ہو یہ بھی خداے تعالے ہی کے پیدا کرنے سے ہو جیسا کہ ہمنے باب صبر وشکر اور باب توحید وتوکل اور اور جگھون مین جلد چارم سے ثابت کیا ہو خلاصہ یہ کہ کمال علم آدمی کے ساتھ بعد موت بھی باقی رہتا ہو اور اُسکو خدا تک پہونچاتا ہو مگر کمال قدرت مین ہم کوئی کمال بحیثت قدرت نہین جانتے البتہ قوے کی قدرت کمال علم کا وسیلہ ہین مثلاً تندرستی اور ہاتھ مین قوت گرفت کا ہونا اور پاؤن مین قوت رفتار کا ہونا اور حواس مین قوت ادراک کا ہونا یہ سب ذریعہ اس بات کے ہین کہ کمال حقیقی علم کا اُنسے حاصل ہو سکے اور بعض اوقات ان قوے کے پورا ہونے کے واسطے حاجت مال وجاہ کی قدرت کی ہوتی ہو تاکہ اُسکے سبب خورد ونوش ولباس ومسکن مل سکے اور ظاہر ہو کہ ان اشیا کے لیے ایک مقدار معین ہو پس اگر مال کو معرفت آلہی تک ہونچنے کے لیے صرف نہ کریگا تو اُسمین یقیناً کچھ خیر نہین صرف سردست کی لذت حاصل ہوگی جو عنقریب فنا ہو جاویگی اور جو شخص اسی لذت کو کمال جانتا ہو وہ جاہل ہو مگر تمام خلقت اسی جہالت کے دام مین گرفتار ہو لوگ یہی تصور کرتے ہین کہ بہت سے اجسام پر قدرت دبدبہ ہونی اور اموال سے تونگری ہونی اور لوگون کے دلون مین بباعث جاہ کے اپنی عظمت ہونی اسی کا نام کمال ہو جب یہ اعتقاد دل مین کر لیتے ہین تو اسی بات کو محبوب جانتے ہین اور اُسی کے طالب ہوتے ہین اور طلب مین ہمہ تن مشغول ہو کر تباہ ہوتے ہین کمال حقیقی جو موجب اُسے قرب اللہ اور فرشتون سے قریب کرتا ہو اُس سے بالکل غافل ہین اور وہ کمال حقیقی علم اور حریت کا ہو کمال علم تو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ معرفت آلہی کا نام ہو اور حریت یعنی آزادی سے غرض قید شہوات اور دنیا کے ترددات سے آزاد ہونے سے ہو جسمین فرشتون کی مشابہت پائی جاتی ہو کہ اُنکو نہ شہوات ڈگا سکتی ہو نہ غضب دیوانہ کر سکتا ہو غرضکہ دور کرنا آثار شہوت وغضب کا نفس سے وہ کمال ہو جو صفات ملائکہ مین داخل ہو اور یہ محال ہو کہ کوئی سی صفت کمالی خداوند پاک کی متغیر ہو سکے یا اُسپر کوئی شے اثر کر سکے۔ پس جو شخص کہ تغیر اور عوارض کے تاثر سے بعید ہوگا وہی اللہ سے قریب ہوگا اور فرشتون سے مشابہ اور خداے تعالے کے نزدیک بلند مرتبہ بھی وہی ہوگا اور یہ کمال کمال علم وقدرت سے علٰحدہ شے ہو اور ہمنے اسکو اسوجہ سے اوپر نہین بیان کیا کہ واقع مین اس کمال کا مآل نقصان کے ہونے کی طرف رجوع کرتا ہو اسلیے کہ بدل جانا بھی ایک نقصان ہو کیونکہ تغیر اُسی کو کہتے ہین کہ جو صفت پہلے سے موجود تھی وہ جاتی رہی اور جاتا رہنا ذات کے لیے بھی نقصان ہو اور جو صفات کمالی ذات کی ہین اُنکے لیے بھی نقصان ہو بایں لحاظ اگر شہوات سے نہ بدلنے اور اُنکی نافرمانی کرنے کو جدا کمال قرار دین تو کمالات تین ہوتے ہین اول کمال علم دوم کمال حریت یعنے شہوات کا غلام نہونا اور اسباب

لغت [illegible] مراد [illegible] ۱۲ [illegible] اور [illegible] ۱۲

دنیوی کا نہ چاہنا سوم کمال قدرت - اور بندہ کو کمال علم اور کمال حریت کے حاصل کرنے کا طریق تو ملسکتا ہی مگر تیسری قسم کمال قدرت کے حاصل کرنے کا طریق نہین ملسکتا کہ یہ کمال بھی بعد موت باقی رہے اسلیے کہ قدرت اموال پر خواہ اجسام پر جو قلوب و ابدان کی تسخیر سے ہوتی ہی موت پر جاتی رہتی ہی اور معرفت اور آزادی موت سے فنا نہین ہوتین بلکہ باقی رہتی ہین اور وسیلۂ قرب آلہی ہوتی ہین - مقام غور ہی کہ جاہل کسطرح اندھے ہو کر معاملہ بالعکس کرتے ہین کہ مال وجاہ سے کمال قدرت کے طالب ہین جو فانی شی ہی اور کسی طرح اُسکو بقا نہین اور کمال علم وکمال حریت سے بالکل مُنہ پھیر لیا ہی اور یہ دونون ایسے ہین کہ اگر نصیب ہو جاوین تو ابد الآباد تک منقطع نہون یہی لوگ اس آیت کے مصداق ہین اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون ان لوگون نے اللہ تعالے کا یہ ارشاد نہ سمجھا کہ فرماتا ہی المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا باقیات صالحات علم وحریت ہین کہ نفس مین ہمیشہ کو رہینگے اور مال وجاہ تو چند روز کے بعد فنا ہو جاوینگے انکی مثال اس آیت مین مذکور ہی انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفہا وازینت وظن اہلہا انہم قادرون علیہا اتاہا امرنا لیلا او نہارا فجعلناہا حصیدا کان لم تغن بالامس کذلک نفصل الآیات لقوم یتفکرون اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا واضرب لہم مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ہشیما تذروہ الریاح وکان اللہ علی کل شئ مقتدرا اور جو چیزین کہ موت کے جھونکے سے فنا ہو جاتی ہین وہ زندگی کے مزے ہین اور جنپر موت کا صدمہ نہین ہوتا اور اُس سے فنا نہین ہوتے وہ باقیات صالحات ہین اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ مال وجاہ سے کمال قدرت کو کمال سمجھنا امر ظنی اور بے اصل ہی جو کوئی اسکی طلب مین اپنی عمر ضائع کرے اور اُسی کو مقصود اصلی جانے وہ جاہل ہی کیا خوب کہا ہی کسی کہنے والے نے ع مال جنھون نے جمع کیا وہ ہاتھ پسارے جاتے ہین + یعنی مال اسلیے جمع کیا تھا کہ مفلس ہونگے مگر وقت مرگ محتاج اور خالی ہاتھ ہی جاتے ہین ہان جو شخص اُنکو بمقدار ضرورت جس سے کمال حقیقی تک پہونچنے کا ذریعہ ہون حاصل کریگا وہ چین سے رہیگا خداے تعالے ہمکو بھی ایسی ہی توفیق وہدایت عنایت کرے -

ساتوان بیان اس امر مین کہ جاہ کی کونسی محبت اچھی ہی اور کونسی بُری - جب یہ معلوم ہو چکا کہ جاہ کے معنی دلون کی ملکیت اور اُنپر قدرت ہونے کے ہین تو جاننا چاہیے کہ اُسکا حکم بھی ملکیت اموال کا سا ہی اسلیے کہ جاہ بھی ایک غرض دنیاوی اغراض مین سے ہی موت پر منقطع ہو جاتا ہی اور راز اسکا کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ واقع ہی تو جو چیز دنیا مین پیدا ہوئی ہی اُس سے زاد آخرت حاصل کرنا ممکن ہی پس جسطرح تھوڑا مال خورد و نوش ولباس کے لیے ضروری ہی اسی طرح تھوڑا سا جاہ بھی خلق کے ساتھ بسر اوقات کے لیے ضروری ہی اور جیسے کہ خوراک امر لابدی ہی اور جائز ہی کہ مقدار ضرورت کو اُس سے خواہ اُس مال کو جس سے خوراک خریدی جاوے محبوب جانے اسیطرح حاجت ایک خادم کی جو خدمت کرے اور ایک رفیق کی جو اعانت کرے اور ایک اُستاد کی جو راہ بتاوے اور ایک حاکم کی جو بدون کی شرارت وظلم سے بچاوے ضروری ہی پس اسباب کو محبوب جاننا سالک کا خادم کے دل مین میری ایسی وقعت ہو کہ وہ خدمتگزاری کیے جاوے یا رفیق کے دل مین ایسی منزلت ہو کہ وہ اعانت سے باز نہ رہے یا اُستاد کے دل مین ایسی جگہ ہو کہ جس سے راہ اچھی طرح بتاوے یا حاکم عادل مین ایسی عزت ہو کہ وہ شرارت کے دفع پر آمادہ ہو جاوے یہ مذموم نہین اسلیے کہ جاہ بھی ایک ذریعہ اغراض کا مثل مال کے ہی دونون مین کچھ فرق نہین - ہان تحقیق اس باب مین یہ ہی کہ خود مال اور جاہ کو محبوب نہ جانے بلکہ اُنکی محبت کو ایسا سمجھے جیسا کسی کے گھر مین پاخانہ ہو اور قضاے حاجت کی جہت سے اُس پاخانے کا ہونا پسند کرتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اگر مجھے حاجت برازکی نہ رہے تو اُس پاخانے سے بھی کچھ سروکار نہ رہے پس ایسا شخص واقع

مین پاخانے سے محبت رکھنے والا نہ گنا جاویگا بلکہ جوشی محبوب تک پہونچنے کا ذریعہ ہوتی ہی وہان محبت صرف مقصود اصلی ہی سے ہوتی ہی ذریعہ سے صرف ذریعہ ہونے کی محبت ہوتی ہی فقط اب اسکو ایک مثال سے سمجھا دیتے ہین مثلاً ایک شخص اپنی منکوحہ سے اسوجہ سے محبت رکھتا ہی کہ وقت ضرورت اُس سے صحبت کرتا ہی جسطرح پاخانے کو قضاے حاجت کے لیے اچھا سمجھتا ہی اور اگر اُسکو ضرورت شہوت داعی نہو تو منکوحہ کو طلاق دے دے جیسے حاجت براز نہونے سے پاخانے مین نہ جاتا اور بعض اوقات منکوحہ کو خود چاہتا ہی اور اُسکی صورت پر فریفتہ رہتا ہی یہانتک کہ اگر کبھی اتفاق صحبت نہو تاہم اُسکو نکاح سے باہر کرنا نہین چاہتا تو اس دوسری قسم کو محبت کہتے ہین اول قسم داخل محبت نہین علیٰ ہذا القیاس جاہ ومال کا حال ہی کہ اگر اُنکے ساتھ اسوجہ سے محبت ہو کہ اُنسے اغراض بدن حاصل ہوتے ہین تو کچھ بُرائی نہین اور اگر خود اُنھین سے محبت ہی اس سے کچھ غرض نہین کہ یہ ذریعۂ اغراض ہین یا نہین یا مقدار ضرورت سے زائد کو مثلاً محبوب جانے تو مذموم ہی لیکن ایسا شخص جو خود مال وجاہ سے محبت رکھتا ہی فاسق اور عاصی نہوگا جب تک کہ اِس محبت کے باعث کسی گناہ کا مرتکب نہو یا مال وجاہ کے حاصل کرنے کے لیے مکروفریب وجھوٹ وغیرہ کو ذریعہ نہ بناوے یا اُنکے حصول کے لیے کسی عبادت کو وسیلہ ٹھہراوے کیونکہ عبادت سے مال وجاہ پیدا کرنا دینی گناہ اور حرام ہی اور مآل ریا کا بھی وہی ہی جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ خادم ورفیق واُستاد وحاکم کے دلون مین جگہ کرنے کی کوئی حد مقرر ہی یا جسقدر چاہے اُسقدر کا اُنکو معتقد کرلے تو اُسکی تشریح یہ ہی کہ دوسرے شخص کو معتقد کرنا مین طرح پر ہی دو صورتین تو مباح ہین اور ایک ممنوع جو صورت کہ ممنوع ہی وہ یہ ہی کہ اُنکو ایسی صفت کا معتقد کرے جو اپنے آپ مین نہو مثلاً اُنکو اس بات کا معتقد کرے کہ مین عالم یا پرہیزگار یا سید ہون حالانکہ ایسا نہین تو یہ حرام ہی اسلیے کہ دروغ اور دھوکا دینا ہی خواہ قول مین یا معاملہ مین۔ اور مباح صورتون مین سے ایک یہ ہی کہ جس صفت کے ساتھ خود متصف ہو اُسی رتبہ کا خواہان ہو مثلاً حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے حاکم مصر سے فرمایا تھا اجعلنی علےٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم آپ حاکم کے دل مین اس بات کے خواہان ہوے کہ مین حفیظ وعلیم ہون اور ایسے شخص کی اُسکو ضرورت بھی تھی اور یہ قول آپ کا درست اور صادق تھا۔ دوسری صورت یہ ہی کہ اپنے کسی عیب یا گناہ کو مخفی رکھنا کہ جس سے دوسرے کی نظرون مین نہ گر جاوے یہ بھی مباح ہی کیونکہ گناہ کا مخفی رکھنا جائز ہی پردہ دری اور بُری بات کو علانیہ کہنا جائز نہین علاوہ ازین اسمین کچھ دھوکا دینا نہین بلکہ جس چیز کے جاننے سے کچھ فائدہ نہو اسکی اطلاع نہ کرنی ہی مثلاً ایک شخص شراب خوار ہی مگر حاکم سے نہین کہتا کہ مین شراب پیتا ہون نہ یہ اظہار کرتا ہی کہ مین پرہیزگار ہون کیونکہ اگر پرہیزگار ظاہر کریگا تو صریح جھوٹ اور فریب دہی ہوگی صرف شراب خواری کا اقرار نہ کرنے سے یہ ضرور نہین کہ حاکم اُسکی پرہیزگاری کا اعتقاد کرلے بلکہ اتنا ہی کہ اُسکو اُسکی شراب خواری کا علم نہوگا۔ اور یہ امر بھی منجملہ ممنوعات ہی کہ دوسرے کے سامنے نماز بہت اچھی طرح پڑھے تاکہ وہ خوب معتقد ہو جاوے اسلیے کہ یہ سراسر ریا اور فریب ہی ہی کہ وہ تو یہ جانے کہ میان صاحب بہت اخلاص اور خشوع خدا کے ساتھ رکھتے ہین حالانکہ اُنکا فعل محض ریا ہی بس اسطور سے جاہ کا طلب کرنا حرام ہی اور اسی طرح مال کا پیدا کرنا بھی ناجائز ہی دونون مین کچھ فرق نہین اور جسطرح کہ دوسرے کا مال مکر ودغا سے مفت یا کسی چیز کے عوض مین لے لینا ناجائز ہی اسی طرح دوسرے کے دل کا بھی مکروفریب سے مالک ہونا ناجائز ہی کیونکہ دلون کی ملکیت بہ نسبت مال کی ملکیت کے بڑھ کر ہی

آٹھوان بیان اِس باب مین کہ نفس کو اپنی مدح وثنا کی محبت اور خوشی کس سبب سے ہی اور ہجو سے نفرت اور بغض کسوجہ سے ہی

جاننا چاہیے کہ قلب کو جو مدح سے خوشی اور لذت ہوتی ہی اُسکے چار سبب ہین۔ سبب اول جو سب مین زیادہ قوی ہی یہ ہی کہ مدح کے باعث نفس یہ جانتا ہی کہ مین صاحب کمال ہون اور چونکہ سب مذکورہ بالا کمال ایک محبوب چیز ہی

ف مجھکو مقرر کر ملک کے خزانون پر مین خوب نگہبان ہون خبردار ۱۲

تو جب نفس کو اپنے کمال کی واقفیت ہوتی ہی خواہ مخواہ خوشی اور لذت پاتا ہی اور مدح سے ممدوح کے نفس کو اپنے کمال کا شعور ہو ہی جاتا ہی اسلیے کہ جس وصف سے تعریف کیجاتی ہی دو حال سے خالی نہین یا تو ظاہر ہوتا ہی یا مشکوک اگر وصف مذکور ظاہر اور محسوس ہی تب تو لذت کم ہوتی ہی جیسے کسی کی تعریف مین کہین کہ قد کا اونچا اور رنگ کا سفید ہی تو ہر چند یہ ایک طرح کا کمال ہی مگر نفس اس سے غافل رہتا ہی اسی جہت سے اسکی چندان لذت بھی نہین مگر دوسرے کے جتانے سے جب اس کمال کا شعور ہوتا ہی تو کچھ نہ کچھ لذت حاصل ہوتی ہی اور اگر وصف مذکور ایسی چیزون مین سے ہو جنمین شک کو مجال ہی تو اس سے لذت بہت زیادہ ہوتی ہی مثلاً کسی کی تعریف کمال علم اور کمال ورع یا حسن مطلق سے کری کہ یہ اوصاف ایسے ہین کہ آدمی کو اکثر ان مین شک ہوتا ہی کہ میرا حسن یا علم یا ورع کامل ہی یا نہین اور اس بات کا مشتاق ہوتا ہی کہ کسی طرح یہ شک مٹ جاوے اور یقیناً معلوم ہو جاوے کہ مین اُس وصف مین بے نظیر ہون تاکہ اطمینان ہو اور پھر اُس وصف کے حاصل کرنے کی مشقت نہ کرنی پڑے پس جبکہ دوسرے کی زبان سے اپنے آپ مین وہ کمال سنتا ہی تو دل کو تسکین ہوتی ہی اور اپنے کمال پر وثوق ہو جاتا ہی اور نہایت لذت حاصل ہوتی ہی اور سب سے زیادہ تر لذت اس سبب سے اُسوقت ہوتی ہی جب مدح و ثنا کوئی ایسا شخص کرے جو اسطرح کے صفات سے واقع ہو اور کلام بھی بے تحقیق اور بیہودہ نہ کہتا ہو مثلاً کوئی استاد اپنے کسی شاگرد کی ثنا کرے کہ تم بڑے ذکی اور دانا اور فاضل ہو تو اس سے شاگرد کو نہایت خوشی ہوتی ہی اور اگر کوئی بیہودہ اور لغو گو اسطرح کی ثنا کرے تو لذت کم ہوتی ہی اور ہجو اور مذمت کے بُرا معلوم ہونے کا بھی یہی سبب ہی کہ نفس کو اپنے نقصان کا شعور ہوتا ہی اور چونکہ نقصان کمال کی ضد ہی اور کمال محبوب ہوتا ہی تو بالضرور نقصان بُرا معلوم ہوگا اور جب اُسپر اطلاع ہوگی جب ہی رنج معلوم ہوگا خصوصاً اُسوقت کہ کوئی دانا بینا معتمد آدمی مذمت کرے جیسا کہ مدح مین بیان ہوا۔ دوسرا سبب یہ ہی کہ مدح سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف کرنے والے کا دل ممدوح کا مملوک اور مسخر اور معتقد ہی اور دل کی ملکیت بہرصورت آدمی کو پسند ہی جب یہ معلوم ہوگا کہ مادح میرا معتقد اور اُسکا دل میری مشیت کے تابع ہی جب ہی لذت حاصل ہوگی خصوصاً جب ایسا شخص تعریف کرے کہ جسکو قدرت زیادہ اور اُسکے دل کے مسخر ہونے سے کام زیادہ نکلے تو اور بھی زیادہ خوشی اور لذت ہوگی مثلاً حکام اور اکابر کے دل کی تسخیر سے۔ اور یہ لذت کم ہوتی ہی اگر کوئی ایسا شخص تعریف کرے جو بیقدر ہو اسلیے کہ اگر ایسے بیقدر کے دل کا مالک بھی ہوا تو کیا ہی ایک حقیر چیز ملکیت مین آئی اور ایسے کی تعریف ممدوح مین قدرت ناقص کا اظہار کرتی ہی اور یہی وجہ سے ہجو کو بھی بُرا جانتا ہی اور دل پر صدمہ ہوتا ہی اور جب کوئی اکابر مین سے ہجو کرتا ہی تو اور زیادہ رنج ہوتا ہی کہ اسصورت مین بڑا مطلب فوت ہوتا ہی تیسرا سبب یہ ہی کہ ایک شخص کا تعریف کرنا اس بات کا موجب ہوتا ہی کہ کسی دوسرے کا دل بھی اپنا معتقد ہو جاوے خصوصاً جب ایسا شخص تعریف کرے کہ جسکے قول پر سب ملتفت ہون اور اسکا اعتبار کرتے ہون مگر اسمین یہ شرط ہی کہ تعریف لوگون کے سامنے ہو پس جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اور تعریف کرنے والا لائق التفات زیادہ ہوگا مثلاً بیچ مجلس یا حاکم ثنا کریگا تو تعریف نہایت لذیذ معلوم ہوگی اور برائی اُسکے برعکس نہایت شاق گذریگی۔ چوتھا سبب یہ ہی کہ تعریف سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ممدوح صاحب حشمت و رعب ہی کہ مادح اسکی ثنا مین رطب اللسان ہونے کو مضطر ہی خواہ برغبت دل یا بزور دباؤ۔ اپنا دباؤ بھی آدمی کو اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اسمین ایک طرح کا غلبہ پایا جاتا ہی اور چونکہ مادح خواہ مخواہ تعریف کرنے پر مضطر ہی اور اُسکے اضطرار سے ایک طرح کا غلبہ اور قدرت ممدوح کی معلوم ہوتی ہی اسی جہت سے ممدوح کو اس تعریف سے لذت ہوتی ہی گو تعریف کرنے والا دل مین اُن اوصاف کا ممدوح کے لیے معتقد نہو۔ اس سے صاف ظاہر کہ جسقدر مادح قوی اور تواضع سے منکر ہوگا اُسیقدر اُسکی ثنا سے ممدوح کو لذت زیادہ ہوگی۔ اب اگر یہ چارون اسباب ایک ہی تعریف کرنے والے کی تعریف مین جمع ہو جاوین تو ظاہر ہی کہ نہایت درجہ کی لذت ہوگی اور اگر مختلف ہون تو اُسی قدر لذت بھی کم ہوگی۔ پہلا سبب یعنے

اپنے کمال پر واقف ہونا یہ تو اس طرح دفع ہوسکتا ہو کہ ممدوح یہ جان لے کہ مادح اس قول مین سچا نہین مثلاً کسی شخص نے کسی کی تعریف کی کہ تم بڑے شریف یا سخی یا عالم خواہ پرہیز گار ہو اور ممدوح نے جان لیا کہ مجھ مین ان باتون مین سے کوئی بھی نہین تو وہ لذت بنفس کو کامل جاننے سے ہوتی وہ تو جاتی رہیگی اور باقی سببون کی لذتین باقی رہینگی اب اگر یہ جان لے کہ مادح صرف اوپر کے دل سے کہتا ہو اور اپنے قول کا معتقد نہین اور مین اس صفت سے خالی ہون تو دوسرے سبب یعنی ملکیت دل سے جو لذت ہوتی وہ بھی نہوگی اور تیسرے سبب کی لذت تو اسی دوسرے کے تابع ہو وہ بطریق اولے نہوگی صرف چوتھی وجہ کی لذت یعنی بباعث حشمت ممدوح منظر ہونا مادح کا مدح وثنا مین سو اسکا علاج یہ ہو کہ یون سمجھے کہ تعریف کرنے والا میری خوف سے ثنا نہین کرتا بلکہ مجکو بناتا ہو اور یہ تصور ایسا ہو کہ اسکے بعد کوئی لذت باقی نہین رہتی اسلیے کہ کوئی سبب لذت کا نہین رہتا یہ بیان شرح نفس کے خوش ہونے اور لذت پانے کا مدح سے اور صدمہ اٹھانے کا مذمت سے ہو اور ہمنے اسکو اسلیے ذکر کیا کہ آدمی کو علاج محبت جاہ اور مدح کی محبت اور مذمت کے رنج کا معلوم ہوجاوے کیونکہ جس چیز کا سبب نہین معلوم ہوتا اسکا علاج ممکن نہین اسلیے کہ علاج اسیکا نام ہو کہ مرض کے سبب باطل کیے جاوین

نوان بیان محبت جاہ کے علاج مین - واضح ہو کہ جس شخص کے دل پر محبت جاہ چھاجاتی ہو وہ تمام ہمت اسی بات مین مصروف رہتا ہو کہ خلق کی مراعات نہ چھوٹے اُنسے دوستی پیدا ہو انھین کی نمایش مقصود ہو اپنے افعال واقوال واعمال مین ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ جس سے خلق مین میرا مرتبہ بڑھے اور واقع مین یہ امر نفاق کا تخم اور فساد کی جڑ ہی ہوتے ہوتے عبادات مین سستی آنے لگتی ہو اور ریا کو دخل ہوتا ہو اور دلون کے راغب کرنے کے لیے منہیات مین مبتلا ہوجاتا ہو اسی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف اور مال کی محبت کو اور اُنسے دین کے جلتے رہنے کو دو بھیڑیون نقصان کرنے والون سے مشابہت دی جیسا کہ اوپر گذرا اور نیز فرمایا کہ حب الشرف والمال ینبت النفاق کما ینبت الماء البقل اسلیے کہ نفاق اسی کا نام ہو کہ ظاہر آدمی قول اور فعل مین اُسکے باطن کے مخالف ہو - پس جو شخص کہ لوگون کے دلون مین اپنے رتبہ کا خواہان ہو وہ ضرور اُنسے بنفاق پیش آویگا اور تبکلف عمدہ خصلتین اُنکے سامنے ظاہر کریگا حالانکہ وہ اُنسے خالی اسی کا نام نفاق ہی اس سے معلوم ہوا کہ محبت جاہ کی مہلکات مین سے ہو اسی لیے اسکا علاج بھی واجب ہو اور اسکا دور کرنا دل سے بس لازم کیونکہ یہ مرض ایسا ہو کہ دل کی سرشت مین داخل ہو جیسا کہ مال کی محبت امر جبلی ہو پس محبت جاہ کا علاج مرکب ہو دو باتون سے علم اور عمل - علمی علاج تو یہ ہو کہ جس سبب سے جاہ کو محبوب جانتا ہو اُسکو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ سبب یہ ہو کہ لوگون کے اجسام اور قلوب پر کمال قدرت حاصل ہو اور پہلے ہم لکھ چکے ہین کہ اگر یہ بات آدمی کو میسر بھی ہوجاوے تو انتہا اسکی موت ہو یہ بات باقیات صالحات سے نہین بلکہ اگر مشرق سے مغرب تک سب لوگ ایک شخص کو سجدہ کرنے لگین اور پچاس برس تک تمام روے زمین کے لوگ اُسکے لیے اسی حال پر رہین تب بھی نہ سجدہ کرنے والے رہینگے نہ وہ خود رہیگا بلکہ اسکا حال ایسا ہی ہوگا جیسے اور عظیم الشان صاحب جاہ لوگ زمین کے پیوند ہوگئے اور اُنکے سامنے جو لوگ ذلیل ومنقاد بنے رہتے تھے وہ بھی فنا ہوگئے تو ایسے امر فانی کے لیے نہین چاہیے کہ اپنے دین کو جسمین حیات ابدی ہو اور کبھی علیحدگی نہین چھوڑ دیا جاوے اور جس شخص نے کمال حقیقی اور وہمی کو سمجھ لیا اُسکی آنکھون مین جاہ حقیر ہوجاتا ہو مگر اُسکے لیے اُسی شخص کی بینائی کام کرتی ہو جو آخرت کو حاضر اور سامنے دیکھتا ہو اور دنیا کو حقیر سمجھتا ہو اور موت کو جانتا ہو کہ گویا آگئی اور اُسکا حال مثل حال حضرت حسن بصری رح کے ہوتا ہو کہ انھون نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کو خط لکھا تھا کہ بعد حمد وصلوۃ کے یون معلوم کرنا چاہیے کہ موت نے گویا آخر

یعنی شرف اور مال کی محبت نفاق اسیطرح اگاتی ہے جیسے پانی ساگ کو ۱۲ اور گذر چکی ۱۲

آخر کو یہ لکھ دیا ہی کہ تم مرگئے مقام تامل ہی کہ اُنھون نے کیسے زمانہ آیندہ کو ماضی سمجھ لیا تھا اور یہی حال حضرت عمر بن عبد العزیز رح کا تھا کہ اُنھون نے
اس خط کا جواب یہ لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے یون تصور کرنا چاہیے کہ گویا تم دنیا مین کبھی آئے ہی نہ تھے ہمیشہ آخرت مین رہے اِن لوگون کا
التفات آخرت ہی پر تھا اور اِس بات کا یقین کہ آخرت تقویٰ والون ہی کو ملیگی اسی نظر سے دنیا مین جاہ و مال کو حقیر سمجھا مگر اکثر لوگون
مین بینائی ضعیف ہی اُنکی نظر دنیا ہی پر پڑتی ہی انجام کا خیال نہین کرتے اسی جہت سے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا بل توثرون الحیوٰۃ الدنیا
والآخرۃ خیر و ابقیٰ اور فرمایا کلا بل تحبون العاجلۃ وتذرون الآخرۃ پس جسکا یہ حال ہو اُسکو چاہیے کہ اپنے دل کا علاج علمی مرض محبت
جاہ سے کرے یعنے اُسکے آفات دنیوی کو جانے اور جو خطرے کہ ارباب جاہ کو دنیا مین پیش ہوتے ہین اُنکو سوچے کہ ہر ایک صاحب جاہ محسود
ہوتا ہی اور لوگ اُسکی ایذا کے خواہان رہتے ہین اور اُسکو ہمیشہ اپنے جاہ کا خوف لگا رہتا ہی کہ کہین مرتبہ لوگون کے دل سے گر نہ جاوے
اور دلون کا حال بدلنے مین ہنڈیا کے اُبال سے بھی سخت ہی کبھی کسی کی طرف ہوتے ہین کبھی اُس سے پھر جاتے ہین پس جو شخص لوگون کے
دل پر اعتماد کرتا ہی وہ ایسا ہی کہ سمندر کی موج پر نیو رکھتا ہی اسلیے کہ جیسے اُسکو قیام نہین ایسے ہی اُسکو بھی لوگون کے دلون کی رعایت
مین لگا رہنا اور اپنے جاہ کی حفاظت کرنی اور حاسدون کے مکر اور دشمنون کی ایذا کو دور کرنا یہ سب آفتین دنیاوی ہین کہ جنسے لذت
جاہ کی مکدر رہتی ہی - دنیا ہی مین جسقدر اِس سے آدمی توقع رکھتا ہی اُس سے زیادہ ترددات ہوتے ہین اور آخرت کا فائدہ جو مقصود
ہوتا ہی اسکا تو کچھ ذکر ہی نہین - یہ علاج اُس شخص کے لیے جسکی نظر ضعیف ہی اور جو قوی بینائی رکھتے ہین اور ایمان زبردست اُنکو حاصل
ہی تو خدا کے فضل سے وہ دنیا کی طرف التفات ہی نہین کرتے یہ علاج تو باعتبار علم کے ہی اور علاج علمی یہ ہی کہ ایسے کام کرے جنسے مستحق
ملامت ہو اور لوگون کے دل سے اُتر جاوے اور اُنکی نظرون سے گر جاوے اور اپنے مقبول ہونے مین جو مزہ پاتا تھا وہ اُس سے چھوٹ
جاوے اور گمنامی سے اور خلق کے نزدیک بُرا ٹھہرنے سے اُلفت ہو اور صرف خداے تعالےٰ کے قبول پر قناعت میسر ہو اور یہ طریق
فرقہ ملامتیہ کا ہی کہ ارتکاب معاصی اور بُری باتون کا یہانتک کرتے ہین کہ لوگون کی نظرون سے ساقط ہو جاوین اور آفت جاہ سے نجات
پاوین مگر یہ صورت ایسے شخص کے لیے جائز نہین جو مقتدا اور پیشوا ہو کہ اُسکے حرکات بد سے مسلمانون کے دلون مین دین کی سُستی آتی ہی اور
جو شخص کہ مقتدا نہین اُسکو بھی فعل حرام خاص اس علاج کے لیے درست نہین بلکہ یہ جائز ہی کہ مباحات مین سے ایسے افعال کرے
کہ جنسے اُسکی قدر لوگون مین گھٹ جاوے مثلاً روایت ہی کہ کسی بادشاہ نے کسی زاہد کے پاس جانے کا ارادہ کیا جب زاہد نے سُنا کہ بادشاہ
قریب پہونچا اپنا کھانا اور ساگ منگایا اور حبیون کی طرح بڑے بڑے لقمے کھانا شروع کیے جب بادشاہ نے اُسکو کھاتے دیکھا اُسکے دل
سے اُتر گیا اور وہان سے لوٹ آیا زاہد نے کہا کہ خداے تعالےٰ کا شکر ہی جسنے تجھکو مجھسے ہٹا دیا - اور بعضے شخصون نے شربت ایسے رنگین پیالون
مین پیا ہی کہ دیکھنے والون کو گمان ہو کہ یہ شخص شراب خوار ہی - اور اُس سے کنارہ کش رہین ہر چند یہ امر فقہ کی رو سے محل تامل ہی
کہ ایسا کرنا جائز نہین مگر ہر ایک اپنے نفسون کا علاج ایسی باتون سے کرتے ہین کہ فقیہ فتوےٰ اُسکے جواز کا نہین دیتا مگر وہ لوگ اپنے
قلب کی اصلاح سوا اُسکے اور کسی چیز مین نہین پاتے اسواسطے ایسا کرتے ہین پھر اپنے اس افراط و تفریط کا تدارک کر لیتے ہین جیسے
کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ وہ زہد مین معروف ہو گئے اور لوگون نے اُنکے پاس ہجوم کرنا شروع کیا تو وہ ایک روز حمام مین گئے اور ایک
دوسرے شخص کے کپڑے پہنکر باہر نکل آئے اور عین راہ مین کھڑے ہو گئے یہانتک کہ لوگون نے کپڑے پہچان لیے اور زد و کوب کے بعد
وہ کپڑے ہٹا لیے اور کہنے لگے کہ یہ شخص چور ہی اور پھر اُسکے پاس نہ گئے - اور سب مین عمدہ طریق جاہ کے قطع کرنے کا لوگون سے کنارہ کشی ہی
اور ایسی جگہ چلا جانا جہان کوئی اپنے آپ کو نہ جانتا ہو اسلیے کہ اگر گھر مین بیٹھ رہیگا اور جس شہر مین مشہور ہی اُسمین رہیگا تو اُس کی
گوشہ نشینی سے لوگون کے دلون مین اور زیادہ اعتقاد اور رتبہ پیدا ہوگا علاوہ ازین اسمین یہ بھی خیال ہی کہ یہ شخص اپنے جی مین گمان

[illegible]

کرلے کہ مجھے محبت جاہ نہین اور ہوسکتا ہی کہ یہ ایک دھوکا ہی ہو اسواسطے کہ جب نفس کو اُسکا مقصود قرار واقعی ملگیا تو اُسکو اطمینان ہوگیا اس اطمینان کو یہ شخص جاننے لگا کہ زوال محبت ہی حالانکہ اگر لوگ معتقد نہ رہین اور اُسکو بُرا کہین یا کسی امر نامناسب کو اُسکی طرف منسوب کرین تو اُسیوقت نفس مضطرب ہو اور رنج کرے اور کیا عجب ہی کہ کوئی حیلہ اِس بات کا تلاش کرے کہ کسی عذر سے یہ غبار لوگون کے دل سے دور ہونا چاہیے اور اسکے لیے کچھ مکر و فریب اور جھوٹ کا محتاج ہو اور اُسکی پروا نہ کرے ایسی صورت مین ظاہر ہوگا کہ یہ ابھی تک جاہ و منزلت کا خواہان ہی اور جو شخص جاہ و منزلت کو محبوب جانتا ہی وہ ایسا ہی کہ گو مال کو محبوب جانتا ہی بلکہ اس سے بھی بُرا اسلیے کہ جاہ کا فتنہ بہت زیادہ ہی اور جب آدمی کو لوگون سے طمع رہیگی تب تک ممکن نہین کہ یہ نہ چاہے کہ میری منزلت لوگون کے دل مین ہوجاوے۔ ہان اگر اپنی کمائی سے یا اور طرح پر مقدار بسر اوقات حاصل کرکے لوگون سے بالکل طمع کاٹ دیگا تو البتہ تمام لوگ اُسکے نزدیک نکمے معلوم ہونگے اور اِس بات کی پروا نہ ہوگی کہ اِن لوگون کے دلون مین میری جگہ ہی یا نہین جیسے اُن لوگون کے دلون مین جگہ نہونے کی پروا نہین ہوتی جو اِس سے نہایت مشرق یا مغرب مین رہتے ہین کہ نہ اُنکو دیکھتا ہی اور نہ اُنسے طمع رکھتا ہی بہرحال لوگون سے طمع جب ہی منقطع ہوتی ہی جب آدمی قانع ہو۔ جو قانع ہوگا وہ لوگون سے بے پروا رہیگا اور جو بے پروا رہیگا اُسکا دل لوگون مین مشغول نہ رہیگا اور نہ اُنکے دلون مین اپنی جگہ ہونے کا کچھ اُسکے نزدیک وزن ہوگا اور ترک جاہ بدون قناعت اور قطع کرنے طمع کے نہین ہوسکتا اور جتنے اخبار کہ جاہ کی مذمت اور گمنامی اور ذلت کی تعریف مین وارد ہین اُنسے اِس بات مین اعانت لے مثلاً یہ قول مشہور ہی المؤمن لایخلو من ذلۃ او قلۃ او علۃ یعنے ایماندار ذلت یا قلت یا علت سے خالی نہین رہتا اور بزرگان سلف کے احوال کو دیکھیے کہ اُنھون نے ذلت ہی کو عزت پر اختیار کیا اور ثواب آخرت ہی کے طالب ہوئے

دسوان بیان مدح کی محبت کے علاج مین - واضح ہو کہ اکثر لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہین کہ اُنکو خوف لوگون کے بُرا کہنے کا اور محبت اُنکی تعریف کی ہوتی ہی اسی وجہ سے ایسے لوگون کے تمام حرکات مین یہ بات ضرور ہوتی ہی کہ کسی طرح سے لوگون کی مرضی کے موافق ہون تاکہ سب لوگ اچھا کہین اور خوف اُنکی مذمت کا نہ رہے اور یہ امر مہلکات مین سے ہی اِس بنا پر اُسکا علاج واجب ہی اور طریق اُسکے علاج کا یہ ہی کہ جن باعثون سے مدح کی محبت اور مذمت کی کراہت ہوتی ہی اُنکو دیکھنا چاہیے مثلاً سبب اول تو ل مادح سے اپنے کمال پر مطلع ہوتا ہی تو اسمین ممدوح کو یہ چاہیے کہ اپنی عقل کی طرف رجوع کرے اور دل مین سوچے کہ جس صفت سے اُسنے میری تعریف کی ہی اُس سے مین متصف ہون یا نہین اگر متصف ہون تو وہ صفت قابل خوشی ہی جیسے صفت علم و زہد وغیرہ یا مستحق فرحت نہین مثل ثروت و جاہ اور اسباب دنیوی کے پس اگر صفت مذکورہ اسباب دنیوی مین سے ہو تو اُسپر خوشی کرنی ایسی ہی جیسے زمین کی گھاس پات پر کہ تھوڑے دنون مین ہوا مین ماری ماری پھریگی اسطرح کی خوشی قلت عقل سے ہوتی ہی عاقل شخص کا قول یہ ہی ؎ شدت غم مین سمجھتا ہون خوشی ایسی کہ جلد + انتقال اُس سے ضروری ہی بہرصورت مجھے - پس انسان کو نہین چاہیے کہ متاع دنیوی پر خوشی کرے اسلیے کہ یہ خوشی مادح کی تعریف کرنے کی تو ہی نہین بلکہ اُس شی کے اپنے پاس ہونے کی ہی اور وہ چیز کچھ مدح کے سبب نہین آئی کہ مدح پر فرحت کیجاوے۔ اور اگر صفت ایسی ہو جو مستحق فرحت ہو جیسے علم و زہد تب بھی خوش نہونا چاہیے اسلیے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہین علم و زہد البتہ خدا سے نزدیکی کردیتے ہین مگر خطرہ خاتمہ کا لگا ہوا ہی اگر آدمی کو خوف اپنے خاتمہ کے بُرا ہونے کا ہوگا تو کسی دنیاوی چیز کی خوشی پاس بھی نہ پھٹکیگی بلکہ یہ معلوم ہوگا کہ دنیا رنج و اندوہ کا مقام ہی خوشی کی جگہ نہین - پھر اگر علم و زہد سے اسلیے خوش ہوتا ہی کہ توقع حسن خاتمہ کی ہوگئی تو چاہیے کہ اسطرح خوش ہو کہ خدائے تعالے نے اپنا بڑا فضل و انعام کیا کہ علم و زہد و تقوی عنایت فرمایا مادح کی مدح پر خوشی کی کوئی وجہ نہین جس کمال کے واقف ہونے سے

یہ خوش ہوتا ہی وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسمین پایا جاتا ہی مدح کے باعث نہین پھر مدح پر خوشی کی کیا حاجت ہی مدح سے کوئی فضیلت نہین بڑھ جاتی - اور اگر صفت ایسی ہی جو ممدوح مین نہین پائی جاتی تو ایسی صفت پر ممدوح کا خوش ہونا نہایت دیوانہ پن ہی اور اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے بطریق ہنسی کہے کہ واہ آپ کے پیٹ کا مواد کتنا معطر ہی اور جب آپ پاخانہ پھرتے ہین تو مہک پر مہک خوشبو کی اُٹھتی ہی حالانکہ اُسکو معلوم ہی کہ میرے پیٹ مین نجاست ہی اور اُسمین نہایت بدبو ہوا کرتی ہی اور باوجود اسکے شخص اول کی تعریف سے خوش ہو تو بجز جنون اور جہل کے اور کیا تصور کیا جاویگا اسیطرح جب ممدوح کو کسی مادح نے تعریف کیا اور اُسمین وہ صفات نہین اور باوجود اسکے خوش ہوا تو یہ خوشی بھی ویسی ہی خوشی ہوئی جو اوپر مذکور ہوئی - خلاصہ یہ کہ مادح اگر سچ کہتا ہی تو چاہیے کہ ممدوح خدا کے فضل پر اظہار فرحت کرے اور اگر جھوٹ کہتا ہی تو رنج کرنا چاہیے کسی صورت مین اُسکی مدح پر خوش ہونا نہ چاہیے دوسرا سبب مدح پر خوشی کا یہ ہوتا ہی کہ اُس سے یہ پایا جاتا ہی کہ تعریف کرنے والے کا دل اپنا مسخر ہوگیا ہی اور اس سے اور دل بھی مسخر ہونگے اُسکا مآل اور محبت جاہ کا مآل ایک ہی جسکا علاج اوپر گذرا یعنے لوگون سے طمع قطع کرکے خداے تعالےٰ کے نزدیک منزلت کا خواہان ہو اور جان لے کہ لوگون کے دلون مین منزلت کا خواہان ہونا اور اُسپر خوش ہونا خداے تعالےٰ کے نزدیک رتبہ کم کرتا ہی پس خوشی کا کیا مقام ہی تیسرا سبب خوشی کا اپنا رعب ہی کہ جسکے سبب مادح مضطر تعریف کا ہوا یہ بھی ایک قدرت عارضی ہی کہ جسکو کچھ قیام نہین اور نہ قابل خوشی کے ہی بلکہ مدح پر غم کرنا اور اُسکو بُرا سمجھنا اور اُسکے باعث غصہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ تعریف کی آفتین ممدوح پر بہت بڑی ہین جیسا کہ باب آفات زبان مین مذکور ہوئین بعض اکابر کا قول ہی کہ جو شخص مدح سے خوش ہوتا ہی تو شیطان کو اپنے اندر جانے کی راہ دیتا ہی - اور بعض کا قول ہی کہ جب کوئی تجھے کہے کہ تو اچھا آدمی ہی اور یہ قول تجکو بہ نسبت اس قول کے کہ تو بُرا آدمی ہی اچھا معلوم ہو تو بخدا کہ تو بُرا شخص ہی اور بعض احادیث مین روایت ہی کہ اگر وہ صحیح ہی تو کمر توڑتی ہی یعنے ایک شخص نے بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شخص کو اچھا کہا آپ نے فرمایا کہ[ح۱] اگر وہ شخص موجود ہوتا اور جو تو کہتا ہی اُسپر راضی ہوتا اور اُسی حال مین مرتا تو دوزخی ہوتا - اور ایکبار آپ نے کسی مادح کو ارشاد فرمایا کہ[ح۲] تیرا بُرا ہو تو نے اپنے ممدوح کی کمر توڑی وہ قیامت تک فلاح نہ پاویگا - اور ایک روایت مین آیا ہی کہ الالاتمادحوا واذا رایتم المادحین فاحثوا فی وجوھم التراب[ح۳] اسیوجہ سے صحابہ رضہ مدح سے بہت خوف کیا کرتے تھے اور اُسکے فتنہ سے اور اُسکے باعث جو دل پر سرور عظیم ہوتا ہی اس سے بہت ڈرتے یہانتک کہ بعض خلفاے راشدین رضہ نے کسی شخص سے کچھ پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ مجھسے بہتر اور عالم تر ہین آپ غصہ ہوے اور فرمایا کہ مین نے تمکو یہ نہین کہا تھا کہ مجکو پاک و صاف بتلانا - اور بعض صحابہ رضہ کی خدمت مین کسی نے عرض کیا کہ جب تک آپ لوگون مین زندہ ہین جب تک لوگون مین خیر رہیگی آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ تو عراق کا رہنے والا ہی یعنی ہم لوگون کے عادات سے ناواقف ہی اور بعض صحابہ رضہ نے اپنی تعریف سُنکر فرمایا کہ الٰہی تیرا بندہ میرے پاس تیرے غصہ کی چیز سے تقرب کرتا ہی مین تجکو گواہ کرتا ہون کہ مین اُس سے ناراض ہون اُن لوگون نے جو تعریف کو بُرا جانا تو یہی وجہ تھی کہ ایسا نہو اس خوشی سے خداے تعالےٰ ناراض ہو جاوے اور چونکہ انکے دل اس بات مین مصروف تھے کہ ہمارا حال خدا کے نزدیک کیا ہوگا اسوجہ سے اُنکو لوگون کی تعریف بُری معلوم ہوتی تھی اسلیے کہ حقیقت مین اچھا وہی ہی جو خدا تعالےٰ سے قریب ہی اور مذموم وہ ہی جو خدا سے دور ہو کر بدون کے ساتھ دوزخ مین پڑیگا پس ممدوح دنیاوی اگر خدا کے نزدیک دوزخی ہی تو غیر کی مدح سے اُسکا خوش ہونا کمال جہالت ہی اور اگر اہل جنت سے ہی تب بھی خدا کے فضل کی فرحت چاہیے اسکا کام خلق کے اختیار مین نہین اور جب بندہ کو یہ علم ہوگا کہ رزق و موت قبضۂ قدرت الٰہی مین ہی تو اُسکی توجہ خلق کی مدح

ح ۱ اسکی سند مجھے نہین ملی ۱۲ ح ۲ پیشتر گذری ۱۲ ح ۳ خبردار آپس مین ایک دوسرے کی مدح نہ کرو اور جب مدح کرنے والون کو دیکھو تو اُنکے مُنھ مین خاک ڈالو ۱۲ ح ۴ یہ پہلے گذر چکی ہی اسمین الالاتمادحوا نہین تھا ۱۲ ۱۲ ۱۲

و ذم کی طرف نہ رہیگی اور دل سے محبت مدح کی دور ہو جائیگی اور ایسے امور مین مصروف ہوگا جو دین مین ضروری ہین اور اللہ تعالےٰ کے ہاتھ توفیق ثواب ہو

گیارھوان بیان مذمت کی نفرت کے علاج مین - پہلے مذکور ہو چکا ہو کہ مذمت کی نفرت کا باعث محبت مدح کے سبب کی ضد ہو تو اُسکا علاج بھی اسکے علاج سے سمجھ مین آسکتا ہو اور اسکا بیان مختصر یہ ہو کہ جو شخص مثلاً ہمکو بُرا کہتا ہو تین حال سے خالی نہین یا تو اپنے قول مین سچا ہو مگر صرف براہ خیر خواہی اور نصیحت کے بُرا کہتا ہو یا سچا ہو لیکن اُسکا قصد محض ایذا دینی اور رنج پہونچانا ہو یا جو بات اُسنے کہی ہو اُسمین جھوٹا ہو اگر اپنے قول مین سچا ہو اور براہ نصیحت بُرا کہتا ہو تو تمکو اُسپر غصہ کرنا اور اُس سے بہین وجہ کینہ رکھنا اور بُرا بھلا کہنا نہین چاہیے بلکہ اُسکے کہنے کے بموجب اُسکے طریق کا اقتدا کرنا چاہیے اسلیے کہ جو شخص تمکو تمھارے عیب بتلاتا ہو وہ گویا ہلاک ہونے کے مقام بتلاتا ہو کہ تم اُنسے بچو پس ایسے شخص سے خوش ہو کر اگر ہو سکے تو جو صفت بُرائی کی تم مین ہو اُسکے دور کرنے کی تجویز کرنی چاہیے اور اس بُرا کہنے کی عوض مین منہ چڑھانا اور ناصح کو بُرا جاننا اور جواب ترکی تبر کی دینا نہایت نادانی ہو اور اگر اُسکا قصد رنج دینا ہو تب بھی تمکو اُسکے قول سے نفع ہی ہو کہ اُسنے تمھارے وہ عیب سوجھا دیے جو تم نہ جانتے تھے خواہ وہ عیب یاد دلا دیے جنسے تم غافل تھے یا اگر تم اُنکو اچھا سمجھتے تھے تو اسوجہ سے تمھاری نظرون مین اُنکو بُرا ثابت کر دیا تاکہ تمکو اُنکے دور کرنے کی حرص ہو اور ظاہر ہو کہ یہ سب باتین اسباب سعادت مین سے ہین جب مذمت سننے سے اسطرح کے اسباب سعادت ہاتھ لگے تو تمکو چاہیے کہ طلب سعادت مین مشغول ہو اسکی مثال ایسی ہو کہ تمھارا قصد کسی بادشاہ کی ملازمت کا ہو اور تمھارے کپڑون مین غلیظ لگا ہوا ہو جسکا علم تمکو نہین اگر اسیطرح بادشاہ کے یہان چلے جاؤ تو عجب نہین کہ گردن مارے جاؤ کیونکہ اُسکی مجلس آلودہ کروگے ایسے حال مین اگر کوئی تمسے کہے کہ میان تم آلودہ ہو سنبھلو اپنے آپ کو پاک و صاف کرو تو تمکو چاہیے کہ اس کہنے سے خوش ہو کیونکہ اُسکے کہنے سے اطلاع ہو جانی غنیمت ہوئی - اسی طرح جتنے اخلاق بد ہین آخرت مین سب آدمی کے مہلک ہین اور اُنکو آدمی دشمنون کے قول سے پہچان لیتا ہو پس اُنکے قول کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور دشمن کا مقصود جو ایذا دہی ہو تو وہ اپنے دین کی خرابی کرتا ہو مگر تمھارے حق مین اُسکا قول نعمت ہو تو تمکو اُسپر غصہ کی کیا وجہ ہو جسکے قول سے تمکو تو نفع ہو اور اُسکو ضرر پہونچے - صورت تیسری یہ ہو کہ اُسکا قول تمھارے حق مین افترائے محض ہو یعنے جو عیب وہ تم مین بتلاتا ہو تم اُس سے خدا کے نزدیک بری ہو تو اس حال مین بھی بُرا ماننا نہ چاہیے اور نہ اُس کہنے والے کو بُرا کہنا چاہیے بلکہ تین باتون کی فکر کرنا چاہیے اول تو یہ کہ اگرچہ وہ خاص عیب تم مین نہین پھر بھی اُس جیسے عیب اور ہونگے تو خدائے تعالےٰ کا شکر کرنا چاہیے کہ اُسکو اُن عیبون کی اطلاع نہوئی اور ایسی ہی بات کے کہنے سے ٹل گیا جس سے بری ہو دوسرے یہ کہ اُسکا قول تمھارے باقی عیوب کا کفارہ ہو تو گویا اُسنے ایک گناہ تمھارے ذمہ مین لگایا مگر اورون سے پاک کر دیا جنمین درحقیقت تم آلودہ تھے علاوہ ازین جو تمھاری غیبت کرتا ہو وہ اپنی نیکیان تمھارے واسطے ہدیہ دیتا ہو اور جو مدح کرتا ہو وہ تمھاری کمر توڑتا ہو تو کیا بات ہو کہ تم کمر ٹوٹنے سے خوش ہوتے ہو اور نیکیان آنے سے رنجیدہ - نیکیان آنے سے تو قرب الی اللہ میسر ہو جسکے تم خواہان رہتے ہو تیسرے یہ سوچنا چاہیے کہ اُس بیچارہ نے اپنے دین کی خرابی کی کہ خدائے تعالےٰ کی نظرون سے گر گیا اور اس افترا سے اپنے نفس کو ہلاک کر دیا اور مستحق عذاب الیم ہوا ایسی صورت مین غضب خداوندی کے ساتھ تمکو اُسپر غصہ نہ چاہیے اور اُسکو بد دعا دینی نہ چاہیے کہ خدایا اُسکو ہلاک کر ورنہ شیطان کی خوشی ہوگی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ الٰہی اُسکو صلاحیت دے اور اُسپر رحم کر اور اُسکی توبہ قبول کر دیکھو جنگ اُحد مین جب کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیے اور سر مبارک کو مجروح کیا اور آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضہ کو شہید کیا تو آپنے ارشاد فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون[ح] یعنے الٰہی میری قوم کو ہدایت کر اسلیے کہ یہ نہین جانتے - اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے ایک شخص کے لیے دعائے خیر کی جس

ح ا بیہقی در دلائل نبوت اور صحیح حدیث مین ہو کہ یہ لفظ آپنے ایک نبی کے حال مین فرمایا ہو کہ جب اُنکی قوم نے مارا تو یہ دعا مانگی ۱۲

اُنکا سر مجروح کیا تھا لوگون نے پوچھا کہ دعاے خیر کی کیا وجہ ہی آپنے فرمایا کہ مجھے یقیناً معلوم ہی کہ اُسکے سبب سے مجھے اجر ملیگا تو مجھے یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ مجھے تو اُسکی جہت سے ثواب ملے اور اُسکو میری جہت سے عذاب ہو - اور اُن اشیا مین سے جنکے باعث مذمت کی نفرت شاق نہین معلوم ہوتی طمع کا قطع کرنا ہی پس جس شخص کی طرف تمکو کچھ طمع نیک و بد کی نہو اگر وہ بُرائی کریگا تو اُسکا اثر دل پر زیادہ گران نہ معلوم ہوگا اور اصل دین کی قناعت ہی اسی کے ذریعہ سے طمع مال و جاہ کی جاتی رہتی ہی اور جبتک طمع بنی رہیگی تو جس سے طمع رکھوگے یہی چاہوگے کہ اُسکے دل مین میری منزلت ہو اور یہ میرا ثناخوان رہے اور تمام ہمت اسی مین مصروف کروگے اور بدون استیصال دین کے یہ بات حاصل نہوگی خلاصہ یہ کہ طالب مال و جاہ اور محبت مدح اور بُرا جاننے والے مذمت کو دین کے سلامت رہنے کی توقع نہ کرنی چاہیے کہ ان امور کے ساتھ سلامتی دین کی بہت بعید ہی-

بارھوان بیان مدح اور مذمت مین لوگون کے احوال کے مختلف ہونے کے باب مین - جاننا چاہیے کہ اگر مادح اور مذمت ساز کی نسبت کر لوگون کو خیال کرین تو چار احوال پر پائے جاتے ہین صورت اول یہ ہی کہ مدح سے خوش ہو کر مشکور ہون اور مذمت سے ناخوش ہو کر مذمت ساز سے کینہ رکھین اور اُس سے انتقام لین یا انتقام لینے کو اچھا سمجھین یہ حال اکثر لوگون کا ہی اور درجات معصیت جو اس اعتبار سے ہوتے ہین اُن مین سے اعلیٰ درجہ یہی ہی صورت دوم یہ کہ مذمت باطن مین تو شاق معلوم ہوتی ہی مگر زبان اور اعضاے ظاہری پر اُسکے مکافات کی نوبت نہین آتی اُنکو روکے رکھتا ہی اسی طرح مادح کی مدح سے باطن مین تو خوش ہوتا ہی مگر ظاہر کی حفاظت کرتا ہی کہ اظہار سرور بظاہر نہو یہ صورت بھی ناقص ہی اگرچہ صورت اول کی نسبت کمال مین داخل ہی صورت سوم جو درجات کمال مین سے اول و اعلیٰ ہی یہ ہی کہ مدح اور ذم دونون مساوی معلوم ہون نہ مدح سے مسرور ہو نہ مذمت سے غم اور اس صورت سے بعض عابد اپنے گمان مین اپنے آپ کو متصف جانتے ہین لیکن اگر اُسکے علامات کا امتحان نہ کرین تو دھوکا کھا جاتے ہین اور اُسکی علامتین یہ ہین اول یہ ہی کہ مذمت والے کا اپنے پاس زیادہ بیٹھنا گران نہ معلوم ہو جتنا بہت دیر بیٹھنا مادح کا گران گذرے اُتنا ہی مذمت والے کا گران ہو اُسکی نسبت زیادہ نہو - دوم یہ کہ جتنی خوشی اور فرحت مادح کی حاجتون کے پورا کرنے مین ہو اُتنی ہی ہجو کرنے والے کی قضاے حاجات مین ہو اُس سے کم نہو سوم یہ کہ دونون کا مجلس سے چلا جانا یکسان ہو مذمت والے کا چلا جانا بہ نسبت مادح کے اچھا نہ معلوم ہوتا ہو چہارم یہ کہ مادح کی موت کا زیادہ غم نہو بہ نسبت دوسرے کی موت کے پنجم یہ کہ مادح کے مصائب اور اُسکے دشمنون کی ایذا رسانی پر زیادہ رنج نہو بہ نسبت دوسرے کے ششم یہ کہ مادح کی خطا بہ نسبت مذمت والے کے دل پر اور نظرون مین خفیف نہ معلوم ہو جب مذمت والا مثل مادح کے سبک معلوم ہوگا اور ہر طرح سے دونون مین مساوات معلوم ہوگی تب یہ رتبہ نصیب ہوگا مگر تامل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ رتبہ نہایت سخت اور بہت بعید ہی اکثر عابد لوگون کی تعریف سے دل مین خوش ہوتے ہین مگر چونکہ امتحان ان علامتون سے اپنے دل کا نہین کرتے اس جہت سے اُنکو اس خوشی کا حال معلوم نہین ہوتا - اور کبھی عابد کو اپنے دل کا میلان مادح کی طرف مائل ہو جاتا ہی کہ مذمت والے کی نسبت زیادہ ہی اور اُسکی تقویت اور خوبی شیطان اسطرح سوجھا دیتا ہی کہ مذمت والے نے جو تجھکو بُرا کہا تو خداے تعالےٰ کی نافرمانی کی اور مادح نے اُسکے برعکس تیری تعریف کرنے سے خدا کی اطاعت کی تو دونون برابر کیسے ہو سکتے ہین تو جو مذمت والے کو بُرا جانتا ہی صرف دین کی جہت سے ہی پس یہ شیطان کا دھوکا ہی کیونکہ اگر عابد غور و تامل کرے تو جان لے کہ جو خطا مذمت والے سے اُسکو مذمت کی باعث ہوئی لوگ اُس سے بھی زیادہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین پھر اُنکو بُرا کیون نہین جانتا اور اُنسے نفرت کیون نہین کرتا علاوہ ازین جسنے اُسکی مدح کی ہی اُسنے قطعاً کسی دوسرے کی مذمت کی ہوگی تو اُسکو دوسرے کی مذمت کرنے پر بُرا کیون نہین جانتا اپنی بُرائی پر کیون بُرا سمجھتا ہی مذمت معصیت کے اعتبار سے

برابر ہی کہ مذموم وہ خود ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو اس سے معلوم ہوا کہ عابد کا غصہ مذمت والے پر اپنے نفس کے باعث ہو اور یہ شیطانی فریب ہی کہ اُسکو سوجھا دیا کہ یہ دینی بات ہی حتی کہ اپنی ہوائے نفسانی کے باعث اُسکو حسنات مین جاننے لگا اور اسی وجہ سے خدا تعالیٰ سے اور زیادہ بعید ہو گیا۔ اور جس شخص کو شیطان کے فریب اور نفس کے آفات معلوم نہین اُسکی اکثر عبادتین ضائع ہوتی ہین کہ دنیا بھی نہین ملتی اور آخرت کا بھی خسارہ رہتا ہی اُنھین کی شان مین خداے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہی قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا[1] چوتھی صورت جو صدق فی العبادۃ ہی یہ ہی کہ مدح کو بُرا جانے اور مادح سے ناخوش ہو سو جہ سے کہ یہ معلوم ہی کہ مدح اسکے حق مین بڑا فتنہ کمر توڑنے والا دین مین نقصان پہونچانے والا ہی اور مذمت والے کو دوست جانے کہ اُسنے اُسکے عیب بتلا دیے اور جو بات ضرور ہی تھی اُسکی طرف اُسکو ہدایت کیا اور اپنی نیکیان اُسکے لیے ہدیہ کین حدیث شریف مین ہی کہ راس التواضع ان تکرہ ان تذکر بالبر والتقویٰ[2] اور بعضی حدیثون مین وہ مضمون وارد ہی کہ بشرطیکہ صحیح ہو تو ہم جیسون کی خرابی ہی وہ یہ ہی کہ آپ نے فرمایا ویل للصائم وویل للقائم وویل لصاحب الصوف الا[3] یعنے روزہ دار اور شب بیدار اور کملیم پوش سب کی خرابی ہی مگر لوگون نے عرض کیا کہ اس استثنا سے کون لوگ مراد ہین آپ نے فرمایا کہ الا من تنزہت نفسہ من الدنیا وابغض المدحۃ واستحب المذمۃ یعنے مگر وہ شخص جسکا نفس دنیا سے پاک ہی اور مدح کو بُرا اور مذمت کو اچھا جانتا ہی یہ مرتبہ نہایت سخت و دشوار ہی ہم جیسے لوگون کی اُس سرے کی طمع صرف صورت دوم مین ہی کہ مذمت والے کی بُرائی اور مادح کی بھلائی دل مین ہو مگر اُسکا اظہار قول اور عمل مین نہو اور تیسری صورت یعنے مادح اور مذمت والے کو برابر جاننا تو اسکی طمع ہمکو نہین ہو سکتی پھر اگر ہم اپنے نفسون مین دوسری صورت کے علامات تلاش کرین تو وہ بھی پوری نہین ہوتی کیونکہ یہ بات تو ضروری ہی کہ مادح کی تعظیم اور اُسکی قضاے حاجات کے لیے جلدی کرتے ہین اور مذمت والے کی تعظیم و قضاے حاجات اور اُسکی تعریف کرنی گران معلوم ہوتی ہی تو پھر فعل ظاہری مین بھی دونون مین برابری کرنے کے اوپر قادر نہین باطن مین تو قادر نہ تھے اور جو شخص کہ اسوقت مین مادح اور مذمت والے کو ظاہر افعال مین برابر کرے اُسکو پیشوا جاننا چاہیے اگر کوئی ایسا شخص پایا جاوے تو اُسکا حکم کبریت احمر کا ہی جس سے لوگ فیضیاب ہون مگر کوئی معلوم نہین ہوتا جب دوسرے مرتبہ کا شخص نہین سوجھتا تو دو مرتبے جو اسکے اوپر رہے اُنکا متصف تو کہان ہو گا۔ اور ان مراتب مین سے بھی ہر ایک رتبہ مین بہت درجے ہین مثلاً مدح مین یہ درجات ہین کہ بعض آدمی تمناے مدح و ثنا اور اپنی شہرت کے رکھتے ہین اور اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیے جو کچھ اُنسے بن سکتا ہی کرتے ہین یہان تک کہ عبادات بھی ظاہر داری کے واسطے کرتے ہین اور ممنوعات کے ارتکاب کی بھی کچھ پروا نہین کرتے وہ یہی چاہتے ہین کہ لوگون کے دل اپنی طرف رجوع ہون اور ہماری تعریف مین سب لوگ رطب اللسان ہو جاوین ایسے لوگ ہالکین مین داخل ہین۔ اور بعض ایسے ہین کہ اس مطلب کو مباحات سے طالب ہوتے ہین عبادات کے کرنے سے خواہ ممنوعات کے ارتکاب سے اُسکے خواہان نہین تو ایسے لوگ گرتے ہوے کنارہ پر ہین اسلیے کہ جن باتون سے یا اعمال سے لوگون کا دل اپنی طرف راغب ہوتا ہی اُنکی کچھ حد مقرر نہین اسی لیے اُنکا ضبط کرنا بھی نہین ہو سکتا تو کیا عجب ہی کہ آدمی مدح و ثنا کے حصول کے لیے ایسی بات یا عمل کرے جو حلال نہو اور اُسکو اطلاع نہو ایسے لوگ پہلے لوگون کے قریب قریب ہین یعنے یہ لوگ بھی گویا تباہ کار ہی ہین۔ اور کچھ لوگ ایسے ہین کہ وہ مدح و ثنا کے خواہان تو نہین ثنا کے لیے ساعی لیکن جب اُنکی تعریف ہو تو اُنکے دل پر سرور آجاتا ہی پس اگر ایسے لوگ اس سرور کے آنے کو مجاہدہ سے نہ ہٹالین اور بزور اس تعریف کو بُرا نہ سمجھین تو کچھ دور نہین کہ فرط سرور اُنکو اُس درجہ پر پہونچا دے جو اس سے پہلے تھا اور اگر نفس سے مجاہدہ کر کے اپنے دل مین بزور و تکلف آفات مدح کو سوچ کر اُسکی کراہت اور بُرائی ڈالے تو ایسے لوگ مجاہدہ کے خطرہ مین رہتے ہین کبھی خود ہار جاتے

[1] کہو ہم بتادین تمکو کن کے ہیں بہت اکارت جنکی دوڑ دھوپ بھٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجھتے ہین کہ خوب بناتے ہین کام ۱۲ ح
[2] تواضع کی جڑ یہ ہی کہ تو بُرا جانے کہ تیرا ذکر کوئی نیکی اور تقویٰ کے ساتھ کرے ۱۲ اسکی سند مجھے نہین ملی ۱۲ ح
[3] یہ روایت اسطرح پر نہین ملی ابو منصور دیلمی نے ویل لمن لبس الصوف مخالف فعلہ قولہ بروایت انس نقل کیا ہی اور اسکے بیٹے نے اسکو نہین نقل کیا ۱۲

ہین کبھی جیتتے ہین - اور بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اپنی تعریف سنتے ہین ناخوش ہوتے ہین نہ رنجیدہ لیکن تعریف اُن مین کچھ تاثیر کرتی ہی ایسے لوگ باوجودیکہ پوری اخلاص نہین رکھتے تاہم اچھے ہین - اور بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اپنی تعریف سنتے ہین تو برا جانتے ہین مگر یہ نوبت نہین ہوتی کہ مادح پر غصہ ہون یا منع کرین - اور سب مین اعلےٰ درجہ یہ ہی کہ تعریف کو برا جانکر غصہ ہو اور اظہار غضب بھی واقع کرے نہ یہ کہ ظاہر مین تو غصہ ہو اور دل مین اُسکو اچھا جانتا ہو یہ صورت عین نفاق کی ہی اسلیے کہ یہ یون چاہتا ہی کہ مین اخلاص اور صدق ظاہر کرون حالانکہ یہ دونون باتین اُسمین نہین - علیٰ ہذا القیاس مدح کے برعکس ذم کے باب مین بھی درجات مختلف ہین ادنی درجہ یہ ہی کہ مذمت سننے پر اظہار غصہ ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہی کہ مذمت پر خوشی ظاہر کرے اور فرحت اور اظہار انبساط اسی شخص سے ہوسکیگا جو اپنے نفس کی طرف سے دل مین غصہ اور کینہ رکھتا ہوگا کہ یہ بڑا سرکش اور بہت عیب دار اور نہایت خلاف وعدہ ہی بہت سے مکر و فریب و خبث رکھتا ہی اور اسیوجہ سے اُس سے ایسا بغض کرے جیسا دشمن سے ہوتا ہی اور چونکہ آدمی اپنے دشمن کی مذمت سننے سے خوش ہوا کرتا ہی اور اس شخص کا دشمن اسی کا نفس ہی تو جب اُسکی مذمت سنتا ہی تو خوش ہوتا ہی اور مذمت والے کا مشکور ہوتا ہی اور اُس کو بڑا ذکی اور ہوشیار سمجھتا ہی کہ اُسنے خوب میرے نفس سرکش دشمن کے عیب پہچانے اور یہ مذمت ایسے شخص کے حق مین ایک تشفی سی ہوتی ہی اور اُسکے نزدیک غنیمت معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ مذمت کے باعث لوگون کی نظرون سے ساقط ہوکر جاہ کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہی علاوہ اسکے سب طرح کے حسنات مین تو آدمی قائم رہ نہین سکتا تو کیا بعید ہی کہ یہ مذمت اُسکے ایسے عیبون کو جبر کردے کہ جنکا دور ہونا اس سے دشوار ہی اور اگر کوئی مرید تمام عمر اپنے نفس پر اسی ایک خصلت کا مجاہدہ کرے کہ اُس کے نزدیک مادح اور مذمت والا برابر ہوجاوے تو اُسکو ایک ایسا شغل ہوجاویگا کہ اسکو اور کام کی فرصت نہو اور مریدین اور سعادت مین بہت سی گھاٹیان ہین جنمین سے ایک یہ مساوات کا حاصل کرنا ہی اور ہر ایک گھاٹی کا قطع کرنا بدون مجاہدہ شدید کے تمام عمر طول مین نہین ہوسکتا

دوسری فصل ریا کے باب مین یعنی عبادات کی جہت سے جاہ و منزلت کے طلب کرنے مین اور اسمین گیارہ بیان ہین

بیان اول ریا کی مذمت مین - واضح ہو کہ ریا حرام ہی اور ریاکار خدا کے نزدیک مغضوب ہی اور یہ بات آیات و اخبار و آثار سے ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہی فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون الذین ہم یراون اور فرمایا والذین یمکرون السیات لہم عذاب شدید ومکر اولئک ہو یبور حضرت مجاہد رضہ اسکی تفسیر مین فرماتے ہین کہ وے لوگ ریاکار ہین جو اس آیت مین مذکور ہوے اور فرمایا انما نطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزاء ولاشکورا اسمین اخلاص والون کی مدح مذکور فرمائی کہ سواے وجہ اللہ کے اور کوئی ارادہ نہین کرتے اور ریا اسکی ضد ہی اور فرمایا فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا یہ آیت ایسے لوگون کی شان مین اُتری ہی جو اپنے عبادات و اعمال پر مزدوری اور ثنا کے خواہان ہوتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ نجات کس چیز مین ہی آپ نے ارشاد فرمایا اَن لایعمل العبد بطاعۃ اللہ یرید بہا الناس اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے تین شخصون کی یعنے شہید اور صدقہ دینے والے اور قاری کے احوال کی حدیث جو باب اخلاص مین مفصل مذکور ہی مروی ہی کہ خداوند کریم اُن مین سے ہر ایک کو ارشاد فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی تو اللہ تعالے کے واسطے نہین لڑا بلکہ اسلیے کہ لوگ کہین تو بڑا بہادر ہی اور تونے خدا کے واسطے خیرات نہین دی بلکہ سخی کہلانے کے واسطے اور تونے خدا کے واسطے کلام اللہ نہین پڑھا بلکہ قاری مشہور ہونے کے لیے - اِس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُنکو ثواب نہ ملا اور اُنکے ریا نے سب اعمال بیکار

کردیے۔ اور حضرت ابن عمر رضہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ من رائی رائی اللہ بہ ومن سمع سمع اللہ بہ اور ایک حدیث طویل مین یون مذکور ہے کہ خداوند کریم فرشتون کو یون ارشاد فرماویگا کہ اس شخص نے اپنے عمل سے مجھکو ارادہ نہین کیا اسکو دوزخ مین ڈالدو اور ایک حدیث مین یون ارشاد ہے کہ ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر لوگون نے عرض کیا کہ شرک اصغر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ الریاء یعنی ریا ہے پھر فرمایا یقول اللہ عزوجل یوم القیمۃ اذا جازی العباد باعمالہم اذہبوا الی الذین کنتم تراؤن فی الدنیا ہل تجدون عندہم الجزاء اور ایک حدیث مین فرمایا کہ استعیذ باللہ عزوجل من جب الحزن لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وادی فی جہنم اعد للقراء المرائین اور ایک حدیث قدسی یون وارد ہے من عمل لی عملا اشرک فیہ غیری فہولہ کلہ وانا منہ بری وانا اغنی الاغنیاء عن الشرک اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ جب کوئی تم مین سے روزہ رکھے تو سر اور داڑھی مین تیل ڈال لے اور ہونٹھون پر بھی ہاتھ پھیر دے تاکہ لوگ نہ جانین کہ یہ روزہ دار ہے اور جب کوئی داہنے ہاتھ سے کچھ دیوے تو بائین کو خبر نہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے کا پردہ چھوڑ دے کیونکہ خدائے تعالیٰ ثنا بھی اسی طرح تقسیم کرتا ہے جسطرح روزی بانٹتا ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین لا یقبل اللہ عزوجل عملا فیہ مثقال ذرۃ من ریاء اور حضرت عمر رضہ نے ایکبار حضرت معاذ رضہ کو روتے دیکھا اور سبب گریہ پوچھا اُنھون نے کہا کہ مجھکو ایک حدیث رُلاتی ہے جسکو مین نے اس خبر والے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ان ادنی الریاء شرک اور ایک حدیث مین یہ ارشاد ہے اخوف ما اخاف علیکم الریاء والشہوۃ الخفیۃ اور شہوت خفیہ کا مآل ریاء خفی اور ریاء دقیق پر پہونچتا ہے اور ایک حدیث مین یہ فرمایا کہ جس روز خدائے تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا عرش کے سایہ مین ایک ایسا شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے دیا اور بائین کو خبر نہوئی یعنی خیرات خفیہ کی اسی جہت سے وارد ہے کہ عمل خفیہ ظاہر کے عمل سے ستر گنی فضیلت رکھتا ہے اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے روز ریاکار تین نامون سے پکارا جاویگا اے فاجر اے غادر اے مرائی تیرے عمل ضائع ہوے اور ثواب جاتا رہا جسکے لیے تو عمل کیا کرتا تھا اُس سے اپنی اجرت لے اور حضرت شداد بن اوس رضہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روتے ہین مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کس سبب سے روتے ہین آپ نے فرمایا امر تخوفت علی امتی الشرک اما انہم لا یعبدون صنما ولا شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولکنہم یراؤن باعمالہم اور ایک حدیث مین یون وارد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو اپنے اوپر کی اشیا کے ساتھ کانپنے لگی اللہ تعالیٰ نے پہاڑون کو پیدا کرکے زمین کے لیے میخین بنادین فرشتون نے آپس مین کہا کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی چیز پہاڑ سے زیادہ سخت نہین بنائی اللہ تعالیٰ نے لوہا پیدا کیا اُسنے پہاڑون کو کاٹ ڈالا پھر آگ پیدا کی اُسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو حکم ہوا اُسنے آگ بجھا دی پھر ہوا کو حکم ہوا اُسنے پانی کو تہ وبالا کردیا فرشتون نے یہ سب دیکھکر باہم اختلاف کیا کہ سب مین زیادہ سخت کون چیز ہے پھر کہا کہ اسکو اللہ جل شانہ سے پوچھنا چاہیے عرض کیا کہ آلٰہی تونے اپنی مخلوق مین سے سب مین زیادہ سخت کونسی چیز بنائی ہے ارشاد ہوا کہ میرے نزدیک سب مین زیادہ سخت آدم زاد کا دل ہے کہ خیرات دہنے ہاتھ سے کرتا ہے اور بائین سے چھپاتا ہے اس سے زیادہ سخت کوئی مخلوق مین نے نہین پیدا کی۔ اور حضرت عبداللہ بن المبارک رح ایک شخص سے راوی ہین کہ اُس شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضہ کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھ سے کوئی حدیث بیان فرمایئے جسکو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو حضرت معاذ

م نہ آفتاب کو نہ چاند اور پتھر کو پوجینگے بلکہ اپنے اعمال سے ریا کرینگے ابن ماجہ و حاکم نحوہ ۱۲ ح ۱۵ ترمذی بروایت انس باختلاف اور کہا ہے کہ غریب ہے ۱۲ ح ۱۶ ابن مبارک در زہد کذا اگرچہ ابن جوزی نے اسکو موضوعات مین نقل کیا ہے ۱۲

اتنا روئے کہ سائل کو گمان ہوا کہ آپ چپ نہونگے پھر جب چپ ہوئے اور کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپنے مجھکو پکارا اے معاذ مین نے عرض کیا لبیک بابی انت وامی یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ مین تجھسے ایک حدیث کہتا ہون اگر تو یاد رکھیگا تو تجھکو نافع ہوگی اور اگر یاد نہ رکھیگا اور ضائع کردیگا تو تیری حجت قیامت مین خدائے تعالےٰ کے سامنے کچھ نہ چلیگی اے معاذ اللہ تعالےٰ نے قبل پیدایش زمین و آسمانون کے سات فرشتون کو پیدا کیا پھر آسمانون کو پیدا کرکے ہر آسمان پر ایک فرشتہ دربان معین کردیا اور ہر آسمان کو بڑی عظمت عنایت فرمائی جب بندے کے صبح سے شام تک کے عمل فرشتے محافظ لیکر اُوپر چڑھتے ہین اور عمل مین آفتاب کا سا نور ہوتا ہی فرشتے اپنے نزدیک اُسکو اچھا اور بہت سمجھتے ہین مگر جب آسمان دنیا پر پہونچتے ہین تو دربان اُس آسمان کا محافظون سے کہتا ہی کہ اس عمل کو عمل والے کے منھ پر مارو مین غیبت کا فرشتہ ہون میرے رب نے مجھکو حکم کیا ہی کہ جس شخص نے لوگون کی غیبت کی ہو اُسکو اپنے آگے نہ بڑھنے دو پھر محافظین کوئی اور عمل صالح بندے کا لیکر جسمین غیبت نہو دربان اول سے گذر جاتے ہین اور اس عمل کو پاک اور زیادہ جانتے ہین یہانتک کہ دوسرے آسمان پر پہونچتے ہین وہان کا دربان کہتا ہی کہ کھڑے رہو اور اس عمل کو اُسکے مرتکب کے مُنھ پر مارو اُسنے اس عمل سے متاع دنیا مراد لی تھی میرے پروردگار کا حکم ہی کہ ایسے عمل کو آگے نہ جانے دون وہ شخص مجلسون مین بیٹھ کر فخر کیا کرتا تھا پھر محافظین بندے کا اور عمل صدقہ اور نماز روزہ جسمین ایسا نور ہو کہ محافظین بھی حیران رہین لیکر چڑھتے ہین اور دونون آسمانون سے گذر جاتے ہین جب تیسرے پر پہونچتے ہین تو جو فرشتہ اُسپر موکل ہی وہ کہتا ہی کہ ٹھہرو اور اس عمل کو اس بندے کے مُنھ پر مارو مین کبر کا فرشتہ ہون میرے مالک کا حکم ہی کہ جس عمل مین کبر ہو اُسکو آگے نہ جانے دون وہ شخص مجلسون مین تکبر کیا کرتا تھا پھر محافظین بندے کا کوئی اور عمل مثل حج وعمرہ و نماز روزہ کے لیکر اوپر جاتے ہین اور یہ عمل ستارے کے موافق چمکتا ہوتا ہی اور آواز کرتا ہی اُسکو لیکر جب چوتھے آسمان پر پہونچتے ہین اُسکا دربان کہتا ہی کہ اس عمل کو اُسی کی پیٹھ اور پیٹ پر مارو مین فرشتہ عُجب ہون میرے مالک کی اجازت ہی کہ عُجب کے عمل کو آگے نہ بڑھنے دو یہ شخص جب عمل کرتا تھا تو اپنے عمل مین عجب کو دخل دیتا تھا پھر محافظین اور عمل بندے کا لیکر پانچوین آسمان تک چلے جاتے ہین اور یہ عمل دولھن کی طرح آراستہ ہوتا ہی پانچوین آسمان کا موکل کہتا ہی کہ توقف کرو اور اس عمل کو عمل والے کے مُنھ پر مارو اور اُسی کی گردن پر ڈالدو مین فرشتہ حسد کا ہون وہ لوگون سے حسد کیا کرتا تھا جو کوئی کچھ سیکھتا اور اُسی کے موافق کام کرتا یا کوئی شخص نفل عبادت ادا کرتا یہ سب کی حسد کرتا اور اُنکو بُرا کہتا مجھے حکم الٰہی ہی کہ اسکے عمل کو آگے نہ جانے دون پھر محافظین بندے کے اور نماز زکوۃ روزہ حج لیکر اوپر جاتے ہین جب چھٹے آسمان پر پہونچتے ہین وہان کا موکل کہتا ہی کہ ٹھہرو اور اُسکو عامل کے مُنھ پر مارو وہ کبھی کسی انسان پر رحم نہین کرتا کیسی ہی کسی پر بلا یا ضرر آوے بلکہ ہنسا کرتا ہی مین فرشتہ رحمت ہون مجھے امر خداوندی ہی کہ ایسے کے عمل کو نہ بڑھنے دون پھر محافظین بندہ کا اور عمل لیکر چڑھتے ہین اور اُس عمل روزہ نماز اور ورع واجتہاد وغیرہ مین رعد کی سی گرج ہوتی ہی اور آفتاب کی چمک اور تین ہزار فرشتے اُسکے ساتھ ہوتے ہین اور چھون آسمانون سے گذر کر جب ساتوین پر پہونچتے ہین تو اُسکا دربان کہتا ہی کہ توقف کرو اور اس عمل کو اُسکے عامل کے مُنھ پر مارو اور اُسکے اعضا پر ٹپکو اور اُسکے دل پر ڈالدو جس عمل کو کہ خاص خدا کے واسطے نہین کیا اُسکو مین پروردگار کے سامنے نہ جانے دونگا اس عامل کو بھی اپنے عمل سے غیر اللہ مراد تھا اُسکی مراد یہ تھی کہ فقہا مین رفعت ہو جاوے علما مین میرا ذکر ہو شہرون مین مشہور ہو جاوین میرے خدا کا حکم ہی کہ اُسکے عمل کو اپنے پاس سے آگے نہ جانے دون اور جو عمل کہ خدا کے واسطے نہین وہ دیا ہی اور خدا اُسے تعالےٰ ریاکار کا عمل قبول نہین فرماتا- پھر محافظین بندے کا عمل نماز و زکوۃ و روزہ و حج وعمرہ اور خلق اور حسن سکوت اور ذکر الٰہی جنمین کوئی عیب عیوب مذکورہ بالا سے نہو لیکر اوپر جاتے ہین اور اُسکے ساتھ تمام آسمانون اور زمین کے فرشتے ہوتے ہین یہانتک کہ سب پردون کو قطع کرکے خداوند کریم کے سامنے جاکر کھڑے ہوتے ہین اور اُس شخص کے لیے عمل صالح کی گواہی دیتے ہین کہ خاص خدا کے

واسطے کیا ہی اللہ جلشانہٗ ارشاد فرماتا ہی کہ تم میرے بندے کے عمل پر نگران تھے اور مین اُسکے نفس کا نگران ہون اُسنے اس عمل سے مجھکو ارادہ نہین کیا میرے سوا کچھ اور مراد تھی اُسپر میری لعنت ہی فرشتے کہینگے کہ اُسپر تیری لعنت اور ہماری لعنت اور آسمان کہینگے کہ اُسپر خدا کی لعنت اور ہماری لعنت غرض اُس کو سب آسمان اور زمین اور جو چیزین اُن مین ہین لعنت کرینگی - حضرت معاذ رضہ فرماتے ہین کہ مین نے یہ حدیث سُنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ تو رسول خدا ہین اور مین معاذ ہون مین کیا کرون آپ نے فرمایا کہ میری پیروی کر اگرچہ تیری عمر تھوڑی سی ہو اے معاذ جو تیرے بھائی قرآن خوان ہین اُنکی غیبت مت کر اور اپنے گناہون کو خود اپنے اوپر رکھ اُنکے ذمہ مت لگا اور اُنکو بُرا کہکر اپنا تزکیہ مت کر اور نہ اپنے آپ کو اُنپر اونچا کر اور عمل آخرت مین دنیا کے کام کو داخل مت کر اور لوگون مین تکبر مت کر ورنہ لوگ تیری بدخلقی سے ڈرینگے اور جب کوئی دوسرا تیرے پاس بیٹھا ہو کسی سے سرگوشی مت کر اور لوگون کو اپنی عظمت مت جتا نہین تو تجھسے دنیا کی برکت جاتی رہیگی اور لوگون کی ہتک مت کر ورنہ قیامت مین تجکو دوزخ کے کتے چیر ڈالینگے اللہ تعالے فرماتا ہی والناشطات نشطًا اے معاذ تجکو معلوم ہی کہ وے کیا ہین حضرت معاذ رضہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرماوین کہ وے کیا ہین آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ کے کتے ہین کہ گوشت اور ہڈی کو دانتون سے نوچینگے مین نے عرض کیا کہ آپ پر میری مان اور باپ فدا ہون یہ خصایل جو ارشاد ہوے اُنکی بجا آوری کی کس کو طاقت ہی اور اُن دوزخ کے کتون سے کون بچیگا آپ نے فرمایا کہ اے معاذ جسپر خدا آسان کرے اُسکو یہ باتین کچھ مشکل نہین - راوی کہتے ہین کہ مین نے حضرت معاذ رضہ سے زیادہ کسی کو کلام اللہ کی تلاوت کرتے نہین دیکھا وہ اس حدیث کے ڈر سے اکثر تلاوت مین مصروف رہتے تھے - اور روایت ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے دیکھا آپ نے فرمایا کہ او گردن والے اپنی گردن اُٹھا کہ خشوع گردنون مین نہین ہی بلکہ دلون مین ہی - اور حضرت ابو امامہ باہلی رضہ نے ایک شخص کو مسجد مین سجدے کے درمیان روتے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ تو یہ بات اگر اپنے گھر کرتا تو بہت اچھا ہوتا - اور حضرت علی رضہ نے فرمایا ہی کہ ریاکار کی تین علامتین ہین جب اکیلا ہو تو سُست ہو اور جب مجمع مین ہو تو خوش ہو اور جب اُسکی کوئی تعریف کرے تو عمل زیادہ کرے اور اگر کوئی مذمت کرے تو کم اور ایک شخص نے عبادہ بن الصامت رضہ سے پوچھا اگر مین تلوار سے خدا کی راہ مین لڑون اور نیت رضاے الٰہی اور لوگون کی تعریف کی ہو تو کچھ ثواب ہوگا آپ نے فرمایا کہ تجھے کچھ نہ ملیگا اُس شخص نے تین بار پوچھا آپ نے یہی جواب دیا اور آخر کو فرمایا کہ خداے تعالے فرماتا ہی کہ مین شرک سے سب غنیون کا غنی ہون - اور ایک شخص نے حضرت سعید بن المسیب رضہ سے پوچھا کہ ہم مین سے بعض آدمی نیکی کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ لوگ بھی تعریف کرین اور ثواب بھی پاوین آپنے فرمایا کہ تمھین یہ منظور ہی کہ خدا اُنکا غضب تمپر ہو اُسنے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو جب عمل اللہ کے واسطے کر اُسکو اخلاص کے ساتھ کر - اور ضحاک رح فرماتے ہین کہ یہ نہ کہنا چاہیے کہ یہ عمل رضاے الٰہی اور تمھاری رضا کے واسطے ہی یا رضاے الٰہی اور رضاے اہل قرابت کے لیے ہی کیونکہ اللہ تعالے کا کوئی شریک نہین - اور حضرت عمر رضہ نے ایک شخص کے درّہ مارا تھا پھر اُس سے فرمایا کہ تو مجھسے عوض لے لے اُسنے عرض کیا کہ مین نے خدا کے واسطے اور آپ کی خاطر معاف کیا آپ نے فرمایا کہ یہ تو کچھ بھی نہوا یا تو میری ہی خاطر معاف کر کہ مجھپر احسان ہو یا خدا ہی کے واسطے چھوڑ دے اُسنے عرض کیا کہ مین نے صرف خدا کے واسطے چھوڑا آپنے فرمایا کہ اب خوب ہوا - اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ مین ایسے لوگون کے ساتھ رہا ہون کہ اُنکے دل مین حکمت کی ایسی باتین گذرتی تھین کہ اگر اُنکو زبان پر لاتے تو اُنکو اور اُنکے ساتھیون کو مفید ہوتین مگر شہرت کے ڈر کے مارے نہین کہتے تھے اور جب راہ مین کوئی ایذا دہندہ چیز دیکھتے تو اُسکو مشہور ہو جانے کے خوف سے علیحدہ نہ کرتے - اور سنتے ہین کہ ریاکار قیامت مین چار نامون سے پکارا جائیگا اے ریاکار - اور زیان کار - اور مکّار - اور بدکار جا جسکے لیے عمل کیا ہی اُسی سے اپنی اجرت لے ہمارے

لغات اور [illegible] ۱۲

پاس تیرے واسطے کچھ اجر نہین۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رح فرماتے کہ پہلے ریا ایسے عملون سے کرتے تھے کہ جنکو بجا لاتے تھے اور آج ریا ایسے اعمال سے کرتے ہین کہ جنکے مرتکب نہین ہوتے۔ اور حضرت عکرمہ رضہ فرماتے ہین کہ خداے تعالے بندے کو نیت پر اتنا دیگا کہ اتنا عمل پر نہ دیگا اسلیے کہ نیت مین ریا نہین ہوتا۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ ریاکار یہ چاہتا ہی کہ خداے تعالے کی تقدیر پر غالب ہوجاوے وہ خراب آدمی ہی یون چاہتا ہی کہ آدمی اُسکو نیک بخت کہین اور وہ کسطرح کہہ سکتے ہین وہ تو خدا کے نزدیک نہ کہیے لوگون مین داخل ہی ایسا نادارون کے دیون کو لازم ہی کہ اُسکو پہچان رکھین۔ اور حضرت قتادہ رضہ فرماتے ہین کہ جب بندہ ریا کرتا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی کہ میرے بندے کو دیکھو مجھسے ٹھٹول کرتا ہی۔ اور حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ قاری تین قسم ہین ایک خدا کے قاری ایک دنیا کے قاری ایک بادشاہون کے قاری محمد بن واسع خدا کے قاریون مین سے ہین اور حضرت فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ جو کوئی ریاکار کو دیکھا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔ اور محمد بن المبارک صوری رح کا قول ہی کہ اہل خیر کی وضع رات کو اختیار کرنی چاہیے دن کو اہل خیر کی صورت اظہار کرنے سے وہ اشرف ہی اسلیے کہ دن کا معاملہ مخلوق کے لیے اور رات کا خالق کے لیے۔ اور ابو سلیمان رح کا قول ہی کہ بہ نسبت عمل کے عمل کا بچانا بہت سخت ہی اور ابن مبارک رح نے فرمایا کہ ایک آدمی طواف تو کعبہ کا کرتا ہی مگر ہی خراسان مین لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہی آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اس بات کو محبوب جانے کہ مجکو لوگ یون کہین کہ یہ مکہ کا مجاور ہی حاصل یہ ہوا کہ طواف حصول شہرت کے لیے ضائع ہی اُسپر کچھ ثواب و اجر مترتب نہین۔ اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ جس نے مشہور ہونا چاہا اُس نے خداے تعالے کی تصدیق نہین کی

دوسرا بیان ریا کی حقیقت اور جس چیز مین کہ ریا ہوتا ہی۔ واضح ہو کہ ریا مشتق رویت سے ہی جسکے معنی دیکھنے کے ہین اسی طرح سمعہ جو بمعنے شہرت مستعمل ہی مشتق سماع بمعنے سننے کے ہی اور ریا کے اصلی معنی یہ ہین کہ لوگون کو اچھی خصلتین دکھلا کر اُنکے دلون مین منزلت حاصل کرنی لیکن چونکہ جاہ و منزلت کا دلون مین حاصل ہونا سواے عبادات کے اور اعمال سے بھی ہوسکتا ہی اور عبادات سے بھی تو بحکم عادات ریا خاص اُسی صورت کا نام ہوگیا ہی جسمین طلب منزلت دلون مین عبادات کی جہت سے مقصود ہو پس اُس سے تعریف ریا کی یہ ہوئی کہ خدا کی طاعت سے مخلوق کا ارادہ کرنا تو یہان چار چیزین ہین ایک ریا کرنے والا وہ تو عابد ہی ایک جسکے لیے ریا کرتا ہی وہ آدمی ہین کہ اُنکو دکھلانا منظور ہی اور اُنکے دلون مین منزلت مطلوب اور ایک جس چیز کو دکھلانا منظور ہی وہ خصلتین ہین جو ریاکار ظاہر کرنا چاہتا ہی اور ایک خود ریا ہی یعنے اُن خصائل کے اظہار کا قصد اور جن چیزون مین کہ ریا کو دخل ہی وہ پانچ قسم ہین یعنی آدمی لوگون مین نمود پانچ چیزون مین کرسکتا ہی بدن اور ہیئت اور قول اور عمل اور ساتھ کے لوگ اور اشیاء خارجی۔ دنیادار بھی انھین پانچ قسمون سے نمود کرتے ہین مگر جاہ کا طلب کرنا اور ریا کا خواہان ہونا ایسے اعمال سے جو داخل طاعت نہین بہ نسبت طاعت کی ریا کے خفیف ہی **قسم اول** بدن کی نمود۔ دین کے باب مین تو اسطرح ہی کہ بدن پر لاغری او زردی ظاہر کرے تاکہ لوگون کو یہ خیال ہو کہ یہ دین مین بہت محنت کرتا ہی اور دین کا خوف غالب ہی اور آخرت کا ڈر بہت ہی یا یہ کہ دُبلا ہونے سے معلوم ہو کہ غذا بہت کم کھاتا ہی اور زردی رنگ سے وہم ہو کہ شب بیدار ہی اسیطرح بالون کا بکھرا رہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ دین کا فکر بہت ہی اُس سے فراغت کنگھی کی نہین ملتی پس یہ اسباب جب لوگون مین ظاہر ہوجاتے ہین تو لوگ اُنسے وہی باتین مذکورہ سمجھتے ہین اور نفس کو اُنکے معلوم ہونے کی کمال خوشی ہوتی ہی اسی لیے اس خوشی کی چاؤ مین اُن باتون کا اظہار چاہتا ہی اور اسی کے قریب ہی آواز کی پستی اور آنکھون کا اندر گڑجانا اور لبون کا پژمردہ رہنا کہ اُنسے یہ پایا جاتا ہی کہ یہ شخص ہمیشہ روزہ دار ہی اور شرع کی تعظیم کی جہت سے آواز پست ہوگئی یا بھوک کی کمی سے طاقت کم ہوگئی ہی اسی بنا پر حضرت عیسے علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہی کہ جب کوئی تم مین سے روزہ رکھے تو چاہیے کہ سر مین تیل ڈالے اور کنگھی کرے اور سرمہ لگاوے اور اسیطرح حضرت ابوہریرہ رضہ اور حضرت ابن مسعود رضہ سے بھی مروی ہی

اور یہ سب معاملہ اسی لیے ہی کہ کہین شیطان ریا کی طرف مائل نہ کردے یہ طور بدن کی نمود کا اہل دین کرتے ہین مگر دنیادار اسکے برعکس فربہی
اور صفائی رنگ اور راستی قد اور خوبصورتی اور بدن کی پاکیزگی اور اعضا کی قوت اور اُنکا مناسب ہونا ظاہر کرتے ہین دوسری قسم
ہیئت اور لباس سے نمود کرنی مثلاً سر کے بالون کو پراگندہ رکھنا اور موچھون کو منڈانا اور راہ مین گردن ڈالکر چلنا اور آہستہ آہستہ
حرکت کرنا اور سجدہ کا نشان پیشانی پر باقی رکھنا اور موٹے کپڑے پہننا اور کمل کی عبا پہننا اور اُسکے دامن پنڈلیون کے قریب تک
اونچے رکھنا اور آستین چھوٹی کرنی اور کپڑے نہ دھلانے اور اُنکو پھٹا ہوا رکھنا یہ سب باتین اِس نمود کے لیے ہین کہ یہ معلوم ہو کہ یہ شخص
تابع سنت اور پیرو اللہ کے نیک بندون کا ہی اور اسمین داخل ہی پیوند لگا ہوا کپڑا پہننا اور سجادہ پر نماز پڑھنی اور صوفیون کی طرح
نیلے کپڑے پہننے حالانکہ باطن مین حقیقت تصوف خاک بھی نہین اور عمامہ کے اوپر چادر پہننی اور اسکو آنکھون پر لٹکا لینا بھی داخل نمود ہی
کہ اس تمیز کے باعث سب کی آنکھ اُسپر پڑیگی اور جانا جائیگا کہ بڑے محتاط ہین کہ راہ کے غبار سے بھی اپنی آنکھین بچاتے ہین اور اسی
مین یہ بھی شامل ہی کہ بے علم آدمی عالمون کا خاص لباس پہنے تاکہ لوگ اُسکو عالم سمجھین - اور جو لوگ لباس سے نمود کرتے ہین اُنکے
کئی طبقات ہین بعض ایسے لوگ ہین کہ اہل صلاح کے نزدیک زہد کے اظہار سے منزلت کے خواہان ہوتے ہین اسی لیے کپڑے پھٹے پرانے
میلے موٹے چھوٹے پہنتے ہین تاکہ یہ معلوم ہو کہ اُنکو دنیا کی کچھ پروا نہین ایسے لوگون کو اگر کوئی تبکلف متوسط درجہ کے کپڑے
پہنا دے جیسے سلف کے اکابر پہنتے تھے تو اُنکے نزدیک ایسا ہو کہ گویا ذبح کر ڈالا اور یہ صرف اس خوف سے ہوتا ہی کہ لوگ یون
کہینگے کہ پہلے تو زاہد ہوئے تھے اب اُس طریق سے پھر گئے اور دنیا کے راغب ہوے - اور بعض لوگ ایسے ہین کہ وہ اہل صلاح اور
دنیادارون یعنے پادشاہون اور امرا رؤسا اور بڑے تجارون دونون فریق مین مقبول ہوا چاہتے ہین پس اگر نہایت عمدہ لباس پہنین
تو درویش اُنکو برا سمجھین اور اگر حقیر لباس پہنین تو بادشاہون اور اہل دنیا کی نظرون مین نہ جچین اور اُنکو منظور یہ ہی کہ دونون
فریق کے نزدیک مقبول ہون اسلیے نہایت باریک عبا اور چادرین اور رنگین پیوندکار وغیرہ تلاش کرکے پہنتے ہین اور غالب ہی کہ
اُنکا لباس اور تونگرون کا قیمت مین مساوی ہوتا ہوگا گو رنگ اور ہیئت صلحا کے کپڑون کی سی ہوتی ہی اور اگر کوئی اُنکو موٹا یا میلا کپڑا
بزور پہنا دے تو مثل ذبح ہو جانے اسلیے کہ بادشاہون کی نظرون سے اُتر جاوینگے ایسا ہی اگر ریشمین یا حریری اطلس گلبدن وغیرہ
پہنا دے گو یہ کپڑا ابتدا اُنکی پوشاک کے کم قیمت کا ہو مگر اُسکا پہننا نہایت گران گذرے اسلیے کہ درویش اُنکو یہ جانینگے کہ انھون نے
دنیادارون کا لباس پہن لیا حاصل یہ کہ جو فرقہ اپنی منزلت کسی خاص لباس مین جانتا ہی وہ اُس سے کم پہنتا ہی نہ زیادہ اگرچہ کمی
بیشی مباح ہو مگر وہ مذمت کے خوف کے مارے نہ اس سے اعلیٰ پہنین نہ ادنیٰ اُنکی نمود انہین نفیس کپڑون اور بڑھیا سواریون اور
گھوڑون اور رنگین کپڑون اور نفیس چادرون اور اقسام لباس و مسکن و اثاث البیت مین بہتایت اور تجمل ظاہر کرنے مین ہی
اور یہ بات سب آدمیون مین پائی جاتی ہی کہ اپنے گھر مین موٹے کپڑے پہنتے ہین اور اگر اُسی طرح باہر مجمع مین چلے آوین تو بہت برا
جانین جبتک اچھی طرح نہین کر لیتے تب تک نہین نکلتے **تیسری قسم** قول مین نمود کرنی کی ہی - اسمین اہل دین کی نمود اسطرح
ہی کہ ریا کے لیے وعظ و نصیحت کرنا اور حکمت و دانائی کی بات کہنی اور اخبار و آثار کا اسلیے یاد کرنا کہ روزمرہ کے محاورے مین کام آوے
اور لوگون کی کثرت علم اور زیادتی توجہ احوال سلف پر معلوم ہو اور لوگون کے سامنے ذکر کے لیے ہونٹھ ہلاتے رہنا اور سب کے سامنے
اچھی بات کو امر کرنا اور بری بات سے روکنا اور بری باتون پر غصہ کا ظاہر کرنا اور اگر لوگ معصیت کے مرتکب ہون تو اُنپر افسوس ظاہر
کرنا اور کلام کرنے مین آواز کو ضعیف کرنا اور تلاوت قرآن مجید مین پتلی آواز کرنی تاکہ معلوم ہو کہ اُسکو خوف اور غم بہت ہی اور حدیث
کے یاد کا مدعی ہونا اور بہت سے محدثون سے ملاقات ظاہر کرنی اور اگر کوئی حدیث بیان کرے تو اُسمین جلدی سے خلل اور عیب بتلانا تاکہ

خواہ یہ کہہ دینا کہ یہ حدیث صحیح ہی یا غیر صحیح تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ یہ حدیث دان ہین اور اِس باب مین فاضل ہین اور کسی کے الزام دینے کو مجادلہ اور تقریر ناحق کر بیٹھنا کہ لوگ جانین علم دین مین بڑی دستگاہ ہی اسی طرح اہل دین کے قول سے ریا کرنے کے بہت سے اقسام ہین کہ انکا شمار نہین ہو سکتا مگر دنیا کے لوگ قول سے نمود اسطرح کرتے ہین کہ اشعار اور امثال یاد کر لیتے ہین اور فصیح عبارتین اور شاذ و نادر جملے آپس مین بحث کے واسطے اور اہل علم کے سامنے ایک عجیب فقرہ پیش کرنے کے لیے حفظ کرتے ہین اور لوگون کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنے کے واسطے ہر شخص سے دوستی ظاہر کرتے ہین چوتھی قسم عمل کی نمود ہی مثلاً نماز مین ریا کے لیے دیر تک قیام کرنا اور سجدہ اور رکوع طویل کرنا اور گردن جھکائی اور التفات کا ترک کرنا اور سکون اور وقار کا ظاہر کرنا اور قدمون اور ہاتھون کو برابر رکھنا وغیرہ اسی طرح روزہ اور جہاد اور حج اور صدقہ اور کھانا کھلانے مین ریا ہوتا ہی اور چلنے مین ملاقات کے وقت فروتنی کرنی مثلاً آنکھین نیچی کرنی اور سر جھکانا اور کلام وقار کے ساتھ کرنا۔ یہانتک کہ ریاکار کبھی اپنے کام کے لیے تیز چلتا ہی مگر جب کوئی دیندار اُسکے سامنے آجاتا ہی تو آہستہ چلنے لگتا ہی اور سر ڈال لیتا ہی کہ ایسا نہو کہ دیکھنے والا مجھکو جلد باز اور کم وقر جانے پھر جب وہ شخص غائب ہو جاتا ہی تو بدستور جلدی چلنے لگتا ہی پھر کوئی دیکھ لیتا ہے تو پھر خشوع کرتا ہے اور خدا کو یاد کر کے خشوع نہین کرتا صرف انسان کی اطلاع سے خشوع کرتا ہی کہ کہین ایسا نہو کہ وہ یہ جانے کہ یہ بندہ صالح نہین۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ علحدگی مین چال مخالف اُس چال کے ہو جو لوگون کے سامنے ہوتی ہی تو اُنکو شرم آتی ہی تو وہ تنہائی کی چال مین تکلف کرتے ہین اور بہت بنا کر چلتے ہین کہ اگر بالفرض تنہائی مین اُنکو کوئی دیکھ لے تو چال مین تبدیل نہ کرنی پڑے یکسان رفتار رہے ایسے لوگون کو یہ گمان ہی کہ شاید اس حرکت سے ریا سے بچ جاتے ہین حالانکہ یک نہ شد دو شد کا مضمون ہوتا ہی کہ پہلے ریا لوگون کے سامنے ہی تھا اب خلوت مین بھی ہوا اسلیے کہ تنہائی مین جو اچھی رفتار اختیار کی ہے سو اسی واسطے ہی کہ مجمع مین بھی ویسی ہی ہو کچھ خدا کے خوف اور حیا سے اختیار نہین کی اور دنیا والون کی نمود یون ہی کہ تبختر اور تکبر کے ساتھ چلنا اور ہاتھون کا ہلانا اور قدم قریب قریب رکھنا اور دامن کو تھامے رہنا اور دونون پہلو پر ہاتھ دھرنا وغیرہ امور جنسے جاہ و حشمت معلوم ہو پانچوین قسم یارون اور ملاقاتیون سے نمود کرنی مثلاً کوئی شخص اس بات کا بتکلف خواہان ہو کہ فلان عالم یا عابد میری ملاقات کو آئے تاکہ لوگ یہ جانین کہ یہ شخص بڑا دیندار ہی کہ ایسے عالم اور عابد اسکے پاس آمد و شد رکھتے ہین یا کسی بادشاہ خواہ حاکم کا آنا چاہے باین غرض کہ لوگ یہ سمجھین کہ اسکا رتبہ دین مین بڑا ہی کہ حاکم بھی برکت حاصل کرنے کو اُسکے پاس جاتے ہین۔ یا کوئی شخص بہت سے شیوخ و مرشدین کا ذکر کرے تاکہ معلوم ہو کہ اسکی ملاقات بہت سے اکابر سے ہی اور سب سے استفادہ کیا ہی اور ایسے شخص کا تفاخر اور ریا اُسکے کلام سے مترشح ہوتا ہی کہ کسی سے گفتگو کے وقت کہنے لگتا ہی کہ تمنے کسکو دیکھا ہی مین نے اتنے مرشدون کو دیکھا اور اتنے شہرون مین پھرا اور اتنے لوگون کی خدمت کی وغیرہ۔ پس جن چیزون سے لوگ ریا کرتے ہین وہ انھین پانچ قسمون مین سے ہوتی ہین اور ہر ایک کا مطلوب یہی ہوتا ہی کہ لوگون کے دلون مین جاہ و منزلت حاصل ہو۔ اور بعضے لوگ خلق کے حسن اعتقاد کو اپنے اوپر جان کر قانع ہو جاتے ہین مثلاً بہت سے راہب اپنے معبد مین مدتے برسون نہین نکلتے اور بہت سے عابد پہاڑون کی چوٹی پر مدتون عزلت نشین رہتے ہین اور اُنکی زندگی اُسی اعتبار سے ہی کہ ہمارا جاہ لوگون کے دلون مین قائم ہی اور اگر اُنکو یہ معلوم ہو جاوے کہ لوگون کے نزدیک میری کوئی خطا ثابت ہو گئی کہ اِس معبد یا گوشہ مین اُنکے عند یہ مین صاحب تقصیر ٹھہرا تو پھر بہت گھبراویگا اور اُسپر قانع نہوگا کہ خدا تو جانتا ہی کہ مین اس خطا سے بری ہون بلکہ اسکا شدت سے غم کرے گا اور لوگون کے دلون مین سے اُس شک کے رفع کرنے کے بیسیون حیلے تلاش کرے گا باوجودیکہ یہ شخص لوگون کے مال کا طامع نہین مگر جاہ کی محبت ایسی مزہ دار ہی کہ اسکا چسکا اُسکو موجود ہی اسلیے کہ جاہ ایک طرح کی قدرت و کمال ہی گو سریع الزوال ہو اکثر جاہل آدمی اُسکے دھوکے مین آجاتے ہین۔ اور بعض آدمی ریاکار ایسے ہوتے ہین کہ صرف دلون مین منزلت ہوتی ہی پر قانع نہین ہوتے بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی چاہتے ہین کہ لوگ ثنا و مدح کرین۔ اور بعضے اپنا شہرہ ملکون مین پھیلانا چاہتے ہین تاکہ اطراف و جوانب سے لوگ بہت سے

برجوع ہون اور بعضے بادشاہون اور حکام کے نزدیک شہرہ چاہتے تاکہ کسی کی سفارش اگر کرین تو قبول ہو جاوے اور لوگون کے کام اس ذریعہ سے اپنے اختیار مین آجاوین اور عوام مین بہت اقتدار اور جاہ حاصل ہو جاوے اور بعض اشخاص ریا سے طالب مال و زر ہوتے ہین گو مال وقف اور یتیمون کا مال خواہ اور کوئی حرام مال ہو یہ طبقات ریاکارون کے سب مین بُرے ہین یہانتک بیان حقیقت ریا اور اُن چیزون کا جنسے ریا ہوتا ہی تھا اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ بعض ریا حرام ہے اور بعض مکروہ اور بعض مباح اور اُسکی تفصیل یہ ہی کہ ریا یعنے طلب جاہ یا عبادات سے ہوتا ہی یا غیر عبادات سے ہی تو اُسکا حکم طلب مال کا سا ہی یعنی صرف طلب منزلت لوگون کے دلون مین ہونے کی جہت سے حرام نہین جیسے کہ طلب مال حرام نہین لیکن جیسے مال کے حاصل کرنے مین دغا اور فریب اور وجہین ناجائز ہو سکتی ہین اسی طرح جاہ مین بھی ہو سکتی ہین اور جسطرح تھوڑا مال یعنے بقدر احتیاج انسانی حاصل کرنا اچھا ہی اسیطرح تھوڑا سا جاہ یعنے جسکے باعث آفات سے محفوظ رہے اُسقدر یہ بھی بہتر ہی اور یہ وہی جاہ ہی جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے طلب کیا تھا اور فرمایا تھا انّی حفیظ علیم اور جسطرح کہ مال مین زہر اور تریاق دونون ہین اسیطرح جاہ مین بھی مضر اور نافع دونون ہین اور جسطرح کہ بہت سا مال لہو طغیان مین ڈالتا ہی اور خدا کی یاد اور آخرت سے غافل کرتا ہی اسیطرح بہت سے جاہ کا بھی حال ہی بلکہ اُسکا فتنہ اشد اور بُرا ہی مال کے فتنہ سے اور جسطرح کہ ہم نہین کہتے کہ بہت سے مال کا ملکیت مین آجانا حرام ہی اسیطرح ہمارا یہ قول بھی نہین کہ بہت سے دلون کا ملکیت مین آنا حرام ہی جبتک کہ کثرت مال و کثرت جاہ ہو جب کسی چیز ناجائز کا نہو ہان یہ کہتے ہین کہ اپنی ہمت کا مصروف کرنا مال و جاہ کی کثرت کی طرف یہ اصل تمام بُرائیون کی ہی اور مال و جاہ کا محبت رکھنے والا دل و زبان کے گناہون کے چھوڑنے پر قادر نہین اور بدون طلب اور حرص کے جاہ کا زیادہ ہو جانا اور اگر وہ جاتا رہے تو اُسکا غم نہونا ایسے جاہ کا کچھ مضائقہ نہین دیکھو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور علماء دین کے جاہ سے بڑھکر اور کیا ہوگا مگر ہماری غرض یہ ہی کہ اپنی طرف سے اس مین ہمت کو مصروف کرنا دین کا نقصان ہی گو حرام نہین اس بناپر ہم کہتے ہین کہ جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہی اور لوگون کے دکھلانے کے واسطے اچھے کپڑے پہنتا ہی یہ حرام نہین اسلیے کہ عبادت سے ریا نہین بلکہ دنیا کی چیز سے اسیطرح تمام تجمل و زینت و تکلفات کو سمجھنا چاہیے اور دلیل اسکے حرام نہونے کی یہ ہی کہ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ رضہ کے پاس جانا چاہا تو آپ نے پانی کے مٹکے مین دیکھکر اپنا عمامہ اور بال درست کیے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ ایسا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان جو بندہ اپنے بھائیون کے پاس جانے کے وقت اپنے آپ کو بنالیتا ہی اللہ اُسکو اچھا جانتا ہی - الا یہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہونی داخل عبادت ہی اسلیے کہ آپ کو حکم دعوت خلق اور اتباع کی ترغیب اور دلون کے مائل کرنے کا تھا اگر آپ اُنکی نظرون سے گر جاتے تو آپ کے اتباع کی ترغیب نہ کرتے اسی جہت سے آپ پر واجب تھا کہ اپنے محاسن احوال اُنپر ظاہر کرین تاکہ اُنکی نظرین آپ کو حقیر نہ جانین عام لوگون کی نظر ظاہر پر بہت پڑتی ہے باطن کو نہین دیکھتا یہ مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی اب اگر کوئی شخص لوگون کی نظرون مین آپ کو اچھا کرنا چاہے باین لحاظ کہ اُنکی مذمت اور ملامت سے بچا رہے اور اُنکی توقیر و حرمت سے راحت پاوے تو یہ امر مباح ہی اسلیے کہ انسان کو جائز ہی کہ مذمت سے بچے اور اپنے یارون کے ساتھ اُنس سے راحت پاوے تو جب اُسکو کریہ اور حقیر سمجھینگے تو اُنس کبھی نہ حاصل ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین عبادت نہین اُن مین ریا کرنا کبھی مباح ہوتا ہی اور کبھی طاعت اور کبھی مذموم یعنے جیسے ریا سے غرض مطلوب ہو گی ویسا ہی حکم اُس ریا کا ہوگا اگر غرض مطلوب مباح یا طاعت ہو گی تو ریا بھی مباح ہوگا مثلاً کوئی شخص اپنا مال غنیون کی جماعت کو دیتا ہی نہ عبادت کے طور پر نہ صدقہ کے طور پر بلکہ اسلیے کہ لوگ سخی جانین تو یہ نمود ہی اور حرام نہین اسیطرح اور مثالین ہین - اور جو ریا کہ عبادات سے ہوتا ہی مثلاً نماز و روزہ و حج و جہاد سے تو اُسمین ریاکار کے دو حال ہین اول تو یہ کہ اُسکا ارادہ سوائے ریا کے اور کچھ نہین اجر و ثواب سے کچھ مطلب نہین

ف اخرجہ [illegible] ابن عدی [illegible] فی الکامل [illegible]

تو ایسے شخص کی عبادت باطل ہی اسلیے کہ اعمال کا ثواب نیت سے ہوتا ہی اور یہ عمل بہ نیت عبادت ادا نہین ہوا اور یہی نہین کہ صرف عبادت باطل ہو گئی اور جیسا قبل عبادت یہ شخص تھا ویسا ہی رہا بلکہ ایسی عبادت کرنے سے نافرمان اور گناہگار ہوتا ہی جیسا کہ اخبار و آیات سے ثابت ہوتا ہی اور وجہ گناہ کی دو باتین ہین اول تو بندون سے متعلق ہی یعنی فریب دینا کہ ریاکار نے اُنکو یہ دھوکا دیا کہ وہ شخص دیندار اور مخلص خدا ہی تعالی کا ہی حالانکہ ایسا نہین اور فریب دینا تو دنیا کے امور مین بھی حرام ہی چہ جائے کہ دین مین مثلاً اگر کوئی شخص چند لوگون کا قرض ادا کرے اور لوگون سے یہ کہے کہ مین اُنکو خیرات دیتا ہون تاکہ لوگ سخی جانین تو چونکہ اسمین فریب دہی ہی اسلیے گنہگار ہوگا دوسرے متعلق خداے تعالے سے ہی وہ یہ ہی کہ جب اُسنے خدا کی عبادت سے قصد مخلوق کا کیا تو خداے سے ہنسی ہوئی اسیواسطے حضرت قتادہ رض کی روایت مین ہی کہ جب بندہ ریا کرتا ہی خداوند کریم اپنے فرشتون سے فرماتا ہی کہ اُسکو دیکھو کیسے مجھسے ٹھٹھول کرتا ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص دن بھر حاضر رہے جیسا کہ عادت نوکرون چاکرون کی ہوتی ہی مگر اس نیت سے کھڑا ہو کہ بادشاہ کی لونڈی یا غلام گھورنے مین آوے تو اس سے بادشاہ کے ساتھ ہنسی ہوگی کہ اُسکی نوکری و خدمت کے لیے مستعد نہین ہوا بلکہ غلام اور لونڈی کی تاک مین حاضر رہا تو اس سے زیادہ کیا حقارت ہوگی کہ آدمی خدا کی عبادت کو اُسکے ضعیف بندے کو دکھلاوے جس سے نہ کسی کا فائدہ ہو نہ ضرر اور ایسی بات سے یہی وہم ہوتا ہی کہ ایسا ریاکار بندے کو خدا کی نسبت اپنی غرضین پورا کرنے مین زیادہ قادر جانتا ہی یا اُسکے نزدیک مقرب ہونا خداے تعالے کے نزدیک مقرب ہونے سے بہتر جانتا ہی ورنہ ایسے شہنشاہ پر دوسرے کو ترجیح کیون دیتا اور اپنی عبادت کا مقصود اُسکو کیون بناتا اس سے زیادہ اور کیا خرابی ہوگی کہ ادنی غلام کو شاہنشاہ کے برابر کر دیا غرضکہ اس قسم کا ریا بڑی مہلک چیز ہی اسلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو شرک اصغر فرمایا ہی ورنہ ہر قسم کا ریا گناہ سے خالی نہین کسی مین زیادہ ہی کسی مین کم مگر بعض درجہ بہ نسبت دوسرے کے سخت زیادہ ہوتا ہی چنانچہ آگے مفصل مذکور ہوگا اور اگر ریا مین کچھ نہین تو یہ بات کیا کم ہی کہ دوسرے کے لیے سواے خدا کے رکوع و سجدہ کرتا ہی اگرچہ مقصود خداے تعالے کا تقرب نہین مگر غیر اللہ تو مطلوب ہی علاوہ اسکے غیر اللہ کی تعظیم سجدہ سے کرتا تو صاف کافر ہو جاتا مگر ریا سے کافر ظاہر مین نہین ہوا لیکن کفر خفی مین مبتلا ہوتا ہی اسلیے کہ ریاکار اپنے دل مین لوگون کی تعظیم کرتا ہی اور یہی تعظیم مقتضی اسکے رکوع و سجود کی ہی تو من وجہ اس رکوع و سجدہ سے اُنکی تعظیم بھی نکلی اور چونکہ نیت مین تعظیم آلہی موجود نہین اور تعظیم خلق من وجہ ہی تو ایسی عبادت قریب شرک کے ہو گئی مگر چونکہ اسکی نیت اس عبادت سے یہ تھی کہ میرا رتبہ دیکھنے والے کی نظر مین زیادہ ہو جاوے اور اپنی عظمت ڈالنے کو وہ حرکات ظاہر کین جنسے خدا کی عظمت معلوم ہوا کرتی ہی اسلیے یہ شرک جلی نہوا بلکہ شرک خفی رہا اور یہ نہایت جہالت کی بات ہے اسپر ایسا ہی شخص ارتکاب کر سکتا ہی جسکو شیطان دھوکا دیکر یہ سمجھا دے کہ نفع اور ضرر اور رزق و موت اور حال و مال کی مصلحت خدا کی نسبت بندون کے اختیار مین زیادہ ہی اسی واسطے خدا کی طرف سے منہ پھیر کر اُنکی طرف دل سے متوجہ ہو جاتا ہی اور اُنکا دل اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہی اور اگر اللہ تعالے ایسے شخص کو دنیا و آخرت مین بندون کے ہی سپرد فرما دے تو اُسکے فعل ایک ادنی تدارک ہو جاوے کیونکہ بندے اپنے لیے تو مالک نفع اور ضرر کے ہین ہی نہین دوسرے کے لیے کیسے ہو سکتے ہین یہ حال تو دنیا مین ہی اسپر اُس روز کو قیاس کرنا چاہیے کہ وہان کیا ہوگا یوما لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ہو جاز عن والدہ شیئا بلکہ وہان تو انبیا نفسی نفسی کہینگے تو دیکھنا چاہیے کہ ریاکار کیسا جاہل ہی اپنے ثواب آخرت اور قرب الی اللہ کو دنیا کی جھوٹی طمع سے کیسے بدلہ کرتا ہی اور اپنے یقینی ثواب کو لوگون پر وہمی توقع کے عوض ضائع کیے دیتا ہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو شخص عبادت سے قصد ریا رکھتا ہی وہ عقلاً اور نقلاً خدا کے غضب مین ہی یہ اُس صورت کا بیان ہی جسمین عبادت سے مراد ریاکار کی ثواب نہو الا جس صورت مین کہ ثواب اور مدح دونون مراد ہون مثلاً نماز و روزہ سے غرض حصول ثواب آخرت اور لوگون کی ثنا دونون ہون

ح ۱ احمد بروایت محمود بن لبید و طبرانی بروایت محمود بن لبید عن رافع بن خدیج ۱۲ ۲ اس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آوے اپنے باپ کی جگہ ۱۲

تو یہ وہ شرک ہی جو اخلاص کے مقابل ہی اور اسکا حکم باب اخلاص مین آویگا یہان اسقدر کافی ہی کہ حضرت سعید بن المسیب اور عبادہ بن الصامت کے قول کے بموجب ایسی عبادت مین بھی مطلقاً ثواب نہین ہوتا

تیسرا بیان ریا کے درجات مین ۔ جاننا چاہیے کہ ریا کی بعض صورتین بعض سے شدید اور غلیظ تر ہین اور ریا کا اختلاف اُسکے ارکان کے اختلاف پر منحصر ہی اور اُسکے ارکان تین ہین اول خود قصد ریا دوم جس چیز سے ریا ہوتا ہی سوم جسکے واسطے کرتا ہی پھر قصد ریا دو حال سے خالی نہین یا اُسمین ارادہ عبادت اور ثواب کا بھی ہی یا نہین اور اگر ارادۂ ثواب ہی تو قصد ریا کے برابر ہی یا اُس سے زیادہ یا کم پس بلحاظ رکن اول یعنی قصد ریا کے ریا کی چار صورتین ہین صورت اول جو سب مین سخت ہی یہ ہی کہ ارادہ ثواب مطلقاً نہو مثلاً ایک شخص لوگون کے سامنے نماز پڑھتا ہی اگر تنہا ہو تو نہین پڑھتا بلکہ بعض اوقات بے وضو بھی لوگون کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہی تو ایسے شخص کا قصد صرف ریا ہی رہا ہی اسلیے خدا کے نزدیک مغضوب ہی اسی طرح اگر کوئی زکوۃ لوگون کی مذمت کے خوف سے دیوے اور نیت ثواب نہو اور اگر تنہا ہو تو نہ ادا کرے اُسکا بھی یہی حال ہی یہ صورت بہت بُری ہی دوسری صورت یہ ہی کہ ارادہ ثواب تو ہو مگر ارادہ ضعیف ہو کہ اگر خلوت مین ہوتا تو یہ قصد ثواب اتنا نہ تھا کہ اُسکے باعث وہ عمل ضرور کرتا لیکن اگر قصد ثواب مثلاً نہوتا تو قصد ریا ایسا قوی تھا کہ اُسکے سبب سے عمل ضرور کرتا تو ایسا شخص بھی پہلی صورت کے قریب قریب ہی اسلیے کہ گو اسکو قصد ثواب ہی الا ایسا تو نہین کہ اُسکے سبب سے عمل کر سکے تو ایسا قصد ہوا نہ ہوا برابر ہی غرض یہ شخص بھی غضب الٰہی اور گناہ سے خالی نہین تیسری صورت یہ ہی کہ قصد ثواب اور قصد ریا دونون مساوی ہون مثلاً اگر دونون قصد جمع ہوتے ہین تو عمل کرتا ہی اور ایک قصد ہو اور ایک نہو تو عمل کی رغبت نہین کرتا یا مثلاً اُسقدر قصد اگر اکیلا ہی اُسمین ہوتا تو باعث عمل نہ تھا گو کوئی سا ہوتا تو اس شخص کا حال یہ ہی کہ جتنا اُسنے بگاڑا اُتنا ہی سنوارا تو توقع یہ ہی کہ نہ ثواب ہو نہ عذاب یا ثواب اُسی قدر ہو جسقدر عذاب ہو اور ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایسا شخص بھی نہین بچیگا چنانچہ اسکو ہمنے باب اخلاص مین لکھا ہی چوتھی صورت یہ ہی کہ قصد ریا ضعیف ہو اور قصد ثواب قوی یعنی لوگون کے مطلع ہونے سے اسکو نشاط اور سرد کار غلبہ ہو جاتا ہی اور تنہائی مین بھی عبادت کا تارک نہین ہوتا اور اگر صرف قصد ریا اکیلا ہوتا تو اُس عمل کا مرتکب نہوتا تو ایسے شخص کا حال ہمارے گمان مین یہ ہی کہ اصل ثواب باطل نہو گا بلکہ اُسمین سے کچھ ناقص ہو جاویگا یا ریا کی مقدار کے بموجب عذاب ہوگا اور بقدر ثواب کے قصد کے ثواب پاویگا آگے خدا جانے ۔ اور یہ جو حدیث شریف مین ارشاد خداوندی وارد ہی انا اغنی الاغنیاء عن الشرک اس سے مراد وہ صورت ہی کہ قصد ریا و ثواب دونون مساوی ہون یا قصد ریا غالب ہو دوسرا رکن ریا کا وہ اشیا ہین جنسے ریا ہوتا ہی اور وہ طاعات و عبادات ہین اور اس رکن کے لحاظ سے ریا کی دو قسمین ہین ایک اصول عبادات سے ریا کرنا اور ایک اوصاف عبادات سے ریا کرنا قسم اول ان مین سے بہت بُری ہی اور اُسکے تین درجے ہین درجہ اول یہ ہی کہ اصل ایمان ہی سے ریا منظور ہو اور یہ صورت سب صورتون سے بُری ہی اور ایسا ریا والا ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور وہ وہ شخص ہی کہ ظاہر مین کلمہ شہادت کہتا ہی اور باطن مین اُسکی تکذیب بھری ہی الا ریا کی جہت سے ظاہر کا مسلمان بنتا ہی ایسے لوگون کا حال خدائے تعالےٰ نے چند جا کلام مجید مین ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہی اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون یعنی انکا قول اُنکے باطن کے موافق نہین اور ایک جگہ فرمایا ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وہو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد اور ایک جا فرمایا اذا لقوکم قالوا اٰمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ اور فرمایا یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلاً مذبذبین بین ذٰلک لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء اسی طرح انکی شان مین بہت سی آیتین ہین اور نفاق شروع اسلام مین

بہت تھا کہ اُسوقت بعض لوگ کسی غرض کے لیے ظاہر کے مسلمان بنجاتے تھے اور فی زماننا یہ بات تو کم ہی مگر اسطرح کے نفاق اب بھی بہت ہین کہ مثلاً بعض لوگ ملحدون کے قول پر میل کرکے دوزخ اور جنت اور قیامت کا باطن مین انکار کرتے ہین یا شریعت واحکام شریعت کو زندون کے قول کے بموجب بالاے طاق سمجھتے ہین یا کسی اور کفر و بدعت کے معتقد ہوتے ہین حالانکہ ظاہر مین اُسکے خلاف بیان کرتے ہین تو اس قسم کے لوگ منافق وریاکار ہین یہ لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور اس ریا سے بڑھکر اور کوئی ریا نہین یہ لوگ کھلے کافرون سے بھی بڑے ہین کیونکہ کافر ظاہر کے مخالف اور باطن کے کافر ہین یہ لوگ ظاہر کے موافق اور بغل کا گھونسا ہین دوسرا درجہ یہ ہی کہ اصل دین کی تصدیق ہی مگر اصول عبادات سے ریا منظور ہی یہ درجہ بھی خدا کے نزدیک بہت بُرا ہی گو پہلے درجہ کی نسبت بہت کم ہی اُسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص کا مال دوسرے کے قبضے مین ہی اُسکو کہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ دے دو اس خوف سے کہ کہین وہ شخص مجھکو بُرا نہ کہے اور خدا کو معلوم ہی کہ اگر یہ مال اُسی شخص کے قبضے مین ہوتا تو ہرگز زکوٰۃ نہ نکالتا یا یہ شخص لوگون مین موجود ہی اور وقت نماز آگیا تو نماز پڑھ لی حالانکہ عادت یہ ہی کہ خلوت مین نماز نہین پڑھتا یا رمضان مین روزہ رکھا مگر لوگون سے علیحدگی چاہتا ہی کہ روزہ نہ رکھنا پڑے یا جمعہ کے لیے حاضر ہوتا ہی لیکن اگر خوف لوگون کے بُرا کہنے کا نہو تو کبھی نہ آوے یا صلہ رحم یا والدین سے سلوک یا جہاد یا حج صرف لوگون کے ڈر کے مارے کرتا ہی اپنی رغبت سے نہین کرتا تو اسطرح کے ریاکار کے ساتھ اصل ایمان قائم ہی کہ سوا خدا کے اور کسی کو معبود نہین جانتا اور اگر کوئی اُس سے غیر اللہ کی عبادت یا سجدہ کو کہے تو نہ کریگا لیکن سُستی کے سبب عبادت چھوڑتا ہی اور لوگون کے سامنے بجا لانے سے خوش ہوتا ہی تو لوگون کے نزدیک اپنی منزلت ہونی اُسکو خدا کے نزدیک منزلت ہونے سے اچھی معلوم ہوتی ہی اور خلق کے بُرا کہنے کا خوف خداے تعالے کے عذاب کے ڈر سے اُسکے نزدیک زیادہ ہی لوگون کی تعریف کی رغبت بہ نسبت ثواب آلہی کی رغبت کے زیادہ سمجھتا ہی تو اسطرح کا اعتقاد نہایت جہل ہی اور ایسا شخص گو اصل ایمان کا معتقد ہی مگر خدا کے غضب مین مبتلا ہونے کے لائق تر ہی تیسرا درجہ یہ ہی کہ ایمان سے ریا کرے نہ فرائض سے بلکہ نوافل اور مستحبات سے ریا کرے جنکے چھوڑنے سے گنہگار نہین ہوتا لیکن اگر تنہا ہو تو ان اشیا کے ثواب کی نہ رغبت کرے اور کسل کو ثواب پر ترجیح دے مگر ریا کے مارے اُنکو بجا لاتا ہی مثلاً نماز جماعت مین شریک ہونا اور بیمار کی عیادت کرنی اور جنازہ کا شریک ہونا اور مُردے کا غسل دینا اور رات کو تہجد پڑھنا اور عرفہ اور عاشورہ کا روزہ رکھنا یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ رکھنا یہ سب باتین ریاکار لوگون کی مذمت کے خوف سے اور اُنکے اچھا کہنے کی غرض سے کیا کرتا ہی اور خدا خوب جانتا ہی کہ اگر اکیلا ہوتا ہی تو فرائض سے زیادہ کچھ نہ کرتا تو ہر چند اس درجے والا بھی بُرا ہی مگر پہلے کی نسبت کم ہی کیونکہ پہلے شخص نے خلق کی حمد کو خداے تعالیٰ کی حمد پر ترجیح دی اس بات مین تو یہ شخص بھی شریک ہی لیکن پہلے نے دوسری بات یہ کی کہ خلق کی مذمت سے اپنے آپ کو بچایا تو گویا خلق کی مذمت اُسکے نزدیک خداے تعالے کے عذاب سے بڑھکر ہی اور چونکہ دوسرے شخص کو بباعث نفل ہونے عمل کے چھوڑنے پر عذاب کا خوف نہ تھا اس لیے اس بات مین پہلے کا شریک نہین اسی بنا پر اُسکا عذاب بھی پہلے کی نسبت آدھا ہونا چاہیے یہانتک حال ریا کا اصول عبادات سے تھا قسم دوم اوصاف عبادت سے ریا کرنے کی ہی اسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ تو یہ ہی کہ ایسے فعل مین ریا کرے جسکے چھوڑنے سے نقصان عبادت ہو مثلاً کوئی شخص قصد کرے کہ نماز جلد ادا کرونگا اور اس غرض سے رکوع اور سجدہ اور قرات وقیام مین تخفیف کرے مگر جب لوگ دیکھتے ہون تو رکوع وسجدہ اچھی طرح کرے اور دونون سجدون مین بھی اچھی طرح بیٹھے اور التفات بھی موقوف کرے حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہی وہ اپنے رب کی حقارت کرتا ہی یعنے خلوت مین خدا کے مطلع ہونے کی کچھ پروا نہین کرتا جب آدمی اُسپر مطلع ہوتے ہین تو نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہی اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے سامنے چارزانو یا تکیہ لگائے بیٹھا ہی اتنے مین اُس دوسرے کا غلام آگیا تو یہ شخص تکیہ پر سے سیدھا ہوگیا ہی یا درستی سے بیٹھ گیا

تو اُسکی یہ حرکت اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ اُسنے آقا کو غلام پر ترجیح دی اور آقا کی حقارت کی اسی طرح جو شخص زکوۃ مین خراب اور کھوٹا مال یا جنس دینے کا عادی ہو مگر لوگ دیکھتے ہون تو اچھا مال نکالتا ہو کہ کوئی بُرا نہ کہے یا روزہ دار مذمت کی ڈر سے روزے مین غیبت اور فحش سے باز رہتا ہو تو اس طرح کا ریا بھی ممنوع ہو اسلیے کہ اُسمین ترجیح مخلوق کی خالق پر پائی جاتی ہو مگر جیسا ریا اصول عبادت سے برا تھا ویسی بُرائی اسمین نہین - اگر ریاکار یہ عذر کرے کہ مین ریا اس جہت سے کرتا ہون کہ لوگون کی زبان غیبت پر نہ کھُلے کیونکہ وہ مجھکو جب دیکھینگے کہ رکوع اور سجدہ بہت جلد کرتا ہو اور ادھر اُدھر ملتفت ہو تو ضرور بُرائی اور غیبت کرینگے پس اُنکو گناہ غیبت سے بچانے کے لیے مین اُنکے سامنے آہستہ اور وقار کے ساتھ پڑھتا ہون تو اُسکو یون کہنا چاہیے کہ یہ عذر تیرا شیطان کا فریب ہی واقع مین یون نہین ہی اسلیے کہ نماز ادا کرنی اپنے آقا کی خدمتگزاری ہی اگر اسمین قصور کریگا تو یہ نقصان غیبت کے نقصان سے بڑھکر ہی پس اگر تجکو باعث ریا دینداری ہوتی تو چاہیے تھا کہ اول اپنے نفس کا خوف زیادہ ہوتا اور اب تیری وہ مثل ہوئی کہ کوئی شخص ایک بادشاہ کے پاس لونڈی پیشکش کرنی چاہے تاکہ اُسکے عوض مین انعام کا مستحق ہو یا کوئی جاگیر ملجاوے مگر لونڈی اندھی بدصورت گنجی تجویز کرے اور اسپر طرہ یہ کہ اگر بادشاہ اکیلا ہو تب تو اِن عیبون کی کچھ پروا نہ کرے اور اگر اُسکے پاس اُسکا کوئی غلام وغیرہ موجود ہو تو اس غلام کی مذمت کے خوف سے پیش نکرے - یہ کیسے ہوسکتا ہی بلکہ یون چاہیے کہ جس شخص کو غلام کا اتنا پاس ہو وہ بادشاہ کا زیادہ تر پاس کرے - ہان غایت ما فی الباب ریاکار کی دو حالتین ہوسکتی ہین اول تو یہ کہ ریا سے صرف منزلت اور تعریف کا خواہان ہو یہ تو قطعًا حرام ہی دوم یہ کہ یون کہے کہ اگر مین رکوع و سجدہ اچھی طرح ادا کرتا ہون تو اخلاص کے ساتھ نہین ہوتا اور اگر اُن مین تخفیف کرتا ہون تو خدا کے نزدیک نماز ناقص ہوتی ہی اور آدمی بُرائی اور غیبت سے ایذا دیتے ہین تو اچھی صورت بنانے سے مجھے توقع ثواب تو نہین الا لوگون کی مذمت سے نجات ہو جاتی ہی تو یہ امر اس سے بہتر ہی کہ نماز مین بھی نقصان ہو اور بُرائی بھی پلے بندھے تو اُسمین بھی گونہ تامل ہی الاصواب یہی ہی کہ اس صورت مین درستی افعال کے ساتھ اخلاص کرے اور اگر اُسکو اخلاص نہو تو چاہیے کہ تنہائی مین اُسکی عادت ڈالے یہ نہین چاہیے کہ بُرائی دور کرنے کے لیے خدا کی طاعت مین ریا بجا لاوے کیونکہ اُسمین حسب مذکورہ بالا ٹھٹھول پایا جاتا ہو درجہ دوم یہ ہو کہ ایسے فعل مین ریا کرے جسکے چھوڑنے سے عبادت مین نقصان نہوتا ہو مگر اسکے کرنے سے عبادت کا کمال اور پورا ہونا متصور ہو جیسے رکوع و سجدہ قیام کو دراز کرنا اور ہاتھ اُٹھاتے وقت اچھی ہیئت بنانی اور تکبیر اولی کے لیے سبقت کرنی اور قومہ کو خوب ادا کرنا اور سورت معتاد سے زیادہ پڑھنا یا رمضان کے روزہ مین زیادہ خلوت مین بیٹھنا اور کثرت سے سکوت اختیار کرنا یا زکوۃ دینے مین سب سے بہتر مال چھانٹنا یا کفارہ مین بڑی قیمت کا بردہ آزاد کرنا وغیرہ باتین کہ اگر تنہا ہوتا تو ایسا نکرتا تیسرا درجہ یہ کہ ریا ایسے افعال مین کرے کہ نوافل سے بھی خارج ہون مثلاً جمعہ مین سب سے پہلے آنا اور اول صف کا قصد کرنا اور امام کے دہنے طرف بیٹھنا وغیرہ امور کہ جنکی تنہائی مین پروا نہ کرتا پس یہ سب اقسام ریا کے بلحاظ رکن دوم کے ہین ان مین سے بعض صورتین بہ نسبت بعض کے زیادہ بُری ہین اور بُری سب کی سب ہین

تیسرا رکن ریا کا جسکے واسطے ریا ہوتا ہی کیونکہ ریاکار کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہی خواہ مال کی جہت سے خواہ جاہ کے لیے یا کسی اور غرض کے واسطے ریا کرتا ہی اور اُسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ جو سب مین غلیظ اور بُرا ہی یہ ہی کہ ریا سے غرض کسی معصیت پر قابو پانا منظور ہو مثلاً کوئی شخص عبادات اور تقوی اور ورع اور کثرت نوافل اور مال مشتبہ کے نہ کھانے سے ریا اسواسطے کرے کہ لوگون مین امین مشہور ہو کر اوقاف یا ادائے وصیت یا یتیمون کے مال یا زکوۃ و صدقہ کی تقسیم پر مامور ہو جاوے تو جس شی پر قابو ہو اُسی کو رکھ چھوڑے یا کوئی کچھ امانت رکھ دے تو اُسکو ہضم کر بیٹھے یا حج کے راستے مین جو مال تقسیم ہونا ہی وہ حوالہ ہو جاوے

تو اُسکے کُل خواہ جزو کو اڑا لے خواہ اُسکے ذریعہ سے اپنے مطالب فاسدہ پورے کرے جیسے بعض آدمی صوفیون کا لباس پہنتے ہین اور ظاہر مین
بہت گریہ و مسکین بنے رہتے ہین اور کلام خالی وعظ و نصیحت و حکمت سے نہین کرتے اِلّا مقصود اُنکا یہ ہوتا ہی کہ کوئی عورت یا لڑکا ہمپر فریفتہ
ہوجاوے تو اُس سے بدکاری کرین اور بعض اوقات علم اور وعظ و قرآن کی مجالس مین آتے ہین اور ظاہر مین بڑے راغب اِن چیزون
کے معلوم ہوتے ہین مگر اصل غرض اُنکی عورتون اور لڑکون کو تاکنا ہوتا ہی یا حج کو جاتے ہین مگر مقصود یہ ہی کہ قافلہ مین کوئی عورت یا لڑکا
ملجاوے تو اسطرح کے ریاکار بہت ہی بڑے اسلیے کہ اُنھون نے خدا کی طاعت کو وسیلہ معصیت کا بنایا اور اُسکی عبادت کو اپنا آلہ اور بضاعت
فسق قرار دیا۔ اور اِسی فرقہ کے قریب وہ لوگ ہین جو کسی گناہ کے مرتکب ہوئے اور اُسمین تہمت اُنکے اوپر لگی تو باوجودیکہ وہ گناہ پر مصر ہین
مگر چاہتے ہین کہ وہ تہمت اپنے اوپر سے دور ہوجاوے مثلاً کسی شخص نے کسی کی امانت لیکر انکار کردیا اور لوگون مین مشہور وہ متہم ہوگیا کہ یہ
شخص امانت سے منکر ہوگیا تو وہ اِس کلنگ کے دور کرنے کے لیے مال خیرات کرتا ہی تاکہ لوگ یہ خیال کرین کہ جب یہ اپنا مال دے دیتا ہی
تو دوسرے کا کسطرح رکھ لیا ہوگا اسی طرح اگر کوئی زنا و اغلام مین متہم ہوجاوے تو اِس تہمت کو مسکنت اور تقویٰ کے اظہار سے دور کرنا چاہتا
ہی پس یہ لوگ بھی پہلے فرقہ کے مانند ہین گو اُنسے کچھ کم ہین۔ دوسرا درجہ یہ ہی کہ ریا سے مقصود دنیا کے لذات مین سے کوئی شی مباح ہو مثلاً
کچھ مال کا ملنا خواہ کسی عورت خوبصورت یا شریف کا نکاح مین آجانا وغیرہ جیسے بعض اشخاص اپنا غم اور گریہ ظاہر کرتے ہین اور وعظ
و نصیحت مین مشغول رہتے ہین اسلیے کہ کوئی کچھ خدمت مال کی کرے یا عورتون کو رغبت ہمسے نکاح کی ہو تو پھر یا کسی معین عورت سے
نکاح کرلین یا کوئی شریف زادی نکاح مین آجاوے۔ یا جیسے کوئی اسباب کا خواہان ہو کہ کسی عالم و عابد کی لڑکی سے نکاح کرے تو اُسکے
سامنے علم اور عبادت ظاہر کرتا ہی تاکہ وہ اپنی لڑکی بیاہ دے تو اسطرح کی صورتین بھی ممنوع ہین اسلیے کہ خدا کی طاعت سے لذائذ
دنیاوی کا خواہان ہوتا ہی مگر یہ درجہ اول کی نسبت کم ہی اسلیے کہ اسمین جس چیز کا طالب ہی وہ مباح تو ہی۔ تیسرا درجہ یہ ہی کہ ریا سے
نہ کوئی معصیت مقصود ہی نہ مال کا لینا اور نکاح کرنا غرض ہی لیکن اظہار عبادت اسلیے ہی کہ کوئی حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور یہ نہ
جانے کہ یہ شخص بھی مثل عوام کے ہی بلکہ خاص لوگون اور زاہدون مین تصور کیا جاوے مثلاً کوئی شخص تیز چلتا ہی اور جب آدمی اُسکو
دیکھتے ہین تو رفتار کو خوبی کے ساتھ کرلیتا ہی تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ اہل وقار سے نہین کچھ ایسا ہی ویسا ہی اسیطرح اگر کسی کو ہنسی آجاتی
ہی یا دوسرے سے ہنسی کر بیٹھتا ہی پھر یہ خوف ہوتا ہی کہ کہین لوگ مجھکو حقیر نہ جانین تو اسلیے پیچھے لمبی لمبی سانس لیتا ہی اور استغفار
کرتا ہی اور زعم ظاہر کرکے کہتا ہی کہ آدمی کتنا غافل ہی اور خدا کو خوب معلوم ہی کہ اگر یہ شخص تنہا ہوتا تو اِس بات کو بُرا نہ سمجھتا صرف
لوگون مین توقیر بنی رہنے کے لیے حقارت کے ڈر سے ایسا کہتا ہی یا جیسے کوئی شخص اور لوگون کو تراویح یا تہجد پڑھتے یا دوشنبہ پنجشنبہ کا
روزہ رکھتے یا صدقہ دیتے دیکھتا ہی تو آپ بھی اُنکا ساتھ دیتا ہی تاکہ لوگ کاہل اور عامی نہ کہین اور اگر اکیلا ہوتا تو اِن باتون مین سے
کچھ بھی نہ کرتا۔ یا مثلاً کوئی عرفہ کے روز یا عاشورہ کو یا حرام مہینون مین پیاسا ہو تو پانی نہین پیتا اِس خوف سے کہ کہین لوگ یہ
نہ سمجھین کہ یہ روزہ دار نہین جب لوگون کو گمان اُسکے روزہ کا ہوتا ہی تو اسی جہت سے کھانا بھی نہین کھاتا یا کوئی اگر تواضع کھانے
کی اِن ایام مین کرے تو نہین کھاتا تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہی مگر زبان سے صریح نہین کہتا کہ میرا روزہ نہین بلکہ یون کہتا ہی کہ
مجھے کچھ عذر ہی اور اِس قول مین دو خباثت جمع ہین ایک تو اِس بات کا اظہار کہ روزہ دار ہی دوسرے یہ کہ مین مخلص ہون ریاکار
نہین اور مجھکو اِس بات سے احتراز ہی کہ اپنی عبادت لوگون سے بیان کرون کیونکہ منشا اِس قول کا یہی ہوتا ہی کہ لوگ یہ کہین کہ اپنی
عبادتون کو مخفی رکھتا ہی پھر بحالت اضطرار نوبت پانی پینے کی پہونچے تو پھر خواہ مخواہ کوئی عذر صراحۃً یا کنایۃً پیش کرتا ہی مثلاً کوئی ایسا
مرض اپنے آپکو بتاتا جسمین پیاس بہت لگتی ہی اور مانع صوم ہی یا یہ کہنا کہ مین نے فلان شخص کی خاطر سے روزہ افطار کردیا اور

یہ عذر پانی پینے کے ساتھ ہی نہین بیان کرتا کہ شاید لوگ سمجھ جاوین کہ فقط ریا کی جہت سے عذر کرتا ہی بلکہ کچھ دم لیکر اور باتون مین یہ عذر بھی سنا دیتا ہی مثلاً تھوڑی دیر بعد کہتا ہی کہ فلان شخص بڑا رفیق دوست ہی اُسکی کمال رغبت اسمین ہی کہ کوئی اُسکا کھانا کھاوے چنانچہ آج مجھے بھی اصرار کیا اور مجھے اُسکی خاطرداری سے کھانا ہی پڑا یا یون کہے کہ میری والدہ ماجدہ نہایت ضعیف القلب ہین اُنھین یہی خوف رہتا ہی کہ اگر مین ایک روز بھی روزہ رکھونگا تو بیمار پڑجاؤنگا اسی لیے مجھے روزہ نہین رکھنے دیتین پس اسطرح کی باتین ریا کی علامتین ہین اسطرح کے مذکور جبھی زبان پر آتے ہین جب رگ ریا اندر مستحکم ہوتی ہی اور مخلص آدمی کو اسکی پروا نہین ہوتی کہ لوگ میری طرف کسطرح دیکھتے ہین اگر اُسکا دل روزہ پر راغب نہین اور خداے تعالے کو بھی اُسکا یہ حال معلوم ہی تو وہ یہ نہین چاہتا کہ جو علم خدا کو ہی اُسکے خلاف بندون کو ہو گو کر و فریب ہی سے ہو اور اگر اُسکو رغبت روزہ کی ہی تو صرف خدا کا علم اپنے روزہ دار ہونے پر کافی جانتا ہی اور اسی پر قناعت کرکے دوسرون کو اسمین شریک نہین کرتا اور کبھی عابد کے دل مین یہ خطرہ گذرتا ہی کہ اگر اس عبادت کو ظاہر کرونگا تو لوگ میرا اقتدا کرینگے اور اسکی طرف راغب ہونگے مگر اسمین شیطان کا فریب ہی چنانچہ اسکا بیان مع شروط آگے آویگا یہ ہی بیان درجات ریا اور ریاکارون کا اور سب قسم کے ریاکار غضب الٰہی مین داخل ہین۔ اور ریا بڑے سخت مہلکات مین سے ہی اور وجہ اسکی زیادہ سخت ہونے کی ایک یہ بھی ہی کہ اسمین ایسی آمیزشین ہین کہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہین چنانچہ حدیث شریف سے ثابت[ح] ہوا ہی اسی جہت سے بڑے بڑے عالم اسمین لغزش کھا جاتے ہین جو لوگ نفس کی آفتون اور دل کے مہلکات سے ناواقف ہین اُنکا تو کچھ ذکر ہی نہین۔

چوتھا بیان اُس ریاے خفی کا جو چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہی۔ واضح ہو کہ ریا کی دو قسمین ہین ایک جلی اور ایک خفی ریاے جلی وہ ہی کہ جو آدمی کو باعث عمل کا ہو گو قصد ثواب نہو ایسا ریا سب اقسام سے کھُلا زیادہ ہی یعنی یہ جلد سمجھ مین آجاتا ہی ریاکار بھی جان لیتا ہی کہ مین نے ریا کیا اور اس سے ذرا پوشیدہ وہ ریا ہی کہ اگر صرف وہی ریا ہو تو موجب عمل تو نہو لیکن جس عمل کو کہ بقصد ثواب کرتا ہی وہ اس ریا کے سبب آسان معلوم ہوتا ہی مثلاً اگر کسی کی عادت روزمرہ تہجد پڑھنے کی ہی مگر کچھ گرانی اور کسل کے ساتھ ادا کرتا ہی لیکن اگر گھر مین کوئی مہمان ہو تو ادا ے تہجد سے خوش دل ہو اور پڑھنا آسان گذرے اور یہ جانے کہ اگر توقع ثواب کی نہوتی تو صرف اس مہمان کے دکھلانے کو نہ پڑھتا تو یہ قسم بہ نسبت سابق کے خفی ہی اور اس سے بھی زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہی کہ نہ موجب عمل ہو نہ عمل کو آسان کرے اور باوجود اسکے دل کے اندر چھپا ہوا ہو اور چونکہ عمل مین اسکا کوئی اثر نہین اسلیے اسکا پہچاننا بھی بے علامتون کے ممکن نہین اور سب سے کھُلی پہچان اس قسم کی یہ ہی کہ اپنے عمل پر آدمیون کے مطلع ہونے سے خوش ہو مثلاً بہت عابد ایسے ہین کہ عمل مین اخلاص کرتے ہین اور ریا کے معتقد نہین بلکہ اُسکو بُرا جانتے ہین اور اس سے محترز ہوتے ہین اور اسیطرح طاعت بجالاتے ہین لیکن جب اُس عمل پر لوگ مطلع ہوتے ہین تو اُنکو سرور اور راحت معلوم ہوتی ہی اور محنت عبادت دل پر سے بوجھ سا اُتر جاتا ہی تو یہ سرور ریاے خفی پر دلالت کرتا ہی جس سے کہ یہ سرور مترشح ہوا ہی اسلیے کہ اگر دل کا التفات لوگون کی طرف نہوتا تو اُنکے مطلع ہونے سے سرور ہرگز نہ آتا تو معلوم ہوا کہ جیسے آگ پتھر مین پوشیدہ رہتی ہی اسی طرح یہ ریا بھی دل مین پوشیدہ تھا کہ لوگون کی اطلاع بمنزلہ چقماق ہوگئی اور اسمین سے اثر فرحت و سرور کا ظاہر کردیا۔ پھر اس اطلاع کے باعث جو سرور ہوا اگر اُسکی لذت عابد کو معلوم ہوئی اور اسکا تدارک نفرت سے نہ کیا تو یہی سرور ریا کی رگ مخفی کے لیے قوت اور غذا ہوتی ہی یہانتک کہ وہ رگ خفیہ نفس پر حرکت کرنے لگتی ہی اور خفیہ تقاضا کرتی ہی کہ کسی طرح کوئی سبب ایسا ہوجاوے کہ تعریض اور کنایہ سے لوگون کو اطلاع ہوجاوے اگرچہ تصریح کے ساتھ اطلاع کی طالب نہین ہوتی اور بعض اوقات ایسی خفیہ ہوتی ہین کہ تعریض اور تصریح کلام سے دونون سے متقاضی نہین ہوتی بلکہ عادات و شمائل سے اطلاع کی خواہان ہوتی ہی مثلاً اظہار لاغری اور زردی رنگ اور پستی آواز اور خشکی لب اور تھوک اور آثار آنسو اور غلبہ خواب کہ جنسے تہجد گزاری

[ح] احمد و بزار و ابن حبان نے بروایت ابو بکر و ابو موسیٰ اشعری اس امر کو منقول کیا ہی ۱۲

معلوم ہوتی ہی اور اِس سے بھی زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہی کہ جسمین نہ خواہش اطلاع ہو نہ ظہور طاعت پر سرور مگر باوجود اِسکے یہ اچھا معلوم ہوتا ہو کہ جب لوگون کی نظر پڑے تو وہ اول سلام کرین اور بکشادہ پیشانی اور توقیر پیش آدین اور ثنا خوان رہین اور ہمارا کام کرنے مین خوش ہون اور معاملات بیع و شرا مین ہمارے ساتھ رعایت کرین اور مجلس مین ہمکو عمدہ جگہ دین پس اگر اِن اُمور مین کسی سے کوتاہی ہو جاوے تو دل پر شاق گذرے اور نفس کو نہایت بعید معلوم ہو کہ ایسا کیون ہوا تو اِس صورت مین گویا اُنکا نفس اپنی حرمت و تعظیم اُسی طاعت پر چاہتا ہی جسکو خفیہ ادا کیا اور اطلاع نہین کی اور اگر پہلے اُس طاعت کو نہ کیا ہوتا تو پھر لوگون کا اپنے حق مین کوتاہی کرنا بعید نہ معلوم ہوتا غرض چونکہ اسطرح کی عبادت مین صرف خدا کے علم پر قناعت نہین پائی گئی اسلیے اسمین ایک لگاؤ ریائے خفی کا رہا جو چیونٹی کی چال سے بھی مخفی تر ہی۔ اور عجب نہین کہ ثواب کو خبط کرے اور اِس سے بجز صدیقین کے اور کوئی نہین بچتا اور ثواب کے باطل ہونے کی سند یہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہین کہ قیامت کے روز خداے تعالے قاریون سے ارشاد فرماویگا کہ کیا تمھارے واسطے لوگ نرخ ارزان نہین کرتے تھے کیا تمکو پہلے سلام نہین کرتے تھے کیا تمھاری حاجتین پوری نہین کرتے تھے اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ لا اجر لکم قد استوفیتم اجورکم اور عبد اللہ بن المبارک رح فرماتے ہین کہ وہب بن منبہ سے روایت ہی کہ ایک سیاح درویش نے اپنے یارون سے کہا کہ بھائیو ہمنے سرکشی کے خوف کے مارے اپنا مال اور زن و فرزند تو چھوڑ دیے مگر ہمکو یہ خوف ہی کہ جسقدر مالدارون کو مال سے طغیان ہوتا ہی کہین اُس سے زیادہ ہمکو دین سے نہو جاوے دیکھو ہم مین سے اگر کوئی کسی سے ملتا ہی تو یہ چاہتا ہی کہ دینداری کے باعث ہماری تعظیم کرے اور اگر کچھ کام کو کہین تو ہماری دینداری کے سبب اُسکو لازم ہی کہ تعمیل کرے اور اگر کوئی چیز خریدا چاہتا ہی تو یہ اچھا جانتا ہی کہ ہماری دینداری کی جہت سے نرخ مین ارزان ملے یہ حال وہان کے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اپنے لشکر کو لیکر درویش کی زیارت کو چلا تمام جنگل اور پہاڑ آدمیون سے بھر گیا درویش نے پوچھا کہ یہ ہجوم کیسا ہی لوگون نے کہا کہ بادشاہ وقت آپ کی ملازمت کو آیا ہی درویش نے خادم سے کہا کہ کھانا لاؤ وہ ساگ اور زیتون کا تیل اور خرما کے شگوفے لے آیا درویش نے اپنے کلّے خوب بھر بھر کر بڑے بڑے لقمے کھانے شروع کیے اتنے مین بادشاہ نے آکر لوگون سے پوچھا کہ تمھارا مرشد کہان ہی اُنھون نے درویش کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ ہی بادشاہ نے پوچھا کہ تم کیسے ہو اُسنے جواب دیا کہ جیسے اور لوگ ہین اور ایک روایت مین ہی کہ اُسنے جواب مین کہا کہ خیریت سے ہون بادشاہ نے کہا کہ اِس شخص مین کچھ خیر و برکت نہین اور یہ کہکر لوٹ گیا درویش نے کہا کہ الحمد اللہ کہ تو مجکو بُرا کہتا پھرا۔ مخلص لوگ ہمیشہ ریاے خفی سے ڈرتے رہتے ہین اور اُسکے واسطے بڑی بڑی کوششین کرتے ہین اور لوگون کو دھوکا دیکر اپنے اعمال صالحہ سے ٹال دیتے ہین اور جسقدر کہ لوگ اپنی بُرائیان چھپانے کے حریص ہوتے ہین اُس سے زیادہ وہ لوگ اپنے اعمال صالحہ کی پوشیدگی مین حریص ہوتے ہین اور یہ سب اسی توقع پر کرتے ہین کہ اُنکے اعمال صالحہ اخلاص کے ساتھ رہین اور قیامت کو خداے تعالیٰ اِس اخلاص کے عوض سب مجمع کے سامنے انکو ثواب عنایت فرماوے کیونکہ اُنکو یہ یقین ہی کہ خداے تعالیٰ قیامت مین اعمال خالص قبول فرماوے گا۔

اور ہم لوگ اُس روز شدت سے محتاج اور بھوکے ہونگے اور اُس روز مال اور اولاد اور باپ بھائی کوئی کام نہ آویگا صدیقین کو اپنی ہی پڑی ہوگی نفسی نفسی کہہ رہے ہونگے دوسرون کو کون پوچھتا ہی اور اِس باب مین اُنکی مثال ایسی ہی جیسے حج کرنے والے جب مکہ معظمہ کو جاتے ہین تو اپنے ساتھ کھرا سکہ مغربی لے لیتے ہین کیونکہ وہان کے لوگون مین کھوٹا مال رائج نہین اور ضروریات کی حاجت ہر جگہ ہوتی ہی اپنا وطن نہین نہ کوئی دوست آشنا کہ جسکے پاس پناہ لین بجز اسکے کہ اپنے پاس زر خالص ہو اور کوئی صورت دفع احتیاج کی نہین ہوتی یہی معاملہ اہل دل کو قیامت مین پیش آویگا اُنکا توشہ جو اُس دن کام آویگا تقویٰ اور اخلاص ہی۔ غرضکہ ریاے خفی کے شوائب بے حد و شمار ہین جب تک آدمی اپنے دل مین انسان اور حیوان کے مطلع ہونے مین عبادات پر فرق سمجھیگا تب تک اسمین ایک شاخ ریا کی موجود ہی

کیونکہ جب آدمی نے بہائم سے قطع طمع کیا تو پھر اُسکی پروا نہین کرتا کہ وہ موجود ہین یا غائب اسکے حال سے واقف ہین یا ناواقف پس اگر عمل مین مخلص ہوگا تو خدا کے علم پر قانع ہوکر بندون مین سے عقلا کو بھی حقیر جاننے لگا اور اُنکی کچھ پروا نہ کریگا جیسا بچون اور دیوانون کی پروا نہین کرتا اور یہ تصور کریگا کہ میرا رزق اور موت اور ثواب کا بڑھانا اور عذاب کا کم کرنا کچھ بندون کے اختیار مین نہین جیسے کہ بہائم اور بچے اور دیوانے اِن اشیا پر اختیار نہین رکھتے ویسے ہی عاقل شخص بھی ہین اگر یون نہ سمجھیگا تو آمیزش ریاے خفی سے خالی نہوگا مگر یہ بات نہین کہ ہر طرح کی آمیزش سے ثواب باطل ہوتا ہو اور عمل بیکار جاتا ہو بلکہ اُن مین تفصیل یہ ہی۔ اب اگر کوئی یون پوچھے کہ ہم تو کسی کو نہین دیکھتے کہ اپنی طاعات کی اطلاع سے خوش نہوتا ہو تو سرور کسی طرح کا ہو سب مذموم ہی یا کچھ اچھا ہی اور کچھ برا تو اسکا جواب یہ ہی کہ سرور سب قسم کا برا نہین ہی بلکہ اُسکی پانچ قسمین ہین چار قسمین تو اچھی ہین اور ایک بری اچھی چار صورتین یہ ہین اول یہ کہ عابد کو منظور تھا کہ طاعت مخفی اور ریا اخلاص رہے مگر جب خلق کو اُسپر اطلاع ہوگئی تو اُسنے یہ جانا کہ خداوند کریم نے لوگون پر ظاہر کردیا اور میرے احوال مین سے جو بات عمدہ تھی اُسکی اطلاع فرمادی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ خداوند کریم کو میرے حال پر نظر الطاف اور حسن سلوک منظور ہی کہ گناہون کو چھپاتا ہی اور طاعت کو اظہار فرماتا ہی اور مین اُسکے درپے تھا کہ طاعت و گناہ دونون خفیہ رہین پس اس سے بڑا کون سا لطف ہوگا کہ برائی کی پردہ پوشی کی اور اچھی بات کو ظاہر کردیا تو اِس اعتبار سے کہ خداے تعالےٰ نے فضل و رحمت کی نظر سے دیکھا عابد کو سرور ہوا نہ اس جہت سے کہ لوگون نے تعریف کی اور اُنکے دلون مین جگہ ہوگئی اور اِسطرح کا سرور اچھا ہی جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہی قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا۔ تو گویا اُس سرور کی وجہ یہ ہوئی کہ عابد پر یہ ظاہر ہوا کہ مین خدا کے نزدیک مقبول ہون دوسری صورت یہ ہی کہ یہ تصور کرے کہ جیسا خداے تعالےٰ نے دنیا مین میرے گناہ چھپائے اور نیکی ظاہر کی اسی طرح قیامت مین بھی کریگا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی ما ستر اللہ علی عبد ذنبا فی الدنیا الا ستره علیہ فی الآخرۃ تو یہ سرور اسوجہ سے ہوا کہ زمانہ آیندہ مین مقبول متصور ہو گا تیسری صورت یہ ہی کہ اس طاعت کے ظاہر ہونے سے یہ گمان کرے کہ لوگ اس باب مین میری اقتدا کرینگے اور اسطرح کی طاعت بجالاوینگے تو مجکو اُسکا ثواب بڑھتا جاویگا کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو شخص کوئی امر خیر کرتا ہی اور لوگ اُسکی اقتدا کرتے ہین تو اُسکو بھی اُنکے برابر ثواب ملتا جاتا ہی اور اُنکے ثواب مین سے کچھ کم نہین کیا جاتا۔ اور ظاہر ہی کہ ثواب بڑھنے کی توقع قابل سرور کے ہی نفع کا ہونا بے شک لذیذ اور موجب سرور ہوا کرتا ہی تو اُسکو قصد اخفا کا بھی ثواب ملیگا اور اب ظاہر ہونے سے بھی ثواب کا استحقاق ہوا۔ چوتھی صورت یہ ہی کہ جن لوگون نے اسکی طاعت پر مطلع ہوکر اُسکی تعریف کی تو یہ اِسوجہ سے خوش ہوا کہ اُنھون نے مدح کرنے مین خدا کی مرضی کے موافق کام کیا کہ اُسکے مطیع کو محبوب جانا معلوم ہوا کہ اُنکے دل مائل بطاعت ہین ورنہ بعضے ایمان والے ایسے بھی ہوتے ہین کہ جب اہل طاعت کو دیکھتے ہین تو اُسکی حسد و مذمت کرتے ہین اور بغض رکھتے ہین اور اُس سے تمسخر کرتے ہین ریاکار بتاتے ہین اچھا کبھی نہین کہتے تو اسکا سرور اسی وجہ سے ہی کہ تعریف کرنے سے لوگون کا حال معلوم ہوا کہ اُنکا ایمان درست ہی اور اِس صورت مین اخلاص عابد کی علامت یہ ہی کہ اگر لوگ کسی دوسرے عابد کی تعریف کرین تو اُسکی تعریف سے بھی ویسا ہی خوش ہو جتنا اپنی تعریف سے ہوتا ہی اور قسم مذموم یعنی پانچوین صورت سرور کی یہ ہی کہ سرور اِس خیال سے ہو کہ لوگون کے دلون مین منزلت ہوگئی کہ تعریف اور تعظیم کرنے لگے اور نشست و برخاست مین مجکو مقدم سمجھنے لگے اور میرے حاجات مین کام آنے لگے تو یہ صورت سرور کی مکروہ ہی واللہ اعلم۔

پانچوان بیان اِس بات کا کہ ریاے خفی اور جلی مین سے کون کون سی صورت مین عمل باطل ہوتا ہی اور کون سی صورت مین نہین

جاننا چاہیے کہ جب بندہ کسی عبادت کو اخلاص کے ادا کرتا ہی اور پھر اسمین ریا آجاتا ہی تو تین حال سے خالی نہین یا اُس عمل سے فراغت ہونے کے بعد آتا ہی یا قبل فارغ ہونے کے یا اُسکے ساتھ ہی پس اگر بعد فراغ صرف سرور اُس عمل کے

ت کہ اللہ کے فضل سے اور اسکی مہر سے سواسی پر چاہیے خوشی کرین ۱۲ ح ۲ نہین چھپاتا ہی اللہ کسی بندے پر کوئی گناہ دنیا مین مگر کہ پوشیدہ رکھتا ہی اسکو آخرت مین ۱۲ مسلم بروایت ابوہریرہ رض ۱۲

ظاہر ہونے کا ہو بدون خود ظاہر کرنے کے تو یہ سرور مفسد عمل نہین اسلیے کہ عمل تو اخلاص پر بدون ریا کے پورا ہو چکا اب جو ریا بعد کو ہوگا تو توقع ہو کہ اسکا اثر عمل پر نہ پہونچے خصوص ایسی صورت مین کہ جاہل سنے اسکے ظاہر کرنے مین تکلف نہ کیا ہو نہ کسی سے کہا ہو نہ تمنا اسکی ظاہر ہونے و ذکر کرنے کی کی ہو بلکہ اتفاقی خداے تعالے کے ظاہر کرنے سے ظاہر ہو گیا ہو اور اس سبب سے اسکے دل پر سواے سرور محض اور کچھ اثر نہ ہوا ہو۔ ہان اگر بدون قصد ریا عمل اخلاص پر تمام ہوا ہو لیکن پھر عابد کو رغبت اسکے اظہار کی ہوئی اور لوگون سے کہہ دیا اور ظاہر کر دیا تو یہ صورت خوف کی ہی اور اخبار و آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مبطل بھی ہی چنانچہ حضرت ابن مسعود رضہ نے جب کسی شخص کو کہتے سنا کہ مین نے کل رات سورۂ بقرہ پڑھی تھی تو فرمایا کہ اس شخص کا حصہ اسمین سے یہی تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے عرض کیا کہ مین تمام عمر روزہ رکھا ہی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے نہ روزہ ہی رکھا نہ افطار ہی کیا تو بعض لوگ اس ارشاد کی وجہ یہی بتاتے ہین کہ اُسنے ظاہر کر دیا اور بعض یہ فرماتے ہین کہ اسکی وجہ یہ تھی کہ تمام عمر کا روزہ رکھنا مکروہ ہی بہر صورت یہ احتمال ہی کہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن مسعود رضہ کا اس بات پر دال ہو کہ اُس شخص کا دل عبادت کے وقت نیت ریا سے خالی نہ تھا جسکے باعث اُسنے کہکر ظاہر کر دیا اور نہ یہ امر بعید از قیاس ہی کہ جو چیز بعد عمل کے پائی جاوے اُس سے ثواب عمل جاتا رہے بلکہ قیاس کی رو سے یہ چاہیے کہ جو عمل کر چکا اُسکا ثواب پاوے اور بعد فراغت جو اس عمل سے ہنود کی اُسکا عذاب اُسکو ملے بخلاف اُس صورت کے کہ نماز یا عمل سے فارغ ہونے کے پیشتر ہی اُسکی نیت ریا کی طرف مائل ہو گئی ہو کہ اُس صورت مین البتہ ابطال نماز خواہ عمل ہو سکتا ہی لیکن جب عمل کو اخلاص کے ساتھ ادا کیا مگر اثناے ادا مین کچھ ریا بھی ہو گیا تو اُسکی دو صورتین ہین یا تو صرف سرور ہی ہو جو عمل مین کچھ تاثیر نہین کرتا اور یا ایسا ریا ہو جسکے باعث اُس عمل کو پورا کیا چاہتا ہی پس اگر دوسری قسم کا ہی تو ثواب باطل ہو جاویگا مثلاً ایک شخص نفل ادا کرتا ہو اُسوقت اُسکے پاس تماشائیون کا گذر ہوا یا کوئی بادشاہ چلا آیا اور اُسکو یہ خواہش ہوئی کہ میری طرف دیکھے یا اثناء نماز مین کوئی چیز اپنے مال مین سے یاد آئی جسکو بھولا ہوا تھا اور اُسکی تلاش کی خواہش کی اور اگر آدمی نہوتے تو نماز توڑ کر اُسکو ڈھونڈھتا لیکن اُنکی مذمت کے خوف سے نماز پوری کی تو ایسی صورت مین ثواب باطل ہو گیا اور یہ حال اگر فرض مین واقع ہو تو ایسے فرض کو از سر نو ادا کرنا چاہیے اور حدیث شریف مین ہی کہ العمل کالوعاء اذا طاب اخرہ طاب اولہ یعنی خاتمہ تک کا لحاظ ضروری ہے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جو کوئی اپنے عمل سے ایک ساعت ریا کریگا اُسکے عمل پیشتر کے باطل ہو جاوینگے اور یہ روایت اس صورت مین نماز کے باب مین وارد ہی صدقہ اور قرات پر صادق نہین اسلیے کہ صدقہ اور قرات کی ہر ہر چیز ایک شی علحدہ ہی جس حصہ پر ریا واقع ہوگا اُسمین کا باقی خراب ہو جاویگا مگر گذشتہ باطل نہین اور روزہ او حج مثل نماز کے ہین۔ اور اگر ریا ایسی طرح آیا ہی کہ ثواب کے لیے عمل کے پورا کرنے کا مانع نہین مثلاً اثناے نماز مین کچھ لوگ آئے اور یہ اُنکے آنے سے خوش ہوا اور اُنکے دیکھنے کے باعث نماز کو درستی سے ادا کرنے کا قصد اور اگر لوگ نہ آتے تب بھی نماز کو پورا کرتا اس صورت مین ریانے عمل مین اثر کیا کہ باعث حسن حرکات نماز کا ہوا لیکن یہ اثر اگر اتنا غالب ہو جاوے کہ اسکے غلبہ مین اُس عمل کا عبادت ہونا اور نیت ثواب پر ادا کرنا معلوم نہوا بلکہ قصد عبادت و ثواب اُس قصد ریا مین چھپ جاوے تو اس قسم کا ریا بھی مفسد عبادت ہو بشرطیکہ عبادت کا کوئی رکن اسی حال پر ادا ہو جاوے اسواسطے کہ نیت سابقہ جو شروع کے وقت کی تھی اُسمین ہمارے نزدیک یہ شرط ہی کہ کوئی نیت ایسی نہ پیش آوے جو اُسپر غالب ہو کر اُسکو چھپا دے۔ اور ایک احتمال یہ بھی ہی کہ عبادت فاسد نہو اس لیے کہ پہلی نیت اور اصل قصد ثواب باقی ہی گو کسی دوسرے قصد کے ہجوم سے ضعیف ہو گیا ہو۔ اور حارث محاسبی عبادت کا فاسد ہونا ایسے امر مین تجویز کرتے ہین کہ وہ اس سے بھی سہل ہی اُنکا قول یہ ہی کہ جب عابد نے لوگون کی اطلاع سے صرف سرور کا قصد کیا یعنے ایسا سرور جو مثل محبت جاہ و منزلت کے ہوتا ہی تو اس باب مین لوگون کا اختلاف ہی ایک گروہ تو اس طرف ہی کہ اُس

عمل باطل ہوگیا اسواسطے کہ اُسنے پہلے قصد یعنی اخلاص کو توڑکر مخلوق کی حمد کی طرف میلان کیا اور عمل کو اخلاص پر پورا نہ کیا عمل کی تمامی خاتمے ہی سے ہوتی ہی پھر حارث فرماتے ہین کہ مین نہ تو قطعی اس عمل کو باطل کہتا ہون اور نہ بالکل باطل ہونے سے مامون ہون لوگون کا اختلاف اس باب مین مجھے پہلے سے معلوم ہی الا میرے نزدیک ترجیح اسی کو ہی کہ اگر عمل کو ریا پر تمام کیا ہی تو عمل باطل ہی اور اگر کوئی کہے کہ حضرت حسن بصری رحنے فرمایا ہی کہ دو رکعتون مین سے جب اول خدا کے واسطے ہوگئی تو دوسری ضرر نہ کریگی اور ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین عمل خفیہ کرتا ہون اور یہ نہین چاہتا کہ لوگون کو اسکی اطلاع ہو مگر اُنکو اطلاع ہو جاتی ہی تو مین خوش ہوتا ہون آپنے ارشاد[۱] فرمایا کہ تجکو دو ثواب ملینگے ایک خفیہ دوسرا علانیہ تو معلوم کرنا چاہیے کہ حضرت حسن بصری رح کی مراد ضرر سے یہ ہی کہ خطرہ مضر اور مفسد عمل کا نہین جب کسی طور کا خطرہ آجاوے تو اُس سے عمل کو ترک نہ کرے اُنھون نے یون نہین فرمایا کہ اگر بعد عقد اخلاص کے عقد ریا ہوگا تب بھی ضرر نہین کریگا اور حدیث کی تاویل مین حارث رحنے بڑی تقریر بیان کی ہی جسکا حاصل تین وجہون کی طرف رجوع کرتا ہی اول یہ کہ حدیث مین یہ مذکور نہین کہ عمل سے فارغ ہونے کے پیشتر سائل کو سرور ہوتا تھا تو احتمال ہی کہ بعد فراغت سرور ہوتا ہو۔ دوسری یہ کہ سرور سے مراد وہ سرور ہی جو شرعاً محمود اور عمدہ ہی جنکا بیان اوپر گذرا محبت تعریف و منزلت کا سرور مراد نہین اسلیے کہ اس سرور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ثواب کا ارشاد فرمایا ہی اور محبت محمدت کے سرور پر کسی فرقہ کے نزدیک ثواب مترتب نہین غایت یہ کہ اسطرح کا سرور معاف فرمایا جاوے اُسپر ثواب کا قائل کوئی نہین اور یہ ہو بھی نہین سکتا کہ مخلص کو تو ایک ثواب ہو اور ریاکار کو دو ہون۔ تیسری یہ کہ راویان حدیث حضرت ابوہریرہ رضہ تک متصل نہین ہین اکثر ان مین سے اس حدیث کو ابو صالح پر موقوف کہتے ہین گو بعض لوگ مرفوع بھی بتلاتے ہین نظر برین عام حدیثین جو ریا مین وارد ہین اُنھین پر عمل کرنا بہتر ہی یہ قول حارث کا ہی غرضکہ اُنھون نے یقینی حکم نہین لکھا بلکہ اپنا غالب ظن عمل کے باطل ہونے پر ظاہر کیا ہی۔ اور ہمارے نزدیک قرین قیاس یہ ہی کہ اس مقدار کا سرور کہ جسکی تاثیر عمل مین نہو بلکہ عمل تو صرف دین ہی باعث صادر ہوا ہو اور سرور محض اطلاع کے سبب ہوگیا ہو مفسد عمل نہین کیونکہ اُسکی جہت سے اصل نیت منعدم نہین ہوئی اور وہی نیت عمل پر باعث رہی اور اُسی کے سبب عمل تمام ہوا اور جو اخبار کہ ریا کے باب مین وارد ہین وہ اُسی صورت مین ہین کہ عمل سے صرف مخلوق ہی کا قصد کیا ہو اور جو شرکت مین وارد ہین اُنسے یہ مراد ہی کہ قصد ریا مساوی قصد ثواب کے یا اُس سے غالب ہو مگر جس صورت مین کہ قصد ریا ضعیف ہو ثواب صدقہ اور تمام اعمال کا بالکلیہ باطل نہین ہوتا اور نہ نماز مین فساد آنا چاہیے لیکن اس مین یہ اعتراض ہوسکتا ہی کہ عابد پر نماز خالص لوجہ اللہ واجب ہوتی تھی اور خالص اُسکو کہتے ہین جسمین کسی طرح کی آمیزش نہو پس جب اس قسم کے ریا کی آمیزش ہوگی تو جو امر واجب تھا وہ ادا نہوگا واللہ اعلم اور باب الاخلاص مین ہمنے یہان سے زیادہ تقریر لکھی ہی جسکو منظور ہو وہ وہان دیکھ لے یہ حال اُس ریا کا تھا جو بعد نیت عبادت خواہ قبل فراغ یا بعد فراغ عارض ہو۔ اب تیسری قسم کو سننا چاہیے یعنے جسمین عین نیت عبادت کے ساتھ ہی قصد ریا کا ہو پس اگر سلام پھیرنے تک اسی قصد پر جما رہیگا تو اس نماز کا کچھ اعتبار نہین سب کے نزدیک اُسکو قضا کرنا چاہیے اور اگر عین نماز پڑھنے مین تمام ہونے سے پہلے نادم ہوکر استغفار کریگا اور حالت اصلی پر رجوع کریگا تو ایسی صورت مین تین قول ہین بعض یہ کہتے ہین کہ چونکہ اس شخص نے بقصد ریا نماز کو شروع کیا تھا اسلیے وہ منعقد ہی نہین ہوئی تھی تو از سر نو نیت کرنی چاہیے۔ اور بعض یہ کہتے ہین کہ ایسے شخص کے افعال صحیح نہین ہوے اصل نیت نماز کی باقی ہی اسلیے جتنے رکوع اور سجدے کیے ہین اُنکو دوبارہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ نیت تحریمہ ایک عقد ہی اور ریا ایک خاطر قلبی کا نام ہی کہ اُس سے اصل نیت کا عقد ہونا معدوم نہین ہوتا۔ اور بعض یہ کہتے ہین کہ اُس شخص کو کسی چیز کا دوبارہ ادا کرنا ضرور نہین بلکہ اپنے دل مین استغفار کرکے عبادت کو اخلاص پر تمام کرے اسلیے کہ اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہی اگر اخلاص سے شروع کرتا

اور ریا

[۱] [illegible] ۱۲

اور ریا پر تمام کرتا تو عمل باطل ہوجاتا تھا اسیطرح بیان اُسکا عکس ہی کہ ریا سے شروع کیا اور اخلاص پر تمام تو باطل نہونا چاہیے اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ سفید کپڑے پر نجاست عارضی لگ جاوے جب وہ نجاست عارضی دور کیجاویگی پھر حالت اصلی پر عود کرے گا اور چونکہ نماز مین رکوع و سجدہ غیر اللہ کے لیے نہین ہوتا اسواسطے کہ اگر غیر کے واسطے سجدہ کریگا تو کافر ہوجائیگا بلکہ اُسپر ایک ریا عارضی آگیا تھا جو توبہ اور ندامت سے جاتا رہا اور ایسے حال مین ہوگیا کہ اب لوگون کی تعریف و مذمت کی کچھ پروا نہین تو اسی وجہ سے نماز درست ہوئی۔ اور ہمارے نزدیک یہ دونون پچھلے قول قیاس فقہی کے قطعاً مخالف ہین خاصکر جو لوگ یہ کہتے ہین کہ صرف رکوع اور سجدون کو اعادہ کرنا چاہیے تکبیر تحریمہ کی از سر نو کرنے کی کچھ ضرورت نہین اسواسطے کہ اگر مثلاً رکوع اور سجدہ درست نہین ہوا تو نماز مین افعال زائد ہوگئے جو مفسد نماز ہین پھر نماز کا نہ فاسد ہونا کسطرح ہوسکتا ہی۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر اخلاص پر تمامی نماز کی ہوئی تو بلحاظ خاتمہ کے نماز صحیح ہونی چاہیے یہ بھی ضعیف ہی اسواسطے کہ ریا نیت کا مخل ہی اور احکام نیت کے مراعات شروع نماز مین بطریق اولی چاہیے پس جو صورت کہ بموجب قیاس فقہ درست ہو یہ ہی کہ اگر باعث اُس عبادت کا صرف ریا ہی طلب ثواب سے کچھ غرض نہین نہ اطاعت امر الٰہی سے سروکار تو اسصورت مین شروع تحریمہ ہی ٹھیک نہین ہوا اسکے بعد جو افعال کریگا وہ بھی درست نہونگے مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص اگر اکیلا ہوتا تو نماز نہ پڑھتا اگلا جب لوگون کو دیکھا تو نیت باندھ لی یا یہ کہ اُسکے کپڑے نجس ہین مگر لوگون کے خوف سے نماز پر کھڑا ہوگیا تو یہ ایسی نماز ہی کہ اسمین نیت ہی نہین کیونکہ نیت تو اس کا نام ہی کہ باعث دین کے حکم کو ماننے یہان نہ باعث ہی ہی نہ قبول کرنا حکم کا پایا جاتا ہی ہان اگر ایسی صورت ہو کہ لوگ نہوتے تب بھی نماز تو پڑھتا مگر اُنکے ہونے پر رغبت اُنکے اچھا کہنے کی بھی ہوگئی تو یہان دو باعث جمع ہوتے ہین پس اگر ایسی صورت صدقہ اور تلاوت وغیرہ امور مین ہو جنہین تحریم اور تحلیل نہین تب تو اُسنے باعث ریا کے اطاعت سے نافرمانی کی اور باعث ثواب کے اطاعت سے فرمان پذیری کی اور از انجا کہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ واقع ہی تو اسی لیے جسقدر اُسکی نیت صحیح ہوگی اُسقدر ثواب پاویگا اور جسقدر نیت فاسد ہوگی اُسقدر عذاب اور ایک کے ہونے سے دوسری بیکار نہوگی اور اگر ایسی صورت نماز مین واقع ہوگی جو نیت کے خلل پڑنے سے فاسد ہوجاتی ہی تو اُسکی بھی دو صورتین ہین یا نفل مین ہوگی یا فرض مین نفل کا حال تو صدقہ کا سا ہی کہ ایک وجہ سے اطاعت اور ایک وجہ سے نافرمانی پائی جاتی ہی اسلیے کہ اُسکے دل مین دو باعث موجود ہین اور یہ کہ نہین سکتے کہ اُسکی نماز درست نہین اور نہ اُسکا اقتدا درست ہی مثلاً کسی شخص نے نماز تراویح ادا کی اور قراین حال سے معلوم ہوا کہ اُسکا قصد صرف حسن قرأت کو ظاہر کرنے کے لیے تھا اگر لوگ جمع نہوتے اور یہ شخص اپنے گھر مین اکیلا ہوتا تو تراویح نہ پڑھتا تو نہین کہ سکتے کہ ایسے کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہین اسلیے کہ ایسا گمان کرنا بعید ہی بلکہ مسلمان پر تو یہی گمان ہوگا کہ یہ نماز نفل سے قصد ثواب رکھتا ہی اور اسی قصد کے اعتبار سے اُسکی نماز بھی صحیح ہی اور اُسکے پیچھے نماز پڑھنی بھی درست ہی گو قصد ثواب کے ساتھ کوئی اور قصد بھی ہو جسکے سبب اُسکو گنا ہوا ہو۔ اور اگر دو باعث نماز فرض مین جمع ہون اور دونون باعث جُدا جُدا مستقل نہون بلکہ دونون ملکر باعث عبادت ہوتے ہون تو اس صورت مین واجب اُسکے ذمہ سے ساقط نہوگا کیونکہ باعث وجوب کا اُسکے حق مین خالی اور بطور مستقل نہین پایا گیا اور اگر ہر ایک باعث مستقل ہو یعنی مثلاً اگر باعث ریا نہوتا تب بھی فرض ادا کرتا اور اگر باعث فرض نہوتا تو ریا کے لیے نفل ادا کرتا یہ صورت محل تامل ہی اور اسمین کئی احتمال ہین ایک احتمال تو عدم جواز کا ہی کر یون کہا جاوے کہ اسکے ذمہ واجب نماز خالص لوجہ اللہ تھی لیکن واجب خالص کا ارادہ نہین کیا اور ایک احتمال جواز ہی یعنے یہ کہین کہ واجب امتثال امر ایک باعث مستقل سے ہی اور وہ یہان موجود ہی دوسرے باعث کا اُسمین ملجانا اُسکے ذمہ سے سقوط فرض کا مانع نہین جیسے اگر نماز غصب کے گھر مین پڑھ لے کہ اسصورت مین البتہ اس بات کا گناہ ہی کہ غصب کے گھر مین پڑھی مگر چونکہ اصل نماز پڑھنے مین اطاعت پائی گئی اسلیے فرض

ف جس نے ذرہ برابر بھلائی کی ہوگی وہ اُسکو دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اُسکو دیکھ لیگا ١٢

ذمہ سے ساقط ہوا۔ غرضکہ اصل نماز کے اگر باعث مختلف ہونگے تو اُنہین احتمال بھی مختلف ہونگے لیکن جس صورت مین کہ اصل نماز مین تو ریا نہو صرف مبادرت مین ہو مثلاً کوئی شخص نماز جماعت کے واسطے اول سبقت کرے اور اگر اکیلا ہوتا تو اول وقت نہ پڑھتا اوسط وقت تک تاخیر کرتا یا اگر فرض نہوتی تو صرف ریا کی جہت سے نماز کی ابتدا نہ کرتا تو ایسی صورت مین یقیناً نماز صحیح ہی اور فرض ذمہ پر نہین رہتا کیونکہ جو باعث اصل نماز کے ادا کا ہی اسمین کوئی دوسری چیز مخالف نہین بلکہ وقت کے تعیین مین قصد ریا واقع ہوا اس سے نیت اصل نماز مین خلل واقع ہونا بہت بعید ہی یہ اُس ریا کا حکم ہی جو عمل کا باعث ہوا کرتا ہی لیکن سرور محض لوگون کے مطلع ہونے سے جبتک اُسکی تاثیر اتنی نہوگی کہ عمل مین اثر کر جاوے تو اُس سے نماز کا فاسد ہونا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی یہ بیان ہمارے نزدیک قانون فقہ کے موافق معلوم ہوتا ہی اور مسئلہ واقع مین دقیق ہی اسواسطے کہ فقہا نے تو فقہ مین اسکو کچھ لکھا نہین اور جن لوگون نے اسمین خوض کر کے کچھ تصرف کیا ہی اُنھون نے صحت وفساد نماز مین قوانین فقہ اور فقہا کے اقوال کا لحاظ نہین کیا بلکہ تصفیۂ قلوب اور طلب اخلاص کے سبب ادنی خطرون سے عبادتون کا فاسد ہونا لکھدیا اور ہمنے جو کچھ لکھا ہی وہ ہماری دانست مین قول فصیل ہی واللہ اعلم۔

چھٹا بیان ریا کی دوا کا اور وقت ریا دل کے علاج کا طریق۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ ریا بڑی مہلک چیز ہی اوس سے اعمال باطل ہو جاتے ہین خدا کے نزدیک سبب غصہ کا ہوتا ہی تو جس چیز کا حال ایسا ہو اُسکے دور کرنے کے لیے مستعد ہونا مناسب بلکہ ضروری ہی اگرچہ کتنا ہی مجاہدہ اور مشقت پڑے اسلیے کہ مثل مشہور ہی ؎ کہ داروے تلخست دفع مرض + اور یہ ایسا مجاہدہ ہی کہ سب بندون کو اسکی حاجت ہوتی ہی کیونکہ لڑکا شروع مین عقل وتمیز کم رکھتا ہی لوگون کو آنکھ سے جیسا دیکھتا ہی ویسا ہی خود بھی کرنے کی طمع رکھتا ہی جب وہ لوگون کو دیکھتا ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کے واسطے تصنع اور بناوٹ کرتے ہین تو اُسکے دل مین اُس تکلف کی محبت غلبہ پاکر مستحکم ہو جاتی ہی اور اس بناوٹ کا مہلک ہونا اُسکو جب معلوم ہوتا ہی جب عقل کمال کو پہونچتی ہی مگر اُسوقت تک ریا اُسکے دل مین ریشہ دوانی کر چکی ہی اسلیے بدون محنت شاقہ اور مجاہدہ شدیدہ کے اُس کا قلع وقمع نہین کر سکتا غرضکہ اس مجاہدہ سے کوئی شخص خالی نہین سب کو اسکی احتیاج ہی اور یہ اول اول شاق معلوم ہوتا ہی اور آخر کو خفیف وآسان ہو جاتا ہی اور اُسکے علاج کی دو صورتین ہین اول تو یہ کہ اُسکے اصول اور عروق کی بیخ کنی کیجاوے جنسے کہ وہ پیدا ہو جاتا ہی دوسری صورت یہ کہ ریا سے جو سر دست خطرہ ہوتا ہی اُسکو دور کیا جاوے صورت اول یعنی بیخ کنی ریا کے اصول واسباب کی وہ اس بات پر موقوف ہی کہ اُسکے اصول واسباب معلوم ہو وین پس جاننا چاہیے کہ اصل ریا کی محبت جاہ ومنزلت کی ہی اور اگر اُسکو مفصل بیان کیا جاوے تو تین اصل نکلتی ہین اول لذت تعریف کی محبت دوم رنج مذمت کی نفرت سوم طمع لوگون کے قبضہ مین کی چیزون کی یہی چیزین سبب ریا کا ہوتی ہین اور ریا کار کو اُبھارتی ہین چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث اسکی شاہد ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی حمیت کے واسطے اور اپنے رتبہ کے معلوم کرانے کے واسطے اور ذکر کے واسطے لڑتا ہی حمیت کے معنی یہ ہین کہ اُسکو اس بات کی غیرت آتی ہی کہ خود مغلوب ہو جاوے یا کوئی دوسرا مغلوب ہونے سے اُسکو برا کہے اور رتبہ کے معلوم کرانے سے غرض یہ ہی کہ لذت جاہ اور دلون مین جگہ کرنے کی طلب کرتا ہی اور ذکر سے مراد زبانی تعریف کی خواہش ہی یعنی جہاد ان تین غرضون سے ہوتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا[1] من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ جب دونون صفین جہاد مین بھڑتی ہین فرشتے اُترتے ہین اور لوگون کو اُنکے مراتب کے بموجب لکھتے ہین کہ فلان شخص ذکر کے واسطے جہاد کرتا ہی اور فلان شخص ملک کے لیے لڑتا ہی ملک کے لیے لڑنے مین اشارہ طمع دنیاوی پر ہی۔ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ لوگ کہنے لگتے ہین کہ فلان شخص شہید ہی اور شاید اُسنے اپنے زین کی دونون تھیلیان چاندی سے بھری ہون۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من[2]

[1] ح البخاری ومسلم نے نقل کی ہو ۱۲ ح ۲ جو شخص لڑے اسلیے کہ کلمہ اللہ کا برتر ہو تو وہ خدا کی راہ مین ہو ۱۲ ح ۳ جو شخص لڑنے نہ چاہتا ہو گر سی اونٹون کے باندھنے کی یعنی مواشی کی طمع پر جہاد کرے تو اُسکے لیے وہ چیز ہی جو نیت کرے ۱۲ نسائی کی حدیث ہی ۱۲

غزالا ینبغی الّا عقالا فلہ ما نوی اس سے بھی اشارہ طمع کی طرف پایا جاتا ہی۔ اور بعض اوقات آدمی کو خواہش حمد اور طمع نہین ہوتی الا رنج مذمت سے بچتا ہی مثلاً کوئی بخیل اگر سخی لوگون مین ہو جو بہت بہت مال خیرات کر رہے ہون وہ بھی کچھ تھوڑا سا دے دیتا ہی تاکہ کوئی بخیل نہ کہے اسکو حمد کی طمع نہین ہی اسواسطے کہ اُس سے بڑھکر تو اور لوگ ہین پس مذمت کے خوف سے اتنا دیتا ہی یا کوئی نامرد بہادر دن مین ہو تو جماعت سے بھاگتا نہین تاکہ کوئی بُرا نہ کہے اور حمد کی طمع کرتا نہین کیونکہ حملہ کرنے والے تو اور لوگ ہین لیکن جب مہت مایوس ہوا تو مذمت ہی کو بُرا سمجھا یا کوئی شخص ایک ایسی جماعت مین رہے جو رات بھر نماز پڑھین تو وہ بھی تھوڑی سی رکعتین پڑھ لیتا ہی کہ کوئی کاہل نہ کہے حالانکہ حمد کی طمع نہین بعض اوقات آدمی لذت حمد پر تو صبر کرسکتا ہی مگر مذمت کے رنج پر صبر نہین کرسکتا اسی جہت سے بعض شخص بے علم فتوے دے دیتے ہین اور باوجود حاجت کے دوسرے سے نہین پوچھتے اور دعویٰ حدیث دانی کا کرتے ہین حالانکہ خاک نہین جانتے یہ سب اسی لیے ہی کہ کوئی جاہل نہ کہے اسکی برداشت اُنسے نہین ہوسکتی غرضکہ یہی تین امور مذکورۂ بالا ریاکار کو باعث ریا ہوتے ہین اور اسکا علاج اس باب کے قسم اول مین مجملاً ذکر ہوچکا ہی اب ہم ذکر اُس علاج کا کرتے ہین جو ریا کے لیے مخصوص ہی مخفی نہ رہے کہ انسان جو کسی شی کی خواہش کرتا ہی تو یہ گمان کرلیتا ہی کہ وہ شی اُسکے لیے حال مین یا مآل مین بہتر اور مفید لذیذ ہی بس اگر اُسکو یہ معلوم ہو جاوے کہ گو سردست اس شی مین لذت ہی مگر آگے کو نقصان ہوگا تو اُسپر اُس شی کی رغبت نہ کرنی سہل ہو جاتی ہی مثلاً کسی شخص کو معلوم ہی کہ شہد مزہ دار ہی تو اسکی رغبت کرتا ہی اگر جب یہ جان لے کہ اسمین زہر ملا ہی تو پھر اُسکی طرف رغبت نہ کریگا اسیطرح ریا کی رغبت کے علیحدہ کرنے کا یہ طریق ہی کہ اسکی مضرت کو پہچاننا چاہیے جب بندہ کو اسکا ضرر معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے سبب دل کی صلاحیت جاتی رہتی ہی اور دنیا مین توفیق اور آخرت مین منزلت سے محروم ہوتا ہی اور نہایت غصہ اور عذاب شدید کا مستحق ہوتا ہی اور قیامت مین کھلا کھلی رسوائی ہوگی جب پکارا جاویگا او بدکار او مکار او ریاکار تجھے شرم نہ آئی خدا کی طاعت کے بدلے دنیا کا اسباب مول لیا بندون کے دلون کی حفاظت کی اور خدا کی عبادت سے استہزا کیا بندون کے نزدیک محبوب بنا اور خدا کے نزدیک مبغوض اُنکے واسطے آرائش مین رہا اور خدا کے لیے آلایش مین اُنکے پاس ہوتا گیا اور خدا سے دور اُنکے نزدیک محمود بنا اور خدا کے نزدیک مردود اُنکی رضا کا طالب ہوا اور خدا کے غصہ کا خواہان کیا تیرے نزدیک خدا سے زیادہ حقیر اور کوئی نہ تھا پس جب آدمی اس رسوائی کو تامل کرے اور جو کچھ بندون سے اسکو حاصل ہوتا ہی مع زینت دنیاوی کے اس نقصان کے مقابل کرے جو آخرت مین ہوگا کہ ثواب اعمال جاتا رہیگا تو اُسکے نزدیک ریا نہایت حقیر ہو جاویگا اعمال کے ثواب کا فوت ہو جانا کچھ تھوڑا ضرر نہین کیا عجب ہی کہ ایک ہی عمل خالص سے پلہ حسنات جھک جاوے اور جب اُسکو ریا کے سبب فاسد کر دیا تو وہ بدی کے پلہ مین رکھدیا جاویگا جسکے باعث بدی کا پلہ جھک جاویگا اور دوزخ مین پڑیگا معاذ اللہ منہا اگر ریا سے ایک ہی عبادت بیکار ہو جاتی تب بھی ضرر بہت تھا گو اور حسنات کے باعث پلہ جھکا ہی رہتا کیونکہ اگر عبادت بیکار نہوتی اور نیکی مین شمار ہوتی تو ایک نیکی سے خدا کے نزدیک علو رتبہ نبیین اور صدیقین کے زمرہ مین حاصل ہوتا اور ریا کے سبب اُنکے درجے سے اُتر کر اور اولیا کے درجے کی جوتیون کی صف مین جا پڑا یہ نقصان تو دینی ہوا دنیا مین جُدا دل پریشان رہا کہ لوگون کے قلوب کی رعایت کرنی پڑی اور اُنکی رضامندی کی کوئی حد نہین کیونکہ جو باتین ایسی ہین کہ ایک فریق اُنسے خوش ہین دوسرا فریق ناخوش ہی بعضے لوگ جب راضی ہوتے ہین جب دوسرے ناراض ہون اور جو شخص خلق کی رضا جوئی خدا کے غضب پر اختیار کرتا ہی خدا تعالے خود بھی ناراض ہوتا ہی اور لوگون کو بھی اُس سے ناراض کردیتا ہی پھر لوگون کی مدح کی جہت سے خدا تعالے کو ناراض کرنے سے کیا فائدہ ہی کچھ اُنکی تعریف سے رزق اور زندگی نہین بڑھتی نہ قیامت کے فقر و فاقہ مین اُنکی تعریف کام آویگی۔ اور لوگون کے پاس کی چیزون پر طمع رکھنے کا یہ علاج ہی کہ یون جان لے کہ دینے اور نہ دینے پر دلون کا آمادہ کرنا خدا کے قبضے مین ہی لوگ اسمین بےبس ہین رازق سوائے خدا تعالے کے کوئی نہین اور جو شخص خلق سے

طمع رکھتا ہی وہ خالی ذلت اور حرمان سے نہین ہوتا اور اگر بالفرض مراد کو بھی پہونچتا ہی تو احسان اُٹھانا پڑتا ہی اور دوسرون کی نظرون مین حقیر ہونا پڑتا ہی تو ثواب آلہی کو ایسی جھوٹی توقع اور وہم فاسد کے بدلہ مین کس طرح چھوڑین جو کبھی ملے کبھی نہ ملے اور اگر ملے تو ملنے کی خوشی اتنی نہ ہوگی جتنا احسان اُٹھانے اور ذلیل ہونے کا رنج ہوگا۔ اور لوگون کے برابر کہنے کا خوف کرنا بھی لاحاصل ہی اُنکی مذمت سے کیا نقصان زیادہ ہوجاویگا جو کچھ اللہ تعالےٰ نے لکھ دیا ہی وہی ہوگا نہ موت جلدی آویگی نہ رزق مین تاخیر ہوگی نہ دوزخی ہوگا اگر پہلے سے بہشتی ہی نہ خدا کے نزدیک بُرا ہوگا اگر پہلے سے نیک ہی نہ اُسکا غصہ زیادہ ہوگا بندون کا تو حال یہ ہی لا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوٰۃ ولا نشورا پھر اُنکی بُرائی سے کیا ہوتا ہی اُنکے اختیار مین کچھ نہین پس حب آفت اِن اسباب ریا کی اور اُنکا ضرر دل مین ٹھن جاویگا تو ریا کی رغبت بھی سست پڑجاویگی اور دل متوجہ الی اللہ ہوگا اسلیے کہ عاقل ایسی چیزون کی رغبت نہین کیا کرتا جنین ضرر تو زیادہ ہو اور نفع کم اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہی کہ اگر لوگون کو ریاکار کے باطن کا حال معلوم ہوجاوے کہ دل مین ریا کرتا ہی اور ظاہر مین اخلاص تو سب کے نزدیک بُرا ٹھہرے اور یہ بات چھپی نہین رہتی خداے تعالےٰ کبھی نہ کبھی اُسکا بھید کھول ہی دیتا ہی اُسوقت لوگون کے نزدیک بھی مبغوض ہوجاتا ہی اللہ کے نزدیک تو پہلے ہی سے تھا اور اگر خدا کے واسطے اخلاص کرے تو خداے تعالےٰ اُسکے اخلاص کو لوگون پر ظاہر فرما کر اُنکو اسکا مسخر کردیتا ہی کہ اُسکو محبوب جاننے لگتے ہین اور مدح وثنا کرتے ہین باوجودیکہ اُنکی مدح سے کچھ فائدہ نہین نہ اُنکی بُرائی سے کچھ نقصان جیسے کہ بنی تمیم کے ایک شاعر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا تھا کہ اِن مدحی زین ‎+‎ واِنّ ذمی شین ‎+‎ یعنے میری تعریف آدمی کی زینت ہی اور بُرا کہنا اُسکے حق مین معیوب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو ارشاد فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہی یہ شان اُس معبود کی ہی جسکے سوا کوئی معبود نہین یعنی خدا اگر تعریف کرے تو البتہ زینت ہی اور اُسکے بُرا کہنے سے بے شک عیب لگتا ہی آدمی کی تعریف و مذمت سے کچھ نہین ہوتا مثلاً اگر آدمی خدا کے نزدیک بُرا اور دوزخی ہی تو لوگون کی تعریف سے کیا بہتری ہوجاویگی اور اگر اُسکے نزدیک مقرب اور نیک ہی تو لوگون کی ہجو سے کونسی بُرائی ہوجاویگی غرضکہ جو شخص اپنے دل مین آخرت کو حاضر جانیگا اور وہان کی نعمتین پائدار اور خدا کے نزدیک بلند مراتب یاد کریگا اُسکے نزدیک یہ اشیا خلق کی ہیچ معلوم ہونگی جنمین صدہا طرح کی کدورات ملی ہین اور ہمہ تن اُسکا دل متوجہ الی اللہ ہوجاویگا اور ریا کی ذلت سے نجات پاویگا اور اُسکے اخلاص سے ایسا نور دل پر پیدا ہوگا جس سے اُسکا سینہ کھل جاویگا اور اُس سے ایسے لطیف مکاشفات معلوم ہونگے جنسے خداے تعالےٰ کے ساتھ اُنس و محبت اور خلق کے ساتھ وحشت و نفرت بڑھے اور دنیا کی حقارت اور آخرت کی عظمت نظرون مین جچے اور خلق کی جگہ دل مین نرہے اور سبب ریا بالکل منقطع ہو اخلاص کی راہ طے کرنی آسان معلوم ہو یہ بیان اور وہ امور جو پہلی قسم مین اِس باب کے ہم لکھ چکے ہین علمی علاج ہی جس سے ریا کی جڑ جاتی رہتی ہی اور دواے عملی یہ ہی کہ اپنے نفس کو عبادات کے پوشیدہ ادا کرنے کا عادی کرے اور اُنکو ایسا چھپاوے جیسا کہ بُرائیون کو چھپاتے ہین یہانتک کہ صرف خداے تعالےٰ کے علم و اطلاع پر قانع ہوجاوے غیر اللہ کی اطلاع کی طلب دل مین نرہے۔ روایت ہی کہ ابی حفص آہنگر رحہ کے مریدون مین سے کسی نے اُنکے جلسے مین دنیا اور اہل دنیا کی مذمت کی اُنھون نے فرمایا کہ تو نے وہ بات ظاہر کی جسکو خفیہ رکھنا چاہیے تھا اب سے بعد ہمارے پاس نہ بیٹھنا اِس سے معلوم ہوا کہ اسقدر ظاہر کرنے کی بھی اجازت نہ دی اسی لیے کہ دنیا کی مذمت کے ضمن مین زہد کا دعویٰ پایا جاتا ہی بہرحال ریا کی دوا امثال خفیہ رکھنے عبادات کے اور کوئی نہین اور شروع مجاہدہ مین یہ شاق معلوم ہوتا ہی لیکن جب اُسپر چند روز بروز صبر کرتا ہی تو اُسکی دشواری آسان ہوجاتی ہی اور خدا کی عنایت اور حسن توفیق جس سے وہ اپنے بندون کی تائید کرتا ہی اُسکے شامل حال ہوتی ہی دیکھو خود فرماتا ہی اِن اللہ لا یضیع اجر المحسنین آیۃ اور واِن تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما آیۃ تو بندے کو مجاہدہ کرنا چاہیے ہدایت کام اُسکا ہی دروازہ کا دستک دینا بندہ کا کام ہی اور اُسکا کھولنا خدا کا کام اُسی کا ہو رہنا چاہیے حتے اکہ سراوقات جلال سے آواز آنے لگے ے قبولست گرچہ ہنر

ینستش + کہ جز ناپناہے وگرمیتش + دوسری صورت جو خطرہ ریا کا کہ اثنا ے عبادت مین آوے اسکو دور کرنا بھی سیکھنا چاہیے کیونکہ جو شخص نفس پر جہاد کرکے اپنے دل مین سے ریا کا استیصال کرتا ہو اس طرح کہ طمع کو قطع کرکے قانع ہوتا ہو اور اپنے آپ کو لوگون کی نظرون سے گرا دیتا ہو اور اُنکی تعریف ومذمت کو ہیچ سمجھنے لگتا ہو تو اُسوقت شیطان اُسکو عبادت مین خالی اور بے فکر نہین چھوڑتا یا کہ ریا کے خطرات پیش کرتا ہو اور اُسکے وسوسے علٰحدہ نہین ہوتے نہ ہوا ے نفسانی بالکل نابود ہو اسلیے مستعد ہونا ریا کے خطرات دور کرنے کے لیے بہت ضروری ہی اور خطرات ریا کے تین ہین بعض اوقات تو سب کے سب ایکبارگی آتے ہین اور گویا ایک ہی خطرہ معلوم ہوتا ہو اور بعض اوقات بتدریج ایک دوسرے کے بعد آتے ہین اول تو واقف ہونا لوگون کی اطلاع پر اور اُنکی اطلاع کی آرزو کرنی اسکے بعد نفس کی رغبت اُنکی مدح کے لیے اور اُنکے نزدیک منزلت ہونے کے پیدا ہونی اسکے بعد نفس کا اسکو قبول کرنا اور دل کا اُسکے ثبوت پر عقد کرنا اُن مین سے اول کا نام تو معرفت ہو اور دوم کا نام حالت جسکو شہوت ورغبت بھی کہتے ہین اور تیسرے کا نام عزم اور ارادہ کا مضبوط کرنا ہو اور ان سب مین سے خطرۂ اول کے دفع کرنے کے لیے نہایت قوت چاہیے کہ پیشتر دوسرے خطرے ہونے کے وہ دور ہو جاوے مثلاً جب عابد کو معرفت اطلاع خلق یا اُنکے مطلع ہونے کی آرزو کا خطرہ ہو تو اُسکو یون کہکر دفع کرے کہ مجھکو خلق سے کیا غرض ہو وہ جانین یا نہ جانین خدا ے تعالٰی تو جانتا ہی ہو دوسرے کے جاننے سے کیا فائدہ ہوگا پس اگر رغبت لذت حمد کی جوش کرے تو جو آفتین ریا کی دل مین جمی ہین اُنکو یاد کرے کہ قیامت مین خدا کے نزدیک مبغوض ہونا پڑیگا اور جب اعمال کی زیادہ حاجت ہوگی اُسوقت اُنسے محروم رہونگا تو جسطرح کہ اطلاع خلق کے واقف ہونے سے شہوت اور رغبت پیدا ہوتی ہو اسیطرح آفت ریا کی معرفت سے کراہت ونفرت اُسکے مقابل ہوتی ہو رغبت تو اس بات کو چاہتی ہو کہ اسکو قبول کرنا چاہیے اور نفرت چاہتی ہو کہ انکار کرنا چاہیے پس جو اُن مین سے غالب اور قوی زیادہ ہوگی نفس اُسی کی پیروی کرے گا اس سے معلوم ہوا کہ خطرات ریا کے دفع کے لیے تین امور ضروری ہین اول معرفت ریا کی دوم اُسکی شہوت سے نفرت کرنا سوم انکار کرنا اور آدمی کبھی عبادت بعزم اخلاص شروع کرتا ہو پھر اُسکو ریا کا خطرہ آتا ہو تو اُسکو قبول کرلیتا ہو اُسوقت اُسکو معرفت اور نفرت شہوت جو دل مین تھی یاد نہین رہتی اور اسکا سبب یہ ہو کہ خوف مذمت اور حُب مدح اور استیلا ے حرص مدح پر دل مین اتنی بھر جاتی ہو کہ دوسری چیز کی اسمین گنجایش نہین رہتی پہلے سے جو آفات ریا کے اور اُسکے انجام بد ہونے کی معرفت تھی وہ ایک سو ہو جاتی ہو اسلیے کہ دل مین کوئی جگہ خالی رغبت حمد اور خوف مذمت سے نہین رہتی اُسکی مثال ایسی ہو کہ کوئی شخص اپنے جی مین حلم کو یاد رکھتا ہو اور غصہ کو برا جانتا ہو اور اسباب غضب کے واقع ہونے پر قصد حلیم بنے کا کرتا ہو مگر بعض اوقات ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہین جنسے اُسکا غضب بھڑک جاتا ہو اور اول کا قصد بھول جاتا ہو اور دل مین ایسا غصہ بھرتا ہو کہ آفت غضب کو یاد نہین کرنے دیتا سارے دل مین پھیلجاتا ہو اسیطرح شہوت کی حلاوت دل مین پُر ہوکر نور معرفت کو نکال دیتی ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہو حضرت جابر رضؓ کے قول مین کہ فرماتے ہین ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی تھی کہ جہاد سے نہین بھاگینگے کچھ موت پر نہین کی تھی مگر غزوہ حنین مین اُس بیعت کو بھولکر بھاگ کھڑے ہوے یہانتک کہ آواز آئی اے درخت والو مگا لوٹ آئے یعنی چونکہ دونون مین خوف بھر گیا تھا اسلیے پہلا عہد یاد نہ رہا جب یاد دلایا تو یاد آیا۔ اور اکثر شہوات جو یکایک جوش زن ہوتی ہین اُن کا حال ایسا ہی ہوتا ہو یعنی اُنسے جو مضرت ایمان مین ہوتی ہو اُسکو جوش شہوت مین پہچاننا بھول جاتا ہو اور جب پہچان یاد نہ رہی تو نفرت جو کہ اُسکا نتیجہ تھی وہ بھی ظہور مین نہین آتی۔ اور کبھی یاد بھی کرلیتا ہو اور جان لیتا ہو کہ یہ خطرہ اُس ریا کا ہو جسکے باعث خدا کا غضب ہوگا مگر اُسپر شدت شہوت کے باعث اصرار کیے جاتا ہو ہوا ے نفسانی عقل پر غالب ہو جاتی ہو جو لذت اُسوقت ملتی ہو اُسکو چھوڑ نہین سکتا تو بہ کے واسطے لیت ولعل کرتا ہو یا ایسے کام کرتا ہو کہ جسکے شغل مین یہ سوچ ہی دل پر نہ آوے۔ بہت سے عالم ایسے ہین کہ جو کلام کرتے ہین

خالی ریا سے نہین ہوتا اور وہ خود جانتے ہین مگر اصرار کیے جاتے ہین یہ اصرار انپر زیادہ ترحجت ہوگا اسلیے کہ باوجود جاننے اس بات کے کہ ریا مہلک ہی اور خدا کے نزدیک مذموم اُسنے ریا کو مان لیا اور صرف پہچاننا کافی نہین جبتک پہچاننے کے ساتھ اُس سے نفرت نہو۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ خطرۂ ریا کو پہچان بھی لیتا ہی اور اُس سے نفرت بھی کرتا ہی مگر باوجود اُسکے ریا کے تقاضے کو قبول کرتا ہی اور اُس کے بموجب عمل کرتا ہی اسلیے کہ شہوت کی قوت بہ نسبت نفرت کے بہت قوی ہوتی ہی اور نفرت بہت کمزور تو ایسا شخص بھی اپنی اِس نفرت سے کچھ فائدہ نہ اُٹھاویگا اسواسطے کہ غرض کراہت سے یہ ہی کہ فعل سے باز رکھے نہ یہ کہ مُنہ بناوے منڈیا ہلا دے۔ اِس بیان سے معلوم ہوا کہ فائدہ بدون اجتماع تینون امور مذکورۂ سابق کے نہین ہی یعنے معرفت ریا اور اُسکو مکروہ سمجھنا اور اُس سے انکار کرنا ثمرہ کراہت کا ہوتا ہی اور کراہت ثمرہ معرفت کا یعنے شناخت اور معرفت کی قوت بقدر قوت ایمانی اور نور علم کے ہوتی ہی اور اُسکا ضعف بقدر غفلت اور حب دنیا اور فراموشی آخرت اور قلت مبالات خدا کے پاس کی چیزون سے اور کم توجہی آفات حیات دنیاوی اور انعامات آخرت کے ہوتا ہی اور یہ سب ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہین اور اِن سب کی اصل حبّ دنیا اور غلبۂ شہوات ہی یہی سب بُرائیون کی خبر ہی اور ہر ایک گناہ کا منبع کیونکہ محبت جاہ و منزلت اور دنیاوی لذائذ کا چسکا وہ بلا ہی کہ آدمی کے دل کو لوٹ لیتا ہی اور فکر عاقبت اور اقتباس انوار کتاب اللہ اور حدیث اور علوم سے نہین کرنے دیتا۔ اب اگر کوئی سوال کرے کہ ایک شخص اپنے دل سے ریا کو مکروہ جانتا ہی اور اس کراہت کی جہت سے اُسکا مرتکب بھی نہین ہوتا لیکن باوجود اسکے اُسکی طبیعت مین میل اور محبت ریا کی پائی جاتی ہی مگر وہ اِس میل و محبت کو بھی بُرا سمجھتا ہی۔ اور اُسکے بموجب عمل نہین کرتا تو ایسا شخص بھی ریاکار ہی یا نہین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ خداوند کریم زیادہ طاقت بشری سے تکلیف نہین دیتا اور بندہ کے اختیار مین نہین کہ شیطان کو وسوسہ نہ کرنے دے یا طبیعت کو ایسا کرلے کہ اُسمین میل شہوات نہ رہے اسکے قابو مین صرف اتنی بات ہی کہ اپنے شہوات کا مقابلہ اُس کراہت سے کرے جو اُسکو انجام کی شناخت اور علم دین اور ایمان خداے تعالیٰ اور قیامت پر ہونے سے حاصل ہی جب یہ بات کریگا تو جتنا اُسکو حکم تھا اُسکو ادا کرے گا اور اسکی دلیل وہ روایت ہی جو حدیث شریف مین وارد ہی[۱] کہ اصحاب رضنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین شکایت کی کہ ہمارے دلون پر ایسے امور پیش ہوتے ہین کہ اگر ہم آسمان سے گرائے جاوین اور پرندے ہمکو اُچک لین یا ہمکو آندھی اُٹھا کر کسی دور جگہ پھینک دے تو منظور ہی مگر انکا کہنا اچھا نہین معلوم ہوتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اُن خواطر کو مکروہ بھی جانتے ہو عرض کیا کہ البتہ آپنے فرمایا کہ یہی صریح ایمان ہی۔ تو دیکھنا چاہیے کہ اصحاب رضکو صرف وسواس اور اُسکی کراہت دل پر گذرتی تھی وسواس کے لیے تو صریح ایمان کہہ ہی نہین سکتے اسلیے ضرور ہوا کہ صریح ایمان آپنے اُس کراہت ہی کو فرمایا جو وسواس کے ساتھ ہوتی تھی اور ریا گو بُرا ہی مگر خداے تعالےٰ پر وسواس کرنے کی نسبت بے شک کم ہی تو جب کراہت کے باعث وسواس کا ضرر دفع ہوگیا تو ریا کا ضرر بطریق اولیٰ دور ہونا چاہیے اور اسیطرح حضرت ابن عباس رضسے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۲] الحمد للہ الذی رد کید الشیطان الی الوسوسۃ اور ابو حازم رح فرماتے ہین کہ جو خطرہ کہ تیرا نفس اپنے لیے بُرا سمجھے تو وہ اگر دشمن کی طرف سے ہوگا تو تجھکو مضر نہین اور جو خطرہ کہ تیرا نفس اپنے لیے اچھا جانے اُسپر نفس کو عتاب کر اِس سے معلوم ہوا کہ شیطان کا وسوسہ اور نزاع نفس مضر نہین بشرطیکہ مراد شیطان و نفس کی انکار و کراہت سے نہونے پاوے اور خواطر یعنی تذکرات اور تخیلات ان اسباب کا جنسے ریا ہیجان مین آوے شیطان کی طرف سے ہوتے ہین اور ان خواطر کے بعد رغبت اور میل نفس کی طرف سے اور کراہت ایمان اور آثار عقل مین سے ہی لیکن یہان شیطان ایک اور چال مکر کی چلتا ہی کہ جب جانتا ہی کہ عابد قبول ریا کا منکر ہی اور اپنے آپ کو اُسکے قبول کرانے سے عاجز تصور کرتا ہی تو اُسکے دل مین یہ خیال ڈالتا ہی کہ تیری صلاح و بہتری اسمین ہی کہ مجھ سے مجادلہ مین مشغول ہو اور رد و جدال بہت دیر تک رہی اور اِس سے اُسکی غرض یہ ہوتی ہی کہ ثواب اخلاص اور حضور قلب کا اُسکو

ح ۱ مسلم بروایت ابن مسعود مختصراً ونسائی بروایت عائشہ رض ۱۲ ح ۲ شکر ہی خدا کا جسنے پھیر دیا مکر شیطان کا وسوسہ کیطرف ۱۲ ابوداود و نسائی مکر شیطان کی جگہ ضمیر غائب ہی ۱۲

نہ ملے کیونکہ شیطان کے مجادلہ اور مدافعت مین مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کی مناجات سے باز رہنا ہو جس سے قرب آلٰہی کی منزلت مین نقصان آتا ہی اور ریا کے خواطر کے دفع کرنے مین لوگ چار مراتب پر ہین اول وہ لوگ کہ جو خطرہ پیش آیا اُسکو شیطان پر ہٹا دیا اور اُسکو جھٹلایا اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اُسکے ساتھ لڑائی شروع کی اور بہت دیر تک لڑائی برپا رکھی اس گمان سے کہ یہ امر دل کے لیے اچھا ہو اور واقع مین نقصان ہو اسلیے کہ خدائے تعالیٰ کی مناجات اور وہ خیر کہ جسکے درپے ہونا منظور تھا جاتی رہی ہو راہزنون سے لڑائی لڑنے لگے اور ظاہر ہو کہ راہزنون کی لڑائی کے لیے توقف کرنا چلنے کے لیے مضر ہو دوسرے وہ لوگ جنکو معلوم ہو کہ جدال وقتال سے سلوک مین نقصان ہوتا ہو اسی لیے صرف شیطان کی تکذیب اور دفع ہی پر اکتفا کرتے ہین اُسکے مجادلہ مین مشغول نہین ہوتے۔ تیسرے وہ لوگ کہ تکذیب مین بھی مشغول نہین ہوتے کیونکہ اُسمین بھی توقف ہوتا ہو گو تھوڑا ہی ہو بلکہ اپنے دل مین ریا کی کراہت اور شیطان کا دروغ مصمم کر لیتے ہین اور اپنے کام سے غرض رکھتے ہین تکذیب وخصومت سے سروکار نہین رکھتے چوتھے وہ لوگ کہ جانتے ہین کہ جب اسباب ریا برروے کار آوینگے تو شیطان ہمارے حسد کے سبب ہمارے درپے ہوگا اسلیے عزم کر لیتے ہین کہ جب شیطان وسوسہ کرے تو اخلاص اور مناجات اور اخفاے صدقہ اور عبادت کو اور زیادہ کرین تاکہ شیطان جلے اس مرتبہ کے لوگ شیطان کو غصہ دلاتے رہتے ہین اور اُسکی بیخ کنی کرکے اُسکی یاس و ناامیدی کر دیتے ہین کہ پھر اُنکے پاس نہ پھٹکے۔ حضرت فضیل بن غزوان رح سے مروی ہو کہ کسی نے اُنسے کہا کہ فلان شخص آپ کو بُرا کہتا تھا آپنے فرمایا کہ بخدا مین اُس شخص کو جلاؤنگا جسنے اُسکو امر کیا ہو لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہو فرمایا کہ شیطان ہو پھر فرمایا کہ آلٰہی تو اُس شخص کی مغفرت کر جسنے مجھکو بُرا کہا اور فرمایا کہ اس میرے کہنے سے بیشک شیطان جلتا ہوگا کہ مین نے اُس شخص کے باب مین خدا کی اطاعت کی۔ اور جب شیطان کو بندہ کی یہ عادت معلوم ہو جاتی ہو تو اُس سے باز رہتا ہو کہ مبادا اُسکے حسنات اور زیادہ ہو جاوین۔ اور ابراہیم تیمی رح فرماتے ہین کہ شیطان بندہ کو کسی گناہ کی طرف بُلاتا ہو پس اگر اُسکی اطاعت نہین کرتا اور اُسکے عوض کوئی خیر کیا کرتا ہو تو اُسکو ویسا ہی چھوڑ دیتا ہو اور فرمایا کہ جب شیطان انسان کو متردد دیکھتا ہو تو اُسمین طمع کرتا ہو اور جب کسی خیر کی مداومت کرتا پاتا ہو تو ملول ہو کر بغض کرتا ہو اور حارث محاسبی رح نے ان چار مراتب کی بہت اچھی مثال لکھی ہو کہ فرض کرو کہ چار شخص کسی مجلس علم یا حدیث مین جانا چاہتے ہین تاکہ فائدہ او فضیلت حاصل کرین اور ہدایت و رشد پاوین اور اُنپر کسی گمراہ بدعتی نے حسد کیا اور ڈرا کہ کہین ایسا نہو کہ اُنکو راہ حق ملجاوے پس ایک شخص کے پاس گیا اور اُسکو منع کیا اور کسی اور گمراہی کی مجلس کی طرف چلنے کو کہا اُسنے انکار کیا جب اُسنے اُسکا انکار دیکھا تو اُسکو لڑائی اور تقریر مین اُلجھا دیا وہ شخص اس خیال سے کہ اُسکی گمراہی کا دفع کرنا اور اس سے حجت کرنا مصلحت ہو لڑنے لگا حالانکہ مقصود گمراہ کا یہی تھا کہ جتنی دیر یہان لگے یہ شخص فائدہ سے محروم رہے جب دوسرا شخص اُس گمراہ کے پاس گذرا اُسنے اُسکو بھی منع کیا اور رد کا وہ ٹھہرا تو سہی لیکن اُس گمراہ کو دھکا دیکر چلا گیا لڑائی جھگڑا نہ کیا تو گمراہ اُسکے اسقدر توقف سے بھی خوش ہوا اور جب تیسرا شخص گذرا اور اُسکو بھگایا تو اُسنے ہرگز التفات نہ کیا اور جس حال سے پہلے جاتا تھا اُسیطرح چلا گیا تو گمراہ کی آرزو اُس سے بالکل منقطع ہو گئی اور جسوقت چوتھا وہان گذرا اُسنے چاہا کہ گمراہ کو جلاوے تو جس چال سے پہلے جاتا تھا اُس سے تیز چلنا اُسکے سامنے شروع کیا اور سستی کو موقوف کیا اب اگر اتفاقاً یہ چارون شخص پھر کبھی اسکے پاس گذرین تو یہ اورون کو حسب دستور دوبارہ چھیڑے گا مگر چوتھے کے پاس نہ پھٹکے گا کہ مبادا میرے چھیڑنے سے اُسکا فائدہ زیادہ ہو جاوے۔ اب اگر کوئی سوال کرے کہ جب شیطان کا یہ حال ہو کہ کوئی اُسکے وساوس سے خالی نہین تو قبل اُسکے آنے کے اُسکا انتظار کرنا اور گھات مین لگا رہنا چاہیے یا خدائے تعالیٰ پر بھروسا کرنا چاہیے کہ وہی خود اُسکو دور فرماویگا یا عبادت مین مشغول ہونا اور شیطان کو بھول جانا چاہیے تو اُسکا جواب یہ ہو کہ شیطان سے پُرحذر ہونے مین تین قول ہین بعض اہل بصرہ کہتے ہین کہ زبردست عابدون کو شیطان سے بچنے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ وہ لوگ بالکل خدا ہی کے ہو رہتے ہین اور اُسکی محبت مین مشغول اسی لیے شیطان اُنسے کنارہ

کرتا ہی اور ناامید ہوجاتا ہی جیسے بوڑھے عابدون کو شرابخواری وزنا کی طرف بلانے سے ناامید ہی تو تمام دنیاوی لذتین زبردستون کے نزدیک مثل شراب وزنا کے ہین گو مباح ہی ہون اور حب لذائذ دنیاوی کی محبت بالکل اُنمین نہین تو شیطان کو کوئی راہ اُنکے پاس آنے کی نہین اسی لیے اُنکو اُسکا کچھ خوف بھی نہ کرنا چاہیے اور بعض اہل شام کا یہ قول ہی کہ اُس سے بچنے کے واسطے گھات مین رہنا اُس شخص کو درکار ہی جسکا یقین کم ہو اور توکل ناقص اور جو شخص یہ یقین کرے گا کہ خداے تعالیٰ کی تدبیر مین اُسکا کوئی شریک نہین وہ دوسرے سے کیون ڈریگا وہ یہ جان لیگا کہ شیطان خدا کی مخلوق مین سے ایک ذلیل شخص ہی اُسپر کوئی امر موقوف نہین جو کچھ خدا چاہتا ہی وہی ہوتا ہی ضرر اور نفع دینا اُسی کا کام ہی عارف کو شرم آتی ہی کہ غیر خدا سے ڈرے اسلیے کہ وحدانیت کا یقین اُسکو ڈر سے بے پروا کر دیتا ہی اور بعض علما کا یہ قول ہی کہ شیطان سے ڈرنا ضرور چاہیے اور بصریون کا جو یہ قول ہی کہ زبردست عارف جو دنیا کی محبت سے خالی ہوتے ہین اُنکو حاجت خوف نہین تو یہ قول شیطان کا وسیلہ ہی کیا عجب ہی کہ آدمی دھوکا کھا جاوے کیونکہ انبیا علیہم السلام تو وسواس شیطانی سے محفوظ ہی نہین رہے دوسرا شخص کیسے محفوظ رہ سکتا ہی اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جتنے وسواس شیطانی ہون سب شہوات اور محبت دنیا کے باب مین ہون تاکہ محبت دنیا وشہوات کے نہ رہنے سے وہ وسواس بھی نہ آوین بلکہ وسواس خداے تعالیٰ کے صفات اور اسما اور بدعت وگمراہی کے اچھا جاننے وغیرہ مین بھی ہوتے ہین اور اسکے خطرے سے کوئی نہین بچتا چنانچہ خداے تعالیٰ فرماتا ہی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین انہ لیغان علی قلبی باوجودیکہ آپ کا شیطان مسلمان ہوگیا تھا اور سواے خیر کے اور کچھ نہ کہتا تھا پس جو شخص اپنے آپ کو محبت آلٰہی مین بہ نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیا علیہم السلام کے زیادہ مشغول سمجھے وہ دھوکے مین ہی اور اشتغال محبت آلٰہی سے انبیا علیہم السلام کید شیطانی سے مامون نہ رہے دیکھو حضرت آدم وحوا علیہما السلام جنت مین تھے کہ جو امن وسرور کا مقام ہی اور خداے تعالیٰ نے اُنسے فرما دیا تھا کہ ان ہذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقی ان لک ان لا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظما فیہا ولا تضحی اور صرف ایک ہی درخت سے منع کیا تھا اور سب وہان کی نعمتون کے لیے اجازت دی تھی پس جب نبی اللہ جنت سے مقام مین رہ کر کید شیطانی سے مامون نہ رہے تو غیر نبی اس دار ناپائدار منبع فتن ومحن اور معدن لذائذ وشہوات ممنوعہ مین رہ کر کیسے بچیگا اسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول خداوند کریم نقل فرماتا ہی ہذا من عمل الشیطان اسی جہت سے خدا تعالیٰ شیطان سے تمام خلق کو بچنے کا ارشاد فرماتا ہی جیسا کہ اس آیت مین ارشاد ہی یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ اور اسکے آگے ارشاد ہی انہ یریکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم تمام قرآن مجید مین ابتدا سے آخر تک شیطان سے تحذیر مذکور ہی تو اُس سے مامون رہنے کا دعویٰ کسطرح ہوسکتا ہی اور جس چیز سے خداے تعالیٰ نے پرحذر رہنے کو ارشاد فرمایا ہی اُس سے حذر کرنا منافی شغل محبت آلٰہی نہین اسلیے کہ اقتضاے محبت سے یہ بھی ہی کہ اُسکے حکم کو مانے اور اُسکے دشمن سے پرحذر رہنے کو ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ کفار سے پرحذر رہنے کو فرمایا ولیاخذوا حذرہم واسلحتہم واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل پس جب خداے تعالیٰ کے ارشاد کے بموجب دشمن وکافر جو معلوم ہوتے ہین اُنسے حذر کرنا اہل ایمان کو لازم آیا تو دشمن سے جو ایمان والون کو دیکھے اور خود معلوم نہو حذر کرنا بطریق اولیٰ چاہیے اسی بنا پر ابن جریر رح فرماتے ہین کہ اگر شکار ایسا ہو کہ ہم اُسکو دیکھتے ہون اور وہ ہمکو نہ دیکھتا ہو تو غالبًا ہاتھ آجاویگا اور جو ایسا ہو کہ وہ ہمکو تو دیکھتا ہو اور ہم اُسکو نہین دیکھتے تو کیا عجب کہ وہ ہم پر غالب آجاوے اس سے اُنکی مراد شیطان ہی علاوہ اسکے اگر دشمن سے غفلت کیجاوے تو اُسمین بھی نتیجہ ہی کہ وہ اگر مار ڈالیگا اُسکے مار ڈالنے سے شہادت ملتی ہی لیکن اگر شیطان سے حذر نکیا جاوے تو اپنے آپ کو دوزخ اور عقاب الیم مین ڈالنا پڑے گا غرضکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ جس چیز سے اُسنے پرحذر ہونے کو فرمایا ہو اُس سے اعراض کیا جاوے اس

تقریر سے دوسرے فرقہ اہل شام کا مذہب باطل ہوا جو یہ گمان کرتے ہین کہ حذر کرنا توکل کے خلاف ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال وہتھیار بھی لیے ہین اور لشکر بھی جمع کیا ہی خندق بھی کھُدوائی ہی کسی بات سے آپ کے توکل مین خلل واقع نہین ہوا توجس چیز سے خدا تعالے خود خوف وحذر کرنے کو فرماتا ہی اُس سے خوف وحذر کرنے سے کیسے توکل مین خلل واقع ہوگا اور جن لوگون کا یہ قول ہی کہ توکل کے معنی اسباب سے بالکل علحدہ ہونے کے ہین اُنکی غلطی ہمنے باب توکل مین ثابت کی ہی اور ارشاد الٰہی واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل منافی توکل کے نہین بشرطیکہ دل مین اعتقاد ہو کہ ضرر ونفع وحیات وموت خدائے تعالے کے اختیار مین ہی اسی طرح شیطان سے حذر کرے اور یہ اعتقاد کرے کہ ہدایت اور گمراہی خدا کے اختیار مین ہی اور اسباب کو صرف ذریعہ سمجھے جیسا کہ باب توکل مین ہمنے لکھا ہی یہی قول حارث محاسبی رح کا بھی ہی اور یہی واقع مین صحیح ہی نور علم اسی کا شاہد ہی اور پہلے جو دو قول ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایسے عابدون کے ہین کہ جنکو علم زیادہ نہین اور اُنکو یہ خیال ہی کہ بعض اوقات جو اُنپر جوش استغراق کا آجاتا ہی ہمیشہ ایسا ہی رہتا ہوگا حالانکہ یہ بہت دشوار ہی پھر جو لوگ کہ شیطان سے حذر کے قائل ہین کیفیت حذر مین تین طرح ہین کچھ لوگ تو یہ کہتے ہین کہ جب خدائے تعالے نے ہمکو دشمن سے ڈرایا ہی تو چاہیے کہ کوئی چیز ہمارے دلون پر اُسکے خوف وانتظار سے زیادہ نہو کیونکہ اگر ہم ایک لحظہ بھی اس سے غافل رہینگے تو عجب نہین کہ دشمن ہلاک کرڈالے اور بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر شیطان کی یاد ہم اس درجہ تک کرینگے تو ظاہر ہی کہ خدا کی یاد سے دل خالی ہوجاویگا اور ساری ہمت وفکر شیطان ہی پر صرف ہوگی اور شیطان کا مقصود بھی یہی ہی کہ سواے خدا کے اور کسی بکھیڑے مین مبتلا رہین تو اسلیے مناسب یہ ہی کہ عبادت مین مشغول رہین اور شیطان اور اُسکی عداوت کو بھی نہ بھولین دونون باتین جمع کرین اسلیے کہ اگر اُسکو بالکل بھول جاوین تو شاید ایسی طرح سامنے آوے کہ ہمکو گمان بھی نہو اور اگر صرف اُسی کا دھیان رکھین تو خدا کی یاد جاتی ہی اسلیے دونون باتون کو جمع کرنا بہتر ہی اور اہل تحقیق کا یہ قول ہی کہ یہ دونون فریق غلطی پر ہین پہلے فریق کی تو غلطی صاف ظاہر ہی کہ خدا کو بھول کر یاد شیطان ہی کے ہورہے ہین اور ہمکو حکم شیطان سے حذر کرنے کا اسلیے ہی کہ یاد الٰہی سے نہ رکے تو اُسکی یاد سب چیزون سے زیادہ دل پر کسطرح ہوسکتی ہی اُسمین تو سراسر ضرر ہمارا ہی کیونکہ اسکا مآل یہ ہی کہ نور ذکر الٰہی سے دل خالی ہو پس جب شیطان ایسے دل کا قصد کرے گا اور نور ذکر الٰہی اور قوت شغل نہ پاویگا تو کچھ بعید نہین کہ جلد اپنے قابو مین کرلے اور سالک سے کچھ نہ بن پڑے علاوہ ازین ہمکو حکم ہمیشہ اُسکی یاد کا نہین اور دوسرے فریق کی غلطی کی وجہ یہ ہی کہ اسمین بھی ذکر الٰہی شرکت ذکر الٰہی اور ذکر شیطان کی پائی جاتی ہی تو جسقدر آدمی شیطان کی یاد کریگا اُسی قدر یاد الٰہی مین نقصان ہوگا اور خداے تعالے کا حکم یون ہی کہ یاد صرف اللہ کی رہے اور اُسکے ماسوا کو خواہ شیطان ہو یا کوئی اور بھولنا چاہیے کہ جب دونون فریق کی غلطی معلوم ہوچکی تو اس باب مین قول فیصل یہ ہی کہ بندے کو چاہیے کہ اول شیطان کا خوف اپنے دل کے ساتھ رکھے اور نفس پر اُسکی دشمنی جالے جب اُسکا خوب معتقد ہوجاوے اور یقین عداوت کا ہوجاوے اور خوف بھی اُسکے اندر جاگزین ہو تو خداے تعالے کے ذکر مین مشغول ہو اور بتمام ہمت اُسکی طرف متوجہ ہو اور دل مین شیطان کا ذرا بھی خیال نکرے کیونکہ جب عداوت کے پہچاننے کے بعد ذکر مین مشغول ہوگا پھر اگر شیطان وسوسہ کریگا تو اُسکو خبر ہوجاویگی اور اُسکو دفع کردیگا اور خدا کے ذکر مین مشغول ہونے سے یہ ضرور نہین کہ وسواس شیطانی کے وقت اُسکو اطلاع نہو دیکھو اگر کوئی شخص اس بات کا خوف رکھتا ہو کہ کسی کام کے لیے بہت تڑکے اُٹھنا چاہیے نہین تو ہاتھ سے جاتا رہیگا تو اس کھٹکے کی جہت سے رات کو چند بار چونک پڑتا ہی باوجودیکہ سونے مین غافل رہتا ہی مگر چونکہ کھٹکا دل مین رہتا ہی اسلیے چونکتا ہی تو خداے تعالے کے ذکر مین مشغول ہونا بھی مانع اطلاع وسواس نہین۔ اور اسیطرح کا دل دفع دشمن پر قادر ہوتا ہی جسمین صرف خدا کے ذکر مین مشغول ہونے سے ہواے نفسانی مرجاتی ہی اور تاریکی شہوات کی دور ہوکر نور علم وعقل کو فروغ ہوتا ہی غرضکہ ارباب بصیرت اپنے دلون کو شیطان کی عداوت اور گھات مین رہنے سے واقف کرکے اُسکا خوف لازم رکھتے ہین مگر یاد شیطان مین مشغول

نہین ہوتے بلکہ یاد الٰہی کرتے ہین اور خدا کی یاد سے دشمن کی بدی ٹالتے ہین اور نور ذکر کی چاندنی مین دشمن کے وسواس دیکھ لیتے ہین دل کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی کنوان جسکا نجس پانی سے خالی کرنا منظور ہوتا کہ اُسمین سے صاف پانی نکل آوے توجو شخص کہ ذکر شیطان مین مشغول ہو اُسنے تو نجس پانی کو کنوین ہی مین چھوڑ دیا اور جس نے کہ ذکر شیطان اور ذکر خدا کو جمع کیا اُسنے ایک طرف سے تو نجس پانی نکالنا شروع کیا اور دوسری طرف اُسی کنوین کے اندر جاری رکھا تو اُسے بے فائدہ بڑی مشقت بھی ہوگی اور نجس پانی سے کنوان خالی نہوگا اسلیے کہ ایک طرف سے پانی نکلتا جاویگا اور دوسری طرف سے آتا جاویگا اور جو شخص دانا و واقف ہو اُسنے نجس پانی کے لیے آڑ بنادی اور کنوین مین صاف پانی بھر لیا جب نجس پانی آتا ہو ذرا سی دیر مین بے محنت و کلفت میڑھ سے روک دیتا ہو۔

ساتوان بیان اظہار طاعت کے قصد کے جواز مین

سو واضح ہو کہ جیسے اعمال کے خفیہ رکھنے مین اخلاص اور ریا سے بچنے کا فائدہ ہو ویسا ہی ظاہر کرنے مین یہ فائدہ ہو کہ لوگ پیروی کرین اور اُنکو رغبت خیر ہو مگر اس مین ریا کی آفت ہو حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ مسلمانون کو معلوم ہو کہ عمل خفیہ مین بہت احتیاط ہو مگر اظہار مین بھی فائدہ ہو چنانچہ اللہ تعالے نے خفیہ اور ظاہر دونون کی ثنا فرمائی ہو اِنْ تبدوا الصدقات فنعما ہی وان تخفوہا وتوتوہا الفقراء فہو خیر لکم اور اظہار کی دو قسمین ہین ایک تو نفس عمل کو ظاہر کرنا دوسرے عمل کرکے کہدینا قسم اول کی مثال جیسے صدقہ سب کے سامنے دینا تاکہ لوگون کو اُسمین ترغیب ہو جیسا کہ روایت ہو کہ ایک انصاری رض نے سب سے پہلے ایک کیسہ زر دیا اسکے بعد اور لوگ دیکھا دیکھی لانے لگے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَن سن سنة حسنة فعمل بہا کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا الخ البتہ اسیطرح سب اعمال مثلاً روزہ نماز حج وجہاد ہین لیکن صدقہ مین اقتدا کرنا طبیعتون پر غالب ہو ہان غازی جب قصد نکلنے کا کرکے سب سے پہلے کمر باندھے اور سواری تیار کرے تاکہ اور لوگون کو نکلنے کی ترغیب ہو تو یہ افضل ہو اسلیے کہ غزا اصل مین اعمال ظاہری سے ہو اُسکا خفیہ کرنا ممکن نہین تو اُسپر مبادرت کرنی کچھ اظہار کی غرض سے نہین بلکہ صرف تحریص کی غرض سے ہو اسیطرح آدمی بعض اوقات تہجد پکار کے پڑھتا ہو تاکہ اور گھر والے اور ہمسایے جاگ جاوین اور اُسکی پیروی کرین۔ حاصل یہ کہ جو عمل کہ اُسکا خفیہ بجالانا ممکن نہین مثل حج اور جہاد اور جمعہ کے تو افضل اُسمین سبقت کرنا ہو اور اظہار رغبت دوسرون کی تحریص کے لیے بشرطیکہ ریا کی آمیزش نہو اور جو اعمال کہ اُنکا خفیہ ادا کرنا ممکن ہو مثلاً صدقہ اور نماز پس اگر صدقے کے اظہار سے لوگون کو ترغیب صدقہ ہوتی ہو مگر مسکین کو ایذا ہوتی ہو تو خفیہ ادا سے صدقہ افضل ہو اسلیے کہ ایذا دینی حرام ہو اور اگر ایذا نہوتی ہو تو بعض لوگون کے نزدیک خفیہ ہی افضل ہو گو اظہار مین اقتدا و ترغیب ہو اور بعضون کے نزدیک عمل خفیہ اُس اظہار کی نسبت افضل ہو جسمین ترغیب و اقتدا نہو مگر جس اظہار مین اقتدا اور لوگون کو ہوتی ہو اُس صورت مین اظہار ہی افضل ہو اور اُسکی وجہ یہ ہو کہ خداوند کریم نے انبیا علیہم السلام کو اظہار عمل کا ارشاد فرمایا تاکہ لوگ اُنکی اقتدا کرین اور پھر باوجود اُسکے منصب نبوت عطا فرمایا اور اُنکی طرف یہ گمان نہین ہوسکتا کہ دونون عمل سے جو نسا افضل تھا اُس سے محروم رہے اور نیز حدیث شریف لہ اجرہا واجر من عمل بہا سے بھی افضلیت اظہار پائی جاتی ہو اور ایک حدیث مین ہو کہ عمل خفیہ کا ثواب بہ نسبت عمل ظاہر کے ستر گنا ہو مگر جس عمل ظاہر مین اور لوگ اقتدا کرین اُسکا ثواب بہ نسبت اُس خفیہ کے ستر گنا ہو اور یہ دلیل ایسی ہو کہ اُسمین خلاف کی گنجایش نہین اسواسطے کہ جب دل آمیزش ریا سے خالی ہو اور خفیہ اور ظاہر مین ایک ہی صورت کے اخلاص پر عمل تمام ہوا ہو تو جس عمل سے اقتدا حاصل ہوتی ہو وہ بیشک افضل ہوگا عمل کے ظاہر ہونے سے صرف خوف ریا ہی ہو پس اگر ریا کی آمیزش حاصل ہوئی تو غیر کی اقتدا سے اُسکو کیا فائدہ ہوگا خود تباہ ہو جاویگا اُس صورت مین بلاخلاف اظہار کی نسبت عمل خفیہ افضل ہو لیکن جو شخص عمل کو ظاہر کرنا چاہے تو اُسکو دو باتین سوچ لینی چاہیئین اول تو یہ کہ اظہار ایسی جگہ کرے جہان یقین خواہ غلبہ ظن لوگون کی اقتدا کا ہو کیونکہ بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی اقتدا اُنکے گھر والے ہی کرتے ہین ہمسایے نہین کرتے اور بعضون کی

اقتدا ہمسایے کرتے ہین محلہ والے نہین کرتے بعضون کی محلہ والے کرتے ہین بازاری نہین کرتے مگر عالم مشہور کی اقتدا سب لوگ کرتے ہین تو غیر عالم اگر بعض طاعات کو ظاہر کریگا تو کیا عجب ہی کہ اُسکو لوگ ریا و نفاق کی طرف نسبت کر کے ہجو کرین اور اُسکی اقتدا نہ کرین تو اُسکے حق مین اظہار عمل بے فائدہ ہی اظہار بہ نیت اقتدا اُسی شخص کو چاہیے جو اقتدا کا رتبہ رکھتا ہو اور ایسے لوگون مین ہو جو اُسکی اقتدا کرین دوسری بات یہ ہی کہ اپنے دل کی نگاہبانی کرے ایسا نہو کہ اُسمین محبت ریائے خفی کی ہو اور اسی کی جہت سے اقتدا کے بہانے سے اظہار کرتا ہو اور غرض یہ ہو کہ عمل سے آراستہ ہو کر مقتدا بنجاؤن اور اکثر عمل کے ظاہر کرنے والون کا یہی حال ہی بڑے زبردست مخلص ایسے نہین ہوتے اُنکا وجود کم ہی تو چاہیے کہ کہین نفس سرکش بیچارہ ضعیف کو فریب دیکر نادانستگی مین تباہ نہ کردے۔ ضعیف کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی پانی مین ڈبکیڈھبانا تھوڑا سا جانتا ہو اور لوگون کو ڈوبتا دیکھکر اُنپر رحم کرے اور اُنکو بچانا چاہے جب وہ سب اُسکو پکڑلین تو آپ بھی ڈوبے اور وہ بھی ڈوبین اور پانی مین ڈوبنے کی تکلیف تو ایک گھڑی بھر کی ہوتی ہی کاش ریا سے تباہ ہونے کی بھی تکلیف ایسی ہی ہوتی تو کچھ غم نہ تھا اُسکا عذاب تو دائمی ہی مدتون تک رہیگا۔ اور یہ ریا ایسی بلا ہی کہ اسمین عابد اور عالم سب لغزش کھا جاتے ہین وہ یہ چاہتے ہین کہ جیسے زبردست لوگ اپنے اعمال کو ظاہر کرتے ہین ویسے ہی ہم بھی کرین حالانکہ اُنکے دلون مین قوت اخلاص نہین تو ریا کے باعث اُنکے اعمال برباد ہو جاتے ہین اور ریا کو سمجھنا بہت دشوار ہی اور اُسکا امتحان یہ ہی کہ اپنے نفس پر یہ امر پیش کرے کہ اگر کوئی تجھ سے کہے کہ عمل خفیہ کر لوگ اور کسی عابد کی اقتدا کر لینگے تجکو ثواب خفیہ اور ظاہر کا یکسان ہی ہوگا پس اگر اس سوال سے نفس اسی بات کو چاہے کہ اس عمل مین مقتدا مین ہی بنون اور مین ہی ظاہر کرون تو معلوم کر لینا چاہیے کہ باعث اس اظہار کا ریا ہی نہ طلب ثواب اور لوگون کی اقتدا و ترغیب خیر کیونکہ لوگون کو رغبت خیر تو دوسرے عابد کے دیکھنے سے بھی ہو سکتی ہی اور اسکا ثواب بھی اظہار کی نسبت خفیہ مین زیادہ ہوگا پھر اگر لوگون کا دکھلانا منظور نہین تو کیا وجہ ہی کہ اسکے دل کو میل اظہار عمل کا ہی۔ حاصل یہ کہ بندہ کو نفس کے فریب سے پرحذر رہنا چاہیے نفس بڑا مکار ہی اور شیطان جدا گھات مین ہی۔ اور محبت جاہ دل پر غالب ہی اور اعمال ظاہری آفتون سے کم بچتے ہین اور سلامتی اعمال خفیہ ادا کرنے مین ہی عمل کے سالم رہنے کے برابر کوئی چیز نہین ظاہر کرنے مین ایسے خطرے ہین کہ ہم جیسے لوگون کو اُنکی برداشت و طاقت نہین تو ہمارے لیے اور سب ضعیفون کے لیے اظہار سے خوف ہی اولی ہی۔ دوسری قسم یہ ہی کہ عمل سے فارغ ہونے کے بعد اُسکو کہدے اُسکا حکم بھی مثل اظہار نفس عمل کے ہی اور خطرہ اسمین بہت ہی اسلیے کہ زبان سے کہدینا بہت سہل ہی زبان ہلاتے کچھ مشقت نہین معلوم ہوتی اور چونکہ آدمی کو بڑا بول ہمیشہ لذیذ معلوم ہوتا ہی اسواسطے بیان کرتے وقت کچھ زیادتی اور مبالغہ بھی ہو جاتا ہی مگر یہ اظہار قولی اگر ریا کے واسطے ہوگا تو اتنی بات ہی کہ عبادت گذشتہ کے فاسد کرنے مین اثر نہین کریگا اس نظر سے البتہ قسم اول کی نسبت کر خفیف ہی اور اُسکا حکم یہ ہی کہ جس شخص کا دل قوی اور اخلاص کامل ہو اور آدمی اُسکی نظرون مین حقیر اور اُنکی مدح و ذم اُسکے نزدیک مساوی ہون اور اظہار بھی ایسے لوگون مین کرے جنسے توقع اقتدا کی اور رغبت خیر کی معلوم ہوتی ہو تو اظہار جائز بلکہ مستحب ہی بشرطیکہ نیت صاف اور سب آفات سے سالم ہو اسواسطے کہ اظہار مین خیر کی ترغیب ہی اور ترغیب خیر بھی ایک امر خیر ہی اور اکابر سلف سے اسطرح کا اظہار منقول ہی چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضہ کا قول ہی کہ مین نے شروع اسلام سے کوئی نماز ایسی نہین پڑھی جسمین نماز کے سوا نفس مین کسی اور چیز کا خطرہ ہوا ہو اور کسی ایسے جنازہ کے پیچھے نہین گیا جسمین اُسکے سوال و جواب کے سوا اور کچھ دھیان گذرا ہو اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سُنی اُسکو یہی یقین کر لیا کہ حق ہی۔ اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ مجھے اس بات کی کچھ پروا نہین ہوتی کہ مین تونگر ہوگیا یا مفلس اسلیے کہ مجھے یہ تو معلوم ہی نہین کہ تونگری و مفلسی مین سے میرے حق مین کونسی بہتر ہی۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ میرے اوپر ایسا کوئی حال نہین گذرا کہ مین نے یہ تمنا کی ہو کہ کوئی دوسرا حال ہوتا تو اچھا تھا۔ اور حضرت عثمان رضہ کا قول ہی کہ

حب سے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تب سے نہ کبھی زنا کیا نہ جھوٹھ بولا نہ دہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا۔ اور شداد بن اوس رضہ فرماتے ہین کہ مین نے شروع اسلام سے کوئی کلمہ بدون درستی و پرداخت کے منھ سے نہین نکالا سوا اس کلمہ کے جو آج نکل گیا اور اس روز غلام سے یہ کہا تھا کہ دسترخوان لے آو کہ ہم اسکو بھیجدین اور صبح کا کھانا منگا دین غرض یہ کہ بدون حاجت کبھی کلام زبان پر نہین گذرا مگر آج اتفاق ہوگیا اور حضرت ابو سفیان رح نے نزاع کے وقت اپنے گھر والون کو فرمایا کہ مجھپر مت رونا اسلیے کہ مین نے شروع اسلام سے آجتک کوئی گناہ نہین کیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضہ نے فرمایا کہ مجھ سے کبھی ایسا نہین ہوا کہ خدا ے تعالے نے مجھپر کوئی حکم قضا جاری فرمایا ہو اور مین نے اس بات کو اچھا جانا ہو کہ کوئی اور امر ہوتا تو خوب تھا اور مجھکو ہوا ے نفسانی ہمیشہ ایسی جگہ ہوئی ہے جو خدا نے میرے مقدر مین لکھدی تھی۔ ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتین عمدہ احوال کے ظاہر کرنے مین منقول ہین اور ان مین نہایت ترغیب ہے بشرطیکہ کہنے والا مقتدا ہو اور پلّے سرے کی ریاکاری ہے اگر کہنے والا ریاکار ہو۔ حاصل یہ کہ اس قسم کی باتون کا اظہار زبردستون کے لیے بقصد ترغیب جائز ہے اور اسمین وہی شرطین ہین جو ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ پس باب اظہار اعمال کو بالکل مسدود کرنا مناسب نہین اسلیے کہ طبیعتین تشبہ اور اقتدا کو بہت چاہتی ہین یہ بات سرشت انسانی مین داخل ہے بلکہ ریاکار بھی اگر اپنی عبادت ظاہر کرتا ہے اور لوگون کو معلوم نہین ہوتا کہ یہ ریا کے واسطے کرتا ہے تو اس سے بھی لوگون کو بہت فائدہ ہو رہتا ہے مگر خاص اسکے حق مین مضر ہے۔ بہت سے مخلص ایسے ہین کہ انکے اخلاص کا سبب یہی ہوا کہ انھون نے اقتدا کسی ریاکار کی گو وہ خدا کے نزدیک ریاکار تھا مگر اسکی اقتدا سے دوسرون کو فائدہ ہوگیا۔ بصرے کے کوچون مین نماز صبح کے وقت اگر کوئی گذرتا تو ایک روز ایسا تھا کہ تمام گھرون مین سے تلاوت کی آواز آتی تھی مگر جب ایک شخص نے ایک کتاب دقائق ریا کے باب مین لکھی تو سب لوگون نے تلاوت ترک کی اور اسکی رغبت اورون کو بھی نہوئی پھر لوگ کہنے لگے کہ یہ کتاب نہ بنتی تو خوب ہوتا غرضکہ ریاکار کے اظہار سے بھی فائدہ ہوتا ہے بشرطیکہ یہ معلوم نہو کہ ریا کے باعث عمل کرتا ہے اور یہ خود حدیث شریف مین وارد ہے ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر وباقوام لاخلاق لہم تو جن ریاکارون کو دیکھکر لوگ اعمال خیر پر متوجہ ہوتے ہین وہ مصداق اسی حدیث کے ہین۔

آٹھوان بیان گناہون کے چھپانے کے جواز مین اور لوگون کو گناہ پر مطلع کرنے اور انکی مذمت سننے کی برائی مین

واضح ہو کہ اخلاص کے باب مین اصل یہ ہے کہ باطن و ظاہر یکسان ہو جاوین جیسا کہ حضرت عمر رضہ نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا تھا کہ ہمیشہ عمل علانیہ کو اپنے اوپر لازم کر اُسنے عرض کیا کہ عمل علانیہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ عمل علانیہ یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا اُسپر آگاہ ہو جاوے تو تو اُس سے شرم نہ کرے۔ اور ابو مسلم خولانی رح کا قول ہے کہ مین کوئی ایسا عمل نہین کرتا جسپر لوگون کا مطلع ہونا برا معلوم ہوتا ہو مگر اپنی منکوحہ سے ہم بستر ہونا اور بول و براز کرنے مین اطلاع خلق بری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ درجہ بہت بڑا ہے ہر کسی کو نہین ملسکتا انسان کا حال یہ ہے کہ دل سے اور اعضاے ظاہری سے گناہ کرکے چھپاتا ہے اور لوگون کا اُسپر مطلع ہونا برا جانتا ہے خصوص جب دل پر وسواس شہوات کے گذرتے ہین حالانکہ خداے تعالے کو سب کچھ معلوم ہے پس بندے کا گناہ کو اپنے ہمجنس سے مخفی کرنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ریا ممنوع مین داخل ہے مگر واقع مین ایسا نہین واقع مین ممنوع یہ امر ہے کہ اپنے عیب اسلیے چھپاوے کہ لوگون کو معلوم ہو کہ متقی اور پرہیزگار ہے اور خود ولیسا نہو ریاکار کا چھپانا اسی قسم کا ہوتا ہے اور جو شخص نیک بخت ریاکار نہین اُسکو بھی اپنے عیب چھپانے چاہیئن اور اگر اُسپر کوئی مطلع ہو جاوے تو اسکو غم کرنا درست ہے اس پردہ پوشی و غم کی آٹھ وجہین ہین اول تو یہ کہ خدا ے تعالے نے جو اسکا پردہ چھپا رکھا تھا یہ اُس سے خوش تھا جب پردہ فاش فرمایا تو اسکو اس وجہ سے غم ہوا کہ قیامت مین بھی پردہ فاش ہوگا کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے من ستر اللہ علیہ فی الدنیا ذنبا سترہ اللہ علیہ فی الآخرۃ اور یہ غم قوت ایمان کے باعث پیدا ہوتا ہے دوسری

ح ا اللہ تعالی مدد کریگا اس دین کی بدکار آدمی سے اور ایسے لوگون سے جنکو بہرہ نہو ۱۲ یہ دو حدیثین ہین پہلی کو بخاری و مسلم نے بروایت ابو ہریرہ نقل کیا ہے اور دوسری کو نسائی نے بروایت انس رضہ ح ۲ جو شخص کہ چھپاوے اللہ اُسپر دنیا مین کوئی گناہ چھپا دیگا اُسکو اُسپر آخرت مین ۱۲ اوپر گذری ۱۲

یہ کہ اسکو معلوم ہی خداے تعالی کو ظاہر ہونا گناہون کا برا معلوم ہوتا ہی اور انکی پردہ پوشی محبوب ہی جیسا کہ حدیث شریف مین ہی وارد ہی کہ من ارتکب شیئا من ہذا القاذورات فلیستتر بستر اللہ تو اگرچہ گناہ کے باعث اسنے خدا تعالی کی نافرمانی کی مگر دل مین محبت اس بات کی رہی جو خداے تعالی کو محبوب تھی - اور جو چیز اسکو بری معلوم ہوتی ہی وہ اسنے بھی بری سمجھی اور اسپر عمل کیا اسکا منشا یہی ہی کہ ظہور معاصی کو خداے تعالے کے برے جاننے پر ایمان قوی ہو اور اس ایمان کی علامت یہ ہی کہ اگر کسی دوسرے کا گناہ ظاہر ہو جاوے تو ایسا ہی غم ہو جیسے اپنے گناہ کے ظہور کا تیسری وجہ گناہ کے باعث لوگون کی مذمت سے رنج کرنے کی یہ ہی کہ مذمت کی جہت سے دل اور عقل کو غم ہوتا ہی اور اسی غم کے باعث دونون طاعت الہی سے باز رہتے ہین کیونکہ طبیعت مذمت سے ایذا پاتی ہی اور عقل سے نزاع کرکے اسکو طاعت سے روک دیتی ہی مگر اس اعتبار سے چاہیے کہ جس تعریف سے کہ دل خدا کی یاد سے پھرتا ہو اس تعریف کو بھی برا سمجھے اور رنج کرے کیونکہ جو علت مذمت مین ہی وہی یہان ہی بلکہ اور یہ بات قوت ایمان ہی سے ہوتی ہی اسلیے کہ اداے طاعت کے لیے فراغ دل کی طرف رغبت کا درست ہونا ایمان ہی سے ہوتا ہی چوتھی یہ کہ گناہون کا چھپانا اور انکے چھپانے کی رغبت کرنی اسلیے ہوتی ہی کہ آدمیون کی مذمت شاق معلوم ہوتی ہی اور اسی اعتبار سے رنج بھی ہوتا ہی کہ طبیعت کو ایذا پہونچتی ہی اسلیے کہ مذمت دل کو ایسا ہی صدمہ دیتی ہی جیسا ضرب سے بدن کو پہونچتا ہی اور رنج کرنا دل کا مذمت کے سبب حرام نہین نہ انسان اسکی جہت سے گناہگار ہو البتہ گناہگار اسصورت مین ہوتا ہی کہ نفس مذمت سے مضطر ہو کر اسکے ڈر سے کسی امر ممنوع کا مرتکب ہو بہر صورت انسان پر واجب نہین کہ خلق کی مذمت سے رنج و الم نہ کرے ہان کمال صدق یہ ہی کہ خلق کی نمود اس سے جاتی رہی اور اسکے نزدیک برا کہنے والا اور تعریف کرنے والا یکسان معلوم ہو بایں لحاظ کہ اسکو معلوم ہی کہ نفع کرنے والا اور ضرر دینے والا خداے تعالے ہی اور بندے سب کے سب عاجز ہین مگر اسطرح کے لوگ بہت کم ہوتے ہین اکثر طبیعتون کو مذمت سے ایذا ہوتی ہی کیونکہ مذمت کے باعث اپنے نقصان سے واقف ہوتے ہین اور بعض اوقات مذمت سے رنج ہونا اچھا بھی ہوتا ہی خصوصا جبکہ برا کہنے والا دیندار اہل بصیرت ہو کیونکہ وہ لوگ خداے تعالی کے گواہ ہوتے ہین انکی مذمت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص خدا کے نزدیک بھی مذموم ہی اور دین مین ناقص تو کسطرح غم نہو گا یہ بات تو رنج و غم ہی کی ہی البتہ غم جو برا ہی وہ یہ ہی کہ لوگ میرے متقی ہونے کی تعریف کیون نہین کرتے گویا اپنے تقوی پر تعریف چاہتا ہی اور خداے تعالی کی طاعت پر حمد کا طالب ہونا جائز نہین اسلیے کہ طاعت خدا پر ثواب دوسرے سے طلب کرنے کے کیا معنی پس اگر ایسا خطرہ دل مین آوے تو واجب ہی کہ اسکو مکروہ جانکر رد کرے لیکن گناہ پہ لوگون کے برا کہنے سے کراہت کرنا سرشتی امر ہی اور مذموم نہین اسلیے گناہ کو درپردہ رکھنا اس خوف سے کہ لوگ برا نہ کہین جائز ہی اور یہ بات ممکن ہی کہ آدمی محبت حمد تو نہ رکھتا ہو الا مذمت کو برا جانتا ہو اور غرض اسکی یہ ہو کہ لوگ مجھکو نہ بھلا کہین نہ برا مثلا اکثر صابر لذت حمد سے الم مذمت پر صبر نہین کرتے اسلیے کہ حمد لذت کے واسطے مطلوب ہوتی ہی اور لذت نہونے سے کچھ درد نہین ہوتا مگر مذمت باعث درد ہی پس طاعت پر حمد کی خواہش کرنی اس طاعت کا ثواب اسی وقت لے لیتا ہی اور گناہ پر مذمت کو برا جاننے مین کوئی بات نہین صرف اتنا ہی ہی کہ کہین ایسا نہو کہ لوگون کے مطلع ہونے کے رنج مین خدا کا مطلع ہونا بھول جاوے یہ نہایت درجہ کا دین مین نقصان ہی بلکہ یون مناسب ہی کہ خداے تعالے کے مطلع ہونے اور اسکی مذمت کا زیادہ غم ہو پانچوین یہ کہ مذمت کو اسس وجہ سے برا جانے کہ مذمت کرنے والے نے خداے تعالی کی نافرمانی کی اور یہ بات بھی ایمان کے باعث پیش آتی ہی اور اسکی علامت یہ ہی کہ اگر دوسرے کی مذمت سنے جب بھی اتنا ہی رنج ہو جتنا اپنی مذمت سے ہوا ہی کیونکہ علت رنج دونون صورت مین یکسان ہی چھٹی یہ کہ گناہ کو اسلیے پوشیدہ کرتا ہی تاکہ اطلاع ہونے پر کوئی کسی طرح بدی نہ پہونچاوے اور یہ بات صدمہ مذمت کے علاوہ ہی اسواسطے مذمت کا صدمہ اس جہت سے ہوتا ہی کہ آدمی کے دل کو اپنے نقصان اور خست کا شعور ہوتا ہی اگرچہ مذمت ایسا ہی شخص کرے جسکے

ح ۱ جو شخص [illegible] ۱۲

شر سے مامون ہو مگر بعض اوقات خوف یہ ہوتا ہی کہ اگر گناہ پر کسی کو اطلاع ہوگی تو وہ کسی اور سبب سے شرارت کریگا اسصورت مین جائز ہی
کہ اس شرارت کے خوف سے خفیہ رکھے ساتوین وجہ صرف حیا کا ہونا کہ یہ بھی ایک طرح کا الم ہی سوا ے مذمت اور شرارت کی تکلیف کے۔
اور حیا ایک عمدہ عادت ہی جو شروع لڑکپن مین سن تمیز کے وقت جب نور عقل چمکتا ہی پیدا ہوتی ہی اُسی کے باعث اگر اُسکی بُری باتون کو
کوئی دیکھ لیتا ہی تو شرم کرتا ہی اور یہ ایک وصف محمود ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۱] الحیاء خیر کلہ اور فرمایا[۲] الحیاء شعبۃ من
الایمان اور فرمایا[۳] الحیاء لایاتی الا بخیر اور فرمایا[۴] ان اللہ یحب الحی الحلیم پس جو شخص کہ فسق کرتا ہی اور اس بات کی کچھ پروا نہین کرتا کہ
لوگون کو اسکا فسق معلوم ہو جاویگا وہ فسق کے ساتھ پردہ دری اور بے شرمی کو زیادہ کرتا ہی اور اُس شخص کی نسبت بُرا ہی جو فسق کو چھپاتا
ہی اور شرم کرتا ہی مگر حیا ریا کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہی کم لوگ اُسکی تمیز کرتے ہین ہر ایک ریاکار یہی دعوی کرتا ہی کہ مین حیادار ہون
اور عبادتون کو اچھی طرح ادا کرتا ہون اُسکا سبب یہی ہی کہ لوگون سے شرم آتی ہی اور یہ جھوٹ ہی بلکہ حیا ایک عادت ہی کہ طبیعت
کریم سے پیدا ہوتی ہی اور اُسکے بعد سبب ریا اور سبب اخلاص ہیجان مین آتے ہین تو ممکن ہی کہ آدمی حیا کے باعث اخلاص کرے
یا ریا کرے مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص اپنے دوست سے قرض مانگتا ہی اور اُسکا دل قرض دینے کو نہین چاہتا مگر اُسکو جواب صاف
دینے سے حیا کرتا ہی اور جانتا ہی کہ اگر وہ شخص کسی دوسرے کی زبانی قرض کے لیے کہلا بھیجتا تو شرم نہ آتی اور نہ قرض دیتا نہ ریا کے
باعث نہ ثواب کے باعث تو اس دینے والے کے کئی حال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ جواب صاف دے دے اور قلت حیا کی پروا نہ کرے
تو یہ کام تو بے حیاؤن کا ہی حیادار بہانہ کرتے ہین یا قرض دیتے ہین اور دینے کی صورت مین تین حال ہین اول تو یہ کہ ریا کے ساتھ
حیا کی آمیزش ہو مثلاً اول حیا آئی کہ جواب دینا بُرا ہی پھر ریا کا ہیجان ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ دینا ہی چاہیے تاکہ قرضخواہ تیری
مدح وثنا کرے اور نام سخاوت مین مشہور ہو یا بایں سبب دینا مناسب ہی کہ تجکو بُرا نہ کہے اور بخل کی طرف منسوب نکرے اسصورت مین
اگر دیگا تو ریا کے باعث دیگا مگر یہ ریا کے ہیجان وجوش سے پیدا ہوتا ہی دوسرے یہ کہ حیا کے سبب جواب صاف نہین دے سکتا اور نفس
کے بخل کے مارے کچھ قرض بھی نہین دیتا تو اس حال مین اُسپر سبب اخلاص کا ہیجان ہو اور کہنے لگا کہ صدقہ دینے کا تو ایک ہی
ثواب ہی اور قرض کا اٹھارہ گُنا ہی اسمین بہت ثواب ہی اور دوست کا دل خوش کرنا اُسپر علاوہ ہی اور خدا کے نزدیک بہت اچھا ہی اس ترغیب
نفس کے دینے پر راضی ہوگیا تو یہ شخص مخلص ہی اور اسکا اخلاص حیا کے سبب پیدا ہوا ہی تیسرے یہ کہ دینے والے کو نہ رغبت ثواب کی ہی نہ
خوف قرضخواہ کی مذمت کا نہ محبت اُسکی تعریف کی اسلیے کہ اُن مین سے اگر کوئی بات ہوتی تو غیر کی زبانی کہلا بھیجنے پر بھی دے دیتا اور مفروض
ہی کہ اگر کوئی اور مانگنے آتا تو نہ دیتا پس اس صورت مین صرف قرضخواہ کی ہی شرم سے دیا اگر اُسکی شرم نہوتی تو جواب دے دیتا یا کوئی ایسا شخص
آتا جسکا لحاظ نہ کرنا پڑتا مثلاً کوئی اجنبی یا کمینہ مانگتا تو اُسکو ہٹا دیتا گو بہت سی تعریف یا ثواب کا موجب ہوتا غرضکہ اسطرح کا دینا صرف حیا کی جہت سے
ہی اور یہ صورت حیا کی بُری باتون ہی مین پیش آتی ہی جیسے بخل اور ارتکاب گناہون کا اور ریاکار مباحات مین بھی شرماتا ہی یہانتک کہ اگر دوڑا جاتا
تو لوگون کے دیکھنے سے ٹھہر جاتا ہی یا ہنس رہا ہو تو چپ ہو جاتا ہی اور یہ گمان کرتا ہی کہ مین حیا کرتا ہون حالانکہ یہ حیا نہین عین ریا ہی اور یہ جو قول
مشہور ہی کہ بعض حیا اچھی نہین ہوتی بہت درست ہی اُس حیا سے وہ حیا مراد ہی جو ایسی چیزون سے ہو جو بُری نہین مثلاً لوگون کو نصیحت کرنے سے
حیا کرنی یا نماز پڑھانے سے حیا کرنی اس قسم کی حیا اگر عورتون اور مردون مین ہو تو اچھی ہی اور عقلا مین اچھی نہین۔ اور کبھی آدمی کسی بوڑھے
کو مرتکب کسی معصیت کا دیکھتا ہی مگر اُسکے بوڑھا ہونے کے لحاظ سے اُسکو منع کرتے شرم آتی ہی اسلیے کہ تعظیم کرنا بوڑھے مسلمان کا تعظیم کرنا خدا کا ہی
یہ حیا اچھی ہی مگر اس سے بہتر یہ ہی کہ خدا سے شرم کرے اور امر بالمعروف کو فروگذاشت نہ کرے۔ زبردست لوگ تو یہی کرتے ہین کہ خدا کی
شرم کو لوگون کی شرم پر ترجیح کرتے ہین اور کمزورون سے یہ نہین ہوسکتا آٹھوین یہ کہ گناہ کے ظاہر ہونے سے یہ خوف ہو کہ کوئی دوسرا شخص بری

ح ۱ حیا بالکل خیر ہی ۱۲ مسلم بروایت عمران بن حصین ۱۲ ح ۲ حیا ایک شاخ ہی ایمان کی ۱۲ بخاری ومسلم بروایت ابوہریرہ رضی ح ۳ حیا نہین لاتی مگر بہتری ۱۲ بخاری ومسلم ۱۲ ح ۴ اللہ تعالی دوست رکھتا ہی حیا والے بردبار کو ۱۲ طبرانی بروایت فاطمہ زہرہ ۱۲

دیکھا دیکھی ایسا ہی کریگا اور یہ وہ وجہ ہی کہ اظہار طاعت مین جاری ہی یعنی اظہار اسیوجہ سے جائز ہی کہ اُس سے ترغیب واقتدا مقصود ہی اور یہ وجہ ائمہ اور مقتداؤن سے مخصوص ہی مگر گناہ کے چھپانے مین یہ علت خاص نہ رہنی چاہیے عامی کو بھی اُسکا پابند ہونا چاہیے اُسکو بھی نہین چاہیے کہ اپنا گناہ اپنے زن وفرزند پر ظاہر کرے ورنہ وہ لوگ بھی اسکی اقتدا کر کے ویسے ہی ہو جاوینگے پس گناہ کے چھپانے مین یہ آٹھ عذر اور سبب ہین اور اظہار طاعت مین بجز اس عذر ہشتم کے اور کوئی سبب نہین اور جب معصیت کے چھپانے سے یہ مقصود ہو کہ لوگون کے خیال مین متقی بنے تو ریا کار ہوگا جیسا کہ اظہار طاعت اسی غرض کے لیے کرنے سے ہوتا تھا۔ اب اگر یہ پوچھو کہ پھر بندے کو جائز ہی کہ اپنے صالح ہونے کی جہت سے لوگون کی مدح کو محبوب جانے اور لوگ اُسکو اسی جہت سے محبوب سمجھین جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجکو ایسا عمل ارشاد فرمایئے جس سے خداے تعالے مجکو محبوب جانے اور خلق بھی محبوب سمجھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مین زہد کر خداے تعالے تجھسے محبت کرے گا اور اس نکمے مال کو لوگون کی طرف پھینک دے وہ تیرے ساتھ محبت کرینگے تو اسکا جواب یہ ہی کہ لوگون کی محبت اپنے ساتھ محبوب جاننی کبھی مباح ہی اور کبھی اچھی ہوتی ہی اور کبھی بُری اچھی تو اسصورت مین ہی کہ لوگون کی محبت کو اسلیے محبوب سمجھے کہ اُسکی جہت سے تصور محبت آلہی کا اپنے ساتھ ہو اسلیے کہ جب اللہ تعالے کسی بندے کو دوست رکھتا ہی تو بندون کے دلون مین اُسکو محبوب کر دیتا ہی اور مذموم وہ صورت ہی کہ یہ چاہے کہ نماز روزہ اور حج وجہاد یا کسی اور طاعت معین پر لوگ مدح وثنا کرین اور یہ اسلیے مذموم ہی کہ طاعت آلہی پر سواے ثواب خدا کے دوسرے سے عوض کا خواستگار ہوتا ہی اور مباح یہ صورت ہی کہ لوگون کی محبت سواے طاعات اور صفات محمودہ کے سبب خواہان ہو اس بات کی محبت کا حکم مثل محبت مال کے ہی کیونکہ دلون کا مالک ہونا ایسا ہی ذریعہ غرضون کے حصول کا ہی جیسا مال کا مالک ہونا دونون مین کچھ فرق نہین۔

نوان بیان ریا اور آفات کے ڈر کے مارے عمل کو چھوڑ دینے کے ذکر مین ۔ بعضے اشخاص عمل کو اسی خوف سے ترک کر دیتے ہین کہ ہم اسکے سبب سے ریا کار ہو جاوینگے اور یہ اُنکی غلطی اور شیطان کا ساتھ دینا ہی بلکہ خوف آفات سے عمل کو چھوڑنا اور نہ چھوڑنا اس تفصیل سے ہی کہ طاعات کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جنمین خود مین کچھ لذت نہین مثلاً نماز وروزہ وحج وجہاد کہ ان مین محنت ومجاہدہ ہی ہی اور لذیذ اس جہت سے ہو جاتی ہین کہ ذریعہ لوگون کی حمد کے حاصل کرنے کا ہین اور وہ ایک لذیذ چیز ہی اور لوگون کے مطلع ہونے پر حاصل ہوتی ہی اور ایک قسم طاعت کی وہ ہی جو خود لذیذ ہی اور وہ ایسے طاعات ہین جو اکثر بدن پر موقوف نہین بلکہ خلق سے متعلق ہین۔ جیسے خلافت اور قضا اور ولایت اور محتسب ہونا اور امامت نماز اور تذکیر وتدریس اور لوگون کو مال دینا وغیرہ کہ انمین خلق کے تعلق اور لذت ہونے کی جہت سے آفت زیادہ ہی قسم اول یعنے جو طاعتین کہ بدن کو لازم ہین اور غیر سے متعلق نہین نہ خود اُن مین لذت ہی مثل نماز وروزہ اور حج کے تو خطرات ریا اُن مین تین طرح ہین اول وہ جو عمل سے پہلے آوے اور لوگون کے دکھلانے کو ابتداے عمل کا باعث ہو اور کوئی باعث دینی اُسکے ساتھ نہو تو ایسے عمل کو چھوڑ دینا چاہیے اسواسطے کہ وہ سراسر گناہ ہی اُسمین طاعت نہین بلکہ بلباس طاعت منزلت کی خواہش ہی پھر اگر آدمی سے یہ ہو سکے کہ اپنے نفس سے باعث ریا کو دور کرے اور کہے کہ تجھے خدا سے شرم نہین آتی کہ اُسکے بندون کے واسطے تو عمل کرتا ہی اور اُسکے لیے نہین کرتا اور اس فہمایش سے باعث ریا دور ہو جاوے اور نفس خدا کے واسطے عمل کرنے کو تیار ہو اور تدارک مافات کرے تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو دوسرے یہ کہ عمل کرنے کے لیے تو خدا ہی کے واسطے آمادہ تھا لیکن درمیان مین عبادت کے ساتھ خواہ اُس سے اول ریا پیش ہو گیا تو اسصورت مین عمل چھوڑنا نہ چاہیے اسلیے کہ باعث دینی پایا گیا تو شروع عمل کرنا چاہیے اور اپنے نفس پر مجاہدہ کر کے ریا کو دفع کرے اور اخلاص اچھی طرح کرے اُن علاجات سے جنکا ذکر ہمنے کیا ہی کہ کراہت ریا کی اور اُسکے ماننے سے انکار کرنا اپنے نفس پر لازم کرے تیسرے یہ کہ نیت عبادت اخلاص پر ہو مگر پھر ریا اور اُسکے اسباب اثناے عبادت مین

طاری ہوجاوین تو اس صورت مین بھی مجاہدہ دفع ریا کے لیے ضرور ہی اور عمل کو چھوڑنا مناسب نہین بلکہ بزور اپنے نفس کو اخلاص کی طرف رجوع کرے اور تمامی عمل تک اُسی پر رہکے رہے اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان اول تو یہی چاہتا ہی کہ آدمی عمل نہ کرے پس اگر نہ مانا اور عمل شروع کیا تو ریا کی طرف کھینچتا ہی اگر اسکو بھی نہ مانا اور کام کیے گیا تو کہتا ہی کہ یہ عمل خالص نہین تو ریا کار ہی اور محنت تیری برباد جس عمل مین اخلاص نہین اُس سے تجکو کیا فائدہ ہوگا اور یہی کہے جاویگا یہانتک کہ آدمی عمل چھوڑ دے اور یہی اُسکی غرض ہوتی ہی اور جو شخص کہ ریا کاری کے ڈر سے عمل چھوڑ دے اُسکی مثال یہ ہی کہ کسی کے آقا نے اُسکو گیہون دیے جنمین کچھ ملا تھا اور کہا کہ اُنکو صاف کرلو اور خوب صاف کرنا کہ تنکا وغیرہ کچھ نہ رہے تو یہ شخص اُس ڈر سے کہ اگر مین صاف کرونگا تو صاف اچھی طرح نہونگے بالکل اُس خدمت کو بجا نہ لاوے یہی حال ہی کہ اخلاص کے نہونے کے باعث اصل عمل ہی چھوڑ دیا جاوے اور اسی طرح اگر عمل کو اس خوف سے چھوڑ دے کہ لوگ مجکو ریا کار کہینے سے گنہگار ہونگے مُنکا وبال مجھپر رہیگا تو یہ بھی شیطان کا فریب ہی اسلیے کہ اول تو مسلمانون پر بدظنی کی جو اسکے لیے شایان نہ تھی دوم یہ کہ اُنکا قول اسکو مضر نہین ثواب عبادت مفت کھوتا ہی سوم یہ کہ عمل کو اسلیے چھوڑنا کہ لوگ ریا کار کہینگے یہ عین ریا ہی اگر اسکو اُنکی مدح کی محبت اور خوف مذمت نہوتا تو اُنکے قول کی کیا پروا تھی خواہ ریا کار کہین یا مخلص اور عمل کو اس خوف سے چھوڑ دینا کہ لوگ ریا کار کہینگے یا اس سبب سے اچھی طرح بجالانا کہ لوگ یہ نہ کہین کہ غافل اور کاہل ہی ان دونون مین کیا فرق ہوا بلکہ عمل کو چھوڑنا ہی بہت بُرا ہی غرضکہ یہ سب شیطان کے فریب ہین کہ جاہل عابدون کے ساتھ کیا کرتا ہی پھر عمل چھوڑنے سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ شیطان سے بچ رہونگا وہ تو پیچھا نہین چھوڑیگا بلکہ ترک عمل کے بعد یون کہیگا کہ اب لوگ تجکو تارک عمل کہینگے کہ یہ شخص شہرت کا طالب نہین بڑا مخلص ہی ایسی ایسی باتون سے بناچاری آدمی کو شہر چھوڑ کر بھاگنا پڑیگا پھر اگر بھاگ کر کسی بل مین گھس جاویگا تب بھی دل مین اس بات کا چسکا ڈالیگا کہ کسی طرح لوگون کو خبر ہو کہ فلان شخص زاہد ہو کر بھاگ گیا ہی اور کنارہ کشی کی تاکہ اس بات سے اُنکے دلون مین تعظیم ہوجاوے غرض اُسکے فریبون سے اور کوئی صورت نجات کی نہین بجز اسکے کہ آفات ریا کو خوب جان لیا جاوے کہ اُسکے باعث آخرت مین ضرر ہی اور دنیا کا کوئی فائدہ نہین اُسکو بُرائی جاننا چاہیے اور دل مین اُسکا انکار ہی بھرا رہے اسی طرح ہمیشہ عمل کرتا ہی اور کچھ پروا وساوس کی نہ کرے اور اگر دشمن خواہ طبیعت سے نزاع کرے گا تو اُنکی نزاع کی کچھ انتہا نہین اور اُسکے لیے عمل چھوڑنا اپنے آپ کو بیکار کرنا اور خیرات سے محروم رہنا ہی حاصل یہ کہ جب تک آدمی مین عمل کا باعث دینی ہو تب تک عمل کو نچھوڑے بلکہ ریا کے وسوسے کو ٹالے اور دل مین خدا سے شرم کرے کہ نفس جو یہ چاہتا ہی کہ خدا کی طاعت کے عوض مین مخلوق کی حمد کو اختیار کرے تو خدا کی حمد کیا تھوڑی ہی وہ دلون کا حال خوب جانتا ہی اور اگر لوگون کو دل کا حال معلوم ہوجاوے کہ ہمارے اچھا کہنے کے سبب سے عمل کرتا ہی تو بیشک بغض کرین اس صورت مین اگر آدمی سے یہ ہوسکے کہ خدا سے شرم کرکے اپنے نفس کو سزا دینے کے لیے عمل زیادہ کرے تو کرنا چاہیے اور اگر شیطان اُسکو کہے کہ ریا کار ہی تو جان لینا چاہیے کہ وہ جھوٹا ہی بشرطیکہ دل مین ریا کی اور اُسکے قبول کرنے کی بُرائی موجود ہو اور اسکا خوف اور شرم خدا حاصل اور اگر نہ دل مین بُرائی ریا کی ہو نہ خوف نہ شرم اور نہ عمل کا کوئی باعث دینی ہو صرف ریا ہی باعث عمل ہو تو عمل نہ کرنا چاہیے مگر یہ امر نہایت بعید ہی اُس شخص سے جو خدا کے واسطے عمل کرتا ہی اسلیے کہ اُسکے ساتھ اصل قصد ثواب تو رہتا ہی۔ یہان اگر کوئی کہے کہ شہرت کے خوف سے عمل کو ترک کرنا اکابر سلف سے منقول ہی چنانچہ روایت ہی کہ ابراہیم نخعی تلاوت کرتے تھے کہ اس عرصہ مین اُنکے پاس کوئی شخص آیا اُنھون نے کلام اللہ بند کرکے تلاوت موقوف کی اور کہا کہ اسکو معلوم نہو کہ ہم ہر گھڑی تلاوت کرتے ہین اسیطرح ابراہیم تیمی سے روایت ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنا بولنا اچھا معلوم ہو جب چپ ہوجاوے اور جب سکوت خوش معلوم ہو تو کلام کرے اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ بعض اکابر رستہ کی ایذا کی چیزین دیکھتے تھے مگر شہرت کے ڈر کے مارے اُنکو نہین اُٹھاتے تھے

اور بعض کو رونا آتا تھا مگر شہرت کے خوف سے اسکو مبدل بہ خندہ کر دیتے تھے اسی طرح بہت سے آثار اس باب مین وارد ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ شہرت کے خوف سے تو ترک عمل کی صرف چند روایتین ہین اور اسکے مقابل اظہار طاعات کی بیشمار شخصون سے موجود ہین علاوہ ازین جسقدر خوف شہرت رونے اور راستے کی ایذا کے دور کرنے مین ہی۔ اس سے زیادہ حضرت حسن بصری رح کے اس کلام کے وعظ مین ظاہر کرنے مین ہی باوجود اسکے کہ خود بیان فرمایا اور ان دونون باتون کو ترک نہین فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ ترک کرنا نو افل کا جائز ہی اور ہمارا کلام افضل مین ہی اور افضل پر زبردست قادر ہوتے ہین ضعیفون کا کام نہین افضل یہی ہی کہ عمل کو تمام کرے اور اخلاص مین کوشش کرے اور درگذر نہ کرے۔ اور ارباب اعمال شدت خوف کے باعث کبھی اپنے نفسون کا علاج افضل کے خلاف سے کر لیا کرتے ہین پس اقتدا زبردستون ہی کا چاہیے۔ اور بند کرنا کلام اللہ کا جو حضرت ابراہیم نخعی رح سے منقول ہی تو شاید اس غرض سے ہو کہ اس شخص کے آنے پر موقوف کرنا پڑے گا اور بعد چلے جانے کے پھر شروع کرنا ہوگا کیونکہ اس سے باتین کرنی ہونگی تو یہ خیال کیا کہ آخر اسکی دلداری کے لیے باتین تو کرنی پڑینگی کہ پھر دوبارہ آوے اگر تلاوت بھی ایسی طرح موقوف کیجاوے کہ وہ نہ دیکھے تو اسمین ریا سے بھی بچاؤ ہی۔ اور راستے کی ایذا کو نہ اٹھانا ان لوگون سے سرزد ہوتا ہی جو اپنے نفس پر آفت شہرت سے ڈرتے ہین اور یہ خوف کرتے ہین کہ اگر ہمارے پاس ہجوم لوگون کا ہوگا تو اور عبادتین جو ایذا کے دور کرنے سے بڑی ہین انکے مانع ہونگے پس اس امر کو چھوڑنا ان عبادات کے محافظت کے باعث تھا نہ صرف خوف ریا سے اور ابراہیم تیمی کا قول یہ ہی کہ جب کلام کرنا اچھا معلوم ہو تو چپ رہنا چاہیے اس سے شاید انکی مراد کلام مباح سے ہو مثل فصاحت وخوش بیانی کے حکایات وغیرہ مین جس سے عجب پیدا ہوتا ہی اسیطرح سکوت مباح سے بھی عجب ممنوع ہی تو واقع مین مآل انکے قول کا یہ ہی کہ ایک مباح کو چھوڑ کر بخوف عجب دوسرے مباح کو اختیار کرنا چاہیے اور کلام حق مستحب کی تصریح نہین کہ اسکو بھی نہ کہنا چاہیے علاوہ اسکے آفت جو کلام مین زیادہ ہوتی ہی وہ قسم ثانی مین واقع اور ہم ان عبادات کا بیان کرتے ہین جو خاص بدن انسان سے ہوتی ہون اور خلق کا تعلق اسمین نہو اس قسم مین آفات زیادہ نہین ہین۔ پھر حضرت حسن بصری رح کا قول جو ترک گریہ اور دفع ایذا بخوف شہرت کے باب مین ہی ہوسکتا ہی کہ وہ احوال ان ضعیفون کا جو فضل شی کو نہین جانتے اور ان دقائق کو نہین پہچانتے اپنے صرف آفت شہرت سے لوگون کو ڈرانے کے لیے مذکور فرمایا ہو کہ سنکر اسکی طلب سے باز رہین۔ دوسری قسم عبادات کی جو خلق سے متعلق ہی اسمین آفتین اور خطرے زیادہ ہین سب مین زیادہ خلافت اور امامت ہی پھر حکومت قضا پھر تذکیر و تدریس و فتوی پھر مال کا دینا۔ ہر ایک کا حال بتفصیل سننا چاہیے خلافت جو عبارت اہل اسلام کے سردار سے ہی اگر عدل و اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل عبادات ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی[ح] لیوم من امام عادل خیر من عبادة الرجل وحدہ ستین عاما تو اس سے زیادہ کون سی عبادت ہوگی جسکا ایک روز ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہو اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ[ح] اول من یدخل الجنة ثلثة الامام المقسط احدہم اور حضرت ابوہریرہ رض سے یہ حدیث مروی ہی[ح] ثلثة لا ترد دعوتہم الامام العادل احدہم اور حضرت ابوسعید خدری رض سے یہ حدیث مروی ہی[ح] اقرب الناس منی مجلسا یوم القیامة امام عادل غرضکہ امارت اور خلافت اعظم عبادات مین سے ہین اور چونکہ اسمین خطرہ بہت ہی اسلیے متقی اس سے ہمیشہ کنارہ کرتے رہے کیونکہ اسکے باعث صفات باطنی حرکت کرتے ہین اور نفس پر محبت جاہ اور لذت غلبہ اور اجراے حکومت کے جو لذائذ دنیاوی مین سے بڑھکر ہین غالب ہو جاتے ہین جب ولایت کی محبت ہوتی ہی تو والی اپنے حظ نفس مین کوشش کرتا ہی اور ہوسکتا ہی کہ اپنی ہواے نفسانی کی پیروی مین جو امر کہ مخل جاہ وولایت مین ہو گو امر حق ہی کیون نہو اس سے درگذر کرے اور جس چیز سے کہ منزلت زیادہ ہو اگرچہ باطل ہو اسکو بجا لاوے اور تباہ ہو جاوے اور پھر ایک روز سلطان ظالم کا ساٹھ برس کی بدکاری سے بدتر ہو جاوے بمضمون اس حدیث کے جو امام عادل کے بیان مین گذری اور اسی بڑے خطر کی جہت سے حضرت عمر رض فرماتے تھے کہ جب اس عہدے مین

ح ۱ ایک دن امام عادل سے بہتر ہی کسی اکیلے آدمی کی ساٹھ برس کی عبادت سے ۱۲ طبرانی وبیہقی بروایت ابن عباس ۱۲ ح ۲ جنت مین سب سے پہلے تین آدمی جاوینگے ان مین سے ایک امام عادل ہی ۱۲ مسلم بروایت عیاض بن حمار بالفاظ دیگر اور لفظ اولیت کا مین نے اسمین نہین دیکھا ۱۲ ح ۳ تین آدمیون کی دعا قبول نہین ہوتی ایک ان مین سے امام عادل ہی جیسے پیشتر گذری ۱۲ ح ۴ قیامت کے دن قریب تر نشست مین امام عادل ہی ۱۲ ترمذی بالفاظ دیگر اور کہا ہی کہ حسن غریب ہی ۱۲

اتنی مصیبت ہو اسکو کون لے سکتا ہو اور آپ کا ارشاد صحیح ہو چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ما من والی عشرۃ الا جاء یوم القیامۃ
مغلولۃ یدہ الی عنقہ اطلقہ عدلہ او اوبقہ جورہ اس روایت کو حضرت معقل بن یسار رض نے بیان کیا ہو اور حضرت عمر رضہ نے حضرت معقل بن یسار کو
کسی جگہہ کا والی کرنا چاہا تو اُنھون نے عرض کیا کہ ای امیرالمومنین آپ اس باب مین مجکو مشورہ بتلائیے کہ قبول کرون یا نہین آپ نے فرمایا
کہ اگر میری کیا ہی صلاح پر رکھتے ہو تو میرے نزدیک بیٹھ رہو مگر میرے مشورہ کا ذکر اور کسی سے مت کرنا۔ اسیطرح حضرت حسن رح روایت
کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو والی کرنا چاہا تو اُسنے عرض کیا کہ آپ ہی اسکو فرمایئے کہ میرے لیے بہتر ہی یا نہین
آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ رہو۔ اور عبدالرحمن بن سمرہ سے روایت ہو کہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ای عبدالرحمن امارت
کی درخواست مت کرنا اسلیے کہ اگر بے درخواست ملیگی تو اُسکے لیے تجکو مدد بھی ملیگی اور اگر درخواست سے ملیگی تو تو اسی کا ہو رہیگا۔ اور حضرت ابوبکر
صدیق رض نے حضرت رافع بن عمر رض کو فرمایا کہ امارت دو شخصون پر بھی مت کرنا جب حضرت صدیق رض خود خلیفہ ہوے تو حضرت رافع رض
نے کھڑے ہو کر انکی خدمت مین عرض کیا کہ آپنے مجکو ارشاد نہین فرمایا تھا کہ امارت دو پر بھی مت کرنا آپ کو تو اب تمام امت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی امارت سپرد ہوئی آپ نے فرمایا کہ وہ قول میرا اب بھی ہی جو شخص امارت مین عدل نہ کرے اُسپر خدا کی لعنت ہی۔ اور شاید
کم فہم لوگ وہ احادیث جو فضیلت امارت مین وارد ہین اور جو حدیثین کہ اُس سے منع کے باب مین وارد ہین انکو ایک دوسرے کے
مخالف سمجھینگے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اس باب مین حق یہ ہی کہ خواص جو دین مین زبردست ہین انکو نہین چاہیے کہ امارت سے انکار کرین
اور جو ضعیف ہین انکو ضرور ہی کہ اسکے گرد نہ پھرین ورنہ ہلاک ہو جاوینگے اور زبردست دین مین وہ شخص ہی جسکو دنیا کسی طرف
نہ پھیرے اور طمع غالب نہ آسکے اور خدا کے کام مین کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرے اور ایسے لوگ وہ ہین کہ دنیا مین زہد کرتے
ہین اور خلق انکی نظرون سے ساقط ہی دنیا و مخلوق سے بیزار ہو کر اپنے نفسون پر بزور قابض ہین اور شیطان کے مکر کو بالکل مستاصل
کر دیا ہی حتے کہ وہ اُنسے ناامید ہو گیا تو اس قسم کے لوگون کے حرکات و سکنات سب حق پر ہوتے ہین اگرچہ حق مین انکی جان ہی
جاتی رہے پس امارت و خلافت مین انھین لوگون کو فضل حاصل ہوتا ہی اور جس شخص کو معلوم ہو کہ مین اس صفت کا نہین ہون
اُسپر ولایت اختیار کرنا حرام ہی۔ اور جس شخص کو امتحان کرنے سے معلوم ہو کہ بیرالنفس امر حق پر صابر ہی۔ اور شہوات سے ممتنع مگر جبھی تک
یہ بات ہی کہ ولایت پر منصوب نہو اور اگر ولایت و حکومت کا مزہ چکھیگا اور جاہ کا ذائقہ اور اجراے حکم کی حلاوت پاویگا تو اسکے بگڑ جانے
کا خوف ہی اور ان امور کے بعد اپنے معطلی بھی اُس عہدے سے گوارا نہ کریگا بلکہ معطل ہونے کے خوف سے دین مین سستی کرنے لگیگا تو ایسے
شخص کے حق مین علما کا اختلاف ہی کہ اسکو ولایت کے اختیار کرنے سے گریز کرنا لازم ہی یا نہین بعض علما فرماتے ہین کہ ولایت سے
احتراز واجب نہین اور وجہ یہ فرماتے ہین کہ اسکو نفس کی طرف سے خوف کا ہونا ایک امر مستقل ہی اور سردست وہ بجا آوری امر حق
مین پکا ہی اور صحیح و تحقیق ہی کہ احتراز واجب ہی اسلیے کہ نفس مکار ہی خیر و حق کا دعوی اور وعدہ ہی کرتا ہی اسکا وفاے وعدہ
مشکل ہی اگر بالفرض وعدہ خیر یقینی کرے تب بھی ولایت کے وقت اُسکے بدلنے کا خوف رہتا ہی اور اس صورت مین تو پہلے ہی سے
متردد ہی علاوہ ازین عہدہ سے انکار کر دینا تو امر سہل ہی مگر مقرر ہو کر موقوف ہونا شاق ہی اسلیے موقوفی سے نہایت صدمہ ہوتا ہی جیسے
کہ مثل مشہور ہی کہ اُترا شحنہ مردک نام تو عہد کی بجا آوری کے بعد موقوف ہونے پر دل راضی نہین ہوتا بلکہ مداہنت اور امر حق کے باطل
کرنے کی طرف میل کرنے لگتا ہی اور اسکی باعث قعر جہنم مین گرتا ہی مگر مرنے تک اُس عہدے کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا اگر زبردستی
سے موقوف ہو جاوے تو ہو جاوے پھر موقوفی پر جنکو اس حکومت کے ساتھ محبت ہوتی ہی انکو کیسا عذاب و رنج ہوتا ہی۔ بہرصورت نفس
اگر خود ولایت کا مائل ہو کر آدمی کو اسکی جستجو پر برانگیختہ کرے تو یہ علامت شر کی ہی اسی واسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا انا لا نولی امرنا من سالنا ہ جب اختلاف حکم قوی اور ضعیف کا معلوم ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کا منع فرمانا حضرت رافع رضؓ کو حکومت سے اور پھر خود اسکو اختیار فرمانا ایک دوسرے کا متناقض نہین - اور عہدۂ قضا اگرچہ سلطنت سے کم ہو گویا ایسا ہی ہو اسلیے کہ اسمین بھی حکومت پائی جاتی ہی جو طبعًا محبوب ہی اور اسمین اگر اتباع حق ہو تو ثواب بہت زیادہ ہی اور اگر عدول حق سے پایا جاوے تو عذاب بھی بہت ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ قاضی تین قسم کے ہین جنین سے ایک جنت مین ہی اور دو دوزخ مین اور دوسری حدیث مین ہی کہ جو خود درخواست قاضی بننے کی کرتا ہی وہ بدون چھری کے ذبح ہوتا ہی حاصل یہ کہ اسکا حکم اور امارت کا ایک ہی جو لوگ کہ ضعیف ہین اور دنیا و ما فیہا کو انکی نظرون مین کچھ قدر ہی وہ اس سے احتراز کرین اور جو لوگ کہ زبردست ہین کہ امر الٰہی مین کسی کے طعن سے نہین ڈرتے وہ لوگ اس عہدے کو اختیار کرین - اور جب بادشاہ ظالم ہون اور یہ معلوم ہو کہ جو قاضی ہو گا اسکو اپنے کام کی بجا آوری مین انکی خاطر کرنی پڑیگی اور بعض حقوق کو انسے خواہ انکے متعلقین سے درگذر کرنا ہو گا یعنے یہ خوف ہو کہ اگر انپر امر حق کا حکم ہو گا تو ہمارا عہدہ جاتا رہیگا یا کہنا نہ مانینگے تو ایسی صورت مین عہدۂ قضا کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے اور اگر کوئی اختیار کرلے تو اسکو چاہیے کہ حقوق کا مطالبہ سلاطین اور انکے متعلقین سے اور ون کی طرح ہو موقوفی کا عذر اسمین کارآمد نہین کہ اپنے موقوف ہونے کے ڈر سے حقوق چھوڑ دے بلکہ اگر امر حق کی بجا آوری مین موقوف بھی ہو جاوے تو خوش ہونا چاہیے کہ خدا نے بلا ٹالی اور اگر نفس پر موقوفی شاق گذرے اور اہمال حق مین کچھ مضائقہ نہ جانے تو یہ شخص متبع ہوا ے نفس اور شیطان کا ہی پھر ثواب کی توقع تو کیا ہو گی زمرۂ ظالمون مین دوزخ کے طبقہ اسفل مین جاویگا اور وعظ و تدریس اور روایت حدیث اور سند ون عالی کا بھی یہی حال ہی یعنی جن چیزون سے کہ جاہ اور قدر بڑھتی ہی انکی آفت بھی مثل آفت ولایت بڑی ہی سلف کے لوگ جبتک اس سے مضر دیکھتے تھے تب تک فتوی کو ٹال دیتے اور یہ فرماتے کہ حدثنا منہ سے نکالنا دنیا کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی اور جو اس لفظ کو منہ سے کہتا ہی وہ یہ کہتا ہی کہ میری توقیر کرو حضرت بشر رضؓ نے کئی الماریان حدیث کی دفن کردین اور فرمایا کہ مین روایت حدیث اسلیے نہین کرتا کہ میرا دل تمنا حدیث کے بیان کی رکھتا ہی اگر تمنا یہ ہوتی کہ مین حدیث نکہون تو البتہ بیان کرتا - اور واعظ اپنی وعظ سے جو لوگون کے دلون پر تاثیر اور بیا پی گریہ اور انکی توجہ اپنی طرف پاتا ہی تو اس سے اسکے دل پر وہ لذت ہوتی ہی جسکے برابر کوئی لذت نہین اور جب یہ لذت اسپر غلبہ کرتی ہی تو طبیعت کو یہ میل ہوتا ہی کہ کلام ایسا کہنا چاہیے کہ عوام کو اچھا معلوم ہو گو باطل ہی ہو اور جس کلام کو عوام گران جانین گو حق ہی ہو اس سے احتراز اولی ہی پس ہمہ تن ہمت اسی پر مصروف کرتا ہی کہ عوام کے قلوب کی محرک باتین کرے جنسے انکے دلون مین منزلت ہو اور جو حدیث و حکمت سنتا ہی اس سے بدین لحاظ خوش ہوتا ہی کہ اب کی وعظ مین منبر پر اسکو بیان کرونگا حالانکہ خوشی اس بات پر مناسب تھی کہ طریق سعادت اور راہ سلوک مجھکو معلوم ہوا اول مین عمل کرون پھر اس انعام خداوندی مین جس سے مجھکو نفع ہوا اور ون تک پہونچاؤن تاکہ میرے بھائی مسلمانون کو بھی اس سے فائدہ ہو غرض یہ کہ وعظ و تدریس بھی ایسی چیز ہی جسمین خوف اور فتنہ زیادہ ہی اور اسکا حکم بھی ولایت کا سا ہی یعنی جو اس امر کو صرف طلب جاہ و منزلت اور تفاخر اور تکاثر کے باعث اختیار کرتا ہو اور دین کے بدلے دنیا کھانی منظور ہو تو اسکو چاہیے کہ ہواے نفسانی کا خلاف کرکے وعظ کو جبتک چھوڑ دے جبتک کہ نفس ریاضت کش ہو کر دین مین پکا ہو جاوے اور اسپر فتنہ کا خوف نہ رہے جب یہ حال حاصل ہو تو پھر کہنے لگے اب اگر کوئی کہے کہ اہل علم پر جب یہ حکم ہوا تو سب علم بیکار ہو جاوینگے اور چرچا جاتا رہیگا تمام خلق پر جہالت چھا جائیگی اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طلب امارت سے منع فرما کر اسپر وعید فرمائی یہانتک کہ یہ ارشاد فرمایا انکم تحرصون علی الامارۃ و انہا حسرۃ و ندامۃ یوم القیامۃ الا من اخذ ہا بحقہا اور فرمایا نعمت المرضعۃ و بئست الفاطمۃ

اور ظاہر ہی کہ سلطنت اور امارت اگر نہو تو دین و دنیا کے سب کام بند ہوجاوین خلق مین کُشت وخون پھیل جاوے امن جاتا رہے ملک اُجڑ جاوین معیشتین خراب ہوجاوین پھر ایسی چیز سے آپ نے کیون منع فرمایا - اور حضرت عمر رضہ نے جب اُبی بن کعب رضہ کے پیچھے بہت سے آدمی چلتے دیکھے تو اُنکو مارا حالانکہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ابی بن کعب مسلمانون کے سردار ہین اور کلام مجید اُنکو سُنایا کرتے تھے مگر لوگون کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسمین متبوع پُر فتنہ ہی اور تابع کی ذلت اور خود حضرت عمر رضہ خطبہ پڑھتے اور وعظ کہتے اور اس سے انکار نہ کرتے مگر جب ایک شخص نے آپ سے اجازت چاہی کہ اگر آپ فرماوین تو مین بعد نماز صبح لوگون کو وعظ سُنایا کرون تو آپ نے اُسکو منع کیا اُسنے عرض کیا کہ آپ لوگون کو نصیحت کرنے سے روکتے ہین آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہی کہ کہین تو بھول کر آسمان پر نہ پہونچ جاوے اور یہ اسلیے فرمایا کہ آپ نے اُس شخص مین علامات رغبت جاہ اور قبول خلق کی دیکھین اور امارت اور خلافت و قضا کی لوگون کو دین مین حاجت ہوتی ہی جیسے وعظ و تدریس و فتوی کا کام پڑتا ہی مگر ہر ایک مین فتنہ و لذت بھی ہی تو دونون مین کچھ فرق نہ رہا باقی رہا یہ کہ اُسکے منع سے علم کا چرچا جاتا رہیگا تو یہ ایک غلطی ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امارت سے منع فرمایا تو اس سے امارت تھوڑا ہی جاتی رہی بلکہ ریاست اور اُسکی محبت تو ایسی ہی کہ خود لوگ ہزار تدبیرون سے اُسکی طلب و جستجو کرتے ہین اسی طرح ریاست کی محبت علوم کا چرچا بھی ضائع نہین ہونے دیگی بلکہ اگر بالفرض تمام خلق قید کیجاوے اور بیڑیان اور طوق ڈال دیے جاوین کہ وہ علوم جنسے قبول اور ریاست حاصل ہوتی ہی نہ سیکھنے پاوین تب بھی لوگ زنجیرین توڑا کر قید سے بھاگین اور اُن علوم کے طالب ہون علاوہ ازین خداوند کریم نے وعدہ کیا ہی کہ اس دین کو ایسے لوگون سے تائید کرے گا جنکو کچھ بہرہ دین مین نہو تو کسی فرد خاص کو فکر لوگون کا نہ چاہیے اسلیے کہ خدا تعالے اُنکو تباہ نہ کریگا بلکہ اپنے نفس کا خیال چاہیے - پھر ہم کہتے ہین کہ جب کسی شہر مین بہت سے واعظ وعظ کہتے ہون تو منع سے صرف چند لوگ باز رہینگے سب ہرگز نہ مانینگے اور لذت ریاست کو نہ چھوڑینگے ہان اگر شہر بھر مین ایک ہی واعظ ہو اور اُسکا وعظ لوگون کو مفید ہو باین لحاظ کہ وہ خوش بیان اور وضعدار ہو اور لوگون کا یہ خیال ہو کہ یہ شخص صرف خدا کے واسطے کہتا ہی اور تارک دنیا ہی تو ایسے شخص کو ہم منع نہین کرتے بلکہ اُسکو کہتے ہین کہ وعظ بیان کرے اور نفس پر مجاہدہ کرا اور اگر وہ کہے کہ میرا نفس قابو مین نہین تب بھی ہم یہی کہینگے کہ وعظ کہ اور مجاہدہ کر اسلیے کہ ہم جانتے ہین کہ اگر وہ وعظ چھوڑ دے گا تو آدمی سب تباہ ہوجاوینگے کوئی اُسکا قائم مقام نہین جو اُنکو راہ نیک بتاوے اور بالفرض اگر وہ شخص مواظبت وعظ کی اسی غرض سے کرتا ہی کہ جاہ حاصل ہو تو اسکا وبال صرف اُسی پر ہی بس سب کا دین سلامت رہنا ہمکو خاص اُسکے دین کی سلامتی سے بہتر معلوم ہوتا ہی اُس شخص کو ہم اورون پر تصدق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شاید ایسے ہی شخص کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ ان اللہ لیوید ہذا الدین باقوام لاخلاق لہم پھر واعظ اُسکو کہتے ہین کہ اپنے کلام اور ظاہر صورت سے دنیا کا زاہد ہو اور لوگون کو آخرت کی رغبت دلاوے اور جو امور کہ اس زمانے کے واعظون نے ایجاد کیے ہین کہ چکنے چکنے کلمات اور مسجع الفاظ شعرون مین ملے ہوے بولتے ہین جنسے نہ دین کی تعظیم مقصود رہی نہ مسلمانون کو خوف دلانا بلکہ اُنسے جرات اور آرزو گناہون کی حاصل ہوتی ہین تو ایسے واعظون کو جلا وطن کرنا واجب ہی اسلیے کہ وہ لوگ نائب دجّال اور شیطان کے قائم مقام ہین اور ہم ایسے واعظون کا ذکر کرتے ہین جنکا وعظ اچھا ہو خود بظاہر اچھے ہون مگر دل مین محبت جاہ کے سوا کچھ اور مقصود نہو اور جو وعید کہ ہمنے باب العلم مین بڑے عالمون کے حق مین لکھی ہی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ علم کے فتنون سے پُر حذر رہنا ضروری ہی - حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یون ارشاد فرمایا ہی کہ اے بُرے عالمو تم روزہ نماز صدقہ بجالاتے ہو اور جس کام کو لوگون کو کہتے ہو خود نہین کرتے لوگون کو نصیحت کرتے ہو اور خود عمل نہین کرتے یہ بات بڑی خراب ہی

ع ۱ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس دین کی ایسے لوگون سے جنکو بہرہ دین کا نہو مطلب اسکا وہی ہی جو اوپر گذری ۱۲

زبان سے توبہ توبہ کرتے ہو اور ہواے نفسانی کے بموجب عامل ہو کہو تو اس سے کیا کام نکلیگا کہ بدن کو صاف کرلیا اور دل ناپاک رہا مین
سچ کہتا ہون کہ تم چلنی کے موافق مت ہو کہ اچھا آٹا نیچے گر پڑے اور بھوسی اندر رہجاوے یہی حال تمہارا ہی کہ مُنھ سے حکمت کی باتین نکلتے
ہو اور سینون مین کدورت بھری ہوی ہی اے دنیا کے بندو بھلا وہ شخص کیسے آخرت کو پاویگا جس سے نہ دنیا کی شہوت منقطع ہو نہ اُسکی رغبت
مین سچ کہتا ہون کہ تمہارے دل تمہارے اعمال سے روتے ہین دنیا کو تمنے اپنی زبان مین رکھا ہی اور عمل کو پاؤن تلے دنیا کی بہتری سے
آخرت کو بگاڑا تمہارے نزدیک دنیا کا سنورنا آخرت کے سنورنے سے محبوب ہی اگر تامل کرو تو تمسے زیادہ کوئی کمینہ نہین تمہارا بُرا ہو کبتک
اندھیرے مین چلنے والون کو راستہ بتاؤگے اور خود حیرت والون کے محلہ مین کھڑے رہوگے گویا ارباب دنیا سے تمہاری یہ غرض ہی کہ
وہ تمام دنیا تمہارے لیے چھوڑ دین بس کرو بس کرو تم نہین جانتے کہ اگر چراغ چھت پر رکھدیا جاوے تو گھر کے اندھیرے کے لیے کیا فائدہ
ہی اسیطرح اگر نور علم تمہارے مُنھ مین ہو اور دل ویسے ہی اوجڑ و تاریک رہین تو تمکو ایسے علوم سے کیا فائدہ اے دنیا کے بندو تم متقی
بندے نہین ہو نہ کریم آزادون کی طرح کیا عجب ہی کہ دنیا تمکو جڑ سے اکھاڑ دے اور مُنھ کے بل گرادے پھر نتھنون کے بل اوندھے ہو جاؤ
اور تمہارے گناہ تمہارے ماتھے کے بال پکڑین اور پیچھے سے تمکو علم دھکا دے اور اسی حال سے تمکو ننگے سر اور ننگے پاؤن بادشاہ حقیقی
کے سامنے لیجاوین اور وہ بے نیاز تمکو خطاؤن پر واقف کرکے تمہارے اعمال بد کی سزا دے انتہی اس حدیث کو حارث محاسبی رحمہ نے
اپنی کسی کتاب مین لکھکر کہا ہی کہ بُرے عالمون کا یہ حال ہی وہ لوگ انسانون کے شیطان ہین اور لوگون کے حق مین فتنہ متاع دنیا کی
اور رفعت شان مین رغبت کرکے اُسی کو آخرت پر ترجیح دی ہی اور دین کو ذلیل کیا ہی یہ لوگ دنیا مین بھی باعث ننگ و عیب ہین اور
آخرت مین زیانکار رہی ہین اب اگر کوئی کہے کہ آفات تو ظاہر ہین مگر علم اور وعظ کے باب مین بھی تو بہت سی رغبتین وارد ہین یہانتک
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لان یہدی اللہ بک رجلا خیر من الدنیا و ما فیہا[۱] اور فرمایا کہ ایما داع دعا الی ہدی و اتبع علیہ
کان لہ اجرہ و اجر من اتبعہ[۲] اسکے سوا اور بہت سے فضائل علم کے ہین تو عالم کو یون کہنا چاہیے کہ علم مین مشغول ہو اور خلق کی ریا
کو ترک کر جیسا اگر کسی شخص کو نماز مین ریا آجاتا ہی تو اُسکو کہا جاتا ہی کہ عمل کو ترک مت کر بلکہ اُسکو تمام کر اور نفس پر مجاہدہ کر تو اسکا جواب
یہ ہی کہ علم کی فضیلت بھی بہت ہی اور اُسکا خطرہ بھی بہت بڑا ہی جیسے خلافت و امارت کا تھا اور کسی کو اللہ کے بندون مین سے یون کہنا
چاہیے کہ علم کو ترک کردے اسواسطے کہ نفس علم مین تو کچھ آفت نہین آفت تو اسمین ہی کہ وعظ و تدریس و روایت حدیث سے در پے
اُسکے اظہار کے ہو اور جبتک بھی ترک علم کو نہ کہنا چاہیے جبتک کہ عالم اپنے نفس مین تحصیل علم کا باعث کوئی امر دینی ریا سے
مخلوط پاتا ہو لیکن جب اُسکا محرک سواے ریا کے اور کچھ نہو تب البتہ اُسکے حق مین ترک اظہار مفید تر اور سالم تر ہی جسطرح نفل نمازون
مین اگر محرک صرف ریا ہی ہو تو اُنکا ترک واجب ہی اور اگر ایسی صورت ہو کہ اثناے صلوٰۃ مین وسوسے ریا کے خطور کرتے ہون اور وہ
اُنکو بُرا جانتا ہی تو عبادت کو ترک کرنا نہ چاہیے اسلیے کہ آفت ریا کی عبادت مین ضعیف ہوتی ہی اور ولایات مین اور علم کے باعث مناصب عالیہ
کے درپے ہونے مین بہت قوی ہی غرض یہ کہ آفت کے اعتبار سے ان اشیاء کے تین مرتبے ہین اول ولایات کہ اُن مین بہت بڑے
آفات ہین اور سلف کے بہت سے لوگون نے انکو بخوف آفت ترک کردیا ہی دوم نماز و روزہ و حج و جہاد انکو سلف کے زبردست اور ضعیف سب
ادا کرتے رہے کسی سے ترک کرنا آفت کے خوف کے مارے منقول نہین اسلیے کہ ان مین آفات ضعیف ہین اور ادنی قوت سے دور ہو سکتی ہین
اور عمل صرف خدا کے لیے ہو سکتا ہی سوم ان دونون رتبون کے درمیان کا رتبہ ہی یعنے درپے ہونا وعظ و فتوی و روایت حدیث و
تدریس کے لیے اسمین جو آفتین ہین وہ اول رتبہ کی نسبت کم ہین اور دوسرے کی نسبت زیادہ پس نماز وغیرہ جنمین آفات کمزور ہین اُسکو تو
چاہیے کہ نہ قوی لوگ ترک کرین نہ ضعیف بلکہ ریا کے وسوسون کو دفع کرین - اور ولایات ضعفا کو بالکل ترک کرنا چاہیے نہ قوی لوگون کو

[۱] البتہ یہ بات کہ خداے تعالی تجھسے کسی آدمی کو راہ دکھاوے دنیا اور اُسکے اندر کی چیزون سے بہتر ہی بخاری و مسلم بروایت سہل بن سعد بلفظ خیر لک من حمر النعم ۱۲
[۲] جو شخص بلانے والا ہدایت کی طرف بلادے اور لوگ اُسکی اسمین پیروی کرین تو اُسکو اُسکا ثواب اور اُسکے پیرون کا ثواب ہوگا ۱۲ ابن ماجہ بروایت انس و مسلم بروایت ابوہریرہ با الفاظ مختلف ۱۲

رہے مناسب علم وہ دونون فرقون مین مشترک رہنے چاہیین تاہم جس شخص نے منصب علم کو امتحان کیا ہو وہ جانتا ہو کہ عالم اور والی ایک دوسرے سے مشابہ ہین اور منصب علم سے حذر کرنا ضعیف کے حق مین بہت بہتر ہو اور یہان ایک چوتھا رتبہ ہو یعنی مال کو جمع کرنا اور مستحقون مین تقسیم کرنا اس داد و دہش اور اظہار سخا سے بھی لوگ ثناخوان ہوتے ہین اور لوگون کے دل خوش کرنے سے نفس کو مزہ ملتا ہو اسمین بھی آفات بہت ہین اسی لیے جب حسن بصری رح سے لوگون نے پوچھا کہ ایک آدمی تو مقدار قوت حاصل کرکے بیٹھ رہتا ہو اور دوسرا مقدار قوت سے زیادہ تلاش کرکے جسقدر قوت سے بچتا ہو خیرات کردیتا ہو ان دونون مین افضل کونسا ہو آپ نے فرمایا کہ اول شخص افضل ہو کیونکہ آپ جیسے لوگون کو معلوم تھا کہ دنیا میں پھنسکر کوئی کم سلامت بچتا ہو اور زہد اسی کا نام ہو کہ دنیا کو تقرب الی اللہ کے لیے ترک کرے۔ اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ اگر مجھکو پچاس دینار ہر روز آمدنی ہو اور مَین انکو مسجد دمشق کی سیڑھیون پر کھڑا ہوکر تقسیم کردیا کرون تو یہ امر مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ مین بیع و شرا کو حرام کرتا ہون بلکہ میرا مقصود یہ ہو کہ مین انھین لوگون مین رہون کہ جنکی شان مین یہ آیت ہو لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ اور علما کا اس مسئلہ مین اختلاف ہو ایک فرقہ یہ فرماتا ہو کہ جب دنیا کو وجہ حلال سے کماوے اور اس سے بچا رہے اور خیرات کردے تو یہ اس سے بہتر ہو کہ عبادات و نوافل مین مشغول ہو اور ایک لوگون کا یہ قول ہو کہ ذکر اللہ کی مداومت مین بیٹھا رہنا صدقہ سے افضل ہو اسلیے کہ لینے دینے مین خدا کا دھیان نہین رہتا اور اسی کے موید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہو کہ فرمایا اے طالب دنیا سلوک و نیکی کے لیے تیرا ترک کرنا دنیا کو زیادہ نیک ہو۔ اور ادنیٰ بات مال کی یہ ہو کہ اسکی اصلاح مین خدا کے ذکر کا شغل نہین رہتا حالانکہ ذکر آلٰہی سب سے بڑا اور افضل ہو یہ تو اس شخص کے حق مین ہو جو آفات سے محفوظ رہے اور جس شخص کو کہ آفت ریا لگ گئی ہو تو ظاہر ہو کہ اسکے لیے ترک مال افضل اور عمدہ ہو اور بلا خلاف ایسے شخص کو ذکر مین مشغول ہونا بہتر ہو حاصل یہ کہ جو چیزین خلق سے متعلق ہین اور اسمین نفس کو لذت ہو انمین آفتون کا ہجوم ہوتا ہو ایسی صورتون مین مستحب یہ ہو کہ عمل کرے اور آفتون کو دفع کرے پس اگر دفع نہ کرسکے تو چاہیے کہ تامل و اجتہاد سے اپنے دل سے فتویٰ لے اور دل مین جسقدر خیر اور جسقدر شر ہو دونون کو تولے اور نور علم سے جو کچھ سمجھ مین آوے وہ کرے طبیعت کے میل کے موافق نہ کرے اور اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہو کہ جو چیز دل پر آسان معلوم ہوتی ہو اسی مین ضرر ہوتا ہو اسلیے کہ نفس بجز اے شر کے اور کچھ مشورہ نہین دیتا اور امر خیر سے لذت کم پاتا ہو اور خیر کی طرف رغبت بھی کم کرتا ہو گو بعض اوقات یہ بھی کچھ بعید نہین یہ باتین ایسی ہین کہ انپر جدا جدا حکم نفی اور اثبات کا نہین ہوسکتا اسی لیے انکو اجتہاد دلی پر حوالہ کیا جاتا ہو تاکہ جو بات دین کے لیے مناسب سمجھے اور بے کھٹکے ہو اسکو بجا لاوے اور مشکوک سے باز رہے۔ پھر بعض اوقات جاہل کو اس بیان سے دھوکا پڑجاتا ہو تو مال کو تو جمع کرتا ہو مگر بخوف آفت خرچ نہین کرتا ہو اسکا نام بخل ہو اور اسمین کسی کو خلاف نہین کہ صدقات کا تو کیا ذکر ہو مباحات مین بھی مال کا خرچ کرنا ہی بہ نسبت جمع کرنے کے افضل ہو اور اختلاف اس شخص کے حال مین ہو جسکو حاجت کمائی کی ہو کہ اسکے حق مین کونسی بات بہتر ہو کسب اور انفاق کو ترک کرکے ذکر خدا کرنا یا کسب حلال کرکے خیرات مین خرچ کرنا اور وجہ اختلاف کی یہ ہو کہ کسب مین بہت سی آفتین ہین لیکن جو مال کہ وجہ حلال سے حاصل ہوا ہو اسکو دے ڈالنا ہی امساک سے بہر حال افضل ہو۔ اب جن علامتون سے کہ واعظ کو معلوم ہو جاوے کہ اسکو لوگون کا دکھلانا منظور نہین صدق و اخلاص ہی باعث وعظ ہو انکا سننا چاہیے اول تو یہ پہچان ہو کہ اگر کوئی شخص اس سے اچھا وعظ کہنے والا خواہ زیادہ علم والا ظاہر ہو اور لوگ اسکو زیادہ تر مانین تو اسکی حسد نہ کرے بلکہ خوش ہو ہان اگر غبطہ کرے یعنے یہ چاہے کہ جیسا علم اسے ہو ویسا ہی مجھے ہو جاوے تو کچھ مضائقہ نہین دوسری یہ کہ اگر بڑے آدمی اسکی مجلس مین آجاوین تو جیسا پہلے سے کہ رہا تھا ویسا ہی کہے جاوے کچھ کلام مین تبدیل نہ کرے

ف نہین غافل کرتی ہو انکو سوداگری بیچنا خدا کی یاد سے ۱۲

سب لوگون کو ایک نظر سے دیکھے تیسری یہ کہ اس بات کو اچھا نہ سمجھے کہ بہت سے لوگ میرے ساتھ ہون اور بازار مین کوئی مجھ سے آگے نہ بڑھے اور سوا اسکے بہت سی علامتین ہین جنکا شمار طویل ہی سعید بن ابی مروان سے روایت ہی کہ مین پہلو مین حضرت حسن بصری رح کے بیٹھا تھا اور آپ مسجد مین کچھ فرماتے تھے اتنے مین دروازے سے حجاج بن یوسف مع اپنی اردلی کے زرد ہوا دار پر سوار اندر آیا اور مسجد مین چہار طرف دیکھنے لگا جتنا اجتماع کہ حضرت حسن رح کے حلقہ مین تھا اور جگہ نہ پایا اسیطرف متوجہ ہوا جب قریب حلقہ کے پہونچا تو سواری سے اُتر پڑا اور حضرت حسن رح کی طرف چلا جب آپنے اُسکو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو تھوڑی سی جگہ اپنی نشست مین سے چھوڑ دی سعید کہتے ہین کہ مین نے بھی تھوڑی جگہ اپنی نشست مین چھوڑی تو مجھ مین اور حضرت حسن رح مین تھوڑا فاصلہ ہو گیا اسقدر جگہ مین حجاج آکر بیٹھ گیا اور حضرت حسن رح جیسا کلام ہر روز کیا کرتے تھے ویسا ہی کہہ رہے تھے اُسوقت بھی کہتے رہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ آج حسن رح ویسے کہان ہونگے دیکھون حجاج کے بیٹھنے سے کچھ کلام زیادہ کرینگے جس سے اُسکی طرف تقرب پایا جاوے یا اُسکے رعب مین آکر کچھ کلام کم کرتے ہین مگر حضرت حسن رح نے اور دنون کے مانند ایک ہی سی گفتگو کی یہانتک کہ کلام تمام کر دیا اور کچھ پروانہ کی کہ کون بیٹھا ہی جب آپ کلام سے فارغ ہوے تو حجاج نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر آپ کے مونڈھے پر مارا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا اور خوب کہا لوگو ایسی ہی مجالس مین بیٹھا کرو اور جو کچھ وہان سُنو اُسکو اپنا خلق وعادت بنا لو مجکو حدیث شریف پہونچی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن مجالس الذکر ریاض الجنۃ اور ہم لوگ تو خلق کے انتظام مین مبتلا ہو گئے ورنہ ان مجالس مین ہمسے زیادہ تم نہ بیٹھتے کیونکہ ہمکو ان مجالس کی خوبیان زیادہ معلوم ہین بعد اسکے حجاج نے تبسم کرکے ایسی تقریر کی کہ حضرت حسن رح اور حاضرین جلسہ سب اُسکے بلاغت سے متعجب ہوے اور فارغ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی شام کا حضرت حسن رح کی مجلس مین آیا اور جس جگہ حجاج کھڑا تھا وہان ہی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اسے مسلمانون خدا کے بندو تمکو تعجب نہین آتا کہ مین ایک شخص نہایت بوڑھا ہون اور جہاد کرتا ہون گھوڑے خچر کی اور خیمہ کی مجھے تکلیف ہی اور میرے پاس تین سو درہم ہین جو لوگون نے دیے ہین اور میرے سات لڑکیان ہین غرض یہانتک اپنی تنگدستی کی شکایت کی کہ حضرت حسن رح اور سب اُنکے ساتھی اُسپر رحم کرنے لگے اور حضرت حسن رح سر نیچے جھکائے تھے جب وہ شخص کلام سے فارغ ہوا تو آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ خدا ان امرا سے سمجھے اُنھون نے اللہ کے بندون کو اپنا غلام تصور کیا ہی اور خدا ے تعالے کے مال کو اپنا مال سمجھ لیا ہی لوگون سے دینار و درم کے لیے لڑتے ہین جب دشمن خدا جہاد کو جاتا ہی تو خود دھکیلتے خیمون مین رہتے ہین اور تیز سواریون پر سوار ہوتے ہین اور اگر دوسرے کسی مسلمان بھائی کو جہاد پر بھیجتے ہین تو بھوکھا پیاسا پیادہ بھیج دیتے ہین اس طرح کی باتین بڑی بڑی آپنے سلاطین کے حق مین کہین اور اُنکے عیبون مین سے کچھ فروگذاشت نہ کیا ایک شخص اہل شام مین کا اُٹھا اور آپ کی چغلی حجاج سے جاکر کی اور بعینہ آپ کا کلام نقل کر دیا تھوڑی ہی دیر کے بعد حجاج کا آدمی آیا اور آپ سے کہا کہ امیر نے یاد کیا ہی حضرت حسن رح ساتھ ہو لیے اور ہمکو خوف ہوا کہ دیکھیے اس سخت کلامی سے کیا نتیجہ ہو ذرا دیر کے بعد آپ تبسم کرتے واپس آئے اور مین نے بہت کم آپ کو ہنستے دیکھا آپ کا دستور ہمیشہ سے مسکرانے ہی کا تھا جب تشریف لاکر اپنی جگہ بیٹھ گئے تو امانت کی عظمت بیان فرمائی اور فرمایا کہ آپس کے پاس بیٹھنے مین بھی امانت ہی شاید تمکو بھی خیال ہو گا کہ خیانت درم و دینار کے سوا اور کسی چیز مین نہین حالانکہ اشد خیانت یہ ہی کہ تم لوگ ہمارے پاس بیٹھو اور ہم تم پر اعتبار کرکے کچھ ذکر کرین پھر تم اُسکو ایک آگ کے شعلہ کے پاس جاکر کہہ دو میرا حال یہ ہوا کہ جب اُس شخص کے سامنے یعنے حجاج کے گیا تو اُسنے کہا کہ آپ اپنی زبان کو کوتاہ کرین یہ جو الفاظ کہے کہ جب دشمن خدا خود جہاد کرتا ہی تو ایسا ایسا ہوتا ہی اور جب دوسرے سے جہاد کرتا ہی تو چنین چنان کرتا ہی یہ باتین مت کہو ہمین اسکی کچھ پروا نہین کہ تم لوگون کو ہمپر برانگیختہ کرو اور نہ ہم اس بات سے تمھاری نصیحت کو لغو جانین مگر آپ کو یہ باتین کم کرنی چاہیین پھر حسن رح نے فرمایا کہ اسطرح خدا نے اُسکو دفع کیا

انتہی اور ایکبار حضرت حسن رح سوار ہوکر گھر تشریف لیے جاتے تھے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو بہت لوگ آپ کے پیچھے چلتے تھے آپ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ تمکو کچھ مجھ سے حاجت ہی یا کچھ پوچھنا چاہتے ہو جو ساتھ آتے ہو ہٹ جاؤ یہ صورت بندے کے دل مین کچھ باقی نہین چھوڑتی تو ان علامات اور اُنکے مانند اور نشانیون سے حال باطن کا معلوم ہوجاتا ہی اور جن عالمون کا یہ حال ہو کہ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہون اور جلتے ہون اور اُنس و اعانت کا باہم نام بھی نہو تو معلوم کرلو کہ وہی لوگ ہین جنھون نے زندگی دنیا کو آخرت کے عوض مول لیا اور وہی نقصان مین بھی ہین خدا تعالے اپنے فضل سے ہمپر رحم کرے۔

دسوان بیان اس باب مین کہ عبادت کو لوگون کے دیکھنے سے جو نشاط بندہ کو حاصل ہوتا ہی اُسمین سے کونسا درست ہی اور کونسا نادرست

جاننا چاہیے کہ آدمی کبھی ایسے لوگون مین شب باش ہوتا ہی کہ وہ سب تہجد کو اُٹھتے ہین یا اُن مین کے بعض آدمی تمام رات نماز پڑھتے ہین اور اسکا دستور اپنے گھر صرف ایک تھوڑی دیر جاگنے کا تھا جب اُنکو دیکھا تو اسکا شوق بھی موافقت کے لیے ابھرا اور جتنی عادت اُسکو پہلے سے تھی اُس نے زیادہ ادا کی یا پہلے بالکل نہ پڑھتا تھا اُسی روز صرف دیکھنے سے شریک نماز ہوا اسی طرح کبھی ایسی جگہہ مین جا پڑتا ہی کہ وہان کے سب لوگ روزہ دار ہوتے ہین تو اُسکو بھی شوق روزہ کا ہوتا ہی اور اگر وہ لوگ نہوتے تو یہ شوق نہ اُبھرتا تو یہ صورت شوق و نشاط کی بگمان غالب ریا معلوم ہوتی ہی اور اسمین واجب یہی ہی کہ موافقت نکرے حالانکہ یہ حکم مطلق نہین بلکہ اسکی تفصیل یہ ہی اسواسطے کہ ہر ایک مومن کو رغبت خدا کی عبادت اور شب بیداری اور روزہ کی ہوتی ہی مگر کسی مانع کی جہت سے اُسکو ادا نہین کرسکتا یا غلبۂ شہوات یا کثرت کاروبار یا غفلت کے باعث بھولا رہتا ہی تو اکثر ایسا ہوتا ہی کہ جہان دوسرے کو وہ کام کرتے دیکھا پردۂ غفلت دور ہوا اور موانع برطرف ہوے خواہ کثرت کاروبار دوسری جگہہ مین نہ رہے تو اُسوقت وہ رغبت و شوق اُبھر کھڑا ہوتا ہی مثلاً کبھی آدمی اپنے گھر مین رہتا ہی اور بعض اسباب سے تہجد نہین پڑھ سکتا مثلاً گدگدے بچھونے کے باعث نیند سر پر سوار ہی یا اپنی بیوی کے ساتھ مزے لے رہا ہی یا اہل و اقارب سے باتین کررہا ہی یا بال بچون مین مصروف ہی یا اپنے داد و ستد والون کا حساب و کتاب دیکھ رہا ہی تو ایسا شخص جب کسی اور جگہ جاویگا تو یہ سب شغل اُس سے علحدہ ہوجاوینگے جنسے اُسکی رغبت الی الخیر ناقص تھی اور بعض سبب خیر کے مرتکب کرنے والے پیدا ہوجاوینگے جیسے دوسرے شخصون کو دیکھنا کہ متوجہ الی اللہ ہین اور دنیا سے مُنھ پھیر لیا ہی تو اُنکو دیکھکر رغبت کریگا اور اُسپر نہایت شاق گذرے گا کہ خدا کی طاعت مین یہ لوگ مجھسے پیش قدم ہووین اسی بنا پر باعث دینی حرکت مین آویگا کچھ ریا کے سبب مادۂ طاعت نہو گا۔ اور بعض اوقات اجنبی جگہہ مین جاکر آدمی کو نیند نہین آتی تو ایسی جگہ نیند نہ آنا ہی غنیمت جانتا ہی اور گھر پر غلبۂ خواب کے سبب کچھ نہین کرسکتا اور بعض اوقات گھر پر جو ہمیشہ رہتا ہی اسواسطے ہمیشہ تہجد پڑھنا نفس کو گوارا نہین ہوتا اور کبھی کبھی پڑھ لے تو ہوسکتا ہی تو اسیطرح کی باتین سبب شوق ہوجاتی ہین جبکہ موانع نہین رہتے اسیطرح اپنے گھر مین آدمی پر روزہ مشکل پڑتا ہی کیونکہ ہر طرح کی لذیذ چیزین کھانے کی عمدہ موجود رہتی ہین اُنکو چھوڑنے پر صبر نہین کرسکتا اور جسجگہ وہ چیزین نہین ملتین وہان کچھ صبر دشوار نہین ہوتا اسی لیے باعث دینی ایسی جگہ حرکت مین آکر روزہ رکھوا دیتا ہی کیونکہ شہوات موجودہ عوائق و موانع روزہ کی ہین اور باعث دینی پر غالب رہتی ہین جب آدمی اُنسے محفوظ رہا تو وہی باعث دینی قوی ہوجاتا ہی بس اسطرح کے اسباب کا واقع ہونا ممکن ہی اور یہ سب لوگون کو دیکھنے اور اُنکے ساتھ موافقت کرنے سے ہوتے ہین اور کبھی ایسے وقت مین شیطان بھی عمل سے روک دیتا ہی اور کہتا ہی کہ عمل مت کرو ورنہ ریا کار ہوگا بشرطیکہ آدمی گھر پر عمل نہ کرتا ہو اور نہ نماز معتاد سے زیادہ ادا کرتا ہو۔ اور کبھی رغبت زیادتی کی انسان کو لوگون کے دیکھنے سے اسلیے ہوتی ہی کہ بُرا نہ کہین اور کاہلی کی طرف منسوب نہ کرین خصوصاً ایسی صورت مین کہ لوگون کا یہ گمان ہو کہ یہ شخص شب بیدار ہی تو آدمی کا دل نہین

چاہتا کہ اُنکا عقیدہ جیسا میری طرف ہو اُسکے خلاف ہوکر نظرون سے گرجاؤن اسی لیے اپنی منزلت کی حفاظت ضروری سمجھتا ہی ایسے حال مین شیطان اور اشتعال لک دیتا ہو کہ نماز پڑھ تو مخلص ہو خاص اللہ کے واسطے پڑھتا ہو انکے دکھلاوے کو نہین پڑھتا اور گھر پر جو ہر شب نہین پڑھتا تو کثرت موانع کی جہت سے نہین پڑھتا اُن عوائق کا دور ہونا سبب تیرے عمل کرنے کا ہی نہ لوگون کا مطلع ہونا پس یہ امر ارباب بصائر پر بھی مشتبہہ رہتا ہو لیکن جب معلوم ہو جاوے کہ محرک ریا ہی ہو تو زائد از معتاد نہ ادا کرنی چاہیے گو ایک ہی رکعت کیون نہو اسواسطے کہ خدا کی طاعت پر لوگون کی تعریف کی خواہش سے گناہگار ہوتا ہو اور اگر باعث عمل دور ہونا عوائق کا اور غبطہ اور رغبت اُن لوگون کے اعمال کی ہو تو موافقت کرنے مین مضائقہ نہین اور اسکی پہچان یہ ہو کہ دل مین سوچے کہ اگر بالفرض مین انکو نماز پڑھتے ایسی طرح دیکھتا کہ یہ لوگ مجکو نہ دیکھتے مثلاً پردہ کی آڑ سے مین انکو دیکھتا رہتا اور اپنی جگہہ سے نہ ہلتا تو ایسی صورت مین بھی نماز پڑھنے کو نفس چاہتا یا نہ چاہتا پس اگر ایسے حال مین بھی لوگون کی نظرون سے غائب ہونے مین نفس نماز کا راغب پایا جاوے تو موافقت لوگون کی کرنی چاہیے اسلیے کہ باعث عمل ریا نہین صرف امر حق ہو اور اگر خود آڑ مین رہ کر نفس نماز کا پڑھنا دشوار جانے تو لوگون کے سامنے بھی ترک کرنا چاہیے اسلیے کہ اس عمل کا باعث ریا ہی ہو اسیطرح کبھی انسان جمعہ کے روز مسجد جامع کا اتنا شوق و نشاط کرتا ہی جتنا اور روز نہین کرتا اور ہوسکتا ہی کہ اُسکا باعث یا لوگون کی تعریف ہو یا انکا شوق و نشاط اور توجہ الی اللہ سے اُسکی غفلت دور ہو جاوے اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ لوگون کی دیکھا دیکھی باعث دینی متحرک ہوتا ہی مگر اُسکے ساتھ ہی نفس پر محبت حمد بھی آتی ہو تو ایسی صورت مین اگر یہ جانے کہ دل پر غالب ارادہ دینی ہو تو اتنی محبت حمد سے عمل کو چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ محبت حمد کو بُرا جان کر عبادت مین مشغول ہو اسی طرح کبھی لوگ روتے ہین اور کوئی شخص اُنکو دیکھکر رونے لگتا ہی یہ رونا ریا سے نہین ہوتا بلکہ خدا کے خوف سے ہوتا ہی اور اگر اکیلا وہ کلام سنتا تو نہ روتا مگر لوگون کے رونے کی جہت سے دل پر نرمی آجاتی ہی اور بعض دفعہ جو رونا نہین آتا تو رونے کی صورت بنا لیتا ہی کبھی تو ریا کی جہت سے اور کبھی صدق کی جہت سے یعنی جب لوگون کو روتا دیکھتا ہی اور اپنا آنسو بھی نہین نکلتا تو اپنے نفس پر سنگدل ہونے کا خوف کرتا ہی اور بزور بسورنے لگتا ہی اور یہ بات اچھی ہی اور اسکی پہچان یہ ہی کہ تامل کرے کہ اگر مین لوگون کا رونا ایسی جگہہ سے سنتا کہ لوگ مجھے نہ دیکھتے تب بھی مین خوف اپنے دل کی سختی کا کرکے رونے کی صورت بناتا یا نہین پس اگر لوگون سے پوشیدہ رہنے کی صورت مین یہ بات نہو تو معلوم ہوگا کہ یہ بسورنا صرف اس خوف سے ہی کہ کوئی یون نہ کہے کہ بڑا سنگدل ہی ایسا بسورنا ترک کرنے کے قابل ہی حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ اپنا خوف خدا اس غرض سے لوگون کو مت دکھلا کہ تیری تعظیم کرین حالانکہ دل تیرا بدکار ہو اسیطرح چیخنا اور لمبا سانس بھرنا اور رونا ذکر کے وقت یا تلاوت کے وقت یا اور کسی وقت کبھی بباعث صدق اور غم اور خوف و ندامت و حسرت کے ہوتا ہی اور کبھی دوسرے کا غم و اندوہ دیکھکر اور اپنی سنگدلی خیال کرکے بتکلف سانس بھرنے اور آہ آہ کرنے لگتا ہی اور یہ امر بہتر ہی مگر کبھی اُسکے ساتھ یہ خواہش بھی ہوتی ہی کہ لوگ جانین کہ یہ شخص بہت غم مین رہتا ہی - اگر محض یہی باعث ہی تو اُسکا نام ریا ہی اور اگر واقع مین حزن و ملال بھی ہی اور یہ باعث بھی تو اگر باعث ریا کو بُرا جانیگا اور انکار کرکے قبول نہ کرے تو اُسکا رونا اور بسورنا درست ہی اور اگر دل سے میلان ریا کی طرف ہوگا تو اجر باطل اور کوشش لاحاصل ہوگی اور غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا - اور کبھی آہ آہ کرنا اصل مین غم کے باعث ہوتا ہی لیکن اُنکو بڑھا بڑھا کر بلند آواز سے کہتا ہی تو یہی زیادتی ریا و ممنوع ہی کیونکہ ابتدا صرف ریا کی اسی سے ہوئی اور کبھی آدمی پر خوف اتنا آتا ہے کہ اُس سے اپنا نفس قابو مین نہین رہتا اور اسیوقت وسوسۂ ریا بھی پیش ہوتا ہی تو اُسکو قبول کر لیتا ہی اُسکا اثر یہ ہوتا ہی کہ آواز کو زیادہ دردناک خواہ بلند کرتا ہی یا آنسوؤن کو مُنھ پر رہنے دیتا ہی کہ کوئی دیکھے آنسو خوف الٰہی ہی سے نکلے تھے مگر اُسکا نشان جو مُنھ پر قائم رکھا تو صرف ریا ہی کی جہت سے رکھا - اسیطرح کبھی

ذکر سنتا ہی اور خوف کے مارے قوی ضعیف ہو جاتے ہین حتی کہ گر پڑتا ہی پھر شرم کرتا ہی کہ کوئی یون نہ کہے کہ بدون زوال عقل اور حالت شدید کے کیسے گر گیا اس خیال سے تھرلنے لگتا ہی اور بتکلف وجد کرتا ہی تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ غشی کے باعث گرا تھا حالانکہ گرنے کی ابتدا درست تھی - اور کبھی عقل جاتی رہتی ہی اور گر پڑتا ہی مگر جلد افاقہ ہو جاتا ہی اُسوقت دل پر گذرتا ہی کہ لوگ یہ کہینگے کہ ایسا حال کیا ہی کہ ذرا دیر نہ ٹھہرا بجلی کی طرح چمک گیا تو اس خیال سے بہت دیر تک تڑپتا رہتا ہی اور ناچتا ہی تاکہ اپنا حال دیر پا ظاہر کرے اسی طرح کبھی ضعف کے بعد جو جلد افاقہ ہو جاتا ہی اور ضعف بھی جلد جاتا رہتا ہی تو اس بات کا خوف کرتا ہی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ بیہوشی اور حال ٹھیک نہ تھا ورنہ ضعف دیر تک رہتا پس اسکے باعث اظہار ضعف اور آہ کا دیر تک کرتا ہی کہین دوسرے کے سہارے لگتا ہی تاکہ معلوم ہو کہ ضعف کے سبب کھڑا نہین رہ سکتا کہین چلنے مین جھک جھک پڑتا ہی اور قدم قریب قریب کھتا ہی اسلیے کہ ظاہر ہو کہ تیز نہین چل سکتا - تو یہ سب باتین شیطان کے فریب اور نفس کے وسواس مین داخل ہین جب ایسے خطرے ہون تو اُنکا علاج یہ ہی کہ خیال کرے کہ اگر آدمی میرے اس نفاق پر مطلع ہو جاوین اور دل کی بات پر آگاہ ہون تو بہت غصہ ہون اور اللہ تعالے تو ہر وقت مطلع ہی اُسکا غصہ بُرا سخت ہی - حضرت ذوالنون مصری رح ایکبار کھڑے ہوے اور تھرانے لگے ایک پیر جیو اُنکے ساتھ کھڑے ہوے کہ اُن مین اثر تکلف کا معلوم ہوتا تھا حضرت ذوالنون رح نے فرمایا کہ اے شیخ الذی یراک حین تقوم یعنے خدا تو تمھارے اس قیام کو دیکھتا ہی تکلیف کی کیا ضرورت ہی پس وہ شیخ بیٹھ گیا خلاصہ یہ کہ اس طرح کے سب اعمال منافقون کے ہوتے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نعوذ باللہ من خشوع النفاق اور نفاق کا خشوع یہ ہی۔ اعضا تو خشوع کرین اور دل مین خشوع نہو اور اسی قبیل سے ہی استغفار اور اور استعاذہ خدا ے تعالے کے غضب اور عذاب سے کہ یہ بھی کبھی تو دل مین خوف سمانے اور گناہ یاد کرنے اور اُسپر ندامت کرنے سے ہوتا ہی اور کبھی ریا کے باعث ہوتا ہی - پس ایسے وساوس دل پر قریب قریب ایک دوسرے کے بعد وارد ہو کر کام سے روکتے ہین اور ایک دوسرے مین ملتے جلتے بھی ہین اس لیے مناسب ہی کہ جب آدمی کو خطرہ ہو تو تامل کرے کہ یہ کیا ہی اور کہان سے آیا اگر خدا کے لیے ہی تو اُسیطرح کرے جیسا دل مین گذرا ہی مگر اسکے ساتھ ہی ڈرنا بھی چاہیے کہ شاید کچھ ریاے پوشیدہ اُسمین نہ ملا ہو جسکی اطلاع نہوئی ہو اور عبادت کے قبول اور عدم قبول سے بھی ترسان رہنا چاہیے کہ اخلاص اُسمین ہوا ہی یا نہین اور جب اخلاص سے عمل کو شروع کیا ہی تو اس بات سے بھی احتراز چاہیے کہ وسوسہ خواہش لوگون کی تعریف کا پھر نہ آنے پاوے اسواسطے کہ یہ بہت دفعہ آتا ہی جب کبھی آوے تو یہ دل مین سوچے کہ اللہ تعالے میرے حال کا دانا بینا ہی اگر مین اُسکی اطاعت سے لوگون کی تعریف چاہونگا تو اُسکے غصہ مین پڑونگا اور وہ بات یاد کرے جو تین آدمیون مین سے ایک نے حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی تھی جب وہ تینون آپ کے پاس آئے تھے اُسنے کہا تھا کہ اے ایوب آپکو معلوم نہین کہ بندہ کا عمل ظاہر جس سے نفس کی طرف سے فریب دیا کرتا ہی جاتا رہیگا اور امر باطن پر جزا دیا جاویگا اور بعض اکابر یون دعا مانگتے کہ الٰہی مین تجھ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہون کہ لوگ مجھے جانین کہ مین تجھسے ڈرتا ہون حالانکہ تو مجھسے ناراض ہو اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یون دعا مانگتے کہ الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اس امر سے کہ لوگون کی نظرون مین تو میرا ظاہر اچھا ہو اور اُنسے الگ ہو کر تیرے لیے میرا باطن بُرا ہو اپنے جی مین لوگون کے دکھلاوے کی تو محافظت کرون اور تو جو میرے حال سے مطلع ہی اُسکو برباد کرون لوگون کے واسطے تو اچھے عمل ظاہر کرون اور تیرے لیے بُرے عمل پیش کرون حسنات سے تو لوگون کا تقرب چاہون اور تیری طرف سیئات لیکر آؤن اور تیرے غصہ اور ناراضی کا باعث ہون اے پروردگار عالم ان سب باتون سے مجھکو پناہ دے - اور حضرت ایوب کے پاس جو تین شخص آئے تھے اُن مین سے ایک نے

لغت جو دیکھتا ہی جگہ جب تو اُٹھتا ہی ۱۲ ح ۲ پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے نفاق عاجزی سے ۱۲ بیہقی در شعب بروایت ابی بکر صدیق اور اسکی سند مین حارث بن عبید راوی ضعیف ہی ۱۲

کہا کہ اے ایوب جو لوگ خدا سے حاجت مانگنے وقت اپنے ظاہر کی حفاظت اور باطن کی بربادی کرتے ہین اُنکے منھ سیاہ ہونگے یہ آئین آفتین ریا کی بندہ کو چاہیے کہ دل کی خوب حفاظت کرے تاکہ آفات پر مطلع ہوجایا کرے کیونکہ حدیث شریف[۱ح] مین ہی کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور معلوم ہوچکا ہی کہ اُن مین سے بعض پوشیدہ تر بعض سے ہین یہانتک کہ کچھ چونٹی کی چال کے موافق ہین اور کچھ اُس سے بھی پوشیدہ اور ظاہر ہی کہ جو ایسی خفی چیز ہو اُسکو بدون شدت تلاش اور حفاظت کے معلوم نہین کرسکتا اور کوشش کے بعد بھی اگر معلوم ہوجاوے تو غنیمت ہی بے تلاش و جستجوے دل کے اور بدون امتحان نفس اور تفتیش اُسکے فریبون کے توقع اُنپر مطلع ہونے کی رکھنی دشوار ہی خدا تعالے سب کو اپنے کرم و احسان سے اُن آفات سے بچاوے

گیارھوان بیان اس امر مین کہ مرید پر قبل عمل اور بعد عمل اور عین عمل مین کیا کرنا چاہیے

واضح ہو کہ سب سے بہتر مرید کے حق مین یہ ہی کہ تمام اوقات مین اپنی طاعتون پر خداے تعالے ہی کے علم پر قناعت کرے اور علم الٰہی پر اُسی کو قناعت ہوتی ہی جو خداے تعالے ہی سے خوف کرے اور اُسی سے توقع رکھے اور جو شخص غیر سے خوف و توقع رکھیگا وہ اُسکی اطلاع کا بھی خواہان ہوگا کہ میرے عمدہ احوال کی اُسکو اطلاع ہو پس جب یہ صورت کسی کی ہو تو چاہیے کہ دل مین عقل و ایمان کی جہت سے اس امر کی بُرائی کو لازم کرلے اسلیے کہ اُسکے باعث یہ ڈر ہی کہ خداے تعالے ناراض ہوجاوے اور جب ایسی طاعتین بڑی اور شاق کرے جاو رون سے نہوسکین اُسوقت اپنے نفس کی حفاظت پر ضرور رہی اسلیے کہ ایسے حال مین نفس کو اُنکے افشا کی کمال حرص ہوتی ہی اور کہتا ہی کہ تیرے اس بڑے عمل یا ایسے عظیم خوف یا اس جیسے رونے پر اگر خلق کو اطلاع ہوگی تو تجکو سجدہ کرنے لگینگے اسلیے کہ خلق مین اور کون ہی جو ایسا کرسکے تو ایسے عمل کے چھپانے پر کیسے راضی ہی لوگون کو تیرا مقام کیسے کھُلیگا اور قدر کسطرح معلوم ہوگی اقتدا سے محروم رہینگے غرض جب یہ صورت پیش ہو تو عابد کو چاہیے کہ ثابت قدم رہے اور اپنے عمل کی بُرائی کے مقابلے مین عظمت ملک آخرت اور لذائذ جنت کے جو ابد الآباد رہینگے یاد کرے اور یہ بھی سوچے کہ خدا کی طاعت پر بندون سے ثواب لینے مین کیا بڑا غصہ اور عذاب الٰہی ہوگا اور عمل کا ظاہر کرنا دوسرے پر گو اچھا معلوم ہوتا ہی مگر خدا کے نزدیک موجب تنزل ہی ثواب عمل کا بالکل کھودیتا ہی اور پھر نفس کو یون سمجھاوے کہ ایسے عمل کو مین لوگون کی تعریف کے بدلے مین کسطرح دے ڈالون وہ لوگ تو خود عاجز ہین نہ میرے رزق پر قدرت رکھتے ہین نہ موت پر اسی بات کو دل مین جماوے ایسا نہو کہ یاس چھا جاوے اور کہنے لگے کہ اخلاص تو زبردستون کا کام ہی جو خلط ملط کرتے ہین اُنکی شان ایسی کہان ہوسکتی ہی اور اس باعث سے اخلاص مین مجاہدہ نہ کرے بلکہ یہ جان لینا چاہیے کہ متقیون کی نسبت غیر متقیون کو اخلاص کی حاجت زیادہ ہی اسلیے کہ متقیون کی اگر نفلین جاتی رہینگی تو فرایض تو کامل رہینگے غیر متقی کے تو فرائض مین بھی نقصان ہی اور اُنکا نقصان نوافل ہی سے بھرا جاویگا اگر نوافل درست نہوئین تو فرضون کے نقصان کے باعث تباہ ہوجاویگا غرضکہ غیر متقی کو حاجت اخلاص کی زیادہ تر ہی اور تمیم داری رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت[۲ح] کرتے ہین کہ قیامت کو بندہ کے حساب کے وقت اگر فرضون مین کمی ہوگی تو حکم ہوگا کہ دیکھو اسکی نفل بھی کوئی ہی یا نہین اگر نفل نکلیگی تو اُس سے فرض کا نقصان پورا ہوجاویگا ورنہ ہاتھ پانون پکڑکر دوزخ مین ڈال دیا جاویگا انتہی تو قیامت مین جو شخص خلط و ملط عمل مین کرتا ہی اُسی کو ضرورت فرضون کے پورا کرنے کی ہوگی کہ اُسکے فرض ناقص ہونگے اور گناہ کثرت سے اور گناہون کے کفارہ کی بھی حاجت ہوگی اور جبر نقصان فرض اور کفارہ گناہ بدون نوافل مین اخلاص کیے نہین ہوسکتا اور متقی جو نوافل مین اخلاص کرتا ہی تو وہ ترقی درجات کا خواہان ہی ورنہ اگر نفل اُسکے پاس نہوگی تب بھی اُتنے حسنات ضرور رہینگے جنسے جنت ملجاوے اس سے معلوم ہوا کہ خوف اطلاع خدا تعالی کا ہر وقت دل کے ساتھ رہنا ضرور ہی تاکہ نوافل صحیح ہون پھر بعد فراغ عمل کے بھی یہ خوف رہنا چاہیے تاکہ اُس عمل کو ظاہر نہ کرے

۱ح بزار نے بروایت ابن مسعود نقل کیا ہی الربا بضع وسبعون بابا والشرک مثل ذلک اور غالباً یہ لفظ ربا بیا ر سو حدہ ہی چنانچہ ابن ماجہ نے باب التجارات مین نقل کیا ہی الربا سبعون حوبا الحدیث ۱۲ ۲ح ابو درداء و ابن ماجہ ۱۲

اور لوگون سے نہ کہے جب یہ سب باتین کر چکے تب اِس بات کا خوف چاہیے کہ کہین ایسا نہوا ہو کہ ریاے پوشیدہ اسمین داخل ہوگیا ہو اور مجھکو اطلاع نہوئی ہو اِس بنا پر اپنے عمل کے قبول اور عدم قبول مین شک کرنا ضرور ہی یعنے یہ سوچے کہ ہوسکتا ہی کہ خداے تعالے نے میری نیت خفیہ لکھ لی ہو اور اُسکے سبب مجھ سے ناراض ہوکر میرا عمل میرے سر مارے اور یہ شک اور خوف عمل کے وقت اور بعد عمل چاہیے ابتداے نیت عمل مین نہ چاہیے بلکہ ابتدا مین تو اِس بات کا یقین کرلے کہ مین مخلص ہون سواے رضاے خدا کے اور کچھ نہین چاہتا تاکہ عمل درست ہو اور جب عمل شروع کرنے پر ایک ایسا لحظہ گذر جاوے جسمین غفلت اور نسیان ہوسکتی ہو تو اِس بات کا خوف مناسب حال ہی کہ اِس غفلت مین شاید کوئی شائبہ ریا خواہ عجب کا آگیا ہو جس سے عمل باطل ہوگیا ہو مگر توقع قبول کی اغلب ہی اسواسطے کہ عمل کے اندر با اخلاص یقیناً داخل ہوا ہی اور اِس بات مین شک ہی کہ ریا کے سبب عمل فاسد ہوگیا یا نہین تو یقینی بات کی طرف گمان غالب ہی اور اِس بات کے معلوم کرنے سے مناجات وطاعات مین بڑی لذت ہوتی ہی اسلیے کہ اخلاص تو یقینی ہی اور ریا مین شک ہی اور یہ شخص جو اِس شک سے بھی خوف کرتا ہی تو اُسکا خوف اس قابل ہی کہ اگر وسوسۂ ریا غفلت مین بھی ہوگیا ہو تو اُسکو دور کردے۔ اور جو شخص کہ لوگون کی کارروائی اور طلبہ کی تعلیم سے تقرب الی اللہ چاہے اُسکو بھی چاہیے کہ اپنے نفس پر توقع ثواب کی کرے۔ اِس نظر سے کہ جس آدمی کا کام نکلجاویگا اُسکے دل کو سرور ہوگا اور جو علم سیکھیگا اُسکے بموجب کام کریگا یہ دونون صورتین ثواب کی اُسکے لیے ہین مگر صرف توقع ثواب ہی رکھنی چاہیے شکر اور مکافات اور ثنا خوانی کا خواہان نہو نہ طالب علم سے نہ جسکی ضرورت نکالی ہو اُس سے ورنہ عمل جاتا رہیگا مثلاً اگر طالب علم سے توقع رکھے کہ پڑھانے کے عوض یہ میرا کام خدمت کریگا یا راہ مین ساتھ چلیگا تاکہ جتھا زیادہ ہو یا اور کسی کام مین تدبیر و فکر کریگا تو یہ شخص اپنی اجرت لے چکا اسکے سوا اور کچھ ثواب نہ ملیگا۔ ہان اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی تھی صرف یہ قصد کیا تھا کہ جب یہ پڑھکر علم کے بموجب کام کریگا تو مجھکو بھی اُتنا ہی ثواب ملا کریگا لیکن شاگرد نے خود بخود خدمت کی اور اُسنے اُسکو قبول کیا تو اسصورت مین ہمکو توقع ہی کہ اُسکا ثواب باطل نہو بشرطیکہ اُستاد کو نہ انتظار خدمت ہو نہ ارادہ ہیا نہ شک کہ اگر شاگرد خدمت نہ کرتا تو کچھ بعید نہ جانتا اور باوجود پائے جانے اِن سب شرائط کے اگلے علما پھر بھی خدمت سے حذر کرتے تھے چنانچہ روایت ہی کہ ایک عالم کنوین مین گر پڑے لوگ اُنکے نکالنے کو آئے اور رسی اندر ڈالی تو اُنھون نے اندر سے قسم دلائی کہ جس شخص نے مجھ سے ایک آیت بھی قرآن مجید کی پڑھی ہو یا حدیث سنی ہو وہ اِس رسی کو ہاتھ نہ لگاوے اسی خوف سے کہ مبادا اُنکی خدمت لینے سے ثواب نہ جاتا رہے اور شقیق بلخی رح روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک کپڑا حضرت سفیان ثوری رح کے پاس بطور ہدیہ بھیجا اُنھون نے مجھکو واپس کردیا مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مین تو آپ سے حدیث نہین پڑھتا ہون کہ آپ پھیرے دیتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ یہ تو مین بھی جانتا ہون مگر تمھارا بھائی مجھ سے حدیث پڑھتا ہی مجھے یہ خوف ہی کہ کہین اُسکے لیے میرا دل اورون کی بہ نسبت زیادہ نرم نہو جاوے اور ایکبار ایک شخص اُنھین کی خدمت مین ایک تھیلی یا دو تھلیان لایا اور اُس شخص کا باپ آپ کا بڑا دوست تھا آپ اکثر اُسکے پاس تشریف لے جاتے تھے اُس شخص نے عرض کیا کہ آپ کے دل مین میرے باپ کی طرف سے کوئی بات ہی آپ نے فرمایا خدا اُسکو بخشے وہ ایسا اور ایسا تھا اُسکی مدح و ثنا کی اُسنے عرض کیا کہ آپ تو جانتے ہی ہین کہ یہ مال میرے قبضے مین اُسی کے ترکے سے آیا ہی تو مین اسقدر لایا ہون کہ آپ بھی اِس سے اپنے عیال کی پرداخت فرماوین پس حضرت سفیان نے قبول کرلیا مگر جب وہ شخص چلا گیا تو اپنے بیٹے مبارک سے کہا کہ جلد جاؤ اور اُس شخص کو میرے پاس بُلا لاؤ جب وہ شخص آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب میری مرضی یہ ہی کہ اپنا مال لیجاؤ اُسنے ہر چند اصرار کیا مگر آپ نے نہ مانا اور واپس کردیا شاید اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اُسکے باپ سے محبت للہ تھی تو برا جانا کہ اُسکے مال مین سے کچھ لیوین آپ کے بیٹے مبارک کہتے ہین کہ جب وہ شخص مال لیکر چلا گیا مین نہ رہ سکا اور آپ کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ آپ کو کیا ہوا ہی

یہ چند گنتی کے پتھر تھے اُنکو واپس کیون کر دیا تمھارے یہان کیا کنبہ نہین تمکو مجھپر رحم نہین آتا اپنے بھائیون پر رحم نہین کرتے نہ ہمارے عیال پر رحم کرتے ہو غرض جتنا کہا گیا خوب کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مبارک خدا سے ڈرو کھاؤ اوڑاؤ تو تم اور اُسکی بازپرس ہو مجھ سے
اس بیان سے معلوم ہوا کہ عالم سے اگر کسی کو فیض ہو تو اُسکے ثواب کا طالب صرف خدا سے ہو اور شاگرد کو بھی واجب ہی کہ وہ بھی ہمیشہ طالب حمد خدا اور اُسکے ثواب و منزلت کا رہے اُستاد کے نزدیک اور خلق کی نظرون مین عزیز ہونے کا خیال دل سے دور رکھے اور کبھی شاگرد کو یہ سوجھتی ہی کہ اگر ظاہر مین طاعت الٰہی کرونگا تو اُسکی نظرون مین رتبہ حاصل کرونگا اور اچھی طرح پڑھونگا مگر یہ خیال غلط ہی اسواسطے کہ طاعت الٰہی سے ارادۂ غیر اللہ کا کرنے سے نقصان تو اُسیوقت ہوتا ہی اور علم کا مفید ہونا اور غیر مفید ہونا موہوم ہی پس عمل نقد کو اس وہمی فائدہ کے عوض ضائع کرکے کیون نقصان اُٹھاوے یہ امر تو سراسر ناجائز ہی بلکہ یون چاہیے کہ اللہ ہی کے واسطے پڑھے اور اُسی کے واسطے عبادت کرے اور اُسی کے لیے اُستاد کی خدمت کرے اسلیے نہ کرے کہ اُستاد کے دل مین جگہ ہوگی اگر یہ منظور ہو کہ تحصیل علم طاعت مین متصور ہوا اسلیے کہ بندون کو یہی حکم ہی کہ سواے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کرین اور نہ اپنی طاعت سے غیر خدا کو چاہین -
اسی طرح جو اپنے مان باپ کی خدمت کرے وہ اس قصد سے کرے کہ مان باپ کی رضامندی مین خدا کی رضامندی ہی اس لیے نہ کرے کہ خدمت کرنے سے میری جگہ اُنکے دل مین ہو جاوے اور اُسکو جائز نہین کہ طاعت خدا سے ریا اسلیے کرے کہ مان باپ کے دل مین جگہ پیدا ہو کیونکہ یہ امر گناہ ہی اور کیا عجب ہی کہ خداوند کریم اُسکا ریا برطرف کردے اور مان باپ کی نظرون سے گر جاوے -
اور زاہد جو لوگون سے کنارہ کش ہو تو اُسکو ہمیشہ خیال ذکر الٰہی کا دل کے ساتھ رہنا چاہیے اور خداے تعالے کے واقف ہونے پر قناعت کرنی چاہیے اُسکے دل مین یہ بات نہ گذرے کہ میرے زہد کا حال لوگون کو معلوم ہو جاوے اور وہ میری عظمت کرین اسلیے کہ اس سے تخم ریا مزرع سینہ مین بویا جاتا ہی یہانتک کہ عبادات کا کرنا تنہائی مین آسان ہو جاتا ہی اور چونکہ لوگ اسکی تکریم کرتے ہین اور اسکی گوشہ نشینی سے واقف ہین اسلیے بڑے اطمینان سے بیٹھا رہتا ہی اور اُسکو خبر نہین کہ اسوجہ سے عمل مجھپر ہلکے معلوم ہوتے ہین
حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ مین نے معرفت ایک راہب سے سیکھی ہی جسکا نام سمعان تھا مین نے اُسکے پاس اُسکے گرجا مین گیا اور اُس سے پوچھا کہ تم اس جگہ کب سے ٹھہرے ہو اُسنے کہا کہ ستر برس سے مین نے پوچھا کہ آپ کی غذا کیا ہی اُسنے کہا کہ اس سے تمھارا کیا مطلب ہی مین نے کہا کہ صرف پوچھنا منظور ہی اُسنے کہا کہ ہر شب ایک چنا کھاتا ہون مین نے پوچھا کہ تمھارے دل مین ایسی کیا بات رہتی ہی کہ ایک چنا کافی ہو جاتا ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ لوگ جو تمھاری نظر کے سامنے ہین ہر سال مین ایک روز میرے پاس آتے ہین اور اس عبادت خانہ کو آراستہ کرتے ہین اور اسکے گرد طواف کرتے ہین اور میری بڑی تعظیم کرتے ہین پس جب کبھی میرا نفس عبادت سے کسل کرتا ہی تو مین اُسکو اُسی ایک ساعت کی عزت یاد دلاتا ہون تو ایک ساعت کی توقیر کے واسطے مین سال بھر مشقت اُٹھاتا ہون پس اے موحد تو ایک ساعت کی مشقت سے عزت جاوید حاصل کر اُسکی اس بات سے میرے دل مین معرفت الٰہی کی وقعت ہوئی پھر اُسنے کہا کہ اسقدر بس ہی یا اور زیادہ دیکھا چاہتے ہو مین نے کہا کہ بہتر - کہا کہ اس عبادت خانہ سے نیچے اترو جب مین نیچے گیا تو اُسنے ایک پڑیا مین بیس چنے لٹکا کر مجھے دیے اور کہا کہ دیر مین چلے جاؤ وہان کے لوگون نے مجھے لٹکاتے دیکھ لیا ہی مین دیر مین جو گیا تو سب نصارے میرے پاس جمع ہو گیے اور کہا کہ میان موحد مرشد نے تمکو کیا دیا ہی مین نے کہا کہ اپنی غذا دی ہے اُنھون نے کہا کہ تم اسکو کیا کروگے اُسکے مستحق ہم لوگ ہین ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو مین نے کہا اچھا بیس اشرفی کو بیچتا ہون اُنھون نے بیس اشرفیان دے کر چنے لے لیے مین پھر اُس راہب کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ چنے کیا کیے مین نے کہا کہ اُن لوگون کے ہاتھ بیچ دیے اُسنے پوچھا کتنے کو مین نے کہا بیس اشرفیون کو اُسنے کہا کہ تم چوک گئے اگر بیس ہزار اشرفیان مانگتے تو وہ تمھین

دیتے میان موحد یہ عزت اُس شخص کی ہی ہو اُسکو عبادت نہین کرتا اور جو خاص اُسکی عبادت کرتا ہی اسکا کیا کہنا ہی اب تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اور چلنا پھرنا چھوڑ دو انتہی اور مقصود یہ ہی کہ نفس کو جب اپنی عزت لوگون کے دلون مین معلوم ہوتی ہی تو تنہائی مین بھی سبب مجاہدہ ہوتی ہی مگر کبھی بندہ کو اسکی اطلاع نہین ہوتی اسلیے ضرور ہوا کہ اس سے پُرحذر رہنا چاہیے اور نشان سلامتی کا یہ ہی کہ آدمی اور بہائم عابد کے نزدیک ایک سے معلوم ہون اگر بالفرض لوگون کا اعتقاد اُس سے پھر جاوے تو دل تنگ نہو اور نہ واویلا کرے اور اگر تھوڑی سی کراہت دل مین آوے بھی تو اُسکو فوراً اپنی عقل و ایمان سے دفع کرے حتی کہ اگر مثلاً یہ شخص عبادت مین ہو اور تمام لوگ اُسپر مطلع ہو جادین تو اُنکی اطلاع سے نہ تو کچھ خشوع اُسکا زیادہ ہو اور نہ دل پر سرور اور اگر کچھ ایک وسے اسکو حاصل ہو تو اس بات کی دلیل ہی کہ ابھی ضعیف ہی لیکن اگر اُسکے رد کرنے کی قدرت عقل و ایمان کے زور سے رکھتا ہی اور دفع کی طرف مبادرت کرکے اُسکو مانتا ہی نہین تو مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکی سعی ضائع نہ جاویگی اور اگر لوگون کے دیکھنے کے وقت خشوع و بستگی اس لفظ سے زیادہ کرے کہ لوگ زیادہ نہ کھل کھیلین اور تضییع اوقات نہ کرین تو اسکا کچھ مضایقہ نہین لیکن اسصورت مین دھوکا بھی ہو اسلیے کہ اظہار خشوع کے لیے نفس کی شہوات بعض اوقات پوشیدہ ہوتی ہی مگر اُسکے اظہار کے لیے بہانہ یہ کرلیتا ہی کہ مجھکو لوگون کے ساتھ زیادہ اختلاط منظور نہین اور اُسکے اس دعوی کا آزمانا سہل ہی باین طور کہ تامل کرے کہ لوگون کی بندش تو اسطرح بھی ہوسکتی ہی کہ دوڑکر چلنے لگون یا بہت ہنسا کرون یا بہت کھانے لگون پس اگر نفس بندش کے لیے ان باتون کو گوارا کرے تو سچا ہی اور اگر بندش کے لیے عبادت ہی کو چاہے تو اس سے غالباً اُسکی مراد یہی معلوم ہوتی ہی کہ اپنی منزلت لوگون کے دلون مین چاہتا ہی اور اس سے وہی بچیگا جسکے دل مین جاہوا ہی کہ سوائے خدا کے اور کوئی موجود نہین اور عمل ایسی طرح کرے کہ گویا زمین کے پردہ پر اکیلا وہی ہی کوئی دیکھنے والا نہین تو ایسے شخص کے دل مین خلق کا خطرہ اول تو ہوتا ہی نہین اور اگر ہوتا بھی ہی تو بہت ضعیف ہوتا ہی کہ اُسکا دور کرنا کچھ مشکل نہین ہوتا جب آدمی اس حال پر ہوتا ہی تو لوگون کے دیکھنے سے کچھ متغیر نہین ہوتا اور اس حال کے ٹھیک ہونے کی یہ پہچان ہی کہ اگر بالفرض اُسکے دو یار ہون ایک توانگر دوسرا مفلس تو توانگر کے آنے کے وقت نفس مین زیادہ خوشی اُسکی تعظیم کی بہ نسبت فقیر کے نہو بشرطیکہ اور کوئی وجہ تعظیم کی سوائے توانگری کے نہو مثلاً اگر توانگر عالم ہو یا متقی ہو تو اسوقت البتہ اسکی تعظیم اس وصف خاص کی حبت سے کرسکتا ہی توانگری کو اسمین کچھ دخل نہین اور جو شخص کہ اغنیا کے دیکھنے سے زیادہ راحت پاتا ہو بہ نسبت فقیر کے تو وہ ریاکار اور لالچی ہی ورنہ فقیرون کے دیکھنے سے تو رغبت آخرت زیادہ ہوتی ہی دل پر مسکنت کی محبت ہوتی ہی اور اغنیا کا دیکھنا اسکے برعکس ہی تو کسطرح توانگرون کی ملاقات سے زیادہ راحت بہ نسبت فقرا کے ہوسکتی ہی اور روایت ہی کہ جیسی ذلت توانگرون کو حضرت سفیان ثوری رح کی مجلس مین ہوتی تھی ایسی اور جگہ نہین ہوتی تھی آپ کا دستور تھا کہ توانگرون کو پچھلی صف مین بٹھلاتے تھے اور اگلی صف مین فقرا ہوتے تھے یہانتک کہ توانگر اُنکی مجلس مین تمنا کرتے تھے کہ کاش ہم فقیر ہوتے - ہان ایک اور صورت تعظیم غنی کی ہی کہ اُس سے قرابت ہو یا کوئی حق یا دوستی سابقہ رکھتا ہو الا اسصورت مین بھی یہ شرط ہی کہ اگر یہی علاقہ کسی فقیر مین بھی پایا جاوے تو پھر غنی کو فقیر پر ترجیح نہ دے اسلیے کہ فقیر کا رتبہ خدا کے نزدیک غنی سے زیادہ ہی اب اگر کوئی غنی ہی کو ترجیح دینے لگے تو معلوم ہوگا کہ اُسکے مال کی لالچ سے اُسکے ساتھ ریا کرتا ہی - پھر اگر پاس بٹھلانے مین مساوات غنی اور فقیر کی سمجھے تو یہ خوف ہی کہ کہین حکمت و خشوع غنی کے سامنے بہ نسبت فقیر کے زیادہ ظاہر نہ کرے یہ امر ریا خفی یا طمع خفی سے سرزد ہوا کرتا ہی جیسا کہ ابن سماک نے اپنی لونڈی سے کہا تھا کہ نہین معلوم کیا سبب ہی جب مین بغداد مین آتا ہون تو مجھپر حکمت کا دروازہ کھلجاتا ہی یعنے کلام حکمت آمیز بہت کہتا ہون اُسنے جواب دیا کہ لالچ سے آپ کی زبان تیز ہو جاتی ہی اور واقع مین اُسنے درست کہا توانگر کے سامنے زبان ایسی کھلتی ہی کہ ایسی فقیر کے سامنے نہین کھلتی اسیطرح خشوع بھی توانگر کے سامنے اتنا ہوتا ہی

کہ فقیر کے سامنے نہین ہوتا غرضکہ شیطان کے خفیہ مکر و فن اس باب مین بہت ہین جنکا شمار نہین ہوسکتا اور انسان کو اُنسے جبھی نجات ملتی ہو جبکہ ماسوا اللہ کو دل سے نکال دے اور صرف نفس پر خوف مدت العمر کیا کرے۔ اور اُسکا آگ مین جانا ایسے شہوات کے سبب جو جلد جلد بدلتے رہتے ہین اور چند روز مین علحدہ ہوجا ئینگے پسند نہ کرے اور دنیا مین ایسی طرح رہے جیسے کوئی بادشاہ کہ شہوتون نے اسکو گھیر رکھا ہو اور لذات سب طرح کے اُسکے پاس ہون مگر اُسکے بدن مین ایسا مرض ہو کہ اگر ذرا بھی شہوات مین قدم زیادہ دھرے تو مرجانے کا خوف ہو اور جانتا ہو کہ اگر مین پرہیز کرونگا اور اُن شہوات سے بچونگا تو زندگی بنی رہیگی اور سلطنت بھی قائم رہیگی اور اس خیال سے طبیبون اور عطارون کی مجالست اختیار کرے اور نفس کو تلخ اور بدمزہ دواؤن کے پینے کا عادی کرکے سب لذات کو ترک کرے تو ہر چند قلت غذا کے باعث اُسکا بدن ہمیشہ لاغر ہوتا جائیگا لیکن ویسی ہی بیماری بھی روز بروز شدت پرہیز کے باعث کم ہوتی جاویگی پس جب کبھی نفس اُسکا کسی شہوت کی تمنا کریگا تو تمام درد و تکلیفین مرض کی خیال مین پھر جاوینگی جنکا انجام موت ہو اور موت کے سبب سلطنت بھی جاتی رہیگی دشمن خدا خوش ہونگے اور اگر دوا کی سختی نفس پر ناگوار ہوگی تو اُس سے جو شفا اور تندرستی آگے کو ہوتی ہو وہ دھیان مین آویگی کہ تندرست ہو کر سلطنت مین چین کرینگے اور فارغ البالی سے حکومت کرتے رہینگے اس تامل سے لذتون کا چھوڑنا اور مکروہات پر صبر کرنا ہلکا معلوم ہوگا یہی حال ایماندار کا ہو جو سلطنت آخرت کی تمنا رکھتا ہو وہ بھی ایسی چیزون سے جو آخرت مین مہلک ہون یعنے لذات دنیاوی سے احتراز کرتا ہو اور اُن مین سے قدر قلیل پر اکتفا کرتا ہو اور لاغری اور پژمردگی اور وحشت اور حزن و خوف اور ترک موانست خلق سے اسلیے پسند کرتا ہے کہ اُسے یہ ڈر ہوتا ہو کہ کہین خدا کا غضب نازل ہو کر تباہ نہو جاؤن اور یہ توقع ہوتی ہو کہ عذاب الٰہی سے نجات پاؤن اسی لیے یہ سب باتین اُسپر آسان معلوم ہوتی ہین کیونکہ انجام کار کا یقین اور اعتقاد شدت سے ہوتا ہو اور اِس بات کا بھی کہ میرے لیے دولت پائدار رضائے الٰہی کی ابد الآباد کے واسطے مہیا ہو پھر یہ بھی اُسکو معلوم ہو کہ خداے تعالےٰ کریم و رحیم ہو جو لوگ اُسکی رضاجوئی کرتے ہین اُنکو مدد دیتا ہو اور عطوفت و رافت فرماتا ہو اگر وہ چاہے تو اپنے بندون کو رنج و مشقت کی پروانہ رکھے لیکن اپنی حکمت و عدل سے اُنکا امتحان اور صدق ارادت کو معلوم کرنا منظور ہو اسیواسطے یہ حکم عبادت کا صادر فرمایا ہو۔ پھر جب اول اول آدمی مشقت اختیار کرتا ہو تو خداوند کریم اُسکی طرف متوجہ ہو کر مدد عنایت فرماتا ہو اور کام کو آسان کر دیتا ہو گرانی اور کسل کو دور فرما کر صبر کرنا سہل اور طاعت کو محبوب کر دیتا ہو پھر طاعت اور مناجات کی وہ لذت عنایت فرماتا ہو جس سے تمام لذتین بھول جاتی ہین اور شہوات کے فنا کرنے کی طاقت دیتا ہو بلکہ خود اُنکو دبا دینے کا کفیل ہوجاتا ہو اور مدد پر مدد پہونچائے جاتا ہو اسلیے کہ کریم اپنے امیدوار کی کوشش ضائع نہین کیا کرتا اور نہ اپنے محبّ کی کی آرزو سے محروم کرے وہ خود ارشاد فرماتا ہو جیساکہ حدیث قدسی مین وارد ہو کہ جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہو مین اُسکی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہون اور فرماتا ہو کہ نیک بندون کا شوق میری ملاقات کی طرف زیادہ ہو اور مین اُنکے ملنے کا اُنسے بھی زیادہ شائق ہون سبحان اللہ بکرمہ بندے کو چاہیے کہ شروع مین اپنی کوشش اور صدق و اخلاص کر گذرے اور پھر عنقریب اور جو کچھ خدا یتعالیٰ کے جود و کرم و رافت و رحمت کے لائق ہو اُسکا تماشہ کرے نظم

برو درس ساکن شو و بیخانہ باش + دعوی شمعی مکن پروانہ باش + تا بہ بینی چاشنی زندگی + کسلطنت یابی نہان در بندگی

نوان باب کبر و عجب کی بُرائی مین

رباعی جبار و قدیم ہو وہ دارائے جہان | پس عُجب اور کبر ہو اُسی کو شایان

	انسان کے لیے نہین تکبر زیبا	حب اُسکی سرشت ہی حدوث اور ارکان	

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فیہما قصمتہ ایک حدیث مین وارد ہی ثلث مہلکات شح مطاع وہوی متبع واعجاب المرء بنفسہ پس کبر و عجب دو مرض مہلک ہین اور متکبر اور معجب روگی ہین اور خدا کے نزدیک دشمن اور مغضوب اور از انجا کہ اس جلد مین ہمکو غرض بیان مہلکات سے ہی تو ضرور ہوا کہ کبر اور عجب کا بیان کیا جاوے کہ یہ دونون بڑے خراب مہلک ہین ہم اس باب کو دو فصلون پر منقسم کرکے ایک مین ذکر کبر کا اور دوسرے مین عجب کا کرتے ہین۔

فصل اول کبر کے بیان مین مشتمل دس بیانون پر

فصل اول کبر کی مذمت کا - کلام مجید مین خداے تعالے نے بہت جگہہ مذمت کبر کی اور جبار و متکبر کی فرمائی ہی مثلاً فرمایا ساصرف عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق اور فرمایا کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار اور فرمایا واستفتحوا وخاب کل جبار عنید اور فرمایا انہ لا یحب المستکبرین اور فرمایا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا اور فرمایا ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین غرضکہ مذمت کبر کی قرآن شریف مین کثرت سے ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر ولا یدخل النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے یہ حدیث قدسی بزبانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مروی ہی کہ خداے تعالے فرماتا ہی کہ کبریا میری چادر ہی اور عظمت میرا تہمد ہی جو کوئی ان مین مجھسے تنازع کرے گا اسکو مین دوزخ مین ڈال دونگا اور کچھ پروا نہ کرونگا اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضہ روایت کرتے ہین کہ ایکبار حضرت عبداللہ رضہ بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ مروہ پر ملے اور وہان کچھ ٹھہرے بعد اسکے اول صاحب تو تشریف لے گئے مگر دوسرے کھڑے ہوے روتے رہے لوگون نے سبب گریہ کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عبداللہ رضہ بن عمرو نے مجھسے یون کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ جس شخص کے دل مین ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا اسکو خداے تعالی اوندھے منھ دوزخ مین ڈال دیگا اور ایک حدیث مین یون وارد ہی کہ آدمی اپنے آپ کو یہانتک اونچا کرتا رہتا ہی کہ انجام کو جبارون کی فہرست مین درج ہو جاتا ہی اور جو عذاب کہ انکو پہونچتا ہی وہی اسکو بھی ہوتا ہی - اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز انسانون اور جنون اور چرند پرند کو فرمایا کہ باہر چلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن وغیرہ باہر نکلے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اونچے اُٹھائے گئے یہانتک کہ آواز آسمان کے فرشتون کی تسبیح کی آپ نے سنی پھر آپ نیچے اُتارے گئے یہانتک کہ آپ کے پاؤن سمندر سے لگ گئے وہان ایک آواز سُنی کہ اگر تمھارے آقا یعنی حضرت سلیمان کے دل مین ذرہ برابر بھی کبر ہوتو اسکو جتنا اونچا کیا تھا اس سے زیادہ زمین مین اُتار دون - اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک گردن نکلے گی جسمین دو کان سننے والے اور دو آنکھین دیکھتی ہوئی اور ایک زبان بولتی ہوئی ہوگی وہ یہ کہیگی کہ مجھکو تین قسم کے آدمی حوالہ ہوئے ہین اول جبار عنید دوم جو لوگ مشرک ہین سوم مصور اور یہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا لا یدخل الجنۃ بخیل ولا جبار ولا سیئ الملکۃ اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ جنت دوزخ مین باہم گفتگو ہوئی دوزخ نے کہا کہ مجھکو متکبرین اور جبارین ملینگے جنت نے کہا کہ پھر مین نے کیا کیا ہی جو مجھکو ضعیف اور افتادے اور عاجز لوگ ملینگے اللہ تعالے نے جنت کو فرمایا کہ تو میری رحمت ہی تجھ سے جسپر مین چاہونگا رحمت کرونگا اور دوزخ کو فرمایا کہ تو میرا عذاب ہی تجھ سے جسکو چاہونگا عذاب دونگا اور تم

بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی سے عنقریب داخل ہونگے دوزخ مین ذلیل ہوکر ۱۲ ح ۹ نہین داخل ہوگا جنت مین وہ شخص کہ ہوگا اُسکے دل مین رائی کے دانہ برابر کبر اور نہین داخل ہوگا دوزخ مین وہ شخص کہ ہوگا اُسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ۱۲ مسلم بروایت ابن مسعود رضہ ح ۱۰ مسلم و ابوداود بروایت ابوہریرہ ح ۱۱ ...

دونون کو لوگون سے بھر دونگا۔ اور ایک حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برا بندہ وہ ہی جو جبر وتعدی کرے اور سب سے بڑے جبار کو بھول جاوے اور برا بندہ وہ ہی کہ جبر کرے اور اتراوے اور کبیر متعال کا دھیان نہ رکھے اور برا بندہ وہ ہی کہ سہو اور لہو مین رہے اور قبرون اور خاک ہوجانے کی یاد بالاے طاق رکھے اور برا بندہ وہ ہی کہ سرکشی کرکے حد سے گذر جاوے اور مبتدا اور منتہا کی اسکو یاد نہ آوے۔ اور ثابت رض فرماتے ہین کہ کسی شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ فلان شخص کیا بڑا متکبر ہی آپ نے فرمایا کہ اسکے پیچھے کیا موت نہین ہی اور حضرت عبداللہ بن عمرو رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی انھون نے اپنے دو بیٹون کو بلایا اور فرمایا کہ مین تمکو دو چیزون سے منع کرتا ہون اور دو چیزونکا امر کرتا ہون شرک اور کبر سے تو منع کرتا ہون لا الہ الا اللہ کا حکم کرتا ہون کیونکہ زمین وآسمان مع مافیہا اگر ایک پلہ مین رکھے جاوین اور یہ کلمہ طیبہ دوسرے پلہ مین رکھا جاوے تو اسی کا پلہ بھاری ہوگا اور اگر بالفرض آسمان وزمین اور ان دونون کی چیزون کا ایک حلقہ ہو اور لا الہ الا اللہ اسپر رکھ دیا جاوے تو حلقہ کو توڑ دیگا اور دوسری بات جسکا امر کرتا ہون سبحان اللہ وبحمدہ ہی کہ ہر ایک چیز کی نماز ہی اور اسی سے ہر ایک چیز کو رزق دیا جاتا ہی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہین کہ خوشا حال اس شخص کا جسکو خداے تعالےٰ اپنی کتاب سکھلاوے اور وہ جبار ہوکر نہ مرے۔ اور آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اہل النار کل جعظری جواظ مستکبر جماع مناع واہل الجنۃ الضعفاء المغلبون اور ایک حدیث مین فرمایا کہ تم مین ہمارا زیادہ محبوب اور قریب آخرت مین وہ ہوگا جسکے اخلاق سب مین عمدہ ہون اور سب سے زیادہ مبغوض اور بعید وہ ہوگا جو فضول گو ہو اور فصاحت جتانے کو باچھین پھاڑ پھاڑ باتین کرے اور متکبر ہو اور ایک حدیث مین یہ روایت ہی کہ قیامت کو متکبر لوگ آدمیون کی سی صورت کی چونٹیان بنکر اٹھینگے اور لوگ انپر پاؤن رکھکر چلینگے ہر ایک طرح کی ذلت انپر سوار ہوگی پھر جہنم کے قیدخانہ مین جسکو بولس کہتے ہین مقید ہونگے اور سب آگون کی آگ انکو آلگے گی دوزخیون کے نچوڑ اور پیپ گارہ پینے کو ملیگا اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبار ومتکبر قیامت مین چونٹیون کی صورت مین اٹھینگے اور لوگ انکو پامال کرینگے اسلیے کہ انھون نے خدا کو ذلیل سمجھا تھا۔ اور محمد بن واسع فرماتے ہین کہ مین بلال بن ابی بردہ کے پاس گیا اور کہا کہ تمھارے باپ نے مجھے ایک حدیث اپنے باپ کی زبانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ دوزخ مین ایک جنگل ہی جسکو ہبہب کہتے ہین اور خداے تعالیٰ کو یہی منظور ہی کہ اسمین جبار لوگ رہین پس ای بلال تم اپنے آپ کو اسمین رہنے سے محفوظ رکھنا۔ اور ایک حدیث مین یون وارد ہی کہ دوزخ مین ایک مکان ہی جسمین متکبرون کو ڈالکر بند کر دینگے اور ایک حدیث مین فرمایا اللھم انی اعوذ بک من نفخۃ الکبریاء اور فرمایا کہ جو تین باتون سے بری ہوکر مریگا جنت مین داخل ہوگا اول ان مین سے کبر ہی دوم قرض سوم خیانت اور آثار بھی کبر کی برائی مین منقول ہین مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ جانے اسلیے کہ مسلمان مین جو صغیر ہی وہ خدا کے نزدیک بڑا ہی۔ اور وہب رح فرماتے ہین کہ جب خدا تعالیٰ نے جنت عدن پیدا کیا تو اسکی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تو متکبر پر حرام ہی۔ اور احنف بن قیس رح مصعب بن زبیر کے برابر تخت پر بیٹھا کرتے ایک روز جو تشریف لائے تو وہ پاؤن پھیلائے ہوئے تھا اور انکو اکٹھا نہ کیا وہ جو بیٹھے تو کہین پاؤن دب گیا آپ نے اسکے چہرے سے معلوم کیا کہ اسکو پاؤن کا دبنا برا معلوم ہوا تو فرمایا کہ تعجب ہی کہ آدم زاد تکبر کرے حالانکہ وہ پیشاب کی جگہ سے دوبار نکلا ہی یعنے ایکبار جب نطفہ تھا اور ایکبار پیدائش کے وقت۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ تعجب ہی آدمی سے ہر روز ایک یا دو بار اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہی پھر تکبر کرتا ہی اور آسمانون وزمین کے جبار کا مقابلہ کرتا ہی اور اس آیت مین وفی انفسکم افلا تبصرون بعض مفسرین نے فرمایا کہ بول وبراز کی راہ کی طرف اشارہ ہی اور حضرت محمد بن حسین بن علی علیہما السلام فرماتے ہین کہ جس شخص کے دل مین کسی قدر کبر آتا ہی اسی قدر اسکی عقل کم ہوجاتی ہی اگر کبر کم ہوگا تو عقل کا نقصان بھی کم ہوگا اور اگر زیادہ تو زیادہ اور حضرت سلمان رض سے کسی نے پوچھا کہ ایسی بدی کونسی ہی جسکے ہوتے نیکی مفید نہو آپ نے فرمایا کہ

کبر ہی۔اور حضرت نعمان بن بشیر رضہ نے منبر پر فرمایا کہ شیطان کے پاس بہت سے پھندے اور جال ہین منجملہ اُسکے پھندون اور جال کے خدا کی نعمتون پر اترانا اور اُسکی عطا پر فخر کرنا اور اُسکے بندون پر تکبر کرنا اور سواے ذات خدا کے اور چیزون مین آرزو کا اتباع کرنا ہی خدا تعالے ہمکو دین و دنیا مین اِس سے بچاوے۔

دوسرا بیان اترانے کی برائی اور چلنے اور کپڑون کے لٹکانے سے اظہار تکبر کی مذمت مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ[ح۱] لا ینظر اللہ الی رجل یجر ازارہ بطرا اور فرمایا[ح۲] بینما رجل یتبختر فی بردیہ اذا عجبتہ نفسہ فخسف اللہ بہ الارض فھو یتجلجل فیھا الی یوم القیامۃ اور فرمایا[ح۳] من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ یوم القیامۃ اور زید بن اسلم رح روایت کرتے ہین کہ مین حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کی خدمت مین گیا اُسوقت عبداللہ بن واقد نئے کپڑے پہنے اُنکے پاس کو گذرے آپنے فرمایا کہ اے لڑکے اپنی ازار اُونچی کر مین نے سنا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی ازار کو اترا کر کھینچے گا اُسکی طرف قیامت مین خداے تعالے نہ دیکھے گا۔اور روایت[ح۴] ہی کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کف مبارک پر تھوکا اور اُسپر انگشت مبارک رکھکر فرمایا کہ خداے تعالے ارشاد فرماتا ہی کہ اے ابن آدم کیا تو مجھ سے بچ جاویگا مین نے تو تجھے اِس جیسی چیز سے پیدا کیا ہی جب مین تجھے ہٹا کٹا کر دیا تو تو لباس مین ایسا چلتا ہی کہ زمین بھی فریاد کرتی ہی تو نے مال جوڑا اور کسی کو نہ دیا جب روح چنبر گردن مین پہنچی تو کہنے لگا کہ مین صدقہ کرونگا وہ وقت صدقہ کا کہان ہی اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ[ح۵] جب میری امت تکبر سے چلنے لگے گی اور فارس اور روم اُنکی خدمت کرنے لگینگے اُسوقت خدا تعالی اُن مین سے بعض کو بعض پر مسلط کر دیگا۔اور ایک حدیث مین یون[ح۶] ارشاد ہی کہ جو شخص اپنے جی مین بڑا بنتا ہی اور چال مین اتراتا ہی وہ خدا کے سامنے ایسے حال مین جائیگا کہ خداے تعالے اُسپر غصہ ہو۔آثار۔ابو بکر ہذلی روایت کرتے ہین کہ ہم حضرت حسن البصری رح کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین وہان کو ابن اہتم کا گذر ہوا جو پاخانہ کو جاتا تھا اور کئی کرتے ریشمی پہنے تھا جو پنڈلی پر ایک دوسرے کے اوپر تہ بتہ کر رکھے تھے اور اُن مین سے قبا کھل رہی تھی اور اُسکی چال مین تبختر پایا جاتا تھا حضرت حسن رح نے ایک نگاہ اُسکو دیکھا اور کہا کہ تف ہی اِس ناک پھلانے کمر چپکانے گردن مروڑنے پر اپنے دونون طرف دیکھتا جاتا ہی اے بیوقوف اپنے دونون طرف کیا دیکھتا ہی دونون طرف نعمتین ہین جنکا تو نے نہ شکر ادا کیا نہ اُنکو زبان پر لایا نہ اُنکے باب مین جو کچھ خداے تعالے نے حکم کیا تھا اُسکو مانا نہ جو حقوق خداوندی اُن مین تھے اُنکو ادا کیا بخدا کہ لوگ ایسا چلتے ہین کہ اُنکی طبیعت یہ چاہتی ہی کہ پاگلون کی طرح جھک جھک پڑیے یہ نہین معلوم کہ ہر عضو مین اعضاے خدا کی ایک نعمت موجود ہی اور شیطان اُس سے کھیل بنانے کو تیار ہی ابن اہتم یہ سُنکر لوٹ آیا اور آپ کی خدمت مین عذر کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ مجھ سے عذر کیا کرتے ہو خدا کے سامنے توبہ کرو خداے تعالے کا ارشاد نہین سُنا کہ فرماتا ہی[ح۷] ولا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا اور ایک بار آپ کے پاس ایک جوان عمدہ لباس پہنے گذرا آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی اور جمال پر اکڑتا ہی یون سمجھنا چاہیے کہ قبر نے بدن کو چھپایا اور عمل سامنے آئے جاو اپنے دل کا علاج کرو بندون سے خدا کی غرض اتنی ہی ہی کہ اُنکے دل درست ہون۔اور روایت ہی کہ ایکبار حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے قبل خلافت حج کیا اُنکو طاوس رح اُنکے چچا نے دیکھا کہ چال مین تکبر پایا جاتا ہی تو اپنی اُنگلی آپ کے پہلو مین ماری اور کہا کہ جسکے پیٹ مین غلیظ بھرا ہو اُسکی چال یون نہین ہوتی آپنے بطریق معذرت اُنسے فرمایا کہ چچا صاحب اِس چال پر میرا ہر ایک عضو پیٹا گیا ہی جب مین نے اِسکو سیکھا ہی۔اور محمد بن واسع نے اپنے لڑکے کو اتراتے دیکھکر بُلایا اور کہا کہ تجھے معلوم ہی کہ تو کون ہی اور تیری ماں تو وہ تھی جسکو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ ایسا ہی کہ خداے تعالے مسلمانون مین ویسے بہت نہ کرے۔اور حضرت ابن عمر رضہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے پایچے لٹکائے تھا آپنے دو تین بار فرمایا کہ شیطان کے بھی بہت بھائی ہین۔اور روایت ہی کہ مطرف بن عبد اللہ رح نے مہلب کو دیکھا کہ حریری جبہ پہنے تبختر کرتا ہی آپ نے فرمایا کہ

ح ۱ نہین دیکھتا اللہ اُس شخص کی طرف کہ کھینچے چادر اپنی اترا کر ۱۲ بخاری ومسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲
ح ۲ اُس اثنا مین کہ آدمی دو چادرون مین اترا رہا ہو اُسکو اپنا نفس اچھا معلوم ہوتا ہی پس اللہ تعالیٰ اُسکو زمین مین دھسا دیتا ہی وہ ہمیشہ جھجھنا تا قیامت تک چلا جاتا ہی ۱۲ بخاری ومسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲
ح ۳ جو شخص کھینچے ازار اپنا تکبر سے خداے تعالے قیامت مین اُسکو نہ دیکھیگا ۱۲ مسلم بروایت ابن عمر رضہ ۱۲
ح ۴ ابن ماجہ وحاکم بروایت بسر بن جحاش ۱۲
ح ۵ ترمذی ابن حبان بروایت ابن عمر رضہ ۱۲
ح ۶ احمد وطبرانی وحاکم وبیہقی در شعب بروایت ابن عمر رضہ ۱۲
ح ۷ اور مت چل زمین مین اتراتا تو ہرگز نہ پھاڑ ڈالیگا زمین کو اور نہ پہونچیگا پہاڑون تک لمبا ہو کر ۱۲

ای بندۂ خدا اس چال کو خدا اور رسول برا جانتے ہین اُسنے جواب دیا کہ تم مجھے جانتے ہو آپ نے فرمایا کہ ہان جانتا ہون اول مین تو نطفہ خراب تھا اور انجام کو ایک مردار ناپاک ہوگا اور اب غلاظت کو لادے پھرتا ہو مہلب سُنکر چلا گیا اور وہ چال چھوڑدی۔ اور حضرت مجاہد رہ نے تیمطے کے معنی اِس آیت مین ثم ذہب الی اہلہ یتمطی ہو، فرماتے ہین کہ تبختر کرتا ہی۔ اور از انجا کہ ہمنے کبر اور اترانے کی برائی لکھی تو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ تواضع کی فضیلت بھی لکھین۔۔

تیسرا بیان تواضع کی فضیلت مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ ما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا و ما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ اور ایک حدیث مین یون فرمایا ہو کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہین اور اُسکو لگام سے روکتے رہتے ہین پس اگر وہ اپنے نفس کو اونچا کرتا ہو تو وہ لگام تانتے ہین اور کہتے ہین کہ الٰہی تو اِس شخص کو پست کر اور اگر فروتنی کرتا ہو تو دعا دیتے ہین کہ الٰہی اسکو بلند کر۔ اور فرمایا کہ خوشحال وہ شخص ہو کہ مسکنت کی حالت مین نہو اور فروتنی کرے اور مال جو بے معصیت جمع کیا ہو اُسکو خرچ کرے اور اہل ذلت و مسکنت پر رحم کرے اور فقہ و حکمت والون سے ملے۔ اور ابو سلمہ مدینی اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مسجد قبا مین تشریف رکھتے تھے اور روزہ دار تھے افطار کے وقت ہم ایک پیالہ دودھ کا تھوڑا سا شہد ملاکر لائے جب آپ نے اُسکو اٹھا کر چکھا اور شہد کا مزہ معلوم ہوا تو پوچھا کہ کیا چیز ہے ہمنے عرض کیا کہ تھوڑا سا شہد ہمنے ڈال دیا ہو آپ نے پیالہ رکھدیا اور فرمایا کہ مین اُسکو حرام نہین کرتا ہون اور پھر یہ کلمات ارشاد فرمائے ہین من تواضع للہ رفعہ اللہ و من تکبر وضعہ اللہ و من اقتصد اغناہ اللہ و من بذر افقرہ اللہ و من اکثر ذکر اللہ احبہ اللہ اور روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ اپنے گھر مین کھانا کھاتے تھے ایک سائل دروازہ پر آیا اور اُسکو ایسا مرض مزمن تھا کہ اُس سے گھن آتی تھی آپ نے اُسکو اجازت دی جب وہ اندر آیا تو آپ نے اُسکو اپنے برابر بٹھایا اور کہا کہ کھانا کھا ایک شخص قریش مین سے اُس سے رُکا اور گھن کی تو وہ شخص نہ مرا جب تک کہ وہی سائل کے موافق اپاہج نہوگیا اور ایک حدیث مین آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھکو میرے پروردگار نے فرمایا کہ دو باتون مین سے جونسی چاہو پسند کرلو یا تو بندہ اور رسول بنو یا بادشاہ اور نبی ہو مگر مجھکو معلوم نہ تھا کہ کونسی بات کو اختیار کرون اور فرشتون مین میرے دوست جبریل تھے مین نے اُنکی طرف سر اٹھایا اُنھون نے فرمایا کہ خدا کے سامنے تواضع کرو مین نے عرض کیا کہ بندہ اور رسول رہونگا اور حضرت موسی علیہ السلام پر خداے تعالے نے وحی کی کہ مین نماز ایسے شخص کی قبول کرتا ہون جو میری عظمت کے سامنے فروتنی کرے اور میرے بندون پر بڑائی نہ کرے اور اپنے دل مین میرا خوف ساتھ لے اور دن بھر میرے ذکر مین مشغول رہے اور اپنے نفس کو شہوات سے میرے لیے روکے۔ اور ایک حدیث شریف مین آپ نے فرمایا کہ الکرم التقوی و الشرف التواضع و الیقین الغنی اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ مژدہ ہو اُن لوگون کو جو دنیا مین تواضع کرتے ہین کہ وہ قیامت کو منبرون پر بیٹھینگے اور مژدہ ہو اُن لوگون کو جو دنیا مین لوگون کے درمیان صلح کراتے ہین کہ وہ قیامت مین جنت فردوس کے مالک ہونگے اور مژدہ ہو اُن لوگون کو جو دنیا مین اپنے دل کو پاک کرتے ہین کہ وہ قیامت کو ایسے ہونگے جنکو دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ اور بعضون کا قول ہو کہ مجھکو یہ روایت پہونچی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خداے تعالے کسی بندے کو اسلام کی ہدایت کرتا ہو اور اسکی صورت اچھی بناتا ہو اور ایسی جگہ مین رکھتا ہو جو اسکو ناز یبا نہین ہوتی اور باوجود اسکے اُسکو تواضع بھی عنایت فرماتا ہو تو ایسا شخص خداے تعالے کے خاص بندون مین سے ہوتا ہو اور ایک حدیث شریف مین ہو چار

چیزین ایسی ہین کہ وہ اُسی کو ملتی ہین جسکو خدا دوست رکھتا ہی اول سکوت جو عبادت کا آغاز ہی دوم توکل خدا پر سوم تواضع چہارم دنیا مین زہد اور حضرت ابن عباس رض سے یہ حدیث مروی ہی کہ آپ نے فرمایا[1] کہ جو کوئی تواضع کرتا ہی خداے تعالےٰ اُسکو ساتوین آسمان تک بلند کرتا ہی۔ اور فرمایا[2] کہ تواضع بندہ کو برتر ہی کرتی ہی پس تواضع کرو خدا تمپر رحم کریگا۔ اور روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول[3] فرماتے تھے کہ اتنے مین ایک شخص کالا آیا جسکے چیچک نکلی تھی اور اُسمین سے پانی جاتا تھا پس جسکے پاس وہ بیٹھتا وہی اُسکے پاس سے کھڑا ہو جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اپنے پہلو مین بٹھلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ آدمی اپنے ہاتھ مین ایسی چیز اُٹھاوے جو اُسکے گھر والون کے کام کی ہو اور اِس سے مقصود اپنے نفس کا کبر دور کرنا ہو اور ایک روز آپ نے اصحاب رض کو فرمایا[4] کہ مین تم مین حلاوت عبادت کی نہین پاتا یہ کیا بات ہی اُنھون نے عرض کیا کہ عبادت کی حلاوت کیا چیز ہی آپ نے فرمایا فروتنی۔ اور ایک حدیث مین یون ارشاد[5] ہی کہ جب تم میری امت کے تواضع کرنے والون کو دیکھو تو اُنکے ساتھ تواضع پیش آؤ اور جب متکبرون کو دیکھو تو اُنپر تکبر کرو کہ اُنپر تکبر کرنا اُنکے حق مین ذلت و خواری ہی۔ آثار۔ حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ بندہ جب انکسار خدا کے واسطے کرتا ہی تو اللہ تعالےٰ اُسکی حکمت کو بلند فرماتا ہی اور یہ ارشاد فرماتا ہی کہ بلند ہو خدا نے تجھکو بلند کیا اور جب تکبر اور تعدی کرتا ہی تو اُسکو زمین مین دھنساتا ہی اور حکم ہوتا ہی کہ دور رہو خدا نے تجھکو دور کر دیا پس ایسا شخص اپنی دانست مین بڑا ہی مگر لوگون کی نظرون مین حقیر ہی یہانتک کہ سؤر سے بھی زیادہ حقیر سمجھتے ہین اور جریر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین ایکبار ایک درخت کے نیچے گیا دیکھا تو اُسکے تلے ایک شخص سوتا ہی اور چمڑے کا سایہ اپنے اوپر کیا ہی چونکہ آفتاب چمڑے پر سے ہٹ گیا تھا مین نے اُسکو درست کر دیا اتنے مین وہ شخص جاگے تو معلوم ہوا کہ حضرت سلمان فارسی رض تھے مین نے جو کچھ کیا تھا آپ سے کہہ دیا تھا آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ اے جریر دنیا مین خدا کے واسطے فروتنی کر کیونکہ جو شخص دنیا مین خدا کے لیے تواضع کرتا ہی خداے تعالیٰ اُسکو قیامت مین بلند کریگا اے جریر تجھکو معلوم ہی کہ قیامت مین دوزخ کا اندھیرا کیا چیز ہوگا مین نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہین آپ نے فرمایا کہ دنیا مین جو لوگ ایک دوسرے پر ظلم اور اندھیر کرتے ہین یہی قیامت کو اندھیرا ہوگا۔ اور حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو اور وہ تواضع ہی۔ اور یوسف بن اسباط رح کا قول ہی کہ بہت سے عمل سے تھوڑا ورع کافی ہی اور بہت سی کوشش اور مجاہدہ سے تھوڑی سی فروتنی بس ہی۔ اور حضرت فضیل رح سے جب کسی نے تواضع کو پوچھا کہ کیا چیز ہی تو اُنھون نے فرمایا کہ امر حق کے لیے خضوع کرنا اور منقاد ہونا اگرچہ کسی لڑکے خواہ جاہل ہی سے سنے۔ اور ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ اصل تواضع یہ ہی کہ اُس شخص کی بہ نسبت جو نعمت دنیاوی مین اپنے آپ سے کم ہی اپنے نفس کو کم سمجھنا یہانتک کہ یون جاننا کہ ہمکو دنیا کی راہ سے اُسپر کچھ زیادتی نہین اور اُس شخص کی نسبت جو نعمت دنیا مین اپنے آپ سے زیادہ ہی اپنے نفس کو برتر سمجھنا جتے کہ دنیا کی راہ سے اُسکو کچھ فضیلت نہ جانے۔ اور قتادہ رض فرماتے ہین کہ جس شخص کو مال یا جمال یا بیان یا علم عنایت ہو اور وہ اُسمین تواضع نہ کرے تو قیامت کو اُسپر یہ چیزین وبال ہونگی۔ اور ایک روایت مین ہی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر وحی بھیجی کہ جب مین کوئی نعمت تمکو دون تو اُسکو انکسار کے ساتھ قبول کرو مین اُس نعمت کو تمپر پورا کرونگا اور حضرت کعب کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ بندے کو جو نعمت دنیا مین دیتا ہی اور وہ اُسکا شکر گذار ہوتا ہی اور خدا کے واسطے اُس نعمت سے فروتنی کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکا نفع اُسکو دنیا مین بھی عنایت فرماتا ہی اور آخرت مین اُسکا رتبہ بلند کرتا ہی اور اگر خداے تعالےٰ نے کسی بندے کو نعمت دی اور اُسنے نہ خدا کا شکر کیا نہ فروتنی کی تو اللہ تعالےٰ دنیا مین بھی اُسکا فائدہ اُس سے روک لیتا ہی اور آخرت مین اُسکے لیے طبقۂ جہنم کھول دیتا ہی چاہے اُسکو عذاب دے یا درگذر فرماوے۔ اور عبد الملک بن مروان سے کسی نے پوچھا کہ مردون مین بہتر کون ہی اُنھون نے فرمایا کہ جو شخص باوجود قدرت کے تواضع کرے اور باوجود رغبت کے زہد کرے اور قابو پا کر انتقام نہ لے۔ اور ابن سماک رح ہارون رشید کی خدمت مین گئے اور فرمایا کہ اس بزرگی اور شرف کے ساتھ آپ کا تواضع کرنا آپ کے خود شرف سے بہتر ہی ہارون رشید نے کہا کہ کیا خوب آپ نے فرمایا پھر اُنھون نے کہا کہ اے

ح ۱ بیہقی در شعب اور اسکی سند مین زمعہ بن صالح ضعیف ہی ۱۲ ح ۲ مسلم نے بروایت ابوہریرہ ایک حدیث کے اثنا مین نقل کیا ہی وما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ اور مصنف نے الفاظ کو اصفہانی بروایت انس بیان کیا ہی اسکی سند ضعیف ہی ۱۲ ح ۳ مجھکو اسطرح پر نہین ملی باقی مخدوم کے ساتھ آپ کا کھانا ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے بروایت جابر بیان کیا ہی اور ترمذی نے اسکو غریب کہا ہی ۱۲ ح ۴ غریب ہی اسکی سند نہین ملی ۱۲ ح ۵ غریب ہی اسکی سند نہین ملی ۱۲ ح ۶ مثل رد حدیث بالا ۱۲

امیر المومنین اگر خدا تعالی کسی کو جمال اور شرافت حسب اور مال عنایت کرے اور وہ اپنے جمال مین عفیف رہے اور مال سے لوگون کے ساتھ سلوک کرے اور حسب مین فروتنی کرے تو اللہ تعالے کے دفتر مین اولیاء اللہ سے لکھا جائیگا ہارون رشید نے کاغذ دوات قلم منگا کر اپنے ہاتھ سے اُنکا قول لکھ لیا۔ اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا دستور تھا کہ جب صبح ہوئی تو رئیس تو انگرون اور شریفون کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اُنسے فارغ ہوکر مساکین مین آتے اور اُنکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ مسکین کا گذر مسکینون ہی مین ہی۔ اور بعض اکابر کا قول ہی کہ جیسا آدمی کو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ تو انگر اسکو بُرے کپڑے مین دیکھین اسیطرح چاہیے کہ وہ اِس بات کو بھی بُرا جانے درویش اُسکو لباس فاخرہ مین دیکھین۔ اور روایت ہی کہ ایکبار یونس اور ایوب اور حسن رح باہر نکلے اور تواضع کا ذکر ہوا تو حضرت حسن رح نے پوچھا کہ تمکو معلوم ہی کہ تواضع کیا ہی تواضع یہ ہی کہ جب آدمی گھر سے نکلے تو جو مسلمان راستے مین ملے اُسکو یہ سمجھے کہ مجھسے زیادہ ہی۔ اور حضرت مجاہد رح فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کیا تو پہاڑ آپس مین ایک دوسرے سے بڑا اونچا ہونے لگا اور جودی نے فروتنی کی اللہ تعالیٰ نے اسکو بلند مرتبہ دیا کہ حضرت نوح کی کشتی اُسی پر ٹھہری۔ اور حضرت ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے جو لوگون کے دلون کا حال معلوم کیا تو کسی مین تواضع حضرت موسی علیہ السلام کے دل سے بڑھکر نہ پائی اسی لیے اُنکو آدمیون مین سے کلام کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ اور یونس بن عبید رح جب عرفات سے پھرے تو کہنے لگے کہ اگر مین لوگون مین نہوتا تو یقیناً اُنپر رحمت ہوتی اب مجھے خوف ہی کہ شاید میرے سبب سے رحمت سے محروم نہ رہے ہون اور یہ جملہ متقدمین مین سے چلا آتا ہی کہ جسقدر آدمی ایماندار اپنے نفس مین فروتنی کرتا ہی اُسیقدر خدا ے تعالی کے نزدیک بلند مرتبہ ہوتا ہی اور جتنا اپنے نزدیک اونچا ہوتا ہی وتنا ہی خدا کے نزدیک پست ہوتا ہی۔ اور زیاد نمیری کا قول ہی کہ جس زاہد مین تواضع نہو وہ درخت بے پھل ہی۔ اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ اگر کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوکر پکارے کہ جو تم سب مین بُرا شخص ہو وہ باہر نکلے تو مجھ سے آگے کوئی نہ جاسکے سب سے اول مین ہی دوڑون البتہ جسکے اندر طاقت دوڑنے کی ہو وہ بڑھ جاوے تو بڑھ جاوے راوی کہتا ہی کہ جب ابن مبارک کو حضرت مالک رح کا یہ کلام پہونچا تو اُنھون نے فرمایا کہ مالک اسی جہت سے مالک ہوا ہی اور حضرت فضیل رح کا قول ہی کہ جو شخص محبت ریاست رکھتا ہی اُسکو کبھی فلاح نہین ہوتی اور موسیٰ بن القاسم کہتے ہین کہ ایکبار ہمارے یہان زلزلہ اور سُرخ آندھی آئی تو مین محمد بن مقاتل رح کے پاس گیا اور کہا کہ ای ابو عبداللہ آپ ہمارے امام ہین خدا تعالے سے دعا مانگیے آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرے سبب تم ہلاک نہو تو مین اُسی کو غنیمت جانون محمد بن قاسم کہتے ہین کہ مین نے پھر خواب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ محمد بن مقاتل کی دعا سے خدا ے تعالے نے تم پر سے آندھی وغیرہ کو دور کر دیا۔ اور ایک شخص حضرت شبلی رح کے پاس آیا تو اُنھون نے پوچھا کہ تو کیا چیز ہی اور اسطرح پوچھنا آپ کی عادت مستمرہ تھی اُس شخص نے جواب دیا کہ مین حرف ب کے نیچے کا نقطہ ہون آپنے فرمایا کہ تو اُسکے موافق اپنے نفس کو کرنا چاہیے ورنہ تیری حجت خدا ے تعالیٰ منقطع کر دیگا۔ اور بعض کلامون مین اُنکے یہ بھی منقول ہی کہ میری ذلت نے یہود کی ذلت کو بیکار کر دیا۔ اور یہ جملہ اکابر سے منقول ہی کہ جو اپنے نفس کی کچھ بھی قدر جانتا ہی اُسکو تواضع سے کچھ بہرہ نہین۔ اور فتح بن شخرف رح روایت کرتے ہین کہ مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ آپ مجھکو نصیحت فرمایئے آپنے فرمایا کہ فقیرون کی مجلس مین اگر تو انگر بتوقع ثواب خدا تواضع کرین تو کتنا اچھا ہی اور اِس سے زیادہ اچھی یہ بات ہی کہ فقرا خدا ے تعالے پر اعتماد کر کے تو انگرون پر تکبر کرین۔ اور ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ آدمی جب تک اپنے نفس کو نہین پہچانتا جب تک تواضع نہین کرتا۔ اور حضرت ابو یزید بسطامی رح فرماتے ہین کہ آدمی کو جب تک یہ گمان ہو کہ خلق مین کوئی مجھ سے بڑا ہی تب تک وہ متکبر ہی لوگون نے پوچھا کہ پھر متواضع کب ہوتا ہی آپ نے فرمایا کہ جب اپنے نفس کے واسطے نہ کوئی مقام جانے اور نہ کوئی حال اور جسقدر آدمی خدا ے تعالے کو اور اپنے نفس کو پہچانتا ہی اُسی قدر اُسمین تواضع ہوتی ہی۔ اور

ابو سلیمان رح کا قول ہی کہ جتنا مین اپنے جی مین پست اور کم رتبہ ہون اگر تمام خلق مجھکو و تنا کم رتبہ کرنا چاہین تو نہین کر سکینگے - اور عروہ بن الورد رح فرماتے ہین کہ تواضع حصول شرف کا ایک جال ہی اور آدمی سوا ے تواضع کے سب نعمتون پر حسد کیا جاتا ہی اور اکابر کا قول ہی کہ تواضع سب قسم کے لوگون مین اچھی ہی اور توانگرون مین سب سے بہتر ہی ~~ تواضع ز گردن فرازان نکوست ؛ گدا اگر تواضع کند خوے اوست ؛ اور تکبر تمام خلق مین بُرا ہی اور فقیرون مین سب سے زیادہ بُرا ہی - اور یہ بھی بعض اکابر کا قول ہی کہ عزت اُسی کو ہی جو خدا کے واسطے ذلیل ہو اور برتری اُسکو ہی جو اللہ جل شانہ کے وسطے تواضع کرے اور امون وہی ہی جو خدا سے ڈرے اور نفع اُسی کو ہی جو اپنے نفس کو خدا کے ہاتھ بیچ دے اور ابو علی جرجانی رح کا قول ہی کہ نفس کا خمیر کبر اور حرص اور حسد سے ہی پس جس شخص کو خداے تعالیٰ ہلاک کرنا چاہتا ہی اُسکو تواضع اور خیر خواہی اور قناعت سے باز رکھتا ہی اور جسکے ساتھ بہتری کرنی ہوتی ہی اُسکو یہ باتین عنایت فرما دیتا ہی تو جب کبھی اُسکے دل مین کبر کی آگ بھڑکتی ہی اُسکو خدا کی مدد سے تواضع فرو کر دیتی ہی اور اگر حسد کی آگ اُبھرتی ہی تو اللہ کی توفیق سے خیر خواہی اُسکو بجھاتی ہی اور اگر حرص شعلہ زن ہوتی ہی تو خدا کے فضل سے قناعت اُسکو فرو کر دیتی ہی - اور حضرت جنید رح جمعہ کے روز اپنی مجلس مین کہتے کہ اگر یہ حدیث مروی[ح] نہوتی کہ پچھلے زمانے مین سردار قوم کا اُن مین ارذل ہوگا تو مین ہرگز تمکو کچھ نہ سُناتا اور یہ بھی اُن ہی کا قول ہی کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع بھی تکبر ہی اور شاید اُنکی مراد یہ ہی کہ متواضع اپنے نفس کو پہلے ٹھہرا لیتا ہی تب اُسکو پست خیال کرتا ہی اور موحد اپنے نفس کو کچھ بھی نہین سمجھتا جب اُسکا وجود ہی نہین تو پستی اور رفعت کسکے لیے ثابت کرے - اور عمرو بن شیبہ کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ مین صفا اور مروہ کے درمیان تھا دیکھا تو ایک شخص خچر پر سوار ہی اور اُسکے آگے بہت سے غلام لوگون کو دھکے دیتے اور سختی کرتے جاتے ہین پھر بعد چندے میرا گذر بغداد مین ہوا اور محل کے اوپر کھڑا تھا کہ ایک شخص ننگے پاؤن اور ننگے سر لمبے لمبے بال والا سامنے آیا مین نے اُسکو بغور دیکھنا شروع کیا اُسنے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو مین نے کہا کہ تمھاری صورت کا ایک آدمی مین نے مکہ معظمہ مین دیکھا تھا اور سب قصے بتلائے اُسنے کہا کہ مین وہی شخص ہون مین نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہوگیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے ایسی جگہ بلندی ظاہر کی تھی جہان لوگ انکسار کرتے ہین اُسکے عوض مین خداے تعالے نے مجھکو ایسی جگہ پست کر دیا جہان لوگ رتبہ ظاہر کرتے ہین - اور مغیرہ رح کہتے ہین کہ ہم ابراہیم رح سے اتنا ڈرتے تھے جیسے بادشاہ کا خوف ہوتا ہی اور وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانہ مین مین فقیہ کو فہ کا ہوا ہون وہ بُرا زمانہ ہی کہ مجھ سا شخص فقیہ گنا جاوے - اور عطاے سلمی رح جب رعد کی آواز سنتے تو اُٹھتے بیٹھتے اور درد زہ والی عورت کی طرح پیٹ پکڑتے اور کہتے کہ یہ بلا میرے سبب سے تمپر آدیگی اگر مین مر جاؤن تو لوگون کو راحت پہونچے - اور بشر حافی رح کہتے کہ دنیا دارون کے لیے یہی سلام ہی کہ تم انکو سلام نہ کرو اور ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن المبارک کے لیے دعا دی کہ جو تمکو توقع ہو خداے تم عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ توقع بعد معرفت کے ہوتی ہی یہان سرے سے معرفت ہی نہین - اور حضرت سلمان فارسی رض کے پاس ایک روز اہل قریش فخر کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ اگر میرا حال پوچھتے ہو تو ناپاک نطفہ سے تو پیدا ہوا ہون اور انجام کو مُردار بد بودار ہو جاؤنگا پھر میزان مین اگر پلہ بھاری رہا تو تو مین اچھا ہون اور اگر ہلکا رہا تو بُرا ہون - اور حضرت ابو بکر صدیق رض فرماتے ہین کہ ہمنے کرم کو تقوی مین پایا اور غنا کو یقین مین اور شرف کو تواضع مین خداوند کریم سے امید ہی کہ ہمکو بھی توفیق تواضع اپنے کرم و فضل سے عنایت فرماوے

چوتھا بیان کبر کی حقیقت اور اُسکی آفت کا

- جاننا چاہیے کہ کبر دو قسم ہی ایک ظاہر اور ایک باطن کبر باطن تو نفس کی عادت کا نام ہی اور کبر ظاہر اعمال ہین جو اعضا سے سرزد ہوتے ہین اور واقع مین عادت باطنی ہی کا نام کبر کہنا ٹھیک ہے اعمال تو اُس عادت کے ثمرات ہین اور وہ عادت موجب اعمال کی ہوتی ہی اسی واسطے جب اعضا پر اُسکے آثار ظاہر ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ تکبر کیا اور جبتک ظاہر نہین ہوتے تب تک کہا جاتا ہی کہ اُسکے نفس مین کبر ہی غرض اصل یہی ہی کہ کبر وہی ہی جو نفس کے اخلاق مین سے ایک

[ح] مروی کی روایت ابوہریرہ اور انس کی ہی کی غیر سے کی ۱۲

خلق کا نام ہی اور وہ یہ ہی کہ نفس اپنے آپ کو دوسرے پر فائق دیکھکر راحت پاوے اور اسی کی طرف مائل ہو اسلیے کہ کبر ایک امر اضافی ہی اسکے لیے کئی چیزین چاہئیین اوّل تکبر کرنے والا۔ دوّم جسپر تکبر کرتا ہی سوّم جس چیز سے تکبر کرتا ہی اور کبر اور عجب مین یہی فرق ہی کہ عجب مین صرف ایک شخص عجب کرنے والا ہوتا ہی جیسا کہ آگے مذکور ہوگا بلکہ اگر فرض کیا جاوے کہ انسان صرف اکیلا ہی پیدا ہو تو ہوسکتا ہی کہ عجب کرے مگر متکبر نہین ہوسکتا جب تک کہ غیر کے ساتھ نہو اور اپنے نفس کو صفات کمال مین اُس دوسرے سے برتر نہ جانے غرضکہ تکبر مین صرف اپنے نفس کا بڑا جاننا کافی نہین کیونکہ بعض اوقات آدمی اپنے نفس کو بڑا جانتا ہی مگر دوسرون کو اپنے آپ سے بڑھکر خواہ برابر سمجھتا ہی تو اُسپر تکبر نہین کرتا اور نہ دوسرے کا حقیر جاننا کافی ہی اسلیے کہ بعض اوقات دوسرے کو حقیر جانتا ہی مگر اپنے نفس کو اُس سے بھی زیادہ حقیر سمجھتا ہی تو تکبر نہوگا اور اگر دوسرے کو اپنے مثل ہی سمجھے تب بھی تکبر نہین بلکہ تکبر مین یہ ضرور ہی کہ ایک مرتبہ اپنے نفس کا سمجھے اور ایک غیر کا پھر اپنے مرتبہ کو غیر کے مرتبہ سے بہتر سمجھے جب یہ تین باتین اُسکے اعتقاد مین ہونگی تب کبر پیدا ہوگا صرف اپنے مرتبہ سمجھنے کا نام کبر نہین بلکہ اُس سمجھنے اور عقیدہ سے اُسمین ایسی پھونک پڑتی ہی جس سے دل مین سامان اور حرکت اور خوشی اور میل اپنے عقیدہ کی طرف پیدا ہوتا ہی اور اس سبب سے نفس مین ایک عزت آتی ہی اس عزت و حرکت و میلان کو خلق کبر کہتے ہین اور اس پھونک کا ذکر حدیث شریف مین بھی ہی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعوذ بک من نفخۃ الکبریاء[۱] اور اسیطرح حضرت عمر رضہ نے فرمایا تھا اُس شخص کو جسنے بعد نماز صبح وعظ کہنے کی اجازت مانگی تھی کہ مجھے یہ خوف ہی کہ پھول کر ثریا تک نہ پہونچ جاوے اس سے معلوم ہوا کہ انسان جب اپنے نفس کو اس نظر سے دیکھتا ہی یعنے اپنی بڑائی کے اعتقاد سے تو وہ تکبر کرتا ہی اور پھولتا ہی تو ثابت ہوا کہ کبر اُسی حالت کو کہتے ہین جو اُن اعتقادات مذکورہ سے نفس مین حاصل ہوتی ہی اور اُسی کا نام عزت و عظمت بھی ہی چنانچہ حضرت ابن عباس رضہ نے اس آیت کی تفسیر مین[۲] ان فی صدورہم الا کبر ماہم ببالغیہ فرمایا ہی کہ اس سے مراد عظمت ہی کہ اُنکو نہ ملے پس کبر کی تفسیر آپنے اُسی عظمت کو بیان فرمایا پھر یہ عزت موجب اعمال ظاہری اور باطنی کا ہوتی ہی جو اُسکے ثمرات کہلاتے ہین اور اُنکو تکبر کہتے ہین یعنے جب اُسکے نزدیک اپنا رتبہ دوسرے کی نسبت بڑا ٹھہرا تو اپنے سے کمتر کو حقیر جانیگا اور اُس سے دوری چاہیگا اُسکے ساتھ بیٹھنا اور کھانے مین شریک ہونا ناپسند کریگا اور اگر کبر زیادہ ہوگا تو یہ تصور کریگا کہ اُس شخص کو میرے سامنے جھک کر کھڑا ہونا چاہیے یعنے غلامون کی طرح رہنا چاہیے اور اگر اُس سے بھی کبر زیادہ ہوگا تو اُس سے خدمت لینا بھی بُرا سمجھیگا اور اگر اپنے سامنے کھڑا ہونے کے لائق نہ جانیگا نہ ڈیوڑھی کی خدمت کے قابل سمجھیگا اور اگر کبر کچھ کم ہوا تو اُسکی مساوات کو اور تنگ راستون مین آگے چلنے کو اور محفلون مین اونچا بیٹھنے کو عار جانیگا اور اس بات کا منتظر رہیگا کہ پہلے سلام کرے اور اگر کوئی اُسکے کام مین اُس سے قصور ہو جاویگا تو بہت بعید جانیگا اور اگر وہ کچھ حجت و مناظرہ کر بیٹھی تو اُسکے جواب دینے کو ننگ جانیگا اور اگر کبر والے کو کوئی نصیحت کرے تو قبول نہ کرے اور اگر خود نصیحت دوسرون کو کرے تو نہایت تند مزاجی سے کرے اور اگر کوئی اُسکی کسی بات کا انکار کرے تو غصہ ہو جاوے اور کسی کو تعلیم کرے تو سیکھنے والے پر نرمی نہ برتے بلکہ شاگرد کو ذلیل و خوار سمجھے اور اُسپر احسان جتاوے اور اُس سے کار خدمت لے اور عوام کو ایسا جانے کہ گدھے ہین اُنکو جاہل و حقیر تصور کرے غرضکہ جو اعمال کہ کبر سے صادر ہوتے ہین بیشمار ہین اُنکی گنتی کی کچھ حاجت نہین معروف و مشہور ہین اسکا نام کبر ہی اور اسی کی آفت بڑی مہلک ہی کہ اُس سے خواص لوگ تباہ ہو جاتے ہین اور عابد و زاہد اور علما کم اس سے خالی ہوتے ہین عوام کا تو کیا ذکر ہی

اور اسکی آفت کسطرح بڑی نہو جسکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[۳] کہ لا یدخل الجنۃ من فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ اور وجہ اسکی حجاب ہونے کی جنت سے یہ ہی کہ اخلاق ایمانداروں کے جنت کے دروازے ہین اور کبر و عزت کے باعث یہ سب دروازے بند ہو جاتے ہین بندہ کو کوئی خلق اہل ایمان کا اسکے باعث نصیب نہین ہوتا مثلاً جب تک آدمی مین کچھ بھی عزت و کبر ہوگا تب تک

جو بات اپنے واسطے محبوب ہو وہ دوسرے کے واسطے محبوب نہ جانیگا اور اسی عزت کی جہت سے تواضع جو کہ متقیون کے اخلاق کی جڑ ہی نہ کرسکے گا اور عزت کے ساتھ کینہ ترک نہ کرسکیگا صدق و راستی کی مداومت نہ کرسکیگا ترک غضب اور غصہ کے پینے پر قادر نہوگا۔ نہ حسد ترک کریگا نہ آپ کسی کو نرمی سے اچھی طرح نصیحت کریگا نہ اورون کی نصیحت پر کان دہریگا نہ لوگون کی غیبت اور حقارت سے بچیگا خلاصہ یہ کہ کوئی ایسی بری عادت نہین جو کبر و عزت والا اپنی عزت کے بچاؤ کے لیے اُسکی طرف مضطر نہو اور کوئی عمدہ عادت ایسی نہین جسکو متکبر بخوف اپنی عزت جانے کے چھوڑ نہ دے اسی لحاظ سے جسکے دل مین ذرہ بھر بھی کبر ہوگا داخل جنت نہوگا اور برے اخلاق کا حال یہ ہی کہ ایک دوسرے کے ساتھ موجود رہتے ہین ایک بری عادت ہو تو وہ مقتضی دوسرے کی ضرور ہوگی۔ اور کبر مین سب سے بُری قسم وہ ہی جو علم سے استفادہ نہ کرنے دے اور امر حق کو نہ ماننے دے اور نہ اسکا منقاد ہونے دے ایسی ہی کبر اور متکبر کی شان مین آیات وارد ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی والملائکۃ باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الہون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن آیاتہ تستکبرون پھر فرمایا ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دوزخیون مین سے سخت عذاب اُنکو ملیگا جو سرکشی مین زیادہ کرتے تھے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایہم اشد علی الرحمن عتیا اور فرمایا فالذین لا یومنون بالآخرۃ قلوبہم منکرۃ وہم مستکبرون اور فرمایا ویقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مومنین اور فرمایا ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور فرمایا ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق بعضون نے اسکی تفسیر مین لکھا ہی کہ یون ارشاد ہی کہ ہم قرآن کی فہم اُن کے دل سے اُٹھا لینگے اور بعض تفاسیر مین یہ ہی کہ اُنکے دلون کو ملکوت سے روک دینگے اور ابن جریج سے روایت ہی کہ اس سے یہ غرض ہی کہ اُنکو تامل کرنا اور عبرت پکڑنا نصیب نہوگا اسی جہت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ کھیتی نرم زمین مین پیدا ہوتی ہی پتھر پر نہین ہوتی اسیطرح حکمت تواضع کرنے والے کے دل مین اثر کرتی ہی متکبر کے دل مین اثر نہین کرتی دیکھو اگر آدمی اپنا سر نہایت اُونچا کرلے اور چھت تک پہونچ جاوے تو اُسی کا سر ٹوٹیگا اور جو جھکا رہیگا تو چھت سے آرام اور سایہ دونون پاویگا تو یہ مثل متکبرون کی اس بات کے واسطے بیان ہوئی کہ وہ لوگ حکمت سے کسطرح محروم رہتے ہین چنانچہ حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تعریف مین انکار کرنا امر حق کا مذکور فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ کبر والا وہ شخص ہے جو امر حق سے غافل ہوا اور لوگون کے عیب بیان کرے۔

پانچوان بیان اِس امر مین کہ جس شخص پر تکبر کیا جاتا ہی اُسکے کتنے درجات اور اقسام ہین اور نتیجہ کبر کا کیا ہی

کیا ہی۔ از آنجا کہ انسان باعتبار سرشت کے ظالم و جاہل ہی اسی جہت سے کبھی خالق پر تکبر کرتا ہی اور کبھی مخلوق پر اور اس اعتبار سے تکبر کی تین قسمین ہین اول خدا پر تکبر کرنا یہ تکبر سب اقسام کبر سے نہایت بُرا ہی اور اُسکا باعث صرف جہالت اور سرکشی ہوتی ہی جیسے نمرود نے کی تھی اپنے دل مین ٹھان لی تھی کہ آسمان کے خدا سے لڑونگا یا اور جاہلون کی حکایتین اسی قسم کی ہین بلکہ جو شخص کہ مدعی دعوی خدائی کا ہوا مثلاً فرعون ملعون وغیرہ اُسنے ایسا ہی کچھ بکا لوگون سے کہا کہ مین تمھارا پروردگار برتر ہون اس بات سے غیرت آئی کہ خدا کا بندہ ہوا اور خداے تعالیٰ فرماتا ہی لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملئکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرہم الیہ جمیعا اور فرمایا کہ ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور فرمایا واذا قیل لہم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادہم نفورا دوسری قسم تکبر کرنا رسولون پر کہ اپنے نفس کو عزت والا اور بلند سمجھکر نہین چاہتا کہ کسی ایسے شخص کا

تبع ہو جاوے آدمیون جیسا ہوا اور یہ امر کبھی تو فکر و تامل کا مانع ہوتا ہی یعنے رسالت وغیرہ کو سوچتا ہی نہین اسی جہت سے مدام کبر کے باعث تاریکی کی جہالت مین رہ کر فرمانبرداری نہین کرتا اور اپنے گمان مین خود حق پر ہوتا ہی اور کبھی تامل تو کرتا ہی مگر نفس اطاعت امر حق اور رسولون کی نہین کرتا جیسا کہ خداے تعالے نے کافرون کے اقوال کلام مجید مین نقل فرمائے ہین انومن لبشرین مثلنا اور ان انتم الا بشر مثلنا اور لئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخاسرون آور وقال الذین لا یرجون لقارنا لولا انزل علینا الملئکة او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسهم اور وقالوا لولا انزل علیہ ملک اور فرعون کا قول نقل فرمایا کہ او جاء معہ الملئکة مقترنین اور پھر فرمایا واستکبر ہو وجنودہ فی الارض بغیر الحق اسنے اللہ و رسول دونون پر تکبر کیا چنانچہ وہب رح فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے فرمایا تھا کہ تو ایمان لے آ تیری سلطنت تیرے ہی پاس رہیگی اُسنے کہا کہ مین ہامان سے مشورہ کر لون جب اُس سے پوچھا تو اُسنے کہا کہ اب تو تو پروردگار ہی لوگ تیری عبادت کرتے ہین ایمان لانے پر تو بندہ ہو جائیگا دوسرے کی عبادت کریگا پس اُسنے خداے تعالے کے بندہ ہونے اور حضرت موسیٰ کی پیروی سے انکار کیا۔ اور قریش کا قول خداے تعالے نے بیان فرمایا کہ لولا نزل ہذا القران علی رجل من القریتین عظیم قتادہ رض کہتے ہین کہ یہ قول ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی کا تھا کہ انھون نے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک لڑکے یتیم تھے انکو خدا نے کیسے ہمارے اوپر نبی کیا اُنسے بڑھ کر کوئی رئیس نبی کیون نہو خدا نے تعالے نے اُنکے جواب مین ارشاد فرمایا اہم یقسمون رحمة ربک اور دوسری جگہ اُنکا قول نقل فرمایا لیقولوا اہولاء من اللہ علیہم من بیننا یعنے ایمان والون کو حقیر جانتے تھے اور اُنکا رتبہ مین بڑھ جانا بہت بعید معلوم ہوتا تھا قریش نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ ہم آپ کے پاس کیسے بیٹھین یہان تو یہ لوگ رہتے ہین یعنے فقیر مسلمان جو آپ کے پاس موجود رہتے تھے قریش نے اُنکو حقیر جانا اور اُنکے پاس بیٹھنے سے تکبر کیا اور خداوند کریم نے یہ ارشاد فرمایا ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداة والعشی یریدون وجہہ اور واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداة والعشی یریدون وجہہ ولا تعد عیناک عنہم اور کفار کا کبر یہان تک تھا کہ خداے تعالی انکے تعجب کی خبر اُنکے جہنم مین داخل ہونے کے بعد کی دیتا ہی یعنے جب اُن لوگون کو نہ دیکھین گے جنکو حقیر جانتے تھے تو کہینگے ما لنا لا نری رجالا کنا نعدہم من الاشرار اور اُنسے مراد اُنکی حضرت عمار بن یاسر اور بلال اور صہیب اور مقداد رضی اللہ عنہم ہین۔ بہر حال قریش کے کافرون مین بعض تو ایسے تھے کہ کبر کے باعث فکر و معرفت سے باز رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے سے جاہل اور بعض ایسے تھے کہ اُنکو برحق ہونا تو معلوم تھا مگر کبر کی جہت سے اقرار نہ کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ اور دوسری جگہ فرمایا وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا اور یہ قسم تکبر کی اگرچہ پہلی قسم سے کم ہی لیکن اُسکے قریب قریب ہی اسلیے کہ تکبر خدا کے حکم نہ ماننے پر اور اُسکے رسول کے منقاد نہونے کے لیے ہی قسم تیسری بندون پر تکبر کرنا باین طور کہ اپنے نفس کو بڑا جانے اور دوسرے کو حقیر اسوجہ سے کسی شخص کی فرمانبرداری نہ کرے بلکہ اُنسے اونچا ہونے کو جی چاہے اور اُنکو حقیر جانکر مساوات سے تنگ آوے یہ قسم اگرچہ پہلی اور دوسری قسم سے کم ہی تاہم دو وجہ سے بہت بڑی ہی وجہ اول تو یہ ہی کہ کبر اور عظمت و عزت مالک برحق قادر مطلق کو ہی زیبا ہی۔ بندہ جو مملوک اور ضعیف و عاجز ہی اور کسی چیز کی قدرت نہین رکھتا اُسکو کبر کیا چاہیے پس جب بندہ کبر کریگا تو گویا وہ صفت جو خاص خدا کے واسطے تھی اُسمین خدا کا شریک ہوا چاہتا ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی غلام بادشاہی سلطان کا تاج سر پر رکھکر اُسکے تخت پر بیٹھ جاوے تو خیال کرنا چاہیے کہ بادشاہ اُسپر کتنا غصہ ہوگا اور کیسی کیسی رسوائی کا نشانہ بنیگا کیونکہ بڑی جرأت و گستاخی و برائی کی حرکت ہی جسکا یہ مرتکب

ہوا اور اسی لیے حدیث قدسی وارد ہوئی ہے کہ عظمت و کبریا میری چادر ہی جو اُس مین مجھ سے نزاع کریگا مین اُسکو توڑ دونگا اس سے یہی مراد ہی کہ یہ صفت خاص میری ہی میرے سوا اور کسی کو زیبا نہین جو آئین مجھ سے نزاع کریگا وہ میری ایک صفت مین نزاع کریگا اور راز اسکا یہ ہو کہ بندون پر بڑائی کرنی اُسی کو زیبا ہی تو جو کوئی اُسکے بندون پر کبر کریگا وہ خدا کا گنہگار ہوگا کیونکہ جو کوئی بادشاہی غلامون اور خواص کو حقیر جانے اور اُنسے خدمت لے اور اپنے آپ کو اُنسے برتر کرے اور جو معاملہ کہ بادشاہ اُنکے ساتھ کرتا ہی وہی کرے تو یہ شخص بھی بعض باتون مین بادشاہ کے ساتھ نزاع و شرکت کرتا ہی گو ویسا تو نہین جیسا وہ شخص تھا جسنے تخت پر بیٹھنا چاہا تھا اور تنہا حکومت کیا چاہتا تھا اگرچہ تمام خلق اللہ تعالے کے بندے ہین اور اُنپر کبر اور عظمت وہی کرتا ہی دوسرا شخص اگر کسی بندے پر تکبر کریگا تو البتہ خدا تعالیٰ سے نزاع ٹھہریگا۔ ہان اس نزاع مین اور نمرود و فرعون کی نزاع مین اتنا فرق ہی جیسے اُن دونون شخصون کے نزاع مین فرق تھا کہ ایک صرف بادشاہ کے خواص اور غلامون کو اپنا غلام بنایا چاہتا تھا اور دوسرا اصل سلطنت ہی لیا چاہتا تھا۔ دوسری وجہ جس سے کہ کبر کا عیب بُرا ہی یہ ہی کہ اسکے باعث خداے تعالے کے احکام کی مخالفت ہو جاتی ہی کیونکہ متکبر آدمی جب حق بات کسی بندے سے سنتا ہی تو تکبر کی جہت سے اُسکو مانتا نہین بلکہ انکار کے واسطے مستعد ہوتا ہی اسلیے جو لوگ مسائل دینی مین مناظرہ کرتے ہین تو دعویٰ تو یہی کرتے ہین کہ بحث صرف احقاق حق اور دریافت کے لیے ہی مگر پھر انکار متکبرون کا سا کرتے ہین اگر ایک کی زبان پر حق جاری ہوتا ہی تو دوسرا اُنہین مانتا اور اُسکے انکار ورد کا بہانہ تلاش کرتا ہی کہ کسی دھوکے سے اُسکو طرف مقابل پر مشتبہ کر دینا چاہیے اور یہ عادت کافرون اور منافقون کی ہی چنانچہ انکا یہ وصف کلام مجید مین موجود ہی وقال الذین کفروا لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون[1] پس جو شخص مناظرہ غلبہ کے لیے یا دوسرے کے الزام وسکوت کے لیے کرے اور تحقیق حق منظور نہو کہ اگر امر حق معلوم ہو جاوے تو غنیمت سمجھین تو ایسا شخص اس عادت مین منافقون کا شریک ہی اسیطرح کبر اور غیرت وعظ ونصیحت کو بھی نہین ماننے دیتے چنانچہ کلام مجید مین ارشاد ہوا[2] واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم اور حضرت عمر رضہ سے روایت ہی کہ آپ نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا[3] انا للہ وانا الیہ راجعون ایک آدمی تو کھڑا ہو کر اچھی بات کہنے لگا اور مارا گیا دوسرا شخص یہ کہنے کھڑا ہوا کہ جو لوگ اچھی بات کو امر کرتے ہین اُنکو کیون قتل کرتے ہو تو متکبر نے اُسکو بھی نہ چھوڑا جس نے اچھی بات بتائی تھی اُسکو بھی مار ڈالا اور جس نے بُری بات سے منع کیا تھا اُسکو بھی کبر کے مارے مار ڈالا۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ کہتے ہین کہ آدمی کو صرف یہی گناہ کافی ہی کہ جب اُس سے کوئی کہے کہ خدا سے ڈر تو وہ جواب دے کہ تم اپنے نفس کی تو حفاظت کرو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ دہنے ہاتھ سے کھانا کھا اُسنے کبر سے کہا کہ مین دہنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا راوی کہتے ہین کہ اُسکو پھر کبھی دہنا ہاتھ اُٹھانا نصیب نہوا کسی روگ مین مبتلا ہو گیا غرض کہ تکبر کرنا خلق پر بُری بات ہی اُسکے سبب سے خدا کے احکام پر تکبر ہو جاتا ہی اور ابلیس کا حال جو کلام مجید مین مذکور ہی اور تکبر مین مشہور وہ اسی لیے ہی کہ لوگ عبرت حاصل کرین اُس نے کہا تھا کہ مین انسان سے بہتر ہون اور اپنے نسب کا کبر کیا کہ مجھکو آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے مگر اس کبر کا انجام یہ ہوا کہ خدا تعالے نے جو حکم سجدہ کا کیا اُسکو بجا نہ لایا اور ابتدا مین کبر اور حسد آدم پر تھا مگر انتہا مین خدا کے امر پر ہو گیا اسیوجہ سے ابد الآباد کے واسطے ہلاک ہوا[5] تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + پس بندون پر تکبر کرنے سے یہ آفت جو حکم الٰہی کے نہ ماننے کی آتی ہی بڑی آفت ہی اسیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس کے سوال کے جواب مین فرمایا جب[6] انھون نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ مجھے نفاست محبوب ہی تو یہ کبر تو نہین آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ کبر یہ ہی کہ امر حق سے غفلت کرے اور لوگون کی عیب جوئی اور تحقیر کرے یعنے کبر سے دو خرابیان ہین اول تو لوگون کی حقارت کرنی جو کبر والے کے مساوی خواہ بہتر ہین اور دوم رد کرنا امر حق کا پس جو شخص یہ تصور کرے کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اور دوسرے بھائی مسلمان کو حقیر جانے اور حقارت کی نظر سے اُسکی طرف دیکھے اور امر حق کو عمداً

[1] اور کہنے لگے منکر نہ کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اسکے پڑھنے مین شاید تم غالب ہو ۱۲ [2] اور جب کہیے اُسکو ڈر تو کھینچ لاوے غرور اُسکو گناہ پر ۱۲ [3] ہم اللہ کے مال مین اور ہمکو اُسکی طرف پھر جانا ۱۲ [4] ح مسلم بروایت سلمہ بن الاکوع ۱۲ [5] ح طبرانی نے بروایت ثابت بن قیس نقل کی ہی اور مسلم اور ترمذی مین بھی یہ مضمون ہی مگر اُن مین یہ نہین کہ ثابت بن قیس تھا ۱۲

جا نکر انکار کرے تو خلق کے معاملات مین متکبر ہوگا اور جسکو اس بات کی غیرت ہو کہ خداے تعالی کے لیے خضوع کرے اور طاعت اُسکی بجالاوے اور اتباع رسل کرکے فروتنی ظاہر کرے تو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے اور اُسکے رسولون کے معاملات مین متکبر کہلاوے گا۔

چھٹا بیان اُن چیزون کا جنسے تکبر ہوتا ہی - واضح ہو کہ تکبر وہی شخص کیا کرتا ہی جو اپنے نفس کو بڑا سمجھے اور نفس کو بڑا وہی سمجھتا ہی جو یہ جانے کہ اسمین کوئی صفت صفات کمال سے ہی اور کمال یا دینی ہوتا ہی یا دنیاوی دینی کی دو قسمین ہین علم اور عمل اور دنیوی کمال پانچ طرح پر ہین نسب اور جمال اور قوت اور مال اور کثرت یارون کی اور ساتھ والون کی تو یہ سب سات سبب ہوے ہر ایک کا بیان جدا جدا سننا چاہیے اول چیز تکبر کی علم ہی اور علما کو بہت جلد کبر آتا ہی اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہی ح کہ آفۃ العلم الخیلاء یعنی علم کی آفت تکبر ہی عالم بہت جلد علم کی جہت متعزز بنتا ہی اور اپنے جی مین جمال وکمال علم سے واقف ہوکر اپنے آپ کو بڑا اور لوگون کو حقیر وجاہل جانتا ہی اور اُنکی طرف ایسے دیکھتا ہی گویا جانورون کو دیکھتا ہی اور اس بات کا متوقع ہوتا ہی کہ مجھے پہلے سلام کرین اور اگر اتفاقاً کسی کو آپ پہلے سلام کرلیا یا خوشی سے کسی کے سلام کا جواب دیا یا تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا یا دعوت منظور کرلی تو ان باتون کو اُس شخص پر اپنا احسان جانتا ہی اور اُسکا شکر گزار ہونا اُسپر لازم سمجھتا ہی اور اعتقاد کرتا ہی کہ مین نے اُسکو سرفراز کردیا اور ایسا کام کیا جسکا وہ مستحق مجھ جیسے شخص سے نہ تھا تو اُسپر میری توقیر وخدمت اس احسان کے عوض مین ضرور ہی بلکہ اکثر یہ ہوتا ہی کہ لوگ عالم کے ساتھ سلوک کرتے ہین اور وہ خود کسی کے ساتھ سلوک نہین کرتا اور اُسکے پاس سب آتے ہین وہ کسی کے پاس نہین جاتا اُسکی بیمار پرسی سب کرتے ہین وہ کسی کی عیادت نہین کرتا اور اگر کوئی اُن مین سے اُسکے ساتھ زیادہ خلا ملا رکھتا ہی تو اُس سے اپنا کاروبار کراتا ہی اور اگر اُس سے کچھ خدمت مین قصور ہوجاوے تو بُرا جانتا ہی گویا سب اُسکے غلام یا مزدور ہین اور لوگون کو سکھانا پڑھانا ایک احسان وسلوک ہی جس سے اُسکا حق اُنپر ہوگیا ہی یہ حال تو دنیا کے کاروبار مین ہی اور دین کے باب مین عالم کا تکبر لوگون پر اسطرح ہی کہ اپنے نفس کو خدا کے نزدیک لوگون کی بہ نسبت اعلی وافضل سمجھتا ہی اور لوگون کا زیادہ خوف ہوتا ہی اپنا اتنا خوف نہین کرتا اور اپنے واسطے توقع نجات کی بہ نسبت لوگون کے زیادہ کرتا ہی تو ایسے عالم کو جاہل کہنا مناسب تر ہی اُسکو عالم کسنے کیا ہی علم حقیقی تو اُس علم کا نام ہی جس سے آدمی خدا کو اور اپنے نفس کو پہچانے اور خاتمہ کے خطرے کو جانے اور یہ سمجھے کہ زیادہ تر مواخذہ الٰہی علما ہی سے ہی اور علم کا خطرہ بہت بڑا ہی چنانچہ علاج کبر مین اُسکا بیان مذکور ہوگا اس علم سے البتہ خوف اور تواضع اور خشوع زیادہ ہوتا ہی اور یہ علم اس بات کا مقتضی ہی کہ سب آدمیون کو اپنے آپ سے بہتر جانے اسواسطے کہ مواخذہ الٰہی علم کے باعث زیادہ تر ہی اور نعمت علم کا شکر عالم سے کم ادا ہوتا ہی اسی واسطے حضرت ابودرداء رضنے فرمایا کہ جو شخص علم مین زیادہ ہوتا ہی اُسکو درد بھی زیادہ ہوگا اور واقع مین اُنھون نے درست فرمایا اب اگر یہ پوچھو کہ بعض اشخاص کو علم کے باعث کبر اور بیخوفی کیون ہوتی ہی تو اُسکی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ وہ شخص کسی ایسے علم مین مشغول ہو جو کہ براے نام علم ہو مگر علم حقیقی نہو یعنی وہ علم نہو جس سے خداے تعالیٰ اور اپنے نفس کو اور خداے تعالیٰ سے ملنے کے وقت کے خطرہ کو اور اُس سے حجاب ہونے کو سمجھے اسلیے کہ ایسے علم سے تو خوف خدا ہی ہوتا ہی بے خوف ہونا اور متکبر ہونا اس علم کی شان نہین چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور جو علوم کہ اس علم کے سوا ہین جیسے طب اور حساب اور لغت اور شعر اور نحو اور خصومات کا فیصل کرنا اور مناظرہ کا طریق وغیرہ تو جب آدمی صرف انھین علوم کو سیکھتا ہی تو البتہ نفاق وکبر سے بھر جاتا ہی اور ان علوم کو علوم نہ کہنا چاہیے بلکہ فنون وصناعات کہنا مناسب ہی علم وہی ہی جس سے بندگی اور ربوبیت اور عبادت کا طریق معلوم ہو اور اُس سے اکثر تواضع ہی پیدا ہوتی ہی دوسرا سبب کبر کا علم یہ ہی کہ جب آدمی علم شروع کرتا ہی اُسوقت اسکا باطن اچھا نہین ہوتا نفس نکما اخلاق بد ساتھ ہوتے ہین کیونکہ اول تہذیب نفس اور تزکیہ قلب کی طرف متوجہ نہین ہوتا اور عبادت مین مجاہدہ وریاض نہین کرتا غرض علم کے شروع تک ویسا ہی بدجوہر

ح امروغنا لفاظ یون ہین آفۃ العلم النسیان وآفۃ الجمال الخیلاء اور بلفظ مصنف کہین نہین ملی ۱۲ ؎ اللہ سے ڈرتے وہی ہین اُسکے بندون مین جنکو سمجھ ہی ۱۲

رہتا ہی پھر جب علم مین داخل ہوا کوئی سا علم کیون نہو تو اُسکے دل مین علم کو اچھی جگہ نہ ملی اُسی خبیث جگہ مین علم رہا اسی واسطے اُسکا ثمرہ بھی اچھا نہ ہوا نہ خیر مین کچھ اثر اُسکا ظاہر ہوا - اور وہب رح نے اسکی ایک مثال کہی ہو کہ علم کا حال ایسا ہو جیسا آسمان کا پانی کہ صاف اور شیرین ہوتا ہو مگر درخت اسکو اپنی رگون سے جذب کرتے ہین تو جیسا جس درخت کا ذائقہ ہو ویسا ہی اُس پانی کو بھی بدل لیتے ہین تلخ درخت کی تلخی زیادہ ہو جاتی ہو اور شیرین کی شیرینی یہی حال علم کا ہو کہ لوگ جو اسکو پڑھتے ہین جو جیسی اُنکی ہمت اور خواہش ہوتی ہو ویسا ہی یہ علم اُنکے حق مین ہو جاتا ہو متکبر کا کبر بڑھ جاتا ہو اور متواضع کی تواضع زیادہ ہوتی ہو کیونکہ جس شخص کی ہمت مثلاً کبر کے لیے تھی اور وہ جاہل تھا جب اُسنے علم پڑھا تو سب کبر اُسکے پاس آگیا اور زیادہ کبر کرنے لگا اور جب حالت جہالت مین مثلاً خائف تھا اور علم تحصیل کیا تو اور زیادہ خوف ہوگا اسلیے کہ اب حجت خوف کی زیادہ مضبوط ہوگئی بہر صورت علم کبر کے بڑے اسباب مین سے ہو اسی واسطے خداوند کریم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین اور فرمایا ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اور اپنے اولیا کے وصف مین فرمایا اذلة علے المومنین اعزة علی الکافرین اور اسی جہت سے حضرت ابن عباس رض سے یہ روایت حدیث ہو کہ آپ نے فرمایا کہ ایک لوگ ایسے ہونگے کہ قرآن کو پڑھینگے اور اُنکے گلون سے تجاوز نہ کرے گا اور دعوی کرینگے کہ ہمنے قرآن پڑھا ہو ہمسے زیادہ پڑھا ہوا اور عالم کون ہو پھر آپ نے اصحاب رض کی طرف توجہ فرما کر فرمایا کہ اے امت کے لوگو وہ لوگ تمھین مین سے ہونگے اور سب دوزخ کے گندے ہونگے - اور حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اے لوگو تم عالم جابر مت ہو کہ تمام علم تمھارے جہل کے برابر نہون - اور تمیم داری نے حضرت عمر رض سے اجازت قصون کی چاہی تو آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ یہ امر مثل ذبح کے ہو اور ایک شخص نے آپ سے بعد نماز صبح وعظ کی اجازت چاہی تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہو کہ تو پھول کر ثریا تک نہ پہونچ جاوے - اور حضرت حذیفہ رض نے ایک قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میرے سوا اور کوئی امام تلاش کر لو یا اکیلے پڑھ لیا کرو اسلیے کہ تمھاری امامت سے میرے جی مین یہ بات گذری کہ مجھسے افضل ان مین کوئی نہین - مقام غور ہو کہ جب حضرت حذیفہ رض اس بات سے نہ بچے تو ضعیف آخری زمانہ کے لوگ کیسے بچینگے حقیقت یہ ہو کہ دنیا کے پردہ پر ایسے شخص کا وجود کمیاب ہو کہ اُسکو لوگ عالم کہین اور اُسکی رگ عزت حرکت مین نہ آوے اور اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو تو وہ اپنے عہد کا صدیق ہو اُسکو چھوڑنا نہ چاہیئے قطع نظر استفادہ سے اُسکا دیکھنا ہی عبادت مین داخل ہو ہمکو تو اگر اسطرح کا شخص چین مین بھی سُنائی دے تو وہان ہی اُسکے پاس جاوین کہ اُسکی برکت اور سیرت اور خصلت سے بہرہ اندوز ہون مگر افسوس کہ اس آخری زمانے مین ایسا عالم کہان وہ لوگ اقبال و دولت والے تھے قرن اول دوم مین ختم ہو چکے اس زمانے مین تو ایسے بھی لوگ کم ہین جو اس خصلت کے نہونے پر افسوس ہی کرین اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس اپنے قول مبارک سے بشارت نہ دیجاتے کہ سیاتی علی الناس زمان من تمسک فیہ بعشر ما انتم علیہ نجا تو ہمارے اعمال بد تو اسی کے مقتضی تھے کہ ہم دریاے یاس و ناامیدی مین ڈوب جاتے اور اب بھی دسوان حصہ اصحاب رض کے اعمال کا کون کرتا ہو کاش اگر سوان حصہ ہی ہمسے ادا ہوتا ہو تو غنیمت جانین ف مترجم یہان اشک ندامت گرا کر عرض کرتا ہو کہ مصنف رح یہ حال اپنے وقت کا لکھتے ہین اور اُنکے فضل وکمال اور جاہ وجلال مین کسی کو کلام نہین ہملوگ کہ اُنکے زمانے سے ہمارے زمانہ کو وہی نسبت ہو جو اُنکے زمانہ کو قرن اول سے نہ معلوم کہ ہمارا کیا حال ہوگا خداہی اپنے فضل وکرم سے بیڑا پار کرے اور ہمسے وہ سلوک فرماوے جو اُسکی رحمت کے شایان ہو بمنہ وجاہ محمدؐ وآلہ - دوسری چیز تکبر کی عمل اور عبادت ہو اور زاہد وعابد کبر اور عزت اور لوگون کے دلون کو مائل کرنے سے خالی نہین ہوتے اُنسے بھی دنیا اور دین دونون مین مترشح ہوتا ہو دنیا مین تو اسطرح کہ دوسرون کا آنا اپنے پاس اُنکو اچھا معلوم ہوتا ہو بہ نسبت اپنے جانے کے غیرون کے پاس اور لوگون سے متوقع رہتے ہین کہ ہماری حاجتین پوری کرین اور توقیر کرین مجالس مین صدر جگہ مین بٹھلا دین اور ورع اور تقوی

یاد کرین اور سب اُمور مین ہمکو مقدم جانین غرضکہ جو باتین کبر کی معاملات و بنا مین علما کے حال مین ہمنے لکھی ہین وہ اُن مین بھی ہوتی ہین گویا عبادت کیا کرتے ہین خلق پر احسان کرتے ہین اور دین مین اُنکا کبر یون ہی کہ اپنے نفس کو ناجی خیال کرین اور لوگون کو تباہ کار اور ہلاک شدہ تصور کرین اور واقع مین ہلاک شدہ وہی ہین اگر یہی صورت ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو سنو کہ لوگون کو کہتا ہی کہ سب ہلاک ہوے تو معلوم کرو کہ سب سے زیادہ ہلاک وہ ہوگا اور یہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ اُسکا یہ کہنا اِس بات پر دلالت کرتا ہی کہ وہ خلق اللہ کو حقیر جانتا ہی اور اللہ پر مغرور ہوکر اُسکے عذاب و سطوت سے نڈر ہی اور نہ معلوم کہ اُسکو خوف کیون نہین لوگون کے حقیر جاننے کی بُرائی کیا اُسکے ذمہ کم ہی وہی کافی ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کو اتنی ہی شر کافی ہی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے اور جو شخص کہ عابد کو خدا کے واسطے محبوب جانے اور خدا کی عبادت کے سبب اُسکی تعظیم کرے اور بڑا جانے اور ایسے درجات کا اُسکے لیے متوقع ہو جنکا اپنے نفس کے لیے نہو تو اُس شخص مین اور عابد مین بہت فرق ہی اسلیے کہ ایسا شخص تو اسوجہ سے کہ اُسنے خدا کے واسطے عابد کی تعظیم کی نجات پاویگا اور اللہ کا مقرب ہوگا اور عابد چونکہ لوگون سے محترز رہا اور اُنکے پاس بیٹھنے سے متنفر غضب الٓہی کا مستحق ہوگا پس کیا تماشے کی بات ہی کہ لوگ تو عابد کی محبت کے سبب اُسکے عمل کا درجہ پاوین اور وہ خود اُنکی حقارت کے باعث مہمل ہو جاوے کہ گویا کوئی عمل ہی نہین کیا - چنانچہ روایت ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا کثرت فساد کے باعث اُسکا نام فسادی ہو گیا تھا اور ایک عابد بنی اسرائیل مین کثرت عبادت سے عابد مشہور ہو گیا تھا اور یہانتک عبادت کی تھی کہ ایک ابر کا ٹکڑا اُسپر سایہ کیے رہتا تھا وہ شخص فسادی ایک روز اُسکے پاس گذرا اور دل مین سوچا کہ یہ عابد عبادت مین مشہور ہی اور مین فسادی ہون اگر مین اُسکے پاس بیٹھ جاؤن تو کیا عجب ہی کہ اللہ تعالیٰ مجھپر رحم کرے یہ سوچکر اُسکے پاس جا بیٹھا اور عابد نے سوچا کہ مین تو عابد ہون اور یہ فسادی ہی میرے پاس کیون بیٹھا اُس سے تنگ کیا اور کہا کہ یہان سے اُٹھ جا خداے تعالیٰ نے اُسوقت کے نبی کو وحی کی کہ اِن دونون سے کہدو کہ عمل از سر نو کرین پہلے اعمال کا یہ حال ہی کہ مین نے فسادی کو بخشدیا اور عابد کے عمل باطل کر دیے اور ایک روایت مین ہی کہ ابر کا سایہ بھی فسادی کے سر پر ہو گیا اِس سے معلوم ہوا کہ خداے تعالیٰ کو بندون سے صرف دل کا قصد مراد ہی پس جاہل گناہگار جب خدا سے ڈر کر تواضع کریگا تو اپنے دل سے خدا کا مطیع ہی وہ عالم متکبر اور عابد کبر والے کی نسبت زیادہ مطیع ہوگا - اسیطرح روایت ہی کہ ایک شخص بنی اسرائیل مین کا ایک عابد کے پاس آیا وہ اُسوقت سجدہ مین تھا اُسنے عابد کی گردن پر پانْون رکھا اور کہا کہ اپنا سر اُٹھا بخدا کہ تجکو اللہ نہین بخشیگا خداے تعالیٰ نے اُسپر وحی کی کہ او میری قسم کھانے والے اِسکی نہین بلکہ تیری مغفرت نہین ہوگی اور اسی لیے حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ اُون کا پہننے والا اکبر ہین بہ نسبت حریر پوش کے زیادہ ہوتا ہی اُسکے یہ معنی ہین کہ حریر پوش گلیم پوش کے سامنے فروتنی کرتا ہی اور فضل اسی کو سمجھتا ہی اور گلیم پوش اپنے آپ کو افضل سمجھتا اور یہ آفت بھی ایسی ہی کہ کم عابد ہونگے جنمین یہ بات نہو یعنی اگر عابد کی کسی نے سبکی کی یا کچھ ایذا دی تو عابد ندکور اُسکی مغفرت دشوار جانتا ہی اور اِس بات مین کو کچھ شک ہی نہین کرتا کہ خدا کے نزدیک وہ مغضوب ہو گیا اور اگر وہی شخص کسی دوسرے مسلمان کو ایذا دے تو عابد کو اتنا بُرا نہ معلوم ہو اسکی وجہ یہی ہی کہ اپنے نفس کی قدر زیادہ سمجھتا ہی حالانکہ اسمین کئی خرابیان ہین جہالت اور کبر اور عُجب اور مغرور ہونا اللہ پر - اور کبھی بیوقوفی ایسے لوگون کی یہانتک بڑھتی ہی کہ کہنے لگتے ہین کہ دیکھو اُسکا کیا حال ہوتا ہی اور اگر اتفاقاً موذی پر کوئی رنج و مصیبت آتی ہی تو اپنی کرامت سمجھتے ہین کہ خدا نے ہمارا بدلہ لیا اور یہ نہین دیکھتے کہ بہت سے گروہ کفار کے اللہ و رسول کو گالیان دیتے ہین اور بہتون نے انبیا کو ایذا دی بلکہ بعضون کو تو مار ہی ڈالا اور بعضون کو اور تکلیفین دین مگر خداے تعالیٰ نے کافرون کو دنیا مین مہلت دی اور عذاب نہ کیا بلکہ بعضے اُن مین سے مسلمان ہو گئے اور اُنکو نہ دنیا مین کچھ تکلیف ہوئی نہ آخرت مین پس یہ جاہل متکبر سمجھتے ہین کہ ہم اللہ کے نزدیک اُسکے انبیا سے

زیادہ ہین کہ اپنے انبیا کا انتقام نہ لیا اور ہمارا عوض لیا اور یہ نہین معلوم کہ شاید اس کبر و عُجب کی جہت سے وہ لوگ خدا کے نزدیک مغضوب ہون اور اپنے نفس کے ہلاک ہونے کی خبر نہ رکھتے ہون یہ اعتقاد تو کبر والون کا ہوتا ہی اور دانا عابد یون کہا کرتے ہین جیسے عطا سلمی رح آندھی چلنے یا بجلی گرنے کے وقت کہا کرتے تھے کہ جو کچھ خلق کو مصیبت پہونچتی ہی وہ میرے سبب سے ہی اگر عطا سلمی رح مرجاوے تو لوگ چھٹی پاوین یا ایک اور شخص نے عرفات سے پھرتے ہوے کہا تھا کہ مجھکو توقع تھی کہ اگر مین نہوتا تو سب پر رحمت ہوتی ۔پس دو قولون مین فرق دیکھنا چاہیے کہ دانا تو اللہ سے ظاہر و باطن مین ڈرتا ہی اور اپنے نفس پر خائف ہی عمل کو ناچیز جانتا ہی اور احمق دل مین ریا اور کبر اور حسد اور عداوت اتنی رکھتا ہی کہ شیطان اُسکو مسخرہ بنائے رکھتا ہی پھر اُسپر طرّہ یہ ہی کہ اپنے عمل کا خدا پر احسان رکھتا ہی خلاصہ یہ کہ جسکا اعتقاد یقینی اس بات پر ہو کہ مین کسی بندے سے بہتر ہون تو اُسنے اپنے سب عمل برباد کیے اسلیے کہ جہالت سب مین بڑا گناہ ہی اور خدا سے دور کرنے کے لیے بڑی چیز ہی اور اپنے نفس پر حکم بہتری کا دوسرے کی نسبت کرنا محض جہالت اور بیخوف ہونا عذاب الٰہی سے ہی فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون اسی لیے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر خیر کسی شخص کا ہوا ایک روز وہ شخص آیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہی شخص ہی جسکا ذکر ہمنے آپ کی خدمت مین کیا تھا آپنے فرمایا کہ مجھے تو اسکے چہرہ مین نشان شیطان کا معلوم ہوتا ہی پس جب اُس شخص نے آکر سلام کیا اور آپ کے اور اصحاب رض کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ مین تجھ سے بقسم پوچھتا ہون کہ تیرے جی مین یہ بات ہی کہ نہین کہ قوم مین مجھ سے افضل اور کوئی نہین اُسنے عرض کیا کہ بیشک میرے دل مین یہی بات ہی دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اُسکے دل کی بات کو چہرہ پر آثار شیطانی کی شکل مین دیکھ لیا بہر صورت یہ آفت ایسی ہی کہ اُس سے کوئی عابد خالی نہین ہوتا مگر جسکو خدا بچا دے۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ آفت کبر کے اعتبار سے عالم اور عابد مین مراتب ہین اول درجہ تو یہ ہی کہ کبر دل مین موجود ہی کہ اپنے نفس کو دوسرے سے بہتر سمجھتا ہی مگر کوشش کر کے تواضع کرتا ہی اور ایسے افعال بجا لاتا ہی جیسے وہ لوگ کرتے ہین جو دوسرون کو اپنی نسبت بہتر سمجھتے ہین ہر ایسے شخص کے دل مین درخت کبر کا تو جما ہوا ہی مگر اُسنے اُسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالی ہین دوسرا مرتبہ یہ ہی کہ کبر کو افعال مین بھی ظاہر کرے مثلاً اونچا بیٹھے اور ہمسرون سے آگے بڑھنا چاہے اور جو کوئی اُسکے حق مین قصور کرے اُسکو برا جانے اور عالم مین ادنی بات یہ ہوتی ہی کہ کلہ پھیر لیتا ہی گویا منہ پھیر لیا اور غایت روی ترش ہوتا ہی اور ماتھے پر شکن ڈالتا ہی گویا لوگون سے کنارہ کش اور اُنکو حقیر جانتا ہی یا اُپر غصہ ہی اور بیچارہ کو یہ خبر نہین کہ تقوی ماتھے مین نہین کہ اسپر شکن ڈالا جاوے نہ چہرے مین ہی کہ اُسکو ترش کیا جاوے نہ رخسار مین ہی کہ اُسکو پھیرا جاوے نہ گردن مین ہی کہ اُسکو جھکایا جاوے نہ دامن مین ہی کہ اُسکو اُٹھا کیا جاوے تقوی تو دل مین ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ التقوی ہہنا یعنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقوی یہان ہی اور یہ ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق سے زیادہ بزرگ و متقی تھے اور باوجود اسکے سب مین زیادہ خلیق اور کثرت سے کشادہ پیشانی اور متبسم اور ملنسار تھے اسی لیے حارث بن جزء زبیدی صحابی رض فرماتے ہین کہ مجھے پڑھنے والون مین سے کشادہ اور خندہ پیشانی اچھے معلوم ہوتے ہین مگر جو لوگ ایسے ہین کہ تم اُنکے ساتھ کشادہ پیشانی ہو کر ملو اور وہ تمسے ناک بھون چڑھا کر ملین اور اپنے اعمال کا تمپر احسان کرین تو ایسون کی خدا تعالی مسلمانون مین کثرت نہ کرے اور اگر اللہ تعالی کو یہی بات پسند ہوتی تو اپنی نبی کو یہ ارشاد کیون فرماتا کہ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین تیسرا مرتبہ اُن لوگون کا ہی کہ کبر اُنکی زبان پر اسقدر ظاہر ہو کہ اسکے مارے دعوی اور مفاخرت و مباہات اور تزکیہ نفس اور احوال و مقامات کا ذکر اور دوسرون پر علم و عمل مین غالب ہونا اختیار کرے اس فرقہ کی نسبت دوسرے مرتبہ کے لوگون کی عادت و احوال مین اثر کبر کا کم ظاہر ہوتا ہی اُن مین بہت ظاہر ہوتا ہی مثلاً عابد تفاخر کے مقام مین دوسرے عابد کو کہتا ہی کہ وہ کون ہے اور اُسکا عمل کیا ہی اور زہد اُسکا کہان سے

ہو اتفاغرض دوسرے کے بہت سے عیب بیان کر کے پھر اپنی تعریف کرتا ہو کہ مین نے اتنے دلون سے روزہ نہین افطار کیا اور رات کو سوتا نہین اور ایک ختم قرآن مجید کا ہر روز کرتا ہون اور فلان شخص صبح کو سو رہتا ہی اور بہت تلاوت نہین کرتا یا جو اسی قسم کی باتین ہون اور کبھی اپنے نفس کے تزکیہ کا دعویٰ کسی اور کلام کے لپیٹ مین ہوتا ہو مثلاً کہتا ہو کہ فلان شخص نے ہمکو تکلیف دینی چاہی تھی تو اسکا بیٹا مرگیا یا مال لٹ ہو گیا یا بیمار ہو گیا وغیرہ کہ اسمین اپنی کرامت کا دعویٰ ہو کہ ہم ایسے ہین اور مباہات اسطرح ہو کہ مثلاً عابد مذکور کسی ایسی قوم مین جا پڑے جو تہجد گزار ہون وہان خود شب بیدار رہی اور جتنی نماز پڑھا کرتا تھا اس سے زیادہ پڑھے اور اگر وہ لوگ بھوک کے عادی ہون تو خود بھی صبر کرے یہانتک کہ اُنپر غالب آجاوے اور اُنکو معلوم ہو جاوے کہ ہمسے زیادہ قوی ہو ہم عاجز ہین اسیطرح عبادت مین زیادتی اسی خوف سے کرتا ہو کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسکی نسبت تو فلان شخص زیادہ عابد ہو اور دین مین قوی تر ہو۔ اور عالم کا تفاخر اسطرح ہوتا ہو کہ اپنے مخاطب کو کہتا ہو کہ مین ہر ایک فن جانتا ہون اور حقائق سے آگاہ اور استادون مین سے فلان فلان کو مین نے دیکھا تم کون ہو اور کیا تمھاری فضیلت ہو حدیث مین کیا سُنا ہو یہ سب باتین اسلیے کہتا ہو کہ اپنی بڑائی اور دوسرے کی حقارت ہو۔ اور مباہات اسطرح ہو کہ مناظرے مین کوشش کرے کہ دوسرے کو ہرادون آپ نہ ہارون اور رات دن ایسے ہی علوم کی تحصیل مین بسر کرے جو علم مجلس مین کام آوین مثلاً مناظرہ اور مجادلہ اور انشا پردازی اور سجع طرازی اور فنون عجیبہ کا یاد کرنا اور احادیث کے الفاظ اور اسناد یاد کرنے تاکہ ہمسرون پر عزت وعظمت حاصل ہو اور اگر کسی سے غلطی الفاظ واسناد ہو تو اسکو گرفت کرے اسلیے کہ دوسرے کا نقصان ظاہر ہو ایسا شخص جب دوسرے سے غلطی ہوتی ہو تو خوش ہوتا ہو کہ مجھکو موقع غلطی بتانے کا ملگیا اور اگر کوئی صحیح بیان کرتا ہو تو برا معلوم ہوتا ہو اس خوف سے کہ کہین لوگ اسکو میری نسبت بڑا نہ جانین یہ سب باتین اخلاق اور آثار کبر کے ہین جو علم اور عمل کے سبب پیدا ہوتے ہین اور ایسا شخص کہان ہو جو ان سب سے یا بعض سے خالی ہو اب کوئی یہ بتلاوے کہ جو شخص ان اخلاق کا پابند ہو اور یہ حدیث شریف بھی اسکو معلوم ہو کہ جنت مین ایسا شخص نہ جاویگا جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر کبر ہو تو وہ کسطرح اپنے نفس کو بڑا جانتا ہو اور دوسرے پر تکبر کرتا ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو اسکو دوزخی بتلاتے ہین بڑا تو وہ ہو جسمین یہ صفت نہو اور جسمین یہ صفت نہوگی اسمین عزت وکبر نہوگا۔ عالم اسکو کہنا چاہیے جو یہ سمجھے کہ خدا تعالےٰ کا بندہ کو یہ ارشاد ہو کہ تیری قدر ہمارے یہان جبھی تک ہو جب تو اپنے نفس کی قدر نہ سمجھے اور اگر نفس کی کچھ قدر سمجھے گا تو تیری قدر ہمارے یہان نہوگی اور جو یہ بات نہ جانتا ہو اسکو عالم کہنا جھوٹ ہو اور جو اسکو دین کی بات سمجھتا ہو اسکو تکبر نہ کرنا اور اپنے آپ کو ہیچ سمجھنا لازم ہو یہ اس کبر کا حال تھا جو علم وعمل کے سبب سے ہو۔ تیسری چیز تکبر کی حسب ونسب ہو پس جس کسی کا نسب شریف ہو وہ ایسے شخص کو حقیر جانتا ہو جسکا ویسا نسب نہو گو اس سے علم وعمل مین بڑھ کر ہو۔ اور بعض آدمی ایسا تکبر نسب کا کرتے ہین کہ گویا دوسرون کو اپنا غلام تصور کرتے ہین اور انکے ملنے جلنے اور پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہین اور تفاخر نسب کا انکی زبان پر رہتا ہو دوسرون کو کہتے ہین کہ تو کیا اصل رکھتا ہو تیرا باپ کون تھا مین فلانے کا بیٹا فلانے کا پوتا ہون تجھ جیسے کی کیا طاقت کہ میرے سامنے بولے یا میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے اور تو ہم جیسون سے بولتا ہو وغیرہ اور یہ ایک ایسی چھپی رگ نفس مین ہو کہ نسب والے اس سے خالی نہین ہوتے اگرچہ نیک بخت اور عاقل ہون مگر بعض دفعہ اعتدال احوال کے وقت اُنسے یہ امر ظاہر نہین ہوتا لیکن غلبۂ غضب مین نور عقل تاریک پڑ جاتا ہو اُسوقت یہ بات ظاہر ہوتی ہو جیسا کہ حضرت ابو ذر رضؓ سے مروی ہو کہ انھون نے فرمایا کہ مجھ سے اور ایک شخص سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تکرار ہوئی مین اُسکو کہ بیٹھا کہ او کالی عورت کے بچّے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر طف الصاع طف الصاع لیس لابن البیضاء علے ابن السوداء فضل یعنے دونون پلّے برابر ہین گوری عورت کے بچے کو کالی عورت کے بچے پر کچھ زیادتی نہین حضرت

ابوذر رضہ فرماتے ہین کہ یہ سنکر مین لیٹ گیا اور اُس شخص سے کہا کہ تو میرے رخسار کو پامال کر تو اب دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضہ کو کسطرح آگاہ کیا جب معلوم کیا کہ یہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہین اس نظر سے کہ گوری عورت سے پیدا ہوئے ہین اور یہ اُنکی خطا اور نادانی ہی اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اُنھون نے کیسی توبہ کی اور اپنے نفس سے کبر کی جڑ کسطرح اُکھاڑی کہ جسپر تکبر کیا تھا اُسی سے کہا کہ اپنا تلوا میرے رخسار پر مل کیونکہ اُنھون نے جان لیا کہ عزت کی جڑ بدون ذلت کے نہین جاتی- اور اسی قبیل سے یہ بھی روایت ہی کہ دو شخصون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے باہم فخر کیا ایک نے دوسرے کو کہا کہ مین فلان شخص فلانے کا بیٹا ہون تو تو بتلا تو کون ہی بس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو شخصون نے اسیطرح فخر کیا تھا اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین فلانے کا بیٹا اور فلانے کا پوتا اور فلانے کا پرپوتا ہون اسی طرح نو پیڑھی گِن گیا اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص فخر کرتا ہی اُس سے کہدو کہ وہ نو کے نو دوزخ مین جاوینگے اور تو دسوان ہی- اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اپنے باپ دادون کا فخر کرتے ہین حالانکہ وہ جہنم کے کوئلے ہوگئے ہین یا خدا تعالےٰ کے نزدیک گبرڈے سے بھی ذلیل ہین جو دن بھر اپنی ناک سے غلیظ کریدتا رہتا ہی چوتھی چیز تکبر کی جمال ہی اور یہ اکثر عورتون مین ہوتا ہی اس سے بھی یہی ثمرہ ہوتا ہی کہ دوسرے کے نقصان و عیب و غیبت زبان پر آتی ہین چنانچہ حضرت عائشہ رضہ روایت کرتی ہین کہ ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی مین نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ بونی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اُسکی غیبت کی- اور اسکا منشا بھی کبر پوشیدہ تھا اسلیے کہ اگر مثلاً خود چھوٹے قد کی ہوتین تو اُسکو بونی نہ کہتین تو گویا اپنے قد کو اچھا جانا اور اُسکے مقابل دوسری عورت کو چھوٹا سمجھکر بونی کہدیا- پانچوان امر متکبر کا مال ہی یہ بادشاہون مین خزانے کے باب مین ہوتا ہی اور سوداگرون مین مال تجارت مین اور گانون والون مین اراضی کے باب مین اور آرایش والون مین لباس اور سواری کے باب مین- پس جو غنی ہوتا ہی وہ فقیر پر تکبر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ تو بھک منگا اور مسکین ہی مین چاہون تو تجھ جیسے کو خرید لون اور تجھ سے اچھے اچھون سے خدمت لون اور تیری اصل کیا ہی میرے گھر کا سامان تیرے سارے مال سے بڑھکر ہی جتنا تو سال بھر مین کھاتا ہی وتنا مین ایک روز مین دے ڈالتا ہون غرض اسطرح کی باتین اسی لیے کرتا ہی کہ تونگری کو بڑا اور مفلسی کو حقیر جانتا ہی اسلیے کہ آفت تونگری اور فضیلت مفلسی سے جاہل ہی جسکی طرف اس آیت مین اشارہ ہی فقال لصاحبہ وھو یحاورہ انا اکثر منک مالا واعز نفرا دوسرے نے جواب دیا ان ترن انا اقل منک مالا وولدا فعسیٰ ربی ان یوتین خیرا من جنتک ویرسل علیھا حسبانا من السماء فتصبح صعیدا زلقا او یصبح ماؤھا غورا فلن تستطیع لہ طلبا اور پہلے شخص کا قول مال اور اولاد کے تکبر کی جہت سے تھا پھر انجام اُسکا یہ ہوا کہ کہنے لگا یالیتنی لم اشرک بربی احدا اور اسی قبیل سے تکبر قارون کا تھا کہ جب بن سنور کر اپنی قوم مین نکلا تو لوگ کہنے لگے کہ کیا خوب ہو جو ہمکو بھی قارون کا مال ملے چھٹا امر تکبر کا قوت و زور ہی جس سے کمزورون پر تکبر کیا کرتے ہین ساتوان امر تکبر کا کثرت تابعین و مددگارون اور شاگردون اور غلامون اور کنبے اور رشتہ والون کی ہی بادشاہ تو کثرت لشکر سے تکبر کرتے اور علما کثرت شاگردون سے- اور حاصل ان سب اُمور کا یہ ہی کہ جو نعمت کہ اُسکا کمال ہونا متصور ہو سکے گو واقع مین وہ کمال نہو اُس سے تکبر کرنا ممکن ہی یہانتک کہ مخنث بھی اپنے ہمسرون پر تکبر کرنے لگتا ہی کہ مین اس صنعت سے زیادہ ماہر ہون تو چونکہ وہ اُسکو بھی کمال جانتا ہی اسلیے فخر کرتا ہی کہ اُسکا فعل موجب بربادی و عذاب کا ہی اسی طرح فاسق کبھی کثرت شراب خواری اور کثرت جماع و اغلام کا فخر کرتا ہی کیونکہ اپنے گمان مین اُسی کو کمال جانتا ہی حالانکہ اُسمین غلطی کرتا ہی یہ باتین ہین کہ جتنے آدمی ایک دوسرے پر کبر کیا کرتے ہین جسکو کوئی چیز حاصل ہی وہ اُسپر تکبر کرتا ہی جسکو کہ وہ چیز نہین حاصل ہی یا اُسکی دانست مین اُسکی نسبت کم ہی گو خدا کے نزدیک بعض اوقات اُسکے برابر یا زیادہ ہی ہو مثلاً عالم جو اپنے علم کا تکبر ایسے شخص پر کرے جو اُس سے زیادہ

جانتا ہو تو اسی لیے کرتا ہو کہ اپنی دانست مین اپنے آپ کو زیادہ فاضل سمجھتا ہو۔

ساتوان بیان اُن اسباب کا جنسے تکبر پیدا ہوتا ہو ۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہو کہ کبر خلق باطن کا نام ہو اور جو کچھ اُس سے اخلاق و افعال ظاہر ہوتے ہین وہ اُسکا ثمرہ اور نتیجہ ہوتے ہین اُن اخلاق و اعمال کو تکبر کہنا مناسب ہو اور کبر صرف امر باطن ہی کا نام ہو یعنے اپنے نفس کا بڑا جاننا اور اُسکی قدر کو دوسرے کے نفس کی قدر سے زیادہ سمجھنا اور اِس امر باطن کا صرف ایک ہی سبب ہو جسکو عُجب کہتے ہین جسکے معنے آگے آتے ہین کیونکہ آدمی جب اپنے نفس خواہ علم یا عمل یا کسی اور سبب سے عجب کرے گا تو اپنے نفس کو بڑا جانکر تکبر کرے گا اور تکبر ظاہری کے تین سبب ہین ایک تو تکبر والے مین ہوتا ہو اور دوسرا اُسمین جسپر تکبر ہوا اور تیسرا سبب ایسا ہوتا ہو جو اِن دونون کے سوا اور کسی سے متعلق ہو جو سبب کہ متکبر مین ہوتا ہو وہ تو وہی ہو جو کبر باطنی کا سبب ہو یعنے عجب اور جو متعلق اُس شخص سے ہو جسپر تکبر ہوتا ہو وہ حقد اور حسد ہو اور جو سبب کہ متعلق غیر سے ہو وہ ریا ہو پس اِن اعتبار سے چار سبب ہوے عجب اور کینہ اور حسد اور ریا عجب سے تو ظاہر ہو کہ کبر باطنی پیدا ہوتا ہو اور کبر باطنی سے تکبر ظاہری اعمال اور اقوال و احوال مین سرایت کرتا ہو اور کینہ بعض اوقات بے عجب بھی تکبر پیدا کرتا ہو مثلاً کوئی شخص دوسرے کو اپنے برابر یا زیادہ سمجھتا ہو مگر کسی سبب سے اُسپر غصے ہو گیا ہو تو غصے کے باعث اُسکی طرف سے دل مین کینہ جم گیا ہو اسلیے اُسکا نفس اِس بات کو نہین چاہتا کہ اُسکے سامنے تواضع کیجیے گو اُسکے نزدیک وہ شخص مستحق تواضع ہو جیسے اکثر رذیل آدمی حقد کے مارے کسی خاص بزرگ کے لیے تواضع نہین کرتا اور اسی بغض سے یہ بات بھی ہوتی ہو کہ اگر امر حق اُس بزرگ کی طرف سے آوے تو نہ ماننے یا وہ نصیحت کرے تو نہ سنے اور کوشش کرتا پھرے کہ کسی طرح اُس سے آگے بڑھ جاؤن گو یہ جانتا ہو کہ مجھے استحقاق نہین اور اگر اُس بزرگ پر کچھ ظلم کرے تو نہ اُس سے معاف کرانے جاوے اور نہ عذر پیش کرے اور جو بات اپنے آپ کو نہ آتی ہو اُسکے دریافت کرنے کے لیے اُسکے پاس نہ جاوے اور حسد کا بھی یہی حال ہو کہ اُس سے بھی محسود کے ساتھ بغض ہوتا ہو گو اُسکی طرف سے کچھ ایذا نہ پہونچی ہو اور نہ کوئی ایسا سبب ہوا ہو کہ جس سے نوبت غصے اور کینے کی پہونچے حسد کے مارے بھی امر حق کا منکر ہو جاتا ہو اور نصیحت کو نہین مانتا اور علم تحصیل نہین کرتا بہت سے جاہل ایسے ہین کہ علم کے مشتاق ہین مگر جاہل کے جاہل رہتے ہین اسلیے کہ اپنے شہر کے عالم سے خواہ اپنے کسی رشتہ دار سے بباعث حسد نہین پڑھتے اُس سے پھرے رہتے ہین اور اُسپر تکبر کرتے ہین باوجودیکہ جانتے ہین کہ وہ شخص علم کی جہت سے مستحق تواضع ہو مگر حسد اُنکو اِس بات پر اُبھارتا ہو کہ اُس سے معاملہ متکبرون کا سا کرتے ہین اگرچہ باطن مین اُسکے نفس کو اپنے آپ سے زیادہ سمجھتے ہین۔ اور ریا بھی مقتضی متکبرون کے اخلاق کا ہو یہانتک کہ آدمی ایسے شخص سے مناظرہ کرتا ہو جسکو جانتا ہو کہ قطعاً مجھسے بہتر ہو اور پہلے سے کچھ معرفت یا حسد یا بغض بھی نہین ہوتا مگر اُسکی حق بات اسلیے نہین مانتا اور اِس سے استفادہ اسلیے نہین کرتا کہ لوگ یہ نہ کہین کہ دوسرا شخص اِس سے افضل ہو اسصورت مین باعث تکبر صرف ریا ہی ہو اور اگر بالفرض تنہائی مین اُس شخص کے پاس ہوتا تو تکبر نہ کرتا بخلاف اُس تکبر کے جو عُجب اور حسد و بغض سے ہوتا ہو کہ وہ خلوت مین بھی یکسان ہو اگر حاسد و محسود کے ساتھ تیسرا کوئی اور نہو جب بھی حاسد کو اُسپر تکبر ہو گا۔ اسیطرح بعض لوگ ریا کے لیے اپنا نسب شریف کر لیتے ہین اور جانتے ہین کہ ہم اِس دعوی مین جھوٹے ہین مگر تاہم ایسے جھوٹے نسب سے دوسرون پر تکبر کرتے ہین جو اُس نسب کے نہون اور مجالس مین اُنسے ترفع اور راستون مین تقدم کے خواہان ہوتے ہین اور اگر کوئی شخص غیر کی تعظیم و توقیر اُنکے برابر کرے تو ناخوش ہوتے ہین حالانکہ باطن مین جانتے ہین کہ ہم مستحق اِس تعظیم کے نہین اور نہ کبر باطن مین ہو کیونکہ یہ تو خود اُنکو معلوم ہو کہ دعوی نسب مین ہم جھوٹے ہین پس ان افعال تکبر کے جو وہ لوگ مرتکب ہوتے ہین صرف ریا کی جہت سے ہوتے ہین اور متکبر کا لفظ جو بولا جاتا ہو تو اکثر اُس شخص پر بولا جاتا ہو جو مرتکب اِن افعال کا اِس جہت سے ہو کہ باطن مین کبر و عجب ہو اور لوگون کو حقارت کی نظر سے دیکھنا چاہتا ہو اور اِس قسم کے ریا والے کو متکبر کہنا

صرف اسواسطے ہو کہ اُسکے افعال مشابہ کبر کے افعال کے ہین۔

آٹھوان بیان تواضع والون کے اخلاق کا اور تفصیل اُن افعال کی جنمین اثر تواضع اور تکبر کا ظاہر ہو۔

جاننا چاہیے کہ تکبر آدمی کی وضع مین ہوتا ہو جیسے چہرہ پُھلانا اور کن انکھیون دیکھنا اور گردن ڈالنا اور چہار زانو خواہ تکیہ لگا کر بیٹھنا اور گفتگو مین بھی ہوتا ہو حتے کہ آواز مین اور بیان کرنے کی صنعت مین پایا جاتا ہو اور نیز چال اور نشست و برخاست مین اور افعال کرتے وقت کی حرکات و سکنات مین غرض جب ایک حال سے دوسرے مین بدلتا ہو ہر ایک مین ظاہر ہوا کرتا ہو پس بعض متکبر تو ایسے ہوتے ہین کہ ان سب باتون مین تکبر کرتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ چند چیزون مذکورہ بالا مین تکبر کرتے ہین اور چند مین تواضع کچھ ایک عادات کا بیان کر دیا جاتا ہو مثلا بعضون کی یہ عادت ہوتی ہو کہ لوگ ہمارے سامنے کھڑے رہین یا ہماری تعظیم کو کھڑے ہو جایا کرین تو یہ عادت متکبرین کی ہو حضرت علی رضہ فرماتے ہین کہ جسکو یہ منظور ہو کہ دوزخی آدمی کو دیکھے تو وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہو اور لوگ اسکے سامنے کھڑے ہون۔ اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ صحابہ کرام رضہ کے نزدیک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی نہ تھا اور باوجود اسکے جب آپ کو دیکھتے تھے تو تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ کھڑا ہونا پسند نہین اور بعضون کی یہ عادت ہوتی ہو کہ جب تک کوئی پیچھے پیچھے ساتھ کا آدمی نہو تب تک نہین چلتے یہ بھی بُری عادت ہو حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہین کہ بندہ اللہ تعالے سے دور ہو جاتا ہو جب تک کہ اُسکے پیچھے لوگ چلتے ہین حضرت عبد الرحمن بن عوف اپنے غلامون سے پہچانے نہ پڑتے کیونکہ صورت ظاہری یعنے لباس وغیرہ مین کچھ فرق نہین کرتے تھے اُنکا اور اپنا ایک سا حال رکھتے تھے اور کچھ لوگ حضرت حسن بصری رح کے پیچھے چلے تو آپ نے اُنکو روک دیا اور کہا کہ اس سے بندہ کے دل مین کچھ رہتا نہین۔ اور آنحضرت صلعم بعض اوقات اصحاب رضہ کے ساتھ چلتے تو اُنکو آگے بڑھنے کو فرماتے اور آپ بیچ مین چلتے یہ امر یا تو دوسرون کی تعلیم کے لیے تھا یا اپنے نفس مبارک سے وسواس شیطانی کبر و عجب کا دفع کرنا منظور تھا جیسے کہ آپ نے کپڑے کو بدن مبارک سے اثنا نماز مین اُتار کر اُنھین دونون وجہون مین سے ایک کی جہت سے پُرانا پہن لیا تھا۔ اور ایک عادت یہ ہو کہ دوسرے سے ملنے نہ جاوے گو اُسکے ملنے سے خیر و برکت دینی دوسرے کو ہوتی ہو یہ بھی تواضع کے خلاف ہو روایت ہو کہ سفیان ثوری رح رملہ مین تشریف لائے اُنکے پاس ابراہیم بن ادہم رح نے آدمی بھیجا کہ میرے پاس تشریف لاکر کچھ حدیث سُنایئے حضرت سفیان تشریف لائے لیکن لوگون نے ابراہیم بن ادہم رح سے کہا کہ آپ ان جیسے لوگون کو بھی بلواتے ہین یعنے خود جانا چاہیے تھا اُنھون نے جواب دیا کہ مین اُنکی تواضع کا امتحان کیا چاہتا تھا۔ اور ایک عادت یہ ہو کہ دوسرا شخص آکر اپنے پاس بیٹھے تو بُرا معلوم ہو سامنے بیٹھے تو مضائقہ نہین اور تواضع اسکے برعکس ہو چنانچہ ابن وہب روایت کرتے ہین کہ مین ایکبار عبد العزیز بن ابی رواد کے پاس بیٹھا اور میرا زانو اُنکے زانو سے لگ گیا مین ذرا کنارے کو ہوا اُنھون نے میرا کپڑا پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹ لیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ تم لوگ وہ معاملات کیون کرتے ہو جو جابرون کے ساتھ کیا کرتے ہین مین اپنے آپ سے بُرا تم مین سے کسی کو نہین جانتا اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ مدینہ منورہ کی لونڈیون مین سے ایک لونڈی تھی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہان چاہتی لیے پھرتی آپ اپنا ہاتھ اُس سے نہ چھڑاتے ۔ الا خوش باش کان محبوب جان را + بدرویشان و سکینان سرے ہست + اور ایک عادت یہ ہو کہ بیمارون کے پاس نہ بیٹھے اور اُنسے احتراز کرے یہ بھی تکبر مین داخل ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک آدمی آیا کہ اُسکے چیچک نکلی تھی اور اُسمین سے پانی بہتا تھا آپ اُسوقت مع اصحاب رضہ کھانا تناول فرماتے تھے وہ شخص جسکے پاس بیٹھا وہی اُسکے پاس سے علیحدہ ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اپنے پاس بٹھلایا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ اپنے کھانے سے کسی کوڑھی اور سفید داغ والے اور مریض کو نہ روکتے بلکہ اپنے دسترخوان پر بٹھلا لیتے اور ایک عادت یہ ہو کہ گھر مین اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کرے اور تواضع اسکے خلاف ہو روایت ہو کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے

یہان ایک مہمان رات کو آیا اُسوقت آپ کچھ لکھتے تھے اور چراغ مین تیل نہ تھا گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ آپ فرمادین تو مین اسکو درست کردون آپ نے فرمایا کہ مہمان سے خدمت لینی اچھی بات نہین اُسنے کہا کہ خادم کو جگادون آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی کچی نیند مین ہی یہ کہکر آپ ہی اُٹھے اور کپی لیکر چراغ کو تیل سے بھر دیا مہمان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ ہی نے تکلیف کی فرمایا کہ جب مین تیل لینے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا آب پھر کر آیا تب بھی عمر ہی ہون مجھ مین سے کچھ کم نہین ہوگیا اور لوگون مین سے بہتر وہی ہی جو اللہ کے نزدیک متواضع ہو - اور ایک عادت یہ ہی اپنے گھر کی کوئی چیز اپنے ہاتھ مین اُٹھا کر نہ لاوے متواضع آدمی ایسا نہین کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نفیس نفیس چیزین لے آتے تھے اور حضرت علی رضہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال کے واسطے کچھ اُٹھا لاوے تو اُس کے کمال مین کچھ بٹہ نہین لگتا حضرت ابو عبیدہ جراح جسوقت امیر لشکر تھے گھڑا پانی کا خود حمام مین لیجاتے تھے اور ثابت بن ابی مالک روایت کرتے ہین کہ جن دنون حضرت ابو ہریرہ رضہ مروان کی طرف سے خلیفہ تھے مین نے دیکھا کہ بازار سے لکڑیون کا گٹھا اُٹھائے لاتے ہین اور مجھے فرماتے ہین کہ امیر کو راستہ دو اور اصبغ بن بناتہ تابعی فرماتے ہین کہ اب تک میری آنکھون مین گویا تصویر بندھ رہی ہی کہ حضرت عمر رضہ بائین ہاتھ مین گوشت اور دہنے مین دُرّہ لیے بازار مین گشت کرتے ہوے اپنے گھر مین داخل ہوے اور بعض تابعین سے روایت ہی کہ مین نے دیکھا کہ حضرت علی رضہ نے ایک درم کا گوشت خرید کر اپنی چادر مین رکھ لیا مین نے عرض کیا کہ لائیے مین لے چلون آپ نے فرمایا کہ عیال دار ہی کو اسکا لے چلنا زیباتر ہی اور ایک عادت لباس پہننے کی ہی کہ اس سے بھی تکبر اور تواضع ظاہر ہوتے ہین حدیث شریف مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البذاذة من الایمان ہارون راوی حدیث کہتے ہین کہ مین نے حضرت معن رضہ سے بذاذت کے معنے پوچھے اُنھون نے فرمایا کہ اس سے مراد گھٹیا لباس ہی - اور زید بن وہب رح راوی ہین کہ مین نے حضرت عمر رضہ کو دیکھا کہ درہ لیکر بازار مین نکلے جو چادر کہ اُسوقت پہنے تھے اُسمین چودہ پیوند تھے جنمین سے بعضے چمڑے کے بھی تھے - اور حضرت علی رضہ پر جو بعضے شخصون نے پیوند لگی چادر کے باعث اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دل مین خشوع ہوتا ہی اور لوگ اقتدا کرتے ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اچھا ہونا کپڑون کا دل کے لیے اترانے کا سامان ہی - اور طاؤس رح کہتے ہین کہ باوجودیکہ مین اپنے انھین دو کپڑون کو دھولیتا ہون پھر بھی جب تک اوجلے رہتے ہین مین اپنے دل کو نہین پہچانتا - اور روایت ہی کہ حضرت عمر رضہ بن عبد العزیز رح کے لیے قبل خلافت لباس ہزار دینار کا لیا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ اسمین اگر سختی نہوتی تو بہت عمدہ تھا خلافت کے بعد اُنکا لباس پانچ درم کو مول آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اسمین یہی عیب ہی کہ نرم ہی ورنہ بہت خوب تھا لوگون نے پوچھا کہ حضرت آپ کا لباس اور سواری اور عطر سابق کا کہان گیا آپ نے فرمایا کہ مجھکو خداے تعالے نے نفس زینت پسند اور شائق عنایت کیا ہی دنیا مین جو مرتبہ آتا گیا اُس سے اعلے مرتبے کی خواہش کرتا گیا یہانتک کہ جب سلطنت کا مزہ اُسنے چکھا جو سب مراتب دنیاوی سے اعلی ہی تو اب مشتاق اللہ تعالے کے نزدیک کے مراتب کا ہوا اور سعید بن سوید رح روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے ہمکو نماز جمعہ کی پڑھائی اور بیٹھ گئے اُسوقت آپ ایک کرتہ پہنے ہوے تھے جسکے گریبان مین سامنے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا ایک شخص نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یا امیر المومنین اللہ تعالے نے آپ کو سب کچھ دیا ہی آپ پہنتے کیون نہین آپ نے بڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر سر اُٹھا کر فرمایا کہ بہتر میانہ روی تو انگری مین ہوتی ہی اور عفو مین افضل وہی ہی جو قدرت کے وقت ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص زینت کو خدا کے واسطے چھوڑ دے اور خدا کے لیے تواضع کی راہ سے اچھے کپڑے پہننے ترک کرے تو اللہ تعالے بالضرور اُسکے لیے سب سے عمدہ لباس جنت کا جمع فرماویگا - یہان یہ اعتراض ہوتا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام تو فرماتے ہین کہ اچھے کپڑے سامان دل کے تکبر کے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب عرض کیا گیا کہ کپڑون کا نفیس رکھنا کبر مین داخل ہی یا نہین تو آپ نے فرمایا کہ کبر نہین بلکہ کبر اسکا نام ہی

اگر امر حق سے جاہل رہے اور لوگون کے عیب نکالے تو بظاہر ان دونون مین تناقض معلوم ہوتا ہی انکی تطبیق کسطرح ہی تو جاننا چاہیے کہ عمدہ کپڑے کچھ ضرور نہین کہ سب لوگون کے حق مین ہر حال مین داخل تکبر ہون اور حدیث مین اسی کی طرف اشارہ ہی اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضہ کے قول سے سمجھی تھی اپنے جب اُنھون نے پوچھا کہ مین ایک آدمی لطافت دوست ہون تو آپ نے جانا کہ اُنکا میل نظافت اور خوش لباسی کی طرف ہی اسواسطے نہین کہ دوسرون پر تکبر کرین کیونکہ یہ تو ضروری ہی نہین کہ لباس کی عمدگی کبر مین داخل ہو گو کبھی کبر کے واسطے بھی ہوتی ہی اور یہ کچھ مختص عمدہ پر نہین ادنی لباس سے بھی کبر ہوتا ہی اور تواضع بھی ہوتی ہی اور لباس مین متکبر کی پہچان یہ ہی کہ جب لوگ دیکھین تب تو پر تکلف بنے اور اگر اکیلا ہو تو کچھ پروا نہ کرے کہ کسطرح ہون اور طالب نفاست کی علامت یہ ہی کہ ہر ایک شے مین اُسکو خوبصورتی پسند ہو اگرچہ تنہائی ہی ہو یہانتک کہ گھر کے پردون مین بھی خوش خوش وضعی ملحوظ رکھے پس جب حال مختلف ہوے تو حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمانا بھی درست ہی کہ بعض احوال مین خوش وضعی اور خوش لباسی مورث دل کے تکبر کی ہوتی ہی اور حدیث شریف بھی درست ہی کہ کبر کو خوش لباسی ضرور نہین اور نہ خوش لباسی ہمیشہ موجب کبر ہو گو کبھی مورث کبر ہوتی ہو حاصل یہ کہ اس باب مین احوال مختلف ہین اور سب سے اچھی پوشاک وسط درجے کی ہی جس مین نہ شہرت عمدگی کی ہو نہ خرابی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ دو نہ اسراف کے ساتھ اور نہ تکبر کے اور خداے تعالے کو اپنے بندے پر اثر اپنی نعمت کا اچھا معلوم ہوتا ہی- اور بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہین کہ کپڑے چاہو بادشاہون کے سے پہنو مگر دلون کو خوف خدا سے نرم رکھو ؎ حاجت بکلاہ بُرکی داشتنت نیست + درویش صفت باش وکلاہ تتری دار+ اور یہ اُن لوگون کے واسطے فرمایا کہ پارساؤن کا کپڑا پہنکر تکبر کے طالب ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ تم لوگون کو کیا ہوا ہی کہ میرے پاس کپڑے تو راہبون کے سے پہنکر آتے ہو اور تمھارے دل بھیڑیون کے سے ہین کپڑے بادشاہون کے سے پہنو مگر دلون کو خوف الٰہی سے نرم کرو- اور ایک عادت یہ ہی کہ جب کوئی گالی یا ایذا دے یا حق چھین لے تو اُسکی برداشت کرے اور یہی اصل ہی ہمنے باب غضب وحسد مین حکایات سلف کی ایذا کی برداشت مین نقل کی ہین یہان اسقدر معلوم کرلینا چاہیے کہ مجموعہ حسن اخلاق و تواضع کا سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی اُسی کو دستور العمل کرنا چاہیے اور اُسی سے سیکھنا چاہیے- اور ابن ابی سلمہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوسعید خدری رضہ سے پوچھا کہ اب جو لوگون نے لباس اور کھانا پینا اور سواری ایجاد کی ہی اُسمین آپ کی کیا راے ہی اُنھون نے فرمایا کہ بھتیجے اپنا کھانا اور پینا اور لباس وغیرہ سب اللہ کے واسطے کر اور جس چیز مین ان اشیاء سے کبر یا مباہات یا ریا و شہرت آجاویگی وہ معصیت و اسراف ہی اور اپنے گھر مین وہ کام کیا کر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر مین کرتے تھے آپ کا دستور تھا کہ اونٹ کو گھاس ڈالتے اور اپنے ہاتھ سے باندھتے گھر مین جھاڑو دیتے دودھ نکالتے جوتا ٹانکتے کپڑے مین پیوند لگاتے اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے اور اگر وہ تھک جاتا تو اُسکے عوض پیستے اور بازار سے چیز مول لیتے اور اِس بات کی حیا نہ کرتے کہ اُسکو ہاتھ مین لٹکا کر یا کپڑے کے کونے مین باندھ کر لے آوین تو انگر اور مفلس اور بڑے چھوٹے سے سب سے مصافحہ کرتے جو ادنی اعلی نمازی سامنے آتا اُسکو اول سلام کرتے خواہ کالا ہوتا یا گورا بندہ ہوتا یا آزاد گھر کا اور باہر کا جدا لباس نہ رکھتے اس بات سے حیا نہ کرتے کہ کوئی دعوت کرے تو قبول کرین گو کیسا ہی پریشان حال ہو اور دعوت کی چیز کو کبھی بُرا نہ کہتے اگرچہ سڑا چھوارا ہی کیون نہو صبح کا کھانا شام کو نہ رکھتے اور نہ شام کا صبح کو بہت سہل کارخانہ رکھتے اور باانیہمہ نرم خلق کریم الطبیعت ملنسار کشادہ پیشانی تھے بے خندہ کا تبسم کرتے غم کرتے تو ترشرو نہوتے شدت کرتے تو نہایت سختی نہ برتتے تواضع بے ذلت کے اور سخاوت بے اسراف کے کرتے ہر رشتہ دار اور مسلمان پر رحم فرماتے دل کے رقیق تھے ہمیشہ گردن نیچی رکھتے شکم سیری سے کبھی بدہضمی کی نوبت نہ آنے دیتے دست مبارک طمع کی طرف دراز نہ کرتے حضرت ابو سلمہ کہتے ہین کہ مین حضرت عائشہ رضہ کی خدمت مین گیا

اور جو کچھ حضرت ابو سعید رح نے مجھ سے کہا تھا وہ سب مین نے کہا حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ ابو سعید رضہ نے کسی بات مین خطا نہین کی البتہ اتنی بات کوتاہی کی کہ تمسے یہ نہ کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھایا اور نہ کسی سے اس بات کا شکوہ کیا بلکہ فاقہ آپ کو بہ نسبت توانگری کے زیادہ محبوب تھا اور کبھی بھوکے ہی آپ رات گزار دیتے اور پھر صبح کو روزہ رکھتے اگر آپ خدا سے مانگتے کہ خزانے زمین کے اور پھل اور تمام پورب وپچھم کی وسعت عیش ملجاوے تو ایسا ہی ہو جاتا اور اکثر مین آپ کی بھوک پر رحم کرکے روتی اور آپ کے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہتی کہ آپ پر میری جان فدا ہو دنیا سے اسقدر تو نفع لیجیے کہ آپ کی غذا کو کافی ہو اور بھوکے نہ رہین آپ جواب مین ارشاد فرماتے کہ اے عائشہ میرے بھائی رسول اولوالعزم اس سے بھی زیادہ سختیان سہکر اسی حال پر گذر گئے اور جب خدا کے سامنے پہونچے تو انکی تواضع اور تکریم ہوئی اور بہت سا ثواب حاصل کیا مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اگر مین آرام مین بسر کرون تو کہین انسے کم نہ رہ جاؤن اسلیے تھوڑے دن صبر کرنا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے اس سے کہ آخرت مین میرا درجہ ناقص ہو اور سب سے بہتر بات مجھے یہی معلوم ہوتی ہے کہ اپنے بھائیون اور دوستون سے ملون حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ بخدا اس کلام کے بعد آپ کو ایک ہفتہ بھی پورا نہوا کہ وفات پائی پس جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات نقل ہوے ان مین سب عادات متواضع لوگون کے جمع ہین جسکو تواضع کی طلب ہو اسکو چاہیے کہ آپ کا اقتدا کرے اور جو شخص کہ اپنا رتبہ آپ کے رتبے سے زیادہ سمجھکر ان اعمال پر جو آپ کو پسند تھے راضی نہو تو وہ سخت جاہل ہے آپ کو دین و دنیا کا منصب تمام خلق سے زیادہ تھا اسی لیے عزت اور رفعت بدون آپ کی اقتدا کے ممکن نہین اسی جہت سے حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ ہم وہ لوگ ہین کہ خداے تعالےٰ نے ہمکو اسلام سے عزت دی ہے ہم اسکے سوا کسی اور چیز سے عزت کے طالب نہین اور یہ قول آپ نے جب فرمایا تھا جب شام مین داخل ہونے کے وقت کسی نے آپ کی ہیئت ظاہری پر اعتراض کیا تھا۔ اور حضرت ابو دردا رضہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ بندے ایسے ہین جنکو ابدال کہتے ہین وہ لوگ انبیا کے خلیفہ ہین اور زمین کے قطب جب نبوت منقطع ہوئی تو خداے تعالےٰ نے ایک گروہ کو امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے انکے قائم مقام کر دیا ہے وہ لوگ کچھ اورون سے زیادہ روزہ ونماز مین نہین ہوتے نہ سب سے خوبصورت ہین بلکہ صدق ورع اور نیک نیتی اور سلامتی قلب ہر ایک مسلمان کے ساتھ اور انکی خیر خواہی صرف خداے تعالےٰ کی رضاجوئی کے واسطے کرتے ہین حالت صبر مین جزع وفریاد نہین کرتے تواضع کرتے ہین وہ بھی ذلت کے ساتھ نہین ان لوگون کو خداے تعالےٰ نے چھانٹ کر اپنا بنا لیا ہے گنتی مین تیس یا چالیس ہوتے ہین انکے دلون مین یقین ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھا ان مین سے کوئی جب مرتا ہے جب خداے تعالےٰ اسکا نائب پیدا کر لیتا ہے اور یہ بھی یاد کر لینا چاہیے کہ وہ لوگ کسی چیز کو برا نہین کہتے نہ کسی کو ایذا دین نہ حقارت کرین نہ دست درازی اور حسد اور حرص دنیاوی کرین سب لوگون سے زیادہ تجربہ کار اور سب سے زیادہ نرم طبع اور سخی ہوتے ہین سخاوت انکی پہچان ہے اور بشاش رہنا انکی عادت اور راست روی انکی صفت ایسے نہین کہ آج تو خوف خدا کرین اور دوسرے روز غفلت مین رہین بلکہ ظاہر مین ہمیشہ ایک حال پر رہتے ہین اور انکا معاملہ جو خدا سے ہے اسمین انکو نہ ہواے تند پا سکے اور نہ تیز قدم باد رفتار انکے دل خدا کے اشتیاق مین اور اسکے پاس کی راحت کی طلب مین ترقی کرتے رہتے ہین اور انکے قدم خیرات کی طرف اٹھتے رہتے ہین غرض انکا حال یہ ہوتا ہے اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون راوی کہتے ہین کہ مین نے جب حضرت ابو دردا سے یہ حال سُنا تو عرض کیا کہ مین نے آج تک کوئی وصف جو اس سے زیادہ سخت مجھکو معلوم ہو نہین سُنا اور مین کسطرح اس وصف کو پہونچون آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس وصف کو اچھی طرح حاصل کیا چاہتا ہے تو اتنی ہی بات کرنی پڑے گی کہ دنیا سے بغض رکھے اس واسطے کہ جب دنیا کو برا جانے گا تو آخرت کی محبت پیدا ہوگی اور جس قدر آخرت کی محبت ہوگی اسی قدر دنیا مین زہد کرے گا اور اسی قدر وہ باتین تجھکو سوجھینگی جو تیرے کام آوین اور

[illegible]

جب خدا یتعالی کو حسن طلب بندے کی طرف سے معلوم ہوتی ہی تو راستی و درستی اسکے ساتھ کر دیتا ہی اور کنار عصمت مین جگہ عنایت فرماتا ہی چنانچہ خود کلام مجید مین ارشاد فرماتا ہی ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ہم محسنون یحیی بن کثیر رح فرماتے ہین کہ ہمنے جو اسمین غور کیا تو معلوم ہوا کہ لذت حاصل کرنے والون کو جو لذت کہ اللہ تعالی کی محبت اور اسکی رضا جوئی مین ہوتی ہی ایسی اور کسی چیز مین نہین ہوتی ہم بھی خدا سے چاہتے ہین کہ اپنے دوستون کی محبت ہمکو عنایت فرما دی۔

نوان بیان طریق علاج کبر کا اور تواضع کے حاصل کرنے کا۔ یہ معلوم ہو چکا کہ کبر مہلکات مین سے ہی اور کوئی آدمی اس سے خالی نہین اور اسکا دور کرنا فرض عین ہی صرف تمنا سے نہین جاتا بلکہ علاج سے اور ان دواؤن کے استعمال سے جو اسکی جڑ کھوتی ہین جاتا ہی اور اسکے علاج کی دو صورتین ہین اول تو یہ کہ دل مین جو اسکی جڑ ہی اسکو بیخ و بنیاد سے نکال ڈالنا دوسرے یہ کہ جن اسباب سے کہ آدمی دوسرے پر تکبر کرتا ہی انکو دور کرنا صورت اول کبر کی جڑ اوکھاڑنے مین اور علاج اسکا علمی ہی اور عملی اور بدون دونون علاجون کے شفا بے کامل نہین ہوتی علمی علاج تو یہ ہی کہ آدمی اپنے نفس کو اور خدا ے تعالے کو پہچانے اسی سے انشاء اللہ کبر زایل ہو جاویگا اسلیے کہ جب انسان اپنے نفس کی حقیقت کما ینبغی پہچانیگا تو یقین کر لیگا کہ نفس سب ذلیلون سے ذلیل تر اور قلیل چیزون سے کمتر ہی اور اسکے حال کے مناسب سواے تواضع اور ذلت اور خواری کے اور کچھ نہین اور جب خدا ے تعالے کو پہچانیگا تو جان لیگا کہ کبریا اور عظمت سواے اسکے اور کسی کو شایان نہین پھر معرفت خدا ے تعالے کی اور اسکی عظمت و مجد کی طوالت کلام چاہتی ہی کیونکہ علم مکاشفہ کی انتہا وہی ہی اور ہر چند کہ معرفت نفس بھی بہت طویل ہی مگر ہم اسمین سے اسقدر لکھے دیتے ہین جو تواضع کے اختیار کرنے مین کار آمد ہو اور اسکے لیے یہی کافی ہی کہ انسان قرآن مجید کی صرف ایک آیت کے معنی جان لے قرآن مجید مین علم اولین و آخرین موجود ہی بشرطیکہ آدمی کو بصیرت ہو وہ آیت شریف یہ ہی قتل الانسان ما اکفرہ من ای شئی خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ثم السبیل یسرہ ثم اماتہ فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ اس آیت مین انسان کی اول پیدایش اور انجام اور درمیان کا حال مذکور ہی اگر آدمی ان حالات کو سوچے تو معنی آیت سمجھ مین آوین مثلاً ابتدا ے حال مین اسکا ذکر بھی نہ تھا اور نیستی کے پردے مین نہان تھا بہت دنون ایسا ہی رہا نیستی کا شروع بھی نہین معلوم کہ کب سے نیست تھا اور جو چیز معدوم و نابود ہو اس سے زیادہ کمتر اور حقیر کیا چیز ہوگی اور انسان پیدایش سے پہلے ایسا ہی تھا پھر اسکو اللہ تعالے نے ایک رذیل چیز سے بنایا پھر ناپاک چیز سے پیدا کیا کیونکہ اول مٹی سے بنایا پھر نطفے سے خون اور خون سے لوتھڑا کیا پھر ہڈیان بنائین اور انپر گوشت و پوست چڑھایا تو ابتدا ے پیدایش کی تو یہ صورت ہی جس سے دنیا مین اسکا ذکر ہوا اور پھر بھی پیدایش کے بعد وہی کمینے اوصاف اسمین موجود رہے یعنی پیدا ہوتے ہی کامل نہین ہو گیا بلکہ اسکو اول پتھر جیسا پیدا کیا کہ نہ سنے نہ دیکھے نہ کچھ سمجھے نہ ہلے نہ بولے نہ کسی چیز کو پکڑے نہ جانے نہ بوجھے تو گویا زندگی سے پہلے موت کی صورت موجود تھی اور قوت سے پہلے ضعف کی اور علم سے پہلے جہل کی اور بینائی سے پہلے اندھے ہونے کی کیفیت اور شنوائی سے پہلے بہرہ ہونے کی اور گویائی سے پہلے گونگا ہونے کی اور ہدایت سے پہلے ضلالت کی اور توانگری سے پہلے افلاس کی اور قدرت سے پہلے عاجزی کی حالت رکھتا تھا یہ معنی ہوے اتنی آیت کے من ای شئی خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ اور دوسری جگہ جو ارشاد فرمایا ہی ہل اتی علی الانسان حین من الدہر لم یکن شیا مذکورا انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ اسکے بھی یہی معنی ہین۔ پھر پیدا کرنے کے بعد اسپر احسان فرمایا کہ ثم السبیل یسرہ اسمین اشارہ ہی ان اشیا کی طرف جو آدمی کو مدت حیات مین موت تک حاصل ہوتی ہین اور اسی لیے فرمایا من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا انا ہدیناہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا یعنے خدا ے تعالے نے انسان کو زندہ کیا اور پیشتر وہ مردہ اور پتھر تھا کہ ابتدا مین مٹی تھا پھر نطفہ اور بعد زندگی کے اسکو بہرے سے شنوا کیا اور اندھے سے بینا کیا اور ضعف کے

ان اللہ ساتھ ہے انکے جو پرہیزگار ہین اور جو نیکی کرتے ہین ۱۲ مارا جائیو آدمی کیسا ناشکر ہی کس چیز سے بنایا اسکو ایک بوند سے بنایا پھر اندازہ رکھا اسکا پھر راہ آسان کردی اسکو پھر اسکو مردہ کیا پھر قبر مین رکھوایا پھر جب چاہا اسکو اٹھا نکالا ۱۲ کبھی ہوا ہی انسان پر ایک وقت زمانے مین جو نہ تھا کچھ چیز نکرار مین آئی ہمنے بنایا آدمی ایک بوند کے لچھے سے پلٹتے رہے اسکو ۱۲ پھر راہ آسان کردی اسکو ۱۲

بعد قوی کیا اور جاہل سے عالم بنایا اور اسکو ایسے اعضا عنایت کیے جسمین عجائبات اور آیات ہین پہلے اسکو کہان تھے اور مفلس سے تو انگر کیا اور بھوکے سے شکم سیر کیا اور ننگے سے لباس پہنایا اور گمراہ سے ہدایت یاب کیا تو دیکھنا چاہیے کہ خدا ے تعالے نے تو کس کس تدبیر اور صورت سے اسکو بنا کر سب راستے کیسے آسان کیے اور انسان کی سرکشی بھی دیکھنی چاہیے کہ کتنا بڑا ناشکر ہو اور کیسا کھلا جاہل ہو خدا ے تعالی تو فرماتا ہو اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفة فاذا ہو خصیم مبین اور دوسری جگہ فرماتا ہو ومن ایاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون یعنے اللہ تعالی کی نعمت انسان پر قابل دیکھنے کے ہو کہ اس ذلت اور قلت اور خست اور ناپاکی سے اس بلندی اور بزرگی پر پہونچایا کہ نیست سے ہست کیا اور مردے سے زندہ اور گونگے سے ناطق وغیرہ اور پہلے لاشی محض تھا ایسی کوئی چیز نہین جو لاشے سے بھی کم ہو پھر خدا ے تعالے نے جو پردہ عدم سے وجود عنایت فرمایا تو ذلیل مٹی اور ناپاک نطفے سے بنایا تاکہ اسکو اپنے نفس کی خست معلوم ہو اور اپنی ذات پہچانے اور نعمتین جو اسکو عنایت فرمائین وہ اسلیے کہ انسے رب کو پہچانے اور اسکی عظمت وجلال کو دریافت کرے کہ بڑائی اور کبریائی اسی کی شان کو زیبا ہو اسیواسطے احسان کے مقام مین ان نعمتون کا ذکر موجود ہو چنانچہ فرمایا الم نجعل لہ عینین ولسانا وشفتین وہدیناہ النجدین اور دوسری جگہ اول اسکی خست کو ارشاد فرمایا کہ الم یک نطفة من منی یمنی ثم کان علقة پھر اپنا احسان ذکر فرمایا کہ فخلق فسوی فجعل منہ الزوجین الذکر والانثی تاکہ اسکا وجود ہمیشہ کو تناسل سے قائم رہے جیسا اول مین صرف ایجاد سے موجود ہو گیا پس جس شخص کا حال یہ ہو اور اسکی ابتدا ے پیدائش اسطرح اسکو اترانا اور کبر یا اور فخر اور تکبر کیسے جائز ہو وہ تو واقع مین سب سے کمترین چیز اور سب کمزورون سے کمزور تر ہو ان اگر انسان کو کامل بنایا ہوتا اور اسکے سب کام اسی کے سپرد رہتے اور اپنے اختیار سے ہمیشہ کو زندہ رہتا تب بھی مضائقہ نہ تھا کہ سرکش ہو جاتا اور اپنے آغاز وانجام کو بھول جاتا لیکن اب تو معاملہ اور طرح ہو کہ اتنی ہی زندگی مین امراض مہلک اور بڑی بڑی بیماریان اور اور مختلف آفتین مسلط کر دین ہین اور اسی کے چار اجزا صفرا بلغم سودا اور خون ایک دوسرے کی ضد مین اور ایک سے دوسرے کو نقصان پہونچتا ہو خواہ انسان چاہے یا نہ چاہے راضی ہو یا ناخوش مثلاً بھوک پیاس مرض اور موت کے سب خواہ مخواہ لاحق ہوتے ہین آدمی کو کچھ اپنے نفس کے نفع اور ضرر کا اختیار نہین نہ خیر وشر کا اختیار ہو بہت سی چیزون کو چاہتا ہو کہ مجھے معلوم ہون مگر انسے جاہل رہتا ہو اور کسی چیز کا یاد رکھنا چاہتا ہو تو بھول جاتا ہو بعض چیزون کو بھولنا چاہتا ہو تو نہین بھولتا اگر اپنے دل کو کسی امر مہم مین مصروف کرنا چاہتا ہو تو بے اختیار وسواس وفکر کے میدان مین جولان کرتا ہو خلاصہ یہ کہ انسان کا دل خود اپنے اوپر نہین اختیار رکھتا اور نہ اسکا نفس اپنے قابو مین ہو ایسی چیز کا آرزومند ہوتا ہو کہ اسمین ہلاک ہو جاوے اور بعض اشیا کو برا سمجھتا ہو لیکن اسمین زندگی ہوتی ہو کھانون کو لذیذ جانتا ہو حالانکہ وہی باعث سوء ہضمی ہو کر ہلاک کرتے ہین اور دوا کو بدمزہ جانتا ہو اور وہ اسکو نافع ہوتی ہین اور زندہ رکھتی ہین اور رات اور دن مین کوئی لحظہ اس بات کا امن نہین کہ کان اور آنکھ چھن جاوین یا اعضا کو فالج مار دے یا عقل جاتی رہے اور جان نکلجاوے اور سب آرزوئین بالاے طاق رہ جاوین پس آدمی بیچارہ مجبور ہو اگر کوئی چھوڑے تو رہے اور اچک لے تو جاتا رہے غلام مملوک ہو کہ نہ اپنے اوپر قابو ہو نہ غیر پر تو اگر اپنے نفس کو پہچانے تب معلوم ہو کہ انسان سے زیادہ ذلیل کیا چیز ہوگی اور ایسے حال مین کبر کا کرنا محض جہالت ہو یہ درمیان کا حال ہوا اسکو تامل کرنا چاہیے اور انجام اور فرودگاہ آخری موت ہو جسکی طرف ان کلمات مین اشارہ ہو ثم اماتہ فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ یعنے انسان سے روح چھینی جاویگی اور سننا اور دیکھنا اور علم وقدرت اور حس وادراک وحرکت سب سلب کیے جاوینگے تو جیسا ابتدا مین جماد تھا ویسا ہی انجام کو ہو جاویگا اعضا کی شکل کے سوا کچھ حس وحرکت باقی نہ رہیگی پھر مٹی مین رکھا جائیگا تو ایک مردار بدبو اور ناپاک ہو جاویگا جیسا اول مین نطفہ ناپاک تھا پھر اعضا گلینگے اور انکے اجزا بکھرینگے ہڈیان سڑ کر پاش پاش

ہو جاوینگی کیڑے بدن کو کھا جاوینگے آنکھون کے ڈھیلے سے کھانا شروع کرینگے جب وہ ہو چکینگے تو رخسار کو چاٹینگے اسیطرح سبکی صفائی کرینگے
تو سارا بدن کیڑون کے پیٹ مین جائیگا اور اُسوقت مردے کا یہ حال ہوگا کہ کوئی حیوان پاس نہ پھٹکے آدمی اُسکو ناپاک سمجھے اور بدبو
کی شدت سے دور بھاگے اور سب سے بہتر اُسکے احوال مین سے یہ کہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جاوے تو آپ گلنے اور سڑنے کے بعد خاک
ہو جاویگا جس سے برتن بنینگے اور عمارت بنائی جاویگی اور موجود ہونے کے بعد پھر نابود ہوگا کہ گویا کبھی ہوا ہی نہ تھا جیسا پہلے مدتون تک
نابود رہا تھا اور کیا اچھا ہوتا جو اسی حال پر خاک ہونے کے بعد چھوٹ جاتا بلکہ یہان تو ایک اور شاخ لگی ہی کہ پھر زندہ ہوگا اور اجزا متفرق سب
جمع ہو کر پھر قبر سے نکلیگا تو دیکھیگا کہ قیامت کھڑی ہی اور مصیبت سر پر پڑی آسمان پھٹے ہوے ہین اور زمین بدل گئی ہی پہاڑ ادھر سے
اُدھر مارے پھرتے ہین ستارے اندھے ہین آفتاب کو گہن لگا ہوا ہی سب جا اندھیرا ہی اور کڑے فرشتون نے آگھیرا ہی دوزخ چلا چلاتی
ہی جنت کو دیکھکر مجرمون کو حسرت آتی ہی نامۂ اعمال کُھلے ہین اور حکم ہی کہ اپنا نامہ پڑھ اُسیوقت پوچھیگا کہ یہ نامہ کیسا ہی کہا جاویگا کہ
تیرے ایام حیات مین جسپر تو راضی اور نازان اور متکبر تھا تجھپر دو فرشتے محافظ مقرر تھے کہ جو کچھ تو بولتا اور عمل کرتا تھا وہ اسمین لکھے جاتے
تھے تیرا عمل تھوڑا اور بہت چھوٹا اور بڑا اور کھانا اور پینا اور نشست و برخاست سب کچھ اسمین موجود ہی تو بھول گیا تو کیا ہوا خدا تعالے
نے تو سب لکھ رکھا ہی اب چل حساب دے اور اپنے کیے کا جواب دے ورنہ عذاب کے لیے تیار رہو اس خطاب کے سنتے ہی دل بیتاب
ہوگا اور خوف کے مارے زہرہ آب ہوگا حالانکہ ابھی نامۂ اعمال کو دیکھا نہ ہوگا جب اُسکو دیکھیگا تو کہیگا ہاے افسوس اس کتاب مین
تو چھوٹا اور بڑا گناہ سب کچھ موجود ہی پس آخر امر انسان کا یہ ہی جو اس آیت سے مراد ہی ثم اذا شاء انشرہ اب غور کا مقام ہی کہ جسکا
یہ حال ہو اُسکو تکبر سے کیا سروکار ہو اُسکو ایک لحظہ بھی خوشی کرنی نہ چاہیے اترانا اور جبر کرنا تو درکنار ہی انسان پر اول اور درمیان
کا حال تو کُھلا ہی اگر معاذ اللہ آخر کا حال کُھلجاوے تو اُسوقت عجب نہین کہ اپنے تئین کُتا یا سور بنجانا پسند کرے کہ اُنکے ساتھ خاک
ہو کر نہ خطاب سنے نہ عذاب سہے اور واقع مین اگر انسان خدا کے نزدیک مستحق دوزخ ہی تو سور بھی اس سے کہین اشرف اور اطیب ہی
اسواسطے کہ وہ اول مین بھی خاک تھا اور آخر کو بھی خاک ہو جاویگا حساب و عذاب سے علیحدہ رہیگا علاوہ ازین کتا اور سور
اگر لوگون کو نظر پڑین تو کوئی اُنسے بھاگتا نہین اور اگر دنیادار کسی بندۂ گناہگار کو دوزخ مین دیکھ پاوین تو اُسکی صورت ہیبتناک
اور وحشت دیکھکر چیخ مارین اور اگر اُسکی ہوا اُنکو لگ جاوے تو بدبو سے ہلاک ہو جاوین اور اگر اُسکے پینے کے پانی کا ایک قطرہ دنیا
کے سمندرون مین گر جاوے تو مردار سے زیادہ سڑ جاوین پس جس شخص کا انجام کار یہ ہو وہ تکبر کسطرح کرتا ہی اور اپنے نفس کو کچھ شے
فرض کرکے اُسکے لیے فضیلت کا معتقد کیسے ہوتا ہی یون اگر خدا معاف کردے اور یہ نوبت نہونے پاوے تو اور بات ہی الا تاہم
معاف کرنے مین تو شک ہی ہی اور گناہگار ہونا یقینی ہی کونسا بندہ ایسا ہی جسنے گناہ نہ کیا ہو اور مستحق عقوبت اُسکے سبب نہو مگر یہ کہ
خداے تعالے معاف فرماوے اور حسن ظن اُسکے فضل وکرم پر اسی بات کا مقتضی ہی کہ وہ اپنی رحمت سے معاف کرے۔ فرض کرو
کہ کسی شخص نے بادشاہ کا ایسا قصور کیا جس سے مستحق ہزار کوڑون کا ہی اور حکم سلطانی سے قید خانے مین مقید کردیا گیا اور وہ
شخص منتظر ہی کہ میری روبکاری ہوگی اور سب لوگون کے سامنے سزا ملیگی اور اس بات مین شک ہی کہ میرا قصور معاف ہوگا کہ نہین
اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ شخص قیدیون پر تکبر کرے گا یا حالت ذلت مین اپنی جان کی فکر مین ڈوبا رہیگا یہی حال بندون کا ہی کہ
گناہگار اور مستحق عقوبت تو سب ہین اور دنیا اُنکے لیے قید خانہ اور حوالات ہی اور یہ معلوم نہین کہ روبکاری کے روز کیسی بنیگی تو جو
شخص اسطرح تامل کرے گا اُسکو یہی رنج و خوف اور ذلت کافی ہی اور یہ علاج علمی ایسی تدبیر ہی کہ جس سے کبر کی جڑ اکھڑ جاتی ہی
اور علاج عملی یہ ہی کہ علانیہ تواضع خدا کے واسطے کرے اور سب لوگون کے ساتھ تواضع کرنے والون کے سے اخلاق برتے جیسے کہ ۱۷

ہمنے صلحا کا حال اوپر بیان کیا ہی باجسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور شریف تھا یہانتک کہ روایت ہی کہ آپ زمین پر کھانا
کھاتے اور فرماتے کہ مین بندہ ہون بندون کی طرح کھانا کھاتا ہون اور حضرت سلمان فارسی رضہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نیا کپڑا کیون نہین پہنتے
آپ نے فرمایا کہ مین غلام ہون جس دن آزاد ہونگا اُس روز نیا کپڑا پہنونگا اِس آزادی سے مراد آزادی روز قیامت ہی اور تواضع کے
معلوم ہونے کے بعد اُسکی تمامی عمل سے ہوتی ہی اسی جہت سے عرب کی قوم کہ اللہ و رسول پر تکبر کرتی تھی اُنکو ایمان اور نماز دونون کا حکم
ہوا اسلیے کہ اُنکو تواضع اور فروتنی بُری معلوم ہوتی تھی حتیٰ کہ اگر کسی کے ہاتھ مین سے کوڑا گرتا تو اُٹھانے کے واسطے نہ جھکتا اور اگر
جوتے کا تسمہ کھلجاتا تو اُسکو نہ باندھتا کہ جھکنا پڑیگا چنانچہ حکیم بن حرام رضہ نے اول اول بیعت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرط
کی تھی کہ مین رکوع و سجدہ کھڑے کھڑے کیا کرونگا آپ نے منظور فرمایا تھا پھر آخر کو وہ سمجھ گئے اور بڑے پکے عابد اور کامل ہوئے غرضکہ
اہل عرب کے نزدیک سجدہ کرنا اور جھکنا کمال ذلت اور پستی کی علامت تھی اسلیے نماز کا حکم ہوا تا کہ اُنکا تکبر ٹوٹے اور دلون مین تواضع گھر
کرے کیونکہ نماز مین شدت سے تواضع پائی جاتی ہی کہ رکوع اور سجدہ اور سامنے کھڑا رہنا سب کچھ آثار فروتنی کے موجود ہین اور نماز کو
جو دین کا ستون کہتے ہین اسکی بہت سی وجہین ہین اُن مین سے ایک یہ بھی ہی کہ اُسمین حد درجہ کی تواضع موجود ہی اور نماز کا حکم
تمام خلق کو بھی اسی لیے ہوا ہی کہ اُسکے افعال مقتضی تواضع کے ہین تو حاصل یہ ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ جب اپنے نفس کی حقیقت پہچان لے
تو جو فعل کہ اُنکا مقتضی کبر ہو ہمیشہ اُسکے خلاف کرے یہانتک کہ تواضع کا عادی ہو جاوے اسی لیے دل مین اچھے اخلاق جبھی آتے
ہین جب علم و عمل دونون ہون اور چونکہ اعضا عالم ظاہری سے ہین اور دل عالم ملکوت سے اور اِن دونون مین ایک علاقہ پوشیدہ
اور ارتباط مخفی ہی اسلیے اعضا کے عمل سے دل پر تاثیر ضرور ہوتی ہی۔ دوسری صورت اُس تکبر کا بیان جو سات سببون مذکورہ سابق
سے ہوتا ہی۔ باب ذم جاہ مین ہم لکھ چکے ہین کہ کمال حقیقی علم اور عمل کا نام ہی اور جو چیز اُنکے سوا اور موت پر فنا ہونے والی ہی وہ
کمال وہمی ہی اِس لحاظ سے عالم کو تکبر نہ کرنا دشوار ہی اسلیے فی الجملہ کمال حقیقی اُسکو علم کا موجود ہی مگر ہم طریق علاج علمی و عملی ساتون
سبب کا ذکر یہان کیے دیتے ہین اول نسب کا تکبر نسب کے باعث جسکو تکبر ہو اُسکو دو باتین جاننی چاہیین اول تو یہ کہ نسب پر فخر کرنا
محض جہالت ہی اسلیے کہ دوسرے کے کمال سے اپنی عزت ہونی بے معنی ہی ؎ نہو گر ذات مین جوہر تو کیا حاصل ہی یون کہنا + کہ آبا
تھے ہمارے اشرف و افضل خدائی سے + پس جو شخص نسب کا فخر کرتا ہی اگر خود صفات خسیس رکھتا ہی تو اُنکی خست کو دوسرے کا
کمال کسطرح تدارک کرے گا بلکہ جس شخص کے نسب سے تکبر کرتا ہی اگر وہ زندہ ہوتا تو کہتا کہ فضیلت مجھ مین ہی اور تو تو میرے پیشاب کا
کیڑا ہی تجھے شرف کہان سے آیا اب ہم پوچھتے ہین کہ جو کیڑا انسان کے پیشاب سے پیدا ہوا اور جو گھوڑے کے پیشاب سے پیدا ہو
تو انسان کے پیشاب کا کیڑا دوسرے سے بہتر کہلاویگا نہین بلکہ دونون یکسان ہونگے شرف انسان ہی کو ہی اُسکے پیشاب کے کیڑے کو کچھ شرف دوسرے
کیڑون پر نہین دوسری بات یہ ہی کہ اپنا نسب حقیقی پہچانے اور باپ اور دادے کو خیال کرے اسکا باپ تو ایک نطفۂ ناپاک ہی اور دادا مٹی اور
خاک ذلیل ہی چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس نسب کو قرآن مجید مین بتلا دیا ہی جیسا کہ فرمایا الذی احسن کل شئی خلقہ وبدء خلق الانسان من طین ثم جعل
نسلہ من سلالۃ من ماء مہین پس جسکی اصل خاک ذلیل ہو جو پامال ہوتی رہتی ہی اور پھر اُسکی مٹی کا خمیر کیا گیا ہو یہانتک کہ سیاہ اور بودار ہوگئی ہو وہ تکبر کیسے
کرتا ہی جسکی طرف اُسکی نسبت ہی وہ تو سب مین ذلیل ہی جیسا کہ کہتے ہین کہ فلانا خاک سے زیادہ ذلیل ہی اور کالی کیچڑ سے زیادہ بدبودار اور پیشاب سے زیادہ ناپاک
ہی پس اگر خاک کی طرف آدمی کی نسبت بعید ہی تو قریب ہی چیز کی نسبت کو دیکھنا چاہیے کہ وہ نطفہ یا مضغہ ہی اُسکے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو حقیر ہی جاننا چاہیے
اور اگر اُسکے لحاظ سے رفعت ہی ہوتی ہو تو جو اُسکی اصل ہی وہ خاک ہی اُسکو بھی رفعت نہین جب نہ باپ مین رفعت نہ دادے مین تو اولاد مین کہان سے
آئی اِس سے معلوم ہوا کہ جب اصل آدمی کی خاک سے ٹھہری اور علیحدہ نطفے سے ہوا تو نہایت درجے کا بُرا نسب ہی اِس لیے کہ جو اس کی

ف: [illegible]

اصل ہی وہ تو پانؤن تلے مل جاتی ہی اور جس سے جدا ہوا ہی وہ اگر بدن کو لگ جاوے تو دھویا جاتا ہی پس جو شخص اس نسبت حقیقی کو پہچانیگا وہ تکبر نہ کرے گا ٭ ز خاک آفریدت خداوند پاک + پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک + اور بعد اس معرفت اصل اور امر واقعی کے کھلنے سے متکبر بالنسب کی ایسی مثال ہوگی کہ ایک شخص اپنے آپ کو ہمیشہ سید جانتا ہی اور اُسکے باپ نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ہم سید ہین اسی جہت سے اُسکو تکبر شرافت نسب کا تھا اسی حال مین چند سچے لوگون نے کہ جنکے قول مین جھوٹ کا شک نہین یہ بیان کیا کہ یہ شخص حجام کا لڑکا ہی اور اس دعوی کو خوب برہان وحجت سے اُسکو سمجھا دیا کہ اُسکے دل مین کچھ شبہہ باقی نہ رہا اور جان لیا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین تو اب اُس شخص کو کچھ غرور نسب کا نہ رہیگا بلکہ اپنے جی مین سب آدمیون سے حقیر ہوجاویگا اور اس اپنی ذلت کا ایسا دھیان دل مین جمیگا کہ دوسرون پر تکبر کرنا سب بالاے طاق ہوگا یہی حال دانا وبصیر شخص کا ہی جب اپنی اصل کو سوچتا ہی اور جانتا ہی کہ مٹی اور نطفے سے بنا ہوا ہون تو تکبر نہین کرتا اسلیے کہ مثلاً اگر اسکا باپ بھنگی یا حجام یا کوئی اور ذلیل کام والا ہوتا تو یہ شخص اپنے آپ کو کمینہ سمجھتا اسوجہ سے کہ باپ کوڑا اور مٹی اُٹھاتا تھا یا خون مین ہاتھ تر رکھتا تھا تو جب یہ معلوم ہوگا کہ خود مین ہی خاک اور خون سے بنا ہون تو بطریق اولی اپنا کمینہ ہونا سمجھیگا دوسرا سبب کبر کا جمال ہی اور اُسکی دوا یہ ہی کہ اپنے باطن کو عاقلون کی طرح دیکھے اور بہائم کی طرح ظاہر حال کو معائنہ نہ کرے اور جب باطن کو دیکھیگا تو ایسی فضیحتین سوجھینگی جنسے جمال کا کبر گرد ہوجاویگا مثلاً تمام اعضا مین آدمی کے پلیدی بھری ہی پیٹ مین براز ہی اور مثانے مین پیشاب اور ناک مین رینٹھ اور مُنھ مین تھوک اور کانون مین میل اور رگون مین خون اور جلد مین پیپ اور بغل مین بدبو ہی اور باوجود اسکے دن مین ایک بار یا دو بار پاخانہ اپنے ہاتھ سے دھوتا ہی اور ہر روز ایکبار یا دو بار پیٹ کی بلا اٹھانے کو پاخانے مین جاتا ہی اور وہ ایسی چیز ہی کہ اُسکا دیکھنا بھی مکروہ معلوم ہوتا ہی چھونا اور سونگھنا در کنار اور یہ سب اسیواسطے ہی تاکہ ہر وقت اسکو دھیان اپنی ناپاکی اور ذلت کا بنا رہے یہ حال تو حیات کا ہی اور ابتداے خلقت جس سے ہوئی ہی وہ معلوم ہی ہی کہ نطفہ اور خون حیض سے ہی اور دو بار پیشاب کے راستے سے نکلا ایک بار باپ کی پشت سے جب ماکے پیٹ مین گیا اور رحم مین جو خون حیض کی جگہہ ہی رہا اور ایکبار جب ماکے پیٹ سے دنیا مین آیا چنانچہ حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ ہمکو خطبے مین ہمارے نفسون کی ناپاکی ظاہر کرنے کو فرماتے کہ تم لوگ پیشاب کی جگہہ سے دو بار نکلے ہو اور اسی بنا پر طاؤس رح نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رح سے کہا تھا کہ یہ چال اُس شخص کی نہین جسکے پیٹ مین غلیظ ہو جیسا کہ یہ قصہ اوپر گذرا یہ ابتدا او وسط کا حال ہی۔ اور اگر ایام حیات مین ایک روز بھی اپنے بدن کی صفائی اور غسل نہ کرے تو بدبو اور پلیدی ایسی ہوجاوے جیسے چوپایون مین ہوتی ہی وہ کبھی اپنے آپ کیفیل اپنی صفائی کے نہین ہوتے۔ پس جب آدمی تامل کرے کہ مین پلیدیون سے پیدا ہوا اور پلیدیون ہی مین رہا اور مرنے کے بعد بھی مردار پلید ہی ہوجاؤنگا تو اپنے جمال کو باعث فخر نہ سمجھیگا۔ وہ تو گھورے پر کا سبزہ ہی کہ ظاہر مین ہرا ہرا معلوم ہوتا ہی اور اصل ناپاک ہی یا جنگل کا گلزار ہی کہ ابھی اچھا معلوم ہوتا ہی اور کچھ دنون بعد تنکا تنکا ہوا مین مارا پھرتا ہی۔ اور اگر بالفرض حسین آدمی کا جمال دیرپا ہوتا اور ان سب خرابیون سے مبّرا تب بھی اُسپر واجب تھا کہ اپنے جمال سے بدصورت پر تکبر نہ کرتا اسلیے کہ بدصورت کی بدصورتی اُسکے اختیار مین نہ تھی کہ اُس سے بچ رہتا اور نہ خوبصورت کی خوبصورتی اُسکے اختیار مین ہی کہ اُسکی تعریف کیجاوے اور اب تو جمال کو کچھ قیام ہی نہین ہر دم یہ خوف لگا ہوا ہی کہ جاتا رہے ذرا سے مرض یا چیچک یا زخم یا کسی اور سبب سے زائل ہوجاتا ہی اور ایسا بہت واقع ہوا ہی کہ خوبصورت آدمی انھین اسباب سے بدصورت ہوگئے ہین تو ان باتون کو جاننا اور اکثر سوچنا دل مین سے جمال کے کبر کو اُکھاڑ دیتا ہی تیسرا سبب تکبر کا زور وقوت ہی اسکا علاج یہ ہی کہ جو مرض اور بیماریان آدمی پر مسلط ہین اُنکو تامل کرے کہ اگر ایک رگ مین بھی درد ہوجاتا ہی تو سب عاجز ون سے

بدتر ہوجاتا ہی اور سب سے زیادہ ذلیل بنجاتا ہی ؎ چو عضوے بدرد آورد روزگار + دگر عضوہا را نماند قرار + اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر کوئی
مکھی کچھ چھین لے تو اُس سے نہین لے سکتا اور اگر مچھر ناک مین گھس جاوے یا چونٹی کان مین چلی جاوے تو باعث ہلاک ہو اور اگر کانٹا
پاؤن مین لگجاوے تو عاجز کردے ایک دن کے بخار مین مدت کا زور جاتا رہتا ہی پس جس شخص سے تحمل کانٹے کا نہوسکے او مچھر اور
چونٹی کی تاب نہ لاوے اور مکھی کو اپنے اوپر سے نہ ٹال سکے اُسکو چاہیے کہ اپنی قوت کا فخر نہ کرے اور اگر بالفرض انسان طاقتور
ہی ہو تو گدھے اور گاے اور ہاتھی گھوڑے سے زبردست نہو گا پھر ایسی صفت مین کیا فخر رہا جسمین بہائم بڑھکر ہون چوتھا سبب تونگری
اور کثرت مال ہی اور اسی مین کثرت یار ومددگار اور بادشاہون کی طرف سے حکومت پانے پر تکبر کرنا بھی شامل ہی اور ان مین سے ہر ایک
چیز پر تکبر کرنا جمال وقوت وغیرہ کے تکبر کے مانند نہین اسواسطے کہ جمال وغیرہ تو داخل انسان تھا یہ چیزین تو اُسکی ذات سے خارج ہین
اور یہ قسم تکبر کی سب سے بُری ہی اسلیے کہ جو اپنے مال کا تکبر کرتا ہی وہ ایسا ہی جیسا کوئی اپنے گھوڑے یا گھر کا تکبر کرتا ہی تو اب اگر گھوڑا
مرجاوے یا گھر مسمار ہوجاوے تو ذلیل کا ذلیل رہ جاویگا اور جو شخص بادشاہون کی طرف سے حکومت پانے پر متکبر ہو اور اپنے آپ مین کوئی
وصف نہین رکھتا اُسنے اپنے کام کی بنیاد اُس دل پر رکھی ہی جو ہنڈیا سے بھی زیادہ جوش رکھتا ہی یعنے بادشاہون کا دل ہمیشہ متغیر
رہتا ہی گاہ بسلامے برنجند وگاہ بدشنامے خلعت دہند اگر ذرا سی بات مین بگڑ جاوین تو جو لوگ اپنے آپ کو ذی عزت سمجھتے تھے وہ سب سے
ذلیل ہوجاتے ہین اور جو شخص ایسی چیز سے تکبر کرے جو اُسکی ذات مین نہو وہ کھلا جاہل ہی مثلاً جو تونگری کا تکبر رکھتے ہین اگر تامل کرین تو
کفار مین اُنسے زیادہ زیادہ ثروت والے ہین پس تف ہی ایسے شرف پر کہ جسمین کفار بڑھکر ہون اور تف ہی ایسے فضل پر کہ جسکو چور
ایک لحظے مین چرالے اور مالک ذلیل اور مفلس رہجاوے غرضکہ یہ اسباب ایسے ہین کہ آدمی کی ذات مین داخل نہین اور جو ذات
مین داخل ہین اُنکا ہمیشہ قائم رکھنا آدمی کے اختیار مین نہین اور آخرت مین وبال ومصیبت کے باعث ہونگے پس اُنپر فخر کرنا عین جہالت
ہی اور یہ بھی بات قابل غور ہی کہ جس چیز پر آدمی کو اختیار نہین وہ اُسکی ملک نہین ہوسکتی اور یہ سب چیزین ایسی ہی ہین کہ آدمی کے
اختیار مین نہین بلکہ مالک حقیقی کے اختیار مین ہین اگر وہ چاہے تو پاس رہ سکتی ہین اور نہ چاہے تو نہین رہ سکتین آدمی تو ایک غلام
مملوک ہی کہ کسی چیز پر اسکا قابو نہین تو جسکو یہ حال معلوم ہوجاوے اُسکا کبر ضرور ہی دور ہونا چاہیے مثلاً کوئی شخص عاقل اپنی قوت
وجمال اور مال و دولت اور حریت اور استقلال اور زیادتی مکانات اور کثرت جاہ وحشم کا فخر کرتا ہو اسی اثنا مین دو عادل گواہون نے کسی
منصف حاکم کے سامنے گواہی دی کہ یہ شخص فلانے کا غلام ہی کیونکہ اُسکے ماں باپ اُسکے مملوک تھے اور حاکم نے بفور اطلاع مالک کو خبر کردی
اور مالک نے آکر اُسپر بھی قبضہ کرلیا اور تمام اُسکا مال لے لیا اور وہ باوجود مال جانے کے یہ بھی خوف رکھتا ہی کہ کہین اِن اموال مین
افراط وتفریط کرنے اور اصل مالک کو اطلاع نہ دینے کی سزا نہ ملے کہ مالک کی جستجو مین تقصیر کیون کی اور اسپر اور مصیبت یہ کہ وہ شخص ایسے
گھر مین بند کیا جاوے کہ جہان سانپ بچھو اور حشرات الارض بہت سے ہون کہ ہر دم ہر ایک سے ڈرے اب اُسکا حال یہ ہوگیا کہ نہ تو
اپنی جان کا مالک ہی نہ مال کا اور نہ کوئی تدبیر نجات کی جانتا ہی تو بھلا ایسا شخص جسکا یہ حال ہو وہ اپنی قدرت وثروت اور قوت وکمال
کا فخر کرے گا یا اپنے دل مین ذلیل وخفیف ہوگا یہی حال عاقل بصیر کا ہوتا ہی کہ وہ بھی اپنے نفس کو ایسا ہی جانتا ہی کہ نہ مین مالک
اپنی گردن کا ہون نہ بدن کا نہ اعضا اور مال کا اور باوجود اسکے آفات اور شہوات اور امراض کو اپنے لیے سانپ بچھو سمجھتا ہی کہ ہر دم
اُنسے خوف ہلاک ہونے کا ہی پس جسکا یہ حال ہو وہ اپنی قوت وقدرت پر تکبر نہین کرنے کا کیونکہ اُسکو تو معلوم ہی کہ نہ مجھے کچھ قدرت ہی
نہ قوت تو جو اسباب تکبر کے آدمی کی ذات سے خارج ہون اُنکے علاج کا طریق یہی ہی اور یہ طریق علم اور عمل پر تکبر کرنے کے علاج کی نسبت
آسان ہی اسلیے کہ علم وعمل نفس کے دو کمال ہین اور نفس کا خوش ہونا اُنسے زیبا ہی مگر اُنسے تکبر کرنے مین ایک طرح کی خفیہ جہالت ہی جسکا

ہم ذکر کرتے ہین چھٹا سبب تکبر کا علم ہو اور وہ بڑی آفت اور بڑے امراض مین سے جنکا علاج سہل نہین بلکہ نہایت محنت وشدت سے ہوتا ہو اسواسطے کہ علم کی قدر خداے تعالے کے نزدیک اور بندون کے نزدیک بڑی ہو اور اُسکی قدر مال وجمال سے اور سب چیزون سے بڑھکر ہو بلکہ مال وجمال کو کچھ بھی رتبہ نہین اگر علم وعمل اُنکے ساتھ نہون اور اسی جہت سے حضرت کعب احبار رض فرماتے ہین کہ علم کی طغیانی مثل مال کی طغیانی کے ہو اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ جب عالم لغزش کھاتا ہو تو اُسکی لغزش سے ایک عالم لغزش کھاتا ہو غرض کہ فضائل علم کے شریعت مین اس کثرت سے ہین اسی لیے عالم آدمی سے نہین ہوسکتا کہ اپنے آپ کو جاہل سے بڑھ کر نہ جانے اور اس کبر کے دور کرنے کے لیے اُسکو دو باتون کا جاننا چاہیے اول تو یہ کہ اللہ تعالے کی حجت اہل علم پر مستحکم تر ہو اور جاہل سے اتنا برداشت کیا جاتا ہو کہ عالم سے اُسکا دسوان حصہ بھی برداشت نہین کیا جاتا کیونکہ جو شخص جان بوجھکر خداے تعالی کی نافرمانی کرے اور علم کا حق نعمت ادا نہ کرے اُس سے زیادہ کیا گناہ ہوگا اور یہین لحاظ حدیث شریف[ح] مین ہو کہ قیامت کے روز عالم بلایا جاویگا اور دوزخ مین ڈال دیا جاویگا اُسکی انتڑیان نکل پڑینگی اور اُسکو ایسا چکر دینگی جیسا گدھا چکی پھراتا ہو دوزخی اُسکے گرد جمع ہوکر پوچھینگے کہ تیرا کیا حال ہو کہیگا کہ مین دوسرون کو نیکی کا امر کرتا تھا اور خود نیکی نہ کرتا تھا اور بدی سے دوسرون کو منع کرتا تھا اور خود اُسکا مرتکب تھا اور خداوند کریم نے عالم بے عمل کو گدھے اور کتے سے مشابہت دی ہو چنانچہ فرمایا مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا اس آیت سے علماے یہود مراد ہین اور بلعم بن باعورا کے حال مین فرمایا واتل علیہم نبا الذی اتیناہ ایاتنا فانسلخ منہا یہانتک کہ فرمایا فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ بلعم کو کتاب عنایت ہوئی تھی اُسنے شہوات زمین کو پسند کرکے ہمیشہ اُسپر رہنا چاہا اور اُسکے لیے حکمت کا دیا جانا یا نہ دیا جانا برابر ہو وہ کسی صورت مین شہوت نہ چھوڑیگا پس عالم کو یہی خطرہ کافی ہو کونسا عالم ہو جسنے اتباع شہوات نہ کیا ہو اور کونسا عالم ہو جسنے ایسی نیکی کا امر نہ کیا ہو جسکا عامل خود نہ ہوا ہو تو جس عالم کے دل مین بہ نسبت جاہل کے اپنی قدر زیادہ معلوم ہو اُسکو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جیسے میری قدر بڑی ہو ویسی ہی دوسرون کی نسبت مجھے اندیشہ بھی بہت زیادہ ہو دونون باتین ایک دوسرے کا بدلہ ہوگئین اور عالم کی مثال ایسی ہو جیسے کسی بادشاہ کو دشمنون کی کثرت سے اپنی جان کا اندیشہ ہو کہ ایسا شخص اگر گرفتار ہوجاوے اور سیاست کیا جاوے تو اُسوقت یہی تمنا کرتا ہو کہ اگر فقیر ہوتا تو خوب ہوتا اسیطرح بہت عالم قیامت مین اسی بات کی آرزو کرینگے کہ کسی طرح جاہلون ہی کی طرح بچ جاوین معاذ اللہ منہا غرض یہ خطر مانع تکبر ہو اسلیے کہ اگر دوزخی ہو تب تو سور بھی اُس سے بہتر ہو تو تکبر کس بات کا کرتا ہو عالم کو نہ چاہیے کہ اپنے جی مین صحابہ رض سے بھی بڑھکر ہو دیکھو اُن مین سے بعض فرماتے تھے کہ کاش میری مان مجھے نہ جنتی اور بعض ایک گھاس کا تنکا اُٹھاتے اور کہتے کہ اگر مین یہ تنکا ہوتا تو خوب ہوتا اور بعض فرماتے کہ اگر مین پرند ہوتا اور لوگ کھا جاتے تو اچھا تھا اور بعض ارشاد کرتے کہ کیا خوب ہوتا جو میرا ذکر ہی دنیا مین نہوتا یہ سب اقوال انجام کے خوف کے سبب تھے اپنے آپ کو پرند اور خاک سے بُرا سمجھتے تھے اور جب عالم خطر عاقبت کا فکر زیادہ کرے گا تو بالکل کبر جاتا رہیگا اور اپنے نفس کو سب خلق سے بُرا جانیگا اور اُسکی مثال ایسی ہوگی کہ مثلاً کسی غلام کو اُسکے آقا نے چند باتون کا حکم دیا اُسنے اُنکو کرنا شروع کیا مگر بعض امور ترک کردیے اور بعضون مین نقصان کردیا اور بعضون مین شک ہو کہ آقا کی مرضی کے موافق ادا ہوے یا نہین پھر اُسکو ایک خبر رسان نے خبر دی کہ تیرے آقا نے ایک ایلچی بھیجا ہو اور تجھکو اس مال و متاع سے ننگا اور ذلیل کرکے بلایا ہو کہ اپنے دروازے کے باہر دھوپ کی گرمی مین بہت دیر تک ڈالے رہیگا اور جب تیرا خوب ناک مین دم آجاویگا تب تیرا حساب دیکھیگا اور سب کام تھوڑے اور بہت کی بازپرس ہوگی بعد اُسکے تجھکو حکم ایک قید تنگ قیدخانہ مین قید کرنے کا دیا جاویگا کہ ہمیشہ عذاب مین رہے اور ایک دم راحت نہ پاوے اور اُس غلام کو بھی معلوم ہو کہ میرے آقا نے اپنے

ح البخاری ومسلم بروایت اسامہ بن زید باب العلم مین گذری حاشیہ کہاوت اُنکی جنپر لادی توریت پھر نہ اُٹھائی اُنھون نے جیسی کہاوت گدھے کی پیٹھ پر لدے چلنا ہر کتابین ۱۲ حاشیہ اور سُنا اُنکو احوال اُس شخص کا کہ ہمنے اُسکو دی ہین اپنی آیتین پھر اُنکو چھوڑ نکلا پھر پیچھے لگا اُسکو شیطان تو وہ ہوا گمراہون سے اور ہم چاہتے تو اُسکو اُٹھا لیتے اُن آیتون سے لیکن وہ گر پڑا زمین پر اور چلا اپنے چاؤ پر تو اُسکا حال جیسے کتا اُسپر لادے تو ہانپے اور چھوڑدے تو ہانپے ۱۲

بعضے

بہت سے غلامون کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہو اور بعضون کو معاف بھی کر دیا ہو مگر معلوم نہین کہ مین کون سے فریق مین ہون پس جب اُسکے سر پر یہ اندیشہ سوار ہوگا تو نفس بالکل پژمردہ اور ذلیل ہو جاویگا اور غم اور خوف کریگا عزت وکبر بالکل جاتا رہیگا کسی پر تکبر کرنا تو کیا یعنی سب کے ساتھ تواضع سے پیش آویگا کہ شاید میری سفارش تکلیف کے وقت کرین یہی حال عالم کا ہو کہ جب تامل کرے کہ مین نے کتنے حکم خدا کے تلف کر دیے اور اعضاے ظاہری سے جا بجا گناہ کیے اور باطن مین حسد وحقد وریا وعجب ونفاق وغیرہ جُدا موجود رہے اور آیندہ نہ معلوم کہ انجام کیا ہوگا اور بازپُرس کے وقت کسطرح صورت رستگاری ہوگی تو بیشک کبر جاتا رہیگا دوسری بات عالم کے سوچنے کی یہ ہی کہ اُسکو معلوم ہی کہ کبر خدا کے سوا اور کسی کو زیبا نہین اور اگر مین تکبر کرونگا تو خدا کے نزدیک مغضوب ٹھہرونگا خداے تعالی میری تواضع ہی محبوب جانتا ہی چنانچہ اُسکا ارشاد حدیث قدسی مین ہی کہ بندے کی قدر میرے نزدیک جبھی تک ہی جب تک کہ اپنے نفس کی قدر نہ جانے اور اگر اپنے نفس کی قدر جانیگا تو میرے یہان اُسکی قدر نہین تو ضرور ہوا کہ نفس سے ایسا ہی کام لیا جاوے جو خداے تعالے کو پسند ہو اور اس بات کا تامل کرنا تکبر کو کھو دیگا گو اُسکو یقین ہو کہ مین نے کوئی خطا نہین کی مثلاً اگر ممکن ہو کہ آدمی گناہ نہ کرے تب بھی یہ تامل کرنا تکبر کو کھو دیگا اسی تامل سے انبیا علیہم السلام کا تکبر زائل ہوا کیونکہ اُنکو یقین تھا کہ جو شخص خداے تعالے سے کبریائی مین نزاع کرتا ہی خداے تعالے اُسکو توڑ دیتا ہی اور خداوند کریم کا حکم ہی کہ اپنے نفسون کو حقیر جانو تو تمھاری عزت ہمارے یہان ہو غرضکہ یہ تامل بھی آدمی کے لیے بیشک باعث تواضع ہی اب اگر کوئی پوچھے کہ جو شخص عالم اور عابد ہو وہ فاسق اور بدعتی کے لیے تواضع کیسے کرے اور اپنے نفس کو اُسکی نسبت کمتر کیسے سمجھے خدا کے نزدیک جو مرتبہ علم وعبادت کا ہی اُسکا انکار کیسے ہوسکتا ہی اور یہ کیسے ممکن ہی کہ علم کا خطر تو اُسکے دل پر گذرے اور فسق وبدعت کا جو قطعی زیادہ ہی وہ دل پر نہ گذرے تو اسکا جواب یہ ہی کہ اُسکا امکان خاتمہ کی فکر کرنے سے ہوسکتا ہی بلکہ اس لحاظ سے اگر کافر کو دیکھے تو اُسپر بھی تکبر نہین ہوسکتا اسلیے کہ ہوسکتا ہی کہ وہ ایمان لاوے اور ایمان ہی پر اُسکا خاتمہ ہو اور عالم گمراہ ہوکر کافر مرے اور بڑا وہی ہی جو آخرت مین خدا کے نزدیک بڑا ہو اور جو شخص خدا کے نزدیک دوزخی ہو اور اُسکو معلوم نہو اُس سے رتبہ مین کتا اور سُور بہتر ہین دیکھو حضرت عمر رضہ کو قبل اسلام کے بہت مسلمان حقیر جانتے تھے اور کفر کے باعث نفرت کرتے تھے مگر آخر مین اللہ تعالے نے اُنکو ایسا اسلام عنایت فرمایا کہ سواے حضرت ابوبکر رضہ کے اور سب سے بہتر ہوے پس بندون کو انجام کار پر نظر نہین ہوتی اور دانا آدمی ہمیشہ خاتمے ہی کا لحاظ کرتے ہین اور تمام فضائل دنیاوی خاتمے ہی کے واسطے مطلوب ہوتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو یہی شایان ہی کہ کسی پر تکبر نہ کرے بلکہ اگر جاہل کو دیکھے تو دل مین یہ کہے کہ اُسنے تو جہالت کے باعث خداے تعالی کی نافرمانی کی اور مین نے جان بوجھکر نافرمانی کی تو یہ شخص میری نسبت معذور تر ہی اور اگر عالم کو دیکھے تو یون کہے کہ یہ مجھ سے زیادہ جانتا ہی مین اُسکے برابر کیسے ہوسکتا ہون اور اگر عمر مین بڑے کو دیکھے تو یہ خیال کرے کہ اُسنے مجھ سے پہلے اللہ کی اطاعت کی مین اُسکے برابر نہین ہوسکتا اور اگر چھوٹے کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ مین نے اس سے پہلے خدا کی نافرمانی کی اُسکے برابر کیسے ہوسکتا ہون اور اگر بدعتی یا کافر کو دیکھے تو یہ سوچے کہ مجھے معلوم نہین شاید اُنکا خاتمہ اسلام پر ہو اور میرا خاتمہ کفر وبدعت پر ہو کیونکہ ہدایت ہمیشہ کچھ میرے اختیار مین تو نہین جیسے کہ ابتداے ہدایت میرے قبضہ مین نہ تھی غرض فکر خاتمے سے کبر اپنے نفس کا دور کرنا چاہیے یعنے یہ جاننا چاہیے کہ کمال آدمی کا اسی مین ہی کہ سعادت اخروی اور قرب الی اللہ سے بہرہ اندوز ہو یہ چیزین جو دنیا مین ہین اور جنکو کچھ قیام نہین اُن مین کچھ کمال نہین اور ہر چند خطر خاتمہ کا متکبرین اور جسپر تکبر کرتا ہی اُسمین مشترک ہی مگر ہر ایک پر یہی لازم ہی کہ بہ تمام ہمت اپنے نفس کی طرف مشغول ہو اور اپنے خاتمے کا خوف کرے دوسرے کے خوف مین مشغول ہونا نہ چاہیے اسواسطے کہ خائف آدمی نہایت ہی بدظن ہوتا ہی اور ہر ایک شخص کو اپنی ہی جان کا زیادہ خوف ہوتا ہی مثلاً اگر بہت سے لوگ قید مین ہون اور اُنسے کوئی قصور ایسا ہوا ہو کہ سب کے واسطے گردن

مارنے کا حکم ہوا ہو تو اُنکو اس بات کی مہلت ہنوگی کہ ایک دوسرے پر تکبر کرین گو ترددمین سب یکسان ہین بلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا رنج دوسرے کے حال پر متوجہ نہین ہونے دیتا گویا ساری مصیبت اور خطر ایک ہی کے سر ہی پھر اگر کوئی یہ کہے کہ تمکو حکم ہی کہ بدعتی اور فاسق سے بغض للہ رکھو اور تمھاری تقریر سے اُنکے ساتھ تواضع کرنی پائی جاتی ہی تو اِن دونون باتونکا جمع ہونا ضدین کا جمع ہونا ہی پس جاننا چاہیے کہ یہ ایک ایسی بات ہی کہ اکثر لوگون پر مشتبہ ہو جاتی ہی کیونکہ بدعت و فسق پر خدا کے لیے غصہ کرنے مین کبر نفس اور علم و ورع کا غرور بھی شامل ہو جاتا ہی بہت سے جاہل عابد اور مغرور عالم ایسے ہوتے ہین کہ جہان اُنکے برابر کوئی فاسق بیٹھا اُسکو اپنے پاس سے ہٹا دیتے ہین اور کنارہ کشی کرتے ہین اور یہ گمان کرتے ہین کہ ہمنے غصہ خدا کے واسطے کیا حالانکہ واقع مین یہ امر کبر باطن کی جہت سے سرزد ہوا جیسا کہ ابھی قصہ عابد بنی اسرائیل اور فسادی کا گذر چکا ہی اور وجہ مشتبہ ہونے کی یہی ہی کہ مطیع آدمی پر تکبر کرنا تو ظاہر ہی کہ بُرا ہی اور اُس سے بچنا بھی ممکن اور سہل ہی مگر بدعتی اور فاسق پر تکبر کرنا ایسا معلوم پڑتا ہی کہ گویا خدا کے واسطے غصہ کیا ہی اور چونکہ غصہ خدا کے واسطے کرنا بہتر ہی اسواسطے بدعتی اور فاسق پر کبر بادی النظر مین بہتر معلوم ہوتا ہی علاوہ ازین غصہ کرنے والا جس شخص پر غصہ کرتا ہی اُسپر تکبر بھی کرتا ہی اور تکبر کرنے والا غصہ کرتا ہی پس کبر اور غضب ایک دوسرے کے موجب ہوتے ہین اور ایسے باہم مختلط ہین کہ اُن مین تمیز سوائے توفیق یافتگون کے اور کسی کو نہین ہو سکتی پس اس مخمصے سے نجات کی صورت یہ ہی کہ جب آدمی کسی بدعتی یا فاسق کو دیکھے یا اُنکو امر معروف اور بُری بات سے منع کرے تو تین باتین دل مین اُسوقت موجود ہونی چاہئین اول یہ کہ جو خطائین اپنے آپ سے سرزد ہوئی ہون وہ پیش نظر کرے تاکہ اپنا نفس اپنی آنکھون مین حقیر ہو جائے دوسرے یہ کہ جس بات سے اپنے آپ کو فضیلت ہی یعنے علم یا عمل صالح یا امر حق کا عادی ہونا وغیرہ اُسکو یہ لحاظ کرے کہ خدائے تعالےٰ کے انعام اور احسان سے مجھ مین یہ باتین ہین میرے اختیار و قدرت سے نہین ہین کہ اپنے نفس کو اُنکے باعث بڑا سمجھون اور دوسرے پر تکبر کرون تیسرے یہ کہ اپنا اور دوسرے کا خاتمہ معلوم نہین ہو سکتا ہی کہ میرا خاتمہ بُرا ہو اور اُس بدعتی یا فاسق کا خاتمہ اچھا ہو غرض ان تینون باتون کے پیش نظر رہنے سے تکبر سے محفوظ رہیگا باقی رہا یہ کہ ان تینون باتون کے ہوتے غصہ کیسے ہو گا تو معلوم کرنا چاہیے کہ غصہ اپنے مولیٰ اور آقا کے لیے چاہیے اپنے نفس کی خاطر نہ چاہیے کیونکہ اُسکا حکم ہی کہ غصہ میرے واسطے کرو اپنے نفسون کے لیے مت کرو پھر غصے مین یہ نہ سمجھے کہ مین بچ جاؤنگا اور یہ بدعتی ہلاک ہو جاویگا بلکہ اپنے نفس پر خوف خفیہ گناہون کا جو خدائے تعالےٰ کو معلوم ہین دوسرے کی نسبت زیادہ تر چاہیے اور معہذا خاتمے کا حال بھی معلوم نہین اب ہم ایک مثال لکھتے ہین جس سے یہ معلوم ہو کہ کچھ ضرور نہین کہ جو شخص خدا کے واسطے غصہ کرے وہ اُسپر تکبر بھی کرے یا اپنا رتبہ اُسکے رتبہ سے بڑھکر سمجھے فرض کرو کہ ایک بادشاہ کے ایک لڑکا اور ایک غلام ہی بادشاہ نے غلام کو لڑکے پر متعین کر دیا ہی کہ اُسکی حفاظت کرنا اور جو حرکت خلاف ادب کرے اُسپر مارنا اور مناسب افعال پر جھڑک دینا پس اگر غلام کو اپنے آقا کی محبت اور اطاعت منظور ہو گی تو ضرور ہی کہ جب وہ لڑکا کچھ بے ادبی یا نالائق کام کریگا اُسپر غصہ ہو گا اور منع کریگا اور ماریگا اور یہ غصہ صرف اپنے آقا کی جہت سے کرتا ہی کہ اُسنے حکم کیا تھا اور اُسکی فرمانبرداری موجب فلاح و تقرب ہی اور غصہ ایسی بات پر کیا جو آقا کو بُری لگتی ہی یہ سب کچھ ہی مگر اُسپر تکبر نہین کرتا بلکہ متواضع ہی رہتا ہی اسلیے کہ جانتا ہی کہ آقا کے سامنے جو اُسکا رتبہ ہی وہ میرا کہان ہی اس سے معلوم ہوا کہ غصہ کرنا اور چیز ہی اور تکبر اور چیز غصے کے لیے تکبر اور ترک تواضع ضروری نہین اسیطرح جب آدمی کسی بدعتی یا فاسق کو دیکھے تو خیال کرے کہ شاید آخرت مین خدا کے نزدیک اُنھین کی قدر زیادہ ہو اگر تقدیر مین اُنکا خاتمہ اچھا لکھا ہی اور میری تقدیر مین بُرا خاتمہ ہی جسکی مجھے خبر نہین ہان غصہ اُسپر کرنا چاہیے اِس نظر سے کہ خدائے تعالےٰ کا حکم ہی اور محبت الٰہی اسی کی مقتضی کہ جو فعل اُسکی مرضی کے خلاف

ہان

جس کسی سے سرزد ہو اُسپر غصہ کرے اور چونکہ اُن شخصون کا خدا کے نزدیک آخرت مین اپنے آپ سے اقرب ہونا ممکن ہو تو اس نظر سے اُنکے ساتھ تواضع کرے۔ دانا عالمون کا بغض اسی طرح ہوتا ہو کہ اُسمین خوف اور تواضع ملے رہتے ہین اور مغرور اسکے برعکس ہین وہ اپنے نفس کے واسطے دوسرون کی نسبت کر زیادہ توقع رکھتے ہین اور انجام کا حال معلوم نہین واقع مین اُنکو بڑی غلطی ہوتی ہی۔ تو جو لوگ گناہگار یا معتقد بدعت ہین اُنسے تواضع کرنی اور غصہ کرنے اور علیحدہ رہنے کا یہ طریق ہی۔ ساتوان سبب عبادت اور ورع پر تکبر کرنا اور یہ بھی بندون پر بڑے امتحان کی چیز ہی اُسکا علاج یہ ہو کہ اپنے دل مین تمام خلق کے ساتھ متواضع ہونا لازم کرلے اور اُسکی صورت یہ ہو کہ جو شخص اپنے آپ سے علم زیادہ رکھتا ہو اُسپر تو کسی صورت سے تکبر کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ علم کی فضیلت بہت ہی چنانچہ خداے تعالیٰ فرماتا ہی ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من اصحابی اسیطرح بہت روایات اس باب مین ہین پس اگر عابد یون کہے کہ اس سے فضیلت علمار باعمل کی ہی عالم فاضل کی فضیلت نہین پائی جاتی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ تمکو معلوم نہین اِنّ الحسنات یذہبن السیئات اور جسطرح یہ ہوسکتا ہی کہ علم کے سبب عالم سے بازپرس ہو اسی طرح یہ بھی ممکن ہی کہ علم عالم کی نجات کا وسیلہ اور اُسکے گناہون کا کفارہ ہو اور یہ دونون باتین اخبار سے ثابت ہین اور چونکہ یہ امر عابد آدمی سے پوشیدہ ہی اُسکو معلوم نہین ہوسکتا ہی کہ عالم کا علم اُسکے حق مین کیسا ہوگا لہذا اُسکو حقارت عالم کی نہ چاہیے بلکہ تواضع ہی چاہیے اور اس تقریر سے کوئی عالم بھی اپنے نفس کو عابد سے اچھا نہ جانے اسواسطے کہ گویا باعتبار حدیث فضیلت عالم کے اُسکو فضیلت ہی مگر اس اعتبار سے کہ خاتمے کا حال مشکوک ہی اس امر کا بھی احتمال ہی کہ عالم مرنے کے وقت ایسا ہو جاوے کہ ایکہی گناہ کے سبب اُسکا حال خدا کے نزدیک جاہل فاسق سے بھی برا ہو اور یہ اس گناہ کو خفیف سمجھتا ہو مگر خدا کے نزدیک وہ بڑا گناہ ہو اور جب یہ حال ممکن ہوا تو عالم کو ہمیشہ اپنے نفس کا خوف چاہیے غرضکہ عالم ہو خواہ عابد ہر ایک کو اپنے اپنے نفس کا خوف ضرور ہی اور اسی کا اُنکو حکم ہی دوسرے کے نفس پر خوف کرنے کا مامور نہین اپنے نفس پر ہمیشہ خوف کرتا رہے اور دوسرے کے واسطے رجا اور انھین باتون سے تکبر سے بچا رہیگا۔ یہ حال عابد کا عالم کے ساتھ ہی اور غیر عالم کی دو قسمین ہین۔ ایک تو مستور الحال اور ایک ظاہر حال جن لوگون کا حال اُسپر منکشف نہین اُنپر بھی تکبر نہ چاہیے کیونکہ شاید وہ لوگ عابد کی نسبت کم گناہگار ہون اور عبادت زیادہ کرتے ہون اور خدا کے ساتھ محبت زیادہ رکھتے ہون اور جن لوگون کا حال کہ عابد پر ظاہر ہو پس اُنپر تکبر جبھی کرسکتا ہی جب معلوم ہو کہ اُسنے تمام عمر مین اُن لوگون کی نسبت گناہ کم کیے ہین اور چونکہ تعداد تمام عمر کے گناہون کی نہ اپنے گناہون کی معلوم ہوسکتی ہی نہ غیر کی تو یہ معلوم ہونا کہ ہمارے گناہ دوسرے کی نسبت کم ہین غیر ممکن ہی اور اسی لیے تکبر کرنا بھی بیجا ہی۔ ہان یہ معلوم ہوسکتا ہی کہ فلان شخص نے ہماری نسبت گناہ کبیرہ زیادہ کیے ہین مثلاً اگر کسی کو دیکھا کہ اُسنے قتل ناحق کیا یا زنا کیا یا شراب پی تو معلوم ہوا کہ اُسکا گناہ سخت ہی مگر باوجود اسکے تکبر نہ چاہیے اسواسطے کہ دل کے گناہ مثلاً کبر اور حسد اور ریا اور خیانت اور اعتقاد باطل اور وسوسہ خدا کی صفات مین یا اور اسیطرح کا گناہ سب خدا کے نزدیک بہت سخت ہین تو ایسا ہوسکتا ہی کہ عابد آدمی کے باطن مین کوئی ایسا گناہ ہو جاوے جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق غضب ہو اور فاسق معلن سے کوئی ایسی اطاعت قلبی مثل اخلاص یا محبت الٰہی یا خوف یا تعظیم کے بروے کار آوے جو عابد مین نہ پائی جاوے اور خداے تعالیٰ اُس طاعت کے بدلے اُسکے گناہ معاف فرماوے اور اُسکا حال قیامت کو کھلے جب کہ عابد اُس فاسق کو اپنے نفس سے بدرجہا اوپر دیکھے پھر حال فاسق کے بہتر ہو جانے مین امکان پایا جاتا ہی اور عابد کا برا ہو جانا ایک احتمال ضعیف وبعید ہی لیکن احتمالات بعید جو اپنے مضر ہون اُنکا احتمال قریب ہی سمجھنا چاہیے بشرطیکہ خوف اپنے نفس کا ہو اسی لیے دوسرے کے حال کی فکر نہ چاہیے بلکہ جو چیز اپنے حق مین خوفناک ہو اُسی کی فکر چاہیے کیونکہ اپنا

گناہ دوسرا تو کوئی اُٹھانے سے رہا اور نہ دوسرے کے عذاب سے اپنا عذاب ہلکا پڑیگا- ایسی باتین سوچنے سے طبیعت تکبر کی طرف سے ہٹ جاتی ہی اور اپنے نفس کو دوسرے سے بہتر نہین سمجھتی - وہب بن منبہ رح فرماتے ہین کہ آدمی کی عقل جب پوری ہوتی ہی جب اسمین دس خصلتین ہوتی ہین اُن مین سے نو بیان کرکے دسوین کو فرمایا کہ دسوین خصلت سے بزرگی کی پشتی ہوجاتی ہی اور بول بالا ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ سب آدمیون کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے اور اُسکے نزدیک دو طرح کے آدمی ہین ایک تو وہ جو اُس سے افضل اور اعلی ہین اور ایک وہ جو اُس سے کمتر اور ادنی ہین تو اُسکو دونون فرقون کے ساتھ تواضع چاہیے اگر اپنے آپ سے کسی بہتر کو دیکھے تو خوش ہو اور تمنا کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہو جاؤن اور اگر کسی بُرے کو دیکھے تو کہے کہ شاید یہ نجات پاوے اور مین ہلاک ہو جاؤن اور شاید یہ کچھ باطن مین خیر کرتا ہو جو اُسکے حق مین اچھی ہی اور مین نہ جانتا ہون یا کوئی اور عمدہ عادت ہو کہ جسکے باعث اللہ تعالے اُسپر رحم کرے اور توبہ قبول فرماوے اور اُسکا خاتمہ اچھا ہو اور میری نیکی ظاہری ہی یہ میرے حق مین اچھی نہین اور جو طاعت کہ مین نے ظاہر مین کی ہی اُسمین ہوسکتا ہی کہ کوئی آفت آگئی ہو جس سے اُسکا ثواب جاتا رہا ہو جب دونون فریق سے اسطرح پیش آویگا تب اُسکی عقل پوری ہوگی اور اپنے وقت کا سردار ہوگا انتہی پس جو شخص کہ خدا کے نزدیک بدبخت ہوسکتا ہی اور قلم تقدیر بھی اُسکی شقاوت پر چل چکا ہی اُسکو تو کسی حال مین تکبر کرنا ہی نہ چاہیے اگر کسی کو غلبۂ خوف ہوتا ہی تو ہر ایک شخص کو اپنے آپ سے بہتر جانتا ہی اور فضیلت اسی کا نام ہی چنانچہ روایت ہی کہ ایک عابد ایک پہاڑ پر جا رہا اُسکو خواب مین یون حکم ہوا کہ فلانے موچی سے جاکر اپنے لیے دعا کر عابد اُسکے پاس آیا اور پوچھا کہ تمھارا عمل کیا ہی اُسنے کہا کہ مین دن کو روزہ رکھکر مزدوری کرتا ہون اور اُسمین سے کچھ خیرات کرتا ہون اور کچھ بال بچون کو کھلاتا ہون عابد پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ عمل تو اچھا ہی مگر ایسا تو نہین جیسا صرف خدا کی طاعت کے سوا اور کچھ نہ کرے دوسری بار پھر خواب مین اُسکو حکم ہوا کہ موچی سے جاکر پوچھ کہ تیرا رنگ زرد کیون ہی جب آکر دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ جو آدمی مجھے نظر پڑتا ہی مین یہی تصور کرتا ہون کہ یہ تو نجات پاویگا اور مین ہلاک ہو جاؤنگا تب عابد نے کہا کہ اسیوجہ سے یہ شخص مقبول ہی- اور اس خصلت یعنی خوف کی فضیلت قرآن مجید سے بھی ثابت ہی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی یوتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ انہم الی ربہم راجعون[1] یعنے طاعات تو بجا لاتے ہین مگر اُنکے قبول ہونے کا بڑا خوف رکھتے ہین اور فرمایا ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون[2] اور فرمایا انا کنا من قبل فی اہلنا مشفقین[3] اور باوجودیکہ فرشتے گناہون سے پاک ہین اور ہمیشہ عبادت مین مصروف اُنکا وصف بھی خوف سے فرمایا جیسا کہ اس آیت مین ہی یسبحون اللیل والنہار لایفترون[4] وہم من خشیتہ مشفقون[5] پس جب خوف اور حذر جاتا رہتا ہی تبھی کبر سوجھتا ہی اور خاتمہ کے وقت غلبۂ بیخوفی کا آپ کھلجاتا ہی کہ کبر کرنا ہی دلیل بیخوفی کی ہی اور کبر اور بیخوف ہونا دونون مہلک ہین اور تواضع دلیل خوف کی ہی جو باعث نجات ہی اس سے معلوم ہوا کہ عابد جو اپنے دل مین کبر رکھتا ہی اور لوگون کو حقارت کی آنکھ سے دیکھتا ہی اور ظاہر مین اعمال صالح بھی کرتا ہو تو جتنی بُرائی کہ کبر سے ہوگی اتنی بھلائی اعمال سے نہوگی یہ باتین ایسی ہین کہ اُنکا جاننا مرض کبر کو دل سے دور کرتا ہی اُنکے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا مگر یہ کہ نفس بعد اس معرفت کے تواضع پوشیدہ رکھتا ہی اور جھوٹا دعوی برائت کا کبر سے کرتا ہی جب کوئی بات آپڑتی ہی تو اپنی طبیعت ہی پر آجاتا ہی اور اپنے وعدے کو بھول جاتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ صرف پہچان لینا کبر کا علاج کے لیے کافی نہین بلکہ اُسکا پورا کرنا عمل سے چاہیے اور پہچان کبر کی مواضع مین متواضعون کے افعال سے نفس کا امتحان لینا چاہیے ہر چند امتحان بہت سے ہین مگر پانچ امتحانون سے اُسکے باطن کا حال معلوم ہو جاتا ہی پہلا امتحان یہ ہی کہ کبھی اپنے ہمسر سے کسی مسئلہ مین مناظرہ ہو اور اُسوقت طرف مقابل کی زبان پر امر حق جاری ہو پس اگر اُسپر امر حق کو ماننا اور طرف مقابل کا مشکور ہونا اور بیان حق پر اُسکی تعریف کرنی گران گذرے تو معلوم کرنا چاہیے کہ ابھی مجھپر کبر چھپا ہوا ہی اُسوقت چاہیے کہ خدا کا خوف کرے اور اس کبر کے علاج مین مشغول ہو اول علمی علاج کرے کہ اپنے نفس کو

[1] دیتے ہین جو دیتے ہین اور اُنکے دلون مین ڈر ہی کہ اُنکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ۱۲ [2] البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین ۱۲ [3] ہم تھے اپنے گھر مین ڈرتے رہتے ۱۲ [4] یاد کرتے ہین رات اور دن نہین تھکتے ۱۲ [5] اور وہ اُسکے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین ۱۲

اسکی خست یاد دلاوے اور خاتمے کا تردد یاد کرے اور یہ کہ کبر سواے خداے تعالےٰ کے اور کسی کی شان کے شایان نہین اور علاج علمی اسطرح کرے کہ قبول حق کا اقرار جو نفس پر گران ہی اُسکو بزور قبول کرے اور بتکلف زبان سے حمد وثنا طرف مقابل کی کرے اور اُسکا شکر گذار ہو کر آپ نے خوب بات نکالی مین اِس سے غافل تھا خداے تعالےٰ آپ کو جزاے خیر دیوے غرضکہ دانائی کی بات مومن کی گم ہوئی چیز ہی جب اُسکو ملجاوے تو جس شخص کے بتلانے سے ملے اُسکا شکر گذار ہو جب اسیطرح چند مرتبہ مواظبت کریگا تو یہ بات اُسکی سرشت ہو جاویگی اور دل پر امر حق کا قبول کرنا گران نہ رہیگا۔ اور جب تک آدمی کو اپنے ہمسرون کی تعریف گران گذرے جب تک کبر موجود ہی اور اگر تنہائی مین تو گران نہین معلوم ہوتی مجمع مین تعریف کرنا شاق معلوم ہوتا ہی تو اس صورت مین کبر تو نہین مگر ریا ہی اُسوقت ریا کا علاج کرے جیسا ہمنے پہلے لکھا ہی کہ لوگون سے طمع منقطع کردے اور دل کو یہ بات یاد دلاوے کہ اُسکا نفع اسی مین ہی کہ خود اُسمین کوئی کمال ایسا ہو جو خدا کے نزدیک اچھا ہو نہ خلق کے نزدیک اسی طرح کی اور باتین جو ہمنے ریا کے علاج مین لکھی ہین سوچے اور اگر تنہائی اور مجمع مین دونون مین شاق معلوم ہو تو کبر اور ریا دونون ہونگے اور صرف ایک چیز سے نجات ہو جانے سے کچھ فائدہ نہین جب تک کہ دوسرے سے بھی نہ بچے اسلیے دونون کا علاج چاہیے کیونکہ دونون مرض مہلک ہین دوسرا امتحان یہ ہی کہ اپنے ہمسرون اور برابر والون کے ساتھ محفلون مین جمع ہو اور اُنکو اپنے اوپر ترجیح دے اور اُنکے پیچھے پیچھے چلے اور صدر جگہ مین اُنسے پیچھے بیٹھے اگر یہ بات نفس پر شاق ہو تو متکبر ہی اسپر مواظبت بتکلف کرے یہانتک کہ اِس امر کی گرانی دل سے جاتی رہے اُس سے کبر بھی جاتا رہے گا۔ اور ایسی صورت مین ایک شیطان کا فریب بھی ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ آدمی جوتیون کے پاس بیٹھتا ہی یا اپنے ہمسرون اور اپنے درمیان مین کسی ارذل قوم کو بٹھلا دیتا ہی اور جانتا ہی کہ مین نے تواضع کی حالانکہ اصل مین یہ کبر ہوتا ہی اسلیے کہ متکبرون کے نفس پر یہ بات آسان معلوم ہوتی ہی اور وہم کرتے ہین کہ ہمنے باوجود استحقاق کے اپنی جگہ چھوڑ دی تو واقع مین تکبر کرتے ہین مگر اظہار تواضع سے تکبر کرتے ہین بلکہ یون چاہیے کہ اپنے ہمسرون کے پاس ہی بیٹھے مگر اُنسے دبا ہوا بیٹھے اِسطرح کا بیٹھنا کبر کی بُرائی دل سے نکال ڈالتا ہی۔ تیسرا امتحان یہ ہی کہ اگر کوئی فقیر دعوت کرے تو اُسکو قبول کرے اور رفقا اور اقارب کی حاجات کے لیے بازار مین جاوے اگر یہ امر شاق ہو تو کبر ہی کیونکہ یہ افعال مکارم اخلاق مین سے ہین اور اُنپر بہت بڑا ثواب ہی پھر جو نفس اُنسے نفرت کرتا ہی تو بجز اسکے کہ خبث باطنی ہی اور کوئی وجہ نہین ہی ایسی صورت مین اُسکے دور کرنے مین مشغول ہو اور جو معارف کہ ہمنے کبر کے مرض کے دور کرنے مین ذکر کیے ہین اُن سب کو یاد کرے چوتھا امتحان یہ ہی کہ اپنے اور اپنے گھر والون اور دوستون کے کام کی چیز بازار سے گھر لے آوے اگر نفس اِس بات کو نہ مانے تو کبر ہی پھر اگر تنہائی مین شاق نہ گذرے تو ریا ہی بہرصورت کبر اور ریا دونون امراض دلی مہلک ہین اگر اُنکا تدارک نہ کیا جاوے اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ لوگون نے دل کا علاج تو بالکل چھوڑ دیا اور بدن کا علاج بہت کرتے ہین باوجودیکہ بدن کا علاج کرین یا نہ کرین اُنکو موت بیشک آویگی اور دلون کو بدون سلامتی کے سعادت نہین مل سکتی چنانچہ خداے تعالےٰ فرماتا ہی الّا من اتی اللہ بقلب سلیم اور روایت ہی کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضنے ایک بار ایک لکڑیون کا بوجھ اُٹھایا لوگون نے اُنکی خدمت مین عرض کیا کہ آپ کے یہان تو غلام اور چاکر تھے جو یہ کام کرتے آپ نے فرمایا کہ البتہ مگر مینے اپنے نفس کا امتحان چاہا کہ اُسکو بُرا تو نہین جانتا۔ تو آپ کی ہمت کو دیکھنا چاہیے کہ اپنے نفس کے صرف عزم پر کفایت نہین کی بلکہ امتحان بھی کر لیا کہ سچا ہی یا جھوٹا اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ جو کوئی میوہ یا انجیر وغیرہ اپنے آپ لے آوے وہ کبر سے بری ہی پانچوان امتحان یہ ہی کہ کپڑے گھٹیا پہنے اگر تنہائی مین نفس اُنپر راضی نہو تو کبر ہو گا اور اگر مجمع مین ایسا لباس پہننے سے نفرت کرے تو ریا ہی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح رات کو ٹاٹ پہنتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو کوئی اونٹ کو باندھے اور اون کا کپڑا پہنے وہ کبر سے بری ہی اور فرمایا کہ مین بندہ ہون زمین پر کھانا کھاتا ہون اور اون کا کپڑا پہنتا ہون اور اونٹ کو باندھتا ہون اور کھانے کے بعد

انگلیان چاٹتا ہون اور غلام کی دعوت منظور کرتا ہون جو میرے طریق سے پھرے وہ مجھ سے نہین اور روایت ہی کہ حضرت ابو موسی اشعری رض سے کسی نے عرض کیا کہ بعض لوگ جمعہ مین ہسواسطے نہین حاضر ہوتے کہ اُنکے پاس کپڑے ویسے نہین آپنے صرف ایک عبا پہنکر لوگون کو نماز پڑہائی۔ غرض یہ جگہ ایسی ہوتی ہین کہ اُن مین ریا اور کبر دونون اکٹھے ہوجاتے ہین جو خاص مجمع سے ہی اُسکا نام ریا ہی اور جو تنہائی مین ہو اُسکا نام کبر ہی اُسکو خوب جان لینا چاہیے اسواسطے کہ جو شر کو نہین جانیگا اس سے نہین بچیگا اور جو مرض کو نہ پاویگا اُسکا علاج بہن نہ آویگا۔

دسوان بیان تواضع مین نہایت درجے کی ریاضت کا۔ جاننا چاہیے کہ مثل اور اخلاق کے اس خلق کے بھی تین درجے ہین ایک درجہ زیادتی کی طرف کو جھکتا ہوا ہی اُسکا نام تکبر ہی اور ایک درجہ کمی کی طرف کو مائل ہی اُسکا نام خست و ذلت ہی اور درجہ اوسط کا نام تواضع ہی اور عمدہ یہ بات ہی کہ درجہ اوسط یعنی تواضع کو اختیار کرنا چاہیے جسمین ذلت اور خست کی نوبت نہ پہونچے کیونکہ خداے تعالیٰ کے نزدیک اوسط امور محبوب ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ہمسرون پر بڑہنا چاہے وہ متکبر ہی اور جو اُنسے پیچھے رہنا چاہے وہ متواضع ہی متواضع مشتق وضع بمعنے رکھنے سے ہی یعنے اپنی قدر واجبی سے کسی قدر رکھ دینے والا اور عالم اگر کسی موچی کے واسطے اپنی جگہ چھوڑ دے پھر اُٹھتے وقت اُسکی جوتیان سیدھی کرے اور دروازے تک ساتھ ہو نکلنے جاوے تو اُسکے حق مین یہ کام ذلت اور خست کا ہی یہ بھی اچھا نہین بلکہ میانہ روی خدا کے نزدیک عمدہ بات ہی ہر ایک ذی حق کو اُسکا حق دینا چاہیے اسطرح کی تواضع اپنے ہمسرون کے لیے زیبا ہی یا جو شخص اپنے رتبہ کے قریب ہو اور بازاری کے لیے عالم کی تواضع اُسی قدر چاہیے کہ خندہ پیشانی ہو کر گفتگو کرے جو بات پوچھے نرمی سے پوچھے اور اگر وہ دعوت کرے تو قبول کرے اُسکی حاجت مین حتے الوسع سعی کرے اُسکے لیے کھڑا ہو جاوے اپنے آپ کو اُس سے بہتر نہ سمجھے بلکہ اپنے نفس پر اُسکی نسبت زیادہ خائف رہے اُسکو بنظر حقارت نہ دیکھے کیونکہ اپنا اور اُسکا خاتمہ معلوم نہین۔ حاصل یہ کہ تواضع حاصل کرنے کے لیے اپنے برابریون اور کمتر رتبے والون سے تواضع کیا کرے تاکہ عمدہ تواضع کا عادی ہونا آسان ہوجاوے اور کبر جاتا رہے جب یہ امر آسان معلوم ہوگا تب خلق تواضع اُسمین ہوجاویگا اور اگر شاق گذریگا اور بتکلف یہ افعال کرے گا تو متکلف کہلاویگا متواضع نہین ہوگا کیونکہ خلق وہی ہوتا ہی جسکے باعث فعل بسہولت بے دشواری اور تامل صادر ہو اور اگر سہولت اس درجے کو پہونچے کہ اپنی قدر کی رعایت مشکل پڑ جاے اور نوبت خوشامد اور ذلت کی پہونچ جاوے تو یہ بھی حد سے تجاوز کرتا ہی اسصورت مین کچھ ایک اپنے نفس کو برتری دینی چاہیے یہانتک کہ درجۂ اوسط حاصل ہو اسلیے کہ ایماندار کو اپنے نفس کا ذلیل رکھنا درست نہین اور درجۂ وسط جسکو صراط مستقیم سمجھنا چاہیے اس خلق اور اخلاق مین بہت باریک ہی مگر مائل ہونا کمی کی طرف یعنی خوشامد کی طرف بہ نسبت زیادتی یعنی تکبر کے جانب کے آسان ہی جیسے مال مین اسراف کی طرف مائل ہونا بخل کی نسبت لوگون کے نزدیک اچھا ہی حد سے زیادہ اسراف اور حد سے زیادہ بخل دونون مذموم ہین اور ایک دوسرے سے برائی مین بڑھ کر ہین اسی طرح نہایت درجے کا تکبر اور نہایت درجے کی ذلت بھی مذموم ہین اور ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ برا ہی اور بہتر میانہ روی ہی اور سب امور کو اُنکی واجبی جگہ مین رکھنا جیساکہ شریعت وعادت حکم دے اب اخلاق کبر وتواضع کو اُسی قدر پر کفایت کرتے ہین۔

فصل دوم بیان عجب مین اس فصل مین پانچ بیان ہین

بیان اول عجب کی مذمت۔ عجب کی برائی کتاب اللہ اور حدیث سے ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً اسکو بسبیل انکار ذکر فرمایا ہی کہ تعجب اچھا نہ تھا اور فرمایا وظنوا انہم مانعتہم حصونہم من اللہ فاتاہم اللہ

ترجمہ اور حنین کے دن جب اترا گئے تم اپنی بہتات پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمھارے ۱۲ ترجمہ اور وہ خیال رکھتے تھے کہ ان کو بچا لینگے ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے پھر پہنچا ان پر اللہ جہان سے انکو خیال نہ تھا ۱۲

من حیث لم یحتسبوا اس آیت مین کفار پر قلعون اور شوکت سے عجب کرنے کا انکار ہی اور فرمایا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعًا اس آیت کا مآل بھی عجب کرنے کی طرف رجوع کرتا ہی اور انسان سے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جس عمل مین خطا ہی اسپر عجب کرتا ہی جیسے کہ صواب کے عمل سے عجب کیا کرتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثلاث مہلکات شح مطاع وہوی متبع واعجاب المرء بنفسہ اور حضرت ابو ثعلبہ رضہ سے اشار ذکر آخر اس امت مین ارشاد فرمایا کہ جب تو بخل کی پیروی اور ہوا ے نفسانی کا اتباع اور اہل راے کی خود رائی دیکھے تو اپنے آپ علیحدہ ہو جائیو۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ دو باتون مین تباہی ہی ایک ناامید ہونا اور دوسرے عجب۔ اور یہ اسلیے فرمایا کہ سعادت دوہی باتون سے ملتی ہی ایک طلب وکوشش دوسرے مستعد ہونا اور ناامید آدمی سعی وطلب نہین کرتا اور معجب کو یہ اعتقاد ہوتا ہی کہ مین سعید ہون اور اپنے مطلب کو پہونچ چکا اور تحصیل حاصل اور امر محال کو کوئی طلب نہین کرتا عجب والے کے نزدیک سعادت حاصل ہی اسلیے اسکے تحصیل سے باز رہتا ہی اور ناامید کے نزدیک سعادت کا ملنا محال ہی اسلیے عاجز ہی اسی لیے حضرت ابن مسعود رضہ نے ان دونون کو مہلکات بتایا اور اللہ تعالے فرماتا ہی فلا تزکوا انفسکم ابن جریج اسکے معنی یون فرماتے ہین کہ جب آدمی کوئی امر نیک کرے تو یون نہ کہے کہ مین نے کیا۔ اور زید بن اسلم یہ فرماتے ہین کہ اپنے نفسون کو یہ اعتقاد مت کرو کہ نیکوکار ہین اور یہی معنی عجب کے ہین۔ جنگ احد مین حضرت طلحہ رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بچانے کے واسطے گر پڑے کہ آپ محفوظ رہین اور میرے ضرب لگے یہانتک کہ حضرت طلحہ کی ہتھیلی زخمی ہوئی چونکہ انسے یہ کام بہت عمدہ سرزد ہوا تھا کہ اپنی جان کو حضرت پر فدا کر دیا تھا اس نظر سے انکی نظرون مین بھی اس فعل کی عظمت تھی انکے اس عجب کو حضرت عمر رضہ نے فراست سے معلوم کر کے فرمایا کہ جب سے طلحہ رضہ کی انگلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زخمی ہوئی ہی تب سے ان مین عجب معلوم ہوتا ہی اور شورے کے وقت جب حضرت ابن عباس رضہ نے حضرت عمر رضہ سے ذکر حضرت طلحہ رضہ کا کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص مین بوے نخوت ہی تو مقام غور ہی کہ جب ایسے لوگ عجب سے نہ بچے تو ضعیفون کا بدون احتیاط کہان پتا ہی مطرف رح فرماتے ہین کہ اگر مین رات بھر سونے مین کاٹون اور صبح کو اس خواب غفلت سے نادم ہون تو اس بات سے بہتر جانتا ہون کہ تہجد پڑھون اور صبح کو عجب کرون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لو لم تذنبوا لخشیت علیکم ما ہو اکبر من ذلک العجب العجب اس حدیث مین آپ نے عجب کو سب گناہون سے بڑا فرمایا اور بشر بن منصور رح چونکہ عبادت پر مواظبت رکھتے تھے اسلیے انکا حال ایسا ہو گیا تھا کہ انکو دیکھنے سے خدا اور روز جزا یاد آتا تھا ایک روز نماز بہت طویل پڑھی اور ایک آدمی آپ کے پیچھے دیکھتا رہا آپ نے سلام پھیر کر اس سے فرمایا کہ جو کچھ حال تو نے میرا دیکھا اس سے تعجب مت کرنا کیونکہ ابلیس خبیث نے فرشتون کے ساتھ بہت مدت عبادت کی تھی اسکا مآل جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اور حضرت عائشہ رضہ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی بڑا کب ہوتا ہی آپ نے فرمایا کہ جب وہ خود گمان کرے کہ مین اچھا ہون اور اللہ تعالے فرماتا ہی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی من یعنے احسان جتانا نتیجہ صدقے سے بڑے جاننے کا ہی اور کسی عمل کا بڑا جاننا یہی عجب ہی اس سے معلوم ہوا کہ عجب قطعًا بُرا ہے۔

دوسرا بیان عجب کی آفت کے ذکر مین - از آنجا کہ حسب مذکور بالا عجب بھی ایک کبر کے اسباب مین سے ہی اسلیے عجب سے کبر پیدا ہو کر اس سے بہت سی آفتین پیدا ہوتی ہین اور یہ آفتین تو بندون کے ساتھ ہین اور اگر خدا کے ساتھ دیکھے تو عجب سے اتنی خرابیان ہوتی ہین گناہون کا بھول جانا کہ بعض کو کبھی یاد و تلاش نہین کرتا اس گمان سے کہ مجھے اب کچھ پروا نہین رہی کہ اسکی تلاش کرون تو نسیًا منسیًا کر دیتا ہی اور اگر کسی گناہ کو یاد کرتا ہی تو اسکو صغیر جانتا ہی اسکے تدارک مین کوشش نہین کرتا بلکہ جانتا ہی کہ یہ تو معاف ہو جاوے گا۔ اور عبادات واعمال کا بڑا جاننا اور انپر خوش ہونا اور انکے کرنے سے خدا پر احسان کرنا اور خدا کی نعمت کو بھول جانا کہ اسی کی توفیق وقدرت سے یہ عمل کیا ہی پھر جب آدمی اپنے اعمال پر عجب کرتا ہی تو اسکی آفات سے

اندھا ہو جاتا ہی اور جو شخص آفات اعمال کو نہ جانے اسکی اکثر سعی ضائع ہو جاتی ہی مثلاً اعمال ظاہری اگر پاک وصاف وخالص از آمیزش
نہون تو بہت کم نفع دینگے اور آفات کی جستجو اُسی کی ہوتی ہی جسپر خوف غالب ہو عجب والا تو اپنے نفس پر اور اپنے رب پر مغرور ہوتا ہی اور عذاب
الٰہی سے مامون جانتا ہی کہ خدا کے نزدیک میرا ایک رتبہ ہی اور گویا خدا پر میرا حق اور احسان ہی یعنے وہ عمل کہ خداے تعالی کی نعمتون اور
عطایا مین سے ہین اُنکے کرنے سے اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہی اور اسی عجب کے باعث اپنے نفس کی حمد وثنا وتزکیہ کرتا ہی اور جب اپنی راے
اور عمل اور عقل پر عجب ہوتا ہی تو استفادہ اور مشورہ لینے اور پوچھنے سے محروم رہتا ہی اپنی ہی راے پر اصرار کرتا ہی اپنے سے زیادہ عالم
سے سوال کرنا بُرا جانتا ہی اور اکثر راے خطا ہی پر عجب کر کے اسوجہ سے خوش ہوتا ہی کہ یہ بات ہمارے دل مین گذری اور اگر دوسرے
کے دل مین آتی تو خوش نہ ہوتا اسی وجہ سے اصرار اُسپر کرتا ہی اور کسی نصیحت و واعظ والے کی بات نہین سنتا بلکہ دوسرون کو جاہل
کی طرح دیکھتا ہی اور اپنی خطاؤن پر مصر ہوتا ہی اگر یہ راے امر دنیاوی مین ہوئی ہی تو نیل مرام سے محروم رہتا ہی اور اگر امر دینی مین خصوصاً
عقائد مین ہو تو اُس سے ہمیشہ کے واسطے تباہ ہوتا ہی اور اگر اپنی راے پر اعتماد نہ کرتا اور نور قرآنی سے اقتباس کے واسطے علماء دین کی
مدد لیتا اور درس علم پر مواظبت کرتا اور اہل بصیرت سے پیاپے پوچھتا تو حق تک پہونچ جاتا غرض اسیطرح کی خرابیان عجب سے ہوتی ہین
اور اسی لیے عجب کو مُہلکات مین سے جانتے ہین اور سب مین بڑی آفت عجب کی یہ ہی کہ آدمی اس گمان سے کہ مین مطلب کو پہونچ گیا
اور بے پروا ہو گیا سعی مین سُستی کرتا ہی اور اسمین کچھ شک نہین کہ یہ امر عین بربادی ہی خدا بچاوے +

تیسرا بیان عجب اور ناز کی حقیقت اور اُسکی تعریف ـ واضح ہو کہ عجب ایسے ہی وصف مین ہوتا ہی جو یقیناً کمال ہو اور
جو شخص کہ اپنے نفس کا کمال کسی علم یا عمل یا مال مین جانتا ہی اُسکی دو حالتین ہین اول تو یہ کہ اُس کمال کے جاتے رہنے خواہ چھن جانے
یا متغیر ہونے کا خوف اُسکو لگا ہو تو ایسی حالت مین آدمی معجب نہ کہلاویگا دوسرے یہ کہ اُسکے زوال کا تو خائف نہین مگر چونکہ اُسکو
نعمت من جانب اللہ جانتا ہی اسوجہ سے خوش ہوتا ہی نہ اس جہت سے کہ یہ کمال میری طرف منسوب ہی تو ایسا شخص بھی معجب نہین
اور ایک تیسری حالت اور ہوتی ہی جسکا نام عجب ہی وہ یہ ہی کہ نہ تو خوف زوال ہو اور نہ خوشی اسوجہ سے ہو کہ یہ کمال ورفعت
خداے تعالے کی نعمت وعطا ہی بلکہ اسوجہ سے اطمینان وفرحت ہو کہ یہ کمال میری طرف منسوب ہی اور میرا ہی وصف ہی اور مین نے ہی
اُسکو پیدا کیا ہی ایسی حالت مین جب دل پر یہ بات غالب ہو کہ یہ نعمت منجانب اللہ ہی جب وہ چاہیگا چھین لیگا تو اس سے عجب
جاتا رہیگا اس بیان سے تعریف عجب کی معلوم ہوئی کہ عجب یہ ہی کہ نعمت کو بڑا جانے اور اُسپر مطمئن ہو اور اُسکا منعم کی طرف منسوب ہونا
یاد نہ رکھے اور اگر عجب پر اتنی بات اور زیادہ کرے کہ نفس مین یہ جماوے کہ خدا پر میرا حق ہی اور اُسکے نزدیک میرا ایسا رتبہ ہی کہ اتنے
عمل کی پاداش مین مجھے دنیا ہی مین توقع بڑائی کی ہی اور بعید ہی کہ مجھے کوئی آسیب پہونچے جیسا اور بدکارون کو ہوتا ہی تو اس حالت
کا نام ادلال بالعمل یعنے اپنے عمل پر ناز کہلاتا ہی گویا عمل کیا کرتا ہی اپنے نفس کا ناز بردار خدا کو سمجھتا ہی اور دنیا مین بھی یہ صورت
ہوتی ہی کہ آدمی کسی کو کچھ چیز دیتا ہی اور اُسکو بڑا کام سمجھتا ہی اور اُسپر احسان کرتا ہی اس بات سے تو صرف معجب ہوتا ہی لیکن اگر
اس سلوک کے بدلے مین اُس سے خواستگار خدمت کا ہو یا اُس سے کچھ سوال کرے یا وہ اگر اُسکی حاجتون مین تن دہی نہ کرے
تو اس بات کو بعید جانے تو اُسکو ناز کہتے ہین حضرت قتادہ رضنے اس آیت کی تفسیر مین ؎ ولا تمنن تستکثر فرمایا ہی کہ اپنے عمل سے ناز مت کر
اور ایک حدیث مین ح وارد ہی کہ نماز ناز کرنے والے کی اُسکے سر سے اونچی نہین اُٹھتی اور اگر آپ ہنسے تو اپنی خطا کا مقر ہو تو اس
بات سے بہتر ہی کہ روئے اور عمل پر ناز بیجا کرے خلاصہ یہ کہ ادلال کا مرتبہ عجب کے بعد ہی ادلال وہی کرے گا جو عجب کرے گا
اور بعضے عجب والے ناز نہین کرتے اسواسطے کہ عجب تو صرف نعمت کے بڑے جاننے اور منعم کے بھولنے سے ہوتا ہی اسمین یہ شرط

؎ اور نہ کر احسان کہ بدلے بہت چاہے ۱۲ ح ۱۲ اسکی اصل مجھے نہین ملی ۱۲

نہین کہ توقع جزا کی بھی ہو اور ادلال بے توقع جزا کے نہین ہوتا پس اگر اپنی دعا کے قبول ہونے کی توقع کی اور جب قبول نہوئی تو دل مین بُرا جانا اور تعجب کیا تو عمل پر ادلال کرنے والون مین ہوگا کیونکہ فاسق کی دعا نہ قبول ہونے سے تعجب نہین کرتا اپنی دعا غیر مقبول ہونے سے تعجب کرتا ہی یہ ہی بیان عجب اور ادلال کا اور یہ مقدمہ اور سبب کبر کا ہی۔

چوتھا بیان عجب کے مجمل علاج مین - جاننا چاہیے کہ علاج ہر بیماری کا یہ ہی کہ جو اُسکا سبب ہو اُسکی ضد سبب کے مقابل کیجاوے اور چونکہ سبب عجب کا جہالت محض ہی اسی لیے اُسکا علاج وہ معرفت ہوگی جو اُس جہالت کی ضد ہو اور عجب یا تو ایسے فعل سے ہوتا ہی جو بندے کے اختیار مین ہو جیسے عبادت اور صدقہ اور عزت اور خلق کی سیاست و صلاح یا ایسی چیزون سے ہوتا ہی جنمین اُنکو اختیار نہو جیسے جمال اور قوت اور نسب وغیرہ اور از آنجا کہ صورت اول مین زیادہ عجب ہوا کرتا ہی بنسبت دوسری کے اسلیے ہم اُسی کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ آدمی جو ورع اور تقوی اور عبادت اور دوسرے اعمال سے عجب کرتا ہی تو دو اعتبار سے یہ عجب ہو سکتا ہی ایک تو یہ کہ معجب اُس عبادت وغیرہ کا محل ہی اور ایک اس اعتبار سے کہ وہ عمل اُسنے کیا ہی اور اُسی کی قدرت و اختیار سے ظہور مین آیا ہی پس اگر اعتبار اول سے عجب ہی تو محض جہالت ہی اسواسطے کہ محل اور مکان کو کچھ دخل ایجاد اور تحصیل عمل مین نہین وہ ایک مطیع و مسخر چیز ہی کہ دوسرے کے قابو مین رہتی ہی تو ایسی چیز کسطرح عجب کرتا ہی جسکا اختیار اپنے آپ کو نہین اور اگر دوسرے اعتبار سے عجب کرتا ہی یعنے اس جہت سے کہ عمل میرے ارادے پر منحصر تھا اور میرے اختیار و قدرت سے کمال کو پہونچا تو یہ سوچنا چاہیے کہ قدرت اور اختیار اور ارادہ اور اعضا اور تمام اسباب جنسے عمل پورا ہو کہان سے میرے پاس آئے پس اگر یہ سب چیزین خدا کی نعمت سے ہین کہ بلا کسی سابقہ حق اور وسیلے کے عنایت ہوئی ہین تو چاہیے کہ عجب خدا کے کرم اور بخشش اور فضل پر ہو جسنے ایسا انعام کیا جسکا یہ مستحق نہ تھا اور بلا ذریعہ و سابقہ کے دوسرے بندون پر اُسکو ترجیح دے مثلاً اگر بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اُن مین سے ایک کو خلعت دے اور اُسمین نہ کوئی وصف ہو نہ جمال نہ کوئی خدمت نہ وسیلہ تو اُس غلام کو چاہیے کہ اس بات کا تعجب کرے کہ بادشاہ نے جو یہ سرفرازی مجکو بخشی اور اوروں پر ترجیح دی اور بے استحقاق نوازا کمال بندہ پروری ہی اور اپنے نفس پر عجب کرنا بے معنی ہی اُسکو ہرگز نہ چاہیے ہان یہ ہو سکتا ہی کہ وہ غلام عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ بڑا عادل ہی ظلم نہین کرتا نہ بے سبب تقدیم و تاخیر کسی کی کرتا ہی اگر اُسنے مجھ مین کوئی صفت اچھی نہین سمجھی تو خلعت کیسے عنایت فرمایا تو اُسکو یون کہنا چاہیے کہ وہ صفت جو تجھ مین ہی وہ بادشاہ کی عطا سے ہی کہ تجھی کو عنایت کی اور کسی کو نہین دی یا کسی اور شخص کی طرف سے ہی اگر وہ عطائے سلطانی ہی ہی تو تجھکو عجب کرنا نہ چاہیے بلکہ اُسکی صورت ایسی ہوگی کہ مثلاً پہلے تجھکو گھوڑا دیا تو تو نے عجب نہ کیا جب اُسنے مثلاً غلام دیا تو عجب کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میرے پاس چونکہ گھوڑا تھا اسواسطے بادشاہ نے مجھے غلام دیا دوسرے لوگون کے پاس گھوڑا نہ تھا اسواسطے اُنکو نہ دیا تو تجکو یہی کہا جاویگا کہ گھوڑا بھی تو اُسی نے دیا ہی اُسمین کیا فرق ہوا کہ دونون اکٹھے دے دیتا یا ایک پہلے دیا ایک پیچھے جب ہر ایک اُسی کی دہش ہی تو تجھکو چاہیے کہ اُسی کے فضل و کرم کا عجب کرے نہ اپنے نفس کا اور اگر وہ صفت دوسرے کی عطا ہی تو البتہ ہو سکتا ہی کہ اُسپر عجب کرے کیونکہ وہ بادشاہ کی عطا مین سے نہین مگر یہ بات دنیا کے بادشاہون مین ہو سکتی ہی بادشاہ حقیقی کے مقابل نہین بن سکتی وہ تو سب چیزون کا پیدا کرنے والا ہی موصوف و صفت سب اُسی کی ایجاد سے ہین مثلاً اگر آدمی عبادت پر اسوجہ سے عجب کرے کہ خدا نے مجھکو توفیق عبادت اسوجہ سے دی کہ مجھکو محبت آلہی تھی تو ہم پوچھتے ہین کہ تیرے دل مین محبت کس نے پیدا کی ہی تو ضرور یہی کہیگا کہ خدا نے پیدا کی ہی تو ہم کہینگے کہ محبت اور عبادت دونون خدا کی نعمتین ہین کہ تجکو بے استحقاق اور بے وسیلہ عنایت فرمائین تو عجب اُسکی نعمتون پر چاہیے کہ اپنے فضل سے تجھکو وجود عنایت فرمایا اور اُسمین صفات اور اسباب اعمال پیدا کیے

اس سے معلوم ہوا کہ عابد کو اپنی عبادت پر اور عالم کو علم پر اور خوبصورت کو جمال پر اور توانگر کو مال پر عجب کرنا بے معنی ہی کیونکہ سب نعمتین اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہین اور اسکا وجود صرف ان نعمتون کا محل ہی اور وہ بھی اسی کے فضل وجود سے ہی اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو کام ہم کرتے ہین اسپر توقع ثواب کی رکھتے ہین تو اگر وہ کام ہمارا نہین تو ثواب کی توقع کس لیے ہی اگر وہ کام بر سبیل اختراع خدا کا مخلوق ہی تو ہمکو ثواب کیون ملتا ہی اور اگر وہ ہمارا ہی اور ہماری قدرت سے ہوا تو اسپر ہم عجب کیون نہ کرین اسے کیسے بھول جائین تو اسکا جواب دو طرح پر ہی ایک جواب تو حق صریح ہی اور دوسرے مین کچھ مسامحت ہی حق صریح تو یہ ہی کہ آدمی اور اسکی قدرت و حرکت اور ارادہ اور سب چیزین خدا کی مخلوق اور اختراع کی ہوئی ہین تو جب کبھی جو عمل کرتا ہی خواہ نماز پڑھتا ہی یا خاک پھینکتا ہی تو وہ نہین کرتا بلکہ خدا کرتا ہی چنانچہ اسکی تصدیق وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ مین موجود ہی اور یہی بات درست ہی اہل دل کو اسکا ایسا مشاہدہ ہوا ہی کہ آنکھ کے دیکھنے سے بھی زیادہ ہی اول خدا تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا پھر اسکے اعضا کو پھر اعضا مین قوت اور قدرت اور صحت پیدا کی پھر عقل اور علم اسکے لیے پیدا کیے اور ارادے کو پیدا کیا اگر آدمی چاہے کہ ان چیزون مین سے کوئی شے اپنے نفس مین سے دور کر دے تو نہین کر سکتا پھر اعضا مین جو حرکات پیدا کین وہ بھی اپنے اختراع سے بنائین انہین کچھ شرکت انسان کی نہین مگر اتنی بات ہی کہ خداوند کریم نے ان اشیا کو بترتیب پیدا کیا مثلاً حرکت جب پیدا کی جب عضو مین قدرت پیدا کر چکا اور دل مین ارادہ اور ارادہ جب پیدا کیا جب پہلے علم مراد کا پیدا کیا اور علم اسوقت پیدا کیا جب اسکا محل یعنی دل پیدا کر لیا تو یہ ترتیب جو خدا تعالیٰ نے پیدائش کے باب مین رکھی کہ ایک چیز کو دوسرے کے بعد بنایا اس سے آدمی کو خیال ہوتا ہی کہ مین خود موجد اپنے عمل کا ہون اور حالانکہ یہ غلطی ہی اور اسکی توضیح اور یہ بات کہ خدا کے پیدا کیے ہوے عمل پر آدمی کو ثواب کیسے ہوتا ہی باب الشکر مین لکھی ہی اسلیے کہ یہ مضمون اسی جگہ کے مناسب تھا جسکی طبیعت چاہے وہان دیکھ لے

اب ہم دوسرے جواب کو جسمین تھوڑی سی مسامحت ہی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ آدمی اگر یہ جانے کہ عمل میری قدرت سے ہوا تو خیال کرے کہ قدرت کہان سے آئی عمل کا ہونا بدون وجود عامل اور خود عمل اور ارادہ اور قدرت اور دوسرے لوازم عمل کے نہین ہوسکتا اور یہ سب چیزین خداے تعالیٰ کی طرف سے ہین آدمی کی جانب سے نہین اگر عمل قدرت ہی سے ہوا ہی تو قدرت صرف بطور کنجی کے ہی اور وہ خدا کے قبضے مین ہی جب تک کنجی نہین ملیگی انسان عمل کسطرح کریگا کیونکہ عبادات سعادت کے خزانے ہین اور انکی کنجیان قدرت اور ارادہ اور علم ہین جو خداے تعالیٰ کے اختیار مین ہین فرض کرو کہ تمکو تمام دنیا کے خزانے ایک مضبوط قلعہ مین نظر پڑین جسکی کنجی کسی محافظ کے پاس ہی پس اگر اسکے دروازے پر یا دیوار کے گرد ہزار برس پڑے رہو گے تو لینا تو کیا معنے اشرفی وغیرہ کا دیکھنا بھی نصیب نہوگا اور اگر محافظ تمکو کنجی حوالہ کر دے تو بہت سہولت سے اشرفیان لے سکتے ہو کہ قفل کھولتے ہی ہاتھ بڑھایا اور لے لین اب ہم پوچھتے ہین کہ محافظ نے جو تمکو کنجی حوالہ کی اور قفل پر مسلط کر دیا اور اختیار مین چھوڑ دیا تب تمنے اپنا ہاتھ بڑھا کر دولت لی تو تم محافظ کے کنجی دینے پر عجب کروگے یا اپنے ہاتھ بڑھا کر لینے کا عجب کروگے اسمین تو شک نہین کہ محافظ کے ممنون احسان ہوگے کیونکہ ہاتھ ہلانے کی تو محنت چندان نہین سب معاملہ کنجی ملنے پر تھا۔ اسیطرح جب قدرت دی گئی اور پکا ارادہ مسلط کیا گیا اور تمام دواعی عمل کے حرکت مین آئے اور موانع اور عوائق دور ہوے یہانتک کہ کوئی مانع دور ہونے سے نہ رہا اور نہ کوئی باعث فروگذاشت کیا گیا تب بطبع آدمی پر عمل کرنا آسان ہوا اور بواعث کا حرکت مین آنا اور عوائق کا دور ہونا اور اسباب کا مہیا ہونا سب بجانب اللہ ہوا کوئی چیز اپنی اختیاری نہ تھی پس تعجب ہی کہ آدمی اپنے نفس پر عجب کرے اور جسکے سبب سے یہ سب کچھ ہوا اسکے فضل وجود پر عجب نہ کرے کہ اسنے کسطرح اسکو فاسقون پر ترجیح دی کہ انپر تو سامان فنا کو مسلط کر دیا اور اس سے دور رکھا انکے لیے دوست اور صحبتی بڑے بڑے ٹھہرا دیے اور اس سے دور رکھے انکے واسطے اسباب شہوات و لذات مہیا کیے اور اس سے علیحدہ رکھے انسے خیر کے بواعث علیحدہ رکھے اور اسکے لیے مہیا رکھے یہان تک کہ انکو شر کی سوجھی اور اسکو خیر کی اور باایں ہمہ یہ باتین جو کین تو کوئی وسیلہ سابقہ اسکی طرف سے اور کوئی پہلا جرم فاسقون کی طرف سے

نہ تھا بلکہ مطیع کو جو ترجیح و تقدم عنایت ہوا وہ بھی اسی کے فضل سے ہے اور گنا ہگار کو جو بُعد اور شقاوت ملی وہ بھی اُسی کے عدل سے تو جب آدمی اس حال کو جان کر عجب کرے تو بڑے تعجب کی بات ہے پھر جس عمل پر کہ آدمی کی قدرت کارگر ہوتی ہے اُسکے لیے بھی خدا تعالیٰ ایک ایسا شوق اُسمین پیدا کر دیتا ہے کہ اُسکے خلاف نہین کر سکتا تو اگر واقع مین انسان ہی کسی فعل کا فاعل ہے تو گویا مضطر ہوکر اُس فعل کو کرتا ہے اسی جہت سے شکر و احسان اُسیکو سزاوار ہے جسنے انسان مین شوق اُس فعل کا پیدا کیا انسان نے کیا کیا جو عجب کرے اور باب توحید و توکل مین بیان کیا جاویگا کہ اسباب اور مسبب مسلسل ہین اور اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ فاعل و خالق سوا خدا کے کوئی نہین اور ایک طرفہ بات یہ ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے عقل مرحمت فرمائی اور مفلس رکھا وہ بے علم توانگر کے حال سے تعجب کرکے کہتا ہے کہ باوجودیکہ مین عاقل و فاضل ہون خدا نے مجکو ایک دن کی غذا بھی اچھی طرح نہین دی اور یہ شخص باوجودیکہ غافل و جاہل ہے اُسکو اتنی نعمت دنیا کی عنایت کی اور یہ اُسکا تعجب اس بات کے قریب پہونچ جاتا ہے کہ اس فعل خداوندی کو ظلم تصور کرے اور اُس مغرور کو یہ معلوم نہین کہ اگر خدا تعالیٰ اسکو رزق اور مال دونون دیتا تو یہ فعل ظاہر مین زیادہ تر ظلم کے مشابہ ہوتا اسواسطے کہ تب فقیر جاہل کہتا کہ الٰہی تونے اسکو دونون چیزین دین مجکو دونون سے محروم رکھا مجھکو بھی دونون خواہ ایک دی ہوتی اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول مین جب اُنسے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ عاقل مفلس رہتے ہین آپنے فرمایا کہ عقل بھی رزق مین شمار ہوجاتی ہے اور زیادہ تر عجب یہ ہے کہ فقیر عاقل جو کسی جاہل کو اپنے آپ سے زیادہ بہتر حال دیکھتا ہے اگر اُس سے کہا جاوے کہ تیرا دل چاہے تو اپنی عقل و مفلسی کو اسکی جہل و توانگری سے عوض کرلے تو اُسکو ہرگز نہ مانیگا اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی نعمت اُسی پر زیادہ ہے پھر تعجب کیون کرتا ہے اسیطرح جو عورت خوبصورت مفلس ہو وہ اگر کسی بدصورت عورت کو زیور و جواہر سے آراستہ دیکھتی ہے تو تعجب کی راہ سے کہتی ہے کہ میرا ایسا جمال تو بے زینت رہے اور یہ بھونڈی صورت یون آراستہ و پیراستہ ہو حالانکہ یہ نہین جانتی کہ مال کے عوض اُسکو خوبصورتی عنایت ہوئی اور اگر اُس سے کہا جاوے کہ خواہ جمال اور افلاس کو اختیار کر یا بدصورتی اور توانگری کو تو جمال ہی کو پسند کریگی اُس سے معلوم ہوا کہ نعمت الٰہی اُسپر بڑھکر ہے اور جو شخص مفلس دانا اور عاقل ہوکر اپنے دل مین کہے کہ الٰہی تونے دنیا سے مجھے کیون محروم رکھا اور جاہلون کی مرحمت کی تو اُسکا یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی بادشاہ کسی کو گھوڑا عنایت کرے تو وہ کہنے لگے کہ جہان پناہ مجکو آپ غلام کیون نہین دیتے میرے پاس تو گھوڑا ہے بادشاہ جواب دے کہ اگر مین گھوڑا تجھے نہ دیتا تب تو تو غلام کے نہ ملنے سے تعجب نہ کرتا فرض کہلے کہ مین نے تجھے گھوڑا نہ دیا کیا میری ایک نعمت کو دوسری کا ذریعہ کرتا ہے کہ میری ہی نعمت کو دوسرے کے واسطے حجت گردانتا ہے اسیطرح کے اوہام جاہلون کو ہوا کرتے ہین اور اُن سب کا منشا جہل ہے اور یہ وہم اسیطرح جاتا ہے کہ یقیناً جان لے کہ بندہ اور اُسکے عمل اور اوصاف سب منجانب اللہ نعمت ہین اور بے استحقاق ملے ہین اس علم سے عجب اور ادلال جاتا رہتا ہے اور خضوع اور شکر اور خوف نعمت کے زایل ہونے کا دل مین سماتا ہے اور جو اسیطرح سمجھیگا وہ اپنے علم و عمل پر عجب نہ کریگا اسواسطے کہ جانیگا کہ یہ سب منجانب اللہ ہین اسیواسطے جب حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب الٰہی مین فخریہ عرض کیا کہ الٰہی کوئی رات ایسی نہین آتی کہ کوئی آدمی آل داؤد مین سے شب بیدار نہو اور نہ کوئی روز ایسا آتا ہے کہ کوئی اُن مین سے روزہ دار نہو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ کوئی ساعت رات دن کی ایسی نہین گذرتی کہ کوئی عابد آل داؤد کا تیری عبادت نماز یا روزہ یا ذکر نہ کرتا ہو خدا تعالیٰ نے اُنپر وحی بھیجی کہ یہ باتین اِن مین کہان سے ہین یہ تو صرف میرے ہی سبب سے ہین اگر میری مدد تیرے اوپر نہوتی تو کچھ طاقت نہوتی اور دیکھ مین تجھکو تیرے نفس پر چھوڑونگا حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ حضرت داؤد پر جو معاملہ گذرا وہ عمل پر عجب کرنے کی جہت سے تھا کیونکہ عمل کو آل داؤد کی طرف نسبت کرکے فخریہ بیان کیا یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اُنکو اُنکے نفس پر چھوڑ دیا اور ایسا گناہ کیا جو موجب غم اور ندامت کا ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت

داؤد علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ آلہی بنی اسرائیل تجھ سے دعا مانگتے ہین طفیل حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا کیون کرتے ہین ارشاد ہوا اسلیے کہ مین نے اُنکو جانچا تو اُنھون نے صبر کیا عرض کیا کہ آلہی اگر تو میرا امتحان لے تو مین بھی صبر کرونگا اسمین گویا اولال قبل الوقت پایا جاتا ہی حکم ہوا کہ مین نے اُنکا امتحان جو لیا تھا تو یہ نہین بتایا تھا کہ کس چیز مین امتحان لونگا اور نہ یہ کہ کون سے مہینے اور کون سے دن مین لونگا اور تجھ سے کہے دیتا ہون کہ اسی برس اور اسی مہینے مین کل کو تیرا امتحان ایک عورت کے باب مین لونگا بچا رہنا پھر جو کچھ اس معاملہ مین آپ سے سرزد ہوا وہ معلوم ہی ہی اسیطرح جب حنین کی لڑائی مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت و کثرت پر تکیہ کیا اور خدا کے فضل کو بھول گئے اور کہنے لگے کہ آج قلت اور کمی کے باعث مغلوب نہونگے تو اپنے نفسون پر چھوڑ دیے گئے اور انجام یہ ہوا جیسا کہ قرآن مجید مین ارشاد ہی ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اور ابن عیینہ روایت کرتے ہین کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے جناب آلہی مین عرض کیا کہ آلہی تو نے مجکو اس بلا سے امتحان کیا ہی میرے اوپر جب کوئی واقعہ گذرا ہی تو مین نے تیری رضا کو اپنی خواہش پر مقدم رکھا ہی پس ایک ابر مین سے دس ہزار آوازین سنائی دین کہ یہ بات تجھکو کہان سے حاصل ہوئی حضرت ایوب علیہ السلام نے خاک اپنے سر پر ڈالکر عرض کیا کہ آلہی تجھی سے عنایت ہوئی تھی سے عنایت ہوئی اول بھولے ہوے تھے پھر رجوع کر کے اپنے صبر کو منسوب خدا تعالی کی طرف کیا اور اسی سے خداے تعالی فرماتا ہی ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا اور حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رض کو جو سب لوگون سے افضل تھے فرمایا کہ ما منکم من احد ینجیہ عملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض باوجود صفائی اعمال و قلوب کے اس حدیث سننے کے بعد اس بات کی تمنا کرتے تھے کہ ہم خاک یا گھاس یا پرند ہوتے تو خوب تھا پس بصیرت والے سے اپنے عمل پر عجب کرنا اور نفس پر خالف نہونا بہت بعید ہی یہ ہی علاج عجب کا جس سے بالکل مادہ عجب کا دل سے اُکھڑ جاتا ہی اور جب یہ دل پر غالب ہو جاتا ہی تو خوف سلب نعمت کا اُسکو عجب نہین کرنے دیتا بلکہ جب کافرون اور فاسقون کو دیکھتا ہی کہ بلا کسی گناہ سابق کے اُنسے نعمت ایمان و طاعت چھین لی گئی تو اپنے نفس پر خوف کر کے کہتا ہی کہ جس ذات کو یہ پروا نہین کہ بے گناہ محروم کر دے اور بدون وسیلہ عنایت کرے اسکو اسکی کہان پروا ہی کہ دیکر لے لیوے ایسا اکثر ہوا ہی کہ مومن مرتد ہو گیا اور مطیع شخص فاسق ہو کر خاتمہ اچھا نہوا اسیطرح کے خیالات کی طرح اسکے دل مین عجب نہ آنے دینگے واللہ اعلم

پانچوان بیان اُن چیزون کے اقسام کا جنسے عجب ہوتا ہی اور جُدا جُدا ہر ایک کا علاج۔

واضح ہو کہ جن اسباب سے تکبر ہوتا تھا اُنھین سے عجب بھی ہوتا ہی جیسا پہلے مذکور ہوا اور کبھی عجب ایسی چیز سے بھی ہوتا ہی جس سے تکبر نہین ہوتا مثلاً اپنی راے خطا سے عجب کرنا جو جہل کے سبب اچھی معلوم ہوتی ہی اس لحاظ سے جن چیزون سے عجب ہوتا ہی وہ آٹھ قسم ہین اول یہ کہ اپنے جمال اور صورت اور قوت اور صحت اور تناسب اعضا یا اور متعلقات بدن سے عجب کرے اور صرف اپنی خوبصورتی پر التفات کر کے بھول جاوے کہ یہ خدا کی نعمت اور معرض زوال مین ہی اور علاج اُسکا وہی ہی جو ہمنے جمال کے باعث کبر ہونے کے باب مین لکھا ہی یعنی اپنی ابتدا اور انتہاے امر کی ناپاکیون کو سوچے اور سمجھے کہ پہلے کیسے کیسے خوبصورت اس خاک کے پیوند ہوے اور قبر مین اُنکے بدن ایسے بدبو ہو گیے کہ طبیعت کو اُنسے نفرت ہو گئی ؎

خاک اُنکون کا بستر ہی اور سر کے نیچے پتھر ہے
آہ وہ شکلین پیاری پیاری کیسے چاؤ سے پلیان تھین

دوسرے یہ کہ اپنے زور کے باعث عجب کرے جیسے عاد کی قوم نے کہا تھا جنکا حال قرآن مجید مین خداے تعالی فرماتا ہی من اشد منا قوۃ اور جسطرح عوج نے اپنی قوت پر اعتماد کر کے ایک پہاڑ کو اُٹھا کر چاہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے لشکر پر رکھ دے کہ سب اُسکے

تلے دب رہین مگر خداے تعالےٰ کے حکم سے چند ہدہدون نے جنکی چونچ نرم ہوتی ہو اُس پہاڑ مین اسطرح سوراخ کیا کہ وہ پہاڑ اُسی کی گردن کا طوق بنگیا اور کبھی ایماندار بھی اپنی قوت پر تکیہ کرتا ہی چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے مروی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین ایک رات مین سو عورتون کے پاس جاؤنگا اور لفظ انشاء اللہ نہ کہا اُسکے پاداش مین جو اُنکا ارادہ تھا یعنے لڑکے کا ہونا اُس سے محروم رہے اُسی طرح قول حضرت داؤد علیہ السلام کا کہ الٰہی اگر تو میرا امتحان لیگا تو صبر کرونگا قوت پر بھروسا ہونے کے باعث تھا اور قوت پر عجب کے باعث آدمی لڑائیون مین گھس جاتا ہی اور اپنی جان کو خرابی مین ڈال دیتا ہی اور جو شخص اُسکی ایذا کے درپے ہوتا ہی مار پیٹ مین سبقت کرتا ہی اور اس عجب کا علاج وہی ہی جو ذکر ہوا یعنے یہ سمجھے کہ ایک دن کے بخار سے آدمی کی طاقت ڈھیلی ہو جاتی ہی اور کیا عجب ہی کہ خداے تعالےٰ عجب کے باعث کوئی ادنیٰ آفت مجھپر مسلط کردے اور زور دور کردے تیسرے یہ کہ اپنی عقل وکیاست پر عجب کرے کہ بہت دقیقہ رس اور دنیا ودین کی مصلحتون کو خوب سمجھتا ہون اور اُسکا ثمرہ یہ ہوتا ہی کہ اپنی راے پر اصرار کرنے لگتا ہی اور جو شخص اُسکی راے کے خلاف کہے اُسکو جاہل تصور کرتا ہی اور کسی سے مشورہ نہین لیتا اور اہل علم کی بات کم سنتا ہی اسوجہ سے کہ اپنی راے کے سامنے اُنکی حاجت نہین سمجھتا ہی بلکہ حقیر اور ذلیل جانتا ہی اور اسکا علاج یہ ہی کہ جو کچھ مبدا فیاض سے اُسکو عقل عطا ہوئی ہی اُسپر خدا کا شکر کرے اور سوچے کہ اگر ادنیٰ مرض میرے دماغ مین ہو جاوے تو وسواس وجنون ایسا ہو جاویگا جس سے لڑکے ہنسینگے اگر مین عقل پر عجب کرون اور شکر خدا بجا نہ لاؤن تو کیا بعید ہی کہ عقل سلب ہو جاوے اور چاہیے کہ اپنی عقل اور علم کو کم نہ سمجھے کہ مجھکو کچھ تھوڑا ہی آتا ہی گو زیادہ ہی پڑھا ہو اور یہ جانے کہ جتنا لوگون کو معلوم ہی اُسقدر مجھے معلوم نہین تو جو بات اور لوگون کو بھی نہین معلوم ہی اُس سے تو بطریق اولیٰ جاہل ہونگا اور اپنی عقل کو بے وقوفی اور نقصان کی تہمت لگاوے اور احمقون کا حال دیکھے کہ اپنی عقلون پر کیسے عجب کرتے ہین اور لوگ اُنپر ہنستے ہین تو خوف کرے کہ کہین مین بھی ویسا ہی نہون اور مجھے نہ معلوم ہوا ہو اسواسطے کہ جس شخص کی عقل مین قصور ہوتا ہی اُسکو اپنا قصور کبھی نہین معلوم ہوتا اسی لیے ضرور ہوا کہ اپنی مقدار عقل کو پہچانے اور یہ بات دوسرے کے کہنے سے معلوم ہوگی اپنے آپ کو معلوم نہین ہوسکتی اور دشمنون سے معلوم ہوگی نہ دوستون سے کیونکہ جو شخص منہ دیکھی بات کہتے ہین وہ تعریف کرینگے اس جہت سے عجب اور زیادہ ہوگا اور اُسکے گمان مین یہ بات اُسکے نفس مین بہتر ہوگی اور عجب کے باعث نفس کی جہالت نہ جائیگا چوتھے یہ کہ نسب کے باعث عجب کرے جیسے بعض سیدون کو عجب ہوتا ہی اور خیال کرتے ہین کہ شرف نسب اور آبا کے طفیل کے باعث ہماری مغفرت ہو جاویگی اور بعض یہ خیال کرتے ہین کہ تمام خلق ہمارے لونڈی غلام ہین اور اُسکا علاج یہ ہی کہ یون جانے کہ جب مین نے افعال واخلاق مین اپنے بڑون کی مخالفت کی اور گمان کیا کہ مین اُنکے درجہ کو پہونچ گیا تو یہ جہالت ہی اور اگر اُنکی پیروی کا دعویٰ ہی تو اُن مین عجب کہان تھا اُن مین تو خوف اور اپنے آپ کو حقیر جاننا اور خلق کو بڑا سمجھنا اور نفس کی مذمت کرنی وغیرہ باتین تھین اور اُنکو شرف طاعت اور علم اور عمدہ خصلتون سے ہوا تھا نہ نسب کی جہت سے تو ہکو بھی وہی شرف حاصل کرنا چاہیے جو اُن مین تھا ورنہ نسب مین تو آخر جنکی اولاد مین اپنے اکابر تھے اُنکی اولاد مین بہت سے قبایل ایسے ہین جو ایمان خدا اور روز جزا پر نہین رکھتے اور خدا کے نزدیک وہ کتے اور سور سے بھی بُرے ہین چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ یعنے تمھارے نسبون مین کچھ فرق نہین سب کی اصل ایک ہی ہی پھر فائدہ نسب کا ذکر فرمایا وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا پھر فرمایا کہ شرف تقویٰ سے ہی نہ نسب سے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ لوگون مین سب سے بزرگ اور سب سے دانا کون ہی تو آپ نے یہ جواب ارشاد نفرمایا کہ جو میری نسل مین ہو بلکہ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرے اور سب سے زیادہ اُسکی تیاری کرے اور اس آیت کی شان نزول یہ تھی کہ حضرت بلال رضہ نے فتح مکہ کے روز جب اذان دی تو حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور خالد بن اسید نے کہا کہ یہ غلام حبشی اذان دیتا ہی اسوقت یہ حکم ہوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اور آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا

[illegible]

کہ خدائے تعالےٰ نے تم لوگون کا کبر دور کردیا تم سب اولاد آدم ہو اور آدم خاک سے بنا ہی۔ اور ایک حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جماعت قریش قیامت مین اور اعمال تو لوگ نہین لاوینگے تم لوگ دنیا کو اپنی گردنون پر لاد کر لاؤ گے اور محمد محمد پکارو گے مین بھی ایسا ہی جواب دونگا یعنے تم سے منھ پھیر لونگا اس حدیث سے یہ غرض ہی کہ اگر دنیا کی طرف میل کروگے تو تمکو نسب قریش مفید نہو گا اور جب یہ آیت اُتری وانذر عشیرتک الاقربین آپ نے سب کو ایک ایک کرکے پکارا یہانتک کہ فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور محمد کی پھوپھی تم اپنے واسطے آپ عمل کرو یہ مت جانیو کہ مین تمکو کچھ خدا سے بچا دونگا تو جو شخص ان باتون کو جانیگا اور تصور کریگا کہ جسقدر تقوی کرونگا اسی قدر شرف پاؤنگا اور میرے بزرگون کی عادت بھی تواضع کی تھی تو ضرور تواضع اور تقوی مین اُنھون کی اقتدا کریگا اور نہ اپنے نسب کو اپنی زبان حال سے بُرا کہیگا کیونکہ منسوب تو اچھے لوگون کی طرف ہوگا اور تواضع اور تقوی اور خوف مین اُن جیسا نہوگا تو گویا فرع کے بُرا ہونے سے اصل کی بُرائی ظاہر کریگا اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس قول کے کہ مین تمکو خدا سے کچھ نہ بچاؤن گا حضرت فاطمہ رض اور حضرت صفیہ رض سے یہ بھی کہا تھا کہ لیکن تم دونون کو مجھسے قرابت ہی اسکا حق بنا ہوگا اور قوم سلیم کو فرمایا کہ کیا تم میری شفاعت کی توقع رکھتے ہو اور عبد المطلب کی اولاد توقع شفاعت نہ کرین تو ان دونون حدیثون سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت مین اپنے قرابت والون کو خاص کرینگے اور اسی لحاظ سیدون کو بھی توقع سفارش ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ ہر ایک مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا متوقع ہی اور کہتا ہی ؏ لب بجنبان پے شفاعت ما + منگر بر گناہ و طاعت ما + اور سید بھی بشرطیکہ خدا کے غضب سے ڈرتا رہے اسی بات کا سزاوار ہی کہ آپ کی شفاعت کا متوقع ہو لیکن خدا کے غضب مین اگر مبتلا ہوا تو پھر کسی کو اُسکی شفاعت کی اجازت نہین شفاعت کے اعتبار سے گناہ کی دو قسمین ہین ایک تو ایسے گناہ جو موجب غضب الٰہی کے ہون اُنکی شفاعت کے لیے اجازت نہوگی اور ایک قسم کے گناہ ہین شفاعت کے سبب معاف ہونگے جیسے دنیوی بادشاہون کے یہان ہوتا ہی کہ بعض خطا مجرم کی ایسی ہوتی ہی کہ اُسپر بادشاہ کو نہایت غصہ ہوتا ہی اُسوقت جتنے مقربین درگاہ ہین اُنکو مجال سفارش نہین ہوتی اسیطرح بادشاہ حقیقی کے یہان بھی بعض گناہون سے شفاعت کے باعث چھٹکارا نہ ملیگا بلکہ خود شفاعت ہی بے اذن نہو سکیگی جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ اور فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اور فرمایا ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ اور فرمایا فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین اور جب گناہ دو قسم کے ٹھہرے کہ کسی مین شفاعت منظور ہوگی اور کسی مین نہوگی تو خوف کرنا واجب ہوا اور اگر سب گناہون کی شفاعت ہو سکتی تو آپ قریش کو طاعت کے لیے امر نہ فرماتے اور حضرت فاطمہ زہرا اپنی لخت جگر رض کو گناہ سے منع نہ فرماتے بلکہ اُنکو اجازت دے دیتے کہ دنیا مین جتنا چاہو لذات و شہوات سے بہرہ اُٹھا لو پھر آخرت مین اُنکی شفاعت کرکے لذت آخرت بھی کامل دلواتے خلاصہ یہ کہ تقوی کو چھوڑ کر بتوقع شفاعت گناہون مین ڈوبا رہنا ایسا ہی ہی جیسا کوئی مریض پیٹ بھر کر بد پرہیزی کرے اور جانے کہ میرا معالج بڑا طبیب نامی اور نہایت مہربان باپ بھائی سے بھی زیادہ میرے حال کا نگران ہی اور یہ محض جہالت ہی اسواسطے کہ طبیب کی کوشش و ہمت سے بعض امراض دور ہو سکتے ہین کل نہین ہو سکتے تو اُسکے بھروسے پر پرہیز کا چھوڑنا نہ چاہیے طب کا اثر صرف امراض خفیفہ اور غلبہ مرض کے وقت کارگر ہوتا ہی ہر وقت اثر نہین ہوتا اسیطرح سمجھنا چاہیے کہ عنایت شفاعت کرنے والون کی خواہ انبیا ہون یا صلحا قریبون اور اجنبیون کے حق مین ایسی ہی کہ کبھی منظور ہو اور کبھی نہو اس سے بخوف و حذر ہونا نہ چاہیے دیکھو سب خلق سے بہتر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین اُنکا خوف کے مارے یہ حال تھا کہ تمنا کرتے تھے کہ ہم چوپائے ہوتے تو خوب تھا باوجودیکہ تقوی بھی کامل رکھتے تھے اور حسن اعمال اور صفائے دلی بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص اپنے واسطے وعدہ جنت سُن چکے تھے اور شفاعت آپ کی سب اہل اسلام کے لیے عموماً جانتے تھے مگر کسی بات پر تکیہ نہ کیا اور ۱۰

نہ خوف و خشوع انکے دل سے جدا ہوا تو جس شخص کو ان مین سے کوئی بات بھی میسر نہو نہ معلوم کہ وہ کیسے عجب کرتا ہی پانچوین یہ کہ ظالم سلاطین کے نسب سے عجب کرے یا اپنے آپ کو انکے اعوان مین سمجھکر عجب اور دین اور علم کے نسب سے نہ کرے تو یہ عجب بھی نہایت درجہ کی جہالت ہی اور اسکا علاج یہ ہی کہ انکی رسوائی کو سوچے کہ جو کچھ ان ظالمون نے اللہ کے بندون پر ظلم کیا اور اللہ کے دین مین فساد مچایا اسکے باعث وہ لوگ خدا کے نزدیک مغضوب ہین اور اگر دوزخ مین انکی صورت نظر پڑے اور انکی بدبو اور پلیدی سوجھائی دے تو پھر دیکھنے والا انکو ایسا برا سمجھے کہ کبھی انکی طرف نسبت اپنے آپ کو نکرے بلکہ جو انکی طرف انکو منسوب کرے اسکو بھی برا جانے ایسے اسکی نظرون مین ذلیل اور حقیر ہو جاوین اور اگر قیامت کے روز انکا حال اسپر کھلجاوے کہ جن جن پر انھون نے ظلم کیا تھا وہ لوگ انکو لپٹے ہوئے ہین اور فرشتے انکے سر کے بال پکڑے ہوے اوندھے منھ جہنم مین لیے جاتے ہین اور بندون پر ظلم کرنے کی جہت سے طرح طرح کی ذلت و رسوائی مین مبتلا ہین تو خدا سے پناہ مانگے اور کہے کہ مجھے سور اور کتے کی قرابت منظور ہی ان لوگون کی منظور نہین غرضکہ ظالمون کی اولاد کو چاہیے کہ اگر خدا ے تعالے انکو ظلم سے بچاوے تو اسکا شکر کرین کہ ہمارا دین سلامت رکھا اور اگر انکے آبا مسلمان تھے تو انکے لیے استغفار پڑھین ایسے لوگون کے نسب سے عجب کرنا محض جہالت ہی چھٹے یہ کہ آدمی اسوجہ سے عجب کرے کہ میری اولاد یا خادم یا غلام یا اقربا یا یار و مددگار بہت ہین جیسے کہ کفار نے کہا تھا نحن اکثر اموالاً و اولاداً یا جیسا اہل اسلام نے غزوہ حنین مین کیا تھا کہ آج کمی کے باعث ہم مغلوب نہونگے اور اسکا علاج وہی ہی جو ہم کبر مین لکھ آئے ہین کہ اپنا ضعف اور انکا دھیان کرے اور جانے کہ سب کے سب بندہاے عاجز ہین اپنی جانون کے واسطے کچھ نفع و ضرر کا اختیار نہین رکھتے اور خداے تعالے فرماتا ہی کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ علاوہ اسکے انسے عجب کرنے سے کیا فائدہ یہ لوگ تو بعد موت کے سب جدا ہو جاوینگے قبر مین تنہا ذلیل و خوار جا پڑیگا نہ کوئی رفیق ہوگا نہ آشنا نہ باپ نہ بیٹا نہ یگانہ نہ بیگانہ بلکہ وہ خود ہی جا کر اسکی نعش کو خاک مین سانپ اور بچھو اور کیڑون کے حوالہ کر دینگے اور ایسے آڑے وقت مین انسے کچھ کام نہ نکلیگا اور اسیطرح قیامت کے میدان مین بھی پاس سے کھسک جاوینگے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ پس ایسے لوگون سے کیا فائدہ ہی کہ جب شدت کی حاجت انکی طرف ہوگی جبھی جدا ہو جاوینگے اور اپنی اپنی راہ لگینگے اور انپر عجب کیسے آتا ہی قبر مین اور قیامت مین اور پل صراط پر بجز اپنے عمل اور اللہ کے فضل کے اور کچھ کام نہ آویگا تو تعجب ہی کہ آدمی ایسی چیز پر تکیہ کرے جو کام نہ آوے اور جو ذات کہ اسکے نفع و ضرر اور موت و حیات کی مالک ہو اسکو بھول جاوے ساتوین یہ کہ مال سے عجب کرے جیسا خداوند کریم دو باغ والے کا قول نقل فرماتا ہی انا اکثر منک مالا و اعز نفراً اور ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غنی کے پاس ایک فقیر آکر بیٹھا اسنے اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور سکڑ گیا آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات سے ڈرتا ہی کہ اسکا افلاس تجھے لگ جاویگا غرضکہ یہ عجب مال کا ہی اور علاج اسکا یہ ہی کہ مال کی آفتون کو اور اسکے حقوق کی کثرت کو اور فقرا کی فضیلت کو اور جنت کی طرف انکی سبقت کو سوچے اور یہ کہ مال صبح آتا ہی شام جاتا ہی اسکی کچھ اصل نہین بہت سے کفار بھی مال و دولت زیادہ رکھتے ہین اور اس حدیث کے مضمون پر غور کرے کہ اس اثنا مین کہ آدمی لباس پہنکر تبختر کرتا ہی اور دل مین خوش ہوتا ہی یکایک امر الٰہی زمین کو ہوتا ہی وہ اسکو نگل جاتی ہی اور قیامت تک دھنستا چلا جاتا ہی اس مین اشارہ ہی کہ مال و نفس پر عجب کرنے کا ایسا عذاب ہوتا ہی۔ حضرت ابو ذر رض روایت کرتے ہین کہ مین ہمراہ رکاب جناب ختمی مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد شریف مین داخل ہوا آپنے فرمایا کہ اے ابو ذر اپنا سر اٹھا مین نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص بہت عمدہ کپڑے پہنے ہی تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا کہ اپنا سر اٹھا پھر جو مین نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص پرانے کپڑے پہنے ہوے ہی آپ نے فرمایا کہ اے ابو ذر یہ شخص خدا کے نزدیک تمام زمین سے بہتر ہی۔ حاصل یہ کہ جسقدر روایتین اور وہ باتین جو ہمنے باب زہد اور باب ذم دنیا اور باب ذم مال مین لکھی ہین انسے حقارت اغنیا کی اور شرف فقرا کا خدا کے نزدیک صاف ظاہر ہی پس ایماندار سے

[illegible]

کسطرح ہوسکتا ہی کہ اپنی ثروت پر عجب کرے بلکہ اُسکو تو یہی خوف لگا رہتا ہی کہ حقوق مال کے ادا کرنے مین کہین قصور ہوا ہو حلال وجہ سے لیا ہی کہ نہین موقع پر صرف کیا ہی کہ نہین اور جو ایسا نہین کرتا وہ عجب کیا کرتا ہی اُسکا مال تو بجز ذلت اور وبال کے اور کچھ نہین آٹھوین یہ کہ اپنی راے غلط پر عجب کرے چنانچہ اللہ تعالے ایسے ہی شخص کے حال مین فرماتا ہی افمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا اور دوسری جا ارشاد کی یحسبون انہم یحسنون صنعا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلط راے پر عجب کرنا اس امت کے آخر زمانے مین ہوگا اور یہ ایسی بلا ہی کہ اس سے پہلی قومین برباد ہوگئین کیونکہ اسی سے ہر ایک فرقہ جُدا جُدا ہو گیا ہر ایک یہی جانتا ہی کہ مین ہی خوب جانتا ہون اور اپنے ہی اعتقاد پر خوش ہی اور جتنے اہل بدعت و ضلالت ہین سب اپنی بدعت و ضلالت پہ اسلیے مصر ہین کہ اپنی راے پر عجب کرتے ہین اور بدعت پر عجب کرنے کے یہ معنی ہین کہ جس بات کی طرف آدمی کی خواہش اور شبہہ راغب ہو اُسکو اچھا جانے اور راے گمان مین اُسکو برحق سمجھے اور اس عجب کا علاج اورونکی نسبت سخت تر ہی اسلیے کہ جسکی راے غلط ہی وہ اپنی راے کی غلطی سے ناواقف ہی اگر واقف ہو تو اُسکو ترک کرے پس جس بیماری ہی کو نہین جانتا اُسکا علاج کیسے کرے گا اسی لیے اُسکا علاج بہت مشکل ہی مگر عارف آدمی اس بات پر قادر ہی کہ جاہل کو اُسکی جہل سے مطلع کرکے اُس سے دور کردے ہان اگر وہ اپنی جہالت پر بھی معجب ہوگا تو عارف کی کب سنیگا بلکہ اُسکو بھی الزام لگادیگا کیونکہ اُسپر خدا تعالے نے ایک بلا کو مسلط کردیا ہی جو موجب اُسکی بربادی کی ہی اور وہ اُسکو نعمت جانتا ہی تو اُسکا علاج کیسے ہوسکتا ہی اور جس چیز کو وہ اپنے اعتقاد مین سبب سعادت جانتا ہی اُس سے وہ نفرت کیسے کریگا تاہم علاج مجمل یہ ہی کہ ہمیشہ اپنی راے کو متہم جانے یعنے غلطی کی تہمت سے خالی نہ سمجھے اور اُسکے دھوکے مین نہ آوے جبتک کہ کوئی دلیل کتاب اللہ اور حدیث سے یا کوئی دلیل عقلی صحیح جسمین سب شرطین دلیلون کی ہون اُسکی ممد و معاون نہ پاوے اور دلائل شرعی اور عقلی کا جاننا اور انکی شرطین اور مواقع غلطی کو پہچاننا ہر شخص کا کام نہین اسکے واسطے طبیب کامل اور عقل تیز اور تلاش اور استعداد قوی اور کلام مجید و حدیث کا روزمرہ مطالعہ اور اہل علم کے پاس ہمیشہ بیٹھنا اور مدام درس و تدریس کا شغل رکھنا چاہیے اور ان امور کے ہوتے بھی بعض امور مین انسان سے غلطی کا خوف موجود ہی اسی لیے جو شخص اپنی تمام عمر تحصیل علم مین مستغرق نہ کرسکے اُسکے لیے یہ بہتر ہی کہ مذاہب کی باتون پر کان نہ دھرے اور نہ اُن مین خوض کرے صرف یہ اعتقاد کرے کہ خداے تعالے ایک ہی اُسکا کوئی شریک نہین اور نہ کوئی اُسکے مانند ہی وہی سنتا دیکھتا ہی اور اُسکا رسول مقبول برحق ہی جو کچھ اُسنے خبر دی وہ سچ ہی اور طریقہ سلف کو اختیار کرے اور جو کچھ احکام کتاب اللہ اور حدیث مین ہون بے بحث و تکرار اور بدون سوال تفصیل کے مان لے اور آمنا و صدقنا کہکر معصیتون سے پرہیز و تقوے کرے اور طاعتون کو بجا لاوے اور سب مسلمانون سے شفقت پیش آوے اور اگر مذاہب اور بدعتون مین خوض کرے گا اور عقائد مین تعصب کا پابند ہوگا تو اسی طرح ہلاک ہوجاویگا کہ اُسکو خبر بھی نہوگی یہ تو اُسکا حال ہوا جو شخص علم کے سوا اور چیز مین اپنی زندگی مین مصروف ہو لیکن جو شخص کہ عزم کرے کہ صرف علم ہی کا ہو رہونگا تو اُسکے لیے اول مہم دلیل اور شروط دلیل کو پہچاننا ہی اور اسمین طول بہت کھینچ جاتا ہی اکثر مطالب مین یقین اور معرفت کو پہونچنا بہت دشوار ہی سواے زبردست لوگون کے جو نور الٰہی سے موید ہوتے ہین اور کی قدرت نہین کہ امر یقینی کو معلوم کرے اور ایسے لوگ اب بہت کمیاب ہین خداے تعالی ہر گمراہی سے بچاوے اور جہال کے خیالات سے بھی پناہ دے الحمد للہ اولاً و آخراً و صلے اللہ علے سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

لہ بھلا ایک شخص کو جو بھلی سوجھائے اُسکی بُرائی ۱۲ منتخب لہ اور وہ سمجھتے ہین کہ خوب بناتے ہین کام ۱۲ ح لہ یہ ٹکڑا ابو ثعلبہ کی حدیث کا ہی جو پیشتر ابھی گذری ہی ۱۲

دسوان باب غرور یعنی مغالطے کی مذمت مین

رباعی ہین جو کہ حیات دنیوی پر مغرور بے شک ہی دماغ عقل مین اُنکے فتور

مرنے پہ کھلے گا انکو یہ راز نہان		چکھینگے مزا جبکہ بپا داشش قصور	

جاننا چاہیے کہ آدمی کے واسطے ہوشیار و چوکنا رہنا مفتاح سعادت ہی اور غرور و غفلت مین رہنا کلید شقاوت بندون پر خدا تعالیٰ کی نعمت ایمان و معرفت سے زیادہ نہین اور نہ کشادگی سینہ کے سوا کوئی اور چیز اسکی طرف وسیلہ اور کفر و معصیت سے بڑھکر کوئی برائی نہین اور نہ کوئی شی سواے نابینائی دل اور جہالت کے انکی طرف داعی ارباب بصیرت کو دل ایسا عنایت ہوا ہی جسکی شان مین یہ آیت ہی کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتہا یضی ولولم تمسسہ نار نور علیٰ نور اور غفلت والون کے دل کی یہ کیفیت ہی کظلمات فی بحر لجی یغشیہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ہوشیارون کو جو خدا ہدایت کرنا چاہتا ہی تو اسلام کے واسطے انکے دل کھول دیتا ہی اور غافل اور مغرورون کو بصیرت نہین دیتا کہ وہ اپنے نفس کی ہدایت کے کفیل ہون وہ لوگ ہواے نفسانی اور شیطان ہی کو اپنا رہبر اور دلیل سمجھتے ہین بہرحال چونکہ غرور سب شقاوتون کی اصل اور منبع مہلکات ہی اسلیے بیان کرنا اسکی راہون کا اور تفصیل ان حالات کی جنمین غرور کثرت سے آتا ہی ضروری ہی تاکہ مرید بعد انکے پہچاننے کی انسے احتراز کرے اسیواسطے ہم اقسام غرور و غفلت اور اصناف مغرورین کی قاضیون اور علما و صلحا سے بیان کرتے ہین جو ظاہر امور کو اچھا جانکر انکے باطن سے غافل رہتے ہین اور اثناے بیان مین وجہ انکی غفلت کی بھی بیان کرتے جاوینگے اور اگرچہ یہ امر زائد از حد شمار ہی الا مثالون سے ایسی تنبیہ ہوسکتی ہی کہ سب کی حاجت نہ رہے اور گروہ مغرور غافلون کے اگرچہ بہت ہین مگر چار اصناف مین سب آجاتے ہین صنف اول علما صنف دوم عابد صنف سوم صوفی صنف چہارم ارباب دولت اور ان اصناف کے پھر بہت سے فرقے ہین اور انکی غفلت و غرور کی وجہین بھی مختلف ہین مثلاً بعض لوگ امر منکر کو اچھا سمجھتے ہین جیسے بعض لوگ مال حرام سے مسجدین بناکر انپر زیب و زینت کرتے ہین اور اسکو کار ثواب جانتے ہین اور بعض لوگ اس باب مین تمیز نہین کرتے کہ اپنے نفس کے واسطے کوشش کرتے ہین یا خدا کے واسطے جیسے واعظ جنکی غرض خلق کے نزدیک قبول اور جاہ کی ہوتی ہی اور بعض لوگ امر اہم کو چھوڑکر دوسرے کام مین مصروف ہوتے ہین اور بعض اشخاص فرض کو ترک کرکے نفل مین مشغول ہوتے ہین اور بعض آدمی مغز کو چھوڑکر پوست کیطرف متوجہ ہوتے ہین جیسے نماز پڑھنے والا جسکی ہمت صرف مخارج حروف ہی کے طرف ہو غرض ایسطرح کی بہت سی وجہین ہین کہ بدون تفصیل فرقون اور بیان کرنے مثالون کے توضیح انکی نہین ہوسکتی اول ہم مذمت غرور کی اور اسکی حقیقت و تعریف اور مثالین بیان کرینگے بعد علما کا غرور بیان کرینگے یہ باب مشتمل ہی دو بیانون پر

بیان اول غرور کی مذمت اور اسکی حقیقت اور مثالین - واضح ہو کہ یہ دو آیتین مذمت غرور کے لیے کافی ہین اول فلاتغرنکم الحیوٰۃ الدنیا ولایغرنکم باللہ الغرور دوسری ولٰکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ وغرکم باللہ الغرور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حبذا نوم الاکیاس وفطرہم کیف یغلبون سہر الحمقی واجتہادہم بمثقال ذرۃ من صاحب تقویٰ ویقین افضل من ملاء الارض من المغترین اور ایک حدیث مین فرمایا الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والاحمق من اتبع نفسہ ہواہا وتمنی علی اللہ غرضکہ جو کچھ علم کی فضیلت اور جہل کی مذمت مین وارد ہی وہ غرور کی مذمت پر دلیل ہی اسواسطے کہ غرور بھی ایک قسم کی جہالت کا نام ہی کیونکہ جہالت اسکا نام ہے کہ کسی چیز کو جیسی وہ ہے ویسی نہ جانے اور غرور بھی ایک جہل ہے مگر ہر ایک جہل غرور نہین بلکہ غرور کے لیے

۱۲ اسکی سند مرفوعاً نہین ملی بلکہ ابن ابی الدنیا نے قول ابو درداء کا بیان کیا ہی ۱۲

ح ٦ دانا وہ ہی جو ذلیل رکھے اپنے نفس کو اور کام کرے موت کے بعد کے لیے اور احمق وہ ہی جو اپنے نفس کو اسکی خواہشون کے درپے رکھے اور آرزو کرے اللہ سے مغفرت کی ۱۲ ترمذی

مغرور فیہ اور مغرور بہ بھی چاہیے پس جبکہ اعتقاد کی شی موافق مرضی نفسانی کے ہو اور کسی شبہہ یا خیال فاسد کو بزعم خود دلیل سمجھکر اپنی جہالت پر اوڑ جاوے اور واقع مین وہ شبہہ یا خیال دلیل نہو تو جو جہل کہ اس وہمی دلیل سے حاصل ہوگا اُسکو غرور کہتے ہین پس تعریف غرور کی یہ ہوئی کہ شیطان کے شبہہ اور مکر کے باعث نفس ایسی چیز پر جم جاوے جو ہواے نفسانی کے موافق اور خواہش طبع کے مطابق ہو اس سے یہ لازم آیا کہ جو شخص کسی نکمے شبہہ سے حال یا مآل مین خیر کا معتقد ہو وہ مغرور ہو اور اکثر آدمیون کا یہی حال ہو کہ اپنے نفسون کے لیے بہتری کا گمان رکھتے ہین حالانکہ اُنکا گمان بہتری غلط ہو اس سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ مغرور ہین گو اُنکے اقسام غرور جُدا ہین اور درجات بھی مختلف یہانتک کہ بعضون کا غرور بعض کی نسبت ظاہر تر اور شدید تر ہوتا ہو اور سب مین سخت تر دو غرور ہین ایک تو کافرون کا اور ایک گناہگارون اور بدکارون کا اب ہم اِن دونون کی مثالون کو لکھتے ہین جس سے اُنکے غرور کی حقیقت معلوم ہو

مثال اول کافرون کے غرور کی اُن مین سے بعض تو ایسے ہین جنکو حیات دنیا نے مغرور کر رکھا ہو اور بعضون کو شیطان نے حیات دنیاوی نے جنکو مغرور کر رکھا ہو اُنکا قول یہ ہو کہ نقد بہ نسبت اُدھار کے بہتر ہو اور دنیا نقد ہو اور آخرت اُدھار تو اُس سے دنیا ہی بہتر ٹھہری اسی کو اختیار کرنا چاہیے اور اُنکا یہ بھی قول ہو کہ دنیا یقینی ہو اور آخرت موہوم اور یقین شک سے بہتر ہوتا ہو شک کے واسطے یقین کو چھوڑنا نہ چاہیے یہ شعر اُنھین کے حسب حال ہو **شعر** اب تو آرام سے گذرتی ہو + عاقبت کی خبر خدا جانے + اسطرح کی دلیلین سب نکمی ہین اور مشابہ دلیل شیطانی کے ہین جسنے کہا تھا انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اور اُن لوگون کا حال خداے تعالے فرماتا ہو اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولاہم ینصرون اور اسطرح کے غرور کا علاج یا تو سچے ایمان ہی سے ہوتا ہو یا دلیل وحجت کی ضرورت ہوتی ہو پہلی صورت تو یہ ہو کہ خداے تعالے کے ان اقوال کو سچا جانے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق اور وما عند اللہ خیر اور والآخرۃ خیر وابقی اور وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور اور فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اُنکی خبر بہت سی جماعتون کو کفار سے پہونچائی تو معًا زمرۂ اسلام مین داخل ہوے اور آپ کو سچا جانا اور ایمان لائے کوئی دلیل نہ مانگی اور بعض لوگ عرض کرتے کہ ہم آپ سے خدا کی قسم دیکر پوچھتے ہین کہ کیا خداے تعالے نے آپ کو رسول کر کے بھیجا ہو آپ فرماتے کہ ہان وہ لوگ ایمان لے آتے یہ ایمان عوام کا ہو غرور کے حیطے سے خارج ہو بلکہ اُنکی تصدیق ایسی ہو جیسے لڑکا اپنے باپ کا قول سچ جانتا ہو یعنے جب وہ کہتا ہو کہ مکتب کا جانا کھیل کی جگہ جانے سے بہتر ہو تو لڑکا سچ جانتا ہو گو وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کسوجہ سے مکتب کا جانا بہتر ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ وجہ اُس قیاس کے فاسد ہونے کی معلوم ہو جاے جو شیطان نے گڑھ کر دل مین جما دیا ہو کیونکہ ہر ایک کے مغرور کے غرور کا ایک سبب ہوتا ہو اور اُسی سبب کو دلیل جانتا ہو اور کل دلیلین ایک قسم کی قیاس ہوتی ہین جو نفس مین آتی ہین اور باعث اطمینان نفس ہوتی ہین گو اُس شخص کو معلوم نہو اور نہ اس بات کی قدرت رکھتا ہو کہ اُسکو علما کے طور پر بیان کیجیے اب اس مثال مین جو قیاس مذکور ہو اُسمین دو جملے ہین ایک تو یہ ہو کہ دنیا نقد اور آخرت اُدھار ہو یہ جملہ تو درست ہو مگر دوسرا جملہ کہ نقد بہ نسبت اُدھار کے بہتر ہو اُسمین دھوکا ہو یہ جملہ درست نہین بلکہ اگر نقد اور اودھار مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو البتہ یہ جملہ درست ہو اور اگر نقد بہ نسبت اُدھار کے کم ہو تو اُدھار ہی بہتر ہو دیکھو یہی مغرور کافر تجارت مین ایک روپیہ نقد اسلیے لگاتا ہو کہ اُس سے دس اُدھار ملینگے تب نہین کہتا کہ نقد بہ نسبت اُدھار کے بہتر ہو مین اُس ایک کو کیون ضائع کرون اسیطرح اگر مرض مین طبیب عمدہ کھانون اور میوون سے منع کر دے تو اُسیوقت مرض کے خوف سے چھوڑ دیگا حالانکہ اُنکی لذت نقد ہو اور تکلیف مرض کبھی زمانۂ آئندہ مین ہوگی اور سوداگر خشکی وتری مین مصیبتین سہ وستا اُٹھاتے ہین تاکہ آئندہ کو راحت اور نفع ملے اور کسی کے خیال مین نہین آتا کہ نقد بہ نسبت اُدھار کے

بہتر ہی حاصل یہ کہ ثانی الحال مین اگر دس ملین تو ایک نقد کی نسبت بہتر ہونگے اب اگر مدت دنیا اور مدت آخرت مین نسبت دیکھو تو کچھ تناہی نہین مثلاً انسان زیادہ سے زیادہ سو برس جیتا ہی اور اِس عمر کو اگر مدت آخرت سے نسبت کرو تو آخرت کے کروڑوین حصہ کے برابر بھی نہین ہوتی تو اگر دنیا ایک کو چھوڑے تو آخرت مین لاکھ بلکہ بے انتہا پاویگا اور اگر باعتبار نوع کے لحاظ کیا جاوے تو دنیا کی لذت مین سطرح کی کدورت اور رنج ومصیبت ہین اور آخرت کی لذت صاف و پاک حلواے بے دود ہی بہر صورت یہ کہنا کہ نقد اُدھار سے بہتر ہی یہی غلطی کا مقام اور دھوکا ہی اور اِس غلطی کی وجہ یہی ہوئی کہ جیسا لوگون سے سُنا ویسا ہی یقین کر لیا یہ نہ سمجھا کہ اِس جملے کے معنی یہ ہین کہ نقد اُدھار اگر مقدار و مقصود مین برابر ہون تب نقد بہتر ہوتا ہی اور اُسوقت شیطان ایک اور قیاس جاتا ہی کہ یقین شک سے بہتر ہوتا ہی اور آخرت مشکوک ہی یہ قیاس پہلے کی نسبت سے بھی زیادہ نکما ہی کیونکہ اُسکے دونون جملے بے اصل ہین مثلاً جملہ اول یقین بہتر ہی شک سے یہ جبھی ہی جب دونون مساوی ہون ورنہ ظاہر ہی کہ سوداگر مشقت تو یقیناً کرتے ہین اور نفع مشکوک ہوتا ہی اور طالب علم تحصیل علم مین محنت یقیناً کرتا ہی اور فضل وعلم کے مرتبے پر پہونچنا امر مشکوک ہی اور شکاری تلاش شکار مین گشت یقیناً کرتا ہی اور شکار کا ملنا امر مشکوک ہی اور بیمار بدمزہ دوا کا ذائقہ تو یقیناً پاتا ہی اور شفا مین شک ہوتا ہی غرض جتنے اُمور عقلا کے نزدیک احتیاط مین داخل ہین وہ سب اسی طرح کے ہین کہ امر مشکوک کے لیے یقین کو چھوڑنا پڑتا ہی تاجر کہتا ہی کہ اگر مین تجارت نہ کرون اور مصیبت نہ اُٹھاؤن تو بڑا نقصان ہو اور بھوکا رہون سوداگری سے محنت تھوڑی ہوتی ہی اور فائدہ بہت ہی اسی طرح مریض کہتا ہی کہ ضرر تلخی و بدمزگی دوا کا تھوڑا ہی بہ نسبت اُس خوف کے جو مجھکو مرض سے ہی اُسکا انجام موت کا ہے پس اِس بنا پر جو شخص آخرت مین شک ہی رکھتا ہو اُسپر بحکم احتیاط واجب ہی کہ یون کہے کہ زندگی کے چند روز صبر کر لینا میرے حق مین اچھا ہی اُن اُمور کی نسبت جو آخرت مین لوگ کہتے ہین کیونکہ اگر بالفرض آخرت کے معاملات جھوٹ ہوے تو مجھے کیا نقصان ہوا ایک چند روز زندگی کی عیش جاتی رہیگی ازل سے اب تک بھی تو مین ایسا ہی تھا کہ عیش نہ کرتا تھا مین جانونگا کہ معدوم ہی رہا اگر معاملات اُخروی سچ ہوے تو ابد الآباد تک آگ مین جلونگا اُسکی برداشت نہین ہو سکیگی چنانچہ حضرت علی رضی نے کسی ملحد سے ارشاد فرمایا تھا کہ جو کچھ تو کہتا ہی اگر یہ سچ ہی تو ہمارا اور تیرا دونون کا کچھ ضرر نہین اور اگر ہمارا قول درست ہی تو ہم نجات پاوینگے اور تو ہلاک ہوگا اور یہ قول آپ نے اسلیے نہین کہا تھا کہ معاذ اللہ کچھ آپ کو آخرت مین شک تھا بلکہ اِس ملحد کی فہم کے موافق تقریر فرمائی تھی اور اُسکو سمجھا دیا کہ اگر تجھکو آخرت کا یقین نہین تو بڑے مغالطے مین ہی - اور دوسرا جملہ قیاس مذکور کا یہ ہی کہ آخرت مشکوک ہی یہ بھی غلط ہی بلکہ آخرت ایمان والون کے نزدیک یقینی چیز ہی اور اُسکا یقینی ہونا دو چیزون سے معلوم ہوتا ہی ایک تو ایمان اور تصدیق اور انبیا اور علما کی تقلید سے کہ اِس سے بھی یہ مغالطہ جاتا رہتا ہی اور یقین آخرت کا آجاتا ہی اور عوام اور اکثر خواص کا یقین اسیطرح کا ہوتا ہی اور اُنکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بیمار اپنے مرض کی دوا نہین جانتا اور تمام طبیب و معالج اس بات پر متفق ہین کہ اسکی دوا فلانی بوٹی ہی تو بیمار کو سنتے ہی اطمینان ہو جاویگا اور اُنکو سچا جانیگا اُنسے اس باب مین دلیل طبی نہین پوچھیگا بلکہ اُنکے صرف کہنے کا یقین و اعتماد کرکے وہی دوا شروع کریگا اور اگر کوئی سودائی یا مدہوش اطبا کے قول کو جھوٹا بتاوے حالانکہ مریض خود قرائن حال سے جانتا ہی کہ اطبا اول تو گنتی مین اِس مدہوش سے زیادہ ہین دوسرے فضل وعلم مین بڑھکر ہین تیسرے تجربہ طبی اُنکو حاصل ہی اور یہ شخص علم طب خاک نہین جانتا تو ظاہر ہی کہ اطبا کے قول کے سامنے اُسکا قول نہ مانیگا اور نہ اُنکے قول کو اُسکے بہکانے سے جھوٹا جانیگا اور نہ اپنے اعتقاد کو اُسکی حجت سے سُست کریگا اور اگر بالفرض اُسکے قول کا اعتماد کرکے اطبا کے قول کو چھوڑ دیگا تو بیشک خود بھی مدہوش اور مغرور ہو جاویگا - اسیطرح جو شخص اُن لوگون کو دیکھتا ہی جو آخرت کے مقر اور مخبر ہین کہ یہ فرماتے ہین کہ سعادت اُخروی کے حاصل ہونے کے لیے دواے نافع تقوی ہی اور یہ بھی جانتا ہی کہ یہ لوگ تمام خلق مین سے بہتر ہین

اور بصیرت و معرفت و عقل مین سب سے اعلیٰ رتبہ رکھتے ہین یعنی انبیا اور علما اور اولیا اور حکما اور اس امر مین تمام اقسام خلق کے اُنھین لوگون کا کہنا مانتے ہین البتہ جن لوگون کے اوپر شہوات کا غلبہ ہی اور اُنکے نفس تمتع دنیاوی پر مرتے ہین وہ اُنکا کہنا نہین مانتے اس نظر سے کہ اُنکو شہوات کا چھوڑنا بہت شاق ہی اور اپنے مُنھ سے کیسے کہین کہ ہم دوزخی ہین اسواسطے آخرت کے منکر ہوے انبیا کو جھٹلایا تو جسطرح بچے کے کہنے یا کسی مدہوش کے کہنے سے اطمینان تسلی قول اطبا پر دور نہین ہوتا تھا اسیطرح ایسے غبی لوگون اور بندۂ شہوات کا انکار بھی انبیا اور علما اور اولیا اور علما کے قول کے سچا ہونے مین کچھ خلل انداز نہوگا اور اتنا ایمان خلق کے لیے کافی ہی یعنی اس سے غرور بھی دفع ہوتا ہی اور ایسا پکا یقین ہی کہ عمل پر بھی انگیختہ کرتا ہی اور آخرت کے یقینی معلوم ہونے کی دوسری چیز انبیا کے واسطے تو وحی ہی اور اولیا کے لیے الہام اور یہ نہ گمان کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو امر آخرت کو جانا یا اور امور دین کو پہچانا تو صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سُنکر بطور تقلید جان لیا جیسا کہ ہم لوگون نے آنحضرت صلعم سے سُنکر جان لیا ہی اور اس سے یہ لازم آوے کہ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے سُنا فرق کچھ نہین جیسے معرفت آپ کی تھی ویسی ہی ہماری ہی حالانکہ یہ بات نہین کہ تقلید کو معرفت نہین کہتے تقلید تو ایک اعتقاد درست کا نام ہی اور انبیا جو عارف کہلاتے ہین اُنکی معرفت اسطرح ہی کہ اُنکے لیے حقیقت اشیا کی جسطرح وہ اصل مین ہین جون کی تون کھول دیجاتی ہی اور وہ اُن اشیا کو چشم بصیرت سے ایسا دیکھ لیتے ہین جیسے ہم لوگ کسی محسوس چیز کو چشم ظاہر سے دیکھتے ہین تو وہ جو کچھ خبر دیتے ہین دیکھکر بیان فرماتے ہین صرف سُننے اور تقلید کی خبر نہین ہوتی مثلاً اُنپر حقیقت روح کی منکشف ہوتی ہی کہ وہ امر الٰہی ہی اور امر الٰہی سے وہ غرض نہین جو مقابل نہی کے ہی اسلیے کہ وہ کلام کے اقسام مین سے ہی اور روح کلام نہین اور امر سے غرض شان بھی نہین تا کہ اُس سے یہ لازم آوے کہ روح مخلوق خداے تعالےٰ کی ہی کیونکہ مخلوق ہونا تو تمام مخلوق مین پایا جاتا ہی روح کی تخصیص کیا ہی بلکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ عالم کی دو قسمین ہین عالم امر اور عالم خلق اور یہ دونون اللہ ہی کے ہین الا جو چیزین کہ مقدار و کمیت رکھتے ہین وہ تو عالم خلق مین داخل ہین اسواسطے کہ باعتبار لغت کے خلق کے معنی اندازہ کرنے کے ہین جو مقدار پر صحیح بن سکتے ہین اور جو چیز موجود کہ کمیت اور مقدار سے مبّرا و پاک ہی وہ عالم امر مین داخل ہی اور اُسکو سّر روح یعنے راز روح سے تعبیر کرتے ہین اور اُسکے ذکر کی اجازت نہین اسلیے کہ اُسکے سُننے سے اکثر خلق کو نقصان ہوتا ہی جیسے راز شب قدر کا افشا نہ کیا گیا تو جو اس راز روح کو پہچان لیتا ہی وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہی اور جب نفس کو پہچان لیتا ہی تو خدا کو پہچان لیتا ہی اور نفس اور خدا کی معرفت سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہی کہ روح انسانی اپنی طبیعت اور سرشت کی رو سے امر ربانی ہی اور اُسکا عالم جسمانی مین ہونا ایک امر عجیب ہی اس عالم مین اُسکا اُترنا اُسکے مقتضاے طبیعت اور ذات سے نہین ہوا بلکہ ایک امر عارضی اجنبی سے جو اُسکی ذات مین داخل نہین اور یہ امر عارض وہ ہی جو حضرت آدم علیہ السلام کو پیش ہوکر معصیت کہلایا اور اُنکو جنت سے اُتارا حالانکہ جنت اُنکی ذات کی مقتضا کے بموجب اُنھین کو سزاوار تھی کیونکہ جنت قرب الٰہی مین ہی اور آدم باعتبار روح کے امر ربانی تھے تو امر ربانی کا شوق بمقتضاے طبع اور ذات کے قرب ربانی کی طرف ہونا چاہیے بشرطیکہ اس عالم اجنبی کا کوئی امر عارضی اُسکو مقتضاے طبع سے مانع نہو ورنہ اپنے نفس اور خداے تعالےٰ کو دونون کو بھول جاویگا اور اپنے نفس پر ظالم ٹھہریگا کیونکہ ایسے لوگون کو یہ حکم ہوتا ہی ولاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانساہم انفسہم اولئک ہم الفاسقون فاسقون کے معنے یہ ہین کہ جو اُنکا مقتضاے طبع اور گمان استحقاق تھا اُس سے خارج ہو جاتے ہین یہ لفظ مشتق ہی فسق سے جسکے معنی لغت مین اصل سرشت سے تجاوز کرنے کے بھی آتے ہین اور یہ باتین گلدستہ گلزار اسرار مین عارفون ہی کے دماغ سے اُنکی خوشبو کے شائق ہین اور کم ہمتون کو تو اُنکے الفاظ سننے سے جاڑا چڑھتا ہی اسلیے کہ یہ باتین اُنکو مضر پڑتی ہین جیسے گلاب کی خوشبو گوبر کے کیڑے کو بُری معلوم ہوتی ہی یا آفتاب کی روشنی شپرون کو بُری لگتی ہی اور سّر قلبی سے عالم ملکوت تک کا منکشف ہونا معرفت اور ولایت کہلاتا ہی اور جسکو یہ راز کُھلے اُسکو ولی اور

یعنی اور مت ہووے جیسے وہ لوگ جنہون نے بھلا دیا اللہ کو پھر اُسنے بھلا دیے اُنکو اُنکے جی وہ لوگ وہی ہین بے حکم ۱۲

عارف کہتے ہین اور یہ رتبہ آغاز مقامات انبیا کا ہی اور مقامات اولیا کا انتہا سے رتبہ ہی تو اولیا کے مقامات کی انتہا انبیا کے مقامات کی ابتدا ہوتی ہی اب ہم اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہین کہ شیطان کا مغالطہ یعنے یہ حیلہ کہ آخرت مشکوک ہی اسکو یا تو یقین تقلیدی سے دفع کرنا چاہیے یا بصیرت و مشاہدہ باطن سے دور کرنا چاہیے اور اہل ایمان جب اپنی گفتگو اور عقائد سے خدائے تعالےٰ کے احکام تلف کر دیتے ہین اور شہوات و معاصی مین مبتلا ہو کر اعمال صالحہ ترک کر دیتے ہین تو وہ بھی اُس مغالطے مین کافرون کے شریک ہوجاتے ہین کیونکہ اُنھون نے بھی زندگی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہان اتنی بات ہی کہ اصل ایمان کے باعث عذاب ابدی سے بچ جاوینگے اور دوزخ سے کچھ عرصے بعد نکل آوینگے تاہم اُنکے مغرور ہونے مین کچھ شبہہ نہین اسواسطے کہ گو اُنکو اعتراف ہی کہ آخرت دنیا سے بہتر ہی مگر چونکہ میل دنیا کی طرف کیا اور اُسی کو اختیار کیا اسلیے صرف ایمان فلاح ابدی کے لیے کافی نہین جبتک کہ عمل نہو چنانچہ قرآن شریف اسکا شاہد ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وَانّی لغفارلمن تاب وآمن وعمل صالحاثم اہتدی اور اِنّ رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اور احسان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ اور ایک آیت یہ ہی وَالعصران الانسان لفی خسرالا الذین امنوا وعملوا الصالحات غرضکہ تمام کتاب اللہ مین وعدۂ مغفرت متعلق ایمان اور عمل صالح دونون سے ہی صرف ایمان ہی پر نہین تو جو لوگ کہ دنیا پر مطمئن ہو کر خوش ہوتے ہین اور اُسکی لذات مین ڈوبے رہتے ہین اور مرنے کو بُرا جانتے ہین اس نظر سے کہ یہ سب لذتین چھوٹ جائینگی اسوجہ سے کہ آگے کو ہمپر کیا معاملہ گذریگا ایسے لوگ دنیا کے مغالطے مین ہین خواہ کافر ہون یا مسلمان اب ہم دو باتین کافرون اور گنہگارون کے مغالطے کی جو اللہ کی نسبت کہتے ہین لکھتے ہین کافرون کا مغالطہ تو خدا سے یہ ہی کہ اُن مین سے کچھ لوگ اپنے دلون مین خواہ زبان سے کہتے ہین کہ اگر واقع مین خدائے تعالےٰ قیامت برپا فرمادیگا تو غیرون کی نسبت ہم زیادہ مستحق ہونگے جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے دو شخصون کے سوال و جواب مین ایک کا قول نقل فرمایا وَمااظن الساعۃ قائمۃ ولئن رددت الےٰ ربی لاجدن خیرا منہا منقلباً اور خلاصہ اس قصہ کا بموجب تفسیر کے یہ ہی کہ اُن دونون شخصون مین سے کافر آدمی نے ایک محل ہزار دینار کو بنایا اور ایک باغ ہزار دینار کو لیا اور خادم بھی ہزار دینار کو لیے اور ایک عورت سے ہزار دینار لگا کر شادی کی اور دوسرا شخص ایماندار اُسکو ہر ایک بار نصیحت کرتا گیا اور کہتا گیا کہ تو نے ایسا مکان مول لیا جو جاتا رہیگا جنت کا مکان مول کیون نہ لیا جو کبھی نہ فنا ہوتا تیرا یہ باغ بھی فنا ہو جائیگا باغ جنت پائدار تھا وہی مول لیا ہوتا اور یہ نوکر چاکر بی بی سب مرجاوینگے اور جنت کی حورین اور غلمان فنا پذیر نہین وہ کافر ہر ایک بات مین یون جواب دیتا کہ جنت ہی کہان جو کچھ اسکا حال لوگ کہتے ہین وہ سب جھوٹ ہی اور اگر بالفرض جنت ہوگی تو مجھے جنت مین اس سے بہتر ملیگا اسیطرح قول عاص بن وائل کا بھی قرآن مجید مین منقول ہی کہ لاوتین مالا وولدا اُسکے جواب مین ارشاد ہوا اَطّلع الغیب ام اتخذ عندالرحمن عہداً کلا اور جناب ابن ارث رضی کہتے ہین کہ میرا کچھ قرض عاص بن وائل پر تھا مین تقاضا کرنے کو گیا مگر اُسنے نہ دیا مین نے کہا کہ مین آخرت مین لے لونگا اُسنے جواب دیا کہ میری بھی وہان مال اور اولاد ہوگی اُسمین سے تیرا قرض بھی دیدونگا تب یہ آیت اُتری اَفرایت الذی کفر بایاتنا وقال لاوتین مالا وولدا اور دوسری آیت مین ارشاد ہی وَلئن اذقناہ رحمۃ منا من بعد ضراء مستہ لیقولن ہذا لے وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الےٰ ربی ان لی عندہ للحسنیٰ غرض اسطرح کی باتین اُس مغالطے کی ہین جو اللہ تعالےٰ سے متعلق ہی اور وجہ اس دھوکے کی یہ ہی کہ شیطان یہان بھی ایک قیاس اپنے قیاسون مین سے لا کھڑا کرتا ہی مثلاً اول وہ لوگ اپنے اوپر دنیاوی نعمتین دیکھتے ہین تو اسی پر آخرت کی نعمتون کو قیاس کر لیتے ہین اور کبھی دیکھتے ہین کہ عذاب مین تاخیر ہوئی یعنی جو ظلم وزیادتی کہ دنیا مین ہوئی اُسکا کوئی جلد برسان نہوا اسی پر عذاب آخرت کو بھی قیاس کر لیتے ہین جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے انکا قول نقل فرمایا وَیقولون فی انفسہم لولا یعذبنا اللہ بما نقول اُسکے جواب مین ارشاد ہوا حسبہم جہنم یصلونہا فبئس المصیر بعض اوقات ایمان والون کو دیکھتے ہین کہ وہ لوگ فقرائے خستہ حال گرد آلودہ ہین تو اُنکو حقیر جانتے اور کہتے ہین کہ یہی لوگ ہین جنپر خدا نے احسان کیا

اور ہمپر نہین کیا اور نیز کہتے ہین کہ اگر ایمان کوئی عمدہ شی ہوتی تو ان حقیر لوگون کو ہمسے پہلے نہ ملتی غرض جو قیاس کہ شیطان انکے دل مین ڈالتا ہی
اُسکے جلے یون ہوتے ہین کہ اللہ تعالے نے دنیا مین ہمپر احسان کیا اور جو شخص محسن ہوتا ہی اُسکو محبت ضرور ہوتی ہی اور جسکو محبت ہوتی ہی
وہ آگے کو بھی احسان کریگا اور مستقبل کو زمان گذشتہ پر قیاس کرنے کی وجہ یہی ہی کہ خداے تعالے کے احسان کو اپنی بزرگی اور محبت کیوجہ جانتا ہی
یعنی یہ تصور کرتا ہی کہ اگر مین خدا کے نزدیک ذی رتبہ اور محبوب نہین تو مجپر احسان کیون کیا اور مغالطہ اس جلے مین ہی کہ جو محسن ہی وہ محبت
رکھتا ہی نہین بلکہ اس جلے مین ہی کہ انعام خداوندی دنیا مین احسان ہی اسی مغالطے کے باعث دھوکا ہو گیا اور اُسنے جانا کہ مین خدا کے
نزدیک بزرگ و ذی رتبہ ہون اور اُسکی دلیل ایسی چیز کو سمجھ لیا کہ جو بزرگی پر دلالت نہین کرتی بلکہ ارباب بصیرت کے نزدیک دلیل
ذلت و خواری کی ہی اور اُسکی مثال ایسی ہی کہ ایک شخص کے دو غلام صغیر ہون اور وہ ایک سے تو محبت رکھتا ہی اور دوسرے سے نہین جس سے
محبت کرتا ہی اُسکو کھیلنے سے منع کردے اور مکتب مین بٹھلائے رکھے اور وہان سے اُٹھنے نہ دے تاکہ ادب و قاعدہ اُسکو خوب معلوم ہو جاوے
اور میوہ جات و لذیذ کھانے جو اُسکو مضر ہون اُنکو اُسکے پاس نہ آنے دے بلکہ جو دوائین کہ اُسکو نافع ہون اُنکو پلاوے اور دوسرے غلام کو
جس سے محبت نہین مہمل چھوڑ دے جہان چاہے وہان رہے کھیلے کودے مکتب مین نہ جاوے جو چاہے سو کھاوے پس یہ دوسرا غلام اگر
یہ تصور کرے کہ مین اپنے آقا کے نزدیک محبوب و بزرگ ہون اسلیے کہ مجھکو تمام شہوات و لذات و اغراض پر اختیار دے دیا ہی تو یہ محض حماقت
ہی اور مغالطہ ہی اسیطرح پر چونکہ لذات دنیاوی سب کے سب مہلکات ہین اور اللہ سے دور کرتے ہین تو خداے تعالے اپنے محبوب بندے کو
اُنسے بچا لیتا ہی جیسے بیمار کو اُسکے گھر والے محبت ہی کی راہ کھانا پینا بعض اوقات نہین دیتے اور یہ روائتین آثار کی اول گذر چکین کہ ارباب
بصیرت سلف مین ایسے تھے کہ جب اُنپر دنیا آتی تو غم کرتے اور کہتے کہ کوئی گناہ ہو گیا ہی جسکا عذاب ہمکو جلد پہونچا اور دنیا کو موجب غضب الٰہی
اور اُسکی بے اعتنائی کا اپنے اوپر سمجھتے تھے اور جب فقر آتا تو کہتے کہ خواب ہوا یہ صلحا کا شعار ہمارے پاس آیا اور مغرور پر جب دنیا آتی
ہی تو جانتا ہی کہ مین خدا کے نزدیک بڑا ہون اور جب چلی جاتی ہی تو جانتا ہی کہ مین خدا کے نزدیک حقیر ہون چنانچہ قرآن مجید مین ارشاد ہی فاما
الانسان اذا ما ابتلاہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اہانن کلا اسمین یہ ارشاد فرمایا کہ یہ انکا گمان
غلط ہی حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ خداے تعالے نے فقط کلا سے دونون کو جھوٹا کر دیا یعنی جسکو اکرام سمجھا ہی نہ وہ میرا اکرام ہی اور جسکو
اہانت سمجھی ہی نہ وہ میری اہانت بلکہ کریم وہ شخص ہی جسکو طاعت کے باعث مین بزرگی دون خواہ وہ غنی ہو یا فقیر اور ذلیل وہ ہی جسکو مین
گناہ کے باعث حقیر کرون خواہ دولت مند ہو یا گدا اگر اور اس مغالطے کا علاج یہ ہی کہ کرامت اور ذلت کے دلائل کو بصیرت سے یا تقلید
سے پہچانے اسطرح کہ یہ معلوم کرے کہ شہوات دنیوی کی طرف ملتفت ہونا کیسے خداے تعالے سے دور کر دیتا ہی اور اُنسے علیحدہ رہنے سے
کیونکر تقرب الی اللہ ہوتا ہی اور یہ بات مقامات اولیا و عارفین مین الہام سے معلوم ہوتی ہی اسکا اگر بیان کیا جاوے تو ذکر مکاشفہ مین
جا پڑتا ہی جو علم معاملے کے مناسب حال نہین اور تقلید کے طور پر معلوم کرنا یون ہی کہ اللہ تعالے کی کتاب پر ایمان لاوے اور اُسکے
رسول کو سچا جانے اور خداے تعالے ایسے لوگون کا یہ حال بیان فرماتا ہی ایحسبون انما نمدہم بہ من مال وبنین نسارع لہم فی الخیرات بل
لا یشعرون اور فرمایا سنستدرجہم من حیث لا یعلمون اور اسکی تفسیر مین لکھا ہی کہ جتنا وہ گناہ کرتے ہین ہم اُنکو نعمت زیادہ دیتے ہین تاکہ انکا
مغالطہ اور زیادہ ہو اور فرمایا فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شی حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰہم بغتۃ فاذا ہم مبلسون اور فرمایا انما نملی لہم لیزدادوا
اثما اور فرمایا ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون انما یؤخرہم لیوم تشخص فیہ الابصار اور انکے سوا اور بہت سی آیات قرآنی و احادیث مین
انکا حال موجود ہی پس جو شخص ان آیات کا معتقد ہوگا اُسکو دھوکا نہوگا اسواسطے کہ منشا اس غلطی کا یہ ہی کہ اللہ تعالے اور اُس کی
صفات سے مغرور آدمی جاہل ہی اور جو شخص اللہ تعالے کو پہچان لیتا ہی وہ اُسکے عذاب سے بیخوف نہین ہوتا اور نہ اسطرح کے خیالات

فاسد سے دھو کا کھاوے وہ اپنے مد نظر حالات فرعون وہامان وقارون اور سلاطین روے زمین کے رکھتا ہی کہ اُنکو اللہ تعالےٰ نے ابتدا مین اسطرح کا عروج دیا پھر سب کو تباہ و برباد کر دیا اور خود اپنے عذاب سے کلام مجید مین جابجا ڈرایا ہی چنانچہ فرمایا فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون اور فرمایا ومکروا مکرا و مکرنا مکرا وہم لا یشعرون اور فرمایا ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین اور فرمایا انہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین امہلہم رویدا پس جیسا کہ وہ غلام جسکو آقا نے چھوڑ رکھا ہی اس چھوڑ رکھنے سے اس بات پر استدلال نہین کر سکتا کہ میرا آقا مجھی کو زیادہ چاہتا ہی کیونکہ ہوسکتا ہی کہ آقا نے یہ امر اسکی تخریب وتعذیب کے لیے کیا ہو باوجود اسکے کہ آقا نے اُس غلام کو اپنے عذاب کرنے کی اطلاع بھی نہین دی ہی تو اسطرح کا وسوسہ خدا کے باب مین کب درست ہوگا اُسنے تو جابجا اپنے کلام مین ارشاد بھی فرمادیا ہی کہ ہمارا چھوڑے رکھنا اور نعمت دینا اور عذاب نہ کرنا اُن لوگون کے حق مین اچھا نہین پھر اگر کوئی خدا کے عذاب سے بیخوف ہوجاوے تو بجز مغالطے کے اور کیا متصور ہوسکتا ہی اور اس دھوکے کا منشا یہی ہوا کہ دنیا کی نعمت کے ملنے سے مغرور کو یہ معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک میرا بڑا رتبہ ہی حالانکہ احتمال یہ بھی ہی کہ نعمت دنیا دلیل ذلت کی ہو مگر چونکہ یہ احتمال ہواے نفسانی کے موافق نہ تھا اسواسطے اُسکو نہ مانا جو اُسکے مطابق پایا شیطان نے دل کو اُسی طرف جھکا یا یعنی یہی احتمال دل مین رہا کہ دنیا مین نعمت ملنی دلیل بزرگی کی ہی اور یہ نہایت درجے کا دھوکا ہی دوسری مثال مغالطہ عاصی ایمانداروں کا ہی کہ کہتے ہین خداے تعالیٰ کریم ہی اور ہمکو اُسکے عفو کی توقع ہی اور اُسپر اعتماد کر کے اعمال بھی چھوڑ دیتے ہین اور اس اپنی تمنا اور غرور کا نام توقع اور رجا رکھ لیا ہی اور جانتے ہین کہ رجا کرنی دین مین عمدہ بات ہی خدا کی نعمت وسیع ہی اور اُسکی رحمت سب کو پہونچیگی اُسکا کرم عمیم ہی بھلا اُسکے دریاے رحمت کے سامنے بندون کے گناہ کی کیا حقیقت ہی ہم موحد اور ایماندار ہین بذریعہ ایمان اس سے توقع رکھتے ہین اور بعض اوقات اُنکے رجا کی دلیل یہ ہوتی ہی کہ ہمارے آبا و اجداد نیکبخت اور عالی رتبہ تھے جیسے سید کہ اپنے نسب پر مغرور ہین اور خوف وتقوے وورع مین اپنے آبا کے مخالف اور شاید یہ تصور کرتے ہین کہ ہم خدا کے نزدیک اپنے باپ دادون کی نسبت کر بھی بزرگ ہین کیونکہ اُنکے آبا تو باوجود ورع وتقویٰ کے خائف رہتے تھے اور یہ لوگ باوجود فسق وفجور کے بیخوف ہین اور یہ نہایت درجے کا دھوکا ہی اُنکے دلون مین شیطان نے یہ مغالطہ ڈالا ہی کہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہی اُسکی اولاد سے بھی محبت رکھتا ہی اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اکابر کو محبوب جانتا تھا تو تمکو بھی جانیگا پھر تمکو طاعت کی کیا حاجت ہی حالانکہ ان لوگون کو یہ یاد نہین آتا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ چاہا تھا کہ اپنے لڑکے کو کشتی مین ساتھ سوار کرین اور دعا مانگی کہ رب ان ابنی من اہلی ارشاد ہوا یا نوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے واسطے دعا مانگی مگر نامنظور ہوئی اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرین اور اُنکے لیے استغفار کرین زیارت کا حکم ہوگیا مگر مغفرت چاہنے کی اجازت نہوئی آپ جب قبر پر تشریف لے گئے تو محبت مادری کی جہت سے بیٹھے ہوے روتے رہے غرضکہ اُن لوگون کو ایک یہ دھوکا ہی دھوکا خدا کے ساتھ ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ مطیع سے محبت کرتا ہی اور گنہگار کو بُرا جانتا ہی تو جیسا باپ اگر مطیع ہو اُسکی اولاد گنہگار کے باعث اُسکو بُرا نہین جانتا ایسا ہی باپ کی محبت کے باعث اُسکے گنہگار بیٹے سے بھی محبت نہین رکھتا اور اگر محبت باپ کی بیٹے تک چلی آوے تو بغض بھی بیٹے تک پہونچیگا مگر اصل یہی ہی کہ لا تزر وازرۃ وزر اخری اور جس شخص کو یہ خیال ہی کہ باپ کے تقویٰ کی جہت سے مجھے نجات ہوجاویگی وہ ایسا ہی جیسا کوئی خیال کرے کہ باپ کے شکم سیر ہونے سے میرا پیٹ بھی بھر جاویگا اور اُسکے پانی پینے سے میری پیاس بجھ جاویگی اور اُسکے عالم ہونے سے مین بھی عالم ہوجاؤنگا اور اُسکے حج کرنے سے مجھے بھی کعبے کی زیارت میسر ہوجاویگی حالانکہ یہ کوئی امر متصور نہین ہوسکتا اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ عین فرض ہی اسمین بیٹے کی عوض باپ کافی نہوگا اور خدا کے یہان ثواب تقویٰ ہی پر ملیگا اس روز

کہ آدمی اپنے بھائی اور مان باپ سے بھاگیگا البتہ جس شخص پر غضب الٓہی زیادہ نہوگا اور اسکے لیے سفارش کی اجازت بھی ہوجاویگی تب سفارش کے طور پر کوئی کچھ کام آوے تو آدے جیسا باب کبر وعجب مین گذرا اب اگر یہ کہو کہ گنہگار جو یہ کہتے ہین کہ خدا کریم ہی اور ہم اسکی رحمت کے متوقع ہین تو اسمین غلطی کیا ہی یہ دونون جملے صحیح ہین اور دلون پر لگتے ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ شیطان انسان کو ایسے ہی کلام سے بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر کلام بھی اچھا نہوتا تو دل فریب مین کیون آجاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول کی قلعی کھول دی ہی جیسا کہ حدیث مذکور ہوئی کہ دانا وہ شخص ہی جو اپنے نفس کو فرمان بردار کرکے مابعد موت کے لیے عمل کرے اور احمق وہ ہی جو ہواے نفسانی کے پیچھے پڑا رہے اور پھر اللہ پر آرزوئین کرے تو واقع مین یہ صورت تمنا اور آرزوے عمل کی ہی جسکو شیطان نے نام بدل کر رجا اور توقع کہ دیا اور اُس سے جاہلون کو فریب دے دیا حالانکہ رجا کی شرح خداے تعالےٰ یون فرماتا ہی ان الذین امنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ یعنی رجا کرنے کے لائق یہ لوگ ہین کیونکہ کلام مجید مین ثواب اجرت کو آخرت اور جزاے اعمال قرار دیا ہی جیسے کہ فرمایا انما توفون اجورکم یوم القیامۃ اور جزاء بما کانوا یعملون اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کریم ہو اور وعدے کا پورا اور مزدوری جتنی ٹھہرالے اس سے زیادہ دیوے وہ اگر کسی مزدور کو برتن مانجنے کے واسطے مقرر کرے اور مزدور سب برتنون کو توڑ مار برابر کرے پھر اس بات کا منتظر ہوکر بیٹھ رہے کہ اجرت دینے والا کریم ہی وہ اجرت دے ہی دیگا تو ایسے شخص کو عاقل لوگ بجز اسکے کہ مغرور اور متمنی کہین اور کیا کہینگے اور وجہ اس غلطی کی جہال کو یہ ہی کہ وہ لوگ توقع اور غرور کے معنون مین تمیز نہین کرتے۔ حضرت حسن رح سے کسی نے پوچھا کہ کچھ لوگ کہتے ہین کہ ہم اللہ سے توقع رکھتے ہین اور عمل نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ یہ انکا خیال خام ہی جو شخص کسی چیز کی توقع رکھتا ہی اُسکی جستجو کرتا ہی اور جس چیز سے ڈرتا ہی اس سے بھاگا کرتا ہی اور مسلم بن یسار رح فرماتے ہین کہ ایک رات مین سجدے مین اس زور سے گیا کہ میرے دونون آگے کے دانت ٹوٹ گئے کسی نے مجھ سے کہا کہ ہم تو اللہ سے توقع مغفرت رکھتے ہین یعنی اس لیے عمل نہین کرتے مسلم رح نے جواب دیا کہ رجا یہ ہرگز نہین جس چیز کی رجا ہوتی ہی آدمی اُسکو ڈھونڈھتا ہی اور جس سے ڈرتا ہی اُس سے بھاگتا ہی اور ایک مثال یہ ہی کہ کسی کو توقع اولاد کی ہی حالانکہ ابھی تک نکاح نہین ہوا یا نکاح ہوا مگر نوبت ہم بستری کی نہین آئی تو ایسے شخص کو اولاد کی توقع کرنی خام خیالی ہی اسیطرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کا متوقع ہو اور ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا ایمان تو ہو اعمال صالح نہ کیے ہون یا اعمال صالح بھی کرتا ہو مگر اعمال بد بھی نہ چھوڑے ہون تو وہ بھی خیال خام مین مبتلا ہی ہان جسطرح نکاح کرنے کے بعد اور صحبت وغیرہ کے بعد اگر خوف و رجا دونون ہو کہ خداے تعالےٰ لڑکے کے پیدا ہونے مین اپنا فضل رکھے اور رحم مادر سے آفات سے دور رکھے اور مان بھی سلامت رہے تو یہ دانائی کی بات ہی ایسا ہی اگر ایمان لادے اور نیک کام کرے اور برائیون کو چھوڑ دے اور قبول نہونے کا خوف کرے اور یہ کہین عمل نیک کو دوام نہو یا کہین خاتمہ بُرا ہو اور اس بات کی توقع ہو کہ خداے تعالیٰ قول ثابت پر قائم رکھے اور دین کو موت کے وقت بچا دے اور خاتمہ توحید پر ہو اور دل کو خواہش شہوات سے تمام عمر حفاظت مین رکھے حتے کہ گناہون کی طرف انکا میلان ہی نہو تو ایسا شخص دانا و ہوشیار ہی اور اُنکے سوا سب لوگ خیال خام مین پڑے ہین قیامت کے دن جب عذاب آگھیریگا تب معلوم کرینگے کہ گمراہ کون تھا اور اُسوقت کہینگے ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون یعنے ہمنے یقین کرلیا کہ جیسے لڑکا بدون نکاح وصحبت کے نہین ہوتا اور کھیتی بدون جوتنے بونے کے نہین ہوتی اسی طرح ثواب اخروی بھی بدون عمل صالح کے نہین ملتا تو ہمکو اب دنیا مین بھیجیے کہ ہم نیک عمل کرین ہمکو تیرے کہنے کا یقین اب ہوا ہی جو تونے کہہ رکھا تھا کہ وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری اور اور اسی مضمون کے آیات یہ بھی ہین کلما القی فیہا فوج سألہم خزنتہا الم یاتکم نذیر یعنے کیا تمکو پیغمبر نے سنا نہین دیا تھا کہ اللہ کا طریق بندون مین اسطرح جاری ہی اور ہر ایک نفس کو اُسکے کردار کا بدلہ ملیگا تو پھر کیا وجہ ہوئی

کہ تم اللہ تعالے کے باب مین مغالطہ کہا گئے سننے سمجھنے کے بعد کیسے دہوکے مین رہے اُسوقت جواب دینگے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر اللہ تعالے فرماتا ہی فاعترفوا بذنبهم فسحقاً لاصحاب السعیر اب یہ جاننا چاہیے کہ رجا دو جگہ مین کرنی عمدہ بھی ہی ایک صورت تو یہ ہی کہ جو گنا ہگار کہ سرتا پا گناہ ہو جب اُسکے دل مین توبہ کا خطرہ گذرے تو شیطان بہکاتا ہی کہ تیری توبہ مقبول نہو گی اور اُسکی غرض یہ ہوتی ہی کہ رحمت الٰہی سے مایوس ہو جاوے تو ایسے حال مین واجب ہی کہ مایوسی کو دور کرکے رجا کرے اور یاد کرے کہ خداے تعالے کریم ہی توبہ قبول کرتا ہی اور توبہ ایک طاعت ہی جس سے گناہ دور ہو جاتے ہین چنانچہ اسکی تصدیق قرآن شریف مین ہی اللہ تعالے فرماتا ہی قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم وانیبوا الی ربکم یہان انابت کا حکم بندون کو فرمایا اور دوسری جگہ ارشاد ہی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاً ثم اهتدیٰ پس جب آدمی توقع مغفرت توبہ کے ساتھ کرے تو اُسکو راجی اور متوقع کہنا چاہیے ورنہ توقع مغفرت کی باوجود گناہون پر اصرار کرنے کے رکھنی سراسر خام خیالی ہی مثلاً ایک شخص بازار مین ہی اور اُسپر جمعہ کا وقت تنگ ہو گیا اور اُسکے دل مین آیا کہ جمعہ کو چلیے اور شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ جمعہ تو اب ملنے کا نہین تو کیون کہین جاتا ہی لیکن اُسنے شیطان کا قول نہ مانا اور جمعہ کے واسطے دوڑ گیا اور اُسکو امید ہی کہ جمعہ ملیگا تو بیشک یہ شخص راجی اور متوقع ہی اور اگر اپنے کاروبار مین مصروف رہا اور یہ تمنا کی کہ امام میرے واسطے دیر کرے گا یا کسی دوسرے کے واسطے متوسط وقت تک ٹھہرا رہیگا یا کسی اور سبب سے توقف کرے گا تو ایسا شخص مغرور کہلائیگا دوسری صورت رجا کی یہ ہی کہ نوافل اور فضائل سے اُسکا نفس قاصر ہی اور صرف فرائض پر اکتفا کرتا ہی اور اپنے نفس کے واسطے متوقع نعمت الٰہی کا ہی اور اُن اشیاء کا جنکا وعدہ خداے تعالے نے نیک بندون کیلیے کیا ہی یہانتک کہ اس توقع کے سرور سے ایک مزہ عبادت کا جوش کرے اور اُسکو نوافل پر متوجہ کرے اور یہ مضمون یاد آوے قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون اس آیت تک کہ اولٰئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون تو ایسی صورت مین پہلے رجا سے تو ناامیدی جو مانع توبہ ہی ٹوٹ جاتی ہی اور دوسری رجا سے سستی جو مانع نشاط اور تہیہ عبادت ہی جاتی رہتی ہی حاصل یہ کہ جو توقع کہ توبہ پر یا تہیہ عبادت پر برانگیختہ کرے اُسکو رجا کہتے ہین اور جو رجا کہ موجب سستی کا عبادت مین یا باعث میل طبیعت کا طرف ناحق کے ہو تو وہ غرور اور خیال خام ہی مثلاً آدمی کے دل مین آیا کہ گناہ کو ترک کرکے عمل مین مشغول ہو اُسوقت شیطان نے یہ سوجھایا کہ تو اپنے نفس کو کیون عذاب دیتا ہی اور ایذا اُٹھاتا ہی تیرا رب تو کریم اور غفور ہی اور اس شخص نے اس وسوسہ سے توبہ اور عبادت مین سستی کی تو یہ غرور مین داخل ہی ایسے حال مین بندے پر واجب ہی کہ خوف کا استعمال کرے اور اپنے نفس کو خداے تعالے کے غضب اور نہایت درجے کے عذاب سے ڈراوے اور کہے کہ اگرچہ خدا تعالے گناہون کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا ہی مگر اُسکا عذاب بھی بہت سخت ہی اور باوجودیکہ وہ کریم ہی لیکن کافرون کو ابدالآباد تک دوزخ مین رکھیگا گو اُنکے کفر سے کچھ اُسکا ضرر نہین بلکہ عذاب و محنت اور مرض و علت اور فقر و فاقہ جو اُسنے اپنے بندون پر دنیا مین مسلط کیا ہی اُسکو قدرت ہی کہ ان چیزون کو اُنپر سے دور کر دے جس ذات کا دستور اپنے بندون مین یون جاری ہی اور اُسنے حکم اپنے عذاب سے ڈرنے کا بھی کیا ہی تو پھر کیسے خوف نکیا جاوے اطمینان کی صورت کیا ہی غرضکہ خوف و رجا دونون سے آدمی عمل پر آمادہ ہوتا ہی جو آرزو ایسی ہو کہ اُس سے عمل پر اشتعال نہوتی ہو اُسکو تمنا اور غرور کہنا چاہیے اور اکثر لوگ جو اعمال مین سستی کرتے ہین اور دنیا کی طرف متوجہ ہین اور خدا تعالی کی طرف سے منہ پھیرے ہین اور آخرت کے لیے سعی نہین کرتے تو یہی وجہ ہی کہ اُنکو تمنا اور غرور ہی جسکو رجا سمجھے ہوے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین جو خبر دی ہی کہ اس امت کے آخر زمانے مین غرور غالب ہوگا وہ نہایت درست ہی ایسا ہی دیکھا جاتا ہی پہلے زمانے کے لوگ تو عبادتون پر مداومت کرتے تھے اور جو عمل کرتے تھے دل مین خوف بھرا رہتا تھا باوجودیکہ رات بھر اللہ کی طاعت مین کاٹ دیتے

اور تقویٰ اور شبہات سے احتیاط اور شہوات سے کنارہ حد سے زیادہ کرتے پھر بھی تنہائی مین اپنے نفسون کے لیے روتے اور اس زمانے کا حال دیکھو تو ہر زمان و ہر لحظہ رنگے دیگر ہست کا مضمون ہر کہ گو گناہون پر پڑے ہوئے ہین اور دنیا مین ڈوبے ہوئے اور خدا سے اعراض کیے ہوئے تسپر بھی خوش اور بیخوف اور مطمئن ہین کہتے ہین کہ ہم اللہ تعالے کے کرم پر اعتماد رکھتے ہین اور اُسکے فضل و عفو و مغفرت کے متوقع ہین گویا انکا دعویٰ یہ ہر کہ ہمکو خدا کا فضل و کرم اس درجے کا معلوم ہوا ہر کہ اسقدر انبیا اور صحابہ اور سلف کے اکابر صلحا کو بھی معلوم نہوا یہ نہین سمجھتے کہ اگر صرف تمنا سے کار برآری ہوتی اور ادنی سی بات سے حاجت پوری ہوجاتی تو یہ لوگ کیون اتنا ڈرتے اور خوف و حزن مین پڑے رہتے ؎ عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال + صد سال میتوان تمنا گریستن + وہان تو رونے کے سوا کچھ اور بھی چیز ضرور ہر اور ہمنے اسکی تحقیق باب خوف و رجا مین لکھی ہر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت معقل بن یسار رضہ روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ جیسا بدن پر کپڑے پرانے ہوجاتے ہین اسی طرح اُسوقت مین قرآن پرانا ہوجاویگا سب باتین لوگون کی سراسر طمع ہونگی اور اُسکے ساتھ خوف بالکل نہوگا اگر کچھ کوئی نیکی کرے گا تو کہیگا کہ یہ مقبول ہوگی اور اگر بدی کریگا تو کہیگا کہ یہ مجھ سے معاف کردیجاویگی اس حدیث مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ لوگ خوف کی جگہ طمع استعمال کرینگے اسلیے کہ قرآن مجید کی خوف دلانے والی آیتون سے جاہل ہونگے اور یہی حال خداے تعالے نے نصاریٰ کا ذکر فرمایا جیسا کہ ارشاد کیا فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ہذا الادنیٰ ویقولون سیغفر لنا اور اسکے معنی یہ ہین کہ وہ لوگ وارث کتاب یعنی عالم ہین اور اس ادنی چیز کی متاع لیتے ہین یعنے اپنے شہوات دنیاوی کے طالب ہین خواہ حلال ہون یا حرام اور اللہ تعالے فرماتا ہر ولمن خاف مقام ربہ جنتان اور فرمایا ذٰلک لمن خاف مقامی وخاف وعید قرآن مجید مین اول سے آخر تک تحذیر و تخویف بھری ہر اگر فکر کرنے والا جو قرآن پر اعتقاد رکھتا ہو اسمین تامل کرے تو بجز اسکے کہ اُسکا غم بڑھ جاوے اور خوف زیادہ ہوجاوے اور کچھ متصور نہین مگر لوگون کا یہ حال ہر کہ گھاس سی کاٹتے چلے جاتے ہین خیال کرتے ہین تو مخارج حروف اور کسرہ اور ضمہ اور نصب پر کرتے ہین اور اشعار کی طرح پڑھتے ہین معانی کی طرف التفات کا قصد کبھی نہین کرتے نہ اسکے مضامین پر عمل کرین عالم کے واسطے اس سے زیادہ غرور اور خام خیالی کیا ہوگی یہانتک وہ جملے مذکور ہوے جو اللہ کے باب مین غرور و مغالطے کے لیے لوگ کہتے ہین اور رجا اور غرور کا فرق بھی بیان کردیا گیا اور اسی کے قریب غرور ان لوگون کا ہر جو طاعت و معصیت دونون کرتے ہین مگر معصیت زیادہ کرتے ہین اور توقع مغفرت کی رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارا نیکیون ہی کا پلہ جھکیگا گو بدی کے پلہ مین بدیان زیادہ ہون اور یہ نہایت جہالت ہر بعض لوگ چند درم حلال و حرام کے خیرات کرتے ہین اور جو کچھ مال مسلمانون کا اور شبہات کا لیتے ہین وہ اس خیرات سے بہت زیادہ ہوتا ہر اور شاید یہ خیرات بھی مسلمانون کے مال ہی مین سے ہو مگر انکو اسپر تکیہ ہوتا ہر اور یہ گمان ہر کہ اگر ہزار درم حرام کے پیدا کرین اور دس درم حرام سے یا حلال سے خیرات کردین تو یہ نیکی اور وہ بدی ساوی ہین اور یہ کیسی بڑی جہالت ہر اگر ایک پلے مین دس درم رکھین اور دوسرے مین ہزار اور دونون برابر ہوجاوین یا ہلکا پلہ بھاری کو اٹھا دے تو انکا قول بھی درست ہوسکتا ہر اور بعض یہ تصور کرتے ہین کہ ہماری نیکیان گناہون سے زیادہ ہین اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہر کہ وہ لوگ برائیون کی تو شمار نہین کرتے اور نہ اُنکی تلاش کرین مگر نیکی کرنے کو یاد رکھتے ہین مثلاً ایک شخص دن مین سو بار استغفر اللہ یا سبحان اللہ کہتا ہر پھر مسلمانون کی غیبت و ہتک کرتا ہر اور تمام دن ایسی ہی باتین بکتا رہتا ہر جنسے خداے تعالے خوش نہین اور ان باتون کو شمار نہین کرتا تو جب کہیگا یہی کہیگا کہ مین ایک تسبیح استغفار یا اور کلمے کی پڑھتا ہون اس بات سے غافل رہیگا کہ دن بھر کیا بکتا رہتا ہون اور اگر دن بھر کی لغو باتون کو لکھے تو ایک تسبیح سو گنی یا ہزار گنی ہوجاوین حالانکہ کرام کاتبین نے وہ سب لکھ لین ہین اور اللہ تعالے نے ہر کلمۂ لغو کے پیچھے عذاب کا وعید فرمایا ہر جیسا کہ ارشاد ہوا ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید اس شخص کو ہمیشہ اپنے تسبیح و تہلیل کے ثواب کی سوچ رہتی ہر اور اسپر التفات نہین کرتا کہ غیبت کرنے والون اور جھوٹون اور چغلخورون

اور منافقون کے عذاب مین کیا کچھ وارد ہی اور آفات زبان کے باعث کتنی خرابی بھگتنی پڑیگی یہ مغالطہ نہین تو کیا ہی اور یاد رکھو کہ کرام کاتبین اگر آدمی سے اپنے لکھنے کی مزدوری لیا کرتے اور تسبیح و تہلیل پر کچھ نہ لیتے تو اُسوقت اپنی ضروری باتون کو بھی نہ بولتا اور اب جن باتون کو مساوی تسبیح کے سمجھتا ہی اُنسے بھی زبان بند کرلیتا اس نظر سے کہ کہین مزدوری زیادہ نہ دینی پڑے تو بڑی شرم کی بات ہی کہ آدمی ایک دو پیسے کی بچاؤ کے واسطے تو احتیاط کرے اور جنت فردوس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے خوف سے کچھ احتیاط نہ کرے اگر سوچو تو بڑی ہی مصیبت ہی کیونکہ یہلو وہ کام کرنا پڑا کہ اگر اُسمین شک کرین تو کافر منکر ٹھہرتے ہین اور اگر اُسکی تصدیق کرتے ہین تو احمق اور مغرور ہوتے ہین تو جو شخص مضامین قرآنی کو سچ جانتا ہو اُسکے یہ عمل نہین ہوتے ہمکو خداے تعالے ناشکری اور کفران سے بچاوے اُسی کی ذات اس قابل ہی کہ اُس سے خوف اور حذر کیا جاوے جو دلون پر ایسی غفلت و غرور کو مسلط کرنے پر قادر ہی کہ باوجود قرآن جیسے احکام واضح کے ہم لوگون کو تنبیہ اور عبرت نہین ہوتی
اور جھوٹی آرزوون اور شیطان و نفس کے بہانون پر تکیہ کرکے مغرور بن رہے ہین

دوسرا بیان مغرورون کی چارون صنفون کے فرقون کا حال اور اُسمین چار فصلین ہین فصل اول

صنف اول یعنی اہل علم کے فرقون کا حال اُن مین سے ایک فرقہ وہ ہی جو علوم شرعی اور عقلی کو خوب سیکھتے ہین اور اُن مین تعمق اور شغل اتنا کرتے ہین کہ اعضاے ظاہری کے درپے مطلق نہین ہوتے ہین اور نہ اُنکو گناہون سے روکتے ہین اور نہ طاعت بجا لاتے ہین اُنکو اپنے علم کے باعث مغالطہ پڑگیا ہی اور اس خیال مین ہین کہ ہم خداے تعالے کے نزدیک ذی رتبہ ہین اور علم کے باعث ہم ایسے ہوگئے ہین کہ خداے تعالے ہم جیسون کو عذاب نہ دیگا بلکہ لوگون کے حق مین ہماری شفاعت سُنیگا اور ہمسے ہماری بزرگی کی جہت سے بازپرس گناہون اور خطایا کی نہ کرے گا اور واقع مین اُنکو دھوکا ہی اسلیے کہ اگر بنظر بصیرت دیکھین تو معلوم کرین کہ علم دو طرح کے ہین ایک علم مکاشفہ یعنی خدا کو اور اُسکے صفات کو پہچاننا جسکا نام اصطلاح مین معرفت ہی اور دوسرا علم معاملہ یعنی پہچاننا حلال اور حرام کا اور نفس کے اخلاق مذموم اور عمدہ کا اور کیفیت اُنکے علاج کی اور برے اخلاق سے بچانے کی تدبیر وغیرہ تو یہ دوسری قسم علم کی یعنی علم معاملہ اسی لیے تحصیل کرتے ہین کہ عمل ہو اور اگر ان علوم کی علت غائی عمل نہو تو یہ نکمے ہوتے اور جس علم سے کہ مقصود عمل ہوتا ہی وہ عمل ہی اُسکی قیمت ہی اُسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص کسی مرض مین مبتلا ہی اور اُسکی دوا ایک معجون مرکب چند اجزا سے ہی جسکو بجز طبیب حاذق کے اور کوئی نہین جانتا اور یہ شخص اپنے گھر سے طبیب کی تلاش مین نکلا اور اُسکو تلاش کرکے اُسکے پاس گیا طبیب نے اُسکو دوا بتلائی اور اُسکے سب اجزا کی قسم اور مقدار اور پیدا ہونے کی جگہ اور جہان سے ملتی ہی وہ مقام اور کیفیت اُنکے کوٹنے اور چھانتے کی اور ترکیب ملانے اور معجون بنانے کی سب مفصل بیان کردی مریض نے اُسکو سیکھ کر خوشخط نسخہ لکھ لیا اور اپنے گھر چلا آیا اور ہر روز اُسکو دیکھتا اور پڑھتا شروع کیا اور دوسرے بیمارون کو دیا مگر آپ کبھی بنا کر نہ کھایا تو بھلا اس امر سے اُسکی بیماری کچھ کم ہوجاویگی بلکہ اگر ہزار نسخے روز لکھے اور ہزار آدمیون کو بتلا دے جو سب کے سب شفا پاوین اور ایک رات مین ہزار بار پڑھ لیا کرے تب بھی کچھ اثر نہوگا اور بیماری مین کمی نہ پڑیگی ہان اگر کچھ پیسا خرچ کرکے دوا مول لے اور اُسکا معجون بناوے اور جسطرح استعمال سیکھا تھا ویسا ہی استعمال کرکے اور اُسکی تلخی پر صبر کرکے پرہیز مضر چیزون سے کرتا رہے اور وقت معینہ پر سب شرطون کے ساتھ کھاتا رہے تب توقع شفا کی ہوسکتی ہی اور اسمین بھی احتمال ہی کہ شفا نہو اور جب بالکل دوا نہ کھاوے اور سمجھے کہ شفا ہوجاویگی تو خام خیالی ہی اسیطرح جو عالم کہ علم فقہ اور احکام عبادات سیکھے اور خود عمل نہ کرے اور گناہون کو جان لے اور چھوڑنا نہ کرے اور اخلاق مذمومہ کا علم خوب پڑھے اور اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے اور نہ علم عمدہ اخلاق کا تحصیل کرے اور اُنکے ساتھ متصف نہو تو وہ مغرور ہی کیونکہ خداے تعالے فرماتا ہی قد افلح من زکاہا یہ نہین فرمایا کہ فلاح اُس شخص کو ہی جو نفس کے تزکیہ سے واقف ہو اور اُسکو لکھکر لوگون کو سکھلا دے یہان شیطان ایک اور دھوکا پیش کرتا ہی کہ اس مثال سے اور تحصیل علم سے کچھ سروکار نہین یہ تو صحیح ہی کہ دوا کا

جاننا مرض کو دور نہین کرتا اگر علم کی تحصیل قرب الٰہی اور ثواب کے لیے ہوتی ہو وہ علم سے حاصل ہو چنانچہ فضائل علم مین اخبار وارد ہین پس اگر آدمی بیچارہ بیہوش ہوا تو اس دھوکے مین آجاتا ہو کیونکہ یہ نفس کی مراد کے موافق ہو اور عمل چھوڑ بیٹھتا ہو اور اگر دانا صاحب تمیز ہوتا ہو تو شیطان کو یہ جواب دیتا ہو کہ تو مجھے فضائل علم کے یاد دلاتا ہو اور جو وعید کہ بدکار عالمون کے باب مین وارد ہو جو اپنے علم پر عمل نہین کرتے تم اسکو بھلائے دیتا ہو دیکھو تو خداے تعالے فرماتا ہو فمثلہ کمثل الکلب اور مثل الذین حملوا التوریۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا تو کتے اور گدھے کے مشابہ ہونے سے اور کونسی رسوائی بڑھکر ہو اور حدیث شریف مین ہو کہ جسکو علم زیادہ ہوا اور ہدایت زیادہ نہو وہ خدا یتعالیٰ سے دور ہی ہوجاتا ہو اور فرمایا کہ عالم دوزخ مین ڈالا جاویگا اور اسکی آنتین نکل پڑینگی اور جیسے گدھا چکی گھماتا ہو اسطرح انکو آگ مین چکر دیگا اور فرمایا سب مین برے لوگ عالم بے عمل ہین اور حضرت ابودردار رض فرماتے ہین کہ جاہل کو تو ایک ہی بار خرابی ہو کہ اسنے نہ پڑھا اگر خدا کی مرضی ہوتی تو پڑھ جاتا مگر عالم کی سات بار خرابی ہو یعنے اس جہت سے کہ اسکا علم اسپر حجت ہوگا اور یہ کہا جاویگا کہ اپنے علم سے کیا عمل کیا اور اللہ کی نعمت کا شکر کیسے ادا کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ سب لوگون سے زیادہ عذاب قیامت مین اس عالم کو ہوگا جسکو اپنے علم سے نفع نہوا ہو یعنی عمل نکیا ہو تو یہ روایات اور اور روایتین جو باب علم مین علماے آخرت کی علامات کے بیان مین ہمنے لکھی ہین حد شمار سے زیادہ ہین مگر اتنی بات ہو کہ یہ روایتین عالم بدکار کی مرضی کے موافق نہین اور فضائل علم اسکے مطلب کے ہین اسی لیے شیطان انکو انھین کی طرف جھکاتا ہو اور یہ نہایت مغالطہ ہو کیونکہ اگر عقل سے غور کرے تب تو اسکی مثال یہی ہو جو ہمنے لکھی ہو اور اگر ایمان کی راہ سے غور کرے تو جس شخص نے فضائل علم کی خبر دی ہو اسی نے علماے بے عمل کی برائی بھی کہی ہو اور یہ کہ انکا حال خدا کے نزدیک جاہلون کے حال سے بھی ابتر ہو تو پھر اس امر کا معتقد ہونا کہ مین خیر پر ہون باوجودیکہ بازپرس خداے تعالے کی بھی مجھی سے زیادہ ہو عین غرور ہو اور جو شخص علم مکاشفہ کا مدعی ہو کہ خدا یتعالے اور اسکے صفات و اسما کا علم رکھتا ہو اور عمل کا تارک ہو اور اوامر و نواہی کو بجا نہین لاتا اسکو بہت سخت مغالطہ ہو اور اسکی مثال ایسی ہو کہ کوئی شخص بادشاہ کی خدمت کرنی چاہے اور بادشاہ کو اور اسکے اخلاق و اوصاف و رنگ و شکل اور طول و عرض اور عادت و نشست کو جانے مگر یہ نہ معلوم کرے کہ بادشاہ کو کون سی چیز محبوب ہو اور کون سی مبغوض اور کس چیز سے خوش ہوتا ہو اور کس سے ناخوش یا ان باتون کو بھی جان لیا مگر اسکی ملازمت و خدمت کا جو ارادہ کیا تو ایسی باتین کین جو موجب اسکے غصہ کا ہوتی ہین اور لباس اور ہیئت اور حرکات و سکنات و گفتگو جو اسکو محبوب ہین ان سب سے عاری رہا جب بادشاہ کے سامنے گیا اور اسکا مقرب اور خاص ہونا چاہا اس ذریعے سے کہ مین بادشاہ کے نسب اور نام اور شہر اور صورت و شکل و عادت و سیاست اور معاملہ رعیت سے واقف ہون لیکن جو باتین کہ بادشاہ کو ناپسند تھین ان مین آلودہ رہا اور اسکی محبوب چیزون سے عاری تو مقرب و خاص بننا خیال خام ہو ہان اگر بالفرض یہ سب باتین نہ جانتا اور صرف بادشاہ کو اور اسکے محبوب اور مبغوض چیزون ہی کو پہچانتا تو البتہ مقرب اور خاص ہوجاتا اسیطرح جو شخص کہ تقوی مین کوتاہی کرتا ہو اور شہوات کی پیروی معلوم ہوتا ہو کہ اسنے خدا کی معرفت صرف براے نام جانی ہو پوست ہی پر ملتفت ہوا مغز کو چھوڑ دیا اسلیے کہ اگر خدا کو حق معرفت جانتا تو بیشک خوف خدا دل مین ہوتا اور تقوی کرتا یہ نہین ہوسکتا کہ کوئی عاقل آدمی شیر کو پہچانے اور پھر اس سے نہ ڈرے اور اللہ تعالے نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی کی کہ مجھ سے ایسا ڈر جیسا درندہ ضرر رسان سے ڈرتا ہو۔ البتہ بعض اوقات آدمی شیر کا نام اور رنگ اور شکل ہی جانتا ہو اور ڈرتا نہین تو اسنے اب تک گویا شیر کو پہچانا ہی نہین پس جو شخص کہ خداے تعالے کو پہچانتا ہو وہ یہ بھی جان لیتا ہو کہ اسکی صفت یہ بھی ہو کہ عالم کے لوگون کو تباہ کردے اور کچھ پروا نہ کرے اور یہ کہ اسکے قبضۂ قدرت مین انسان بھی ہو کہ اگر اسکو اور اس جیسے ہزارون کو ہلاک کردے یا ابدالآباد عذاب مین رکھے تو اسکی شان مین اس سے کچھ اثر نہوگا اور نہ اسکو کچھ رحم آویگا اور نہ افسوس ہوگا اور اسی لحاظ سے اسنے فرمایا ہو کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور شروع کتاب آسمانی زبور کا ہو کہ خوف خدا سب حکمتون کی جڑ ہو

اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ خوف خدا کے لیے علم کافی ہی اور اُسمین مغالطہ کھانے کے لیے جہل بس ہی اور ایک شخص نے حضرت حسن رح سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اُسکا جواب دیا اُسنے کہا کہ فقہا اسطرح نہین بیان کرتے آپنے فرمایا کہ تونے کبھی کوئی فقیہ دیکھا ہی فقیہ اُسکا نام ہی جو رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور دنیا کا تارک ہو اور ایک قول آپ ہی کا یہ بھی ہی کہ فقیہ وہ ہی کہ مدارات کرے اور کسی سے خصومت نہ کرے اور اللہ تعم کی حکمت کو پھیلاوے اگر کوئی اُسکی مانے تب بھی شکر کرے اور نہ مانے تب بھی شکر کرے اس سے معلوم ہوا کہ فقیہ وہی ہی جو اللہ تعالے کے اوامر و نواہی کو سیکھے اور اُسکے صفات مین سے یہ جانے کہ کون سی چیز اُسکو محبوب ہی اور کون سی اُسکے نزدیک مکروہ اور اُسی کا نام عالم ہی جسکو خدا بہتری دنیا چاہتا ہی اُسکو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہی اور جو ایسا نہو اُسکو مغرور سمجھنا چاہیے اور ایک فرقہ اور ہی جو علم و عمل دونون کرتے ہین یعنی ظاہر کی طاعات ادا کرے ہین اور گناہون کے تارک ہین مگر اپنے دلون کو نہین ٹٹولتے کہ اُنسے وہ صفات جو خدا کے نزدیک مذموم ہین مثل کبر اور حسد اور ریا اور طلب ریاست اور علو اور اپنے ہمسرون کو ایذا دینی اور شہرون اور بندون کے درمیان شہرت طلب کرنی وغیرہ نیست و نابود کرین اور بعضون کو تو اتنی بھی خبر نہین ہوتی کہ یہ صفات بُرے ہین اسی واسطے اُنکے مرتکب ہوتے ہین اور وہ کنارہ نہین کرتے اور اِن احادیث پر دھیان نہین دیتے کہ آپنے فرمایا کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہی اور جس شخص کے دل مین ذرہ بھر بھی کبر ہوگا وہ جنت مین نہ جاویگا اور حسد نیکیون کو ایسا کھاتی ہی جیسے آگ لکڑی کو اور محبت شرف اور مال کی نفاق ایسا بڑھاتی ہین جیسا پانی ساگ کو اور سوا اِن روایات کے اور بہت سی احادیث اخلاق مذمومہ کے باب مین وارد ہین جو ابواب مہلکات مین اوپر مذکور ہوئی ہین ان لوگون نے اپنے ظاہر کو تو بنا لیا مگر باطن کو بالکل بھول گیے ویسا ہی رہنے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یاد نہ کیا کہ خداے تعالے تمھاری صورتون اور مالون کو نہین دیکھتا بلکہ دلون اور اعمال کو دیکھتا ہی صرف اعمال کی تو خبر داری کی دلون کی نہ کی حالانکہ اصل دل ہی ہی اور نجات اُسی کی سلامتی پر منحصر ہی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور ان لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے گھورے کے اندر پختہ کنوان ہو کہ ظاہر مین تو چونہ وغیرہ سے آراستہ ہو مگر باطن مین بدبو ہو یا جیسے مردون کی قبرین کہ ظاہر مین خوب آراستہ رہتی ہین اور اُنکے اندر مردار ہین یا اندھیری کوٹھری جسکی چھت پر چراغ رکھا ہو کہ اوپر اوپر بہت چاندنا ہی مگر اندر کچھ نہین یا کوئی شخص بادشاہ کی ضیافت کے لیے دروازہ مکان کا تو خوب مزین کردے اور گھر کے اندر خس و خاشاک بھر ا رکھے تو ظاہر ہی کہ یہ ایک بڑی غلطی ہی اور اس سے بھی زیادہ قریب کی مثال یہ ہی کہ ایک شخص نے کھیت بویا اور کھیتی کے ساتھ گھاس بھی اُگ آیا جس سے کھیت بگڑ جاوے اُسکو کہا گیا کہ اگر تو کھیت نولاویگا اور اِس گھاس کو جڑ سے اُکھاڑ دیگا تو کھیت درست ہو جاویگا اُسنے جڑ سے تو نہ اُکھاڑا گھاس کی پتیان اور سر نوچنا شروع کیا اور جڑین مضبوط ہو تی گیئن اور پھوٹتی گیئن یہانتک کہ کھیت مین کچھ دانہ بھی ہی پیدا ہوا اسیطرح گناہون کی جڑین اخلاق ذمیمہ ہین جو دل کے اندر ہین اگر آدمی دل کو اُنسے صاف نہ کرے تو طاعات ظاہری سے پھل کیسے پاویگا بہت سی آفتون مین سے کچھ بچ رہے تو بچ رہے بلکہ ایسے شخص کی مثال یہ ہی کہ جیسے کسی کو خارش ہو اور طبیب نے اُسکو دوا ملنے کی اور پینے کی بتائی کہ ملنے کے باعث جلد کو فائدہ ہوگا اور پینے سے اُسکی جڑ جاتی رہیگی مریض نے صرف لگانے کی دوا پر قناعت کی اور پینے کی دوا نہ پی اور ایسی چیزین کھاتا رہا جس سے مادہ خارش زیادہ ہو تو اُسکی خارش کبھی نہ جاویگی گو کتنی ہی دوا ہر روز لگایا کرے کیونکہ جڑ تو اندر موجود ہی جب وہ جاوے تو یہ بھی جاوے اور ایک فرقہ اور ہی جو ان اخلاق باطنی کا علم بھی رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ شریعت کی رو سے یہ بُری ہین مگر چونکہ اپنے نفسون کو بڑا سمجھتے ہین اسلیے گمان کرتے ہین کہ ہم مین یہ باتین نہین اور ہم اللہ تعالے کے نزدیک ایسا رتبہ نہین رکھتے جو ہمکو ایسی چیزون سے آزماوے یہ چیزین عوام کے امتحان کی ہین نہ ہم جیسے عالمون کے امتحان کی پھر اگر ان لوگون سے آثار کبر اور ریاست اور شیخی اور شرف کے ظاہر ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ کبر نہین بلکہ دین کی عزت کی خواہش اور شرف

علم کا ظاہر کرنا اور خدا کے دین کو مدد دینی اور مخالفون کو اور بدعتیون کو زک دینی ہی اسلیے کہ اگر ہم گھٹیا کپڑا پہنین اور مجالس مین نیچی جگہ بیٹھین تو اعدائے دین ہنسینگے اور بدگوئی کرینگے اور ہماری ذلت کیا ہوگی گویا اسلام کی ہوگی اور اُن مغرورون کو یہ معلوم نہین کہ اُنکا دشمن تو واقع مین شیطان ہی جس سے خدائے تعالے نے ڈرایا ہی اور وہ اُنکی اُن حرکات پر خوب ہنستا ہی اور اُنکو مسخرہ بناتا ہی اور یہ بھی معلوم نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی نصرت کیسی کی تھی اور کافرون کو کیسی زک دی تھی اور آپ کے اصحاب کیا درجہ تواضع اور فروتنی کا رکھتے تھے اور فقر اور مسکنت پر کیسے قائم تھے یہانتک کہ جب شام مین حضرت عمر رضہ پر گھٹیا لباس کا اعتراض لوگون نے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم لوگون کو خدائے تعالے نے اسلام سے عزت دی ہی ہم دوسری چیز مین اپنی عزت کی خواہش نہین رکھتے پھر یہ فرقہ مغرور دین کی عزت عمدہ لباس اور باریک و حریری ریشمی کپڑون مین جو حرام ہین اور سواریون اور گھوڑون مین کہان سے طلب کرتا ہی اسیطرح اگر کسی کو اپنے ہمسرون مین سے یا اپنے مقابل کو جو اُسکی ادنی بات نہ مانے براہ حسد کچھ کہتا ہی تو یہ نہین جانتا کہ براہ حسد کہتا ہون بلکہ تاویل یون کرتا ہی کہ یہ غصہ خدا کے واسطے ہی اور منکر کا جواب یہ ہی جو عداوت اور ظلم سے امر حق کو نہین مانتا اور اپنے نفس پر حسد کا تو گمان ہی نہین کرتا تاکہ یہ بات بھی سوچے کہ اگر وہ عداوت والا کسی اور عالم کی برائی کرے یا اور کسی طرح کی اُنکے ساتھ ریاست وغیرہ مین مزاحمت کرے تب بھی مجھے ایسا ہی غصہ اور عداوت ہو جیسا اب ہی یا نہین تاکہ حسد اور غصے کا حال معلوم ہو کہ خدا کے واسطے ہی یا اپنے نفس کے واسطے لیکن اکثر یہی ہوتا ہی کہ جب کسی دوسرے عالم پر طعن ہوتا ہی تو اپنے آپ خوش ہوتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ اُسکا غصہ اور حسد خبث باطنی کی جہت سے ہی نہ خدا کے واسطے۔ اسیطرح جو شخص اپنے اعمال و علوم سے ریا کرتا ہی اور اُسکو وسوسہ ریا دل مین گذرتا ہی تو کہتا ہی کہ مین ریا تھوڑا ہی کرتا ہون میری غرض اظہار علم و عمل سے یہ ہی کہ لوگ میری اقتدا کرین اور اُنکو دین کی راہ ملے اور عذاب الٰہی سے چھوٹ جاوین اور اس مغرور کو یہ نہین سوجھتا کہ اگر واقع مین ایسا ہی ہوتا تو لوگ اگر کسی دوسرے عالم کی اقتدا کرین تب بھی مجھکو ایسا ہی خوش ہونا چاہیے جیسا اپنی اقتدا سے ہوتا ہون کیونکہ غرض تو لوگون کی بہتری سے ہی کسی کے ہاتھ پر ہو جیسے کسی کے بہت سے خادم بیمار ہون اور اُسکو اُنکا علاج کرانا منظور ہو تو اسمین کچھ فرق نہین ہوگا کہ اُنکا علاج یہ شخص کرے یا کوئی دوسرا کرے اور اسمین بھی شیطان ایک اور پیچ لگاتا ہی اور یون سوجھاتا ہی کہ جب لوگ میرے سبب سے ہدایت پاوینگے تو ثواب مجھکو ہوگا تو مین خوش ہون تو اپنے ثواب کی جہت سے خوش ہوتا ہون اسلیے نہین ہوتا کہ لوگ مجھے مانتے ہین یہ منصوبے اپنے نفس مین کرلیتا ہی حالانکہ خدائے تعالے کو دل کا حال خوب معلوم ہی کہ اگر اُس سے بالفرض کوئی نبی کہہ جاوے کہ تجھکو خاموش رہنے اور عالم کے خفیہ رکھنے مین بہ نسبت اظہار علم کے زیادہ تر ثواب ہی اور اُسکے ساتھ ہی اُسکو قید کرکے زنجیرون سے جکڑ دیا جاوے تو ضرور ایسے بہانے کریگا کہ قید خانے کو کسیطرح ڈھا کر اور زنجیرین تڑا کر اُسی جگہ جاوے جہان اُسکی وعظ و تدریس کے باعث اُسکی ریاست چلے۔ اسیطرح جو شخص بادشاہون کے پاس جاکر اُنسے دوستی پیدا کرتا ہی اور اُنکی ثنا کرتا ہی اور تواضع اور انکسار بجالاتا ہی جب اُسکو یہ بات دل مین گذرتی ہی کہ ظالم بادشاہون کے واسطے فروتنی حرام ہی تو شیطان اُسکو مغالطہ دیتا ہی کہ تیری تواضع اس قسم کی نہین یہ صورت تو جب ہی جب تجھے اُنکے مال کی طمع ہو تیری غرض تو یہ ہی کہ مسلمانون کی سفارش بادشاہ سے کرکے اُنپر سے ضرر دور کرے اور شر اعدا سے تو بھی بچا رہے اور خدا کو اُسکے دل کا حال خوب معلوم ہی کہ اُسکا مقصد یہ نہین جو دعوی کرتا ہی اگر یہی مراد ہوتی تو کوئی دوسرا شخص اگر بادشاہ کا مقرب ہوکر تمام مسلمانون کی سفارش کرتا اور اُسکی سفارش منظور ہوتی تو یہ شخص اُس سے نہ جلتا بلکہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جاوے تو کچھ عجب نہین کہ یہ شخص بادشاہ کے سامنے اُسپر جھوٹ لگادے اور اُسکے عیب بتاوے اور کیا کیا نہ کر گذرے اور بعضون کا غرور اس درجے کو پہونچتا ہی کہ بادشاہونکا مال لے لیتا ہی اور جب دھیان آتا ہی کہ یہ مال حرام ہی تو شیطان یہ سوجھاتا ہی کہ یہ مال لاوارث ہی اور وہ مسلمانون کی بہتری کے لیے ہوتا ہی اور تو مسلمانونکا امام اور عالم ہی تجھ سے دین قائم ہی تجھکو مقدار حاجت اسمین سے لے لینا درست ہی تو اس مغالطے سے تین باتون مین دھوکا کھاتا ہی اول تو اسمین کہ یہ مال لاوارث ہی اسلیے کہ صریح اُسکو معلوم ہی

کہ بادشاہ بطور خراج مال مسلمانون کا اپنی قلمرو سے لیتا ہی اور جن لوگون سے لیا ہی وہ خود زندہ ہین یا اُنکی اولاد و ورثہ موجود ہین غایت یہ کہ مثلاً دس آدمیون سے سو دینار لیے تھے وہ سب خلط ملط ہو گئے ہین تو اس مال کی حرمت مین کیا شبہہ ہی اسکو یہ سمجھنا کہ مال لاوارث ہی نہایت بیجا ہی بلکہ واجب ہی کہ اُنکے مالون کو دے دے گو ایک چیز دوسری مین مل گئی ہو دوسرا دھوکا اسمین یہ ہی کہ اپنے آپ کو دین کی بہتری اور قیام کا موجب سمجھا اسلیے کہ جو لوگ بادشاہون کے مال کو حلال جانتے ہین اور طلب دنیا کے راغب ہین اور ریاست پر متوجہ ہین اور آخرت سے روگردان وہ لوگ دین کے بگاڑنے والے ہین اور ایسے لوگون کی نسبت بہت زیادہ ہین جو دنیا مین زہد کر کے متوجہ الی اللہ ہون اس سے معلوم ہوا کہ ایسے عالم دین کے دجال اور باعث استحکام مذہب شیاطین ہین نہ امام و قوام دین متین اسلیے کہ دین کا امام وہی گنا جاتا ہی جسکی پیروی سے دنیا سے روگردانی حاصل ہو اور اللہ کی طرف توجہ کامل جیسے انبیا علیہم السلام اور صحابہ رضہ اور علما رسلف رح تھے اور دجال اُسکو کہتے ہین جس سے سب معاملات مذکورہ بالا اُلٹے ہون تو ایسا شخص جو خدا سے روگردان اور دنیا پر متوجہ ہو اگر دجال نہین تو کون ہی وہ اپنی دانست مین اپنے آپ کو دین کا ستون سمجھتا ہی اور شاید اُسکے مرنے سے لوگون کو زیادہ نفع ہو بہ نسبت حیات کے اور اُسی کی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمائی ہی کہ برا عالم ایسا ہی جیسے بہتے پانی کے مُنہ پر پتھر کہ نہ خود پانی جذب کرے نہ بہنے دے کہ اور کھیتون کو نفع ہو اور ہر چند اقسام غرور اہل علم کے اس آخر زمانے مین خارج از حد شمار ہین الا مشتے نمونہ از خروارے ہمنے تھوڑے سے لکھ دیے آور ایک فرقہ اور ہی جنھون نے علم بھی خوب پڑھا اور اعضا کو پاک و صاف کیا اور طاعات کو ادا کیا اور معصیت ظاہری سے بھی بچے اور اخلاق نفس اور اور صفات قلبی یعنی ریا اور حسد اور کبر وغیرہ کے درپے ہو کر اسمین کوشش کی کہ نفس ان اخلاق سے بری ہو جاوے اور اسی لیے دل مین سے اُن چیزون کی جڑین ظاہر کی کاٹ ڈالین مگر باوجود اسکے مغرور رہے یعنے دل کے کونون مین خفیہ مکر شیطانی اور فریب نفسانی ایسے رہ گئے جنکا معلوم کرنا بہت مشکل و دقیق تھا اُنکو اُنکی اطلاع ہوئی اسواسطے اُنکو ویسا ہی چھوڑ دیا اور ان لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی کھیت نولانا چاہے اور اسمین جا بجا پھر کر جہان جہان گھاس نظر آئے اُسکو جڑ سے اُکھاڑ دے مگر جن روئیدگی کے سر ابھی تک زمین سے نکلے ہی نہ تھے اور اُسنے خیال کر لیا کہ سب نکل آئے یا بعضے بہت ذرا ذرا سی سوئیان تھین کہ وہ گھاس کی جڑون مین پھوٹ کر زمین کے اندر ہی اندر پھیل گئی تھین اُسکی نظر مین نہ آئین تو اُسکو تو یہی خیال ہوگا کہ مین نے سب گھاس اُکھاڑ ڈالی حالانکہ وہان غفلت ہی غفلت مین نیچے نیچے اُن جڑون نے پھیل کر کھیتی کی جڑون کو بگاڑ دیا اسیطرح عالم بھی کبھی سب باتین کرتا ہی مگر خفیہ دقائق کی طرف توجہ نہین کرتا پس بعض عالم دن رات جاگتے ہین اور علوم کی جمع و ترتیب اور تحسین الفاظ اور تصنیفات کے لکھنے مین بسر اوقات کرتے ہین اور یہ جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض دین خدا کو ظاہر کرنا اور اُسکی شریعت کو پھیلانا ہی اور خفیہ باعث شاید یہ ہوتا ہی کہ اطراف مین ہمارا نام مشہور ہو اور لوگ سب طرف سے آ کر ہمت سے رجوع ہون اور زہد و ورع اور علم کی مدح و ثنا مین زبانین کھلین اور حاجات و اغراض مین لوگ ہمکو اپنے اوپر ترجیح دین اور استفادے کے واسطے گرد جمع رہین اور جب ہم اچھی طرح کسی بات کو بیان کرین تو وہ دل لگا کر سنین اور ہمکو مزا ملے یا جب ہماری گفتگو سنین تو اُسکی تصدیق کے واسطے سر ہلاوین یا رقت کرین یا اچنبھی مین ہو جاوین اور اس بات سے خوش ہونا کہ ہمارے توابع اور ساتھی اور مستفیدین بہت ہین اور سب ہمسرون مین ہمین کو یہ خاصیت حاصل ہی کہ علم و ورع اور زہد ظاہری سب ہم مین موجود ہین اور عامہ خلائق پر زبان طعن دراز کرنا نہ اس نظر سے کہ کچھ دین کی جہت سے درد کیا ہو بلکہ اپنے آپ کو خاص اور تہ دار سمجھ کر عوام کے عیب بیان کرنے اور رسوائے انکے اور ایسی ہی باتین اسباب خفیہ اُنکے علم و عمل کی ہو سکتی ہین اور ظاہر از ندگی اُس بیچارے مغرور کی در پردہ اُسی حکومت و امارت اور توقیر اور لوگون کی تعریف پر منحصر ہی اگر آدمیون کے دل اس سے پھر جاوین اور اُسکو کسی عمل کے ظاہر ہونے سے زاہد نہ سمجھین تو کیا عجب ہی کہ اسکا دل تشویش مین پڑے اور اُس سے ورد و وظیفہ بھی کچھ نہ بن پڑے اور ایک طرح کے حیلے اور بہانے سے اپنے نفس کا عذر بیان کرے اور اپنے عیب چھپانے کے واسطے جھوٹ بھی بول دے - اور کچھ

بعید نہین کہ جو شخص اُسکے زہد و تقوی کا معتقد ہو اُسکی تعظیم و توقیر زیادہ کرے گو جتنا اُسکا اعتقاد ہی اُتنا خود مین نہو اور اگر کوئی بے کم و کاست حسبِ قدر بر تقوی ہی اُسی قدر کا معتقد ہو تو اُس سے دل تنگ ہوتا ہی - اور بعض اوقات اپنے یارون مین سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہی اور اُسکی وجہ یہ جانتا ہی کہ چونکہ اُسکو فضل و ورع زیادہ ہی اسلیے اُسکی تعظیم زیادہ کرتا ہون حالانکہ وجہ اُسکی درحقیقت یہ ہوتی ہی کہ وہ شخص اطاعت و فرمانبرداری زیادہ کرتا ہی اور اُس سے کام بہت نکلتا ہی اور تعریف و توصیف زیادہ کرتا ہی خدمت کا زیادہ حریص ہوتا ہی یہین وجہ اُسکی تعظیم زیادہ ہوتی ہی - اور بعض اوقات جو آدمی عالم سے استفادہ کرتے ہین اور عمل کی رغبت پیدا ہوتی ہی تو عالم کو یہ گمان ہوتا ہی کہ یہ تاثیر میرے اخلاص اور صدق کی اور حق علم کے ادا کرنے کی ہی اور اسی گمان سے خدا کا شکر کرتا ہی کہ اُسنے میری زبان سے لوگون کو یہ فائدہ پہونچایا اور اِس امر کو باعث عفو گناہ اور کفارہ سیئات سمجھتا ہی اور ابھی تک اپنی نیت کی خبر نہین کہ درست ہی یا نہین اور ہو سکتا ہی کہ اگر ایسے ہی ثواب کا وعدہ اُسکو سنایا جاوے بشرطیکہ گمنامی اور گوشہ نشینی اور علم کا پوشیدہ رکھنا اختیار کرے تو اُسکی خواہش نہ کریگا کیونکہ اِس صورت مین لذت قبول اور لذت ریاست مفقود ہی اور شاید شیطان کا قول ایسے ہی شخصون پر درست ہی یعنے وہ کہتا ہی کہ بنی آدم مین سے جو اِس بات کا مدعی ہو کہ مین اپنے علم کے سبب شیطان سے پناہ مین ہوگیا تو وہ اپنی نادانی کے باعث میرے جال مین پڑگیا - اور کبھی عالم شخص تصنیف کتاب مین بہت کوشش کرتا ہی اور اِس خیال مین ہی کہ مین خدا ے تعالے کا علم جمع کرتا ہون تاکہ لوگون کو اُس سے فائدہ ہو حالانکہ واقع مین منظور یہ ہوتا ہی کہ تصنیف عمدہ کی جہت سے میرا نام ہوجاویگا اگر یہ غرض نہین تو پھر جو کوئی دوسرا شخص اُس کتاب مین سے اصل مصنف کا نام مٹاوے اور اپنا نام اُسکی جگہہ لکھ دیوے تو مصنف پر ناگوار کیون گذرتا ہی باوجودیکہ اُسکو یہ معلوم ہی کہ ثواب اُس سے استفادہ کا مجھی کو ہوگا اور خدا کے نزدیک بھی مین ہی مصنف ہون شخص مدعی اُسکا مصنف نہین ہی اور کبھی تصنیف مین آدمی اپنی تعریف صراحۃً بڑی لمبی چوڑی دعوی کے ساتھ ذکر کرتا ہی اور کبھی ضمناً تعریف اپنی کرتا ہی اس طرح کہ کسی دوسرے پر طعن و اعتراض کرتا ہی تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ اسکا مرتبہ دوسرے سے بڑھ کر ہی حالانکہ اعتراض اور طعن کی کچھ حاجت نہ تھی اور بعض اوقات اگر کسی کی عبارت مین کچھ غلطی فاحش پاتا ہی تو اپنی کتاب مین اُس عبارت کو مع نام عبارت لکھنے والے کے لکھتا ہی اور اگر عمدہ عبارت ہوئی تو بے نام لکھتا ہی تاکہ کوئی سمجھے کہ یہ عبارت خود مصنف کی ہی یا تو سب عبارت کو بعینہ چُرا کر درج کر دیتا ہی یا اُسمین کچھ تصرف و تبدل کرکے نقل کرتا ہی جیسے کوئی شخص کُرتہ چُرا کر اُسکی قبا بنوالے کہ چوری کا نہ معلوم ہو - اور کبھی اس باب مین کوشش کرتا ہی کہ الفاظ کتاب کے مزین اور مسجع ہون اور ترتیب بہت عمدہ ہو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ عبارت پوچ ہی اور اپنے گمان مین یہ سمجھتا ہی کہ اِس سے میری غرض حکمت کا رواج دینا اور اُسکا بنانا ہی تاکہ لوگون کو بہلا نافع ہو حالانکہ اُسکو یہ خبر نہین کہ بعض حکما نے تین سو ساٹھ جلدین حکمت مین لکھی تھین اُسوقت کے نبی کو حکم الٰہی ہوا کہ اُس سے کہدو کہ تونے اس کلام فضول سے تمام زمین بھر دی مین اُسمین سے کچھ بھی قبول نہین کرتا - اور بعض اوقات اِس قسم کے مغرور اگر جمع ہوتے ہین تو ہر ایک کو یہی گمان ہوتا ہی کہ میرا نفس عیوب قلبی اور خفیہ برائیون سے بچا ہوا ہی اور جب ایک دوسرے سے علحدہ ہوتے ہین اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ساتھیون کا ہو لیتا ہی تو ہر ایک اِس بات کو تاکتا ہی کہ میرے ساتھ آدمی بہت ہین یا دوسرے کے ساتھ اگر اپنے ساتھ والے بہت پاتا ہی تو خوش ہوتا ہی گو جانتا ہو کہ دوسرا شخص مجھسے زیادہ مستحق کثرت جماعت کا ہی پھر جدا ہو کر جب لوگون کو تعلیم کرنی شروع کرتے ہین تو غیرت و حسد آپس مین ہونے لگتی ہی اور اگر کوئی طالب علم مثلاً ایک عالم کے پاس آتا جاتا تھا اور اِس سے جُدا ہو کر دوسرے کے پاس پڑھنے کو جانے لگا تو اول کے دل پر نہایت شاق گذریگا پھر دل سے اُسکی کبھی خاطر نکریگا نہ اُسکی حاجت روائی کے لیے آمادہ ہوگا جیسے پہلے ہوتا تھا نہ اُسکی ثنا کیگا باوجودیکہ معلوم ہی کہ دوسرے عالم کے پاس بھی یہ طالب علم استفادہ ہی کے لیے جاتا ہی شاید اُس عالم کی جماعت مین رہنے سے اُسکا دینی نفع بہ نسبت جماعت پہلے عالم کے زیادہ ہو یا پہلے عالم کی جماعت مین کوئی آفت اُسکو معلوم ہوئی ہو غرضکہ نفرت اِس عالم کے دل سے نہین جاتی - اور جب کسی کو اُنمین سے حسد شروع ہوتی ہی اور اُسکو ظاہر نہین کرسکتا تو بہانہ کرکے اُسکے دین اور ورع مین طعنہ اور اعتراض کرتا ہی کہ کسی طرح اُسپر غصہ آوے اور جانتا ہی کہ یہ غصہ مین خدا کے دین کے واسطے کرتا ہون نہ اپنے نفس کے لیے

اور اگر محسود کے عیب اُسکے سامنے ذکر ہون تو اُنسے خوش ہوتا ہو اور اگر کوئی تعریف کرے تو اس سے ناخوش ہوتا ہی۔ اور بعض اوقات اُسکی برائی سُننے سے ترش رو ہوتا ہو کہ کوئی جانے کہ مسلمانون کی غیبت اُسکو اچھی نہین معلوم ہوتی اور باطن مین اُسکے عیوب سُننے سے راضی اور خواہش مند ہوتا ہی اور اللہ تعالےٰ اُسکو سچا جانتا ہی۔ حاصل یہ کہ اسطرح کی باتین خفیہ عیب مین داخل ہین جنکو بجز دانا لوگون کے اور کوئی نہین دریافت کرسکتا اور نہ بدون زبردستون کے کوئی بچ سکے ہم جیسے ضعیفون کو اُنسے بچنا بہت دشوار ہی مگر اتنی بات ہی کہ ادنیٰ درجہ آدمی کے لیے یہ ہی کہ اپنے عیوب کو پہچانے اور اُنکو برا سمجھکر اُنکی اصلاح مین کوشش کرے جب خداے تعالےٰ کسی انسان کی بہتری چاہتا ہی تو اُسکو اُسکے نفس کے عیب سوجھا دیتا ہی اور جو شخص اپنی نیکی سے خوش ہو اور بدی کو برا جانے تو توقع ہی کہ اُسکا حال اچھا ہو اور اُسکی اصلاح جلد ممکن ہی بہ نسبت اُس مغرور کے جو اپنے نفس کو پاک سمجھے اور اپنے علم وعمل سے خدا پر احسان جتاوے اور گمان کرے کہ سب لوگون سے بہتر مین ہی ہون خداے تعالےٰ ہمکو غفلت وغرور سے پناہ مین رکھے اور اِس بات سے بھی بچاوے کہ خفیہ عیب کو پہچان کر اُنکی اصلاح نہ کرین یہانتک بیان مغالطہ اُن لوگون کا تھا جنھون نے علوم ضروری کو حاصل کیا الا علم کی جہت سے عمل مین کوتاہی کی اب ہم اُن لوگون کا غرور لکھتے ہین جو علوم مین سے ایسے ہی علوم نافع ہین ضروری نہین اور علوم ضروریہ کو چھوڑ کر غیر ضروریہ ہی پر مغرور ہین یا تو اِس نظر سے کہ علم ضروری سے اپنے آپ کو بے پروا سمجھتے ہین یا اِس لحاظ سے کہ جو کچھ جانتے ہین وہ اسی علم غیر ضروری مین جانتے ہین انھین سے ایک فرقہ تو وہ ہی جو علم فتوی حکومات اور خصومات کا اور تفصیل معاملات دنیوی کی جو خلق مین جاری ہوتے ہین اُسی کو سیکھتے ہین اور فقہ کا نام خاص اسی علم کو دیتے ہین اور اُسکو علم مذہب کہتے ہین اور اُسکی تحصیل مین اکثر اعمال ظاہری اور باطنی کو ضائع کردیتے ہین نہ تو اعضاے ظاہری کے درپے ہون کہ اُنکی حفاظت کرین مثلاً زبان کو غیبت سے روکین اور پیٹ کو حرام سے اور پائون کو بادشاہون کے یہان جانے سے اسیطرح سب اعضا کو اُنکے اعمال بد سے بچاوین اور نہ دل کی حفاظت کرین کہ اُسکو کبر اور حسد اور ریا اور تمام مہلکات سے علحدہ کرین تو ایسے لوگ دو وجہ سے مغرور ہین اول باعتبار عمل کے دوم باعتبار علم کے عمل کے اعتبار سے تو وجہ غرور کی ہم پہلے لکھ چکے ہین اور یہ کہ ایسے لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بیمار نسخہ مرض کا لکھکر اُسکو پڑھنا اور لوگون کو بتانا شروع کرے بلکہ اُنکی مثال ایسی ہی جسکو علت بواسیر یا ہذیان کا روگ ہو اور اُسکے باعث قریب مرگ ہو جاوے اور حاجت اس مرض کے علاج اور دوا سیکھنے کی ہو اُسکی جگہ علاج استحاضہ کا سیکھے اور رات دن اُسی کو پڑھتا رہے باوجودیکہ جانتا ہی کہ مین مرد ہون مجھکو کبھی حیض یا استحاضہ نہوگا لیکن یہ خیال کرتا ہو کہ یہ بیماری اکثر عورتون کو ہوا کرتی ہی شاید کوئی مجھ سے علاج پوچھے اور یہ بڑی غلطی ہی اسیطرح فقیہ بیچارے پر بھی محبت دنیا اور اتباع شہوات اور حسد اور کبر اور ریا و تمام مہلکات غالب ہین اور کیا بعید ہی کہ موت تو بہ سے پہلے ہی آدباوے اور اُسکی تلافی نہ کرنے پاوے اور خدا سے ایسے حال مین ملے کہ وہ اُسپر ناراض ہو پھر اگر یہ شخص اُنکا علاج تو نہ کرے اور مسائل سلم اور اجارہ اور ظہار اور لعان اور جراحات اور دیات اور دعوی اور گواہ اور حیض کے سیکھے جنکی طرف کبھی اُسکو حاجت نہو اور اگر کسی دوسرے کو حاجت بھی ہو تو اور مفتی بہت ہین تو باوجود اسکے پھر ان مسائل کا سیکھنا اسی نظر سے ہی کہ اُسمین جاہ و ریاست اور مال حاصل ہوتا ہی اور شیطان نے اُسکو مغالطہ دے رکھا ہی مگر اُسکو خبر نہین کیونکہ یہ اپنے دل مین یہ گمان کرتا ہی کہ مین اپنے دین کے فرض مین مشغول ہون اور یہ نہین جانتا کہ اگر بالفرض اُسکی نیت بھی درست ہو اور جیسا کہتا ہی ویسا ہی ہو تب بھی فرض کفایہ مین مشغول ہونا اور فرض عین کو ادا نہ کرنا گناہ ہی اگر فقہ کو خدا ہی کے واسطے سیکھتا ہو تب بھی اپنے اعضاے ظاہری اور دل کے باب مین جو امور فرض عین ہین اُنسے غافل ہی اور غرور باعتبار علم کے یہ ہی کہ اُسنے صرف علم فتاوی کی تحصیل کیا اور اُسی کو علم دین جانا علم قرآن وحدیث کو نسیکھا بلکہ بعض اوقات محدثین پر اعتراض کرتا ہی کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہین اخبار کے ناقل ہین روایات کو یاد کرلیتے ہین اور نیز علم تہذیب اخلاق اور علم معرفت جنسے خدا کی جلال وعظمت معلوم ہوتی ہی اور مورث خوف وہیبت اور خشوع وسکنت کا ہوتا ہی اور تقوی اور احتیاط کا باعث

اسکو بھی ترک کر دیا اور ایسپر طرہ یہ ہی کہ بیخوف و مطمئن ہو کر خدا پر تکیہ ہی کہ خدا ہمپر ضرور ہی رحم کریگا کیونکہ ہم اسکے دین کے ستون ہین اور اگر ہم علم فتاوی نہ سیکھین تو حرام حلال کیسے معلوم ہون غرضکہ ایسا شخص علم مقصود وضروری کو چھوڑ دیتا ہی اور غلطی مین رہتا ہی وجہ اسکی غلطی کی یہ ہی کہ شرع مین تعریف اور تعظیم فقہ کی بہت سنی یہ نہ جانا کہ یہ کون سا فقہ ہی جس فقہ کی تعریف شرع مین ہی وہ وہ علم ہی جس سے خدا تعالی اور اسکے صفات کی جو باعث خوف ورجا ہین معرفت ہو اور اسکی علت غائی یہ ہی کہ دل ہمیشہ خائف رہے اور تقوی کیا کرے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون اس سے معلوم ہوا کہ فقہ سے وہی علم مراد ہی جس سے خوف حاصل ہو اور وہ علم یہ نہین ہو سکتا جسکو یہ مغرور فقہ سمجھا ہی اسواسطے کہ اس علم کا مقصود مالون کا بچانا اور شروط معاملات بجالانا اور مالون سے بدنون کا محفوظ رکھنا اور قتل وضرب کا دفع کرنا ہی حالانکہ مال خدا کی راہ مین صرف ذریعہ ہی اور بدن سواری اور علم مقصود یہ ہی کہ راہ سلوک کی معرفت ہو اور دل کی گھاٹیان جنکو صفات مذمومہ کہتے ہین طی ہو جاوین کیونکہ بندے کے اور خدا کے درمیان یہی صفات حاجب ہین اگر انھین مین ملوث مر جاویگا تو خدا تعالے سے محجوب رہیگا پس جو شخص صرف فقہ ہی پر اقتصار کرے اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی راہ حج مین چلنے کے عوض مشک اور موزہ سینے پر اکتفا کرے۔ ہر چند اگر یہ چیزین نہون تو حج نہایت دشوار ہی مگر صرف انھین پر اکتفا کرنے سے تو نہ حاجی ہو سکتا ہی نہ راہ حج مین ہو سکتا ہی اور ہمنے اسکی تفصیل باب علم مین لکھی ہی اور بعض لوگ ایسے عالمون مین سے صرف فقہ کے وہ مسائل جنہین خلاف ہی سیکھتے ہین اور سوائے تحصیل طریق مجادلہ اور الزام طرف مقابل اور ساکت کرنے مخالف کے اور غلبہ وفخر کے لیے امر حق کو نہ ماننے کی اور کوئی بات نہین سیکھتے انکو رات دن ارباب مذاہب کے جھگڑون اور اپنے ہمسرون کے عیوب کی تلاش رہتی ہی اور طرح طرح کے حیلے اور فقرے ایذا رسان ڈھونڈھتے رہتے ہین اس قسم کے لوگون کو انسان مین سے درندہ تصور کرنا چاہیے انکا مقصود حماقت ہی اور علم کا قصد صرف اسلیے کرتے ہین کہ اقران واشال پر فخر کے لیے کام آوے اور جس علم کی حاجت مباہات مین نہین دیکھتے ہین مثلاً علم قلب اور صفات مذمومہ کو مٹا کر انکی عوض صفات عمدہ کو حاصل کر کے راہ خدا پر چلنا ایسے علمون کو حقیر جانتے ہین اور انکا نام چکنی باتین اور واعظون کی گفتگو رکھ چھوڑا ہی علم تحقیق انکے نزدیک وہی ہی جس سے دو بحثنے والون کے جدال کی تفصیل معلوم ہو۔ یہ لوگ پہلے فرقہ اہل فتوی سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر ہین اسلیے کہ وہ فرض کفایہ تو کرتے تھے یہ لوگ جس علم مین مصروف ہین وہ تو فرض کفایہ بھی نہین بلکہ سب دقائق جدال کی فقہ مین بدعت ہین اکابر سلف سے منقول نہین باقی رہین دلیلین احکام کی سو وہ کتاب اللہ اور حدیث مین موجود ہین طریق مناظرہ اور اسکے حیلے سب بدعت ہین اور صرف اظہار غلبہ اور مخالف کے ساکت کرنے کے لیے ایجاد کیے گئے ہین تاکہ اصطلاح بحث ہو اکرے حاصل یہ کہ یہ فرقہ بھی مغرور ہی اور اسکا غرور اہل فتوی کی نسبت شدید اور قبیح ہی آور ایک فرقہ اور ہی جو علم کلام اور مناظرہ اسلیے پڑھتے ہین کہ اہل بدعت سے رطتے جھگڑتے رہین اور مخالفون کے جواب دین یہ لوگ ہمہ تن اسمین لگے رہتے ہین کہ مخالفین کے اعتراضات کو ڈھونڈھیے اور طریق مناظرے کا اور انکے ساکت کرنے کا سیکھیے اسی غرض کے واسطے بہت سے اقوال مختلف یاد کر لیتے ہین اور ایسے لوگون کے بہت سے فرقے ہین انکا اعتقاد یہ ہی کہ آدمی کا کوئی عمل بدون ایمان کے نہین ہوتا اور جب تک آدمی ہمارا مناظرہ نہ سیکھ لے اور علم کلام کی دلیلین ہر عقیدہ کی نہ جانے جب تک ایمان صحیح نہین ہوتا اور انکو یہ بھی گمان ہی کہ کوئی شخص ہمسے زیادہ خدائے تعالے کو نہین پہچانتا نہ اسکے صفات کا عارف ہی اور جو شخص ہمارے مذہب کا معتقد نہین اور ہمارا علم نہین جانتا وہ بے ایمان ہی اور ان مین کا ہر ایک فرقہ اپنی ہی طرف بلاتا ہی بہر حال اس قسم کے لوگ دو طرح کے ہین ایک گمراہ اور ایک حق پر گمراہ فرقہ تو وہ ہی جو خلاف حدیث کی طرف بلاتا ہی اور فرقہ محق وہ ہی جو سنت وحدیث کی طرف داعی ہی مگر غرور ومغالطہ دونون مین ہی فرقہ گمراہ مین تو اس جہت سے کہ اپنی گمراہی سے غافل رہے اور اپنے نفس کی نجات اسمین

سمجھتے رہے اور اسطرح کی بہت جماعتین ہین کہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہین اور وجہ انکی گمراہی کی یہ ہوئی کہ اُنھون نے اپنی راے کو متہم نہ جانا اور دلیلون کی شرائط اور انکا طریق اول معلوم نہ کیا اسی جہت سے جو دلیل واقع مین تھی اسکو شبہہ سمجھ لیا اور جو اصل مین شبہہ تھا اسکو دلیل مان لیا اور فرقہ محق کا غرور اس لحاظ سے ہو کہ اُنھون نے جدل اور بحث کو نہایت ضروری اور دین کی عمدہ ثواب کی چیزون مین سے جانا اور اس بات کے قائل ہوے کہ جب تک کوئی بحث وتلاش ہماری سی نہین کریگا تب تک اسکا دین پورا نہوگا اور یہ کہ جو شخص خدا اور رسول کو بدون کسی بحث ودلیل کے سچا جانے وہ مومن یا کامل الایمان نہین نہ خدا کے نزدیک مقرب اور اسی گمان فاسد سے اُنھون نے اپنی تمام عمر تحصیل جدل اور دفعالات اور مزخرفات اور اعتراضات اہل بدعت مین بسر کی اور نفسون اور دلون کی خبر نہ لی یہانتک کہ وہ ایسے اندھے ہوگئے کہ گناہ ظاہری اور خطاے باطنی کو نہ دیکھ سکے سبحان اللہ انکا یہ قول ہو کہ جدل وبحث مین مصروف رہنا افضل اور اولی ہی موجب قرب الٰہی ہو مگر چونکہ غلبہ اور ریا کی لذت اور مخالف کے الزام دینے کا مزا اور اپنی دانست مین حمایت دین خدا کی بڑائی دل مین سمائی ہوئی ہی تو اسیواسطے چشم بصیرت نہین ورنہ قرن اول کا حال دیکھتے کہ جنکی شان مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ یہ لوگ تمام خلق سے بہتر ہین اُنھون نے بہت سے اہل بدعت اور ہوا دیکھے مگر اپنی عمر اور دین کو نشانہ تیر خصومت وجدال نہ بنایا اور اپنے دلون اور اعضا کے تجسس ہی سے اس بحث وتکرار کی فرصت نہ ملی بلکہ کبھی گفتگو تک نہ کی ہان جسجگہ حاجت یا آثار قبول کے دیکھے وہان کچھ بقدر حاجت کہدیا جس سے گمراہ کو اپنی گمراہی معلوم ہوجاوے اور جب کسی گمراہ کو گمراہی پر اصرار کرتے دیکھا تو اُس سے روگردانی کی اور چھوڑ دیا اور خدا کے لیے اُس سے بغض رکھا یہ نہ کیا کہ اُس تمام عمر اسی مشت رکھی ہو بلکہ اکابر سلف کا قول ہو کہ سنت کی طرف بلانا امر حق ہو اور یہ بھی مسنون ہو کہ اس بلانے مین جدل نہ کیا جاوے چنانچہ ابو امامہ باہلی رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جس قوم کو ہدایت عنایت ہوتی ہی وہ گمراہ نہین ہوتی جب تک کہ جدل اُن مین نہ پیدا ہو۔ اور ایکروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رض کے پاس تشریف لائے تو وہ جھگڑے اور خصومت مین مصروف تھے آپ کو اسقدر غصہ ہوا کہ مارے غصہ کے منہ سُرخ ہوگیا گویا چہرہ مبارک مین انار کے دانون کی سُرخی دمکتی تھی اور اسوقت یہ فرمایا اَلِهٰذا بُعِثْتُم اَبِهٰذا

اُمِرْتُم اَن تَضرِبُوا كِتَابَ اللّٰهِ بَعضَهُ بِبَعضٍ اُنظُرُوا اِلیٰ مَا اُمِرْتُم بِهِ فَاعمَلُوا وَمَا نُهِيتُم عَنهُ فَانتَهُوا غرض صحابہ رض کو جدال سے منع فرمایا حالانکہ حجت اور جدال مین سب سے زیادہ بہتر تھے پھر اُنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ باوجودیکہ تمام اہل ملت والون پر مبعوث ہوئے تھے مگر کبھی کسی ملت والون کے پاس مجلس مجادلہ مین اسواسطے نہین بیٹھے کہ کسی کو الزام دیجیے یا ساکت کیجیے یا کسی حجت کی تحقیق یا کسی اعتراض کا جواب یا خود اپنی طرف سے اعتراض کیجیے البتہ اُنسے مجادلہ صرف تلاوت قرآن سے فرمایا جو اُن لوگون پر نازل ہوا تھا زیادہ بحث نہین کی کیونکہ زیادہ گفتگو سے اُنکا دل پریشان ہوتا اور طرح طرح کے اعتراضات وشک واقع ہوتے کہ پھر دل سے محو نہین ہوسکتے تھے اور یہ بات نہین کہ خدانخواستہ آپ اُنکے مجادلہ سے عاجز تھے اور قیاس کے دقائق سے ناواقف یا اپنے اصحاب رض کو کیفیت جدل والزام کی تعلیم نہ کرسکتے تھے مگر اصل یہ ہو کہ دانا اور اہل احتیاط مجادلے پہ فریفتہ نہین ہوتے انکا یہ قول تھا کہ اگر تمام روے زمین کے لوگ نجات پاوین اور ہم ہلاک ہون تو ہم انکی نجات سے ہین کیا فائدہ اور اگر ہم نجات پاوین اور وہ ہلاک ہوجائین تو ہمکو اُنکے ہلاک ہونے سے کچھ ضرر نہین اور ہمپر مجادلہ اتنا چاہیے جتنا صحابہ رض کو یہود ونصاریٰ سے اور دوسری ملت والون سے ہوا اُنھون نے کچھ اپنی تمام عمر اُنکی مجادلات کی تحریر مین ضائع نہین کی کہ ہم بھی ویسا ہی کرین اور اُس بات سے غافل رہین جو ہمارے فقر وفاقہ کے دن کام آوے علاوہ ازین جس بات مین کہ ہمسے غلطی کا بھی امکان ہو اور خطا سے مامون نہین اُسمین ہم کیون خوض کرین پھر ہم دیکھتے ہین کہ بدعتی کے ساتھ اگر بحث کرو تو وہ بحث کے باعث بدعت نہین چھوڑتا بلکہ تعصب اور خصومت سے اُسکی بدعت اور زیادہ بڑھ جاتی ہو اسصورت مین ہمکو اُن مخالفون کے ساتھ بحث وتکرار کی نسبت یہی بہتر ہو کہ اپنے نفس پر کوشش کرین اور اُسی سے بحث وتکرار رکھین تاکہ وہ دنیا کو آخرت کے واسطے چھوڑدے

اور یہ ایسے حال مین ہی کہ فرض کرلین کہ ہمکو جدل وخصومت سے ممانعت نہین ہوئی اور جس حال مین کہ ممانعت اُس سے وارد ہی تو جدال سے کسی کو سنت کی طرف بُلانا گویا ایک سنت کا تارک ہوکر دوسرے کا طالب ہونا ہی تو بطریق اولے ہمارے حق مین یہی بہتر ہی کہ اپنے نفس کے درپے ہوکر اُسکے صفات کو دیکھین کہ کون سی کو اللہ پسند کرتا ہی اور کسکو ناپسند پھر اُسکے محبوب صفات کو اختیار کرین اور مبغوض کے گردنہ پھرین اور ایک فرقہ اور ہی جو وعظ ونصیحت مین مصروف رہتے ہین اور اُن سب مین اعلیٰ رتبہ اُن لوگون کا ہی جو اخلاق نفس اور صفات قلبی یعنی خوف ورجا اور صبر وشکر اور توکل اور زہد اور یقین واخلاص وصدق وغیرہ کی خوبیان لوگون کو سُناتے ہین اور اُنکو یہ دھوکا ہی کہ از آنجا کہ ہم اُن صفات کو بیان کرتے ہین اور لوگون کو اُنکی تعلیم کرتے ہین تو ہم اول اِن صفات کے متصف ہین حالانکہ خدا کے نزدیک اُن مین اِن صفات کا وجود نہین ہوتا اور اگر تھوڑی بہت کوئی صفت ہو تو ہر ایک عام مسلمان مین بھی کچھ نہ کچھ تو ہوتی ہی اُنکو کیا ترجیح ہی مگر غرور اُنکا بڑا سخت ہی کیونکہ یہ اپنے نفس پر بہت عجب کرتے ہین اُنکو یہ گمان ہی کہ جتنا ہمنے جس علم مین تبحر اور استعداد پیدا کی اُتنی ہی وہ چیز ہم مین باعث کمال ہوئی مثلاً ہمنے محبت مین تبحر پیدا کیا تو محبت آلہی ہم مین ہوئی اور اخلاص کے دقائق کو سمجھا تو مخلص ہو گئے اور خفیہ عیب نفس کے پہچانتے تو اُنسے بری ہوے اور اگر ہم مقرب آلہی نہوتے تو خداے تعالےٰ ہمکو معنی قرب وبعد کے کیون بتاتا اور علم سلوک الی اللہ اور کیفیت اُس راستے کے منازل طے کرنے کی ہمکو کیون معلوم ہوتی غرض اسطرح کا عالم بیچارہ ایسے ایسے خیالات خام سے جانتا ہی کہ مین خائف ہون حالانکہ در اصل بیخوف ہی اور جانتا ہی کہ مین رجا رکھتا ہون اور اصل مین غرور رکھتا ہی اور اپنی دانست مین راضی بقضاے آلہی ہی مگر حقیقت مین نہین اور بزعم خود متوکل ہی لیکن واقع مین عزت وجاہ ومال واسباب پر تکیہ رکھتا ہی اور اپنے گمان مین مخلص ہی اور در واقع ریاکار ہی بلکہ اگر اخلاص کا وصف بیان کرتا ہی تو اثناے بیان مین اخلاص نہین کرتا اسیطرح ریا کا ذکر کرتا ہی تو وہ بھی خالی از ریا نہین ہوتا سو سطے کہ اُسکی مراد یہی ہی کہ لوگون کا میری طرف یہ اعتقاد ہو جاوے کہ اگر یہ شخص مخلص نہوتا تو اتنے دقائق ریا کے کہان سے سوجھتے اور زہد دنیا کا بیان بھی اسی لیے کرتا ہی کہ اپنے آپ شدت سے اُسکا حریص ہی غرضکہ بظاہر لوگون کو اللہ کی طرف بُلاتا ہی اور خود اُس سے بھاگتا ہی اور اورون کو خوف خدا دلاتا ہی آپ مامون ہی دوسرون کو یاد آلہی کو کہتا ہی خود بھولا ہوا ہی غیرون کو خدا سے قریب کرتا ہی اور اپنے آپ دور ہوتا ہی ترغیب اخلاص کی دیتا ہی اور خود غیر مخلص ہی صفات مذمومہ کی مذمت کرتا ہی اور اپنے آپ اُنسے موصوف ہی لوگون کو خلق سے روگردان کرتا ہی اور آپ سب سے زیادہ اُسکا حریص ہی جس جگہ بیٹھکر لوگون کو خدا کی طرف بُلاتا ہی اگر وہان کوئی نہ بیٹھنے دے تو جہان اُسپر باوجود وسعت کے تنگ ہو جاوے کہتا ہی کہ میری غرض خلق کی اصلاح ہی لیکن اگر کوئی اُسکا ہمسر ایسا ہو کہ خلق اُسکے پاس جاوے اور اُسکے ہاتھون بہتری کو پہونچے تو غم اور حسد کے مارے جل جاوے اور اگر اُسکے سامنے کوئی شخص کسی کی اُسکے ہمسرون مین سے تعریف کرے تو تمام خدائی سے اُسکو بُرا سمجھے تو اس قسم کے لوگون کو بڑا غرور ہی اور اُنکا آگاہ ہونا اور راہ راست پر آنا بھی دشوار ہی کیونکہ اچھے اخلاق کی ترغیب اور اخلاق بد کی نفرت جب ہوتی ہی جب اُن اخلاق کے آفات اور فوائد سے واقفیت ہو اور اُن لوگون کو اگرچہ اُنپر وقوف ہوا مگر مفید نہوا کیونکہ خلق کو راہ راست بتلانے کی محبت نے اُنکو عمل سے روک دیا پھر کس چیز سے اُنکا علاج کیا جاوے اور کون سی چیز سے اُنکو ڈرایا جاوے ڈرنے والی باتین تو وہ خود لوگون کے سامنے ذکر کرتے ہین مگر خود خوف نہین کرتے ہان اتنی بات ہو سکتی ہی کہ اُنکو جو دعویٰ ہی کہ ہم سب عمدہ اخلاق سے موصوف ہین تو اُسکا امتحان اُنکو تبلا دیا جاوے کہ اُسپر اپنے نفسون کا تجربہ کرلین وہ یہ ہی کہ مثلاً اُنکو دعویٰ محبت آلہی کا ہی تو سوچین کہ ہمنے خدا کی محبت کے باعث کون سی دنیا کی محبوب چیزین چھوڑ دین ہین اور خوف آلہی کا جو دعویٰ ہی اس خوف سے کون سی چیزون سے باز رہے ہین اور زہد کا جو دعویٰ ہی تو قدرت پاکر کون سی چیز خدا کے واسطے ترک کی ہی اور خدا کے ساتھ انس کا دعویٰ ہی تو بتادین کہ تنہائی کبھی اچھی معلوم ہوئی ہی اور خلق کے دیکھنے سے نفرت ہوئی ہی ان امور مین سے کچھ بھی نہین ہوا بلکہ جب مریدون کو حلقہ باندھے گرد دیکھتے ہین

تو دل مین حلاوت کامل پاتے ہین اور اگر تنہا ہو کر خدا کے واسطے بیٹھین تو وحشت ہوتی ہی اَب ہم پوچھتے ہین کہ کہین محب کو اپنے محبوب سے بھی وحشت ہوتی ہی اور اُسکے سوا دوسرون سے الفت ۔ حاصل یہ کہ دانا لوگ تو اپنے نفسون کا امتحان اِن صفات سے کرتے ہین اور طالب صفات حقیقی کے ہوتے ہین یہ نہین کہ صرف ظاہر کی بناوٹ پر قانع ہو جاوین بلکہ خدا سے عہد مستحکم کرتے ہین اور ظاہر و باطن یکسان کرتے ہین اور جو لوگ مغالطے مین ہین وہ اپنے نفسون کو اچھا جانتے ہین مگر قیامت کو حال کُھلیگا تب فضیحت ہونگے بلکہ دوزخ مین ڈالے جاوینگے اور اُنکی آنتین نکل پڑینگی اور اُنکو ایسی طرح چکر دینگے جیسا گدھا چکی پھراتا ہی چنانچہ اِس مضمون کی حدیث اوپر گذری اور یہ حال اسلیے ہوگا کہ خود در فضیحت و دیگرے را نصیحت کو اپنا دستور العمل کیا تھا اور وجہ اِن لوگون کے مغالطے کی یہ ہی کہ یہ لوگ اپنے دلون مین کسی قدر اصول اِن اشیا یعنی محبت و خوف خدا اور رضا بالقضا کے پاتے ہین اور پھر اُن امور مین منازل عالیہ کے بیان کرنے کی قوت بیانیہ اُن مین ہوتی ہی تو انکو یہی گمان ہوتا ہی کہ ہم جو مدارج محبت و خوف آلٰہی کے بیان کر سکتے ہین اور ہمکو خداے تعالےٰ نے اُنکا علم دیا ہی اور لوگون کو ہمارے کہنے سے نفع ہوتا ہی یہ سب اسی جہت سے ہین کہ ہم اُن اوصاف سے موصوف ہین اور اُنھون نے یہ نہ سمجھا کہ ماننا کلام کا ہوتا ہی اور کلام معرفت اور زبان کے جاری ہونے سے ہوتا ہی اور معرفت سیکھنے سے ہوتی ہی تو اِن باتون مین سے کسی سے یہ نہین لازم آتا کہ بولنے والا اُن صفات کے ساتھ موصوف بھی ہو اور عالم مسلمانون مین اور اسیطرح کے عالم مین کیا فرق ہی محبت و خوف نہ اُسمین صرف قدرت بیانی البتہ اِس عالم مین ہی اُس سے کام نہین چلتا بلکہ کیا عجب ہی کہ اِس قدرت کے باعث زیادہ تر بیخوف ہو اور خلق کی طرف میل ظاہر کرے اور دل مین محبت آلٰہی براے نام رہ جاوے اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بیمار مرض کو اور دوا کو اور صحت اور شفا کو بہت فصاحت سے بیان کر سکے کہ دوسرے مریض نہ کر سکین اور نہ اسباب و علامات صحت و مرض کے اور نہ درجات و اصناف مرض اور دوا کے بیان کر سکین یہ سب کچھ کہہ سکتا ہی تو اِس کہنے سے بیماری مین کیا فرق ہوگا جیسے اور بیمار رہین ویسا ہی یہ بھی ہی فرق صرف علم مین ہی کہ اصطلاحات طبی سے واقف ہی پس صرف صحت کی تعریف جانکر اپنے آپ کو تندرست سمجھنا عین جہالت ہی اسیطرح محبت و خوف آلٰہی اور توکل اور زہد اور سب صفات کا جاننا اور چیز ہی اور اُنکے ساتھ متصف ہونا اور چیز جو اِن دونون کو ایک سمجھے وہ بڑی غلطی مین ہی ۔ یہ حال اُن واعظون کا ہی جنکے بیان مین کچھ عیب نہین یعنی طریق اُنکے وعظ کا ایسا ہی ہی جیسا قرآن و حدیث اور حضرت حسن بصری رح وغیرہم کے وعظ کا ڈھنگ ہی اور ایک فرقہ اور ہی جنھون نے واعظ کے طریق واجبی سے عدول کیا ہی اور اب کے سب واعظ اسیطرح کے ہین شاذ و نادر جنکو خداے تعالےٰ نے بچایا ہی ایسے ہون مگر ہم کسی کو نہین جانتے شاید اطراف بلاد مین کہین ہون اِس قسم کے واعظون کا یہ دستور ہی کہ لوگون کو اجنبی بات سُنانے کے واسطے بہت سی جھوٹی سچی باتین بے سر و پا اور ایسے کلمات جو قانون عقل و شرع سے خارج ہون بیان کرتے ہین اور بعض لوگ الفاظ مزین اور مسجع کہتے ہین اور دلیل مین اشعار وصال اور فراق کے پڑھتے ہین اِس غرض سے کہ اُنکی وعظ مین لوگ بہت سا چیخین اور حال کرین گو اغراض فاسدہ ہی کے لیے ہو تو ایسے لوگ انسانون مین شیطان ہین خود بھی گمراہ ہوے اور اورون کو بھی گمراہ کیا سیدھا راستہ چھوڑ دیا پہلے فرقے نے گو اپنے نفسون کی اصلاح نہ کی تھی دوسرون کی تو اصلاح کی تھی وعظ اور کلام صحیح صحیح بیان کیا تھا یہ لوگ تو خلق کی راہ مارتے ہین کہ اُنکو بھی اللہ پر مغرور کیے دیتے ہین اور اِسکا نام رجا بتلاتے ہین اُنکے وعظ سے خلق کو زیادہ تر جرأت گناہون کی ہوتی ہی اور دنیا کی رغبت بڑھتی ہی خصوص اُس حال مین کہ واعظ اچھے کپڑے اور سواری وغیرہ سے آراستہ ہو کیونکہ اِس صورت مین اُسکی ہیئت سراپا دلیل ہی اِس بات کی کہ شدت سے حرص دنیاوی رکھتا ہی تو یہ مغرور جتنی خرابی اپنے وعظ سے کرتا ہی وہ اصلاح کی نسبت زیادہ ہی بلکہ بتامل دیکھو تو اصلاح کچھ بھی نہین بہتون کو گمراہی کرتا ہی اور وجہ اُسکے مغرور ہونے کی ظاہر ہی اور ایک فرقہ اور ہی جو صرف زاہدون کے کلام اور اُنکے اقوال مذمت دنیا مین جون کے تون یاد کر لیتے ہین اور بدون اُنکے معنے سمجھنے کے اورون سے کہتے ہین بعضے تو منبرون پر چڑھ کر بیان کرتے ہین اور بعضے مسجدون مین اور بعضے بازارون مین اپنے

ساتھیون کو سُناتے ہین اور اُن مین سے ہر ایک کو یہی گمان ہی کہ جب ہم مین اور بازاریون اور سپاہیون مین اتنا فرق ہو گیا کہ ہکو یہ اقوال زاہدون اور اہل دین کے یاد ہین اور ان دونون کو نہین تو اسقدر سے ہمارا مطلب حاصل ہی اور مغفرت الٰہی ہمارے حال کے شامل اور عذاب اخروی سے بھی مامون رہینگے گو اپنے ظاہر و باطن کو گناہ سے نہ بچا دین غرضکہ نجات کے واسطے اُنکے نزدیک یاد کرنا کلام اہل دین کا کافی ہی اور اس فرقے کا غرور اس سے پہلے فرقے کی نسبت بھی ظاہر تر ہی اور ایک فرقہ اور ہی جو اپنے اوقات علم حدیث کے سننے اور بہت سے روایات کے جمع کرنے اور اونچے اونچے اسناد کی جستجو کرنے مین بسر کرتے ہین ایسے عالم کی ہمت اسی مین مصروف رہتی ہی کہ شہرون مین گشت کرے اور بہت سے محدثین سے استفادہ کرے تاکہ یہ کہہ سکے کہ مجکو روایت فلان فلان شخص سے ہی اور جو سند میرے پاس ہی وہ اور کسی کے پاس نہین ان لوگون کا مغالطہ کئی وجہ سے ہی ایک تو یہ کہ ان لوگون کا حال ایسا ہی جیسا کہ کوئی کتابین اپنی بغل مین لیے پھرے کہ لیے پھرنے سے کچھ عالم نہین ہو جاتا اسیطرح یہ لوگ بھی معانی سنت کی طرف اپنی توجہ نہین کرتے بجز نقل کے اور کچھ نہین جانتے اور بزعم خود اسی قدر کو کافی سمجھتے ہین حالانکہ اُنکا علم ناقص ہی دوسری وجہ یہ کہ جب معانی حدیث کے نہ سمجھینگے تو اُسپر عمل کیسے کرینگے اور بعضے احادیث کو سمجھتے بھی ہین اور عمل نہین کرتے تیسری وجہ یہ کہ اس بہانے سے وہ علم جو اُنپر فرض عین ہی یعنے معرفت علاج قلب کی اُسکو چھوڑ دیتے ہین اور سندون کی کثرت کرنے اور اُنہین سے اونچی سند کی تحصیل مین مصروف رہتے ہین حالانکہ اُن ہین[1] اُنکو کسی چیز کی حاجت نہین چوتھی وجہ جسپر کہ اس زمانے کے لوگ کرتے ہین یہ ہی کہ حدیث شریف کے سننے کے لیے جو جو شرط چاہیے اُسکو بھی بجا نہین لاتے اور یہ امر ضروری ہی اسواسطے کہ صرف سننے سے اور کوئی فائدہ نہین تو الفاظ حدیث کے معین ہونے کا تو فائدہ ہی جب الفاظ معین ہو جاوین تب اُس کے معنی سمجھ مین آتے ہین اور سمجھنے کے بعد عمل ہوتا ہی اسیطرح بترتیب پانچ چیزین ہوتی ہین اول سننا پھر سمجھنا پھر یاد کرنا پھر عمل کرنا پھر اُسکو دوسرون مین منتشر کرنا۔ ان لوگون نے ان پانچ باتون مین سے صرف سننے پر قناعت کی اور سننا بھی جیسا چاہیے ویسا نہ کیا مثلاً کوئی لڑکا کسی شیخ کی مجلس مین حاضر ہو کہ وہان درس حدیث کا ہو رہا ہی اور اُستاد تو سوتے ہین لڑکا جدا کھیل مین مصروف ہی باوجود اسکے اُس لڑکے کو سند حدیث کے سننے کی ملجاتی ہی جب وہ بڑا ہوتا ہی تو اس بات کے درپے ہوتا ہی کہ کوئی مجھسے آکر سُنے اور اگر کوئی بالغ مجلس حدیث مین جاتا ہی تو وہ بھی اکثر غافل ہو کر کان نہین دھرتا خواہ باتین کرنے لگتا ہی یا لکھنے مین مشغول ہوتا ہی یہانتک کہ اُستاد جو حدیث بیان کر رہا ہی اگر کچھ الفاظ مین تغیر یا تصحیف کر دے تو اُسکو خبر بھی نہو اور نہ اُسکو پہچانے اور یہ سب باتین غرور و جہالت کی ہین اسلیے کہ اصل حدیث کے باب مین یہ ہی کہ اُسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنے اور جیسا سنے ویسا یاد رکھے اور جسطرح یاد ہو اُسیطرح روایت کرے یعنے روایت بعد حفظ کے ہوتی ہی اور حفظ بعد سننے کے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا نہو سکے تو صحابہ یا تابعین سے سُنے اُنسے سننا بھی ایسا ہی جیسا آنحضرت سے یعنے غرض سننے سے یاد کرنا ہی تاکہ جون کی تون دوسرون سے بیان کرے اور یاد کرنا بھی اسیطور پر ہو کہ جیسا سُنا ویسا ہی یاد کیا یہانتک کہ ایک حرف کی تبدیل نہونے پاوے اور اگر کوئی شخص اُسمین کچھ تبدیل کر دے یا خطا کرے تو حفظ کرنے والے کو اُسکی غلطی معلوم ہو جاوے پھر حفظ حدیث کے دو طور ہین ایک تو یہ کہ دل ہی دل مین ہمیشہ یاد کرے اور دہرالیا کرے جیسے اپنے اور روزمرہ کے حالات مین کان پڑی باتین یاد کر لیتے ہین دوسرے یہ کہ جیسا سنے ویسا لکھ لیوے اور نہایت صحت کے ساتھ لکھے اور اس نوشتہ کی حفاظت کرے کہ کسی دوسرے کا ہاتھ اُسکو نہ لگے اور حفاظت خواہ اپنے ساتھ رکھنے سے یا اپنی تحویل مین رکھنے سے کرے کیونکہ اگر دوسرے کے ہاتھ وہ کتاب پڑیگی کیا عجب ہی کہ اُسمین کچھ تغیر ہو جاوے اور چونکہ خود اسکی حفاظت نہین کی تھی تو یہ معلوم بھی نہوگا کہ کسی دوسرے نے اسمین کچھ بدل دیا غرض حفظ حدیث کی یہی دو صورتین ہین یا تو دل مین محفوظ ہو یا کتاب مین لکھی ہوتی ہو کہ جب اُسکو دیکھین تو جو کچھ اُستاد سے سنا ہی اُسکا دھیان آجاوے اور اُسمین تبدیل و تحریف کا خوف نہ رہے پس

جس صورت مین کہ مثلاً تمنے حدیث نہ دل مین یاد کی نہ کتاب مین لکھی اور صرف ایک مبہم آواز کان مین ڈالکر اُستاد کے پاس سے مفارقت کی اور اتفاقاً اُسی اُستاد کی وہی کتاب حدیث کہین نظر پڑی جسمین احتمال ہو کہ شاید کچھ تبدیل ہوگئی ہو یا تمنے اور روایت سنی ہو اور اُسمین دوسری طرح ہو تو تم یہ نہین کہہ سکتے کہ ہمنے یہ کتاب اُستاد سے پڑھی ہو کیونکہ تمکو یہ تو معلوم ہی نہین کہ جو کچھ تمنے سُنا ہو وہ اس کتاب کے موافق ہو یا مخالف شاید تمھارا سننا اُس سے ایک ہی دو کلمے مین مختلف ہو بہر صورت تمھارے پاس کوئی قطعی دلیل نہین جس سے اختلاف پہچان سکو یا قطعی پڑھنا ثابت کرو کیونکہ نہ خود تمکو دل مین یاد ہو نہ تمنے اُستاد کا مقولہ صحیح صحیح لکھ رکھا ہے تو بدون ان دونون باتون کے کیسے کہہ سکتے ہو کہ مین نے یہی سُنا ہو حالانکہ خداے تعالیٰ فرماتا ہو وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس زمانے مین مدعی ہین کہ ہمنے فلانی کتاب فلان اُستاد سے پڑھی ہو اگر اُن مین یہ شرط مذکورہ بالا موجود نہین تو اُنکا دعویٰ جھوٹ ہو اور کمتر درجہ سننے کی شرط کا یہ ہو کہ تمام و کمال کتاب کان پر اسی طرح گذرے جو کچھ یاد بھی ہوتی جاوے کہ اگر بالفرض اُسمین کچھ تبدیل ہو تو فوراً معلوم کرلے اور جب یہ صورت جواز کی نکلی کہ خواہ لڑکا ہو یا غافل یا سوتا یا لکھتا سب کے سب پڑھنے مین داخل کیے جاوین تو یہ بھی درست ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شیر خوار یا مجنون مجلس حدیث مین ہو تو اُسکا سننا بھی معتبر چاہیے بالغ ہونے کے بعد خواہ ہوش مین آنے کے پیچھے اُنسے اور لوگ سند کرین حالانکہ یہ امر سبکے نزدیک ناجائز ہو اُسکا جواب اگر کوئی یہ کہے کہ شیر خوار تو بات کو نہ سمجھتا ہو اور نہ یاد کرتا ہو اسیلیے اُسکا سننا بھی معتبر نہین تو ہم کہتے ہین کہ جو لڑکا کھیل رہا ہو اور غافل آدمی جو لکھنے مین مشغول ہو وہ کب سمجھتا اور یاد کرتا ہو اور اگر کوئی جاہل جرأت کرکے کہے کہ شیر خوار لڑکے کا سننا بھی جائز ہو تو اُسکے الزام کو کہنا چاہیے کہ پھر پیٹ کے بچے کا سننا بھی معتبر ہونا چاہیے اور اگر وہ یہ فرق نکالے کہ پیٹ کا بچہ آواز نہین سنتا اور شیر خوار سنتا ہے تو یہ فرق مفید نہین اسواسطے کہ غرض تو بیان حدیث سے ہو کچھ آواز کے سننے سے نہین دوسرون سے جب کہیگا جب حدیث نقل کریگا آواز کی سماعت سے کچھ سروکار نہین اسطرح کے سننے والے کو چاہیے کہ جب بالغ ہو تو اتنی ہی بات کہے کہ مین نے بڑا ہو کر یون سُنا ہو کہ لڑکپن مین ایک ایسی مجلس مین حاضر ہوا تھا جسمین حدیث ہوا کرتی تھی اور اُسکی آواز مجھکو پہونچتی تھی مگر مین نہین جانتا کہ وہ کیا تھی تو اسمین تو شک نہین کہ سب کے نزدیک اسطرح کی روایت ناجائز ہو اور جسقدر اسمین کچھ زیادتی کریگا وہ صریح جھوٹ ہوگا - اور اگر بالفرض کسی ترکی شخص کا حدیث سننا جائز ہو جو عربی سے محض ناواقف ہو تب البتہ سننا طفل شیر خوار کا بھی معتبر ہو سکتا ہو کہ صوت مبہم دونون کو پہونچتی ہو اور یہ نہایت جہل ہو علاوہ ازین ماخذ سماع کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ آپ فرماتے ہین نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا اب ہم پوچھتے ہین کہ جس شخص کو یہ خبر نہین کہ کیا سنا ہو وہ ادا کسطرح کریگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی غلطی ہو اور اسمین اس زمانے کے لوگ مبتلا ہین اگر لوگ احتیاط و جستجو کرین تو ایسے ہی شیخ ملینگے جنھون نے لڑکپن مین ایسی ہی غفلت کے ساتھ حدیث کو سُنا ہوگا مگر چونکہ محدثین کو جاہ و قبول اسمین حاصل ہو اسواسطے بیچارون کو یہ ڈر ہو کہ سننے مین یہ شرط لگانے سے کہین حلقہ کم نہو جاوے اور جاہ مین خلل پڑے اور نیز حدثین جو اس شرط سے سُنی ہونگی وہ بھی کم ہو جاوینگی بلکہ کیا عجب ہو کہ اسطرح کی کوئی بھی نہ نکلے تو فضیحت ہونا پڑے اسواسطے یہ اصطلاح ٹھہرالی کہ حدیث کے سننے مین صرف یہی شرط ہو کہ آواز سنے گو یہ نہ سمجھتا ہو کہ اسمین کیا بیان ہو حالانکہ اس باب مین اُنکا قول معتبر نہین کیونکہ سماع کی تعریف داخل اُنکے علم مین نہین یہ امر متعلق علماے اصول فقہ سے ہو ہمنے جو شرائط لکھے ہین وہ اصول فقہ کے قانون کے بموجب صحیح ہین غرض یہ کہ اُن لوگون کا مغالطہ یہ ہو اور اگر بالفرض احادیث کو شرائط کے ساتھ ہی سیکھین تب بھی مغرور ہین اسلیے کہ صرف حدیث کے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہین اور روایات کے جمع کرنے مین عمر ضائع کرکے ضروریات دین اور معرفت معانی حدیث سے غافل رہتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ مقصود علم حدیث سے بھی سلوک راہ آخرت ہو اور کیا عجب ہو کہ اسکے لیے ایک ہی حدیث عمر بھر کو کافی ہو چنانچہ بعض اکابر سے مروی ہو کہ وہ ایک مجلس حدیث مین حاضر ہوے اول حدیث جو شیخ نے پڑھی یہ تھی مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ

ترکہ مالایعنیہ وہ بزرگ اس حدیث کو سنکر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ مجھے اسی قدر کافی ہو پہلے اتنا ہو لون تو دوسری سنونگا پس جو لوگ غرور سے بھاگتے ہین ا نکا سننا ایسا ہوتا ہی اور ایک فرقہ اور ہو جو علم نحو اور شعر اور لغت مین مشغول ہو کر مغالطے مین پڑے اور اپنی دانست مین مغفور ہین اور دلیل یہ پیش کرتے ہین کہ دین کا مدار کتاب اللہ اور حدیث پر ہو اور ان دونون کا مدار علم نحو اور لغت پر ہو اسی وجہ سے اپنی عمر دقائق اور نحو اور فن شعر اور معرفت لغت مین تلف کرتے ہین اور اُنکی مثال ایسی ہو جیسے کوئی اپنی تمام عمر خوشخطی کی تحصیل مین ضائع کرے اور کہے کہ علوم چونکہ بدون لکھے یاد نہین رہتے اسواسطے لکھنا اچھی طرح سیکھنا اور خوشخط ہونا ضروری ہو اور اگر عقل ہو جانے کہ اصل خط اور املا ضروری کا سیکھنا کافی ہو اسقدر چاہیے کہ پڑھا جاے اور زیادہ مقدار کافی سے تجاوز کرتا ہو اسی طرح ادیب بھی اگر تامل کرے تو جان لے کہ لغت عربی مثل لغت ترکی کے ہو جو اپنی عمر لغت عربی کی تحقیق مین ضایع کرے وہ ایسا ہو جیسے وہ شخص جو لغت ترکی خواہ ہندی کی تحقیق مین دن تلف کرے فرق صرف اتنا ہو کہ احکام شریعت زبان عربی مین ہین تو عربی کے لغت کا اتنا ہی علم کافی ہو جس سے احادیث و قرآن کے الفاظ معلوم ہو جاوین اور اُسی قدر نحو کا سیکھنا بھی کافی ہو جس سے حدیث و قرآن کے معنی کو تعلق ہو الا اگر اسمین اتنا تعمق اور مشغولی کرے کہ کسی حد پر بس نہ کرے تو محض فضول ہو جسکی کچھ حاجت نہین۔ پھر اگر انھین علوم پر اکتفا کرکے معانی و احکام شرعی سے باز رہے اور عمل نہ کرے تو شدت سے مغرور ہو اور اُسکی مثال ایسی ہو جیسے کوئی شخص اپنی عمر صرف قرآن کے مخارج حروف کی تصحیح مین بسر کرے اور اسی پر کفایت کرے تو ظاہر ہو کہ یہ غلطی ہی ہو اسلیے کہ مقصود حروف سے معانی ہین حروف بمنزلہ ظروف اور آلہ کے ہین پس جس شخص کو دفع صفرا کے لیے سکنجبین پینے کی حاجت ہو اور وہ اپنی عمر اس پیالے کی درستی مین صرف کرے جسمین پینا منظور ہو تو ایسا شخص مغرور و جاہل ہو اسیطرح اہل نحو اور لغت والون اور ادیبون اور قاریون کا غرور سمجھنا چاہیے اگر وہ ان علوم مین ایسے مستغرق ہون کہ جو علوم اُنپر فرض عین ہین اُنکو نہ سیکھین خلاصہ یہ کہ سب مین عمدہ مغز تو عمل ہو اور عمل کا جاننا بمنزلہ پوست کے ہو اور یہ بھی باعتبار اور چیز کے جو اُسکے اوپر ہو مغز ہو یعنے معرفت عمل کے اوپر کا پوست الفاظ کا سننا اور اسیطرح یاد کرنا ہو اور یہ بھی باعتبار اپنے اوپر کی چیز کے مغز ہو اور اپنے اندر کی چیز کے پوست ہو اسکے اوپر کی چیز معرفت علم لغت و نحو ہو اور سب سے اوپر کا پوست مخارج حروف ہین اور جو شخص کہ ان پوستون مین سے کسی پر قانع ہو وہ مغرور ہو لیکن اگر ان پوستون کو ذریعہ اور سیڑھی نیل مرام کی سمجھے اور ہر ڈنڈے پر بقدر حاجت چڑھ کر آگے بڑھ جاوے یہانتک کہ مغز عمل اور اصل مقصود کو پہونچ جاوے تو ایسا شخص اپنے دل اور جوارح سے واقع مین حقیقت عمل کا طالب ہو اور نفس سے بھی یہی کام لیتا ہو اور اعمال کی درستی اور اُنکو آمیزش آفات سے صاف کرنے مین عمر بسر کرتا ہو اور تمام علوم شرعیہ مین مخدوم اور مقصود بھی یہی بات ہو اور سب علوم اسکے خادم اور وسیلے اور پوست اور منازل ہین اور جو شخص مقصد تک نہین پہونچا وہ نقصان مین ہو خواہ پاس کی منزل مین ہو یا دور کی اور چونکہ یہ علوم متعلق علوم شرعیہ سے ہین اسواسطے جو اُنکو سیکھتا ہو اُسکو مغالطہ ہو جاتا ہو مگر علم طب اور حساب اور دوسرے علوم جو علوم شرعیہ سے بظاہر متعلق معلوم نہین ہوتے تو اُنکے عالمون کو یہ اعتقاد تو نہین ہوتا کہ اُنسے ہماری مغفرت ہوگی کیونکہ جنے علم سیکھا ہی اسی نظر سے ایسے علوم سے غرور بھی کمتر ہوتا ہو بہ نسبت اُس غرور کے جو علوم شرعی کی تحصیل سے ہوتا ہو اسلیے کہ علوم شرعی اچھے ہی ہوتے ہین جیسے پوست مغز کی شرکت مین اچھا کہا جاتا ہو لیکن عمدہ تر بالذات وہی ہو جو سب سے اعلیٰ ہو اور دوسرے کو جو اچھا کہتے ہین تو اسوجہ سے کہ اُس سے اول قسم تک پہونچ سکتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی پوست ہی کو مقصود سمجھ کر اُسمین تفوق حاصل کرے وہ مغرور ہو اور ایک فرقہ اور ہو جو فن فقہ مین بڑا مغالطہ کھاتے ہین وہ یہ گمان کرتے ہین کہ جو کچھ پیشگاہ قاضی سے حکم ہوتا ہی ویسا ہی حکم خداے تعالیٰ کے یہان بھی ہوگا اسی لحاظ سے لوگون کے حق نہ دینے کے لیے حیلے بنائے اور الفاظ مبہم کی بڑی بڑی تاویلین کین

اور ظاہر نصوص پر فریفتہ ہوکر اُسمین خطائین کین اور یہ امر از قبیل خطائے الفتوی ہی جو اکثر داقع ہوتی ہی مگر یہ قسم ایسی ہی کہ سوائے داناؤن کے
اور سب پر پھیل گئی ہی ہم انکے توہمات کی کچھ مثالین لکھے دیتے ہین مثلاً یہ لوگ فتوی دیتے ہین کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو مہر معاف
کردے تو شوہر پر خدا کے یہان بھی مواخذہ نہوگا حالانکہ یہ کلیہ غلط ہی کیونکہ بعض اوقات شوہر اپنی منکوحہ سے بُرائی کرتا ہی یہانتک
کہ وہ سب باتون مین تنگ ہوکر اُسکی بدخلقی سے نجات چاہنے کے واسطے اُسکو مہر معاف کردیتی ہی کہ کسیطرح عذاب سے چھٹی پاؤن تو اگرچہ
اُسنے معاف توکردیا مگر بخوشی خاطر معاف نہین کیا اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہی فان طبن لکم عن شی منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا معلوم ہوا کہ نفس
کی رضامندی معاف کرنے مین شرط ہی اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جو بات آدمی دل سے کرے اُسمین نفس راضی بھی ہو مثلاً دل سے خون نکلوانا
چاہتا ہی لیکن نفس کو بُرا معلوم ہوتا ہی اسیطرح عورت کے معاف کرنے مین رضامندی نفس کی جب ہوتی کہ کوئی ضرورت معاف کرنے کی
مقابل نہوتی اور یہ صورت کہ جب دو باتون مین اُسکو تردد ہوا تو آسان بات کو اختیار کرلیا یہ داقع مین ڈانڈ ہی کہ اپنے نفس پر جبر کرلیا
ہان اتنی بات ہی کہ دنیا کا قاضی دونون کے حال کو اور غرض کو نہین جان سکتا اسی لیے ظاہر کے معاف کرنے کو دیکھتا ہی اور عورت پر
ظاہر مین کوئی زبردستی نہین ہوئی اور باطن کے جبر پر خلق کو اطلاع نہین لیکن جب قاضی اکبر خداوند کریم قیامت کے میدان مین حکم
کے واسطے درپے ہوگا اُسوقت یہ امر محسوب اور مفید نہ پڑیگا اسیطرح جائز نہین کہ کسی انسان کا مال بدون رضائے نفس لیا جاوے پس
اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے مجمع مین کچھ مانگے اور وہ دوسرا لوگون کی شرم کے مارے دینے سے انکار نہ کرسکے اور اُسکے دل مین یہ ہو کہ
اگر یہ شخص تنہائی مین مانگتا تو دینا نہ پڑتا لیکن لوگون کی مذمت کا خوف اور مال کے جانے کا رنج دونون موجود ہین اور نفس نے ان دونون
مین متردد ہوکر دونون مین سے آسان کو اختیار کرلیا یعنے رنج مال کے دینے کا آسان معلوم ہوا اسی کو اختیار کیا اور مال حوالہ کیا تو ہم
پوچھتے ہین کہ اسمین اور ڈانڈ مین کیا فرق ہی کیونکہ ڈانڈ مین یہی ہوتا ہی کہ اگر دل مال کے دینے مین پس وپیش کرے تو بدن کو ضرب سے
ایذا پہونچے تو بدن کی ایذا مال کی نسبت سخت معلوم ہوتی ہی اسواسطے مال دے دیا جاتا ہی اسیطرح جان حیا اور ریا کا شبہہ ہو اس جگہہ
سوال کرنا گویا دل پر کوڑا لگانا ہی تو بہر حال اسمین باطن کی ضرب ہی اور ڈانڈ مین ظاہر کی ضرب خدا کے نزدیک دونون مین کچھ فرق
نہین وہان باطن وظاہر ایک ہین اور حاکم ظاہری صرف آدمی کے ظاہر قول ہبہ کو دیکھکر حکم ملک کا کردیتا ہی اسلیے کہ اُسکو دل کا حال
معلوم نہین اسیطرح اگر کوئی شخص اسوجہ سے کسی کو کچھ دیوے کہ اُسکی زبان کی شرارت سے محفوظ رہے یا اُسکی چغلی سے بچا رہے تو یہ مال
لینا حرام ہی اسطرح پر جو مال لیا جاوے سب حرام ہی دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام کے قصے مین کیا مذکور ہی کہ بعد اسکے کہ خدائے تعالیٰ
نے انکا قصور معاف فرمایا انھون نے عرض کیا کہ میرا معاملہ طرف ثانی سے کسطرح نبٹیگا حکم ہوا کہ اُس سے معاف کرالے وہ شخص مرگیا تھا
حکم ہوا کہ بیت المقدس کے پتھر مین اُسکو پکار آپ نے پکارا کہ اے اوریا اُسنے کہا کہ حاضر ہون اے نبی اللہ آپ نے مجھکو جنت مین سے بلالیا
کیا ارشاد ہی آپ نے فرمایا کہ مین نے تیرے ساتھ کچھ بُرائی کی ہی تو معاف کردے اُسنے جواب دیا کہ مین نے معاف کی آپ اسی معاف کرنے
پر تکیہ کرکے واپس آگئے حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے قصور کا ذکر بھی اوریا سے کیا تھا یا نہین آپ نے فرمایا کہ نہین
انھون نے کہا کہ اب پھر جاکر قصور کو مفصل اُس سے کہو پھر آپ نے آکر اُسکو پکارا اُسنے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہی کہا کہ مین نے تیری کچھ
خطا کی ہی اُسنے عرض کیا کہ مین نے اُسکو معاف نہین کردیا آپ نے فرمایا کہ تونے پوچھا تو ہوتا کہ وہ خطا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ
فرمائین وہ کونسا قصور ہی آپ نے تمام قصہ اُسکی عورت کا سُنایا پھر اسکا جواب کچھ نہ آیا آپ نے فرمایا کہ اے اوریا تو جواب نہین دیتا اُسنے
عرض کیا کہ اے نبی اللہ ایسی حرکت انبیا نہین کرتے اور میرا اور آپ کا معاملہ خدا کے سامنے نبٹیگا حضرت داؤد علیہ السلام نے از سر نو
رونا اور چیخنا شروع کیا یہانتک کہ خدائے تعالیٰ نے اُنسے وعدہ کیا کہ قیامت کو مین اُس سے قصور معاف کرادونگا اس روایت سے

(ف) پس اگر وہ خوشی سے تمکو اُس مین سے کچھ دیدین تو اُسکو کھاؤ رچتا پچتا ۱۲

معلوم ہوتا ہو کہ بدون رضائے نفس بخش دینے کا کچھ اعتبار نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رضائے نفس بدون بتلائے معلوم نہین ہوتی تو اسطرح معاف کرنے اور ہبہ مین بھی رضائے نفس جبھی ہوگی جب انسان اپنے اختیار پر تنہا چھوڑ دیا جاوے اور اُسوقت خود اُسکی ذات مین سے باعث ہبہ وغیرہ کے پیدا ہون یہ نہین کہ حالت اضطرار مین کوئی حیلہ یا الزام اسکا باعث ہوجاوے اور اُنھین فقہی حیلون مین سے یہ بھی ہو کہ جب مال پر سال پورا ہونے کو ہو تو مرد اپنی زوجہ کو مال ہبہ کردے اور جب اُسکی ملک پر سال گذرنے کو ہو تو وہ شوہر کو بخشدے تاکہ زکاۃ نہ دینی پڑے ایسے حال مین فقیہ یہی حکم دینگے کہ زکاۃ ساقط ہوئی مگر ہم اُنسے یہ پوچھتے ہین کہ اگر تمھاری یہ غرض ہو کہ مطالبہ سلطان یا محصل زکاۃ کا نہ رہا تب تو یہ حکم درست ہو اسواسطے کہ اُنکی نظر ظاہر ملک پر ہو اور وہ جاتی رہی اور اگر یہ غرض ہو کہ وہ شخص قیامت کی بازپرس سے بھی بچا رہیگا اور اسکا حال ایسا ہوگا کہ گویا مالدار ہوا ہی نہ تھا یا جیسا کوئی بیع و شرا نہ بطور تجارت کرے تو اس صورت مین کمال ہی درجے کی ناواقفیت فقہ دینی اور سر زکوۃ سے ہو کیونکہ زکوۃ اسیواسطے دیتے ہین کہ آدمی کی طبیعت سے بخل جاتا رہے اسلیے کہ بخل ایک مہلک چیز ہو چنانچہ حدیث شریف مین تین مہلک چیزون مین بخل مطاع بھی داخل ہو اور صورت مفروضہ مین اس شخص کا فعل موجب بخل کی اطاعت کا ہو پہلے سے ایسا نہ تھا پس جس چیز کو اُسنے باعث اپنی نجات کا سمجھا کہ زکوۃ نہ دینی پڑے وہی باعث اُسکی بربادی کا ہوا خداے تعالے کو اُسکے دل کا حال معلوم ہو کہ مال کی محبت و حرص رکھتا ہو اور حرص مین اس درجہ کو پہونچگیا کہ بخل کے دور کرنے کے لیے حیلے ڈھونڈھتا ہو یہی جہالت و غرور ہو اور ایک توہم ان فقہا کا یہ ہو کہ خداے تعالے نے فقیہ وغیرہ کے مصالح کے واسطے بقدر حاجت مال کو مباح فرمایا ہو مگر یہ لوگ حاجت مین اور شہوات اور تمنا و فضول مین فرق نہین کرتے جس چیز سے اپنی رعونت کامل ہوتے دیکھتے ہین اُسکو حاجت سمجھتے ہین حالانکہ یہ اُنکی غلطی ہو بلکہ دنیا جو بندون کی حاجت کے واسطے مخلوق ہوئی ہو اُسکے یہ معنی ہین کہ جسقدر عبادت اور سلوک راہ خدا مین کام آوے اُسقدر اُنکو مباح ہو پس جسقدر سے آدمی دین اور عبادت مین استعانت لے تو وہ حاجت مین داخل ہوگی اور اُسکے سوا سب فضول اور شہوات کہلادیگی خلاصہ یہ کہ فقہا کے اسطرح کے توہمات اگر ہم ذکر کرین تو اُنکے واسطے دفتر چاہیے ہمنے تفصیل کو طویل سمجھکر صرف مشتے نمونہ از خروارے چند مثالین لکھدین جنسے معلوم ہو کہ اُنکے توہمات اس قسم کے ہوتے ہین۔

دوسری فصل ارباب عبادت و عمل کے غرور مین۔ یہ لوگ بھی چند فرقے ہین بعضون کو نماز مین اور بعضون کو تلاوت قرآن مجید مین اور بعضون کو حج مین بعضون کو جہاد مین بعضون کو زہد مین مغالطہ ہوتا ہو اسیطرح جو جسطرح کا عمل کرتا ہو وہ اسمین خالی غرور سے نہین البتہ دانا آدمی مغالطہ نہین کھاتے لیکن ایسے لوگ کمتر ہین غرضکہ اُن مین ایک قسم ایسا ہو جو فرائض کو چھوڑکر نوافل اور مستحبات مین مشغول ہوتے ہین اور کبھی مستحبات مین ایسے مستغرق ہوتے ہین کہ نوبت افراط و اسراف کی پہونچ جاتی ہو مثلاً بعضے لوگون پر وضو مین وسوسہ غالب ہوجاتا ہو تو اُسمین حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ جو پانی شریعت کی رو سے پاک ہو اُسمین بھی اُن کو خلجان رہتا ہو اور دور دراز احتمالات نجاست کو قریب تصور کرتے ہین اور اکل حلال کا ذکر آوے تو اُسکے احتمالات قریب کو بھی بعید جانتے ہین بلکہ بعض اوقات حرام محض کھالیتے ہین حالانکہ اگر پانی کی احتیاط کو کھانے مین استعمال کرتے تو صحابہ رضہ کی سیرت سے زیادہ مشابہ ہوتے جیسا کہ حضرت عمر رضہ کے حال مین ہو کہ آپ نے ایک نصرانی عورت کے گھرے کے پانی سے وضو کرلیا باوجودیکہ احتمال نجاست ظاہر ہو لیکن کھانے مین اتنی احتیاط تھی کہ بہت سی حلال چیزین بھی چھوڑ دیتے تھے اس خوف سے کہ حرام مین مبتلا نہون پھر ان لوگون مین سے بعض اشخاص پانی بہانے مین اسراف کرتے ہین حالانکہ اُس سے ممانعت قطعی ہو اور بعضون کو اتنا وہم ہوتا ہو کہ وضو ہی کرتے کرتے جماعت جاتی رہتی ہو خواہ وقت نکلجاتا ہو اور اگر وقت رہے بھی تب بھی انکی غلطی مین کچھ شک نہین اسلیے کہ

[illegible]

اول وقت نماز تو فوت ہوگیا اور اگر اول وقت بھی رہے تب بھی پانی کے اسراف سے مغرور رہوگا اور اسراف بھی نکرے تو عمر سی عزیز تر چیز کو ایسی شی مین ضائع کرنا جسمین بہت وسعت ہی خام خیالی ہی مگر کیا کیا جاوے کہ شیطان لوگون کو بڑے عمدہ طریق سے عبادت سے باز رکھتا ہی اور جب تک کسی چیز کو عابد کے دل مین جا نہین دیتا کہ یہ عبادت ہی تب تک اُسکی رہزنی نہین کرسکتا مگر اس طرح کے خیالات سے اُنکو اللہ سے دور کرتا ہی اور ایک فرقہ اور ہی جسپر نماز کی نیت مین شک غالب ہوتا ہی اسکو شیطان اتنی مہلت نہین دیتا کہ نیت درست کرے بلکہ اتنا پریشان کرتا ہی کہ یا جماعت جاتی رہے یا وقت نماز فوت ہو جاوے اور اگر تکبیر نماز کی کر بھی لی تو ابھی تک صحت نیت مین تردد رہتا ہی اور کبھی اللہ اکبر کہنے مین وسوسہ کرتے ہین اتنا کہ شدت احتیاط کے باعث الفاظ تکبیر کے بدلجاتے ہین شروع نماز مین تو یہ صورت ہوتی ہی پھر تمام نماز مین غافل رہتے ہین دل کو حاضر نہین کرتے اور مغالطے سے جانتے ہین کہ یہ کچھ خدا کے نزدیک اچھی بات ہی کہ اپنی جانون پر شروع نماز مین نیت درست کرنے کے لیے اتنی مشقت اُٹھا دین اور ایک فرقہ اور ہی کہ اُنپر وسوسہ حروف الحمد اور تمام وظائف کے مخارج کا غالب رہتا ہی وہ ہمیشہ تشدید و مد اور ضاد اور ظا کے جدا کرنے اور تمام مخارج حروف کی تصحیح مین احتیاط کرتے ہین ساری نماز مین اسیکو ضروری جانکر اور چیز مین فکر ہی نہین کرتے معنی قرآن اور اسکی نصیحتون اور اسرار کے سمجھنے سے کچھ سروکار نہین رکھتے اور یہ بہت بڑا مغالطہ ہی اسلیے کہ خدا تعالے نے خلق کو حکم تلاوت قرآن کا ایسی ہی طرح پر دیا ہی جیسی وہ لوگ روز مرہ گفتگو کرتے ہین پھر اُسمین بناوٹ اس درجے کی کہان سے آئی ان لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے کسی شخص کو ایک پیام دیا گیا کہ بادشاہ کے حضور مین جا کر اُسکو بجنبس ادا کردینا جب یہ بادشاہ کے سامنے پہونچا تو پیام ادا کرنے مین مخارج حروف کا خیال بہت سا کیا اور لفظون کو چبانا اور کئی کئی دفعہ کہنا شروع کیا اس بات کی خبر نہ رکھی کہ پیام کا مضمون کیا تھا اور بادشاہون کے حضور رعایت آداب کسطرح ہوا کرتی ہی تو ایسا شخص بجز اسکے کہ تادیب و سرزنش کراکر پاگل خانے مین بھجوا دیا جاوے اور کس بات کے لائق ہی اور ایک فرقہ اور ہی جو قرآن پڑھنے مین مغالطہ کھاتے ہین گھاس سی کاٹتے چلے جاتے ہین اور بعض اوقات ایک دن مین ایک ختم کرتے ہین مگر زبان سے تو قرآن پڑھتے ہین اور دل مین طرح طرح آرزو مین گذرتی ہین اسلیے کہ پڑھنے مین معانی کی طرف تو توجہ ہی نہین تاکہ اُنکی زجر و توبیخ اور وعظ سے کچھ اثر دل مین ہو اور ان خیالات واہی سے بچے اور اوامر و نواہی پر توقف کرے اور عبرت کے مضامین سے خوف پیدا ہو یا اور کوئی مقصود تلاوت جو باب تلاوت قرآن مین ہمنے لکھے ہین اُن مین سے کوئی حاصل ہو اور اس پڑھنے پر پھر یہ گمان ہی کہ مقصود قرآن کے اوتارنے سے یہی ہی کہ سینے مین گنگناٹ اُسکا رہے معنی سمجھ مین نہ آوین تو نہ آوین اور اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو ایک رقعہ لکھے اور حکم دے کہ فلان بات کرنا اور فلان مت کرنا غلام نے اُس رقعہ کے سمجھنے کی طرف اور اُسکے بموجب عمل کرنے پر توجہ نہ کی بلکہ اُس رقعہ کے یاد کرنے پر کفایت کی تو ظاہر ہی کہ اُسنے عدول حکمی اپنے آقا کی کی مگر شقے کو بہت نغمہ اور آواز بلند سے دن مین گو سو دفعہ پڑھتا رہا تو بیشک یہ غلام سزاوار سزا ہوگا اور اگر اسکو یہ گمان ہو کہ یہ شقہ اسی لیے آیا تھا تو صریح مغالطہ ہی ہان قرآن کی تلاوت سے یہ غرض ہوتی ہی کہ بھول نہ جاوے یاد رہے اور حفظ سے یہ مقصود ہی کہ معنے پر غور ہو اور معنی سے یہ مراد ہی کہ اُنکے بموجب عمل کرے اور فائدہ اُٹھاوے ۔ اور بعض اوقات قاری کی آواز اچھی ہوتی ہی تو تلاوت سے لذت پاتا ہی اور گمان کرتا ہی کہ یہ لذت مناجات الٰہی کی ہی اور اُسکے کلام سننے کی ہی حالانکہ یہ لذت صرف آواز کی ہی اگر اسی ورد سے اور کوئی شعر اور کلام پڑھیگا تب بھی وہی لذت ہوگی اور اُسکو مغالطہ اسی جہت سے ہوا کہ دل مین تامل نہ کیا کہ یہ لذت قرآن مجید کے حسن عبارت و معانی کی ہی یا آواز کی اور ایک فرقہ اور ہی جو روزے پر فریفتہ ہین اور کبھی برابر روزے رکھتے ہین یا ایام متبرک مین روزہ رکھتے ہین مگر اپنی زبانون کو غیبت سے اور دلون کو ریا سے اور پیٹ کو حرام سے اور کلام کو بیہودگی سے نہین بچاتے دن بھر فضول بکتے رہتے ہین اور باوجود اسکے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہین جو بات فرض ہی اُسکو ادا نہین کرتے نفل کے طالب

اُسکو بھی جیسی چاہیے ویسی نہین ادا کرتے اور یہ صریح دھوکا ہی اور ایک فرقہ اور ہی کہ حج پر مغرور ہین حج کرنے جو جاتے ہین تو حقوق اور دیون لوگون کے نہین دیتے بے اجازت مان باپ کے اور بدون زاد حلال کے نکل کھڑے ہوتے ہین اور کبھی یہ صورت فرض حج کے ادا کے بعد کرتے ہین راستے مین نماز اور فرائض کو ضائع کرتے ہین اور کپڑے اور بدن کے پاک کرنے سے عاجز ہوتے ہین اور لوگون پر چندہ ساڑ ا لتے جاتے ہین اور اثنائے راہ مین فحش اور جھگڑے سے پرہیز نہین کرتے بعض لوگ مال حرام پیدا کرکے راستے مین رفیقون کو دیتے جاتے ہین اور غرض اس دینے سے ریا اور شہرت ہوتی ہی اُنکے ذمہ دُہرا گناہ ہوتا ہی کہ اول تو حرام سے پیدا کیا دوسرے ریا مین خرچ کیا پھر گھر پر جو آتے ہین تو دل مین صفات ذمیمہ اور اخلاق بد کا خزانہ ہوتا ہی پہلے حج کرنے سے اُنکو دور نہین کر لیتے اور با اینہمہ اُسکو بہتر سمجھتے ہین حالانکہ یہ صریح مغالطہ ہی اور ایک فرقہ اور ہے جو اپنے ذمے کام محتسب کا لے لیتے ہین اور لوگون کو امر معروف اور نہی منکر کرتے ہین مگر اپنے نفس سے غافل ہوتے ہین جب کسی کو خیر کے واسطے کہتے ہین تو سختی اور درشتی اور ریاست کے طور پر کہتے ہین اور اگر خود اُنسے ارتکاب کسی امر بد کا ہو جاوے اور کوئی شخص اعتراض کرے تو غصہ ہو کر کہتے ہین کہ ہم محتسب ہین ہمارے اوپر اعتراض کرتے ہو اور بعضون کا یہ دستور ہوتا ہی کہ اپنی مسجد مین لوگون کو بُلاتے ہین اور جو کوئی دیر کرکے آتا ہی اُسکو سخت و سست کہتے ہین اور اس سے غرض ریا و ریاست ہوتی ہی اور اگر مسجد کی خدمت کا کوئی دوسرا شخص کفیل ہو جاوے تو اُسپر خفا ہونے لگتے ہین بلکہ بعض اشخاص خود اذان کہتے ہین اور جانتے ہین کہ ہم خدا کے واسطے اذان کہتے ہین لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اُنکے پیچھے آکر اذان کہدے تو اُسپر قیامت ٹوٹ پڑے اور کہین کہ ہمارا حق تو نے کیون لیا اور ہمارے ثواب مین کیون دخل دیا اسیطرح بعض اوقات کفالت امامت کرتے ہین اور اُسکو بہتر سمجھتے ہین حالانکہ غرض یہ ہوتی ہی کہ کوئی یون کہے کہ مسجد کے امام ہین اسی نظر سے اگر کوئی غیر شخص جو اُنکے نسبت متقی اور عالم ہو امامت کے لیے بڑھ جاوے تو اُنکو بُرا معلوم ہوتا ہی اور ایک فرقہ اور ہی کہ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جا رہتے ہین اور اسی دھوکے مین پڑ جاتے ہین نہ اپنے دلون کو دیکھتے ہین نہ اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرتے ہین اُنکے دل وطنون مین پڑے ہوئے ہین اور ہر ایک روشناس سے اس قول کے سننے کے منتظر ہین کہ فلان شخص مکہ کا مجاور ہی اور بعض دفعہ ایسا شخص خود بھی فخر یہ کہتا ہی کہ مین اتنے برس مجاور مکہ رہا اور جب لوگون سے سنتا ہی کہ یون کہنا بُرا ہی تو زبان سے فخر کو چھوڑ دیتا ہی مگر دل مین چاہتا رہتا ہی کہ لوگون کو یہ حال معلوم ہو جاوے۔ پھر کبھی مکہ معظمہ مین اسواسطے بیٹھتا ہی کہ لوگ اپنے ہاتھ کے میل مین سے کچھ اُسکو دین اور جب اسطرح کچھ پیدا کر لیتا ہی تو بخل کرتا ہی اور اُسکا جی نہین چاہتا کہ کسی فقیر کو ایک لقمہ بھی بطور خیرات دے ڈالے تو اُس شخص مین ریا اور بخل اور طمع اور چند دوسرے مہلکات جمع ہو جاتے ہین اور اگر مکہ کا مجاور نہوتا تو اُنسے محفوظ رہتا لیکن محبت تعریف کی اور اس قول کی کہ کوئی کہے کہ مجاور مکہ ہی ایسی دل پر سمائی کہ باوجود آلودہ ہونے کے ان رذائل مین مکہ کا پڑا رہنا منظور کیا تو ایسا شخص بھی مغالطے مین ہی حاصل یہ کہ جو عمل خواہ عبادت ہی اُسمین بہت سے آفات ہین جو شخص کہ اُسکے آفات کی راہون سے ناواقف ہی اور اُسپر اعتماد بہتری کا رکھتا ہی وہ واقع مین غلطی پر ہی اور آفات کی راہون کی تفصیل بدون تمام ابواب اس کتاب کے معلوم نہین ہوسکتی مثلاً غرور نماز کے مدخل مفصل باب نماز مین ملینگے اور حج اور زکوۃ اور تلاوت اور دوسرے عبادات مین غرور کی راہین اُن ابواب مین ملینگی جنمین ہمنے ان اشیاء کا ذکر کیا ہی یہان غرض یہ ہی کہ مجمل اشارہ اُن ابواب کے ذکر کی طرف ہو جائے اور ایک فرقہ اور ہی جو مال مین زہد کرتے ہین اور خوراک و پوشاک سے گھٹیا پر قناعت کرتے ہین اور گھر دن کی عوض مسجدون مین جا رہتے ہین اپنے گمان مین زاہدون کا مرتبہ حاصل کر لیا ہی مگر باوجود اسکے رغبت ریاست اور جاہ کی رکھتے ہین خواہ علم سے یا وعظ سے صرف زہد سے تو ایسے لوگون نے اگرچہ مال چھوڑ دیا مگر بڑی مہلک چیز مین جا پھنسے اسلیے کہ جاہ بہ نسبت مال کے زیادہ مہلک ہی اگر یہ لوگ جاہ کے تارک ہوکر

مال لیتے تو شاید بچ بھی جاتے اب تو مغالطے مین پڑ گئے یعنی اپنے آپ کو تصور کیا کہ ہم زاہد ہین حالانکہ یہ نہین جانتے کہ دنیا کسکو کہتے ہین اور یہ کہ اُسکی تمام لذتون کا انتہائی درجہ ریاست ہی اور جو شخص ریاست کی خواہش کرتا ہی وہ بیشک منافق اور حاسد اور متکبر اور ریاکار اور سب اخلاق بد سے موصوف ہوتا ہی۔ اور کبھی عابد ریاست کا بھی تارک ہو کر تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرتا ہی مگر مغرور اس صورت مین بھی رہتا ہی اسواسطے کہ اپنے اس فعل سے اغنیا کو سخت و سُست کہتا ہی اور اُنکو نظر حقارت سے دیکھتا ہی اور عجب کی راہ سے اپنے نفس کے واسطے اُنکی نسبت زیادہ ثواب کا متوقع ہی اور کچھ اور دل کی خباثتین اپنے اندر رکھتا ہی اور اُسکو معلوم نہین اور اگر کبھی اُسکو کوئی شخص مال دیتا ہی تو اس خوف سے نہین لیتا کہ لوگ کہینگے کہ زہد جاتا رہا اور اگر دینے والا کہے کہ مال حلال ہی ظاہر مین لے لو تنہائی مین واپس کر دینا تو نفس پر لوگون کی مذمت کے خوف سے لینا شاق ہو گا گو زہد مین کچھ فرق نہ پڑے اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص لوگون کی ثنا کا خواہشمند ہی جو کہ دنیا کی لذات مین سے سب سے زیادہ لذیذ ہی اور مدعی زہد فی الدنیا کا ہے حالانکہ مغرور ہی علاوہ ازین بعض اوقات توقیر اغنیا کی کرنے لگتا ہی اور اُن کو فقرا پر ترجیح دیتا اور جو اپنا معتقد اور ثنا گو ہی اُسکی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہی اور جو کسی دوسرے زاہد کا معتقد ہی اُس سے نفرت کرتا ہی اس طرح کی سب باتین شیطان کے دھوکے اور فریب ہین۔ اور عابدون مین کچھ لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اپنے نفس پر بہت سختی کرتے ہین اور اعضای ظاہری سے بہت کام لیتے ہین مثلاً دن رات مین ہزار رکعت نماز پڑھتے ہین اور ایک ختم قرآن کرتے ہین اور ان باتون مین سے کسی مین رعایت دل کی نہین کرتے کہ اُسکو بھی ریا اور کبر اور عجب وغیرہ مہلکات سے پاک کرین یا تو اس جہت سے کہ اُنکو مہلک نہین جانتے اور اگر جانتے بھی ہین تو اپنے نفس کے مہلک نہین سمجھتے اور یا اس جہت سے کہ اپنے اعمال ظاہری سے یہ سمجھتے ہین کہ گو یہ چیزین نفس کی مہلک ہین مگر ہم مغفور ہین اور ہمسے احوال دل کا مواخذہ نہو گا اور یا یہ بھی جانتے ہین کہ مواخذہ ہو گا مگر گمان کرتے ہین کہ ہمارے اعمال ظاہری کی بدولت نیکیون کا پلہ جھکا رہیگا اور یہ سب وہمی خیالات ہین اصل یہ ہی کہ متقی کی ایک ذرہ بھر نیکی اور ہوشیار کی ایک عادت اُن جیبون کے پہاڑ کی برابر اعمال ظاہری سے افضل ہی پھر یہ مغرور باوجودیکہ لوگون کے ساتھ کج خلق اور سخت ہی اور باطن کا ملوث ریا اور محبت ثنا سے خالی نہین جب کوئی اُسکو کہتا ہی کہ تم زمین کے قطب اور ولی اللہ اور محبوب خدا ہو تو نہایت خوش ہوتا ہی اور زیادہ تر مغالطے مین پڑتا ہی اسوجہ سے کہ اپنی دانست مین لوگون کا اچھا کہنا اس بات کی دلیل سمجھتا ہی کہ مین خدا کے نزدیک اچھا ہون اور یہ خبر نہین کہ لوگون کو میرے دل کی خباثتون کا حال معلوم نہین آور ایک فرقہ اور ہی جو نوافل پر حریص ہوتے ہین اور فرائض کو چندان معتبر نہین جانتے کوئی نماز چاشت سے خوش ہوتا ہی اور کوئی تہجد وغیرہ سے اور فرضون مین یہ لذت نہین پاتا نہ فرائض کو اول وقت ادا کرنے کا حریص ہوتا ہی اور اس حدیث قدسی کو یاد نہین کرتا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ جتنا تقرب بندون کو میری طرف ادای فرض سے ہوتا ہی اتنا اور کسی چیز سے نہین ہوتا اور نہ یہ جانتا ہی کہ خیرات مین ترتیب کو چھوڑ دینا بھی بُرا ہی مثلاً بعض دفعہ آدمی پر دو فرض معین ہوتے ہین کہ ایک جاتا رہتا ہی اور دوسرا نہین جاتا اور دو نفلین ہوتی ہین کہ ایک کا وقت تنگ ہی اور دوسری کا نہین تو ہر ایک مین ترتیب کا نگاہ رکھنا ضرور ہی اگر ترتیب کا خیال نہ کریگا تو مغالطے مین پڑے گا اور اسکی نظیرین بیشمار ہین کیونکہ گناہ بھی ظاہر ہی اور طاعت بھی ظاہر مگر اسمین مشکل بات یہی ہی کہ کون سی طاعت کو کس پر مقدم کیا جاوے مثلاً کل فرائض کو نوافل پر مقدم سمجھنا چاہیے اور فرض عین کو فرض کفایہ پر اور وہ فرض کفایہ جسکا ادا کرنا صرف اپنے ہی اوپر آپڑے اُسکو اُس فرض کفایہ پر مقدم سمجھے جسکو کوئی دوسرا ادا کرے اور فرض عین مین سے بھی جو اہم تر ہی اُسکو پہلے ادا کرے اُسکے بعد وہ ہو جو اُسکی نسبت کم ہی اور جو قضا ہونے والا ہو اُسکو اول ادا کرے اُس سے کہ وہ قضا نہو جیسے مان کی حاجت کو باپ کی حاجت سے پہلے ادا کرے کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مین کس سے سلوک و احسان کرون آپنے فرمایا اپنی مان سے اُسنے عرض کیا کہ پھر کس سے آپ نے فرمایا کہ اپنی مان سے پھر اُسنے عرض کیا کہ پھر

کس سے آپ نے فرمایا کہ اپنی مان سے پھر اُسنے پوچھا کہ اُسکے بعد کس سے احسان کرون آپ نے فرمایا کہ اپنے باپ سے پھر اُسنے عرض کیا کہ پھر کس سے آپ نے فرمایا ادناک فادناک یعنے جو سب سے قریب ہو اُس سے اُسکے بعد وہ جو اُس سے قریب ہو اس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحم مین ابتدا زیادہ تر قریب سے کرے اور اگر قرابت مین برابر ہون تو زیادہ تر محتاج سے اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو اُس سے شروع کرے اسی طرح جسکے پاس اتنا مال ہو کہ خدمت والدین اور حج کو کفایت نہ کرے وہ براہ مغالطہ حج کرتا ہی حالانکہ خدمت والدین حج پر مقدم کرنی چاہیے کیونکہ خدمت والدین مہم تر ہی بہ نسبت حج کے۔ اسیطرح اگر ایک شخص نے کسی سے کچھ وعدہ کیا اور ایفاے وعدہ کے وقت جمعہ کا وقت آگیا اور جمعہ ایسی چیز ہی کہ قضا ہو جاویگا تو اسصورت مین ایفاے وعدہ مین مشغول ہونا گناہ ہی گو وہ بھی بذات خود طاعت ہی اسیطرح اگر کسی کے کپڑے پر نجاست لگ گئی اُسکے واسطے مان باپ اور گھر کے لوگون کو سخت و سُست کہنے لگا تو مغالطہ ہی ہر چند نجاست بھی بُری ہی اور مان باپ کا ایذا دینا بھی بُرا مگر اُنکی ایذا سے پرہیز کرنا زیادہ مہم ہی بہ نسبت نجاست سے بچنے کے اس طرح کی مثالین جنمین ایک ممنوع بات دوسرے کے مقابل ہی یا ایک طاعت دوسرے کے مزاحم بہت ہین مگر انمین ترتیب کا لحاظ نہ رکھنا مغالطہ ہی اور یہ مغالطہ نہایت درجہ باریک ہی کیونکہ آدمی کو یہ وہم ہوتا ہی کہ مین طاعت کرتا ہون یہ نہین سمجھتا کہ جو طاعت مجھپر اس سے زیادہ مہم اور ضروری تھی اُسکو ترک کرنے سے یہ دوسری طاعت گناہ ہو گئی۔ اور اسی قبیل سے ہی مشغول ہونا خلافیات فقہ مین اُس شخص کے حق مین جسکو طاعات و معاصی ظاہری و باطنی کا کام رہا ہوا ہو جو اعضاے ظاہری اور قلب سے متعلق ہین اسلیے کہ فقہ سے مقصود اُن مسائل کا جاننا ہی جنسے دوسرے کا کام نکلے تو اُن مسائل کا جاننا جو اُسکے دل کے کار آمد ہین بیشک مناسب تر ہی مگر یہ محبت ریاست اور جاہ اور لذت مباہات اور غلبہ اقران آدمی کو اندھا کر دیتے ہین اسی جہت سے مغالطہ مین پڑتا ہے اور جانتا ہی کہ مین دین کا امر ضروری کر رہا ہون۔

تیسری فصل صوفیون کے مغالطے مین - اُن لوگون پر دھوکا بہت غالب ہوتا ہی اور اُنکے بھی بہت سے فرقے ہین ایک فرقہ اُن مین وہ ہی جو حال کے صوفی ہین اُنکا دستور یہ ہی کہ سچے صوفیون کی طرح اپنا لباس وہیئت اور الفاظ اور آداب اور مراسم اور اصطلاحات بناتے ہین اور ظاہر حالات مین اُنکے موافق ہوتے ہین مثلاً راگ سنتے ہین اور حال کرتے ہین اور طہارت اور نماز اُنھین کی طرح بجالاتے ہین مصلون پر سر جھکا کر اور گریبان مین گردن ڈال کر متفکرون کی طرح بیٹھتے ہین لمبی لمبی سانس لیتے ہین آواز بات کرنے مین بہت پست کرتے ہین غرض جتنی شمائل اور صورت اچھے صوفیون کی ہوتی ہی سب اختیار کرتے ہین اور اسی لحاظ سے اُنکو مغالطہ ہوتا ہی کہ ہم بھی صوفی ہو گیے لیکن خدا جسکو بچالیتا ہی وہ دھوکے مین نہین آتا ظاہری صورت تو صوفیون کی اختیار کرتے ہین مگر اپنے نفسون پر مجاہدہ اور ریاضت اور دل کی حفاظت اور ظاہر و باطن کو خفی اور جلی گناہون سے پاک نہین کرتے جو صوفیون مین ادنی درجے کی باتین ہین اور اگر یہ سب باتین بھی کر گذرین تب بھی مین نہین کہ سکتا کہ اپنے آپ کو صوفیون مین شمار کرین اور بڑا بول بولین پھر جبکہ اُن باتون کے گرد ہی نہ پھرے ہون اور نہ اپنے نفسون سے کبھی اُنکے طالب ہوے ہون بلکہ حرام اور شبہات اور بادشاہون کے مال پر گرتے ہون اور ایک ایک کوڑی اور پیسے اور روپے ٹکڑے پر جان دیتے ہون اور ذرا ذراسی بات پر حسد کرتے ہون اور بشرطیکہ کوئی ذراسی مخالفت اُنکے کسی مطلب مین کرے تو ایک دوسرے کی ہتک عزت کے روادار ہون تو پھر کیسے صوفی کہلاینگے اور ان لوگون کا مغالطہ ظاہر ہی اور اُنکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بڑھیا سُنے کہ دلیرون اور بہادرون کے چہرے لکھے جاتے ہین اور اُنکے واسطے جاگیرین مقرر ہوتی ہین تو اُسکو بھی شوق جاگیر لینے کا دامنگیر ہو اسکے لیے ایک زرہ پہنے اور سر پر خود رکھے اور جو اشعار کہ میدان کارزار مین گردان دلاور جوش جرأت کے واسطے پڑھتے ہین اُنکو کسی سے سیکھ لے اور جسطرح پہلوان معرکۂ جنگ مین اکڑ پھون سے چلتے ہین وہ بھی دریافت کر لے غرض تمام اُنکے خصائل اور گفتگو اور حرکات و سکنات سیکھ کر لشکر مین جاوے کہ دلیرون مین نام لکھا جاوے جب وہان پہونچے تو افسر محکمہ کو حکم

کہ اسکا زرہ وخود اُتار کر سب اعضا درست دیکھ لو اور کسی پہلوان سے کشتی کراؤ تاکہ معلوم ہو کہ کتنی جرات اسمین ہی جب بموجب حکم لباس ظاہری اُتارا جاوے تو معلوم ہو کہ ایک بڑھیا لم زور جس سے اچھی طرح زرہ وخود بھی نہ چل سکے موجود ہی اُسوقت اُس سے کہا جاوے کہ تو بادشاہ سے ہنسی کرنے آئی تھی کہ سب لوگون مین اُسکی سبکی ہو اور فریب مین آجاوے پھر اسکو حکم دیا جاوے کہ اسکو پکڑ کر ہاتھی کے پاؤن مین ڈلوا دو کہ ہڈی پسلی سب پیس ڈالے یہی حال اُن لوگون کا جو ظاہر مین لباس صوفیون کا رکھتے ہین قیامت مین اُس بڑے بادشاہ کے سامنے پیش ہونگے جو لباس ظاہری اور گدڑی کو نہین دیکھتا راز دل سے سروکار رکھتا ہی اور ایک فرقہ اور ہی جو اس پہلے فرقہ کی نسبت زیادہ مغالطے اور غرور مین ہین اُنکو یہ شاق معلوم ہوتا ہی کہ کپڑے گھٹیا ہون اور صوفی بننے کو بھی دل چاہتا ہی اور بدون لباس صوفیون کے صوفی بن نہین سکتے اسواسطے اُنھون نے حریر اور ریشم تو چھوڑ دیا مگر نفیس مرقع اور عمدہ عمدہ مخطط کپڑے اور رنگین سجاوے تلاش کیے اور کپڑے ایسے پہنے جو ریشمی سے بھی قیمت مین زیادہ ہون اور جان لیا کہ صرف کپڑے رنگنے اور پیوند لگنے سے صوفی ہو گئے اور یہ نہ جانا کہ کپڑے صرف اسواسطے رنگے کہ اُنکو ہمیشہ میل کے باعث دھونا نہ پڑے اور چونکہ اکابر سلف پیوند لگا کپڑا پہنتے تھے نیا نہ پہنتے تھے اسواسطے اُنھون نے بھی پیوند لگا پہنا مگر ایسے عمدہ مخطط کو کاٹ کاٹ کر مرقعات سلوانے سے کیسے پہلے لوگون کے مشابہ ہو گیے اِن لوگون کی خام خیالی سب مغرورون سے بڑھ کر ہی اسلیے کہ نفیس نفیس کپڑے پہنتے ہین اور لذیذ کھانے کھاتے ہین خوب مزے اوڑاتے ہین حکام ظالم کا مال لیتے ہین اور ظاہری گناہون سے بھی نہین بچتے باطن کا تو کیا ذکر ہی اور پھر صوفی کے صوفی بنے ہوئے ہین اور اپنے آپ کو بہتر خیال کرتے ہین اُن لوگون کا شر خلق مین بھی پھیلتا ہی کیونکہ جو انکی پیروی کرتا ہی وہ تباہ ہوتا ہی اور جو پیروی نہین کرتا اُسکا عقیدہ سب صوفیون کی طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہی سب کو وہ ایسا ہی جانتا ہی اور سچے صوفیون کی نسبت بھی اُسکی کیفیت کو دیکھنے سے زبان طعن کھولتا ہی اور یہ سب اُنھین لوگون کی شامت اور شرارت سے ہوتا ہی اور ایک فرقہ اور ہی جو علم معرفت کے مدعی ہین اُنکو دعویٰ ہی کہ ہم سب مقامات وحالات سے عبور کر چکے ہر وقت مشاہدۂ حق مین رہتے ہین اور قرب الی اللہ مین پہونچے ہوے ہین حالانکہ اِن باتون کے صرف نام اور الفاظ ہی سنے ہوتے ہین لیکن چند باتین خلاف قیاس اہل معرفت کی سیکھ لیتے ہین اور اُنھین کو گاتے پھرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ یہ باتین سب پہلون اور پچھلون کے علم سے اعلیٰ ہین اور بلحاظ فقہا اور مفسرین اور محدثین اور عابدین کو بھی بنظر حقارت دیکھتے ہین عوام بیچارے کس گنتی مین ہین یہانتک کہ اگر کوئی کسان یا جلاہ اپنا کام چھوڑ کر چند روز اُنکی صحبت مین رہتا ہی اور وہ باتین وہی سیکھتا ہی تو وہ بھی اُنکو کہتا پھرتا ہی اور جانتا ہی کہ جو کچھ مین کہتا ہون سب وحی کی رو سے کہتا ہون اور بڑے راز و نیاز کی باتین سُناتا ہون عابدون اور علما کو کچھ مال نہین جانتا عابدون کو تو کہتا ہی کہ یہ لوگ محنتی اور مزدور ہین اور علما کے باب مین کہتا ہی کہ یہ بولنے کی جہت سے خداے تعالےٰ سے محجوب ہین اپنے آپ کو دعویٰ کرتا ہی کہ خدا رسیدہ اور مقرب ہون حالانکہ خدا کے نزدیک وہی لوگ منافق اور بدکار ہین اور اہل دل کے عندیے مین احمق اور جاہل نہ کبھی علم پڑھا نہ کوئی خلق درست کیا نہ عمل آراستہ کیا نہ دل کی حفاظت کی بجز اسکے کہ جو دل نے چاہا وہ کیا اور چند بیہودہ باتین سیکھ کر یاد کرلین۔ اور ایک فرقہ اور ہی جنھون نے شریعت کو لپیٹ دھرا اور آزادی مین مبتلا ہوے احکام کو ترک کر کے سب حلال اور حرام کو برابر سمجھا اُن مین سے بعض یہ کہتے ہین کہ خداے تعالےٰ ہمارے عمل سے بے پروا ہی پھر ہمکو اپنے نفس پر تکلیف کرنے سے کیا فائدہ اور بعض کا یہ قول ہی کہ لوگون کو حکم ہے کہ دلون کو شہوات اور محبت دنیا سے پاک کرین مگر یہ بات محال ہی غرض کہ امر ناممکن کا حکم دیا گیا ہی اور اُس دھوکے مین وہ آوے جسکو تجربہ نہو ہمنے تو امتحان کر کے دیکھ لیا کہ یہ امر محال ہی اور اُس احمق کو یہ خبر نہین کہ حکم شہوت غضب کے دور کرنے کا جو ہوا ہی تو اُس سے یہ مراد نہین کہ اُنکو جڑ سے اُکھاڑ دین بلکہ یہ حکم ہی کہ اُنکو ایسا دبا وین کہ ہر ایک اُن مین سے تابع حکم شرع اور عقل کا ہو جاوے اور بعض کہتے ہین کہ اعمال ظاہری کا تو کچھ اعتبار نہین خداے تعالےٰ دلون کو دیکھتا ہی اور ہمارے دل خدا کی محبت مین شیفتہ و فریفتہ ہین اور معرفت مین کمال کو

پہو نچ گئے بدن سے تو ہم دنیا کے کام کرتے ہین اور دل آستانۂ لامکان کے معتکف ہین ہم مین جو شہوات کی پابندی ہی تو ظاہری کے اعتبار سے ہی دل کے اعتبار سے نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہملوگ عوام کے رتبے سے بڑھ گئے ہین ہمکو حاجت تہذیب نفس کی اعمال بدنی سے نہین اور چونکہ ہملوگ معرفت مین قوی ہین تو شہوات ہمکو راہ سلوک سے نہین روک سکتین اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو یہ لوگ انبیا علیہم السلام کے درجے سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہین اسلیے کہ اُنکو ایک ہی خطا مانع سلوک تھی اُسکے واسطے برسون گریہ وزاری اور نوحہ و اشکباری متواتر کرتے تھے۔ ان لوگون کی قسمین جو اپنے آپ کو آزاد اور مشابہ صوفیون کے سمجھتے ہین بہت ہین اور بنا سب کے مغالطے کی یہی ہی کہ شیطان کے وسوسے مین آجاتے ہین اسلیے کہ بدون علم کے پڑھے اور کسی واقف کار شیخ کی اقتدا کیے مجاہدے مین لگ جاتے ہین حالانکہ اقتدا علم کی کرنی چاہیے ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت + اور ایک فرقہ اور ہی جو اِن لوگون سے بھی بڑھ کر ہی وہ اعمال اچھی طرح کرتے ہین اور طلب حلال مین سعی کرتے ہین اور دل کے درپے رہتے ہین یہانتک کہ بعضے تمام مقامات زہد اور توکل اور رضا اور محبت کے مدعی ہوتے ہین مگر نہ اُن مقامات کی حقیقت کو جانتے ہین نہ شروط و علامات و آفات پہچانتے ہین بعضے مدعی اِس بات کے ہوتے ہین کہ ہم عاشق خدا اور اُسکے فریفتۂ دام محبت ہین اور شاید اُنھون نے خداے تعالے کے باب مین ایسے خیالات باندھ لیے ہون جو عجب نہین کہ بدعت ہون یا کفر بس دعویٰ محبت قبل معرفت کرنے لگتے ہین پھر سپر طرہ یہ ہی کہ بعض کام ایسے کرتے ہین جو خداے تعالے کو بُرے معلوم ہون مثلاً خدا کے کام پر اپنے نفس کی خواہش کو ترجیح دینا اور بعضے کام خلق کی شرم سے نہ کرنے اور اگر علحدہ ہوتے تو خدا تعالیٰ کی شرم سے ہرگز نہ چھوڑتے مگر یہ نہین جانتے کہ یہ باتین خلاف محبت ہین بعض لوگ قناعت و توکل پر مَیل کرتے ہین اور جنگلون مین بے زاد و توشہ پھرتے ہین تاکہ دعویٰ توکل ٹھیک اُترے لیکن یہ نہین جانتے کہ ایسا کرنا بدعت ہی سلف کے اکابر و صحابہ رضہ سے منقول نہین حالانکہ وہ لوگ اُنکی نسبت توکل کو زیادہ جانتے تھے اُنھون نے یہ نہین سمجھا کہ جان کو خطرے مین ڈالنا اور توشہ نہ لینا توکل ہی بلکہ وہ لوگ توشہ لیکر خدا پر توکل کرتے تھے اپنے توشے پر اعتماد نہ کرتے تھے اِن لوگون کا یہ دستور ہی کہ گو ظاہر مین زاد نہین لیتے مگر کسی اور سبب سے اپنا جی پکا کر لیتے ہین خدا پر توکل جب بھی نہین کرتے غرضکہ منجیات کے جتنے مقامات ہین اُن مین مغالطہ بھی ہوتا ہی جس سے لوگ دھوکا کھا جاتے ہین اُن مین آفات کا آنا ہمنے جلد چہارم مین بیان کیا ہی یہان کچھ ضرورت لکھنے کی نہین۔ اور ایک فرقہ اور ہی کہ اُنھون نے غذا ہی کے باب مین اپنے نفس پر تنگی کر رکھی ہی یہانتک کہ غذاے حلال ہی کھاتے ہین مگر سوا اس خصلت کے دل اور اعضا کو اور خصائل کا پابند نہین کرتے اور بعض اشخاص اپنے کھانے مین اور لباس و مکان مین تو حلال نہین ڈھونڈھتے اور چیزون مین بہت اُسکی کاوش کرتے ہین اور بیچارے کو یہ خبر نہین کہ خداے تعالے اپنے بندون سے نہ تو صرف حلال غذا سے راضی ہی اور نہ اس بات سے کہ تمام اعمال کرے اور طلب حلال نہ کرے بلکہ خداے تعالے کی رضامندی کے واسطے سب طاعات کا بجا لانا اور ہر ایک گناہ سے بچنا چاہیے اور جو یہ خیال کرے کہ تھوڑی سی بات سے کام نکلجاویگا وہ مغرور ہی اور ایک فرقہ خوش خلقی اور تواضع اور سخاوت کے مدعی ہین اور صوفیون کیخدمت کے درپے چند لوگون کو جمع کرکے تکلف اُنکی خدمت کرتے ہین اور اس طمع متکبر اری کو اپنی ریاست اور مال کا جال بنا رکھا ہی بظاہر تو خدمت کرتے ہین اور غرض اُنکی تکبر ہی ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ صوفیہ کا اتباع کرینگے مگر دراصل مخدوم و متبوع بننا چاہتے ہین اُنکی خدمت سے اپنا نفع ڈھونڈھتے ہین پھر مال حرام اور شبہات کا اکٹھا کرکے اُنکی خدمت کرتے ہین تاکہ خدمتگزاری مین نام مشہور ہو اور بہت سے تابع ہوجاوین بعضے لوگ بادشاہون کا مال لے کر صوفیون کو کھلا دیتے ہین اور بعضے اُس مال کو راہ حج مین اُنپر صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ ہماری غرض صرف اُن لوگون کی خدمت ہی حالانکہ اُن سب کا باعث ریا اور شہرت ہوتی ہی اور اسکی پہچان یہ ہی کہ خداے تعالے کے احکام مین سے ظاہر و باطن مین اور کچھ بجا نہین لاتے صرف حرام مال لیکر خدمت کرنے پر راضی ہین اور جو شخص مال حرام لیکر راہ حج مین صرف کرے اُسکی مثال ایسی ہی جیسے

کوئی مسجد بنوائے اور اُسپر استرکاری پاخانہ کی کرے اور جانے کہ میری غرض عمارت سے ہی اور ایک فرقہ مجاہدہ اور تہذیب اخلاق اور نفس کے پاک کرنے مین مشغول ہوکر عیوب نفس کی بحث مین بہت مبالغہ کرتے ہین اور ہر حال مین عیوب کے جویان رہ کر اُنکی آفات مین نکمے سکالا کرتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ نفس مین یہ عیب ہی اور اگر اُسکو عیب جاننے سے غفلت کرے تو یہ بھی عیب ہی اور اسکے عیب ہونے پر اگر توجہ کرے تو یہ بھی عیب ہی اسیطرح گفتگو سے مسلسل بیان کرتے ہین اور ان چکنی باتون مین اوقات ضائع کرتے ہین اور جو شخص عمر بھر عیوب کی تلاش اور اُنکے علاج کی تحریر مین رہے اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص حج کے موانع اور اُسکی آفات کی تلاش مین رہے اور راہ حج کو طی نہ کرے تو اس سے اُسکو کیا فائدہ ہوگا اور ایک فرقہ اور ہی جو اس رتبے سے آگے بڑھ گئے ہین اور سلوک طریق بھی شروع کر دیا ہی اور ابواب معرفت اُنپر کھل گئے ہین پس جب ان معرفت کے مبادی سے اُنکے مغز مین خوشبو پہونچتی ہی تو اُس سے متعجب اور خوش ہوتے اور اُسکی غرابت سے عجب کرتے ہین اسیواسطے اُنکے دل اُسی کی طرف ملتفت ہوکر سوچتے رہ جاتے ہین کہ یہ دروازہ ہمپر کیسے کھلا اور ون پر کیون بند ہی اور یہ مغالطہ ہی اسواسطے کہ خداے تعالےٰ کی راہ کے عجائبات کی کچھ انتہا نہین اگر سالک ہر عجیب بات پر ٹھہر جاوے اور اُسی کا مقید ہو رہے تو مقصود کیسے حاصل ہوگا اور اُسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی ملازمت کو جاوے اور اُسکے دروازے کے صحن مین ایک باغ دیکھے جسمین ایسے غنچے اور پھول ہون جو اُسنے کبھی نہ دیکھے ہون اور کھڑا ہوکر اُنھین کا تماشا کرے یہان تک کہ بادشاہ کی ملازمت کا وقت فوت ہو جاوے تو عجائبات پر توقف کرنا اور اُنکی سیر و تامل کا پابند ہونا بھی مغالطے مین داخل ہی جیسا کہ مولانا روم رح فرماتے ہین **شعر** اے برادر بے نہایت درگہیست + ہرچہ بروے میرسی بروے مایست + اور ایک فرقہ اور ہی جو اُنسے بھی کچھ آگے نکل گئے ہین یعنی جو انوار وعطایا کہ اُنپر راستے مین فائز ہوتے ہین اُنپر توجہ نہین کرتے اور نہ اُنسے اظہار فرح و سرور کر کے اُس جگہہ توقف کرتے ہین بلکہ برابر راہ قطع کرنے سے کام رکھتے ہین یہانتک کہ قریب منزل مقصود پہونچکر اُس حد پر جا لگے ہین جسکا نام قرب الی اللہ ہی اور یہان آکر یہ گمان کہ ہم واصل الی اللہ ہوگئے تو توقف کیا اور دھوکا کھایا کیونکہ خداے تعالےٰ کے نور کے ستر پردے ہین جب سالک کسی ایک پر اُن پردون مین سے پہونچتا ہی اُسکو گمان ہوتا ہی کہ مین خدا رسیدہ ہوگیا اور اسی بات کی طرف اشارہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول مین جسکا حال قرآن مجید مین خداے تعالےٰ اسطرح ارشاد فرماتا ہی فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال ھذا ربی اس آیت مین کوکب سے مراد ستارۂ آسمانی نہین کیونکہ اِن ستارون کو تو آپ کم سنی مین بھی دیکھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ معبود نہین یہ تو بہت سے ہین علاوہ ازین نادان بھی جانتے ہین کہ ستارے خدا نہین پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے شخص ستارے سے کسطرح مغالطہ کھا سکتے ہین جس سے گنوار تک مغالطہ نہین کھاتے بلکہ مراد اِس کوکب سے ایک نور اُن انوار مین کا ہی جو اللہ جل شانہ کے حجاب سالکین کے راستے پر ہین اور خداے تعالےٰ تک پہونچنا بدون اِن حجابون کے طی کیے ممکن نہین اور اِن نور کے حجابون مین سے بعضے بڑے ہین اور بعضے چھوٹے اور چونکہ اجرام فلکی مین سب سے چھوٹا ستارہ معلوم ہوتا ہی اسلیے چھوٹے حجاب کے لیے کوکب کو استعارہ کرلیا اور اجرام نورانی مین سب سے بڑا آفتاب اور متوسط درجے پر قمر ہی اس تحقیق کے بعد آیت کے معنے سننے چاہیین کہ بموجب اِس آیت کریمہ کے وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیر آسمان کے ملکوت کی فرمائی تو نور کے بعد نور آتا گیا اور جو نور اول ملا اُسی کو معلوم کیا کہ مین پہونچ گیا مگر پھر معلوم ہوا کہ اُسکے بعد اور کچھ ہی اُسپر ترقی کی اور اسیطرح ترقی کرتے چلے گئے یہانتک کہ صرف وہی حجاب باقی رہا جسکے بعد مرتبہ وصول شمار ہو اُسکی عظمت دیکھکر فرمایا کہ ھذا اکبر یعنے یہ سب سے بڑا ہی جب اُسکو بھی باوجود عظمت و جلال کے اوج کمال پر نہ پایا اور پستی نقصان و ہبوط سے خالی نظر نہ آیا تو فرمایا لا احب الآفلین انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور سالک طریق معرفت کو کبھی مغالطہ ہو جاتا ہی اور ان حجابون مین سے کسی پر توقف کر دیتا ہی اور بعض اوقات

حجاب اول ہی پر ٹھہر جاتا ہی اور اول حجاب جو بندے کے اور خدا کے درمیان ہی وہ نفس ہی اسلیے کہ وہ بھی ایک امر ربانی ہی یعنی ایک نور ہی خدا تعالیٰ کے انوار سے جسکو سر قلب کہتے ہین اور جسمین حقیقت حق کی تمام و کمال جلوہ افروز ہوتی ہی یہانتک کہ تمام عالم کی گنجایش اُسمین ہو جاتی ہی اور سب پر محیط ہو جاتا ہی اور صورت کل کی اسمین جھلکتی ہی سچ ہی ؎ ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے ؛ میرا ہی دل ہی وہ کہ جہان تو سما سکے اور اس حالت مین اُسمین نہایت درجہ کی چمک ہو جاتی ہی کیونکہ وجود سب کا سب جیسا واقع مین ہی ویسا ہی اُسمین ظاہر ہو جاتا ہی اور شروع مین اُسکی یہ کیفیت ہوتی ہی کہ ایک فانوس اُسپر سرپوش کی طرح رہتا ہی مگر جب خداے تعالےٰ کے نور کی تجلی اُسپر ہوتی ہی تو وہ چمک پڑتا ہی اور دل کا جمال کھلجاتا ہی ایسے وقت مین جسکے دل پر یہ حال گذرتا ہی اگر وہ اپنے دل کی طرف التفات کرتا ہی تو اُسمین اسقدر زیادتی جمال کی پاتا ہی کہ حیران ہو جاتا ہی بلکہ کبھی اُسی حیرانی مین کلمہ انا الحق زبان سے نکلجاتا ہی اور اگر پھر اُسکو کچھ راز نہین کھلتا تو اسی مغالطے پر جم جاتا ہی اور ہلاک ہو جاتا ہی حالانکہ یہ مغالطہ خدا کے انوار مین سے ایک ادنی ستارے سے ہو گیا ابھی تک نوبت قمر کی بھی نہ پہونچی تھی شمس کا تو کیا ذکر ہی اور واقع مین یہ جگہ بھی مغالطے کی ہی اسلیے کہ تجلی کرنے والی چیز اور جسمین وہ تجلی کرتی ہی دونون ایک صورت کی ہو جاتی ہین مثلاً جو شے رنگین کہ آئینے مین نظر آتی ہی آئینے کا رنگ بھی ویسا ہی نظر آتا ہی یا شیشہ سفید مین اگر کوئی رنگدار چیز بھر دو تو شیشہ اُسی رنگ کا معلوم ہو گا اسی لحاظ سے نصاریٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو جب دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کے نور کی چمک اور تجلی اُن مین زیادہ ہی تو مغالطے سے اُنھین کو خدا جان لیا جیسے کوئی شخص ستارے کو آئینے یا پانی مین دیکھکر گمان کرے کہ یہ ستارہ اسی کے اندر ہی اور اُسکے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاوے تو مغرور کہلا دیگا۔ اور طریق معرفت کے طے کرنے مین جتنی قسم کے مغالطے ہوتے ہین اُنکے بیان کو دفتر چاہیے اور جبتک تفصیل علم مکاشفہ کی بالکل نہ کیجاوے تب تک سب کا بیان بھی نہین ہو سکتا اور علم مکاشفہ کے بیان کی اجازت نہین اور غالب ہی کہ جسقدر ہے۔ بیان کیا ہی اسکو بھی ذکر کرنا مناسب نہ تھا اسواسطے کہ جو اس طریق کا چلنے والا ہی اُسکو غیر سے سننے کی حاجت نہین اور جو نہین چلتا اُسکو سننے سے کچھ فائدہ نہین بلکہ احتمال ضرر کا ہی اسواسطے کہ جب ایسی چیز سنتا ہی جو سمجھ مین نہین آتی اُس سے حیرت پیدا ہوتی ہی لیکن اتنا فائدہ ہی کہ جس مغالطے مین وہ رہتا ہی اُس سے نکلجاتا ہی اور کبھی یہ بھی ہوتا ہی کہ امر معرفت کو جو اپنے خیال فاسد اور ذہن مختصر اور عقل قاصر مین ایک ادنی بات سمجھتا ہی ان حالات کے سننے سے یقین کر لیتا ہی کہ واقع مین یہ امر بہت بڑا ہی اور نیز اولیاء اللہ کے مکاشفات کا ذکر اگر کیا جاتا ہی تو اُسکا بھی یقین ہو جاتا ہی اور جسکو مغالطہ قوی ہوتا ہی وہ ہر حال مین یکسان ہی جیسا پہلے نہین مانتا تھا اب بھی نہین مانتا۔

چوتھی فصل ارباب اموال کے مغالطے کا ذکر انکے بھی بہت فرقے ہین - ایک فرقہ وہ ہی جو مسجدون اور مدرسون اور سراؤن اور پلون کی تعمیر کے حریص ہوتے ہین یعنی ایسی چیزون کے بنانے کی جنکو سب لوگ دیکھین اور اُن عمارات پر اپنا نام کندہ کرا دیتے ہین تاکہ ہمیشہ اُنکی یادگار رہے اور مرنے کے بعد یہ نشانی باقی رہے اور اپنی دانست مین اس فعل سے مستحق مغفرت ہو جاتے ہین حالانکہ دو سبب سے یہ لوگ مغالطے مین ہین اول تو اس جہت سے کہ عمارات مذکورہ کو ایسے مال سے بناتے ہین جو ظلم اور غصب اور رشوت وغیرہ وجوہات ممنوع سے پیدا کرتے ہین پس اول تو اسوجہ سے خدا کے غضب کے سزاوار ہوے کہ مال حرام کھایا دوم اسوجہ سے کہ اُسکو اپنی ریا و شہرت کے لیے اُڑایا اُنپر واجب تھا کہ اُس مال کو نہ پیدا کرتے اور جب اُسکو تحصیل کر کے خدا کے گناہگار ٹھہرے تو یہ چاہیے تھا کہ توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع کرتے اور مال مالکان کے حوالے کرتے خواہ اصل مال یا اصل نہ رہتا تو اُسکا بدلا دے دیتے اور اگر مالک نہ ملتا تو اُسکے وارث کو دیتے اور اگر کوئی وارث بھی نہ ملتا تو اُس مال مسلمان کو سب سے ضروری مصلحت مین خرچ کرتے اور غالب ہی کہ مساکین کو بانٹنا اُس مال کا زیادہ ضروری معلوم ہوتا مگر مساکین کو نہین تقسیم کرتے اس خوف سے کہ مبادا دوسرے لوگون کو معلوم ہو جاوے تو وہی عمارت بنالین اور کوئی شہرت اُنھین کے ہاتھ لگے اس سے معلوم ہوا کہ عمارت پر جو یہ لوگ حریص ہین کچھ اسواسطے نہین کہ بقاے خیر چاہتے ہون بلکہ اُنکی غرض ریا

اور نیک نامی اور محبت تنہا ہی اور جانتے ہین کہ اُنکے باقی رہنے سے ہمارا نام جو اُنپر کندہ ہی وہ بھی بنا رہیگا اور دوسری وجہ یہ ہی کہ وہ یہی سمجھتے ہین
کہ ان عمارتون مین روپیہ لگانا اخلاص اور خیر کا کام ہی حالانکہ اگر اُنسے کہا جاوے کہ ایک روپیہ خرچ کرو مگر جس جگہ خرچ کرو وہان اپنا نام نہ لکھو
تو ہرگز نفس قبول نکرے اور دشوار جانے اور خداے تعہ سب کچھ جانتا ہی خواہ نام لکھا ہو یا نہین اگر لوگو نکو دکھلانا نہ منظور ہوتا صرف خدا ہی کے لیے کام ہوتا تو نام
لکھنے کی کیا حاجت تھی اور ایک فرقہ اور ہی کہ مال وجہ حلال سے پیدا کر کے مسجدونمین لگا دیتے ہین وہ مغالطے مین ہین دو جہت سے اول تو ریا اور طلب ثنا کی
جہت سے اسلیے کہ بعض اوقات ایسے شخص کے پڑوس مین یا شہر مین ایسے محتاج ہوتے ہین کہ انسے سلوک کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہی اور مسجدون کے بنانے
سے اُنکو دینا افضل ہوتا ہی مگر اُن کو جو مسجدون مین لگا دینا اچھا معلوم ہوتا ہی اُسکی وجہ یہی ہی کہ عمارت لوگون پر ظاہر ہوتی ہی اور دوسری وجہ مغالطے
کی یہ ہی کہ مسجدون پر جو نقش ونگار کرتے ہین وہ ممنوع ہی اور نمازیون کا دھیان اُس سے بٹتا ہی نظر اُنھین پر پڑتی ہی اور مقصود نماز سے
فروتنی اور دل کا حاضر ہونا ہی اور جب دل نقش ونگار مین ہوا تو ثواب باطل ہوگا اور اُسکا وبال نقش ونگار کرنے والے کے ذمہ رہیگا
اور وہ اس خیال مین ہی کہ مین امر خیر کرتا ہون یہ میرے لیے وسیلہ رضاے الٰہی ہوگا حالانکہ اِس سے خداے تعہ کی ناراضی کا مستحق ہوا
اُسکو گمان ہی کہ مین خداے تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہون اور اُسکے حکم کو بجا لاتا ہون اور واقع مین نقش ونگار سے لوگون کے دلون کو پریشان
کرتا ہی اور یہ بھی ممکن ہی کہ لوگ مسجدون مین یہ کیفیت دیکھکر اپنے گھرون کو ایسا ہی مزین کرین اور اُسکا وبال بھی اُسی شخص کی گردن پر رہے
حاصل یہ کہ مسجد اسیواسطے ہوتی ہی کہ اُسمین تواضع اور حضور دل اللہ کے سامنے ہو۔ حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ دو شخص ایک
مسجد مین آئے اُن مین سے ایک مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ مجھ جیسا آدمی خدا کے گھر مین جاوے یعنی شدت احتیاط
وانکسار سے یہ جملہ کہا اُسی جگہ صدیقون مین لکھا گیا یعنے تعظیم مسجد اس درجے پر کہ اپنے جانے سے گویا مسجد کو آلودہ سمجھا اور ایسی ہی
تعظیم مناسب بھی ہی یہ نہین کہ مسجد کو مال حرام سے یا دنیا کے مزخرفات سے لیپ پوت دیا اور خدا پر احسان کیا۔ اور حواریون نے ایکبار
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت عرض کیا کہ دیکھیے یہ مسجد کیا عمدہ ہی آپ نے فرمایا کہ اے میری امت مین تمسے سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ
اِس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑیگا اس مسجد والون کے گناہ کے باعث سب کو برباد کریگا اللہ کے نزدیک نہ سونے چاندی کی کچھ قدر ہی
اور نہ اُن اینٹون کی قدر جو تمکو اچھی معلوم ہوتی ہین بلکہ اُسکے نزدیک سب سے محبوب چیزین نیک بخت دل ہین اُنسے اللہ تعالےٰ
زمین کو آباد کرتا ہی اور جب وہ نیک بخت نہین رہتے تو انھین کی شامت سے زمین کو ویران کرتا ہی اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مسجدون کو ملمع کرو اور قرآنون کو چاندی سونا پہناؤ تو اُسوقت تمپر تباہی آویگی۔ اور
حضرت حسن رح سے منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ مسجد مدینہ منورہ کی تعمیر کا کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ
کے پاس آئے اور فرمایا کہ اُسکو سات ہاتھ اُونچا بنائیو اور ملمع اور نقش مت کیجیو غرضکہ اُن لوگون کا مغالطہ یہ ہی کہ جو بات بُری تھی اُسکو
اچھا سمجھ کر اُسپر تکیہ کیا اور ایک فرقہ اور ہی کہ مال صدقات مین خرچ کرتے ہین اور فقرا ومساکین کو دیتے ہین مگر اس خیرات کے واسطے
ایسا موقع ڈھونڈھتے ہین جہان لوگ جمع ہون اور فقرا مین سے بھی ایسون کی تلاش کرتے ہین جو شکر گزار اور نام مشہور کرنے والے ہون
اور خفیہ خیرات کو بُرا جانتے ہین اور اگر کوئی فقیر اُنسے کچھ لیکر چھپاوے تو اُسکو خطا وار اور ناشکر جانتے ہین اور کبھی حج مین بہت سا اُٹھاتے
ہین کہ ایک حج کے بعد دوسرا کرتے ہین مگر اپنے ہمسائیون کو بھوکا ہی چھوڑتے ہین اسی لیے حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ہی کہ آخر زمانے مین
ایسے لوگ ہونگے جو بے سبب بھی حج کرتے ہونگے چونکہ اُنکے پاس مال ہوگا اسواسطے سفر کرنے کو کچھ دشوار نہ جانتے ہونگے حج سے جو
پھرینگے تو محروم اور لٹے کھسٹے آوینگے یعنے ثواب خاک نہ ملیگا آپ تو سواری پر جنگل وریگستان مین پھرتے ہونگے اور اُنکے پڑوسی محتاج
ہونگے کہ اُنکی خبر نہ لینگے اور ابو نصر رح کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت بشر بن الحارث رح کے پاس آیا اور کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے

مین آپ سے رخصت ہونے آیا ہون آپ کو جو کچھ فرمانا ہو آپ بھی فرماوین آپ نے پوچھا کہ حج کے واسطے تیرے پاس کیا ہی اُسنے کہا کہ دو ہزار درم آپ نے فرمایا کہ حج سے تیرا مقصود کیا ہی سیر کرنا منظور ہی یا شوق خانۂ خدا کا ہی یا رضامندی اللہ تعالے کی اُسنے عرض کیا کہ مجھکو رضائے الٰہی منظور ہی آپ نے فرمایا کہ اگر گھر بیٹھے تجھکو رضائے الٰہی ان دو ہزار درمون کے خرچ سے ملجاوے اور تجھکو یقین بھی ہو جاوے کہ خدا کی رضا بیشک ہوئی تو تو کرے گا اُسنے کہا البتہ آپ نے فرمایا کہ تو جا اور ان درمون کو دس آدمیون کو دے دے قرضدار کو دے جو اپنا قرض ادا کرے اور محتاج کو دے جو اپنی شکستہ حالی درست کرے اور عیال دار کو دے جو اپنے عیال کی پرورش کرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کو دے جو یتیم کو خوش کرے اور اگر تیرا دل اس بات پر پکا ہو کہ ایک ہی شخص کو ان اقسام مین سے دے تو ایک ہی کو دے دینا اور یہ مین نے اسلیے کہا کہ کسی مسلمان کے دل کو خوش کرنا اور مظلوم کی فریاد کو پہونچنا اور ضرر کو ٹالنا اور کمزور کی مدد کرنا فرض حج کے بعد سو حجون سے افضل ہین تو اب جاکر جیسا مین نے کہا اُسکے بموجب اس روپیہ کو تقسیم کر دے اور نہ جو دلمین ہو وہ کہدے اُس شخص نے کہا کہ میرا دل تو سفر ہی پر جما ہوا ہی پس حضرت بشر رح نے تبسم فرمایا اور اُسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مال جب تجارات اور شبہات سے اکٹھا ہو جاتا ہی تو نفس یہ چاہتا ہی کہ کوئی حاجت پوری کیجیے اُسکے لیے اعمال صالحہ ظاہر کیا کرتا ہی مگر خدا تعالے نے قسم کھائی ہی کہ متقیون کے اعمال کے سوا اور کسی کے عمل قبول نہین کرے گا۔ اور ایک فرقہ اور ہی کہ بخل کے مارے مال کو جمع کرتے ہین اور عبادات ایسی کرتے جنمین کچھ خرچ نہ پڑے مثلاً دن کو روزہ رکھنا یا رات کو جاگنا یا ختم قرآن کرنا وغیرہ اور یہ لوگ بھی مغرور ہین اسلیے کہ بخل جو مہلک چیز ہی اُنکے دلون پر حاوی ہی اول اُنپر اُسی کا قلع و قمع مال کو دیکر کرنا چاہیے جو باتین کہ وہ کرتے ہین اُنکی کچھ حاجت نہین اور اُنکی مثال ایسی ہی جیسے کسی کے کپڑون مین سانپ گھس جاوے اور وہ قریب ہلاکت کے ہو لیکن اطمینان سے تسکین صفرا کے لیے سکنجبین بنا رہا ہو اب کہیے جسکو سانپ کاٹ لیگا اُسکو سکنجبین سے کیا فائدہ اور کب ضرورت ہوگی اسیواسطے حضرت بشر رح سے کسی نے کہا کہ فلانا غنی روزہ نماز بہت ادا کرتا ہی آپ نے فرمایا کہ جو اُسکے حال کے مناسب تھا وہ تو اُسنے چھوڑ دیا جو دوسرون کے لائق بات تھی وہ اختیار کی اُسکو یہ شایان تھا کہ بھوکون کو کھانا کھلاتا اور مساکین کو کچھ دیتا اپنے آپ جو بھوکا رہتا ہی اُسکی نسبت اگر یہ دادودہش بہتر تھی اور ایک فرقہ ہی کہ اُنپر بخل اسقدر زیادہ ہی کہ مال مین سے سوائے زکوۃ کے اور کچھ نہین دیتے پھر مال زکوۃ بھی ایسا بڑا اور نکما دیتے ہین کہ اپنے آپ ویسے مال سے نفرت کرین اور فقیرون مین سے ایسے فقیرون کو دیتے ہین جو اُنکی خدمت کرین اور اُنکے کاروبار مین پھرا کرین یا آگے کو اُنسے کسی خدمت کے محتاج ہون یا کوئی کسی طرح کی غرض اُنسے نکلے یا ایسون کو دیتے ہین جو کسی بڑے شخص کی سفارش لیکر آیا ہو اُسکو اسلیے دیتے ہین کہ ہماری قدر اُس بڑے آدمی کی نظرون مین ہو جاوے کہ ہمنے اُسکا کام کر دیا وہ بھی ہمارے کام مین دریغ نہ کرے تو یہ باتین سب کی سب نیت کی مفسد اور عمل کی تباہ کرنے والی ہین اور جو شخص ایسا کرتا ہی وہ مغرور ہی اور اُسکو یہ گمان یہ ہی کہ مین اللہ تعالے کا مطیع ہون حالانکہ بدکار و گناہگار ہی کہ خدا کی عبادت پر غیر سے عوض چاہتا ہی اسطرح کی باتین مال والون کے مغالطے کی ہین اور یہ بھی زائد از شمار ہین الاجنس مغالطے کی تنبیہ طور پر کچھ دی گئین اور ایک فرقہ اور ہی کہ وہ عوام خلق اور مالدارون اور فقرا ہین سب مین اُس قسم کے لوگ ہوتے ہین وہ وعظ کی مجالس ہی کی نے ہی کو اپنے نجات کیواسطے کافی و وافی اعتقاد کرتے ہین اور مجلس وعظ مین آنا ایک رسم و عادات مقررہ کر لی ہی اور یہ گمان ہی کہ صرف واعظ کے سننے ہی سے ثواب ملیگا گو اُسپر عمل نہ کرین اور یہ اُنکا خیال خام ہی اسلیے کہ مجلس وعظ کو جو فضیلت ہی تو اِسی جہت سے ہی کہ اُس سے آدمی کو رغبت خیر کی ہوتی ہی اگر یہ بات کسی مجلس مین نہو تو اُسمین کچھ بزرگی نہین اور رغبت اسیواسطے اچھی ہی کہ اُس سے آدمی آمادہ عمل ہوتا ہی اگر وعظ سے رغبت ایسی ضعیف ہوئی کہ عمل پر آمادہ نہ کیا تو ایسی رغبت سے کیا فائدہ اور جو چیز کسی اور چیز کے واسطے مطلوب ہوتی ہی اگر وہ دوسری چیز اُس سے نہ ملے تو اول چیز کو لیکر کیا کرے ۔ اور کبھی واعظ کی زبانی جو فضیلت

مجلس وعظ کی سنتے ہین اور رونے کا ثواب گوش زد ہوتا ہی تو مغالطے مین پڑتے ہین اور عورتون کی طرح رونے لگتے ہین اور کبھی کوئی کلام خوفناک
سنتے ہین تو اس سے زیادہ اور کچھ نہین کرتے کہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہتے ہین کہ خدا تو ہی بچا یُو یا خدا پناہ دے یا معاذ اللہ یا سبحان اللہ وغیرہ
اور اپنے گمان مین جو کچھ کرتے ہین وہ سب اچھا کرتے ہین حالانکہ مغالطہ صریح ہی اور انکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بیمار حکیمون کے مطب مین جایا
کرے اور جو کچھ وہان ذکر ہو اُسکو سنا کرے یا کوئی بھوکا کسی ایسے کے پاس بیٹھا کرے جو خوب مزہ دار کھانون کے ذکر اُس سے کیا کرے تو اُس سے
نہ تو مریض کا مرض جاوے گا نہ بھوکے کی بھوک اسیطرح طاعات کے اوصاف سننے اور عمل نہ کرنے سے خدا کے نزدیک کچھ فائدہ نہ ہوگا
اس سے معلوم ہوا کہ جس وعظ کے سننے سے آدمی مین کچھ تغیر اسطرح کا نہو جسکے باعث افعال بدل جاوین اور خدائے تعالیٰ کی طرف
توجہ قوی یا ضعیف متوجہ ہو جاوے اور دنیا سے روگردان ہو تو اسطرح کا وعظ اُسکے حق مین اور زیادہ باعث بازپرس کا ہوگا اگر اسکو
آدمی اپنے لیے ذریعہ سعادت سمجھے تو غلط فہمی ہی- اور اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو کچھ تمنے مغالطے کی وجہین لکھی ہین یہ ایک ایسی بات ہی کہ اس سے
کوئی خالی نہین اور اس سے بچنا بھی غیر ممکن ہی اور اس سے آدمی کو ایک یاس پیدا ہوتی ہی کیونکہ اتنی طاقت تو کسی مین نہین ہی کہ ان
آفات خفیہ سے بچے تو ضرور ہی کہ ناامید ہو کر بیٹھ رہیگا تو اسکا جواب یہ ہی کہ انسان اگر کسی چیز مین ہمت ہار دے تو البتہ اُس چیز کو بڑا بھی
جانتا ہی اور ناامید بھی ہوتا ہی اور اس راہ کو دشوار گذار سمجھتا ہی لیکن اگر ہمت اور خواہش صحیح کسی شی کی کرتا ہی تو غرض تک پہونچنے کے
لیے اپنی فکر دقیق سے بڑی باریک باتین اور خفیہ راہین نکال لیتا ہی مثلاً اگر اُڑتے جانور باوجود فاصلے کے اُتارنا چاہے تو اُتار
سکتا ہی یا مچھلی کو سمندر کی تہ مین سے اوپر نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہی یا پہاڑون مین سے چاندی اور سونا نکالنا چاہے تو کھود کر نکال
سکتا ہی یا جنگل کے وحشی آزاد کو گرفتار کرنا چاہے تو کرسکتا ہی یا درندون اور ہاتھیون اور دوسرے بڑے جانورون کو مطیع بنایا چاہے
تو بنا سکتا ہی یا سانپ واژدہا کو پکڑ کر کھیلنا چاہے تو ہوسکتا ہی کہ اُنکو پکڑ کر زہر مہرہ اُنکے اندر سے نکال لے یا اگر چاہے کہ توت کے
پتون سے ریشم منقش بن جاوے تو تدابیر سے بنا سکتا ہی یا مقدار ستارون کی اور انکا طول وعرض معلوم کرنا چاہے تو علم ہندسہ کے
ذریعے زمین پر کھڑا کھڑا دریافت کرسکتا ہی غرضکہ آدمی تدبیرین نکالنے مین اُستاد ہی ہر ایک چیز کی تدبیر اور ہر ایک کا سامان جدا بناتا
ہی اور ہر شے سے جدا کام لیتا ہی مثلاً گھوڑے سے سواری کا کام اور کتے سے شکار کا اور باز سے پرندون کے شکار کا لیتا ہی اور ان اشیا کو
اسی لیے اپنے قابو مین رکھتا ہی مچھلی کے شکار کو جال بناتا ہی غرض بغور دیکھو تو اسطرح کی باریک تدبیرین آدمی کی بہت سی ہین اور یہ
سب تدبیرین صرف اسلیے کی ہین کہ اُنسے دنیا کی غرض نکلے اور حصول مطلب کے لیے مدد ملے پس اگر اُسکو امر آخرت پیش آوے اور صرف
ایک ہی کام ہو یعنے دل کا سیدھا کرنا تو اُسوقت اُس کام سے عاجز ہو کر کہنے لگے گا کہ یہ امر محال ہی اور کسکو قدرت ہی کہ ایسا کرے
نہین بلکہ انسان کی ہمت کے سامنے محال نہین اگر صرف ایک ہی مطلب پر ہمت لگاوے چنانچہ مشہور ہی ہر کارے کہ ہمت
بستہ گردد + اگر خارے بود گلدستہ گردد + اور نیز ہمت مردان مدد خدا مثل مشہور ہی علاوہ ازین سلف کے صلحا اس کام سے عاجز نہوسکے
اور جنھون نے اُنکا اتباع اچھی طرح کیا وہ بھی اُس سے نہ ہارے اب بھی جو شخص سچا ارادہ اور ہمت قوی رکھتا ہوگا وہ کبھی عاجز نہوگا بلکہ
جتنی محنت کہ لوگون کو دنیاوی تدابیر کے پیدا کرنے مین اور اُسکے اسباب کی درستی مین لگتی ہی اُسکا دسوان حصہ بھی اُس شخص کو نہین پڑتی
اور مغالطے سے بچنے کے لیے تین باتین آدمی مین ضرور ہونا چاہیین عقل اور علم اور معرفت عقل سے ہماری مراد وہ نور اصلی خلقی ہی
جس سے کہ انسان اشیا کی حقیقت کا ادراک کرتا ہی اصل پیدایش مین آدمی کی ہوشیاری اور دانائی یہی ہی اور احمق اور عبادت بھی
غبی آدمی تمیز مغالطہ کی نہین کرسکتا اسلیے عقل کی صفائی اور فہم کی تیزی اصل پیدایش سے ہونی ضرور ہی اگر انسان شروع پیدایش
سے ایسا نہو گا تو اُسکا حاصل کرنا ممکن نہین البتہ اتنا ہوسکتا ہی کہ جب اصل عقل موجود ہی تو تجربہ وغیرہ سے اُسکو زور دے سکتے ہین

اِس سے معلوم ہوا کہ بنیاد سعادت کی عقل وکیاست ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے تبارک الذی قسم العقل بین عباده اشتاتا ان الرجلین لیستوی علمہما وبرہما وصومہما وصلاتہما ولکنہما یتفاوتان فی العقل کالذرة فی جنب احد ما قسم اللہ لخلقہ حظا ہو افضل من العقل والیقین اور حضرت ابو درداء رضہ سے مروی ہے[27] کہ کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو تہجد گذار اور حج اور عمرہ ادا کرتا ہو اور صدقہ وجہاد فی سبیل اللہ اور عیادت مریض اور جنازے کا ساتھ دینا اور ضعیف کی اعانت کرنا یہ سب باتین بجالاتا ہو اُسکا درجہ قیامت مین خدا کے نزدیک کتنا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُسکو ثواب بقدر عقل ملیگا اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین[37] کہ ایک آدمی کی تعریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے کی اور سب نے اُسکو اچھا کہا آپ نے پوچھا کہ اُسکی عقل کیسی ہے لوگون نے عرض کیا کہ ہم عبادت اور اخلاق اور فضل کا ذکر کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اُسکی عقل بتاؤ کہ کیسی ہے کیونکہ بیوقوف اپنی حماقت کے باعث بدکاری کے گناہ سے بھی زیادہ خطا کر بیٹھتا ہے اور قیامت کے روز لوگون کو قرب عقل ہی کے مقدار پر ہوگا۔ اور حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہین[47] کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی شخص کی شدت عبادت کا ذکر آپ کے سامنے ہوتا تو اُسکی عقل کا حال پوچھتے اگر لوگ عقل کو اچھا کہتے تو آپ فرماتے کہ وہ ہونہار ہے اور اگر عقل کو اچھا نہ بتلاتے تو فرماتے کہ وہ ہرگز رسیدہ نہوگا۔ اور ایک دفعہ جو ایک شخص کی شدت عبادت کا ذکر آپ سے کسی نے کیا آپ نے پوچھا کہ اُسکی عقل کیسی ہے لوگون نے کہا کہ عقل تو کچھ بھی نہین آپ نے فرمایا کہ جس درجے پر تم گمان کرتے ہو وہانتک وہ شخص نہین پہونچیگا اس سے معلوم ہوا کہ تیزی فہم اور عقل جبلی کا درست ہونا بھی ایک نعمت خدا کی ہے جو اصل پیدایش مین رکھ دیتا ہے اور اگر یہ نعمت حمق وبلادت سے جاتی رہتی ہے تو پھر اسکا تدارک نہین ہوسکتا دوسری بات رفع مغالطے کے لیے معرفت ہے اور اُس سے ہماری غرض چار چیزون کا پہچاننا ہے اپنے نفس کا اور خدا ے تعالے کا اور دنیا کا اور آخرت کا اپنے نفس کو یون جانے کہ بندہ ذلیل ہے اور اِس عالم مین مسافر ہے اور شہوات بہیمی سے اجنبی اور اُسکی طبیعت کے موافق صرف معرفت خداے تعالے اور اُسکا دیدار ہے اور اِس بات کا جاننا بدون معرفت نفس اور معرفت رب کے نہین ہوسکتا اسکے جاننے کے واسطے جو کچھ ہمنے باب محبت اور بیان عجائبات دل اور باب تفکر اور باب شکر مین لکھا ہے اُس سے مدد لے کیونکہ اِن ابواب مین وصف نفس اور جلال کبریا کے اشارات مذکور ہین جنسے تنبیہ فی الجملہ ہوجاتی ہے اور کمال معرفت اُسکے بعد ہے اسلیے کہ وہ علوم مکاشفہ مین سے ہے اور ہمنے اِس کتاب مین صرف علم معاملہ کو لکھا ہے اور معرفت دنیا اور آخرت کے لیے اُن باتون سے مدد لے جو باب مذمت دنیا اور باب ذکر موت مین لکھی ہین تاکہ معلوم ہو کہ دنیا کو آخرت سے کچھ نسبت ہی نہین جب اِن چارون کو پہچان لے گا تو خداے تعالے کی معرفت کے باعث تو دل مین محبت الٰہی جوش کریگی اور آخرت کی معرفت سے شدت رغبت اُسکی طرف پیدا ہوگی اور دنیا کے پہچاننے سے اُسکی طرف سے سخت روگردانی حاصل ہوگی اور سب سے زیادہ ضروری کام اُسکی نظرون مین وہی ہوگا جو خدا تک پہونچادے اور آخرت مین کام آوے اور جب یہ ارادہ غالب ہوگا تو سب باتون مین اُسکی نیت درست ہوگی اگر کھانا کھاوے گا یا قضاے حاجت کو جاوے گا اور کوئی کام کرے گا سب سے مقصود یہی ہوگا کہ سلوک راہ آخرت پر مدد ملے اور اِس درستی نیت سے مغالطہ دور ہوجاویگا جسکا منشا کشش اغراض اور میل دنیا اور جاہ اور مال کا ہے اسلیے کہ انھین چیزون سے نیت بگڑتی ہے اور جب تک دنیا اُسکے نزدیک آخرت کی نسبت محبوب رہیگی اور خواہش اپنے نفس کی رضاے الٰہی کی نسبت محبوب رہیگی تب تک چھوٹنا مغالطے سے ممکن نہین اور جب دل پر خدا کی معرفت اور اپنے نفس کی معرفت کے باعث جو کمال عقل کے سبب ہوتی ہے محبت الٰہی غالب ہوگی تو ایک تیسری چیز کی اور حاجت ہوگی یعنے علم اس بات کا کہ راہ خدا کو کسطرح طے کرنا چاہیے اور اللہ سے نزدیک کرنے والی اور دور کرنے والی چیزین کون سی ہین اور راستے کے آفات اور مہلکات اور گھاٹیان کون سی ہین اور ان سب باتون کو ہمنے اِس کتاب مین لکھا ہے مثلاً جلد اول مین شروط عبادت اور اُسکے آفات لکھے ہین شروط کی رعایت رکھنی چاہیے اور آفات سے احتراز کرنا ضروری سمجھے اور جلد دوم مین اسرار معاملات

اور جن چیزون کی طرف آدمی مضطر ہی اُنکو لکھا ہی اُنکو قواعد شرع کے بموجب عمل مین لاوے اور جس سے مستغنی ہو اُس سے اعراض کرے اور اِس جلد
مین وہ باتین ہین جو خدا کی راہ مین موانع ہین یعنے صفات مذمومہ خلق کے پس صفت مذموم کو جانے اور اُسکے علاج کا طور دریافت کرے اور جلد
چہارم سے صفات محمودہ معلوم ہوتے ہین کہ جب کوئی صفت مذموم آدمی اپنے اندر سے مٹا دے تو اُسکے عوض مین اچھی صفت پیدا کرے اِن
سب باتون کو جان لیگا تب ممکن ہی کہ جو اقسام مغالطہ کہ ہمنے لکھے ہین اُنسے بچ سکے اور اِن سب کی اصل یہ ہی کہ محبت الٰہی دل پر غالب ہو
اور محبت دنیا دل سے اُتر جاوے یہانتک کہ ارادہ مستحکم ہو جاوے اور نیت درست اور یہ بات جبھی ہو سکتی ہی جب وہ باتین جو ہمنے لکھی ہین اُنکو
پہچانے یہان ایک اور بات جاننے کی ہی کہ اِن سب امور کے جاننے کے بعد آدمی پر ایک اور خوف باقی ہی وہ یہ ہی کہ اُسوقت شیطان اُسکو
فریب دے کر اس بات کا آمادہ کرتا ہی کہ خلق کو نصیحت کرنا اور علم کو پھیلانا اور جو بات اپنے آپ کو خدا نے بتلائی اُسکو دوسرون کو بتلانا چاہیے
کیونکہ مخلص آدمی جب اپنے نفس کی تہذیب اور اخلاق کی درستی سے فارغ ہوتا ہی اور تمام کدورتون سے دل کو صاف کرکے راہ راست پر آجاتا
ہی اور دنیا کو حقیر جانکر ترک کرتا ہی اور خلق سے طمع منقطع کرکے اُنکی طرف التفات نہین کرتا اور سوا خدا کے اور اُسکے ذکر و مناجات کی لذت
کے اور شوق دیدار کے اور کوئی کام نہین رکھتا اور شیطان اُسکے بہکانے سے عاجز ہوتا ہی کہ دنیا کی طرف سے اگر اُسکو بہکا دے تو اُسکی اطاعت
نہین کرتا اسلیے دین کی راہ سے اُسکے پاس آتا ہی اور کہتا ہی کہ خلق خدا پر رحمت کر اور اُنکے دین کے بچانے کے واسطے اُنکو نصیحت کر اللہ تعالی
کی طرف اُنکو بھی بلا اُسوقت بندۂ مخلص رحمت کی نظر سے جو لوگون کو دیکھتا ہی تو اُنکو اپنے کامون مین سرگردان اور پریشان اور دین مین بہرے اور
اندھے پاتا ہی مرض سب پر غالب ہی اور اُنکو خبر نہین نہ کوئی طبیب کہ اُنکا علاج کرے سب مرنے کے قریب ہین اس حال کے دیکھنے سے اُسکو
رحم آتا ہی کیونکہ اُسکے پاس وہ دوا ہے معرفت ہی جس سے اُنکو راہ راست پر لا سکتا ہی اور اُنکی گمراہی ظاہر کرکے راہ سعادت بتلا سکتا ہی اور
اِس بتلانے مین کچھ محنت و مشقت بھی نہین نہ کچھ دینا پڑے پس اسکی مثال ایسی ہوتی ہی جیسے کسی کو کوئی بڑا مرض ہو جسکی تکلیف کی برداشت
نہ کر سکے اور اُسکے مارے رات بھر بے چین اور دن بھر بے قرار رہے کھانا پینا حس و حرکت شدت درد کے سبب کچھ نہ کر سکے اور اُسکے علاج کو
آسان چٹکلا بے دام اور بے محنت کا ہاتھ لگ جاوے جسکے کھانے مین تلخی بھی نہو اور اُسکو استعمال کرکے اچھا ہو جاوے رات کو اچھی طرح
سونے لگے اور دن کو آرام و آسائش سے رہے سب کدورت مبدل بصفا ہو جاوے اور تندرستی کی لذت بعد اِس تکلیف کے کام جان
مین پہونچنے لگے پھر وہ شخص بہت سے اپنے ہم جنسون کو دیکھے کہ اُنکو بھی وہی مرض ہی جو اُسکو تھا اور وہ بھی رات بھر جاگتے ہین اور مضطرب
رہتے ہین اور آہ آہ کرتے گذرتی ہی تو جو دوا اُسنے اپنی کی تھی وہی یاد آجاوے اور کہے کہ مین اُنکو بہت سہل تدبیر سے چند روز مین اچھا
کر سکتا ہون اور رحمت اور شفقت کے مارے ایک دم کی تاخیر اُنکے علاج مین نہ کرے ایسا ہی بندہ مخلص جب راہ راست پر پہنچ جاتا ہے
اور امراض دلی سے شفا پاتا ہی اور لوگون کو دیکھتا ہی کہ اُنکے دل مریض ہین اور علاج نہایت مشکل کہ طبیب اُس سے عاجز ہین اور یہ
ہلاک و تباہ ہوا چاہتے ہین اور مجکو اُنکا علاج کرنا سہل ہی تو خود بخود اُسکی ذات مین سے ایک پکا ارادہ اُنکی نصیحت کرنے کا پیدا ہوتا ہی
اور اس بات پر شیطان اور اشتعال دیتا ہی کہ شاید اُسی بہانے اُسکو لے ڈالے جب وہ شخص نصیحت مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان کا منصوبہ
بن پڑتا ہی کہ اول اُسکو ریاست کی طرف بلاتا ہی مگر نہایت پوشیدہ کہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہو اور اُس شخص مخلص کو خبر
نہو نے پاوے جب یہ سلسلہ جنبانی دل مین اُسکے ہونے لگتی ہی تو پھر بناوٹ اور زینت کی طرف بلاتا ہی کہ اچھے اچھے الفاظ اور نغمات
اور حرکات استعمال کرنے چاہیین اور لباس و صورت مین تکلف کرنا چاہیے جب اِن باتون پر لا ڈالتا ہی تو آدمی اُسپر ہجوم کرتے ہین
اور اُسکی توقیر و تعظیم بادشاہون سے بھی زیادہ کرتے ہین کیونکہ اپنے امراض کا شافی اُسکو جانتے ہین کہ صرف رحمت اور شفقت کے
باعث بے طمع علاج کرتا ہی اسیواسطے اُسکو ماں باپ اور اقارب سے بھی زیادہ محبوب جانتے ہین اور اپنے مال و تن سے اُسکی خدمت مقدم

سمجھتے ہین اور اُسکے سامنے مثل نوکر و غلام کے ہوجاتے ہین اور محفلون مین سب پر ترجیح دیتے ہین اور بادشاہون اور سلاطین سے زیادہ مانتے ہین اس معاملے سے اُسکی طبیعت پھول جاتی ہو اور نفس کو وہ راحت ولذت ملتی ہو کہ اُسکا کیا کہنا ہو اُسکے سامنے سب لذتین گرد جانتا ہو پس باوجود ترک دنیا کے اُسکی سب سے بڑی لذت مین جا پڑتا ہو اُسوقت شیطان موقع پاکر اپنا ہاتھ اُسکے دل کی طرف بڑھا دیتا ہو اور اُسکو ایسے ہی کام مین لگاتا ہو جسمین وہ لذت باقی رہے اور نفس کے شیطان کی طرف جھکنے کی پہچان یہ ہو کہ اگر مثلاً کسی بات مین اُس شخص سے غلطی ہو جاوے اور لوگون کے سامنے کوئی اُسپر انکار و اعتراض کرے تو غصہ کرے گا اور اگر دل مین اُس غصے کو بُرا سمجھے تو فوراً شیطان سوجھاتا ہو کہ یہ غصہ اللہ کے واسطے ہو کیونکہ اگر مریدون کا اعتقاد تجھپر درست نہوگا تو خدا کی راہ سے علحدہ ہوجاوینگے اسی سے مغالطہ کھاجاتا ہو اور کبھی اُس دھوکے کے سبب سے غیبت کرنے لگتا ہو یعنی جس شخص سے اعتراض کیا تھا اُسکی غیبت کرتا ہو جو حرام ہو حالانکہ اُسکے کہنے کے واسطے الفاظ حلال بہت سے ہین اُنکو نہین کہتا اور کبر مین مبتلا ہوجاتا ہو جو امر حق سے اعتراض کرنے اور اُسپر مشکور نہونے کا نام ہو اور پہلے خطرات سے بھی احتراز کرتا تھا۔ اسی طرح اگر کسی موقع پر ہنس پڑتا ہو یا بعض وظائف مین سُستی کرتا ہو تو نفس کو اضطرار ہوتا ہو کہ کہین ایسا نہو کہ لوگون کو اسکی خبر ہوجاوے اور میری توقیر جاتی رہے اس خیال سے استغفار کرتا ہو اور اُونچی اُونچی سانس لیتا ہو اور کبھی اعمال و وظائف اُنکے دکھلانے کو بڑھا دیتا ہو اور شیطان دل مین ڈالتا ہو کہ یہ باتین تو اسواسطے کرتا ہو کہ لوگ خدا کی راہ سے سُستی نہ کرین اور تیرے اس عمل کے چھوڑنے سے کہین وہ بھی نہ چھوڑ بیٹھین حالانکہ سب یہ فریب اور دھوکا ہو اصل مین نفس کا اضطراب تلف ریاست کے خوف سے اس بات کا موجب ہوا ہو اور اسی جہت سے اگر لوگ کسی اُس جیسے دوسرے شخص کی خطا یا قصور پر واقف ہون تو کچھ درد نہین آتا بلکہ اُسکو اچھا سمجھتا ہو اور خوش ہوتا ہو اور اگر اُسکے ہمسرون مین سے کسی کی طرف لوگون کے دل مائل ہون اور اُسکے کلام کی تاثیر اُسکی نسبت زیادہ ہو تو اُسپر نہایت شاق گذرے پس اگر اُسکو شوق ولذت ریاست نہین تو دوسرے کے ہونے کو غنیمت کیون نہین جانتا اسلیے کہ اُسکی مثال ایسی ہو جیسے کوئی شخص اپنے چند یارون کو کنوین مین گرا ہوا دیکھے اور اُسکے منہ پر کوئی سِل رکھی ہو جسکے سبب وہ اُوپر نہ نکل سکتے ہون اور یہ شخص درد و رحم کے باعث وہان آوے تاکہ پتھر کو سرکا کر اپنے یارون کو نکالے اور اکیلے اُسکا سرکانا مشکل ہو اب اگر کوئی دوسرا شخص اگر اُسکی مدد کرے کہ اُس پتھر کا ہٹانا اُسپر سہل ہوجاوے یا خود وہ شخص اپنے آپ تنہا اُسکو ہٹادے تو اُس شخص کو بہت خوش ہونا چاہیے کیونکہ اُسکی غرض تو یہی تھی کہ اپنے یارون کو اُس قید سے نجات ہوجاوے وہ حاصل ہوگئی اسی طرح نصیحت کرنے والے کی غرض اگر یہی ہو کہ مسلمان لوگ دوزخ سے بچین تو جو شخص اس امر مین اُسکا معین و مددگار ہو یا خود ہی کفیل اس غرض کا ہو تو بُرا نہ ماننا چاہیے بالفرض اگر سب اپنے آپ ہی ہدایت پر آجاتے تو کیا بُرائی تھی اب اگر دوسرے کے سبب سے راہ سیکھا تو کیون بُرا مانتا ہو غرضکہ شیطان کے فریب سے یہ نوبت ہوتی ہو جب یہ بات بھی آدمی مین ہوجاتی ہو تب تو شیطان دل کے بڑے بڑے گناہون کی طرف بُلاتا ہو اور اعضاے ظاہری سے فاحش خطائین کراکر تباہ کرتا ہو خدا بچاوے نفس کا راہ پہ آکر گمراہ ہوجانا بہت مصیبت ہو معاذ اللہ منہا اب باقی رہی یہ بات کہ نصیحت کس صورت مین درست ہو تو جاننا چاہیے کہ جب آدمی کا قصد صرف اللہ لوگون کی ہدایت ہی ہو اور اس بات کو چاہتا ہو کہ کاش کوئی ایسا ملجاوے جو اس بات مین میرا معین و مددگار ہو یا یہ لوگ آپ ہی آپ راہ راست پر آجاوین اور لوگون کے مال اور ثنا خوانی سے طمع بالکل قطع کردے اور اُنکی تعریف و مذمت کو یکسان جانے اور خدا کے نزدیک اگر اچھا ہو تو اُنکی مذمت کی کچھ پروا نکرے اور اگر اُسکے نزدیک سزاوار حمد نہین تو خلق کی تعریف سے خوش نہو اور سب لوگون کو ایسی نظر سے دیکھے جیسے سادات کو یعنی کسی پر تکبر نکرے اور سب کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے اسلیے کہ خاتمے کا حال معلوم نہین یا جیسے بہائم کو دیکھتے ہین یعنی جسطرح بہائم کو دیکھنے سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اُنکے دل مین اپنی جگہ ہو اور نہ اُنکے دیکھنے کی پروا ہوتی ہو کہ وہ ہمکو کسطرح دیکھین اور اسی لیے اُنکے سامنے کچھ حاجت زینت اور تکلف کی نہین ہوتی مثلاً چوپائے کے چرانے والے کو یہ غرض ہوتی ہو کہ اُنکی نگاہبانی چور اور درندون سے کرے یہ نہین ہوتی

کہ وہ مجھکو تاکین اسیطرح سالک کو چاہیے جب تک سب لوگون کو چوپاؤن کی طرح خیال نکریگا یعنے جیسا اُنکا دیکھنا مقصود نہین ہوتا ویسا ہی آدمیونکا
دیکھنا مقصود نہ جانیگا تب تک اُنکی اصلاح مین مشغول ہونے سے سالم نہ بچیگا بلکہ بعض اوقات اُنکو تو اصلاح پر لاویگا اور اپنے آپ بگاڑیگا جیسے
شمع کہ اورون کو روشنی دیتی ہے اور اپنے آپ جلتی جاتی ہے اب اگر کوئی کہے کہ اگر وعظ کا کہنا اُسیوقت پر منحصر کیا جاوے جب واعظ کو یہ درجہ
جو اوپر مذکور ہوا حاصل ہوجاوے تو دنیا وعظ سے خالی ہوجاویگی اور دل خراب ہوجاوینگے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہے
کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ ح لیکن اگر لوگ دنیا کی محبت نکرین تو تمام عالم درہم برہم ہوجاوے اور سب کارخانے ابتر ہوجاوین اور دل اور
بدن سب ہلاک ہوجاوین مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تھا کہ دنیا کی دوستی مہلک ہے اور اُسکو مہلک بیان کرنے سے بہت لوگونکے
دل سے اُسکی دوستی نہین نکلیگی صرف چند لوگ اُسکی محبت چھوڑینگے جنکے چھوڑنے سے دنیا اوجڑ نہوگی اسی واسطے آپنے حق خیرخواہی
بھی ادا کیا کہ جو کچھ اُسمین خطرہ تھا اُسکو بیان فرمادیا اور اُسکے چھوڑ دینے کے خوف وخطرے کے ذکر کو ترک نہین فرمایا کیونکہ اس بات پر اعتماد
تھا کہ اُسکے شہوات مہلک جو خداے تعالے نے اپنے بندون پر مسلط کر رکھے ہین وہ اُنکو کشان کشان دوزخ کی طرف لے آوینگے اور اللہ تعالے
کا یہ قول سچا ضرور ہوگا ولکن حق القول منی لاملان جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ع۲ جب یہ صورت ہے تو واعظون کی زبان ریاست کی محبت کے
باعث کبھی بند نہوگی اور اگر کوئی اُنسے کہے کہ وعظ محبت ریاست کے لیے حرام ہے اُسکے کہنے سے وعظ ترک نہ کرینگے جیسے تمام لوگ شرابخواری
اور زنا اور چوری اور ریا اور ظلم اور دوسرے گناہ نہین چھوڑتے حالانکہ خدا اور رسول کا فرمانا برابر سُنتے ہین کہ یہ سب گناہ حرام ہین پس
آدمی کو اپنے نفس کا خیال چاہیے اُلون کی فکر اپنے آپ کو کیا ضرور ہے بقول شخصے کہ قاضی جیو کیون دُبلے کہ شہر کا اندیشہ ہے اللہ تعالے
کے کارخانے عجیب ہین ایک آدمی یا چند آدمیون کو بگاڑ کر بہت سے لوگون کی اصلاح کرتا ہے اور خود فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس ع۳
بعضہم ببعض لفسدت الارض اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ اللہ تعالے اس دین کو ایسے لوگون سے تقویت دیگا جنکو کچھ بہرہ دین مین
نہو پس یہ خوف البتہ ہے کہ عبرت و وعظ کے قبول کرنے کی راہ بند ہوجاوے مگر یہ بات کہ واعظ باعث ریاست اور محبت دنیا کو مدنظر رکھیں
یا وعظ گوئی سے بدون اس محبت ریاست کے اپنی زبانین روک لین یہ کبھی نہوگا - اور اگر کوئی سالک اس فریب شیطانی سے واقف
ہو کر اپنے نفس کی اصلاح مین مشغول ہو اور وعظ چھوڑ دے یا وعظ کہے اور صدق واخلاص کی شرطین اُسمین ملحوظ رکھے تب بھی اُسے
ایک بہت بڑا خوف درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ شیطان اُسوقت اُس سے کہتا ہے کہ تونے مجھکو تھکا دیا اور اپنی ذکا اور عقل کے کمال کے باعث
مجھسے بچ گیا بہت سے اولیا اور اکابر میرے قابو مین آگئے مگر تو میرے ہاتھ سے نکلگیا تو بڑا ہی صابر ہے اور خدا کے نزدیک تیرا بڑا رتبہ ہے
اسلیے کہ تجھکو اتنی قوت دی کہ مجھکو مغلوب کر لیا اور جو چھل مین نے تجھپر چلائے سب تو سمجھ گیا پس سالک یہ بات شیطان کی سُنکر سچ جانتا ہے
اور غرور سے بھاگ کر عجب مین جا پڑتا ہے تو اپنے نفس پر عجب کرنا نہایت درجے کا مغالطہ ہے اور یہی سب مین بڑا مہلک ہے اور سب گناہون سے
زیادہ اسیواسطے شیطان کا مقولہ ہے کہ اے ابن آدم اگر تو یہ گمان کرے کہ اپنے علم سے مجھسے چھوٹ گیا تو جان لے کہ جہالت سے میرے پھندے
مین آپڑا پس اگر کوئی اپنے نفس پر عجب بھی نہ کرے اور شیطان کے دھوکے مین نہ آوے اور جانے کہ یہ رتبہ مجھکو خداے تعالیٰ کی طرف سے
[illegible]ف سے نہین اور مجھ جیسا شخص شیطان کے دفع پر قادر نہین ہوسکتا مگر یہ کہ توفیق آلہی اور اُسکی مدد شامل حال ہو اس لیے
[illegible]ایت ضعیف اور عاجز اور اقل قلیل ہے جب اس سے ایسا بڑا کام معلوم ہوا تو ظاہر ہے کہ یہ اپنے آپ اُسپر قادر نہین
[illegible]تعالے کی مدد سے ہوا تو باوجود اس جاننے کے بھی ایک اور خوف اُسکو باقی ہے وہ یہ کہ کہین خدا کے فضل پر مغرور ہو کر اُسکے کرم پر
[illegible]اُسکے عذاب سے مامون نہو جاوے اور گمان کرنے لگے کہ مین آگے کو بھی ایسا ہی رہونگا اور کسیطرح کے فتور وانقلاب سے خوف نکرے
[illegible]کے فضل پر تکیہ رکھے اور اُسمین خوف وعذاب نہ ملاوے اور چونکہ جو شخص خداے تعالے کے عذاب سے بیخوف رہتا ہے وہ قطعاً زیان کار ہوتا ہے

ح ا دنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے ۱۲ بیہقی در شعب بروایت حسن مرسلاً ۱۲ ع۲ لیکن ٹھیک پڑ چکی بات کہ مجھکو بھرنی دوزخ جنون سے اور آدمیون سے اکٹھی ۱۲ ع۳ اور اگر دفع نہ کرادی اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو خراب ہوجاوے ملک ۱۲

اسلیے ایسے شخص کو مناسب یہ ہی کہ اول تو یہ سب باتین مذکورۂ بالا خدا کے فضل سے سمجھے پھر اپنے نفس پر اِس بات کا خوف کرتا رہے کہ کہین کوئی صفت ذمیمۂ دل کے صفات سے مثل محبت دنیا اور ریا اور بدخلقی اور مغالطے وغیرہ کے مجھ سے دور ہونے کو رہ نہ گئی ہو اور مین اُس سے غافل رہا ہون اور اِس بات کا خوف ہر دم رکھے کہ کہین یہ حال جو اُب حاصل ہی چھن نہ جاوے اور کسی وقت خدا کے عذاب اور خاتمے کے اندیشے سے غافل نہ رہے اور یہ اندیشہ ایسا ہی کہ اِس سے چھٹکارا اور نجات بدون پُل صراط کے اُترے نہین ملتی چنانچہ روایت ہی کہ شیطان کسی پر اولیاء اللہ مین سے اُنکی نزع کے وقت کہ کچھ سانس اُنکا باقی تھا ظاہر ہوا اور کہا کہ میان صاحب تم مجھ سے نکل گئے اُنھون نے فرمایا کہ ابھی تک تو نہین نکلا یعنے خاتمہ بخیر ہو لے تو یقین تجھ سے بچنے کا ہو اور اسی لیے اکابر فرماتے ہین کہ آدمی سب تباہ کار ہین مگر عالم اور عالم بھی سب ہلاک ہونے والے ہین مگر عامل اور عامل بھی سب ایسے ہی ہین مگر مخلص اور مخلص بھی بڑے خطر پر ہین اِس قول سے معلوم ہوا کہ مغرور سب تباہ کار ہین اور مخلص جو غرور سے بھاگتے ہین وہ بھی خطرے پر ہین اسی جہت سے خوف و احتیاط اولیاء اللہ کے دل سے کبھی جدا نہین ہوتی اور چونکہ اعتبار خاتمے پر ہی اسلیے خدائے تعالیٰ سے ہم دعا مانگتے ہین کہ حسن خاتمہ نصیب فرماوے آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین جلد ثالث تمام ہوئی ... انشاء اللہ شروع ہوگا

تاریخ ختم ترجمہ جلد ثالث از ...

ہوا جبکہ آوازہ ختم ہر سو بلا جودتِ طبع احسنؔ کو فوراً کہا اُسنے تو ترجمہ سے ہو فارغ ۱۲۸۱ ۱۲۸۱		تو دل ... کیا ... یہ تاریخ ...	

الحمد للہ اولاً و آخراً

خاتمۃ الطبع از جانب مولوی محمد ...

الحمد للہ والمنۃ کہ اندنون کتاب مستطاب اعنی مذاق العارفین ترجمۂ احیاء علوم ... امراض معنوی کبر و غضب و حقد و حسد وغیرہ کو بخوبی بیان کیا اور انسے بچنے کے طریقے بتلائے ہین و نیز حالات بزرگ ... لکھ دیے ہین تا کہ اُنکے حال ... ہم لوگ عبرت حاصل کرین اور انکی پیروی کو اپنی سعادت اُخروی سمجھین ... بحسن صحت بماہ دسمبر ... مطبع نامی گرامی جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای ...